علم الانسان ما لم یعلم

۱۳۳۹

کتبخانہ

جامعہ ملیہ اسلامیہ

دہلی

شعبہ ——————

شمارہ ——————

عدد داخلہ ——————

A R Faruqi

DUE DATE

U/Rare
297.64
WAL

Acc No [illegible]

[illegible] for first 15 days
Rs 2.00 per day after 15 days of the due date

وكشفنا عنك غطاءك فبصرك اليوم ح

الحمد للہ والمنہ کہ یہ گوہر بے بہا جوہر پر ضیا سرمایۂ رشد و اہتدا آئینہ صدق و صفا مشتمل

جلد اول

کشف الغطاء عن الابصار

ترجمہ

ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء

١٣٢٩ھ

باہتمام مترجم ناچیز معترف بجرم و خطا محمد عبد الشکور عفاہ اللہ تعالی و سقاہ من رحیق الصفا

مطبع عمدۃ المطابع لکھنؤ میں چھپی

دیباچہ از مترجم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

[illegible] یحب ویرضی والصلوٰة والسلام علی نبیه المصطفیٰ وعلی آله اولی الدرجات العُلیٰ

[illegible] خاکپای اہل اسلام محمد عبد الشکور عافاہ اللہ عن الشرور وغفر له ولوالدیه یوم النشور برادران دینی کی خدمت میں عرض کرتا ہے
[illegible] نعمتیں ہر شخص پر بیحد و بیشمار ہیں اگر کوئی انسان اُنکی شکرگزاری کرنا چاہے تو ناممکن ہے کہ عہدہ برآ ہو سکے منجملہ ان نعمتوں کے ایک بڑی نعمت یہ ہے
[illegible] ہدایت کے لیے انبیا بھیجے جنہوں نے ہر ملک کے بنی آدم کو اُنکی زبان میں تعلیم و تلقین کی اور خداشناسی کی راہیں اُنپر کھولیں ہلاکت ابدی سے اُنکو بچاکر سعادت سرمدی
[illegible] آخر میں ایک شمع درخشان اور مہر تابان کو مبعوث فرمایا یعنی بہترین انبیا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس خاکدان تیرہ کو منور فرمایا اُس
[illegible] تیئیس برس تک طرح طرح کے مصائب و آلام کو برداشت کر کے اسلام کی تبلیغ کی اور کس رافت و رحمت کے ساتھ جہنم کے کنارے پر پہونچے ہوئے قافلوں کو شاہراہ ہدایت
[illegible] کے مستحق ہو چکے تھے اُنکو جنت الفردوس کا وارث بنایا پھر آپکے بعد ہر زمانہ اور ہر طبقہ میں آپکے سچے نائبوں کے ذریعہ سے اُس دین الٰہی کی تعلیم و تعلم کے سلسلہ
[illegible] ملک میں ایسے ایسے برگزیدہ قدسی پیدا کیے جنہوں نے حضرت ختم الانبیاء کی نیابت کا حق کما ینبغی ادا کیا یہ سلسلہ نعمت آجتک جاری ہے اور
[illegible] اس نعمت عظمیٰ سے بفضل خداوندی ہندوستان کو بھی بہرہ وافر ملا اور یہاں کی زمین بھی اس باران رحمت سے محروم نہیں رہی۔ ہندوستان کی
[illegible] حضرات انبیاء علیہم السلام کی گران بہا میراث پائی اُن میں ایک نمایاں رتبہ شیخ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کا ہے اور اُنکی یہ کتاب
[illegible] کتاب مانی گئی ہے۔

[illegible] کتاب کو [illegible] الدین خانصاحب مرحوم مدار المہام ریاست بھوپال نے چھپوایا تھا مگر اب یہ کتاب ایسی نایاب ہو گئی ہے کہ ہندوستان کے اندر ہر سے
[illegible] فارسی زبان کی کساد بازاری ہے اگر کتاب کہیں مل بھی جائے تو شائقین علوم اسلامیہ دس گنی قیمت پر بھی اسکو ارزان سمجھتے ہیں
[illegible] کہ یہ کتاب اُردو ترجمہ کے ساتھ چھاپی جائے اسلیے کہ فارسی اسکی بجائے خود نہایت دقیق ہے اسپر اُن علوم و معارف کی وجہ سے جو اس
[illegible] اس کتاب کا [illegible] ہو سکتی ہیں مہربان احباب کی آرزو نے باوجود بے بضاعتی کے اس ناچیز کو [illegible] دل میں
[illegible] فرصت نہ ملی [illegible] ایک ترجمہ اس کتاب کا پنجاب سے شائع ہو گیا ہے جس میں اس کتاب کی [illegible] تحریف
[illegible] کو سخت صدمہ پہونچا وہ یہ کہ وہ ترجمہ غیر [illegible] ہے جسکے باعث سے [illegible] لوگوں کے جنکے پاس
[illegible]

اس کیفیت کو دیکھکر شائقین کا تقاضا اور اصرار حد سے گذر گیا اب نہایت ضروری ہو گیا کہ عمدہ طور پر اصل کتاب کے ساتھ ترجمہ کیا جائے [illegible]
[illegible] ہی کہ چند روز مین اصل کتاب نایاب ہو جائے اور لوگ اس ترجمہ کو مطابق اصل سمجھکر اصل کتاب کو خرچ [illegible] اسی طرح ایک عالم [illegible] سے بدگمان ہو کر اسکی
تصنیف کے نتائج اور انکی علمی برکات کے فیض سے محروم ہو جائین بس خدا کا نام لیکر میں نے اس کام کو شروع کر دیا اور اُسی کی مدد پر بھروسہ کر کے مین نے اس [illegible]
اٹھالیا نام اس ترجمہ کا مین نے **کشف الغطاء عن السنۃ البیضاء** رکھا۔ حق تعالی کے لطف و کرم سے امید ہی کہ جسطرح اُس نے اس کام [illegible]
اسکے اتمام کی نعمت سے بھی سرفراز فرمائے آمین۔ جو برادران دینی اس ترجمہ سے منتفع ہون اُنسے التجا ہی کہ حضرت مصنف رحمہ اللہ کو اور بطفیل انکے اس ناچیز [illegible]

مختصر حال حضرت مصنف رح کا

نام نامی قطب الدین عرف ولی اللہ والد ماجد کا اسم گرامی شیخ ابو الفیض عبد الرحیم وطن دہلی۔ شیخ عبد الرحیم علیہ الرحمہ بھی دہلی کے اجلہ مشائخ سے تھے مصنف کا
نسب پدری حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق تک پہونچتا ہی اور نسب مادری امام موسی کاظم رحمہ اللہ تک بیان کیا جاتا ہی کہ مصنف کے والد نے حضرت خواجہ قطب الدین
بختیار کاکی رحمہ اللہ کو خواب مین دیکھا کہ وہ فرماتے ہین حق تعالی تمکو ایک فرزند دیگا تم اسکا نام میرے نام پر رکھنا اسی وجہ سے آپکا نام قطب الدین رکھا گیا۔ **ولادت**
سنہ ۱۱۱۴ھ ہجری مین چہارم شوال روز چہارشنبہ کو ہوئی سات برس کی عمر مین حفظ قرآن سے اور پندرہ سال کی عمر مین تمام علوم درسیہ سے فراغت حاصل کی تحصیل علم اپنے
والد ماجد سے کی جنکا سلسلہ سند بواسطہ سید زاہد بن اسلم ہروی مصنف زواہد ثلثہ کے علامہ محقق جلال الدین دوانی تک پہونچتا ہی بعد اسکے سنہ ۱۱۴۳ھ مین بعد وفات اپنے
والد ماجد مرحوم کے حرمین شریفین گئے اور وہان کے مشائخ سے بھی علم حاصل کیا اُس زمانہ مین حرمین علمای اعلام کا مرکز تھے بڑے بڑے محدثین اور فقہا کا وہان مجمع تھا گر سبنے
حضرت مصنف کی جلالت و نبالت کا اعتراف کیا چنانچہ انکے علے درجہ کے شیخ ابو طاہر کردی مدنی فرمایا کرتے تھے کہ شیخ ولی اللہ مجھ سے احادیث کے الفاظ کی سند حاصل
کرتے ہین اور مین اُنسے احادیث کے معنی کی سند لیتا ہون۔ پھر سنہ ۱۱۴۵ھ مین حرمین شریفین سے واپس آئے اور نہایت قناعت کے ساتھ درس و تدریس اور تصنیف
و تالیف مین اپنی تمام عمر بسر کی اور سنہ ۱۱۷۶ھ مین بعمر باسٹھ سال اس دار فانی کو چھوڑ کر دار رحمت مین سکونت اختیار کی دہلی کی شہر پناہ سے باہر بجانب جنوب [illegible]
طرف مزار مبارک ہی اللہ تعالی ہمیشہ اس مزار پر اپنی رحمت کا مینھ برساتا رہے۔

حضرت مصنف کی ذات بابرکات کسی کی تعریف و تذکیر کی محتاج نہین ہی آفتاب سے زیادہ روشن ہی نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام دنیا کے اہل اسلام [illegible]
جسقدر علمای کاملین بعد انکے ہوئے سب انکی مہارت کاملہ کے معترف ہین مگر حق یہ ہی کہ انکے کمالات علمیہ کے معلوم کرنے کے لیے کسی کی شہادت اور کسی کے بیان کی مطلق ضرورت [illegible]
خود انکی تصانیف شاہد عادل ہین کہ وہ اس دور آخر مین یکتای روزگار تھے خصوصا انکی یہ کتاب ازالۃ الخفا اور کتاب حجۃ اللہ البالغہ اور کتاب مسوی شرح موطا انکی مہارت کاملہ کے
اچھے نمونے ہین جو شخص ان کتابون کو دیکھے وہ سمجھ سکتا ہی کہ انکے مصنف کو تمام علوم دینیہ مین دستگاہ کامل حاصل تھی تفہیم کا طریقہ اور بیان کا سلیقہ جیسا انکو [illegible]
حضرت مصنف بلکہ انکا خاندان آبا رسے لیکر ابنا تک ہندوستان کے لیے آیہ رحمت تھا جسقدر علوم دینیہ خصوصا علم حدیث کا چرچہ ہندوستان مین ہی سب اسی خاندان
کا طفیل ہی اگرچہ علم حدیث کی بنیاد ہندوستان مین حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے قائم کر دی تھی مگر انکے بعد پھر اسمین کچھ نمایان ترقی نہوئی حضرت مصنف نے
اسکی تجدید و تکمیل کی اس لحاظ سے علم حدیث کے لیے ہندوستان مین حضرت شیخ دہلوی کو معلم اول اور حضرت مصنف کو معلم ثانی کہنا بالکل درست ہوگا۔
حضرت استاذ الاساتذہ علامہ لکھنوی مولانا شیخ عبد الحی رحمہ اللہ نے حضرت مصنف کا کچھ حال تعلیق الممجد کے مقدمہ مین لکھا ہی اور نہایت ناقدانہ الفاظ مین جیسا کہ انکی عادت ہے
مصنف کے فضائل و کمالات کو بیان کیا ہی مین چاہتا ہون کہ اس تذکرہ کا خاتمہ انھین کا کلام ہو فرماتے ہین۔

اور منجملہ شارحین موطا کے شیخ ولی اللہ محدث حنفی دہلوی ہین نام انکا قطب الدین احمد ہی بیٹے ہین
شیخ عبد الرحیم بن وجیہ الدین شہید بن معظم بن منصور بن احمد کے انکا سلسلہ نسب [illegible]

ومنہم الشیخ ولی اللہ المحدث الحنفی الدہلوی قطب الدین احمد بن عبد الرحیم
بن وجیہ الدین الشہید بن معظم بن منصور بن احمد وینتہی سلسلۃ نسبہ الی عمر الفاروق

[illegible] يوم الاربعاء رابع شوال سنة اربع عشرة وكانت
[illegible] القرآن وهو ابن سبع سنين واشتغل بتحصيل العلوم وكان والده
من تلامذة السيد الزاهد الهروي ولاجله صنف السيد الزاهد حاشية
الشهيرة على شرح المواقف وفرغ من جميع الفنون الرسمية حين كان عمره خمس عشرة سنة
وتوفي والده حين كان عمره سبع عشرة سنة فجلس على مسند التدريس مكانه ثم سافر الى
الحرمين الشريفين سنة ثلاث واربعين واخذ عن جمع من المشايخ منهم الشيخ ابو طاهر
المدني وعاد الى الوطن سنة خمس واربعين وكانت وفاته سنة ست وسبعين بعد المائة
والف وقيل سنة تسع وسبعين وله تصانيف كثيرة كلها تدل على انه كان من اجلة النبلاء
وكبار العلماء موفقا من الحق سبحانه بالرشد والانصاف ومتجنبا عن التعصب
والاعتساف ماهرا في العلوم الدينية متبحرا في المباحث الحديثية منها
ازالة الخفاء عن خلافة الخلفاء وهو كتاب عديم النظير في بابه وحجة الله البالغة وقرة العينين
في تفضيل الشيخين والفوز الكبير في اصول التفسير وعقد الجيد في احكام التقليد والانصاف
في بيان سبب الاختلاف والبدور البازغة في الكلام وسرور المحزون وفتح الرحمن ترجمة القرآن
وفتح الخبير وفيوض الحرمين وانسان العين في مشائخ الحرمين والانتباه في سلاسل اولياء الله
والدر الثمين في مبشرات النبي الامين والنوادر من احاديث سيد الاوائل والاواخر والقول الجميل
والهمعات والتفهيمات الالهية والطاف القدس والمقالة الوضية في النصيحة وتاويل الاحاديث
واللمعات والسطعات والمقدمة السنية في انتصار الفرقة السنية وانفاس العارفين وشفاء القلوب
والخير الكثير والزهراوين وله غير ذلك منها شرح الموطا برواية يحيى شرحين احدهما باللسان
الفارسي يسمى المصفى وفيه الاحاديث والآثار وحذف اقوال مالك وبعض البلاغات وتكلم
فيه كلام المجتهدين وثانيهما بالعربية يسمى المسوى اكتفى فيه على ذكر اختلاف المذاهب
وحل الحديث وشرح الغريب ونحو ذلك مما لابد منه ـ

ولادت انکی جیسا کہ خود انھون نے اپنے بعض رسائل مین بیان کیا ہی چہار شنبہ ۴ شوال ۱۱۱۴ھ
مین ہوئی سات برس کی عمر مین حفظ قرآن مجید سے فراغت حاصل کی اور اسکے بعد تحصیل علوم
مین مشغول ہوے۔ انکے والد سید زاہد ہروی کے شاگرد تھے۔ سید زاہد نے حاشیہ شرح مواقف انھین کے
والد کے لیے لکھا تھا۔ پندرہ سال کی عمر مین تمام علوم مدرسیہ سے فراغت حاصل کی انکی عمر سترہ سال کی تھی کہ
انکے والد ماجد کا انتقال ہوگیا اُسوقت اپنے والد کی جگہہ درس تدریس مین مشغول ہوے ۱۱۴۳ھ مین حرمین
شریفین کا سفر کیا اور وہان کے بہت سے مشائخ سے علم حاصل کیا جنمین ایک شیخ ابوطاہر مدنی تھے۔
۱۱۴۵ھ مین وطن واپس آئے اور ۱۱۷۶ھ مین وفات پائی اور بقول بعض ۱۱۷۹ھ مین۔

بہت سی تصانیف اپنی یادگار چھوڑین جو سب اس بات کو بتارہی ہین کہ وہ اعلے درجہ کے فضلاء
اور بڑے علماء مین سے تھے۔ حق سبحانہ کی طرف سے رشد اور انصاف کی انکو توفیق ملی تھی اور تعصب اور
کجروی سے پاک تھے علوم دینیہ کے ماہر اور مباحث حدیث مین متبحر تھے ان کی تصانیف کی فہرست ذیل ہے
[1] ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء جو اپنے موضوع مین بے نظیر کتاب ہی۔ [2] حجۃ اللہ البالغہ۔ [3] قرۃ العینین فی تفضیل
الشیخین۔ [4] الفوز الکبیر فی اصول التفسیر۔ [5] عقد الجید فی احکام التقلید۔ [6] الانصاف فی بیان سبب الاختلاف۔
[7] البدور البازغہ علم کلام مین۔ [8] سرور المحزون۔ [9] فتح الرحمن ترجمۂ قرآن۔ [10] فتح الخبیر۔ [11] فیوض الحرمین۔ [12] انسان العین
فی مشائخ الحرمین۔ [13] الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ۔ [14] الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین۔ [15] النوادر من احادیث
سید الاوائل والاواخر۔ [16] القول الجمیل۔ [17] الہمعات۔ [18] تفہیمات الالہیہ۔ [19] الطاف القدس۔ [20] المقالۃ الوضیۃ فی النصیحۃ۔
[21] تاویل الاحادیث۔ [22] لمعات۔ [23] سطعات۔ [24] المقدمۃ السنیہ فی انتصار الفرقۃ السنیہ۔ [25] انفاس العارفین۔
[26] شفاء القلوب۔ [27] الخیر الکثیر۔ [28] الزہراوین۔ انکے علاوہ اور کتابین بھی ہین۔ موطا کی دو شرحین لکھین ایک
فارسی زبان مین جسکا نام [29] مصفّٰی ہی اسمین صرف حدیث و آثار کی شرح ہی اور امام مالک کے اقوال اور انکے
بعض بلاغات حذف کردیے ہین۔ اس شرح مین مجتہدانہ روش سے گفتگو کی ہی اور دوسری شرح عربی زبان
مین ہی جسکا نام [30] مسوّٰی ہی اسمین صرف اختلاف مذاہب کو بیان کیا ہی اور کچھ حل لغت کیا ہی
اور ایسی ہی ضروری چیزون پر اکتفا کی ہی

مختصر حال اس کتاب کا

یہ کتاب ازالۃ الخفا حضرت خلفاے راشدین کی بہترین سیرت اور بہترین تاریخ ہونے کے علاوہ بہت سے دینی علوم و معارف کا خزانہ ہی اور بلاشبہہ حضرت مصنف کی جملہ تصانیف مین سے بہتر ہی علماء کاملین نے شہادت دی ہی کہ فی الحقیقت یہ کتاب اپنے موضوع مین بے نظیر ہی نہ حضرت مصنف سے پہلے کسی نے ایسی کتاب اس موضوع پر لکھی نہ انکے بعد [illegible] کی عبارت اوپر نقل ہو چکی ہی مگر سچ یہ ہی کہ اس کتاب کی عظمت خود اس کتاب کے دیکھنے سے معلوم ہوتی ہی آفتاب آمد دلیل آفتاب گر دلیلے خواہی ازوے رو متاب [illegible] ہجری مین منشی جمال الدین خانصاحب مدار المہام ریاست بھوپال نے چھپوائی تھی اللہ تعالی انکو غریق رحمت کرے انھون نے اس کتاب کی صحت و صفائی طبع کا [illegible] چھپا ہوا نسخہ راقم الحروف کے پاس ہی اسکے بعد پھر یہ کتاب نہین چھپی۔

منشی صاحب موصوف کے کارپردازون نے خاتمۂ کتاب پر اُس تمام اہتمام کو لکھا ہی جو اس کتاب کے متعلق کیا گیا اور لکھا ہی کہ قرائن سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ کتاب ناتمام ہی کیونکہ مقصد اول مین مصنف نے آٹھ فصلین قائم کی ہین اور آٹھوین فصل تفضیل شیخین کی ہی اسکو دو مقصد پر منقسم کیا ہی مقصد اول مین دلائل نقلیہ اور مقصد دوم مین دلائل عقلیہ مگر موجودہ نسخ مین دلائل عقلیہ کا کہین پتہ نہین علی ہذا کتاب کا مقصد دوم بھی اس وجہ سے ناتمام معلوم ہوتا ہی کہ خاتمہ کی کوئی عبارت اسپر نہین ہی حالانکہ یہ مصنف کی عادت کے خلاف ہی۔ منشی صاحب موصوف کا احسان ہی کہ اُنھون نے اس کتاب کو چھپا کر تلف ہونے سے محفوظ کر دیا تمام اہل اسلام کی شکرگزاری کے قابل ہی اور اسکی شکرگزاری کیا ہو سکتی ہی ع جز آنکہ بصدق دل دعائے بکنیم۔

لیکن باوجود اس اہتمام کے پھر بھی کتاب مین بہت سے اغلاط رہگئے اور حاشیہ جو اُسپر لکھا گیا ہی وہ بھی بعض بعض مقامات پر غلط ہی۔ ان تمام اغلاط کو مین نے تین قسم پر تقسیم کیا (۱) کاتب کی غلطیان جو مصحح سے فروگذاشت ہوئین مگر بدلالت عقل رفع ہو جاتی ہین جیسے مقصد اول کی فصل چہارم مسند حضرت جابر مین لفظ فطلع کو فطع لکھا ہی یا اسی نحو فذلک مین صحیح بخاری کی ایک روایت مین بجای علی الھجرۃ کے الی الھجرۃ لکھا ہی۔ (۲) وہ غلطیان جنمین دونون احتمال ہین خواہ کاتب کی ہون خواہ مصحح و محشی کی مگر وہ ایسی کہ ہر شخص کو انپر عبور نہین ہو سکتا جیسے فصل چہارم مین حضرت علی مرتضی کی مسند مین ایک روایت مین عن جدہ کا لفظ زیادہ لکھا ہی جو غلط ہی یا جیسے فصل پنجم کے مقصد اول مین تنبیہات سے پہلے ریاض النضرہ کی ایک روایت مین عن جدہ زیادہ لکھا ہی جو غلط ہی (۳) وہ غلطیان جو خود مصحح نے کی ہین جیسے فصل پنجم کے مقصد اول مین احد الاحبار باللہ محضا لم یشب مین ث کو اور س کو زبر اور ش کو زیر بنا کر بین السطور مین لکھ دیا ہی پیر دکھنہ نشد حالانکہ یہ غلط ہی یا مثلاً حضرت فاروق کے بیت المقدس کی روایت مین جہان اُنکی اُس تحریر کا ذکر ہی جو زمانہ جاہلیت مین اُنسے ایک راہب نے لکھوائی تھی الیس لعمرکم کا ابن عمر کے حاشیہ پر یعنی عمر اردا ولادہ اور اسپر بھی لکھ دیا ہی جو غلط ہی۔ غرض ان تمام اقسام کے اغلاط جا بجا مین اس ناچیز نے پوری توجہ کی ہی اور بڑی کوشش کی ہی کہ اب یہ کتاب اعلے پیمانہ کی صحت پر چھپے مگر ایک تو بشر دوسرے بے بضاعتی کیا امید ہی کہ کوشش مین پوری کامیابی ہو ع ہان مگر لطف خدا بیش نہد گامے چند + وھو حسبی ونعم الوکیل۔

اغلاط کے ذکر سے طبع سابق کے مصحح و محشی کو الزام دینا مقصود نہین بلکہ اصل حال کا اظہار منظور ہی ورنہ وہ کون ہی جس سے کبھی کوئی غلطی نہو۔ عفا اللہ عنا و عنہم جمیعاً

ترجمہ کے التزامات

(۱) ترجمہ مین توضیح مطلب کا بہت لحاظ اور سلاست و شگفتگی عبارت کی پوری رعایت ہی تاہم بعونہ تعالی مصنف کے الفاظ کی پابندی متروک نہین ہوئی (۲) آیتون کا ترجمہ مصنف نے نہین کیا اُنکے ترجمہ مین اول لفظ آیت لکھ دیا گیا ہی تاکہ ترجمہ معریٰ نرہے (۳) احادیث کے ترجمہ مین شروح حدیث سے پوری مدد لیگئی ہی اور اکثر شرح احادیث کی شرح حاشیہ پر لکھدیگئی ہی (۴) مکرر احادیث مین حاشیہ پر بتا دیا گیا ہی کہ یہ حدیث اس سے پہلے فلان صفحہ مین ہی تاکہ اسکی شرح جو ایک مرتبہ کی جا چکی ہی بار بار نکی جائے (۵) جو الفاظ عربی زبان کے ایسے تھے کہ انکا ترجمہ ایک دو لفظ مین نہو سکتا تھا یا ترجمہ کرنے سے فصاحت مین کچھ فرق آتا تھا وہان ترجمہ مین وہ الفاظ بعینہا قائم رکھے گئے اور حاشیہ پر اُنکا حل کر دیا گیا (۶) حسب ضرورت جا بجا مفید حواشی بڑھائے گئے (۷) توضیح مطلب یا سلاست کے لیے جو الفاظ ترجمہ مین مترجم نے بڑھائے ہین وہ اس قسم کے دو خطون کے درمیان ہین ( ) اور جو الفاظ یا جملے خود مصنف نے بطور معترضہ وغیرہ کے یا روایت حدیث مین بطور مدرج کے کسی راوی نے یا خود مصنف نے بڑھائے ہین وہ اس قسم کے دو خطون کے درمیان ہین (۸) جس مقام پر مصنف نے کتب شیعہ سے کوئی عبارت نقل کی ہی وہان صفحہ و سطر کا حوالہ حاشیہ پر بڑھا دیا گیا ہی یا اگر کوئی مضمون جو مصنف نے کتب اہل سنت سے نقل کیا ہی اس قاصر کی نظر سے کتب شیعہ مین بھی گزرا تو حاشیہ پر کتب شیعہ کا حوالہ بھی دیدیا گیا ہی (۹) اگر کسی مقام پر مصنف کے استدلال کو مزید قوت پہونچانے کے لیے شواہد وغیرہ کی ضرورت پیش آئی یا کسی قسم کا کوئی اعتراض کسی مقام پر شیعون کی طرف سے وارد ہوا ہی اور اُسکے دفعیہ کی ضرورت سمجھی گئی تو اپنی فہم کے موافق اس بے بضاعت نے اس کام کو بھی انجام دیا ہی اُن مضامین کو حاشیہ پر بڑھا دیا ہی (۱۰) طبع اول کے مصحح و محشی نے جس مقام پر اصل کتاب کے الفاظ غلط کر دیے تھے یا حاشیہ غلط لکھ دیا تھا اسکا اتباع نہین کیا بلکہ جانب صواب کو اختیار کیا گیا ہی جہان کہین ایسا ہوا ہی وہان حاشیہ پر اسکا اشارہ کر دیا ہی اسکے علاوہ اور بھی التزامات ہین جو ناظرین پر واضح ہین

واللہ الموفق والمعین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی بعث الینا اشرف الرسل داعیًا الی
اقوم السبل وجعل اصحابہ وزراءہ فی عہدہ و
خلفاءہ من بعدہ لتتم النعمۃ وتعم الرحمۃ واشہد
ان لا الہ الا اللہ وحدہ واشہد ان محمدا عبدہ
ونبیہ الذی لا نبی بعدہ صلی اللہ وسلم
علیہ وعلی آلہ وصحبہ اجمعین **امابعد**
میگوید فقیر حقیر **ولی اللہ** عفی عنہ کہ درین
زمانہ بدعت تشیع آشکار شد و نفوس عوام
بشبہات ایشان مشرب گشت و اکثر اہل
این اقلیم در اثبات خلافت خلفای راشدین
رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین شکوک
بہم رسانیدند لاجرم نور توفیق الہی در دل این
بندۂ ضعیف علمی را مشروح و مبسوط گردانید تا آنکہ
بعلم الیقین دانستہ شد کہ اثبات خلافت این
بزرگواران اصلیست از اصول دین تا وقتیکہ
این اصل را محکم نگیرند ہیچ مسئلہ از مسائل شریعت
محکم نشود زیرا کہ اکثر احکامے کہ در قرآن عظیم مذکور
شدہ مجمل ست بدون تفسیر سلف صالح بحل آن
نتوان رسید و اکثر احادیث خبر واحد محتاج بیان
بغیر روایت جماعۂ از سلف آنرا و استنباط مجتہدان
ازان تمسک نشود و تطبیق احادیث متعارضہ بدون
سعی این بزرگواران صورت نگیرد و ہمچنین جمیع
فنون دینیہ مثل علم قراءۃ و تفسیر و عقائد و علم سلوک
بغیر آثار این بزرگواران متاصل نشود و قدوۂ سلف
درین امور بخلفای راشدین ست و تمسک ایشان باذیال
خلفا جمع قرآن و معرفت قراءۃ متواترہ از شاذہ مبتنی
بر سعی خلفاست و قضایا و حدود و احکام فقہ
و غیر آن ہمہ مترتب بر تحقیق ایشان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہر طرح کی تعریف اللہ کے لیے جسنے بھیجا ہماری طرف اشرف الرسل کو جو بلانیوالے ہین نہایت سیدھی راہ (یعنی دین اسلام) کی طرف اور اُنکے لیے اصحاب ایسے مقرر کیے جنکو آپکے عہد مین آپکا وزیر اور آپکے بعد آپ کا خلیفہ بنایا تاکہ نعمت (اسلام) کامل اور رحمت (خدا سب کو) شامل ہوجائے۔ اور مین شہادت دیتا ہون کہ سوا اللہ کے کوئی معبود نہین وہ ایک ہی اور شہادت دیتا ہون کہ محمدؐ اُسکے بندے اور اُسکے نبی ہین جنکے بعد کوئی نبی نہین۔ صلوۃ و سلام نازل کرے اللہ اُن پر اور اُنکے آل و اصحاب سب پر۔

امابعد کہتا ہی فقیر حقیر **ولی اللہ** عُفی عنہ کہ اس زمانہ مین بدعت تشیع آشکار ہوگئی ہی اور عام لوگون کے دل اُنکے شبہات سے متاثر ہوگئے ہین اور اس ملک کے اکثر لوگ خلفای راشدین رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کی خلافت کے ثبوت مین شک کرنے لگے ہین لہذا توفیق الہی کی روشنی نے اس بندہ ضعیف کے دل مین **ایک علم** پیدا کیا جس سے یقین کے ساتھ معلوم ہوا کہ خلافت ان بزرگون کی ایک اصل ہی اصول دین سے جبتک لوگ اس اصل کو مضبوط نہ پکڑینگے کوئی مسئلہ مسائل شریعت سے مضبوط نہوگا کیونکہ اکثر احکام جو قرآن عظیم مین مذکور ہین مجمل ہین بغیر تفسیر سلف صالح کے اُن احکام کا حل نہین ہوسکتا اور اکثر حدیثین خبر واحد ہین شرح کی محتاج ہین بغیر اسکے کہ سلف کی ایک جماعت اُنکو روایت کرے اور مجتہدین اُن سے استنباط کرین قابل تمسک نہین ہوسکتین اور نہ بدون ان بزرگون کی کوشش کے متعارض حدیثون مین تطبیق کی کوئی صورت ہوسکتی ہی۔ اسیطرح تمام فنون دینیہ مثل علم قرارت و تفسیر و عقائد و سلوک کے بغیر اقوال ان بزرگون کے کسی اصل پر قائم نہین رہ سکتے اور سلف صالحین نے ان امور مین خلفای راشدین ہی کی پیروی کی ہی اور اُنھی کے دامن کو مضبوط پکڑا ہی۔ قرآن کا جمع ہونا اور قرارت شاذہ سے قرارت متواترہ کا امتیاز پانا خلفای راشدین ہی کی کوشش پر مبنی ہی اور عہدہ قضا کے فرائض اور حدود اور احکام فقہ وغیرہ انھی خلفا کی تحقیق پر مترتب ہین

ہر کہ در شکستن این اصل سعی میکند بحقیقت ہدم جمیع فنون دینیہ میخواہد و نیز دانستہ شد کہ مدبر السموات والارض تبارک و تعالی چنانچہ سائر شرائع را اولاً در مرتبۂ کلام نفسی در
ازل الازال معین و مقرر گردانید و اشارہ بہان
مرتبہ ست آیہ کریمہ اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللّٰهِ
اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ
السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ
بعد ازان بر قلب مبارک حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم
اجمالاً تارۃً و تفصیلاً اُخری فرود آورد بعد ازان
آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نصاً تارۃً و اشارۃً
اخری بیان آن فرمودند تا آنکہ آنچہ مراد حق بود
ظاہر شد و حجۃ اللہ قائم گشت و تکلیف عباد بآن
اعتقاداً و عملاً بظہور رسید ہمچنان خلافت خلفای
راشدین اولاً در کلام نفسی مقرر شد و در قرآن عظیم
اجمالا فرود آمد بعد ازان بر قلب مبارک آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم بطریق منام تارۃً و بطریق فراست
در تعبیر منامات صحابہ اخری این مجمل مفصل گشت
و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ازان علم شریف نصاً
و اشارۃً خبر داد تا آنکہ تکلیف عباد باستخلاف این
بزرگواران اعتقاداً و عملاً متحقق شد و پردہ از روی
کار بر انداختہ گشت و اہل قرن اول بموجب آن
بجان و دل عمل کردند برخلاف آنچہ متاخرین اشاعرہ
تقریر میکنند کہ خلافت ایشان بنص نیست مطلقا
یا بنص جلی نیست بلکہ امر اجتہادی ست کہ اہل عصر
بنا بر اجتہاد بران اتفاق نمودند و برخلاف
آنچہ شیعہ گمان میکنند کہ در قرن اول
حیف عظیم رفتہ بسبب طلب دنیا خلافت را
از مستحق آن غصب کردند و بر غیر مستحق اتفاق
نمودند استغفر اللہ من جمیع ما کرہ اللہ ۔ و نیز
دانستہ شد کہ تطبیق در اختلاف علما دران کہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم استخلاف
نمودند یا نہ بآن وجہ تواند بود کہ استخلاف گاہے
اطلاق کردہ میشود بر مجرد تنبیہ شارع
بر مکلف بودن عباد با نقیاد این جماعہ و گاہے بر بیان معتاد نزدیک وصیت بولایت عہد از جمیع اہل حل و عقد و تنصیص بلفظ استخلاف و مانند آن

(لہذا) جو شخص اس اصل کے توڑنے کی کوشش کرتا ہے وہ فی الحقیقت تمام فنون دینیہ کو مٹانا چاہتا ہے اور نیز (اسی علم سے) معلوم ہوا کہ مدبر السموات والارض تبارک و تعالی نے جسطرح ازل الآزال مین شریعت کی تمام باتون کو پہلے کلام نفسی کے مرتبہ مین معین و مقرر کیا اُسی مرتبہ کی طرف اس آیۂ کریمہ مین اشارہ ہے اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ الآیہ (ترجمہ) مہینون کی تعداد اللہ کے نزدیک بارہ ہین کتاب اللہ مین جس دن اُسنے آسمانون کو اور زمین کو پیدا کیا اُن (بارہ مہینون) مین سے چار مہینے حرمت والے ہین (یعنی انمین خونریزی وغیرہ کی ممانعت نہایت شدید ہے) اسکے بعد حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر کبھی اجمالاً اور کبھی تفصیلاً نازل کیا پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی صراحۃً اور کبھی اشارۃً اُن تمام شرائع کو بیان فرمادیا یہانتک کہ جو مقصود حق تعالی کا تھا ظاہر ہوگیا اور اللہ کی حجت قائم ہوگئی اور ان تمام باتون پر اعتقاد لانے اور عمل کرنے کے لیے بندون کا مکلف ہونا واضح ہوگیا اسیطرح خلفای راشدین کی خلافت پہلے کلام نفسی مین مقرر ہوئی اور قرآن عظیم مین اجمالاً نازل ہوئی اُسکے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر کبھی بطور رؤیا (یعنی خواب) کے اور کبھی صحابہ کے خوابون کی تعبیر مین بطور فراست کے اس اجمال کی تفصیل ہوگئی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صراحۃً اور اشارۃً اُس شریف علم (یعنی حقیقت خلافت خلفای راشدین) کی خبر دیدی یہانتک کہ ان بزرگون کی خلافت پر اعتقاد لانے اور عمل کرنے کے لیے بندون کا مکلف ہونا متحقق ہوگیا اور امر (خلافت) سے پردہ اُٹھ گیا اور قرن اول کے لوگون (یعنی صحابہ) نے اُسی کی منشا پر جان و دل سے عمل کیا۔

برخلاف اسکے جو متاخرین اشاعرہ کہتے ہین کہ خلفای راشدین کی خلافت پر کسی قسم کی نص نہین ہے (نہ جلی نہ خفی) یا نص (تو ہے مگر) جلی نہین ہے بلکہ انکی خلافتین امر اجتہادی ہین کہ اُس زمانہ کے لوگون نے اپنے اجتہاد سے اُنپر اتفاق کرلیا۔

اور برخلاف اسکے جو شیعہ خیال کرتے ہین کہ قرن اول مین ظلم عظیم ہوا کہ لوگون نے طلب دنیا کے لیے خلافت کو مستحق سے غصب کرکے غیر مستحق پر اتفاق کرلیا {استغفر اللہ من جمیع ما کرہ اللہ}

اور نیز (اسی علم سے) معلوم ہوا کہ علما کے اس اختلاف مین کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو خلیفہ بنایا یا نہین اسطرح تطبیق ہوسکتی ہے کہ (لفظ) استخلاف سے کبھی یہ مراد ہوتی ہے کہ شارع نے (جنکو خلیفہ بنانا چاہا) انکی اطاعت کا حکم بندون کو دیدیا اور کبھی (لفظ استخلاف سے) یہ مراد ہوتی ہے کہ ولیعہد بنانے کے مروجہ طریقہ کے موافق تمام اہل حل و عقد کو (انکی خلافت کی) وصیت کیجائے اور لفظ استخلاف یا اور کوئی ایسا ہی (صاف و صریح) لفظ انکے لیے بولا جائے (الحاصل استخلاف کا لفظ

ہریکے معنیے را ارادہ کردہ است وبحسب آن گفتہ ومشاورات صحابہ بحفظ احادیث بود واستنباط از نصوص وتذکر معانی مستخرجہ از مآخذ بسیار وامثال آن

اُن دونون معنی پر بولا جاتا ہی پس علما کے دو فریق ہوگئے ہین) ہر فریق نے ایک ایک معنی مراد لیے ہین اور اسی کے موافق کہا ہی (جو کچھ کہا ہی)

اور (خلافت کے لیے) صحابہ کا باہم مشورہ کرنا (اس امر کی دلیل نہین ہو سکتا کہ خلافت اُنکے نزدیک منصوص نہ تھی بلکہ کہا جا سکتا ہی کہ) احادیث (خلافت) کی حفاظت کرنے اور نصوص سے استنباط (کی ترویج) کرنے اور مختلف ماخذون سے نکالے ہوئے معانی کی یاددہانی وغیرہ کے لئے تھا۔

اور علما کے اس اختلاف مین کہ خلافت پر نص جلی ہی یا خفی اسطرح تطبیق ہو سکتی ہی کہ جنکو آیت اجمالی کا اُس حدیث سے ربط معلوم ہو گیا جو اس آیت کی تفسیر ہی وہ نص جلی کے قائل ہوگئے اور جنھون نے آیت کو جدا سمجھا اور اُسکے اجمال کا پردہ نہ اُٹھا سکے اور احادیث کو جدا جانا اور اُن حدیثون کو آیت کے ساتھ نہ ملایا (وہ نص خفی کے قائل رہے) پھر حدیثین (جو) خبر احاد تھین (اگرچہ) اثبات خلافت کے معنی پر جو قدر مشترک ہی متفق تھین (مگر) جن لوگون کی نظر بعض حدیثون پر پڑی اور بعض پر نہ پڑی اُنھون نے جانا کہ خبر واحد ہی اور جن لوگون کی نظر تمام حدیثون پر پہونچی اُنھون نے متواتر بالمعنے سمجھا توفیق کی روشنی نے جسطرح اس علم کو (مجھپر) کھولا اُسی طرح اُس کی اشاعت کا شوق بھی (تحریرًا و تقریرًا) دل مین پیدا کر دیا (اصل منشا اس شوق کا یہ قول رسول ہی جو) ابن ماجہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ اُنھون نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب اس امت کے پچھلے لوگ اگلون کو بُرا کہنے لگین تو (اُسوقت) جو شخص ایک حدیث کو بھی چھپائے اُسنے گویا اللہ عز وجل کی نازل کی ہوئی (پوری) شریعت کو چھپایا اسی وجہ سے یہ چند ورق اس رسالہ مین لکھے گئے اور نام (اس تحریر کا) **ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء** رکھا گیا اور اس تحریر کو دو مقصد پر منقسم کیا گیا **مقصد اول** مین خلافت عامہ اور خلافت خاصہ کے معنی اور خلافت کے شرائط اور اُسکے متعلقات اور (حقیت) خلافت خلفا کی دلیلون کا بیان ہی اور اس اختلاف کا حل ہی کہ (اقامت) خلافت نص کی وجہ سے تھی یا اجتہاد سے **مقصد ثانی** مین خلفای اربعہ کے فضائل کا بیان ہی۔

اب مقصود شروع ہوتا ہی اور مین محض توفیق الٰہی کی روشنی سے تمسک کرتا ہون اور اُسکے فضل پر توکل رکھتا ہون اور ہر ایک کام کو اُسکی حفاظت اور نگہبانی کے حوالہ کرتا ہون ہمکو اللہ ہی کافی ہی اور وہ بہت اچھا کارساز ہی اور قدرت اور طاقت (کسی مین) نہین ہی مگر اللہ ہی کی مدد سے جو بزرگ اور برتر ہے

وتطبیق درمیان اختلاف علما در انکہ خلافت بنص جلی ست یا خفی بآن وجہ واقع ست کہ جمعے را آیۂ اجمالی با حدیثے کہ تفسیر آن ست مربوط باہم منظور شد بنص جلی قائل شدند وجمعے آیۃ را جدا دانستند وحجاب اجمال او را نتوانستند برانداخت واحادیث را جدا وآنرا ملحق بآیہ نساختند باز احادیث اخبار آحاد بود متفق در معنی اثبات خلافت کہ قدر مشترک ست جمعے را نظر بر حدیثے دون حدیثے افتاد دانستند کہ خبر واحد است وجمعے را نظر بر ہمہ دفعۃً واحدۃً افتاد متواتر بالمعنے شناختند وچنانکہ نور توفیق این علم را مبسوط نمود داعیۂ نشر آن کتابۃً تارۃً وأخرى نیز بخاطر ریخت اخرج ابن ماجۃ عن جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا لعن آخر ھذہ الامۃ اولھا فمن کتم حدیثا فقد کتم ما انزل اللہ عز وجل بنا بر علے ذلک ورقے چند درین رسالہ نوشتہ شد وبہ

ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء

مسمے گشت وبر دو مقصد منقسم کردہ آمد

مقصد اول

در بیان معنی خلافت عامہ وخاصہ وشرط آن وانچہ متعلق بآن ست وسرد ادلہ بر خلافت ایشان وحل اختلاف اہل در میان خویش کہ خلافت بنص بود یا باجتہاد

مقصد ثانی

در مآثر خلفای اربعہ وھذا اوان الشروع فی المقصود وبنور توفیقہ اتمسک

وعلی فضلہ اتوکل والی کلایتہ وحفظہ کل امر افوض حسبنا اللہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

مقصد اوّل

اس مقصد مین چند فصلین ہین (جنکی تعداد آٹھ ہے)

فصل اوّل خلافت عامہ کے بیان مین

(اس فصل مین چھ مسالے ہین جن پر مصنف علاّمہ نے بحث کی ہی)

مسالہ (اوّل) خلافت (عامہ) کی تعریف۔ خلافت (عامہ) وہ ریاست عامہ ہی جو (بذریعۂ علوم دینیہ کے زندہ رکھنے اور (بذریعۂ) ارکان اسلام کے قائم کرنے اور (بذریعۂ) جہاد اور متعلقات جہاد کے قائم رکھنے کے جیسے لشکرون کا مرتب کرنا مجاہدین کو وظائف دینا مال غنیمت کو انپر تقسیم کرنا اور (بذریعۂ) عہدۂ قضا کے فرائض انجام دینے اور حدود کے قائم کرنے اور مظالم کے دور کرنے اور لوگون کو اچھے کامون کا حکم دینے اور برے کامون سے منع کرنے کے) بحیثیت نائب نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہونے کے بالفعل (حاصل ہوئی) ہو۔

اس تعریف کی تفصیل یہ ہی کہ ملت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام (مین غور وفکر کرنے) سے یقیناً معلوم ہوا ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب تمام خلق اللہ کے لیے مبعوث ہوسے تو آپنے مخلوق کے ساتھ بہت سے معاملات وتصرفات کیسے اور ہر معاملہ کے لیے اپنا نائب مقرر فرمایا اور ہرایک معاملہ مین اہتمام عظیم کیا۔ اُن معاملات پر جب ہم غور کرتے ہین اور جزئیات سے کلیات کی طرف پھر کلیات سے ایک ایسی کلی کیطرف جو سب کو شامل ہو منتقل ہوتے ہین تو اُن سب کی جنس عالی دین کی اقامت ہی جو تمام کلیات کو متضمن ہی اور اُسکی تحت مین دوسری جنسین ہین۔

اُن مین سے **ایک جنس** علوم دینیہ کی اشاعت ہی جیسے قرآن وحدیث کی تعلیم دینا اور وعظ ونصیحت کرنا فرمایا اللہ تعالی نے ھُوَ الَّذِی بَعَثَ الآیۃ (ترجمہ) وہی ہی جسنے مبعوث کیا امیون مین ایک رسول اُنھی (کی قوم) مین سے جو اُن (امیون) کے سامنے اللہ کی آیتین پڑھتا ہی اور اُنکو (اخلاق رذیلہ سے) پاک کرتا ہی اور اُنکو کتاب اور حکمت سکھاتا ہی (اس آیت سے ظاہر ہی کہ قرآن وحدیث کی تعلیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بڑا فریضہ تھی) اور باستفاضہ ثابت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو وعظ ونصیحت برابر کرتے رہتے تھے۔

دوسری جنس ارکان اسلام کا قائم کرنا ہی کیونکہ یہ باستفاضہ ثابت ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

مقصد اول

مشتمل ست بر فصول چند

فصل اوّل در خلافت عامہ

مسئلہ در تعریف خلافت هی الریاسة العامة فی التصدی لاقامة الدین باحیاء العلوم الدینیة واقامة ارکان الاسلام والقیام بالجهاد وما یتعلق به من ترتیب الجیوش والفرض للمقاتلة واعطائهم من الفیء والقیام بالقضاء واقامة الحدود ورفع المظالم والامر بالمعروف والنهی عن المنکر نیابة عن النبی صلی الله علیه وسلم تفصیل این تعریف آنکہ معلوم بالقطع ست از ملت محمدیہ علی صاحبہا الصلوات والتسلیمات کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چون مبعوث شدند برای کافہ خلق اللہ با ایشان معاملہا کردند وتصرفہا نمودند وبرای ہر معاملہ نواب تعیین فرمودند واہتمام عظیم در ہر معاملہ مبذول داشتند چون آن معاملات را استقرا نمائیم واز جزئیات بکلیات واز کلیات بہ کلی واحد کہ شامل ہمہ باشد انتقال کنیم جنس اعلی آن اقامت دین باشد کہ متضمن جمیع کلیات ست وتحت وے اجناس دیگر باشند یکے از ان احیاے علوم دین ست از تعلیم قرآن وسنت وتذکیر وموعظت قال اللہ تعالی هُوَ الَّذِی بَعَثَ فِی الْاُمِّیِّینَ رَسُولًا مِّنْهُمْ یَتْلُوا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ ومستفیض شد کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تعہد میکردند صحابہ را بتذکیر وموعظت ودیگر اقامت ارکان اسلام ست زیرا کہ مستفیض شدہ

اقامت جمع و اعیاد و جماعت خود میکردند و نصب امام در ہر محلے میفرمودند و اخذ زکوٰۃ و صرف آن بر مصارف می نمودند و عمال را برای [illegible] می ساختند
و ہمچنین شہادت بر ہلال رمضان و ہلال عید
می شنیدند و بعد ثبوت شہادت حکم بصوم و فطر
میفرمودند و حج را خود اقامت نمودند و سال نہم
حضور شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در مکہ
متحقق نشد حضرت ابوبکر صدیق را فرستادند تا
اقامت حج نماید و قیام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
بجہاد و نصب امراء و بعث جیوش و سرایا و قیام
آنحضرت بقضا در خصومات و نصب قضاۃ در
بلاد اسلام و اقامت حدود و امر معروف و نہی منکر
مستغنی ازان ست کہ بہ تنبیہ احتیاج داشتہ باشد
و چون آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم برفیق اعلے
انتقال فرمودند واجب شد اقامت دین بہمان
تفصیل کہ گذشت و اقامت دین موقوف افتاد
بر نصب شخصے کہ اہتمام عظیم فرماید درین امر و
نواب را بآفاق فرستد و بر حال ایشان مطلع باشد
و ایشان از امر وے تجاوز نکنند و بر حسب اشارہ
وے جاری شوند و آن شخص خلیفۂ آنحضرت
باشد و نائب مطلق وی پس از کلمہ
ریاست عامہ برآمدند علمای مسلمین کہ بتعلیم علوم
دینیہ مشغول شوند و قضاۃ امصار و امرای
جیوش کہ بامر خلیفہ اقامت این معنی نمایند
و در عصر اول موعظت و تذکیر ضمیمۂ خلافت بود
قال صلی اللہ علیہ وسلم لا یقص الا امیر او مامور
او مختال و از لفظ فی التصدی لاقامۃ الدین
برآمد شخصے کہ ریاست و غلبہ بر اہل
آفاق پیدا کند و متصدی شود اخذ باج را
من غیر وجہ شرعی مثل ملوک جابرہ متغلبہ
و از لفظ تصدی برآمد شخصے کہ قابلیت
اقامت دین بروجہ اکمل داشتہ باشد
و افضل اہل زمان خود بود لیکن بالفعل
از دست وے چیزے ازین امور برنیاید پس خلیفہ مختفی و غیر منصور و غیر متسلط نخواہد بود و قید نیابۃً عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم برمی آرد از مفہوم
خلیفہ انبیا را ہرچند در قرآن عظیم حضرت داؤد علیہ السلام را خلیفہ گفتہ شد

جمعہ اور عیدین اور (پنجوقتی) جماعت کی امامت کا اہتمام خود کیا کرتے تھے اور ہر مقام پر امام مقرر فرماتے تھے اور زکوٰۃ وصول کرتے اور اسکے مصرف مین صرف کرتے تھے اور ان کامون کے لیے عامل مقرر فرماتے اور اسیطرح ہلال رمضان اور ہلال عید کی رویت پر شہادت سنتے اور ثبوت شہادت کے بعد (رمضان کے ہلال مین) روزہ رکھنے کا اور (عید کے چاند مین) ترک صوم کا حکم فرماتے تھے اور حج کا انتظام بھی خود (بنفس نفیس) فرمایا اور (ہجرت کے) نوین سال جب آنحضرت صلعم مکہ معظمہ (حج کے لیے) نہین تشریف لیجاسکے تو حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کو بھیجا تاکہ وہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف سے نیابۃً) حج کرائین - اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا جہاد کو قائم رکھنا اور سرداروں کا مقرر کرنا اور جیوش و سرایا کا بھیجنا اور خصومات مین فیصلہ کرنا اور بلاد اسلام مین قاضیون کا مقرر کرنا اور حدود کا قائم کرنا اور اچھے کامون کا حکم دینا اور بُرے کامون سے منع کرنا محتاج بیان نہین ہے (پھر) جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رفیق اعلے کی طرف انتقال فرمایا تو (آپکی وفات کے بعد) بھی اُسی تفصیل مذکورہ کے ساتھ دین کا قائم رکھنا ضروری ہوا اور (اس تفصیل کے ساتھ) دین کا قائم رکھنا ایک ایسے شخص کے مقرر ہونے پر موقوف تھا جو اس کام مین اہتمام عظیم کرنے اور ہر ملک مین اپنے نائب بھیجے اور اُن کے حال سے خبردار رہے اور اسکے نائب اسکے حکم سے انحراف نکرین اور اسکے اشارہ پر چلتے رہین - ایسا ہی شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ اور بجمیع الوجوہ آپکا نائب ہوگا -

(خلافت کی جو تعریف کی گئی اسمین) **ریاست عامہ** کے لفظ سے وہ علما خارج ہو گئے جو علوم دینیہ کی تعلیم دیا کرتے ہین (کیونکہ اُنکو ریاست عامہ نہین حاصل ہوتی) اور شہر کے قاضی اور لشکر کے افسر بھی خارج ہو گئے جو خلیفہ کے حکم سے ان کامون کو انجام دیتے ہین (کیونکہ اُنکو بھی ریاست عامہ نہین ہوتی) اور قرن اول مین وعظ و نصیحت کرنا بھی خلافت کا ایک ضمیمہ تھا (جیسا کہ) نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وعظ نہ بیان کرے مگر حاکم وقت یا اسکا مقرر کیا ہوا کوئی شخص اور ان دونون کے علاوہ جو شخص وعظ کہے وہ ریاکار ہے - اور **دین قائم رکھنے** کے لفظ سے وہ جابر اور ظالم بادشاہ خارج ہو گئے جو ملک پر حکومت اور غلبہ حاصل کرکے غیر مشروع طریقہ سے خراج وصول کرتے ہین اور **بالفعل** کے لفظ سے وہ شخص خارج ہو گیا جو (اگرچہ) کامل طور پر دین قائم رکھنے کی قابلیت رکھتا ہو اور اپنے ہمعصر لوگون سے افضل بھی ہو لیکن بالفعل اُسکے ہاتھون سے کوئی کام امور مذکورہ مین سے انجام نہ پاوے پس ایسا شخص خلیفہ نہین ہوسکتا ہو (جو بقول شیعہ امام مہدی کی طرح) پوشیدہ ہو اور جسکو فتح و غلبہ نہ حاصل ہو - اور **بحیثیت نائب نبی صلی اللہ علیہ وسلم** ہونے کی لفظ خلیفہ کے مفہوم سے انبیا علیہم السلام کو خارج کر دیتی ہے (کیونکہ وہ نبی تھے نہ کہ نائب نبی) اگر حضرت داؤد علیہ السلام کو قرآن مین خلیفہ کہا گیا ہے مگر بیان جس خلافت کی تعریف کی گئی ہے اُس سے بلاشبہ

زیراکہ سخن در خلافت آن حضرت ست صلے اللہ علیہ وسلم حضرت داؤد خلیفۃ اللہ بودند لہذا حضرت ابوبکر صدیق راضی نشدند باسم خلیفۃ اللہ
وفرمودند کہ مرا خلیفہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
بگفتہ باشید **مسئلہ** واجب بالکفایہ
است بر مسلمین الی یوم القیامہ نصب
خلیفہ مستجمع شروط بچند وجہ یکے آنکہ
صحابہ رضوان اللہ علیہم بنصب خلیفہ و
تعیین او پیش از دفن آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم متوجہ شدند پس اگر از شرع وجوب
نصب خلیفہ ادراک نمی کردند برین امر
خطیر مقدم نمی ساختند داین وجہ اثبات
دلیل شرعی از آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
می نماید بروجہ اجمال **دوم** آنکہ در حدیث
وارد شدہ من مات ولیس فی عنقہ
بیعۃ مات میتۃ جاھلیۃ یعنی
ہر کہ بمیرد حال آنکہ نیست در گردن او بیعت
خلیفہ مردہ است بمرگ جاہلیت داین
نص شرع ست تفصیلا **سوم** آنکہ
خدای تعالی جہاد و قضا واحیای علوم دین
واقامت ارکان اسلام ودفع کفار از
حوزۂ اسلام فرض بالکفایہ گردانید وآنہمہ
بدون نصب امام صورت نگیرد و مقدمۂ
واجب واجب ست کبار صحابہ برین وجہ
تنبیہ نمودہ اند **مسئلہ** در شرط خلافت
واصل درین مسئلہ آنست کہ معنی خلافت
چنانکہ گذشت متضمن ست احیاے
علوم دین را واقامت ارکان اسلام
وامر معروف ونہی منکر وقیام بامر جہاد
وقضا واقامت حدود را پس ہرچہ
شرط ہر یکے ازین امور باشد شرط
خلافت ست وزیادہ ازان شرطے دیگر
بمقتضاے حدیث مستفیض وآن
قریشیت ست چون این اصل دانستہ شد خوض در تفصیل نمائیم از جملہ شروط خلافت آنست کہ مسلمان باشد زیرا کہ ریاست مسلمین را نمی سزد
بر مسلمان کما قال اللہ تعالی وَلَنْ یَجْعَلَ اللّٰهُ لِلْکٰفِرِیْنَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ سَبِیْلًا و پر ظاہر ست کہ این معنی از غیر مسلمان

حضرت داؤد (خارج ہین) کیونکہ بحث آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خلافت مین ہی اور حضرت داؤد خلیفۃ اللہ تھے (نہ خلیفۂ آنحضرت ﷺ) یہی وجہ تھی کہ حضرت ابوبکر صدیق نے (اپنے لیے) خلیفۃ اللہ کا لقب پسند نکیا اور فرمایا کہ مجھے خلیفۂ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کہا کرو۔

مسئلہ (دوم) مسلمانون پر ایسے خلیفہ کا منصوب (یعنی مقرر) کرنا جو جامع شرائط خلافت ہو فرض کفایہ ہی اور) قیامت تک (فرض رہیگا) اسکے بہت سے دلائل ہین **دلیل اول** یہ ہی کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی توجہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دفن سے بھی پہلے خلیفہ کے تعین وتقرر کی طرف مائل ہوئی لہذا معلوم ہوا کہ) اگر صحابۂ کرام کو شریعت کی طرف سے خلیفہ مقرر کرنے کی فرضیت (اور اسکے مقرر کرنے مین تاخیر کی ممانعت) معلوم نہوتی تو وہ حضرات ہرگز خلیفہ کے تقرر کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دفن پر مقدم کرتے۔ یہ تقریر (صرف صحابۂ کرام کے فعل کو ثابت نہین کرتی بلکہ) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے دلیل شرعی کا (خاص اس مسئلہ مین پایا جانا) ثابت کرتی ہی بطور اجمال کے **دلیل دوم** یہ ہی کہ حدیث (نبوی) مین وارد ہوا ہی کہ جو شخص اس حال مین مرے کہ اسکی گردن مین (کسی خلیفہ کی) بیعت کا رشتہ نہو وہ جاہلیت کی موت مرا یہ حدیث نص شرعی ہی تفصیلاً (یعنی حقیقۃً مرفوع ہی) **دلیل سوم** یہ ہی کہ خدای تعالی نے جہاد کو اور فیصلۂ خصومات کو اور علوم دین کے زندہ رکھنے کو اور ارکان اسلام قائم رکھنے کو اور بلاد اسلام سے کفار کے (حملے) دور رکھنے کو فرض کفایہ کردیا ہی اور یہ سب باتین بغیر امام (یعنی خلیفہ) کے مقرر کیے ہوے ظہور پذیر نہین ہوسکتین اور (کلیہ قاعدہ ہی کہ) فرض کفایہ (کا حصول) جس چیز پر موقوف ہو وہ چیز بھی فرض کفایہ ہوتی ہی بڑے بڑے صحابہ نے اس کلیہ قاعدہ پر (امت کو) متنبہ کردیا ہی

مسئلہ (سوم) خلافت (کے استحقاق) کے شرائط **اصل** یہ ہی کہ خلافت موافق اس معنی کے جو اوپر بیان ہوے متضمن ہی علوم دین کے زندہ رکھنے کو اور ارکان اسلام کے قائم رکھنے کو اور اچھی باتون کا حکم دینا اور بری باتون سے منع کرنے کو اور جہاد کا اور عہدۂ قضا کا انتظام قائم رکھنے کو اور حدود کے جاری رکھنے کو پس جو چیزین جن جن امور پر موقوف ہونگی وہ سب امور (استحقاق) خلافت مین مشروط ہونگے ان سب امور کے علاوہ ایک حدیث مستفیض کی وجہ سے ایک اور شرط بھی بڑھائی گئی ہی یعنی (خلیفہ کا) قریشی ہونا۔

جب **اصل** مذکور معلوم ہوجانیکے بعد اب ہم (اُن شرائط کی) تفصیل مین خوض کرتے ہین (پس واضح ہو کہ) منجملہ شروط (استحقاق) خلافت کے ایک شرط یہ ہی کہ خلیفہ مسلمان ہو کیونکہ مسلمانون کی سرداری کے لیے غیر مسلم زیبا نہین ہی جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی وَلَنْ یَّجْعَلَ اللّٰهُ الآیۃ (ترجمہ) ہرگز نہ بنائیگا اللہ کافرون کے لیے مسلمانون پر (سردار بننے کی) کوئی سبیل۔ اور نیز خلافت جن امور پر متضمن ہی وہ امور غیر مسلم سے

سرانجام نشود واگر خلیفہ کافر گردد العیاذ باللہ واجب شود خروج بروی پس نصب کافر اَوّل الاولیٰ ست بآنکہ درست نباشد و آز آن جملہ آنست کہ عاقل و بالغ باشد زیرا کہ مجنون و سفیہ و صبی محجور اند از تصرفات جزئیہ خویش قال اللہ تعالیٰ وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاۤءَ اَمْوَالَكُمُ چون بمال خود قادر نباشند بجان و مال و رقاب مسلمین البتہ تسلط ایشان صحیح نباشد و کارہای مطلوب از استخلاف بالقطع ازین جماعت سرانجام نمی شود و آز آن جملہ آنست کہ ذکر باشد نہ امرأۃ زیرا کہ در حدیث بخاری آمدہ مَا اَفْلَحَ قَوْمٌ وَلَّوْا اَمْرَهُمْ امْرَاَةً چون بسمع مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رسید کہ اہل فارس دختر کسریٰ را بپادشاہی برداشتہ اند فرمود رستگار نشد قومے کہ والی امر پادشاہی خود ساختند زنے را و نیز زیرا کہ امرأۃ ناقص العقل والدین ست و در جنگ و پیکار بیکار و قابل حضور محافل و مجالس نہ پس از وے کارہای مطلوب نہ برآید و آز آن جملہ آنست کہ حر باشد زیرا کہ عبد قابل شہادت در خصومات نیست و بنظر مردم حقیر و گمنام و واجب ست بروے مشغول بودن بخدمت سید خود و آز آن جملہ آنست کہ متکلم و سمیع و بصیر باشد زیرا کہ لازم ست بر خلیفہ حکم کردن بوجہے کہ در مقصد او اشتباہ واقع نشود و معرفت مدعی و مدعا علیہ و مُقِر و مُقَرٌّ لہ و شاہد و مشہود علیہ و استماع کلام این جماعہ و واجب ست بروے تولیت قضاۃ امصار و نصب عمال و امر کردن مرجیوش را بآنچہ در جہاد پیش آید و این ہمہ بدون سلامت اعضا متحقق نشود و مقدمہ واجب واجب ست و آز آن جملہ آنست کہ شجاع باشد و صاحب رای در حرب و سِلم و عقد ذمہ

سرانجام نہین پا سکتے (لہذا اسوجہ سے بھی خلیفہ کا مسلمان ہونا شرط ہی) اور نیز (متفق علیہ مسالہ ہی کہ) اگر خلیفہ معاذ اللہ مرتد ہوجائے تو اُس سے لڑنا واجب ہی پس (اس سے معلوم ہوا کہ) جو شخص پہلے ہی سے کافر ہو اسکا خلیفہ بنانا بدرجۂ اولیٰ درست نہوگا (یہ دلیل بھی خلیفہ کے لیے اسلام کو شرط بتاتی ہی) (اور منجملہ شروطِ استحقاقِ) خلافت کے ایک شرط یہ ہی کہ خلیفہ عاقل و بالغ ہو (مجنون بیوقوف نابالغ نہو) کیونکہ مجنون اور بیوقوف اور نابالغ بچے اپنے (ذاتی) معاملات مین تصرف کرنے سے روک دیے گئے ہین اور اُنکے کامون کے سرانجام دہی کے لیے ولی مقرر کیا جاتا ہی) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی کہ بیوقوف لوگون کو اپنے مال نہ دو (یعنی اُنکے ساتھ معاملات نکرو) پس جب یہ لوگ اپنے مال پر (تصرف کی) قدرت نہین رکھتے تو مسلمانون کے جان و مال پر بدرجۂ اولیٰ اُنکا تسلط صحیح نہوگا۔ اور نیز خلیفہ بنانے سے جو مقاصد متصور ہین وہ یقیناً مجنون اور بیوقوف اور نابالغ سے سرانجام نہ پاینگے (لہذا اسوجہ سے بھی خلیفہ کا عاقل و بالغ ہونا شرط ہوا) اور منجملہ شروطِ (استحقاقِ) خلافت کے ایک شرط یہ ہی کہ خلیفہ مرد ہو نہ عورت کیونکہ صحیح بخاری کی حدیث مین آیا ہی کہ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے سنا کہ اہل فارس نے کسرے کی بیٹی کو بادشاہ بنایا ہی تو آپ نے فرمایا کہ کبھی کامیاب نہوے وہ لوگ جنھون نے اپنی سلطنت کا انتظام ایک عورت کے ہاتھ مین دیدیا۔ اور نیز عورت عقل و دین مین کمزور ہوتی ہی اور میدان جنگ کے لیے بیکار ہوتی ہی اور محفلون اور مجلسون مین جانے کے قابل نہین ہوتی لہذا اس سے خلافت کے کام پورے نہین ہوسکتے۔ اور منجملہ شروطِ (استحقاقِ) خلافت کے ایک شرط یہ ہی کہ خلیفہ حر ہو (غلام نہو) کیونکہ غلام مقدمات مین گواہی دینے کے قابل نہین ہی اور عام لوگون کی نظر مین حقیر و ذلیل ہوتا ہی اور اُسپر اپنے آقا کی خدمت مین مشغول رہنا واجب ہی (لہذا ان وجوہ سے غلام مقاصد خلافت کے انجام دہی سے معذور ہے) (اور منجملہ شروطِ (استحقاقِ) خلافت کے ایک شرط یہ ہی کہ خلیفہ متکلم اور سمیع و بصیر ہو (گونگا بہرا اندھا نہو) کیونکہ خلیفہ پر لازم ہی کہ جو حکم دے وہ ایسا (صاف) ہو کہ اُسکا مقصد سمجھنے مین (لوگون کو) اشتباہ نہوا نیز ضروری ہی کہ خلیفہ مدعی اور مدعی علیہ کو اور مقر اور مُقَرٌّ لہ اور شاہد و مشہود علیہ کو پہچانے اور اُن لوگون کا بیان کو سُنے (اور اگر گونگا بہرا اندھا ہوگا تو یہ بات اسکو حاصل نہ ہوسکیگی) اور نیز خلیفہ پر لازم ہے کہ (اپنے) بلادِ (محروسہ) مین قاضیون کو اور اعلیٰ حاکمون کو مقرر کرے اور لشکرون کو میدان جنگ کی تدابیر بتلاسکے اور یہ سب باتین بغیر صحت اعضای مذکورہ کے ناممکن ہین (لہذا مقاصد خلافت ان اعضا کی صحت پر موقوف ہوئے اور اوپر بیان ہوچکا کہ) فرض کفایہ جس چیز پر موقوف ہو وہ چیز بھی فرض کفایہ ہوتی ہے اور منجملہ شروطِ (استحقاقِ) خلافت کے ایک شرط یہ ہی کہ خلیفہ شجاع ہو اور صلح و جنگ مین اور امان دینے

وفرض مقاتلہ وتعیین امراء وعمال وصاحب کفایت یعنی دغدغہ دوست نباشد نہ ناکردہ کار کہ خبط کند در امور ونتواند سرانجام دادن مہمات را زیراکہ جہاد بغیر شجاع وصاحب رای کافی صورت نہ بندد وآن مطلب اعظم ست از مطالب خلافت وازانجملہ آن ست کہ عدل باشد یعنی مجتنب از کبائر غیر مصر بر صغائر وصاحب مروت باشد نہ ہرزہ گرد خلیع العذار زیراکہ در شاہد وقاضی وراوی حدیث ہرگاہ این معانی شرط ست پس در ریاست عامہ کہ زمام خلق بدست او افتد اولی ست بآنکہ شرط باشد قال اللہ تبارک وتعالی مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ ومرضی بودن مفسر ست بعدالت ومروت وازانجملہ آنست کہ مجتہد باشد زیراکہ خلافت متضمن ست قضا واحیاے علوم دین وامر معروف ونہی منکر را وایںہمہ بدون مجتہد صورت نگیرد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَلْقُضَاةُ ثَلٰثَةٌ وَاحِدٌ فِی الْجَنَّةِ واثنان فی النّار فاما الذی فی الجنۃ فرجل عرف الحقّ فحکم بہ فھو فی الجنۃ ورجلٌ عَرَفَ الحق فجارَ فی الحکم فھو فی النار ورجلٌ قضی للنّاس علی جہلٍ فھو فی النّار۔ رواہ ابو داود۔ واصل معنی اجتہاد آنست کہ جملہ عظیمہ از احکام فقہ دانستہ باشد بادلہ تفصیلیہ از کتاب وسنت واجماع وقیاس وہر حکمے را منوط بدلیل او شناختہ باشد وظن قوی بہان دلیل حاصل کردہ پس دربن زمانہ مجتہد نمی تواند شد مگر کسیکہ جمع کردہ باشد پنج علم را علم کتاب قراءۃً وتفسیرًا وعلم سنت باسانیدآن ومعرفت صحیح وضعیف دران وعلم اقاویل سلف در مسائل تا از اجماع تجاوز ننماید ودر دو اختلاف علی قولین قول ثالث اختیار نکند وعلم عربیت از لغت ونحو وغیرآن وعلم طرق استنباط ووجوہ تطبیق بین المختلفین بعد ازان اعمال فکر کند در مسائل جزئیہ وہر حکمے را منوط بدلیل او شناسد ولازم نیست کہ مجتہد مستقل باشد مثل ابو حنیفہ وشافعی بلکہ مجتہد منتسب کہ تحقیق سلف را شناختہ واستدلالات ایشان فہمیدہ وظن قوی در ہر مسئلہ بہم رساند کافی ست

اور مجاہدین کے وظائف مقرر کرنے مین اور سرداروں اور حاکموں کے مقرر کرنے مین (المختصر مہمات سلطنت کے متعلق) صاحب رای (صائب) ہو اور کافی ہو یعنی آرام طلب اور ناتجربہ کار نہو کہ انتظام مین خبط کرے اور مہمات کو انجام نہ دے سکے کیونکہ جہاد غیر شجاع اور غیر صاحب رای (صائب) اور غیر کافی سے صورت پذیر نہین ہوسکتا حالانکہ مقاصد خلافت مین اعلے ترین مقصد جہاد ہی۔ اور منجملہ شروط (استحقاق) خلافت کے ایک شرط یہ ہی کہ خلیفہ عدل ہو یعنی کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرنیوالا اور صغیرہ گناہوں پر اصرار نکرنیوالا ہو اور صاحب مروت ہو یعنی ہرزہ گرد اور وارستہ مزاج نہو کیونکہ جب یہ باتین شاہد اور قاضی اور راوی حدیث مین شرط ہین تو ریاست عامہ کے لیے جسمین مخلوق کی باگ ہاتھ مین لینا پڑتی ہی بدرجہ اولی شرط ہونی چاہیین اللہ تعالی نے فرمایا ہی مِمَّنْ تَرْضَوْنَ الآیہ یعنی جن گواہوں کو تم پسند کرو (انکی گواہی ہونی چاہیے) اور گواہ کے پسندیدہ ہونے کا مطلب یہ بیان کیا گیا ہی کہ عادل ہو اور صاحب مروت ہو۔ اور منجملہ شروط (استحقاق) خلافت کے ایک شرط یہ ہی کہ خلیفہ مجتہد ہو کیونکہ خلافت (بمعنی مذکور) متضمن ہی عہدۂ قضا (کے فرائض) کو اور علوم دین کے زندہ رکھنے کو اور امر معروف ونہی منکر کو یہ سب باتین غیر مجتہد سے صورت پذیر نہین ہوسکتین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ قاضی تین قسم کے ہین انمین سے ایک مستحق جنت ہی اور دو سزاوار جہنم مستحق جنت وہ قاضی ہی جو (ہر معاملہ مین اپنی پوری کوشش سے) حق کو دریافت کرے اور اُسی کے موافق حکم دے اور سزاوار جہنم وہ قاضی ہی جو باوجود حق دریافت ہوجانیکے خلاف حق حکم دے علیٰہذا وہ قاضی جو باوجود (حق وناحق سے) بیخبر ہونے کے لوگون کا فیصلہ کرے اس حدیث کو ابو داؤد نے روایت کیا ہی دراصل مجتہد وہ شخص ہی جو ایک بڑا حصہ احکام فقہیہ کا جانتا ہو مع انکے دلائل تفصیلیہ یعنی کتاب وسنت واجماع وقیاس کے اور ہر حکم کو (جسکی علت منصوص نہو) اسکی علت کے ساتھ مرتبط جانتا ہو اور اس علت کا ظن قوی رکھتا ہو۔

اب اس زمانے مین مجتہد وہی شخص ہوسکتا ہی جو ان پانچ علمون کا جامع ہو قرآن پاک کی قرات وتفسیر کا علم احادیث کا علم مع انکی سندون کے اور معرفت صحیح وضعیف کے مسائل (دینیہ) مین سلف کے اقوال کا علم تاکہ اجماع سے متجاوز نہو اور دو مختلف قولون مین تیسرا قول ایجاد نکرے۔ زبان عرب کا علم یعنی لغت اور صرف ونحو وغیرہ کا علم استنباط مسائل کے طریقون کا علم اور دو مختلف (نصوص) مین تطبیق کے طریقون کا علم اور ان پانچ علمون کے حصول کے بعد مسائل جزئیہ مین غور وفکر کرکے ہر حکم کی علت معلوم کرچکا ہو (خلیفہ کے لیے) مجتہد مستقل مثل ابو حنیفہ وشافعی کے ہونا ضروری نہین ہی بلکہ مجتہد منتسب (یعنی جسنے سلف کی تحقیقات معلوم کرلی ہون اور انکے استدلال سمجھ لیے ہون اور ہر مسئلہ مین اسکو ظن قوی حاصل ہوگیا ہو (خلافت کے لیے) کافی ہی۔

وتحقیق آنست کہ احیای تفسیر قرآن نیز بغیر این علوم پنجگانہ میسر نیست لیکن معتبر آنجا احادیث اسباب نزول ومناسب اوست وآثار سلف در باب تفسیر وحفظ
وقوت فہم سیاق وسباق وتوجیہ وامثال آن ہر
علم تفسیر قیاس باید کرد جمیع فنون دینیہ را واللہ اعلم
ودر زمان صحابہ اکثر این شروط لازم نبود ہمین معرفت
قرآن وحفظ سنت درکار می شد زیرا کہ عربیت زبان
ایشان بود بغیر تعلم نحو بفہم کلام عربی میرسیدند وہنوز
احادیث متعارضہ ظاہر نشدہ واختلاف سلف
پدید نیامدہ بود وسوم از انجملہ آن ست کہ قریشی باشد
باعتبار نسب آبای خود زیرا کہ حضرت ابوبکر صدیق
صرف کردند انصار را از خلافت باین حدیث کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ اند الائمۃ
من قریش وابوہریرہ وجابر روایت میکنند
النَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَيْشٍ فِي هٰذَا الشَّأْنِ وابن عمر
روایت میکند لَا يَزَالُ هٰذَا الْأَمْرُ فِي قُرَيْشٍ مَا بَقِيَ
مِنْهُمُ اثْنَانِ ومعاویہ بن ابی سفیان روایت
میکند اِنَّ هٰذَا الْأَمْرَ فِي قُرَيْشٍ لَا يُعَادِيهِمْ أَحَدٌ
إِلَّا كَبَّهُ اللّٰهُ عَلٰى وَجْهِهِ مَا أَقَامُوا الدِّيْنَ
وغیر این طرق طرق دیگر ہم این حدیث را ثابت
بجہت اختصار برین قدر اکتفا نمودیم واختلاف
کردہ اند در اشتراط کتابت جمعی اثبات آن کردہ اند
بملاحظہ آنکہ بسیارے از امور دینیہ موقوف ست
بر معرفت خط از علم کتاب وسنت وانشای احکام
ونامہا وبعض رد کردہ اند آنرا بانکہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم امی بودند وحق آنست کہ بر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم درین امر قیاس نمیتوان کرد دیگر
را آلیوم معرفت دین موقوف ست بر شناختن
خط وبسیارے از مصالح منوط بنوشتن
بالجملہ چون این شروط در شخصے موجود
باشد مستحق خلافت شود واگر او را خلیفہ
سازند خلافت را برائے او عقد کنند
خلیفۂ راشد شود وغیر مستجمع این شروط را
اگر خلیفہ سازند ساعیان خلافت او عاصی گردند لیکن اگر تسلط یابد حکم او فیما یوافق الشرع نافذ باشد برائے ضرورت کہ برداشتن او
مسند خلافت اختلاف امت پیدا کند وہرج مرج پدید آرد **مسئلہ** در طرق خلافت۔ انعقاد خلافت بچہار طریق واقع میشود

تحقیق (مناسب مقام) یہ ہو کہ تفسیر قرآن کا زندہ رکھنا بھی بغیر ان پانچون علمون کے ممکن نہین ہو لیکن علم تفسیر مین احادیث اسباب نزول وغیرہ اور سلف کے تفسیری اقوال اور قوت حافظہ کے قوی ہونے اور فہم سیاق وسباق اور توجیہ وغیرہ کے استعداد کی ضرورت ہو اور یہی حال تمام علوم دینیہ کا ہو واللہ اعلم۔ صحابہ کرام کے زمانے مین (مجتہد بننے کیلیے) مذکورہ علوم مین سے اکثر علوم کی ضرورت نہ تھی صرف علم قرآن وحفظ حدیث کافی تھا عربی خود انکی (مادری) زبان تھی صرف ونحو وغیرہ حاصل کیے بغیر عربی کلام کو سمجھ لیتے تھے اور اُسوقت تک متعارض حدیثین بھی ظاہر نہ ہوئی تھین نہ مسائل مین سلف کا اختلاف تھا (لہذا نصوص متعارضہ مین تطبیق کے طرق اور اقوال سلف کے علم کی انکو ضرورت نہ تھی۔ اور منجملہ شروط (استحقاق) خلافت کے ایک شرط یہ ہو کہ خلیفہ قریشی ہو پدری نسب کے لحاظ سے کیونکہ ابوبکر صدیق رضی نے انصار کو خلافت سے یہی کہکر علیحدہ کیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ خلیفہ قریشی ہونا چاہیے اور حضرت ابوہریرہ اور حضرت جابر روایت کرتے ہین کہ لوگ دین مین قریش کے تابع ہین اور حضرت ابن عمر روایت کرتے ہین کہ یہ کام (خلافت کا) ہمیشہ قریش مین رہنا چاہیے جبتک کہ دو قریشی بھی دنیا مین موجود ہون اور حضرت معاویہ بن ابی سفیان روایت کرتے ہین کہ یہ کام (خلافت کا) قریش مین رہنا چاہیے جبتک کہ وہ دین کو قائم رکھین جو شخص انکی مخالفت کریگا اللہ اسکو سرنگون کردیگا یہ حدیث ان طرق کے علاوہ اور طریقون سے بھی مروی ہو بغرض اختصار ہمنے اسیقدر پر اکتفا کی۔

اسمین علما کا اختلاف ہو کہ (خلیفہ کیلیے) صنعت کتابت کا جاننا شرط ہو یا نہین کچھ لوگون نے اسکو شرط قرار دیا اس خیال سے کہ بہت سے امور دینیہ کتابت جاننے پر موقوف ہین مثل علم قرآن وحدیث کے اور مثل تحریر فرامین وخطوط کے اور کچھ لوگون نے اسکے شرط ہونیکی تردید کی ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امی تھے (لہذا جب نبوت کے لیے کتابت کا جاننا شرط نہوا تو خلافت کے لیے کیون شرط ہوگا) مگر حق یہ ہو کہ اس معاملہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کسی دوسرے کو قیاس نہین کرسکتے (لیکن اسقدر تو ظاہر ہو کہ) آجکل دین کی معرفت کتابت جاننے پر موقوف ہو اور بہت سے مصالح لکھنے سے متعلق ہین

الحاصل جب یہ سب شرطین کسی شخص مین پائی جائین تو وہ مستحق خلافت سمجھا جائیگا اور اگر اسکو (اہل حل وعقد) خلیفہ بنادین اور اسکے ہاتھ پر بیعت کرلین تو وہ خلیفۂ راشد ہوگا اور اگر کسی ایسے شخص کو لوگ خلیفہ بنادین جسمین یہ شرائط نہ پائے جاتے ہون تو اسکی خلافت کے بانی گنہگار ہونگے لیکن اگر (ملک پر) اسکا تسلط ہوجائے تو اُسکے وہ تمام احکام جو خلاف شرع نہون نافذ ہونگے بوجہ ضرورت کے کیونکہ (بعد تسلط کے) مسند خلافت سے اسکو اُٹھا دینا اختلاف امت کا باعث بنیگا اور فتنہ وفساد برپا کریگا

مسئلہ (چہارم) خلافت منعقد ہونیکے طریقے۔ خلافت چار طریقون سے منعقد ہوتی ہو۔

پہلا طریقہ اہل حل و عقد یعنی عالموں اور قاضیوں اور سرداروں اور نامور لوگوں کا بیعت کر لینا ہے (انعقاد خلافت کے لیے صرف انھیں اہل حل و عقد کا بیعت کر لینا کافی ہے، جو کہ بآسانی موجود ہو سکیں تمام بلاد اسلامیہ کے اہل حل و عقد کا متفق ہونا شرط نہیں ہے کیونکہ یہ محال ہے اور ایک دو آدمیوں کا بیعت کر لینا بھی (انعقاد خلافت کیلیے) مفید نہیں ہو سکتا کیونکہ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے اپنے آخری خطبہ میں فرمایا ہے جسنے بدون مشورہ مسلمانوں کے کسی سے بیعت کی تو اسکی بیعت نکیجائے بخوف اسکے کہ یہ دونوں (بحکم شریعت) قتل کر دیے جائینگے (یعنی بے مشورہ بیعت کرنیوالا اور بیعت لینیوالا **حضرت صدیق** کی خلافت کا انعقاد (اسی پہلے) طریقہ (یعنی اہل حل و عقد کے) بیعت (کر لینے) سے ہوا ہے۔

دوسرا طریقہ (انعقاد خلافت کا) خلیفہ کا کسی ایسے شخص کو خلیفہ بنا دینا جو خلافت کی شرطوں کو جامع ہو یعنی خلیفہ عادل بمقتضای خیرخواہی اہل اسلام ایک شخص کو ان لوگوں میں سے جو شرائط خلافت کے جامع ہوں منتخب کر لے اور لوگوں کو جمع کر کے (سب کے سامنے) اسکے استخلاف پر نص کر دے اور (مسلمانوں کو) اسکے اتباع کرنے کی وصیت کرے پس یہ شخص (جسکو خلیفہ نے خلافت کے لیے منتخب کیا ہے) ان تمام لوگوں میں سے جو جامع شرائط (خلافت) ہیں مخصوص ہو جاویگا اور قوم کو لازم ہوگا کہ اسی شخص کو خلیفہ بنائے **حضرت فاروق** (اعظم رضی اللہ عنہ) کی خلافت کا انعقاد اسی طریقہ سے ہوا تھا۔

تیسرا طریقہ (انعقاد خلافت کا) شوری ہے اور وہ یہ ہے کہ خلیفہ جامعین شرائط (خلافت) کی ایک جماعت میں خلافت کو دائر کر دے اور کہدے کہ اس جماعت میں سے جسکو اہل مشورہ منتخب کر لینگے وہی خلیفہ ہوگا پس خلیفہ کی وفات کے بعد (اہل شوری) مشورہ کریں اور (اس جماعت میں سے) ایک شخص کو (خلیفہ) معین کریں اور اگر (خلیفہ سابق) اس انتخاب کے لیے کسی (خاص) شخص کو یا کسی (خاص) جماعت کو مقرر کر دے تو اسی شخص یا اسی جماعت کا انتخاب کرنا معتبر ہوگا (حضرت عثمان) **ذی النورین** کی خلافت کا انعقاد اسی طریقہ سے (ہوا) تھا کہ حضرت فاروق نے خلافت کو چھ آدمیوں کے درمیان دائر کر دیا اور (حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد) آخر کو (ان چھ شخصوں میں سے کسی ایک کو) خلیفہ معین کرنے کے لیے عبدالرحمن بن عوف مقرر ہوے اور انھوں نے حضرت ذی النورین کو (خلافت کے لیے) منتخب کیا۔

چوتھا طریقہ (انعقاد خلافت کا) استیلاء ہے اسکی صورت یہ ہے کہ جب خلیفہ کی وفات ہو جائے اور کوئی شخص بغیر (اہل حل و عقد کے) بیعت (کیے ہوے اور) بغیر (خلیفہ سابق کے) استخلاف کے خلافت کو لیلے اور سب لوگوں کو تالیف قلوب یا جنگ و جبر سے اپنے ساتھ کرلے (تو یہ شخص) خلیفہ ہو جائیگا اور اسکا جو فرمان شریعت کے موافق ہو اسکی بجا آوری سب لوگوں پر لازم ہوگی۔ اور اس چوتھے طریقے) کی دو قسمیں ہیں ایک قسم یہ ہے کہ

طریق اول بیعت اہل حل و عقد ست از علما و قضات و امرا و وجوہ ناس کہ حضور ایشان متیسر شود و اتفاق اہل حل و عقد جمیع بلاد اسلام شرط نیست زیرا کہ آن ممتنع ست و بیعت یک دو کس فائدہ ندارد زیرا کہ حضرت عمر در خطبۂ آخر خود فرمودہ اند فمن بایع رجلا علی غیر مشورۃ من المسلمین فلا یتابع ھو والذی بایعہ تغرۃ ان یقتلا و انعقاد خلافت حضرت صدیق بطریق بیعت بودہ است طریق دوم استخلاف خلیفہ ست مستجمع شروط را یعنی خلیفۂ عادل بمقتضای نصح مسلمین شخصے را از میان مستجمعین شروط خلافت اختیار کند و جمع نماید مردمان را و نص کند باستخلاف وے و وصیت نماید باتباع وے پس این شخص میان سائر مستجمعین خصوصیتے پیدا کند و قوم را لازم ست کہ ہمان شخص را خلیفہ سازند انعقاد خلافت حضرت فاروق ہمین طریق بود طریق سوم شورے است و آن آنست کہ خلیفہ شائع گرداند خلافت را در میان جمعے از مستجمعین شروط و گوید از میان این جماعہ ہر کرا اختیار کنند خلیفہ او باشد پس بعد موت خلیفہ تشاور کنند و یکے را معین سازند و اگر براے اختیار شخصے را یا جمعے را معین کند اختیار ہمان شخص یا ہمان جمع معتبر باشد و انعقاد خلافت ذی النورین ہمین طریق بود کہ حضرت فاروق خلافت را در میان شش کس شائع ساختند و آخرہا عبدالرحمن بن عوف براے تعیین خلیفہ مقرر شد و وے حضرت ذی النورین را اختیار نمود طریق چہارم استیلاست چون خلیفہ بمیرد و شخصے متصدی خلافت گردد بغیر بیعت و استخلاف و ہمہ را بر خود جمع سازد بیتالف قلوب یا بقہر و نصب قتال خلیفہ شود و لازم گردد بر مردمان اتباع فرمان او در آنچہ موافق شرع باشد و این دو نوع ست یکے آنکہ

مستولی بتجمع شروط باشد وصرف منازعین کند و بصلح و تدبیر از غیر ارتکاب محرمی و این قسم جائز ست در رخصت و انعقاد خلافت معاویہ بن ابی سفیان بعد حضرت مرتضی و بعد صلح امام حسن ہمین نوع بود دیگر آنکہ مستجمع شروط نباشد و صرف منازعین کند بقتال و ارتکاب محرم و آن جائز نیست و فاعل آن عاصی ست لیکن واجب ست قبول احکام او چون موافق شرع باشد و اگر عمّال او اخذ زکوۃ کنند از ارباب اموال ساقط شود و چون قاضی او حکم نماید نافذ گردد و ہمراہ او جهاد میتوان کرد و این انعقاد بنا بر ضرورت ست زیرا کہ در عزل او افنای نفوس مسلمین و ظہور ہرج و مرج شدید لازم می آید و بیقین معلوم نیست کہ این شدائد مفضی شود بصلاح یا نہ بحتمل کہ دیگرے بدتر از اول غالب شود پس ارتکاب فتن کہ قبح او متیقن ہست چرا باید کرد برای مصلحتے کہ موہوم ست و محتمل و انعقاد خلافت عبد الملک بن مروان و اول خلفای بنی عباس ہمین نوع بود و بالجملہ اگر شخصے متفرد باشد در زمان خود بشروط خلافت یا جمعے ہستند متصف بشروط خلافت و این شخص افضل ہمہ ست منعقد نشود خلافت او بغیر یکے از طرق مذکورہ زیرا کہ بصفتے کہ وے دارد بدون تسلط یا بیعت خلاف منقطع نشود و فتنہ ساکن نگردد لہذا جماعہ از صحابہ بعد انتقال آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم برفیق اعلیٰ مبادرت کردند بہ بیعت حضرت صدیق و اکتفا نمودند برافضلیت او و اہل علم تکلم کردہ اند در آنکہ خلافت حضرت مرتضی بکدام طریق از طرق مذکورہ واقع شد مقتضای کلام اکثر آنست کہ بہ بیعت مہاجرین و انصار کہ در مدینہ حاضر بودند خلیفہ شدند و اکثر نامجات حضرت مرتضی کہ باہل شام نوشتہ اند شاہد این معنی ست و جمعے گفتہ اند کہ بشورے انعقاد خلافت ایشان شد زیرا کہ مشورہ استقرار یافت بر آنکہ خلیفہ عثمان باشد یا علی چون

استیلا کرنیوالا (خلافت کی) شرطون کو جامع ہو اور بغیر ارتکاب کسی ناجائز امر کے (صرف) صلح اور تدبیر سے مخالفون کو (مزاحمت سے) باز رکھے یہ قسم عند الضرورت جائز ہی **معاویہ بن ابی سفیان** کی خلافت کا انعقاد حضرت علی مرتضی (کی وفات) کے بعد اور (حضرت) امام حسن کے صلح کر لینے کے بعد اسیطرح سے (ہوا) تھا۔ دوسری قسم یہ ہی کہ (استیلا کرنیوالا خلافت کی) شرطون کو جامع نہو (اور خلافت مین) نزاع کرنیوالون کو بذریعۂ قتال اور ارتکاب فعل حرام کے (مزاحمت سے) باز رکھے یہ (قسم) جائز نہین ہی اور اسکا کرنیوالا عاصی ہے لیکن اس (خلیفہ) کے بھی اُن احکام کو قبول کرنا واجب ہی جو شرع کے موافق ہون اور اُسکے عامل اگر زکوۃ وصول کر لین تو مال کے مالکون سے (زکوۃ) ساقط ہو جائیگی اور اُسکے قاضیون کا حکم نافذ ہوگا اور اس (خلیفہ) کے ساتھ (شریک ہوکر کافرون سے) جہاد کر سکتے ہین اور (چونکہ) اس قسم کی خلافت کا انعقاد بوجہ ضرورت کے ہی (اسلیے اس قسم کے خلیفہ کو معزول نکرینگے) کیونکہ اُسکے معزول کرنے مین مسلمانون کی جانین تلف ہونگی اور سخت فتنہ و فساد لازم آئیگا اور (پھر) یقین کے ساتھ معلوم نہین کہ ان مصائب کا نتیجہ نیک ہو یا نہو (بلکہ) احتمال ہی کہ (اس) پہلے (خلیفہ) سے بھی زیادہ بدتر کوئی دوسرا شخص غالب ہو جائے پس ایک موہوم اور احتمالی مصلحت کے لیے ایسے فتنہ کا ارتکاب کیون کیا جائے جسکی قباحت یقینی ہی۔ **عبد الملک** بن مروان اور خلفای بنی عباس مین سے پہلے خلیفہ کی خلافت کا انعقاد اسی طرح ہوا تھا۔

حاصل یہ کہ (انعقاد خلافت انھین چار طریقون مین منحصر ہی حتی کہ) اگر کوئی ایک ہی شخص اپنے زمانہ مین خلافت کی شرطون کا جامع ہو یا شرائط خلافت سے متصف تو کئی آدمی ہون مگر یہ شخص سب سے افضل ہو تو بھی اسکی خلافت (چار) مذکورہ طریقون مین سے کسی ایک طریقہ کے بغیر منعقد نہوگی کیونکہ (جامع شرائط خلافت ہونے یا جامعین شرائط مین سب سے افضل ہونے کی) جو صفت اسمین ہی صرف اس صفت سے بغیر تسلط (حاصل کیے ہوے) یا (بغیر اہل حل وعقد کی) بیعت کے لوگون کا اختلاف دور نہین ہو سکتا نہ فتنہ فرو ہو سکتا ہی اسلیے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے رفیق اعلے کی طرف انتقال فرمانے کے بعد صحابہ کی ایک جماعت نے حضرت صدیق سے بیعت کرنے مین مبادرت کی اور (صرف) اُنکی فضیلت پر اکتفا نکیا۔

اہل علم نے اس بات مین کلام کیا ہی کہ حضرت (علی) مرتضی کی خلافت (چار) مذکورہ طریقون مین سے کس طریقہ پر واقع ہوئی۔ اکثر (علما) کے کلام سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ (حضرت علی) اُن مہاجرین اور انصار کے بیعت کر لینے سے خلیفہ ہوے جو مدینہ مین موجود تھے اور حضرت (علی) مرتضی کے اکثر وہ خطوط جو آپ نے اہل شام کو لکھے اسپر شاہد ہین اور (علما کا) ایک گروہ کہتا ہی کہ حضرت علی کی خلافت کا انعقاد بذریعۂ شوری کے ہوا کیونکہ (حضرت فاروق اعظم کے بعد) مشورہ اسپر قرار پایا تھا کہ خلیفہ یا حضرت عثمان ہون یا حضرت علی (پس پہلے حضرت عثمان خلیفہ ہوے پھر جب

عثمان نماند علی متعین شد وفیہ مافیہ در ذیل این مسئلہ نکتہ چند باید فہمید اینجا سوالے متوجہ میشود تقریرش آنکہ تو قائلی بآنکہ خلافت حضرت شیخین بنص بود از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پس انعقاد خلافت صدیق بہ بیعت اہل حل وعقد وخلافت فاروق باستخلاف بر قول تو چگونہ درست آید جواب گوئیم مقصود ما آنست کہ بنص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم لازم شد خلیفہ ساختن حضرت صدیق وفاروق در زمان مخصوص بایشان متوجہ شدن وعقد خلافت برای ایشان بستن وامتثال امر ایشان نمودن در انچہ متعلق ست بخلیفہ لیکن وجود خلافت بالفعل بہ بیعت اہل حل وعقد بود یا باستخلاف مثل آنکہ نماز فرض شد بر زید در کلام ازلی وبنص شارع وتعلق حکم وجوب بالفعل منوط گشت بدخول وقت پس باعتبار حکمت اسباب وعلل نسبت کردہ میشود انعقاد خلافت را بہ بیعت اہل حل وعقد یا باستخلاف وہمچنین بالیقین میدانیم کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نص فرمودہ است بآنکہ امام مہدی در زمان قیامت موجود خواہد شد ووی عند اللہ وعند رسولہ امام برحق ست وپُر خواہد کرد زمین را بہ عدل وانصاف چنانکہ پیش از وے پُر شدہ باشد بجور وظلم پس باین کلمہ افادہ فرمودہ اند استخلاف امام مہدی را وواجب شد اتباع وے در انچہ تعلق بخلیفہ دارد چون وقت خلافت او آید لیکن این معنی بالفعل نیست مگر نزدیک ظہور امام مہدی وبیعت با او میان رکن ومقام باز مشورۂ قوم برای حضرت صدیق یا خلیفہ ساختن صدیق حضرت فاروق را برای خود وعزم کردن عبد الرحمن ابن عوف برائے ذی النورین مستلزم آن نیست کہ اینجا نصے نباشد بلکہ ظاہر آن ست کہ این بزرگان نصے یا اشارتے از شارع دست آویز خود ساختہ اند ومشہور شد درمیان مردم نسبت بایشان چنانکہ گویند ابوحنیفہ این را واجب ساختہ وشافعی این را واجب نمودہ است یا گویند حضرت فاروق این را حلال گردانید وموعد تفصیل این سخن فصل سوم ست ازین رسالہ واللہ اعلم۔

مسئلہ در بیان انچہ بر خلیفہ واجب ست از امضای مصالح مسلمین

حضرت عثمان نہ رہے تو حضرت علی خلافت کے لیے معین ہوگئے (مگر اس قول میں جو کچھ (ضعف) ہے وہ ہے۔ اس مسائل کے ضمن میں ایک نکتہ سمجھ لینا چاہیے (وہ یہ کہ) اس موقع پر ایک اعتراض ہوتا ہے اسکی تقریر اس طرح پر ہے کہ (جب تم) اس بات کے قائل ہو کہ حضرت شیخین کی خلافت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے منصوص تھی (تو) پھر حضرت صدیق کی خلافت کا انعقاد اہل حل وعقد کی بیعت سے اور حضرت فاروق کی خلافت کا انعقاد استخلاف سے (کہنا) کیونکر صحیح ہوا (اسلیے کہ نص کے ہوتے ہوئے اہل حل وعقد کی بیعت یا استخلاف کی ضرورت ہی کیا تھی) (اسکا) جواب ہم دینگے کہ ہمارا مقصود یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نص سے حضرت صدیق اور حضرت فاروق کا مخصوص زمانہ میں خلیفہ بنانا اور انکی طرف رجوع کرنا اور انکے لیے خلافت کا منعقد کرنا اور انکے ان احکام کی اطاعت کرنا جو خلیفہ ہونے کی حیثیت سے ہوں لازم ہوگیا تھا لیکن خلافت کا بالفعل وجود میں آنا اہل حل وعقد کی بیعت سے یا استخلاف سے ہوا جیسے کہ کلام ازلی میں اور شارع کی نص سے زید پر (پہلے سے) نماز فرض ہوچکی ہے (لیکن) بالفعل (نماز کی) فرضیت کے حکم کا (زید سے) متعلق ہونا (نماز کے) وقت آنے پر موقوف ہوا (پس اسیطرح اگرچہ شیخین کی خلافت نص سے ثابت تھی لیکن) اسباب وعلل کی حکمت کے اعتبار سے انعقاد خلافت کی نسبت اہل حل وعقد کی بیعت یا استخلاف کی طرف لیجاتی ہے اسیطرح (مثلاً) ہم یقین جانتے ہیں کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بات پر نص فرمادی ہے کہ قیامت کے قریب امام مہدی ظاہر ہونگے اور وہ اللہ اور اسکے رسول کے نزدیک امام برحق ہونگے اور زمین کو عدل اور انصاف سے معمور کردینگے جیسا کہ انکے پہلے ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی پس (شارع نے اپنے) اس بیان سے امام مہدی کا خلیفہ بنانا ظاہر فرمادیا ہے اور جب امام مہدی کی خلافت کا وقت آئے تو شارع کے اس ارشاد سے) امام مہدی کی اتباع ان امور میں واجب ہوگی جو خلیفہ سے متعلق ہیں لیکن یہ باتیں ابھی بالفعل نہیں ہیں بلکہ امام مہدی کے ظاہر ہونے اور رکن اور مقام کے مابین انکے ہاتھ پر بیعت کرلینے کے وقت (ہونگی) پھر (یہ بھی واضح رہے کہ) حضرت صدیق کی خلافت کے لیے قوم کا مشورہ کرنا یا حضرت صدیق کا اپنی رای سے حضرت فاروق کو خلیفہ بنانا اور عبد الرحمن بن عوف کا ذی النورین کو (خلافت کے لیے) منتخب کرنا اس بات کو مستلزم نہیں ہے کہ خلفای ثلثہ کے لیے (شارع کی طرف سے) کوئی نص نہو بلکہ ظاہر یہی ہے کہ ان بزرگون نے شارع کے کسی اشارہ یا نص کو دستاویز بنایا ہے اور لوگون میں (خلیفہ بنانے کی) نسبت جو ان بزرگون کی طرف مشہور ہوگئی ہے (وہ ایسی ہی ہے) جیسا کہ کہتے ہیں ابوحنیفہ نے اسکو واجب کیا اور شافعی نے اسکو واجب کیا یا کہتے ہیں حضرت فاروق نے اسکو حلال کیا (حالانکہ ابوحنیفہ یا شافعی اپنی طرف سے واجب نہین کرتے بلکہ کسی نہ کسی دلیل شرعی کو دستاویز بناتے ہیں) اور اس بیان کی تفصیل کا مقام اس کتاب کی تیسری فصل ہے واللہ اعلم۔

مسئلہ (پنجم) اُن امور کا بیان جو خلیفہ پر واجب ہیں از قسم اجرای مصالح اہل اسلام۔

واصل درین مسئلہ نظر کردن ست در معنی خلافت و دانستن مقدماتِ اقامت دین کہ بغیر آنہا اقامت دین متصور نشود و مکملات او کہ بدون آنہا علی الکمل وجہ تحقق نپذیرد واجب ست بر خلیفہ نگاہداشتن دین محمدی صلے اللہ علیہ وسلم بصفتے کہ بسنت مستفیضہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ثابت شدہ و اجماع سلف صالح بران منعقد گشتہ با انکار بر مخالف و انکار آن وجہ تواند بود کہ قتل کند مرتدین و زنادقہ را و زجر نماید مبتدعہ را دیگر اقامت ارکان اسلام نمودن از جمعہ و جماعات و زکوٰۃ و حج و صیام بآنکہ در محل خود بنفس خود اقامت نماید و در مواضع بعیدہ ائمہ مساجد و مصدقان را نصب فرماید و امیر الحج معین نماید و احیای علوم دین کند بنفس خود قدرے کہ متیسر شود و مقرر سازد مدرسین را در ہر بلدے چنانکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ عبد اللہ بن مسعود را با جماعت دیگر و نشاند و معقل بن یسار و عبد اللہ بن معقل را بہ بصرہ فرستاد و فیصل کند میان اہل خصومت یعنی قضا کند در دعاوی و نصب قضاۃ نماید برای آن و نگاہدارد بلاد اسلام را از شر کفار و قطاع طریق و متغلبان و سرحدہای دار الاسلام را با فواج و آلات جنگ مشحون سازد و جہاد نماید با اعدای اللہ ابتداءً و رفعاً و ترتیب دہد جیوش را و فرض ارزاق کند برای مقاتلہ و اخذ جزیہ و خراج و قسمت آن نیز بر غزاۃ بعمل آرد و تقدیر عطایای قضاۃ و مفتیان و مدرسان و واعظان و ائمہ مساجد باجتہاد خود نماید بغیر اسراف و تقتیر و نائب گیرد در کارہا امناء عدول را و اہل نیکخواہی را و ہمیشہ در شناختن امور و تصفح احوال رعیت و افواج و امرای امصار و جیوش غزاۃ و سائر دغیر ایشان مقید باشد تا خیانت و حیف در میان نیاید و تسپردن کارہای مسلمین بکفار اصلا درست نیست حضرت عمر ازین امر نہی شدید فرمودہ اند اخرج شیخ الشیوخ العارف السہروردی قدس سرہ فی العوارف عن وثیق الرومی قال کنت مملوکا لعمر فکان یقول لی اسلم فانک ان اسلمت استعنت بک علی امانۃ المسلمین فانہ لا ینبغی ان استعین علی امانتہم بمن لیس منہم قال فابیت فقال عمر لا اکراہ فی الدین فلما حضرتہ الوفاۃ اعتقنی فقال اذہب حیث شئت این ست بیان آنچہ واجب ست بر خلیفہ بطریق اختصار و ایجاز مسئلہ در بیان آنچہ بر رعیت واجب ست از اطاعت خلیفہ

اس مسالہ کی اصل یہ ہی خلافت کے معنی مین غور کرنا اور دین قائم رکھنے کے مقدمات کا جاننا یعنی جنکے بغیر دین کی اقامت متصور نہین ہوسکتی اور دین کے کامل کرنیوالے امور کا جاننا جنکے بغیر دین کامل طور پر تحقق پذیر نہین ہوسکتا ان باتون کو پیش نظر رکھنے سے ظاہر ہوتا ہی کہ خلیفہ پر دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا اسی طرح محفوظ رکھنا واجب ہے جسطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مستفیضہ سے ثابت ہوا اور سلف صالحین کا اجماع اُسپر منعقد ہوچکا ہو اسی ساتھ مخالف پر انکار کرنا (بھی خلیفہ پر واجب ہی) اور اسکی صورت یہ ہی کہ مرتدون اور زندیقون کو قتل کرے اور بدعتی لوگونکو سزا دے - نیز (خلیفہ پر واجب ہی) اسلام کے ارکان یعنی جمعہ اور جماعت اور زکوٰۃ اور حج اور صوم کا قائم کرنا اسطرح کہ اپنے مقام پر بذات خود (ان ارکان کو) قائم کرے اور مقامات بعیدہ مین مسجدون کے امام اور صدقہ تحصیل کرنیوالے مقرر فرمائے اور امیر الحج معین کرے اور نیز (خلیفہ پر واجب ہی کہ) جسقدر ہوسکے بذات خود علوم دینیہ کو زندہ رکھے اور شہر شہر مین مدرسین مقرر کرے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ بن مسعود کو (صحابہ کی) ایک جماعت کے ساتھ کوفہ مین (علم دین تعلیم کرنے کے لیے) مقرر کیا اور معقل بن یسار اور عبد اللہ بن معقل کو بصرہ مین (علوم دینیہ سکھلانے کیلیے) بھیجا اور نیز (خلیفہ پر واجب ہی کہ) اہل خصومت کے درمیان تصفیہ کرے یعنی دعوون کا فیصلہ کرے اور (نیز) اس کام کے لیے قاضیون کو مقرر کرے اور نیز (خلیفہ پر واجب ہی کہ) بلاد اسلامیہ کو کافرون اور رہزنون اور غاصبون سے محفوظ رکھے اور دار الاسلام کی سرحدون کو فوجون سے اور آلات جنگ سے معمور رکھے اور دشمنان خدا سے جہاد کرے خواہ ابتداءً خواہ رفعاً اور لشکرون کو مرتب کرے اور مجاہدین کے لیے وظیفہ مقرر کرے اور جزیہ و خراج وصول کرے اور اُسکو غازیون مین تقسیم کرے اور قاضیون اور مفتیون اور مدرسون اور واعظون اور مساجد کے امامون کے مشاہرے کی مقدار اپنی رای سے بغیر اسراف و بخل کے تجویز کرے اور کاروبار مین سچے امانت دارون اور خیر خواہون کو نائب بنائے اور رعایا اور لشکرون اور امرا شہر اور غازیون کی فوجون اور حکام وغیرہ کے حالات کی خبرداری رکھے تاکہ خیانت اور ظلم ہونے نہ پائے اور مسلمانون کے کام کافرون کو سپرد کرنا ہرگز درست نہین ہی حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے اس امر سے سخت ممانعت فرمائی ہی (چنانچہ) شیخ الشیوخ عارف سہروردی قدس سرہ نے عوارف مین وثیق رومی (نصرانی) سے روایت کی ہی انھون نے کہا کہ مین (حضرت) عمر (رضی اللہ عنہ) کا غلام تھا پس وہ مجھسے فرمایا کرتے تھے کہ (ای وثیق) اسلام قبول کرے کیونکہ اگر تو مسلمان ہوجائیگا تو مین تجھسے مسلمانون کے کام مین مدد لیا کرونگا اسلیے کہ یہ جائز نہین ہی کہ مین مسلمانون کے کام مین اس شخص سے مدد لون جو مسلمانون مین سے نہو وثیق رومی کہتے ہین کہ مین نے اسلام لانے سے انکار کیا پس حضرت عمر نے فرمایا کہ دین مین زبردستی نہین ہی پھر جب حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کی وفات کا وقت آیا تو انھون نے مجھکو آزاد کردیا اور فرمایا کہ جہان تیرا جی چاہے چلا جا۔ یہ ان امور کا مختصر بیان ہی جو خلیفہ پر واجب ہین

مسالہ (ششم) اس بیان مین کہ رعایا پر خلیفہ کی اطاعت لازم ہی۔

لازم ست بر مسلمین ہر چہ امر فرماید خلیفہ از مصالح اسلام وانانچہ مخالف شرع نباشد خواہ خلیفہ عادل باشد خواہ جائر واگر قوم در مذاہب فروع مختلف باشند وخلیفہ حکم فرماید بامرے کہ مجتہد فیہ ست غیر مخالف کتاب وسنت مشہورہ واجماع سلف وقیاس جلی بر اصل واضح الثبوت لازم ست سخن او شنیدن وبمقتضای قضاء او رفتن ہر چند موافق مذہب محکوم علیہ نباشد وحرام ست خروج بر سلطان بعد از آنکہ مسلمین بر وی مجتمع شدند مگر آنکہ کفر بواح از وی دیدہ شود اگر چہ آن سلطان مستجمع شروط نباشد وخروج بر خلیفہ بسہ نوع تواند بود یکے آنکہ خلیفہ کافر شود بانکار ضروریات دین والعیاذ باللہ درینصورت واجب ست خروج بروی وقتال باوی واین قتال اعظم انواع جہاد ست تا اسلام متلاشی نگردد وکفر غالب نشود دیگر آنکہ خروج کند برای نہب اموال وقتل نفوس وتحلیل فروج بغیر تاویل شرعی سیف را حکم سازد نہ قانون شرع را وحکم این جماعہ حکم قطاع طریق ست دفع کردن ایشان واز ہم متفرق ساختن جماعت ایشان را واجب ست سوم آنکہ خروج کند بہ نیت اقامت دین وتقریر کند در خلیفہ واحکام او شبہہ را پس آن تاویل اگر باطل شد قطعاً ہیچ اعتبار ندارد مانند تاویل اہل ردت ومانعین زکوۃ در زمان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ومعنی قطعیت بطلان تاویل آن ست کہ مخالف نص کتاب یا سنت مشہورہ یا اجماع یا قیاس جلی واقع شود واگر آن تاویل مجتہد فیہ ست نہ قطعی البطلان آن قوم بغاۃ باشند در زمان اول حکم این قوم حکم مجتہد مخطی بود إِنْ أَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ چون احادیث منع بغی کہ در صحیح مسلم وغیر آن مستفیض ست ظاہر شد واجماع امت بر آن منعقد گشت امروز حکم بعصیان باغی کنیم اگر از خلیفہ جور صریح صادر شود یا حکم بر خلاف شرع نماید و دران مسئلہ برہانے از جانب شارع پیش ما موجود ست ومعنی برہان ہمان ست کہ تقریر کردیم جائز ست قیام بدفع ظلم خلیفہ از خود وترک فرمانبرداری او وجمعے کہ رفیق سلطان شوند برائے ایذائے او عصاۃ باشند واگر در آن مسئلہ برہانے از جانب شرع نیست صبر نماید وآفاتے را کہ بر سر وے میگذرد

مصالح اسلام کے متعلق خلیفہ جو کچھ حکم فرمائے اور (نیز اُسکا جو حکم) شرع کے مخالف نہو (اُسکی بجا آوری) مسلمانون پر لازم ہی خواہ خلیفہ عادل ہو یا ظالم۔ اور اگر لوگ مذہب کے فروعات مین مختلف ہون اور خلیفہ کسی ایسی بات کا حکم دے جو اجتہادی ہو اور کتاب و سنت مشہورہ اور اجماع سلف کے مخالف نہین ہو اور (نیز) اس قیاس جلی کے مخالف نہین ہی جو واضح الثبوت اصل پر مبنی ہو تو خلیفہ کی اُس بات کو سننا اور اسکے حکم کے موافق چلنا لازم ہی اگرچہ (خلیفہ) کا یہ حکم اُس شخص کے مذہب کے موافق نہو جسکو خلیفہ نے حکم دیا ہی۔

کسی سلطان (کی حکومت) پر مسلمانون کے متفق ہو جانیکے بعد اس سلطان سے بغاوت کرنا حرام ہی اگرچہ وہ سلطان خلافت کی شرطون کا جامع نہو مگر اس صورت مین کہ اُس سے صریح کفر ظاہر ہو خلیفہ سے بغاوت کرنے کی تین صورتین ہین ایک یہ کہ خلیفہ ضروریات دین کے انکار کرنے کی وجہ سے کافر ہو جائے (العیاذ باللہ) (اور اسوجہ سے رعایا خلیفہ سے مقابلہ کرے تو یہ مقابلہ کرنیوالے حق پر ہونگے کیونکہ) اس صورت مین خلیفہ پر چڑھائی کرنا اور اُس سے جنگ کرنا واجب ہی اور یہ قتال اعلیٰ قسم کا جہاد ہی تاکہ (خلیفہ کے کافر رہنے سے) اسلام پراگندہ اور کفر غالب نہو جائے دوسری صورت (خلیفہ سے بغاوت کرنے کی) یہ ہی کہ بغیر تاویل شرعی کے مال لوٹنے اور لوگون کے قتل کرنے اور زناکاری کی غرض سے لوگ بغاوت کرین اور تلوار کو حکم بناوین نہ قانون شرع کو ان لوگون کا حکم وہی جو رہزنون کا ہی ان لوگون کا دفع کرنا اور اُنکی جماعت کو منتشر کر دینا واجب ہی تیسری صورت (خلیفہ سے بغاوت کرنے کی) یہ ہی کہ دین قائم کرنے کی غرض سے لوگ بغاوت کرین اور خلیفہ (کی حقیت) اور اُسکے احکام (کے وجوب اطاعت) مین شبہہ بیان کرین پس اگر (باغیون کی) یہ تاویل قطعی البطلان ہو تو اُسکا کوئی اعتبار نہین جیسے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عہد مین مرتدون کی اور زکوۃ دینے سے انکار کرنیوالون کی تاویل (ناقابل اعتبار تھی) اور تاویل کے قطعی البطلان ہونے کے یہ معنی ہین کہ (یہ تاویل) نص قرآنی یا سنت مشہورہ یا اجماع یا قیاس جلی کے مخالف ہو۔ اور اگر وہ تاویل قطعی البطلان نہو بلکہ مجتہد فیہ ہو تو وہ گروہ باغی تو ضرور ہوگا مگر قرن اول مین ایسے گروہ کا حکم وہی ہی جو مجتہد مخطی کا ہوتا ہی کہ اگر وہ گروہ خطا کرے تو اسکے لیے ایک اجر ہی لیکن جبکہ (خلیفہ وقت سے) بغاوت کرنے کی ممانعت کی حدیثین جو صحیح مسلم وغیرہ مین مستفیض ہین شائع ہو گئین اور امت کا اجماع اسپر منعقد ہو گیا تو اب (اگر کوئی بغاوت کرے تو اُس) باغی کے عاصی ہونیکا ہم حکم دیتے ہین۔ اگر خلیفہ سے کوئی ظلم صریح صادر ہو یا خلیفہ شرع کے بخلاف کوئی حکم کرے اور اس مسالہ مین شارع کی جانب سے کوئی برہان ہمارے پاس موجود ہو (برہان کے وہی معنی ہین جو ہم بیان کر چکے) تو خلیفہ کے اِس ظلم کو اپنے سے دفع کرنے کے لیے مستعد ہونا اور خلیفہ کی اطاعت ترک کر دینا جائز ہی (اور ان دونون صورتون مین جو خلیفہ کی اطاعت نکرے) اُسکی ایذادہی کے لیے جو لوگ سلطان کا ساتھ دینگے وہ گنہگار ہونگے) اور اگر اِس مسالہ مین شارع کی جانب سے کوئی برہان نہو تو خلیفہ سے بغاوت نکرے بلکہ صبر کرے اور جو آفتین اُسکے سر پر آوین

از آفات سلاح شمرد دست از قتال باز دارد و از اعظم انواع جہاد ست امر کردن خلیفہ بمعروف و نہی او از منکر بغیر خروج بسیف و میباید کہ بلطف باشد دون العنف در خلوت باشد دون الجلوۃ تا فتنہ برنخیزد

وچون معنی خلافت و شروط خلیفہ و انچہ متعلق ست بخلافت دانستہ شد وقت آن رسید کہ باصل مقصد عود کنیم اثبات خلافت عامہ برای خلفای اربعہ از اجلے بدیہیات ست چون مفہوم خلیفہ و شروط او در ذہن تصویر نمائیم و از احوال خلفای اربعہ انچہ مستفیض شدہ تذکر فرمائیم بالبداہۃ ثبوت شروط خلافت در ایشان و ظہور مقاصد خلافت باکمل وجہ از ایشان ادراک کردہ میشود اگر خفائے در ثبوت خلافت ایشان ہست باعتبار اخذ معانی دیگر ست در مفہوم خلافت چنانکہ شیعہ عصمت و وحی باطنی در امام شرط میکنند والا وجود اسلام و عقل و بلوغ و حریت و ذکورت و سلامت اعضا و قرشیت درین بزرگان محل بحث عاقلے نمی تواند بود و ہیچ عاقلے انکار نمی تواند کرد کہ مقابلہ اہل ردت و فتح بلاد عجم و بلاد روم و مدافعت جیوش کسری و قیصر بتدبیر و امر ایشان بودہ ست و فی ہذا الکفایۃ لمن اکتفے و شیعہ باین قدر خود قائل اند کہ حضرت شیخین خلافت را از دست حضرت مرتضے بغصب بردند و آن متصور نیست الا باکمال جرأت و تدبیر و ایتلاف ناس باخود پس شجاعت و رای و کفایت را قائل شدند از ان جہت کہ قصد نکردند باقی ماند شرط اجتہاد و عدالت در اقاویل خلفا می باید تامل کرد و در قضایای ایشان و مناظرات ایشان خوض میباید نمود تا اجتہاد ایشان اظہر من الشمس شود و تا حال ہیچکس از مخالفان بر دامن ایشان فسق ظاہر نبستہ ست ہر تراشے کہ خائیدہ اند مرجع آن مختلف فیہ ست کہ جمہور اسلام آن را نمی دانند الا ہمین فرقہ

عاملہم اللہ بعدلہ پس اثبات خلافت برای ایشان بمعنے مذکور مستغنی ست از برہان و انچہ درین باب مطلوب می شود تجرید معنی او ست از معانے دیگر و تحریر شروط خلافت و بیان مقاصد نصب خلیفہ اغیر و این امور را بتوفیق اللہ تعالی درین عجالہ بہمین ساختیم والحمد للہ رب العلمین

اُنکو آسانی آفتین سمجھے اور لڑائی سے دستکش رہے۔ تلوار کے ساتھ چڑھائی کیے بغیر اگر کوئی شخص خلیفہ کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے تو یہ جہاد کی اعلے قسم ہی اور چاہیے کہ (خلیفہ کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر) نرمی کے ساتھ ہو نہ سختی کے ساتھ اور خلوت مین ہو نہ سب کے سامنے تاکہ فساد نہ اُٹھے۔ جب خلافت کے معنی اور خلیفہ کی شرطین اور خلافت کے متعلقات معلوم ہو چکے تو اب وہ وقت آگیا کہ ہم اصل مقصد کیطرف رجوع کرین **خلفای اربعہ** کے لیے خلاف عامہ کا ثابت ہونا اجلے بدیہیات سے ہی (کیونکہ) جب ہم خلیفہ کا مفہوم اور اُسکی شرطین ذہن مین تعین اور خلفاے اربعہ کے حالات پر جو مستفیض معلوم ہوے ہین نظر ڈالتے ہین تو بدیہی طور پر خلافت کی شرطونکا انمین پایا جانا اور خلافت کے مقاصد کا اکمل طور پر انسے ظاہر ہونا واضح ہو جاتا ہی (اور کسی طرح کا خفا باقی نہین رہتا اور) اگر خلفای اربعہ کی خلافت کے ثبوت مین کوئی پوشیدگی ہی تو وہ خلافت کے مفہوم مین (معنی مذکورہ کے علاوہ) دوسرے معانی شامل کرنے کی وجہ سے ہی جیسا کہ شیعہ عصمت اور وحی باطنی کو امام کے لیے شرط کرتے ہین ورنہ اسلام اور عقل اور بلوغ اور حریت اور ذکورۃ اور سلامتی اعضا اور قرشیت کا ان بزرگون (یعنی خلفای اربعہ) مین پایا جانا کسی عاقل کے لیے محل بحث نہین ہو سکتا اور (نیز) کوئی دانشمند (اس بات سے) انکار نہین کر سکتا کہ مرتدون سے جنگ کرنا اور بلاد عجم اور بلاد روم کو فتح کر لینا اور کسرے اور قیصر کے لشکرون کو شکست دینا انھین خلفا کی تدبیر اور انھین کے حکم سے ہوا ہی اور کفایت کرنیوالے کے لیے اسقدر کافی ہی۔ اور یہ تو خود شیعون کا قول ہی کہ حضرات شیخین نے خلافت کو حضرت (علی) مرتضی (رضی اللہ عنہ) سے غصب کر لیا تھا اور (جبکہ خلافت کا غصب کر لینا بدون جرأت اور تدبیر اور لوگونکی تالیف کے متصور نہین ہو سکتا (تو شیعہ اپنے اس قول سے شیخین کی) شجاعت اور رای اور کارگزاری کے قائل ہو گئے (اور لطف یہ کہ) اسطور سے (قائل ہوے) کہ انھون نے اسکا قصد (بھی) نہین کیا (بلکہ انکا مقصود دوسرا تھا) باقی رہی اجتہاد اور عدالت کی شرط (تو قوت اجتہاد معلوم کرنیکے لیے) خلفا کے اقوال مین غور کرنا چاہیے اور اُنکے فیصلے اور مناظرات مین خوض کرنا چاہیے تاکہ انکا اجتہاد اظہر من الشمس ہو جائے اور (خلفا کی عدالت کے ثبوت کے لیے اسیقدر کافی ہی کہ) ابتک مخالفون مین سے کسی نے اُنکے (مقدس) دامن پر فسق ظاہری کا داغ نہین لگایا (بلکہ) جو کچھ افترا زنی کی ہی اسکا مرجع (کوئی نہ کوئی) مختلف فیہ ہی کہ سوا اس فرقہ (شیعہ) کے (عاملہم اللہ بعدلہ) کے جمہور اہل اسلام اسکو جانتے ہی نہین پس ان خلفا کے لیے خلافت بمعنی مذکور کا ثابت ہونا برہان سے مستغنی ہی بلکہ جو کچھ اس مقام مین ضروری ہی (وہ صرف یہی ہی) کہ خلافت کے معنی کو دوسرے معانی سے (مثل عصمت وغیرہ کے جو شیعون نے شامل کیے ہین) علیحدہ رکھا جائے اور خلافت کی شرطون کو اور تقرر خلیفہ کے مقاصد کو بیان کر دیا جائے بس۔ ان سب امور کو اللہ تعالی کی توفیق سے اس عجالہ مین مینے بیان کر دیا ہی۔ والحمد للہ رب العلمین

(پہلی فصل ختم ہو گئی)

فصل دوم

در لوازم خلافت خاصہ در حدیث صحیح وارد شدہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خبر دادند کہ چندگاہ نبوت و رحمت خواہد شد بعد ازان خلافت و رحمت بعد ازان ملک عضوض بعد ازان جبریت و عتود و در بعض روایات خلافت بر منہاج نبوت واقع شدہ و نیز بہ ثبوت رسیدہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خبر دادند الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ و خدای عز و جل در چندین آیت از قرآن عظیم باوصاف و علامات خلافتے کہ در کمال رضا و محبوبیت ست تلویح و تصریح فرمود از انجملہ آیت اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ و آیۂ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ و آیہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَي الْكُفَّارِ و آیۂ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ الی غیر ذلک من الآیات و صحابہ در وقت مشاورہ در تعیین خلیفہ ببعض اوصاف نطق نمودہ اند چنانکہ گفتند احق بہذا الامر و توفی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وھو عنھم راض از استقرار این ادلہ وصفے چند محصل میشود زیادہ از اوصافے کہ در خلافت عامہ گفتہ شد درین فصل میخواہیم کہ آن اوصاف را بر شمریم و ثبوت آن در خلفای اربعہ رضوان اللہ علیہم بیان کنیم و باجماع لوازم خلافت خاصہ مقرون بقرشیت نسب تفسیر کردہ است قتادہ شیخ اہل البصرہ

فصل دوم

خلافت خاصہ کے لوازم یعنی اُن اوصاف (کے بیان) مین (جو خلافت خاصہ کے لیے ضروری ہین) حدیث صحیح مین آیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ کچھ زمانہ تک نبوت اور رحمت رہیگی اُسکے بعد خلافت اور رحمت اُسکے بعد ملک عضوض اسکے بعد جبر و ظلم اور بعض روایات مین (بجای خلافت و رحمت کے) "خلافت بر منہاج نبوت" (کا لفظ) واقع ہوا ہی۔ اور نیز ثابت ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ میرے بعد خلافت تیس برس رہیگی۔ اور خدای عز و جل نے قرآن عظیم کی متعدد آیتون مین اُس خلافت کی علامتون اور صفتون کی توضیح اور تصریح فرمادی ہی جو (خدا کو) نہایت پسندیدہ اور محبوب ہی از انجملہ آیت ہی الذین ان مکنّاھم الایۃ (ترجمہ) وہ لوگ (یعنی مہاجرین صحابہ) ایسے ہین کہ اگر ہم انکو زمین مین حکومت دین تو (مرتبہ سلطنت پر پہونچکر بھی) وہ نماز کو قائم رکھینگے اور زکوٰۃ دینگے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرینگے اور (از انجملہ) یہ آیت ہی وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الایۃ ترجمہ وعدہ دیا ہی اللہ نے اُن لوگون کو جو ایمان لا چکے تم مین سے اور نیک کام کر چکے کہ ضرور ضرور انکو خلیفہ بنائیگا اور (از انجملہ) یہ آیت ہی مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ الایۃ (ترجمہ) محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہین اور جو لوگ انکے ساتھ ہین کافرون پر بہت سخت ہین اور (از انجملہ) یہ آیت ہی یاایھا الذین امنوا الایۃ (ترجمہ) ای ایمان والو جو شخص تم مین کا اپنے دین سے پھر جائیگا تو (کچھ پروا نہین) عنقریب اللہ تعالیٰ ایسے لوگ پیدا کردیگا جنکو وہ دوست رکھیگا اور وہ اسکو دوست رکھینگے۔ اسکے علاوہ اور بہت سی آیتین ہین (جنمین خلافت خاصہ کی صفتین اور علامتین مذکور ہین) اور خلیفہ مقرر کرنے کے لیے مشورہ کرتے وقت صحابہ نے (بھی خلافت خاصہ کے) بعض اوصاف بیان کیے ہین جیساکہ (مشورہ کے وقت بعض صحابہ نے) خلافت کا زیادہ مستحق اُن لوگون کو بتایا جن سے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم وقت وفات تک رضامند رہے۔ ان دلیلون مین غور کرنے سے (خلافت کے) چند ایسے اوصاف معلوم ہوتے ہین جو اُن اوصاف کے علاوہ ہین جنکا ذکر خلافت عامہ (کے بیان) مین ہوچکا ہم چاہتے ہین کہ اس فصل مین اُن اوصاف کی تفصیل کرین اور خلفای اربعہ رضوان اللہ علیہم مین اُن اوصاف کا پایا جانا بیان کرین اور (حواری کا لفظ جو اکابر صحابہ کی نسبت حدیث مین ہی اس سے بھی لوازم خلافت خاصہ کا ہین پایا جانا ثابت ہوتا ہی) (چنانچہ قتادہ تابعی نے جو اہل بصرہ کے شیخ تھے حواریت کی تفسیر لوازم خلافت کو قرشیت کے ساتھ ملاکر کی ہی۔ معمر کہتے ہین کہ قتادہ نے کہا کل حواری قریش مین سے ہین (یعنی) ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی اور حمزہ اور جعفر اور ابو عبیدہ اور عثمان بن مظعون اور عبدالرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص اور طلحہ

از تابعین حواریت را قال معمر قال قتادۃ الحواریون کلھم من قریش ابوبکر وعمر وعثمان وعلی وحمزۃ وجعفر وابو عبیدۃ وعثمان بن مظعون وعبد الرحمٰن ابن عوف وسعد بن ابی وقاص وطلحۃ

۔۔۔ گفتہ قتادہ فیما روی صنیح بن القاسم الحواریین الذین یصلح لہم الخلافۃ کذا فی استیعاب ابن عبد البر واصل در اعتبار این

۔۔۔ شہ نکتہ ست نکتہ نخستین آنکہ نفوس قدسیہ انبیا علیہم السلام در غایت صفا وعلو فطرت آفریدہ شدہ اند در علم آلہی بجہان صفا وعلو فطرت مستوجب وحی گشتہ اند و ریاست عالم بایشان مفوض شدہ قال اللہ تعالی اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ و از میان امت جمعے ہستند کہ جوہر نفس ایشان قریب بجوہر نفوس انبیا مخلوق شدہ و این جماعت در اصل فطرت خلفای انبیا اند در امت بمثال آنکہ آئینہ آہنی از آفتاب اثرے قبول میکند کہ خاک وچوب وسنگ را میسر نیست این فریق کہ خلاصۂ امت اند از نفس قدسیہ پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم بوجہے متاثر میشوند کہ دیگران را میسر نمی آید وآنچہ از آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرا گرفتہ اند بشہادت دل فرا گرفتہ اند گوئیا دل ایشان آن چیزہا را اجمالا ادراک کردہ بود وکلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم شرح وتفصیل آن معانی اجمالی نمود وبعد از ایشان جماعت دیگر اند پایہ بپایہ فرود تر تا آنکہ نوبت عوام مسلمین آید پس خلافت خاصہ آنست کہ این شخص چنانکہ در ظاہر حال رئیس مسلمین شود بحسب وضع طبیعی کہ مراتب استعدادات افراد بنی آدم ست در صفا وعلو فطرت الامثل فالامثل نیز رئیس ہست باشد تا ریاست ظاہر ہمدوش ریاست باطن گردد واین جماعت کہ بوضع طبیعی خلفاے انبیا اند در شریعت مسمی باسم صدیقین وشہدا وصالحین واین مضمون مستفاد میشود ازین دو آیہ کریمہ قال اللہ تعالی علی لسان عبادہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

وقال تعالی فَأُولٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولٰئِكَ رَفِيقًا پس بدین دو آیہ افادہ فرمود کہ ۔۔۔ مسلمین ۔۔۔ ہم ایشان ۔۔۔ مراتب قرب ۔۔۔ منعم علیہم ۔۔۔ منعم علیہم این چہار فرق ۔۔۔ یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ

اور زہیر آو زیح بن قاسم نے قتادہ سے جو روایت کی ہے اُسمین قتادہ نے (حواری کی) تفسیر اسطرح کی ہے کہ حواری وہ لوگ ہین جنکے لیے خلافت (خاصہ) صحیح ہو۔ اسیطرح ابن عبد البر کی (کتاب) استیعاب مین ہے۔

(خلافت خاصہ کے لیے) ان اوصاف کے اعتبار کرنے مین دراصل تین نکتے ہین۔

پہلا نکتہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے نفوس قدسیہ نہایت صاف اور اعلے فطرت پر پیدا کیے گیے ہین اور وہ اسی صفائی اور علو فطرت کی وجہ سے حکمت الٰہی مین نزول وحی کے مستحق ہوے ہین اور عالم کی ریاست اُنکو تفویض ہوئی ہے (یعنی آدم مین جسکا نفس ایسا پاک اور مصفا ہوتا ہے اسکو خدا ہی جانتا ہے جیسا کہ) اللہ تعالی نے فرمایا ہے اَللّٰهُ يَعْلَمُ الآية (ترجمہ) اللہ خوب جانتا ہے جس (نفس) مین اپنی رسالت رکھتا ہے۔ اور امت مین کچھ لوگ ایسے ہوتے ہین جنکا جوہر نفس (صفائی اور علو فطرت مین) انبیاء کے جوہر نفوس کے قریب پیدا کیا جاتا ہے۔ یہ لوگ اصل فطرت کے اعتبار سے امت مین انبیاء کے خلیفہ ہوتے ہین (اور اُن لوگون کی یہ حالت ہوتی ہے کہ) جسطرح آہنی آئینہ آفتاب سے وہ اثر قبول کرتا ہے جو مٹی اور لکڑی اور پتھر کو میسر نہین (اسیطرح) یہ لوگ جو خلاصۂ امت ہین پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے نفس قدسی سے ایسا اثر پذیر ہوتے ہین جو دوسرون کو میسر نہین ہو سکتا اور (یہ لوگ) جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کرتے ہین دلی شہادت سے حاصل کرتے ہین گویا انکے دلون نے (خود ہی) ان باتون کو اجمالا ادراک کر لیا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام نے ان اجمالی معانی کی شرح وتفصیل کر دی (پھر) ان لوگون کے بعد مرتبہ بمرتبہ تنزل ہوتے ہوے اور دوسرے گروہ ہین یہانتک کہ (سب کے آخر مین) عوام مسلمین کی نوبت آتی ہے پس خلافت خاصہ وہ ہے کہ یہ شخص (یعنی خلیفہ) جسطرح ظاہر مین مسلمانون کا رئیس ہے (اسیطرح) وضع طبعی کے اعتبار سے [یعنی صفائی اور علو فطرت کی استعداد جسکے مراتب ہر انسان مین مختلف ہوتے ہین کسی مین کم کسی مین زیادہ ان مراتب کے لحاظ سے بھی ہونکا رئیس ہو (یعنی اس استعداد مین وہ سب سے فائق ہو) تاکہ ظاہری ریاست باطنی ریاست کے ہمدوش ہو جائے اور جو لوگ وضع طبعی کے اعتبار سے انبیاء (علیہم السلام) کے خلیفہ ہین وہ شریعت مین صدیقین اور شہدا اور صالحین کے لقب سے ملقب کیے گئے ہین (چنانچہ) یہ مضمون اِن دو آیتون سے مفہوم ہوتا ہے (پہلی آیت یہ ہے کہ) اللہ تعالی نے اپنے بندون کی زبان سے فرمایا ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ الآية (ترجمہ) ہمکو سیدھی راہ کی ہدایت کر یعنی اُن لوگون کی راہ جنپر تو نے انعام کیا (دوسری آیت یہ ہے کہ) اللہ تعالی نے فرمایا أُولٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ الآية (ترجمہ) یہ لوگ اُن لوگون کے ساتھ ہین جنپر اللہ نے انعام کیا یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہدا اور صالحین اور یہ لوگ بہت اچھے رفیق ہین پس ان دو آیتون مین خدا نے ظاہر فرمایا ہے کہ نمازون مین مسلمانون کی دعا اور قرب الٰہی کے مراتب طے کرنے مین انکا مدعا (فی الحقیقۃ) ان لوگون کے ساتھ موافقت (حاصل کرنا ہے) جو منعم علیہم ہین اور منعم علیہم سے یہی چار (یعنی انبیا اور صدیقین اور شہدا اور صالحین) مراد ہین۔ اور دوسرے مقام پر آیہ کریمہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ

عن دینہ تا انتھا یحبکم اللہ میں بھی اسی معنی کی طرف اشارہ ہی کہ عوام مسلمین کے دلی ان کے وہ فاضل ترین افراد ہیں جو نماز قائم کرنیوالے ہیں (اللہ کے) محبوب اور محب ہونے وغیرہ کے وصف سے متصف ہیں اس (نکتہ کے اصل مغز کو) عبداللہ بن مسعود نے بیان کیا ہی (چنانچہ) ابو عمر نے استیعاب کے خطبہ میں ابن مسعود سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے اللہ تعالی نے بندوں کے دلوں کو دیکھا تو تمام دلوں سے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے دل کو بہتر پایا پس انکو برگزیدہ کیا اور اپنی رسالت کے ساتھ مبعوث فرمایا پھر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے قلب کے بعد اور بندوں کے دلوں کو دیکھا تو تمام بندوں کے دلوں سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے دلوں کو بہتر پایا پس صحابہ کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وزیر بنایا تاکہ وہ خدا کے دین کے لیے (کافروں سے) مقاتلہ کرتے رہیں۔ بیہقی نے بھی اسی کے مثل (حضرت ابن مسعود سے) روایت کی ہی مگر انھوں نے (روایت کا آخری حصہ) اسطرح نقل کیا ہی کہ صحابہ کو اپنے دین کا انصار اور اپنے نبی کا وزیر بنایا پس جس بات کو مومنین (یعنی صحابہ) اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہی اور جس بات کو قبیح جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی قبیح ہی (بیہقی کی روایت کا آخری حصہ اسطرف اشارہ کر رہا ہی کہ) جسطرح خلافت (کے استحقاق) میں اس گروہ (صحابہ) کی اولویت ثابت ہی اسیطرح اس گروہ (صحابہ) کا اجتہاد بھی دوسروں کے اجتہاد سے اولی اور احق ہی۔ اوصاف مذکورہ میں سے ہر ایک وصف کیلیے علامات اور خواص ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے مناقب میں کبھی ان اوصاف کا پایا جانا صراحۃً ظاہر فرمایا ہی اور کبھی (ان اوصاف کے) علامات اور خواص کا پایا جانا کنایۃً (جو تصریح سے زیادہ بلیغ ہی) بیان کیا ہی۔

دوسرا نکتہ یہ ہی کہ پیغمبر (صلے اللہ علیہ وسلم) کا حقیقی خلیفہ مثل بانسری کے ہی (یعنی جسطرح) کہ بانسری بجانیوالا آواز بلند کرنے کے لیے بانسری کو اپنے مونھ سے لگالیتا ہی اور نغمہ سرائی اور اسکی خاص کیفیت بانسری بجانیوالے کی طرف منسوب ہوتی ہی نہ بانسری کی طرف) اسیطرح رحمت الہی کے مقتضے جو پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو ملے اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم اسکو عمل میں لانے سے پہلے رفیق اعلے کی طرف چلے گئے اور بطور سببیت و نیابت کے خلفا کے ہاتھوں سے وہ کام پورے کیے گئے تو درحقیقت وہ سب کام پیغمبر (صلعم) کیطرف منسوب ہیں اور خلفا بمنزلہ اعضا کے پیغمبر کے سمجھے جاتے ہیں نہ کچھ اور پس خلافت خاصہ یہ ہی کہ خلیفہ سے وہ کام سرانجام پاویں جو قرآن عظیم اور حدیث قدسی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہیں اور (نیز) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس (خلیفہ) کی خلافت کو صراحۃً یا کنایۃً بہت مرتبہ ظاہر فرما دیا ہو تاکہ تمام کام (جو خلیفہ کے) ذریعہ سے سرانجام پاویں (وہ سب) حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے کارنامہ میں درج ہوں اور خلفانے صرف وسیلہ ہونے کا شرف حاصل کیا ہو نہ کچھ اور جیسا کہ آیۂ کریمہ ذلک مثلھم فی التوراۃ ومثلھم فی الانجیل الآیۃ (ترجمہ) یہ صفت انکی ہی توریت میں اور انجیل میں انکی یہ صفت ہی کہ وہ مثل اس کھیتی کے ہیں جسنے نکالا اپنا پٹھا (اسپر شاہد ہی) اور یہ حدیث قدسی بھی اسپر شاہد ہی کہ اللہ تعالی نے اہل زمین کیطرف نظر کی

عن دینہ الی آن قال انما ولیکم اللہ نیز اشارہ بہمین معنی ست یعنی ولی عوام مسلمین افاضل ایشان اند کہ باقامت صلوۃ و وصف محبیت و محبوبیت ایشان متصف و این معنی را عبداللہ بن مسعود بیان کردہ اخرج ابو عمر فی خطبۃ الاستیعاب عن ابن مسعود قال ان اللہ تعالی نظر فی قلوب العباد فوجد قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم خیر قلوب العباد فاصطفاہ وبعثہ برسالتہ ثم نظر فی قلوب العباد بعد قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوجد قلوب اصحابہ خیر قلوب العباد فجعلھم وزراء نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم یقاتلون عن دینہ و بیہقی مثل آن ذکر کردہ الا انہ قال فجعلھم انصار دینہ ووزراء نبیہ فما رآہ المومنون حسنا فھو عند اللہ حسن وما رآہ قبیحا فھو عند اللہ قبیح و چنانکہ اولویت این فریق در خلافت متحقق ست اجتہاد این فریق اولی و احق ست از اجتہاد دیگران و ہر وصفے از اوصاف مذکورہ علامات و خواص دارد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درمیان مناقب صحابہ گاہے نص فرمودہ اند باثبات این اوصاف در ایشان و گاہے باثبات علامات و خواص تلویح ابلغ من التصریح مذکورہ نکتۂ دوم آنکہ خلیفۂ حقیقی پیغامبر مثل نی ست کہ نائی آنرا بردہان خود نہد بجہت بلند گردانیدن آواز و مانند آن و انشاء نغمہ و تعیین کیفیت آن راجع ست بنائی ہمچنان از تقاسیم رحمت الہی نصیب پیغامبر گشتہ و پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم قبل از مباشرت آن برفیق اعلے پیوستہ بعضے از وجوہ سببیت و انابت آن معانی را بدست خلفا اتمام ساختند در حقیقت آن ہمہ راجع ست بہ پیغامبر و ایشان بمنزلہ جوارح پیغامبر شدہ اند لا غیر پس خلافت خاصہ آنست کہ از خلیفہ کارہای کہ نصیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و منسوب بایشان ست در قرآن عظیم و حدیث قدسی بدست وے سرانجام شود و آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اثبات امر او تصریحا و تلویحا بمرات کثیرہ اظہار فرمودہ باشند تا ہمہ کارہا در جرائد اعمال حضرت پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم مرقوم گردد و ایشان شرف وساطت حاصل نمودہ باشند چنانکہ آیۂ ذلک مثلھم فی التوراۃ ومثلھم فی الانجیل کزرع اخرج شطأہ الآیۃ و این حدیث قدسی نیز شاہد آن ست ان اللہ نظر الی اھل الارض

لشتمہ جز ابہ مع عجم کلا بقایا من اهل الکتاب وقال انما بعثتک لابتلیک وابتلی بک رواه مسلم و این قصه بهان میمانند که حضرت داؤد علیه السلام

بلند همت متوجه بنای مسجد اقصی گشتند
وچون کار از دست ایشان سرانجام نیافت لابد فرزند
را طلب کردند که بر دست وے تمام شود و بعلاقہ آنکه
وی حسنہ ست از حسنات ایشان در جریدهٔ اعمال
حضرت داؤد ثبت گردد که داؤد بانی مسجد اقصی ست
نکتہ سوم آنکه خلافت امر خطیر ست و نفوس
بنی آدم مجبول بر اتباع هوا و شیطان در بنی آدم
جاری ست مجرے الدم چون خلافت برای
مستقر شود احتمال دارد که جور پیش گیرد و در
مقاصد خلافت تهاون صریح بعمل آرد و ضرر
این خلیفه در امت مرحومه اشد باشد از ضرر ترک
استخلاف وی و این احتمال کثیر الوقوع است
نمی بینی که بادشاهان همه الا ماشاء الله درین مهلکه
گرفتار شده اند و می شوند تا وقتے که این احتمال
برانداخته نشود بوعدهٔ الٰهی یا باوصافے
که نزدیک حصول آنها جور و تهاون ممتنع
عادی گردد و ظن قوی بعدل و قیام خلیفه
بامر ملت بظهور رسد استخلاف اینچنین شخص
خیر محض نباشد و نفوس آدم با قامت او
اطمینان پیدا نکنند و کسیکه مرشد خلائق
گردد و مربی ایشان در علم ظاهر و باطن محتمل که
در علم و حال خود غلط کرده باشد و دیگران ببعض
قرائن متمسک شده همان غلط را رواج
داده باشند و ما احسن ما قیل ؎
ای بسا ابلیس آدم روے هست +
پس بهر دستے نباید داد دست +
تا اعتماد بر علم و حال شخصے بحدیث مستفیض
صادق مصدوق و اشارات او حاصل
نشود کار ناتمام ست پس خلافت کامله
همان ست که وثوق بصاحب آن داشته باشیم
بنص شارع و اشارات او و خلافت عامه
آنکه بصحو عدالت خلیفه و علم او اکتفا کنیم چون این سه نکته مبین شد خوض در تفصیل نمائیم از جمله لوازم خلافت خاصه آنست که خلیفه از مهاجرین اولین باشد و از حاضرین حدیبیه

پس تمام زمین والون کو عرب کو (بھی) عجم کو (بھی) ناپسند کیا سوا ایک جماعت کے اہل کتاب سے اور اللہ تعالی نے (آنحضرت صلعم سے) فرمایا کہ مین نے تمکو اسلیے مبعوث کیا تا کہ تمھاری آزمایش کرون اور تمھارے ذریعہ سے خلق کی آزمایش کرون (اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہی) اور اسی کے مثل یہ قصہ ہی کہ حضرت داؤد علیہ السلام نہایت بلند ہمتی سے مسجد اقصی کی تعمیر کیطرف متوجہ ہوے اور (جب) یہ کام اُنکے ہاتھ سے سرانجام نہ پایا (تو) ناچار اپنے فرزند کی درخواست کی تا کہ اُسکے ہاتھ سے (مسجد کی تعمیر) تمام ہوجانے اور چونکہ وہ فرزند حضرت داؤد کی نیکیون مین سے ایک نیکی ہی (اور نیکی کی نیکی اصل شخص کیطرف منسوب ہوتی ہی لہذا ضرور ہوا کہ) حضرت داؤد کے کارنامے مین یہ ثبت ہوجانے کہ (حضرت) داؤد (علیہ الصلوۃ والسلام) مسجد اقصے کے بنانیوالے ہین۔

تیسرا نکتہ یہ ہی کہ خلافت ایک بڑا کام ہی (اور حالت یہ ہی کہ) بنی آدم کے نفوس مین خواہشات نفسانیہ کی پیروی جبلی طور پر پیدا کی گئی ہی اور انسان کے اندر شیطان مثل خون کے سرایت کیے ہوے ہی لہذا اگر خلافت رای سے قائم ہو تو (اسکی نسبت) یہ احتمال ہی کہ خلیفہ ظلم اختیار کرے اور خلافت کے مقاصد (پورا کرنے) مین سستی سے کام لے اور (یہ ظاہر ہی کہ) ایسے خلیفہ کا ضرر امت مرحومہ کے لیے اسکے نہونے کے ضرر سے بھی زیادہ شدید ہی۔ اور یہ احتمال کثیر الوقوع ہی (کیا) تم نہین دیکھتے ہو کہ تمام بادشاہ الا ماشاء اللہ اس مہلکہ مین گرفتار ہوے اور ہو رہے ہین پس جبتک وعدۂ الٰہی کی وجہ سے یا (خلیفہ مین) ایسے اوصاف (موجود ہونے) کی وجہ سے جنکے ہوتے ہوے (خلیفہ سے) ظلم و سستی (کا ہونا) عادۃً محال ہو اور (نیز ان اوصاف کی وجہ سے) خلیفہ کی بابت دین کے کامون مین مستعد رہنے اور عدل کرنے کا ظن قوی ہو (الغرض جبتک کسی وجہ سے) یہ احتمال دور نہوجائے ایسے شخص کا خلیفہ بنانا خیر محض نہوگا اور نہ بنی آدم کے دلون مین اُسکے خلیفہ بنانے سے اطمینان حاصل ہوگا اور (بتقریر دیگر یون سمجھو کہ لوگون کی رای سے) جو شخص خلائق کا رہنما اور علم ظاہر و باطن مین لوگون کا مربی (بنگیا) ہو ممکن ہی کہ وہ اپنے علم و حال مین غلطی کرے اور دوسرے لوگ (بھی) بعض قرائن سے تمسک کرکے اسکی غلطی کو صحیح سمجھ لین اور اسی کو رواج دیدین کیا اچھا کہا گیا ہی ؎ ای بسا ابلیس آدم روی هست + پس بهر دستے نباید داد دست +

(لہذا) جبتک صادق مصدوق (صلے اللہ علیہ وسلم) کی حدیث مستفیض اور اسکے اشارات سے کسی شخص کے علم و حال پر اعتماد نہ حاصل ہوجائے (اسوقت تک) کام ناتمام ہی۔ پس خلافت کاملہ (خاصہ) وہی ہی کہ شارع کی نص اور اسکے اشارات سے اس خلیفہ پر ہم وثوق رکھتے ہون اور (خلافت عامہ مین اسکی ضرورت نہین کیونکہ) خلافت عامہ وہ ہی کہ خلیفہ کے علم و عدالت پر اپنی رای سے اکتفا کرلیا جائے۔

جب یہ تینون نکتے بیان ہوچکے تو اب ہم (خلافت خاصہ کے لوازم کی) تفصیل (شروع) کرتے ہین۔

منجملہ لوازم خلافت خاصہ کے ایک یہ ہی کہ خلیفہ مہاجرین اولین سے ہو اور (نیز) ان لوگون مین سے ہو جو حدیبیہ مین

وازحاضران نزول سورۂ نور وازحاضران دیگر مشاہد عظیمہ مثل بدر و تبوک کہ در شرع تنویہ شان آن مشاہد و وعدۂ جنت برای حاضران آنہا مستفیض شدہ اما آنکہ از مہاجرین اولین باشد از انجہت مطلوب شد کہ خدای تعالی درشان مہاجرین اولین میفرماید أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا بعد ازان فرمود الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِم بِغَيْرِ حَقٍّ بعد ازان فرمود الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ حاصل معنی این آیات آنست کہ در باب مہاجرین اولین کہ اذن قتال برای ایشان دادہ شد تعلیق میفرماید کہ اگر ایشان را تمکین فی الارض دہیم یعنی رئیس گردانیم اقامت صلوۃ کنند و ایتاء زکوۃ نمایند و امر بمعروف و نہی منکر بعمل آرند و نہی منکر متناول ست اقامت جہاد را زیرا کہ اشد منکرات کفر ست و اشد نہی قتال و متناول ست اقامت حدود را و رفع مظالم را و امر بمعروف متناول ست احیای علوم دینیہ را پس بمقتضای این تعلیق لازم شد کہ ہر شخصے از مہاجرین اولین کہ ممکن فی الارض شود از دست او مقاصد خلافت سرانجام یابد و در وعدۂ الٰہی خلف نیست پس خلیفہ اگر از مہاجرین اولین باشد امن حاصل شود بر وی و اطمینان قلب متحقق گردد از خلافت وی و این خصلت نمونہ عصمتے ست کہ برای انبیا علیہم السلام ثابت ست و نیز میفرماید فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي وَقَاتَلُوا وَقُتِلُوا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأُدْخِلَنَّهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ثَوَابًا مِّنْ عِندِ اللَّهِ و نیز میفرماید وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَّهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ و نیز میفرماید الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ أَعْظَمُ دَرَجَةً عِندَ اللَّهِ و اما آنکہ از حاضران حدیبیہ باشد از ان جہت مطلوب شد کہ خدای تعالی میفرماید مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ و بر افروے میفرماید ذَٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ

(شریک) اور سورۂ نور کے نزول کے وقت موجود تھے اور (نیز) اُن لوگون مین سے ہو جو بدر و تبوک اور دوسرے مشاہد عظیمہ مین موجود تھے جنکی عظمت شان اور جنکے حاضرین کے لیے وعدۂ جنت شرع مین حدیث مستفیض سے ثابت ہی خلیفہ کا مہاجرین اولین مین سے ہونا اسلیے ضروری ہی کہ مہاجرین اولین کی شان مین خدای تعالے فرماتا ہی أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا پھر اسکے بعد فرمایا الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِم بِغَيْرِ حَقٍّ پھر اسکے بعد فرمایا الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ ان آیتون کا حاصل مطلب یہ ہی کہ جن مہاجرین اولین کو جنگ کی اجازت دیگئی تھی اُنکے حق مین (اللہ تعالی) بطور تعلیق کے فرماتا ہی کہ اگر انکو ہم زمین مین تمکین دین یعنی انکو رئیس بنائین تو وہ لوگ نماز قائم کرینگے اور زکوۃ دینگے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر عمل مین لائینگے نہی عن المنکر شامل ہی جہاد کرنیکو کیونکہ (نہی عن المنکر گناہون سے روکنے کو کہتے ہین اور) سب گناہون سے زیادہ سخت کفر ہی اور گناہون سے روکنے کا سب سے زیادہ سخت طریقہ جہاد ہی اور (نیز نہی عن المنکر) شامل ہی اقامت حدود اور رفع مظالم کو۔ اور امر بالمعروف شامل ہی احیای علوم دینیہ کو پس بمقتضای اس تعلیق کے ضرور ہوا کہ اگر مہاجرین اولین مین سے کوئی شخص زمین پر حاکم ہو تو اُسکے ہاتھ سے خلافت کے مقاصد سرانجام پاجائین اور (چونکہ سب جانتے ہین کہ) خدا کے وعدہ مین خلف نہین ہی لہذا خلیفہ اگر مہاجرین اولین مین سے ہوگا تو اسپر (سب کو) اتفاق ہوجائیگا اور اُسکی خلافت سے سب کو اطمینان قلب رہیگا اور یہ صفت (جو مہاجرین اولین کے لیے ان آیات سے نکلی اس عصمت کا نمونہ ہی جو انبیا علیہم السلام کیلیے ثابت ہی اور نیز (مہاجرین اولین کے حق مین) خدای تعالی فرماتا ہی فَالَّذِينَ هَاجَرُوا الآیہ (ترجمہ پس جن لوگون نے ہجرت کی اور اپنے گھرون سے نکالے گئے اور میری راہ مین ستائے گئے اور اُنھون نے (کافرون کو) مارا اور (خود بھی) مارے گئے تو ضرور ضرور ہم اُنکے گناہون کو دور کردینگے اور ضرور ضرور ہم اُنکو ایسی جنتون مین داخل کرینگے جنکے (درختونکے) نیچے نہرین جاری ہین یہ جزا ہی خدا کے پاس سے اور نیز فرماتا ہی وَالَّذِينَ آمَنُوا الآیہ (ترجمہ) اور جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور خدا کے راہ مین جہاد کیا اور جن لوگون نے جگہ دی اور مدد کی یہی لوگ سچے مومن ہین اُنکے لیے مغفرت اور باعزت روزی ہی اور نیز فرماتا ہی الَّذِينَ آمَنُوا الآیہ (ترجمہ) جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور خدا کی راہ مین اپنی جانون اور اپنے مالون سے جہاد کیا اُنکا درجہ خدا کے نزدیک بہت بڑا ہی (المختصر حق تعالی نے مہاجرین اولین کے لیے ہر نوع اور ہر قسم کے فضائل بیان کردیے ہین لہذا ضروری ہی کہ مہاجرین اولین سے ہونا خلافت خاصہ کے لوازم مین قرار پاجائے) اور خلیفہ کا حاضرین حدیبیہ مین سے ہونا (بچند وجہ) ضروری ہی (اولا) اسلیے کہ خدای تعالی فرماتا ہی مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ اسکے بعد فرماتا ہی ذَٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ الآیہ

حاصل معنی این آیات آنست کہ بر دست جماعت کہ ہمراہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم درین واقعہ مبارکہ حاضر بودند اظہار دین واعلای کلمۃ اللہ واقع خواہد شد
پس چون این وصف در خلیفہ ثابت باشد
اعتماد متحقق شود کہ مقاصد خلافت ازوے
سرانجام خواہد گرفت ودر قرآن عظیم اثبات
رضا برای این فریق مقرر شد قال اللہ تعالی
لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ
تَحْتَ الشَّجَرَةِ ودر حدیث آمدہ عن جابر
قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لن یلج
النار احد شہد بدرا والحدیبیۃ وعنہ
قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا یدخل
النار احد ممن بایع تحت الشجرۃ واما آنکہ
از حاضران نزول سورۂ نور باشد از آنجہت
مطلوب شد کہ خدای تعالی می فرماید
وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ
كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ
وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى
لَهُمْ لفظ منکم راجع ست بحاضرین نہ
بمسلمین قاطبۃ زیرا کہ اگر جمیع مسلمین
مراد می بود بذکر لفظ منکم با کلمۃ الذین امنوا
وعملوا الصلحت تکرار لازم می آمد پس
حاصل معنی آنست کہ وعدہ برای جمعے ست
از شاہدان نزول آیہ کہ تمکین دین بروفق
سعی ایشان واجتہاد وکوشش ایشان ظہور
خواہد رسید واما آنکہ از حاضران مشاہد خیر باشد
از آنجہت کہ اہل بدر افضل صحابہ اند اخرج
البخاری عن معاذ بن رفاعۃ بن رافع
الزرقی عن ابیہ وکان ابوہ من اہل
بدر قال جاء جبرئیل الی النبی صلے
اللہ علیہ وسلم فقال ما تعدون
اہل بدر فیکم فقال من افضل
المسلمین او کلمۃ نحوہا قال وکذالک من شہد بدرا من الملئکۃ ودر شان ایشان صحیح شدہ لعل اللہ اطلع علی اہل بدر
فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم او فقد وجبت لکم الجنۃ ودر حاضران تبوک نازل شدہ لقد تاب اللہ علی النبی والمہاجرین

ان آیتون کا ماحصل یہ ہے کہ جو لوگ اس مبارک واقعہ (یعنی صلح حدیبیہ) مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حاضر تھے اُنکے ہاتھون سے دین کا اظہار اور اعلای کلمۃ اللہ واقع ہوگا پس جب یہ وصف (حدیبیہ مین موجود ہونے کا) خلیفہ مین پایا جائیگا تو اسپر اس بات کا اعتماد رہیگا کہ خلافت کے مقاصد (جنکا اصل اصول اظہار دین اور اعلای کلمۃ اللہ ہے) اسسے سرانجام پا جاوینگے اور (ثانیا اسلیے کہ) قرآن عظیم مین اس گروہ کیلیے (خدا کی) رضامندی ثابت ہو چکی ہے (جیسا کہ) اللہ تعالی نے فرمایا ہے لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ الایہ (ترجمہ) بیشک اللہ تعالی مومنین سے راضی ہو گیا جبکہ وہ تجھسے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے اور (ثالثا اسلیے کہ) حدیث مین بروایت جابر آیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بدر و حدیبیہ مین حاضر ہوا وہ ہرگز جہنم مین نہ جائیگا اور نیز انھین سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جن لوگون نے درخت کے نیچے بیعت کی اُنمین سے کوئی بھی جہنم مین داخل نہوگا — اور خلیفہ کا حاضرین (وقت) نزول سورۂ نور مین سے ہونا اسلیے ضروری ہے کہ خدای تعالی فرماتا ہے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ الایہ (ترجمہ) وعدہ دیا اللہ نے اُن لوگون کو جو ایمان لاچکے اور نیک کام کر چکے کہ ضرور ضرور اُنکو خلیفہ بنائیگا زمین مین جیسے خلیفہ بنایا تھا اُنسے پہلے کے لوگون کو اور ضرور ضرور تمکین دیگا اُنکے لیے اُن کے اُس دین کو جسکو پسند کیا اللہ نے اُنکے لیے (اس آیت مین) لفظ منکم تمام مسلمانون کی طرف راجع نہین ہے (بلکہ) صرف اُن لوگون کی طرف راجع ہے جو سورۂ نور کے نزول کے وقت) موجود تھے کیونکہ اگر تمام مسلمان مراد ہون تو الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کے ساتھ لفظ منکم کے ذکر کرنے سے (بیفائدہ) تکرار لازم آتی ہے پس حاصل مطلب یہ ہے کہ (اس آیت مین) اُن لوگون کیلیے جو نزول آیۂ (مذکورہ) کے وقت موجود تھے اس بات کا وعدہ ہے کہ تمکین دین انھین کی سعی اور محنت اور کوشش کے موافق ظہور پذیر ہوگی اور خلیفہ کا (علاوہ حدیبیہ کے دوسرے) مشاہد خیر کے حاضرین مین سے ہونا اسلیے ضروری ہے کہ اہل بدر تمام دیگر صحابہ سے افضل ہین (جیسا کہ) بخاری نے معاذ بن رفاعہ بن رافع زرقی سے اُنھون نے اپنے والد (اُنکے والد اہل بدر مین سے تھے) سے روایت کی ہے کہ اُنھون نے کہا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرئیل آئے اور عرض کیا کہ (یا رسول اللہ) آپ اپنے گروہ مین اہل بدر کو کیسا سمجھتے ہین آنحضرت صلعم نے فرمایا تمام مسلمانون سے افضل یا اسکی مثل کوئی اور لفظ آنحضرت صلعم نے فرمائی جبرئیل نے عرض کیا ایسا ہی ہم اُن فرشتون کو تمام فرشتون سے افضل جانتے ہین جو جنگ بدر مین شریک ہوئے اور (نیز) اہل بدر کی شان مین صحیح (طور پر ثابت) ہوا ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا) یقینا خدای تعالی اہل بدر کے انجام حال سے مطلع ہوا اسلیے (حدیث قدسی مین) فرمایا جو کچھ چاہو کرو مین نے تمکو بخشدیا یا (یہ فرمایا) کہ تحقیق تمہارے واسطے جنت واجب ہو گئی - اور جو لوگ جنگ تبوک مین حاضر تھے اُنکے حق مین یہ آیت نازل ہوئی لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ الایہ (ترجمہ) بیشک اللہ نے توجہ کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور مہاجرین

وَالْاَنْصَارِ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ فِیْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ ومبتنی بر ہمین اصل ست کلامے کہ ابن عمر دہیا کردہ بود کہ با معاویہ بن ابی سفیان بگوید احق بہذا الامر منک من قاتلک وقاتل اباک علی الاسلام اخرجہ البخاری وکلام عبد الرحمن بن غنم اشعری فقیہ شام چون ابو ہریرہ وابو دردا از نزدیک حضرت مرتضی برگشتند وایشان میانجی بودند میان معاویہ وحضرت مرتضی ومعاویہ طلب میکرد کہ خلافت بگذارد وشورے گرداند در میان مسلمین فکان مما قال لہما عجبا منکما کیف جاز علیکما ما جئتما بہ تدعوان علیا ان یجعلہا شوری وقد علمتما انہ قد بایعہ المہاجرون والانصار واہل الحجاز والعراق وان من رضیہ خیر ممن کرہہ ومن بایعہ خیر ممن لم یبایعہ واَیُّ مدخل لمعاویۃ فی الشوری وہو من الطلقاء الذین لا یجوز لہم الخلافۃ وہو وابوہ رؤس الاحزاب فندما علی مسیرہما وتابا بین یدیہ اخرجہ ابو عمر فی الاستیعاب واز لوازم خلافت خاصہ آنست کہ خلیفہ مبشر بہ بہشت باشد یعنی بر زبان مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گذشتہ باشد کہ فلان شخص بخصوص اسم او بغیر تعلیق شرطے از اہل بہشت ست وعاقبت حال او نجات وسعادت ست زیرا کہ این بشارت افادہ میفرماید قطعًا سعادت این شخص وایمان او وتقوی او در آخر حال وآخر حال خلفا قیام بامر خلافت بود وایشان در حالت خلافت از عالم گذشتہ اند وافادہ میفرماید ظنًا قریبا من الیقین کہ افعال او در سائر عمر خیر باشد وایشان از مجتنب باشند از معاصی وعامل بطاعات اگرچہ مغفرت مرتکب کبیرہ پیش اہل سنت وجماعت جائز قلیل الوجود ست لیکن اینجا تلبیس عظیم وتدلیس بشدید لازم می آید وتلبیس وتدلیس ازان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منفی ست

اور انصار پر جنھون نے تکلیف کے وقت اُس نبی (صلعم) کی اتباع کی سا اور اسی اصل پر (کہ مشاجرت میں شریک ہونا لوازم خلافت خاصہ سے ہی) ابن عمر کا وہ کلام مبنی ہی جو انھون نے (اپنے ذہن میں) معاویہ بن ابی سفیان سے کہنے کے لیے تجویز کیا تھا کہ تم سے زیادہ خلافت کے لائق وہ ہی جسنے تم سے اور تمھارے باپ سے اسلام پر مقاتلہ کیا یعنی علی مرتضی بخاری نے اسکو روایت کیا ہی اور (اسی اصل پر) عبد الرحمن بن غنم اشعری فقیہ شام کا کلام (مبنی ہی جسکا قصہ اسطرح پر ہے کہ) حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابو الدرداء (جو حضرت معاویہ کی طرف سے حضرت علی کے پاس یہ پیغام لیکئے تھے کہ خلافت کو چھوڑ دو اور اسکو مسلمانون کے شوری پر دائر کردو) حضرت علی کے پاس سے (پیغام پہونچاکر) لوٹے (اور مقام حمص مین جو مسکن حضرت عبد الرحمن بن غنم اشعری کا تھا پہونچے) تو حضرت عبد الرحمن نے اُنسے منجملہ اور باتون کے یہ بھی کہا کہ تم دونون سے تعجب ہی کہ کیونکر تم سے یہ پیغام جو تم لائے تھے (حضرت علی کے سامنے) ادا ہوا تم نے علی کو یہ ترغیب دی کہ خلافت کو شوری پر دائر کردین حالانکہ تم جانتے ہو کہ مہاجرین اور انصار اور اہل حجاز اور اہل عراق نے علی سے بیعت کرلی ہی اور بیشک جو لوگ علی (کی خلافت) سے راضی ہوگئے وہ اُن لوگون سے افضل ہین جو علی (کی خلافت) سے ناخوش ہین اور جن لوگون نے علی سے بیعت کرلی ہی وہ اُن لوگون سے افضل ہین جنھون نے ان سے بیعت نہین کی اور معاویہ کو شوری قائم ہونے سے کیا فائدہ کیونکہ (شوری سے خلافت ملیگی تو مہاجرین مین سے کسیکو ملیگی اور) معاویہ (مہاجرین مین سے نہین ہین بلکہ) طلقا مین سے ہین جنکو خلافت (خاصہ) حاصل نہین ہوسکتی بلکہ معاویہ اور انکے والد غزوۂ احزاب (مین کافرون) کے سردار تھے (عبد الرحمن بن غنم کا یہ کلام سنکر) ابوہریرہ اور ابو الدرداء اپنے آنے پر نادم ہوئے اور عبد الرحمن بن غنم کے سامنے (اپنے اس فعل سے) توبہ کی ابو عمر نے استیعاب مین اسکو روایت کیا ہی اور منجملہ لوازم خلافت خاصہ کے ایک یہ ہی کہ خلیفہ بہشت کی بشارت پا چکا ہو یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے خاص نام لیکر بغیر کسی تعلیق اور شرط کے فرمایا ہو کہ فلان شخص اہل بہشت سے ہی اور اُسکا انجام کار نجات اور سعادت ہی (یہ شرط) اسلیے (ہی) کہ اس بشارت سے آخر حال مین اُس شخص کی سعادت اور اُسکے ایمان اور تقوے کا قطعی ثبوت ملتا ہی اور (چونکہ) خلفا آخر حال مین خلافت کے منصب پر مامور رہے تھے اور خلافت ہی کی حالت مین دنیا سے گذر گئے (لہذا اگر وہ مبشر بہ بہشت ہونگے تو معلوم ہوگا کہ خلافت کی حالت مین وہ لوگ متقی اور ایماندار اور نجات یافتہ اور باسعادت ہے) اور نیز (اس بشارت سے) یہ ظن جو قریب یقین کے ہی حاصل ہوتا ہی کہ تمام عمر وہ شخص نیک اعمال اور گناہون سے مجتنب اور طاعت کرنیوالا رہیگا اگرچہ اہل سنت وجماعت کے نزدیک گناہ کبیرہ کرنیوالے کی مغفرت جائز (ہی گو) قلیل الوجود ہی لیکن بیان (یعنی مبشر بہ بہشت سے اگر کبائر کا ارتکاب جائز رکھا جائے تو) تلبیس عظیم وتدلیس شدید لازم آتی ہی (کیونکہ مبشر بہ بہشت ہونا ذہن کو صدور کبائر کے خیال سے باز رکھتا ہی حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تلبیس وتدلیس کی نفی ہو چکی ہی (اب رہا یہ کہ خلفای اربعہ مبشر بہ بہشت تھے یا نہین تو کیفیت یہ ہی کہ)

و بشارت خلفای اربعہ بجنت بحد تواتر رسید بوجہے کہ احتمال خلاف آن نماند اولًا اجمالًا در آیات مناقب مہاجرین و حضار حدیبیہ و جیش العسرۃ
و غیر آن و در احادیث مطلق صحابہ و مناقب
حاضران این مشاہد وذکر آن احادیث
طولے دارد و ثانیًا در ضمن عشرۂ مبشرہ عن
سعید بن زید و ثالثًا برائے خلفای ثلثہ
عن ابی موسی و جابر و غیرہما و رابعًا
برای شیخین در حدیث ابی سعید خدری
و ابن مسعود رضہ و خامسًا فرادٰے فرادٰے
از جماعۂ کثیر از آن جملہ حدیث عثمانُ
رفیقی فی الجنّۃ ولعلی بستانٌ فی
الجنۃ و از لوازم خلافت خاصہ آنست
کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نص فرمایند
کہ وے از طبقۂ علیای امت ست از
صدیقین یا شہدا و صالحین و محدَّث نیز
شقیق صدیق ست و بیک اعتبار داخل
در حد وے یا بیانِ علو درجۂ او در بہشت
فرمودہ باشند و این لازم بودن شخص
ست از طبقۂ علیای امت یا آرا اے او
موافق باشد با وحی و آیات کثیرہ بر وفق
رائے او نازل شدہ باشد و این معنی نیز
لازم بودن شخص ست از طبقۂ علیا
یا بتواتر ثابت شود کہ سیرت او در عبادات
و تقرب الی اللہ اکمل ست از سیرت
سائر مسلمین و متحلے باشد بخصال مرضیہ
و مقامات علیہ و احوال سنیہ و کرامات
قویہ یعنی چیزہائے کہ امروز باسم طریقہ
صوفیہ مسمی میگردد و صاحب قوت القلوب
و غیرہ وے در کتب خویش بیان کردہ اند
و ہر مسئلہ را با حادیث و آثار محکم نمودہ و این
نیز لازم صدیقیت و شہادت ست و ہمین
در خلیفہ برای آن مطلوب شد کہ ریاست ظاہر و مقرون
باشد بریاست باطن و تشبہ کامل بآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا کند و در صداو آیۂ کریمہ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ
وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ و در صداو یُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ الآیہ داخل شود و ثبوت این معنی برای خلفای اربعہ

خلفای اربعہ کے لیے جنت کی بشارت اس درجہ حد تواتر کو پہونچ گئی ہے کہ اسکے خلاف کا احتمال ہی نہین باقی رہا (انکے لیے جنت کی بشارت کئی طرح پر ہے) اولا اجمالی طور پر مہاجرین اور حاضرین حدیبیہ اور حاضرین جیش العسرۃ (یعنی غزوۂ تبوک) وغیرہ کے مناقب کی آیتون مین اور مطلقا صحابہ کے مناقب کی حدیثون مین اور غزوات مین شریک ہونیوالون کے مناقب کی حدیثون مین جنکا ذکر کرنا طوالت ہے ۔ اور ثانیًا (حدیث) عشرہ مبشرہ کے ضمن مین جو سعید بن زید سے مروی ہے اور ثالثًا (خاص طور پر) خلفای ثلثہ کے لیے (اس حدیث مین جو) ابو موسی اور جابر وغیرہ سے (مروی ہے) اور رابعًا (بالتخصیص) شیخین کے لیے ابو سعید خدری اور ابن مسعود کی حدیث مین اور خامسًا الگ الگ (ہر ایک خلیفہ کے لیے) ان حدیثون مین جو) ایک جماعت کثیر سے (مروی ہین) ۔ از انجملہ یہ حدیث ہے عثمان رفیقی فی الجنۃ (ترجمہ) عثمان میرے رفیق ہین جنت مین (اور یہ حدیث ہے) لعلی بستانٌ فی الجنۃ (علی کے واسطے ایک باغ ہے جنت مین)
اور منجملہ لوازم خلافت خاصہ کے ایک یہ ہے کہ (خلیفہ ایسا شخص ہو جسکی نسبت) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نص فرمادی ہو کہ وہ امت کے اعلے طبقہ سے ہے یعنی صدیقین یا شہدا اور صالحین سے اور محدَّث بھی صدیق کا ہمرتبہ ہے اور ایک اعتبار سے (محدَّث) اُسی (صدیق) کی تعریف مین داخل ہے (لہذا اگر کسی کے شان مین محدَّث کا لفظ آیا ہو تو وہ بھی کافی ہے) یا (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے) اسکا بہشت مین عالی درجہ ہونا بیان فرمادیا ہو اور اُس سے (بھی) اُس شخص کا امت کے اعلے طبقہ سے ہونا لازم آتا ہے یا اسکی رای وحی کے موافق ہو اور بہت سی آیتین اُسکی رای کے موافق نازل ہوئی ہون اس سے بھی اسکا (امت کے) اعلے طبقہ سے ہونا لازم آتا ہے یا بتواتر ثابت ہوگیا ہو کہ عبادات اور تقرب الی اللہ مین اسکی سیرت تمام مسلمانون کی سیرت سے اکمل ہے اور خصائل پسندیدہ اور مقامات عالیہ اور احوال سنیہ اور کرامات قویہ سے آراستہ یعنی ان تمام اوصاف سے (موصوف ہو) جو آجکل طریقہ صوفیہ کے نام سے موسوم ہین جنکو صاحب قوۃ القلوب وغیرہ نے اپنی کتابون مین بسند احادیث و آثار بیان کیا ہے یہ امور بھی صدیقین و شہدا مین سے ہونے کی دلیل ہین اور خلیفہ کا ایسا ہونا اسلیے ضروری ہے کہ ظاہری ریاست باطنی ریاست کے ساتھ جمع ہو جائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کامل مشابہت پیدا کرلے اور (تاکہ وہ) آیۂ کریمہ وَالَّذِينَ مَعَهُ الآیہ (ترجمہ) جو لوگ محمد رسول اللہ کے ساتھ ہین وہ کافرون پر بہت سخت ہین اور باہم مہربان ہین (اے مخاطب) تو انکو (کبھی) رکوع مین دیکھتا ہے (کبھی) سجدے مین چاہتے ہین فضل اللہ کا اور اسکی رضامندی علامت اُنکی انکے چہرون مین سجدے کے نشان سے ہے) اور آیۂ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ الآیہ (ترجمہ) اللہ انکو دوست رکھتا ہے اور وہ اللہ کو دوست رکھتے ہین مسلمانون سے فروتنی کرتے ہین اور کافرون سے سختی) کے تحت مین داخل ہو جائے اور ان تمام باتون کا خلفای اربعہ کیلیے ثابت ہونا

ضروریات دین سے ہی اور بیشمار حدیثون سے ثابت ہی از انجملہ ابوہریرہ کی یہ حدیث ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ایک مرتبہ) کوہ حرا پر تھے اور آپ کے ہمراہ ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی اور طلحہ اور زبیر بھی تھے پس پہاڑ جنبش کرنے لگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ای حرا) ٹھہر جا کیونکہ نہین ہی تجھ پر مگر نبی یا صدیق یا شہید اس حدیث کو مسلم اور ترمذی نے روایت کیا ہی اور (از انجملہ انس کی یہ حدیث ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوہ احد پر چڑھے اور آپ کے ہمراہ ابوبکر اور عمر اور عثمان بھی چڑھے پس پہاڑ جنبش کرنے لگا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا پاؤن مبارک پہاڑ پر مار کر فرمایا ای احد ٹھہر جا نہین ہی تجھ پر مگر نبی اور صدیق اور دو شہید اس حدیث کو بخاری اور ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہی اور از انجملہ عثمان کی حدیث ہی جو مثل انس کی حدیث کے ہی لیکن اسکے آخر مین یہ بھی ہی کہ اس پہاڑ پر حضرت کے ساتھ خلفای ثلثہ کے سوا اور لوگ بھی تھے اس حدیث کو نسائی نے روایت کیا ہی اور (از انجملہ ابوہریرہ کی یہ حدیث ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) ای ابوبکر آگاہ رہو کہ تم میری امت مین سب سے پہلے جنت مین داخل ہوگے اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا ہی اور (از انجملہ) جابر کی یہ حدیث ہی (کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا) ای ابوبکر خدا نے تمکو رضوان اکبر عطا فرمایا بعض لوگون نے پوچھا یا رسول اللہ رضوان اکبر کیا چیز ہے؟ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالی آخرت مین اپنے تمام بندون پر عام تجلی کریگا اور ابوبکر پر خاص تجلی کریگا اس حدیث کو حاکم نے روایت کیا ہی اگرچہ اس حدیث کی صحت مین نزاع ہی مگر حاکم حق پر ہین (یعنی یہ حدیث صحیح ہی) اور (از انجملہ عبداللہ بن عمر کی یہ حدیث ہی کہ رسول اللہ صلعم نے ابوبکر سے فرمایا تم میرے ساتھی ہو حوض (کوثر) پر اور میرے ساتھی ہو غار مین اور (از انجملہ) ابن عمر اور ابوذر اور علی ابن طالب کی روایت سے (یہ) حدیث (ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) اللہ تعالی نے عمر کی زبان اور انکے دل پر حق جاری کر دیا ہی اور (از انجملہ) ابوہریرہ اور عائشہ کی روایت سے (یہ) حدیث (ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) کہ بلاشبہہ تم سے پہلے کی امتون مین کچھ لوگ مُحَدَّث تھے اور میری امت مین اگر کوئی مُحَدَّث ہی تو وہ عمر ہی اور اسی کے مثل عقبہ بن عامر کی (یہ) حدیث ہی (کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتے اور (اسی کے مثل) سعد بن ابی وقاص اور ابوہریرہ اور بریدہ اسلمی (کی روایت) سے یہ حدیث (ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) قسم اسکی جسکے قبضہ مین میری جان ہی (ای عمر) جب کسی راستہ مین تمکو شیطان دیکھ لیتا ہی تو وہ راستہ چھوڑ کر دوسرے راستہ سے چلنے لگتا ہی اور (اسی کے مثل ہی) عمر اور ابن عمر اور ابن مسعود کی روایت سے (وہ) حدیث (جسمین) حضرت فاروق کی رای کا وحی الٰہی کے موافق ہونا مذکور ہی اور (از انجملہ) علی بن ابیطالب اور انس اور ابی جحیفہ کی روایت سے (یہ) حدیث ہی کہ آنحضرت

از ضروریات دین است و ثابت باحادیث بے شمار از انجملہ حدیث ابی ہریرہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان علی حراء هو وابوبکر وعمر وعثمان وعلی وطلحة والزبیر فتحرکت الصخرة فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِهْدَأْ فما علیک الا نبی او صدیق او شہید اخرج الحدیث المسلم والترمذی وحدیث انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صَعِدَ اُحُدًا وابوبکر وعمر وعثمان فرجف بهم فقال اثبت احد اراه ضربه برجله فانما علیک نبی وصدیق وشہیدان اخرجه البخاری وابوداؤد والترمذی واز انجملہ حدیث عثمان بمثل حدیث انس وفی اخرہ شہد معه رجال اخرجه النسائی واز انجملہ حدیث ابی ہریرہ اما انک یا ابابکر اول من یدخل الجنة من امتی اخرجه ابوداؤد وحدیث جابر یا ابابکر اعطاک اللہ الرضوان الاکبر فقال بعض القوم ما الرضوان الاکبر یا رسول اللہ قال یتجلی اللہ لعباده فی الاخرة عامة ویتجلی لابی بکر خاصة اخرجه الحاکم وتوزع فی صحته والحق مع الحاکم وحدیث عبداللہ بن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لابی بکر انت صاحبی علی الحوض وصاحبی فی الغار واز انجملہ حدیث جعل اللہ الحق علی لسان عمر وقلبه بروایت ابن عمر وابی ذر وعلی بن ابی طالب وحدیث انه کان فیما کان قبلکم من الامم ناس محدثون فان یکن فی امتی احد فانه عمر بروایت ابی ہریرہ وعائشہ وشبیہ آن است حدیث عقبہ بن عامر لوکان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب وحدیث والذی نفسی بیده ما لقیک الشیطان سالکا فجا الا سلک فجا غیر فجک از حدیث سعد بن ابی وقاص وابی ہریرہ وعائشہ وبریدہ اسلمی وحدیث موافقت فاروق باوحی الٰہی از روایت عمر وابن عمر وابن مسعود واز انجملہ حدیث

صلعم نے فرمایا) یہ دونون (یعنی ابوبکر وعمر) سردار ہین تمام پیران اہل جنت کے اگلے اور پچھلون سے سوا نبیون اور رسولونکے اور (ازانجملہ) یہ حدیث (ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ) اعلے درجات والے نیچے درجہ والون کو اسطرح (روشن) نظر آئینگے جسطرح تم لوگ اس ستارہ کو دیکھتے ہو جو آسمان کے افق پر چمکتا ہو اور بیشک ابوبکر وعمر انھین اعلے درجات والون مین سے ہین بلکہ اُس سے زیادہ - اس حدیث کو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہی اور (ازانجملہ) یہ حدیث (ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) کیا مین اُس شخص سے حیا نکرون جس سے فرشتے حیا کرتے ہین یعنی عثمان سے اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہی اور (ازانجملہ یہ) حدیث (ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا) ہر نبی کے لیے ایک رفیق ہی اور میرا رفیق جنت مین عثمان ہو اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہی اور (ازانجملہ) سعد بن ابی وقاص اور جابر وغیرہ کی روایت سے (یہ حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا) کیا تم اس بات سے راضی نہین ہوے کہ تم میری طرف سے اس مرتبہ پر ہو جس مرتبہ پر ہارون موسی کی طرف سے تھے اور (ازانجملہ) یہ (حدیث) ہی (کہ آنحضرت صلعم نے غزوۂ خیبر مین فرمایا) کل مین ایسے شخص کو جھنڈا دونگا جو اللہ کو اور اسکے رسول کو دوست رکھتا ہی اور اللہ اور اسکا رسول اُس شخص کو دوست رکھتے ہین اس حدیث کو صحابہ کی ایک جماعت نے روایت کیا ہی **ازانجملہ** (یہ حدیث ہی جو) حضرت علی سے مروی ہی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کے لیے سات نجبا رقبا ہوتے ہین اور مجکو چودہ عطا کیے گئے ہین (جنکی تفصیل حضرت علی نے اسطرح کی ہی) مین اور میرے دونون بیٹے (حسن وحسین) اور جعفر اور حمزہ اور ابوبکر اور عمر اور مصعب بن عمیر اور بلال اور سلمان اور عمار اور عبداللہ بن مسعود اور ابوذر اور مقداد اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہی خلفای اربعہ کے کسیقدر حالات جو بنقل مستفیض المعنے ثابت ہوے ہین فصل آیندہ مین ہم نقل کرینگے -

اور منجملہ لوازم خلافت خاصہ کے ایک یہ ہی کہ خلیفہ (کوئی ایسا شخص ہو جس) کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قولاً وفعلاً بہت مرتبہ ایسا برتاؤ کیا ہو جیسا کہ کوئی بادشاہ ولیعہد کے ساتھ کرتا ہی اس قسم کا برتاؤ کرنے کی کئی صورتین ہین **ایک** یہ کہ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) اُسکا مستحق خلافت ہونا بیان فرمائین اور امت کے ساتھ اسکے برتاؤ کی خوبیان ذکر کردین **دوسرے** یہ کہ (نبی صلعم) بہت سے ایسے قرائن قائم کردین جنسے مجتہد از صحابہ یہ سمجھ لین کہ اگر نبی صلعم کسیکو خلیفہ بناتے تو فلان شخص کو بناتے اور جان لین کہ فلان شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب ہی اور (نیز اُن قرائن کی وجہ سے) کہنے لگین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اس حال مین کہ آپ فلان فلان سے راضی تھے یا اور اسی قسم کی باتین (لوگون کی زبان پر) آنے لگین) **تیسرے** یہ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی مین اُس شخص کو اُن کامون (کے انجام دینے) کا حکم فرمائین

هذان سيدا كهول اهل الجنة من الاولين والاخرين الا النبيين والمرسلين از روايت علي بن ابي طالب وانس وابي جحيفه وحديث ان اهل الدرجات العلى ليراهم من تحتهم كما ترون النجم الطالع في افق السماء وان ابابكر وعمر منهم وانعما اخرجه الترمذي وابن ماجه وحديث الا استحيي ممن يستحيي منه الملائكة يعني عثمان اخرجه مسلم وحديث لكل نبي رفيق ورفيقي في الجنة عثمان اخرجه الترمذي وحديث اما ترضى ان تكون مني بمنزلة هارون من موسى بروايت سعد بن ابي وقاص وجابر وغيرهما وحديث لاعطين الراية غدا رجلا يحب الله ورسوله ويحبه الله ورسوله رواه جماعة من الصحابة وقال علي عن النبي صلى الله عليه وسلم ان لكل نبي سبعة نجباء رقباء واعطيت انا اربعة عشر قال انا وابناي وجعفر وحمزة وابوبكر وعمر ومصعب بن عمير وبلال وسلمان وعمار وعبد الله ابن مسعود وابوذر والمقداد رواه الترمذي وپاره از سيرت مرضيه خلفاي اربعه كه بنقل مستفيض المعنى ثابت شده در فصل آينده نقل خواهيم كرد واز لوازم خلافت خاصه آنست كه آنحضرت صلى الله عليه وسلم با خليفه معامله فرمايد مرات بسيار وكرات بيشمار چنانكه امير با منتظر الامارة معامله ميكند قولا وفعلا واين معامله چند وجه تواند بود يكي آنكه استحقاق خلافت او بيان فرمايد وفضائل او باعتبار معامله با امت ذكر كند دوم آنكه اظهار فرمايد قرائن بسيار چنانكه فهمند مجتهدان صحابه يا دانند كه لو كان مستخلفا لاستخلف فلانا وبدانند كه احب الناس الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فلان وگويند توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو عنهم راض ونحو اين باب باشد سوم آنكه در حيات خود اين شخص را بكارهاي

[illegible]

جو بحیثیت نبوت آپ ہی کی ذات مبارک سے متعلق ہون یہ بات خلافت خاصہ مین اسلیے ضروری ہے
کہ خلیفہ کی خلافت پر شرع کی جانب سے لوگون کو وثوق ہو جائے اور (اسی وجہ سے) حضرات شیخین جب کسی کو خلافت
کے متعلق کسی کام پر مامور کرنا چاہتے تھے تو (پہلے) یہ تحقیق کر لیتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو
مسلمانون کے کسی کام پر کبھی مامور کیا ہے (یا نہین) اگر (اس شخص کو) ایسا پاتے تو اپنا عزم پورا کرتے (اور اُس
شخص کو اس کام پر مقرر فرماتے) ورنہ موقوف رکھتے۔ اس قسم کے واقعات تواتر کی حد کو پہونچگئے ہین۔ انشاء اللہ تعالےٰ
کسی قدر (فصل آئندہ مین) ہم بیان کرینگے اور نیز (یہ امر اسلیے بھی ضروری ہے کہ) خلیفہ کا دینی امور کو انجام دینا
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہو سکے جیسے بنی الامیر المدینۃ مین (محکوم کا) فعل حاکم کیطرف منسوب
کیا گیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خلفا کے حالات کو اُنکے ان اوصاف کے ساتھ بیان کرنا جنسے (اُنکا استحقاق)
خلافت محسوس ہو سکے فضلای صحابہ کی ایک جماعت کے مناقب ہین اور فرداً فرداً بھی حدیث مستفیض سے
ثابت ہے اور آنحضرت صلعم کا یہ بیان (خلافت کی سند ہے) جسطرح کہ روایت حدیث کی اجازت اور علم پڑھانے اور فتوی لکھنے
کی اجازت ہوتی ہے (پس) جسطرح کہ فی زمانہ علما (اپنے تلامذہ مین سے) ایک جماعت کو اپنی جانشینی کے لیے منتخب
کر لیتے ہین اور اُنکے استحقاق کو صراحۃً بیان کر دیتے ہین (اسیطرح) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس مرتبہ
(خلافت) کو اکابر اور فضلای صحابہ کے لیے ظاہر فرما دیا ہے۔ **ازانجملہ** ابو سعید خدری کی (یہ) حدیث ہے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت پر سب سے زیادہ رحیم ابو بکر ہین اور اللہ کے دین مین سب سے زیادہ
سخت عمر ہین اور سب سے زیادہ سچے حیادار عثمان ہین اور سب سے اچھا فیصلہ کرنیوالے علی بن ابی طالب ہین
اس حدیث کو ابو عمر نے استیعاب کے شروع مین لکھا ہے اور **ازانجملہ** (یہ) حدیث (ہے) کہ صحابہ مین ایک
شیخ نے جنکو ابو محجن یا محجن بن فلان کہا جاتا تھا بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری
امت پر سب سے زیادہ رحیم ابو بکر الخ اور انس بن مالک کی (یہ) حدیث (ہے) میری امت پر سب سے زیادہ رحیم ابو بکر
ہین الخ ان دونون حدیثون کو ابو عمر نے استیعاب مین لکھا ہے اور **ازانجملہ** ابن مسعود اور حذیفہ کی (یہ) حدیث
(ہے) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) مین نہین جانتا کہ مین تم مین کبتک رہونگا پس تم ان دو شخصون
(یعنی ابو بکر و عمر) کی متابعت کرنا جو میرے بعد (خلیفہ) ہونگے۔ اور **ازانجملہ** علی مرتضی اور حذیفہ کی (یہ) حدیث
(ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا) اگر تم لوگ ابو بکر کو امیر بناؤ گے تو اُنکو امانت دار اور دنیا سے بے رغبت اور آخرت کا
راغب پاؤگے اور اگر عمر کو امیر بناؤ گے تو اُنکو قوی۔ امانت دار پاؤ گے کہ وہ اللہ کے دین مین کسی ملامت کرنیوالے
کی ملامت سے نہین ڈرتے اور اگر علی کو امیر بناؤ گے تو اُنکو ہدایت کرنیوالا اور ہدایت یافتہ پاؤ گے وہ تم لوگون کو
سیدھی راہ پر لے چلینگے اگرچہ مین خیال کرتا ہون کہ تم لوگ (علی کو خلیفہ) بنانیوالے نہین ہو اور **(ازانجملہ)**

که متعلق بنفس مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم من حیث النبوۃ امر فرمایند و این معنی در خلافت خاصہ ازان جہت مطلوب شد کہ وثوق بخلافت خلیفہ از جہت شرع بہم رسد
و حضرت شیخین چون میخواستند کہ شخصے را بکارے
کہ تعلق بخلافت دارد مشتغل شد امر کنند تفحص مینمودند
کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم این شخص را گاہے
متولی امرے ساختہ اند از امور مسلمین اگر می یافتند
امضای عزیمت میفرمودند و الا موقوف میداشتند
و این قصص بحد تواتر رسیدہ است انشاء اللہ تعالےٰ
پارۂ ازان در فصل آیندہ بیان کنیم و نیز قیام
این شخص بامور دین نسبت کردہ شود با آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم چنانکہ منسوب میشود فعل مامور
در مثل بنی الامیرُ المدینۃ اما بیان کردن
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حال خلفا باوصافے
کہ حس خلافت بآن حاصل گردد پس مستفیض
شدہ است در بیان مناقب جماعہ از افاضل
صحابہ و تنہا تنہا نیز و این بیان آنحضرت بمنزلۂ
اجازت روایت حدیث و اجازت تدریس علم
و فتاوی ست چنانکہ الیوم علما جمعی را بخلافت
خود برمی گزینند و نص مینمایند باستحقاق آن
اشخاص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم این
منزلت را بفضلای صحابہ و کبرای ایشان
تنویہ فرمودہ اند ازان جملہ حدیث ابی سعید
خدری قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
ارحم امتی بہا ابوبکر و اقواھم فی دین
اللہ عمر و اصدقھم حیاءً عثمانُ
و اقضاھم علی بن ابی طالب الخ اخرجہ
ابو عمر فی اول الاستیعاب و حدیث
شیخ من الصحابۃ یقال لہ ابو محجن او محجن
ابن فلان قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم ان ارءف امتی بامتی فذکر الحدیث
و حدیث انس بن مالک ارحم امتی بامتی
ابوبکر فذکر مثلہ اخرجہما ابو عمر فی الاستیعاب
و ازان جملہ حدیث ابن مسعود و حدیث حذیفۃ لا ادری ما بقائی فیکم فاقتدوا بالذین من بعدی و ازانجملہ حدیث مرتضی و حذیفۃ ان تؤمروا ابابکر تجدوہ امینا زاھدا
فی الدنیا راغبا فی الاخرۃ وان تؤمروا عمر تجدوہ قویا امینا لا یخاف فی اللہ لومۃ لائم وان تؤمروا علیا ولا اراکم فاعلین تجدوہ ھادیا مھدیا یاخذ بکم الطریق المستقیم

وسئلت عائشۃ من کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مستخلفا لو استخلفہ قالت ابوبکر فقیل ثم من بعد ابی بکر قالت عمر قیل من بعد عمر قالت ابو عبیدۃ قال عمر

ما احد احق بھذا الامر من ھؤلاء النفر الذین
توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو عنھم راض
فسمی علیا وعثمان والزبیر وطلحۃ وسعدا
وعبد الرحمن وازانجملہ حدیث ابی سعید قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من نبی الا وله وزیران
من اهل السماء ووزیران من اهل الارض فاما وزیرای
من اهل السماء فجبرئیل ومیکائیل واما وزیرای
من اهل الارض فابوبکر وعمر اخرجه الترمذی
وللحدیث طرق عند الحاکم وغیرہ وقال من کنت
مولاہ فعلی مولاہ اخرجه جماعۃ واما فعل آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم با ایشان معاملہ منتظر الامارۃ
پس شاہد آن تفویض امامت صلوۃ ست در
قصۂ رفتن بقبیلۂ عمرو بن عوف ودر تبوک چون
افواج مسلمین بیرون شہر بر آمدند حضرت
صدیق را برای عرضۂ لشکر واقامت صلوۃ معین
فرمود ودر مرض آخر وآن متواتر بالمعنے ست
وامیر الحج ساختن در سال نہم وبغزوات فرستادن
چندین بار وہمیشہ مشاورت فرمودن با شیخین در امور
مسلمین وامیر ساختن حضرت عمر را در بعض غزوات
وعامل صدقات مدینہ فرمودن او را وفرستادن
حضرت عثمان را بجانب اہل مکہ در مصالحہ حدیبیہ
ووالی یمن گردانیدن حضرت مرتضی را ودعا نمودن
برای وی کہ قضا بروے آسان شود واین
احادیث بر ہیئت مجموعی متواتر بالمعنے
شدہ ست واز لوازم خلافت خاصہ آنست
کہ آنچہ خدائے عز وجل برائے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم وعدہ فرمودہ است
بعض آن بر دست این خلیفہ ظاہر شود
واین علامت خلافت خاصہ در وقت
خلافت توان شناخت نہ قبل از خلافت بخلاف
علامات دیگر ووجود این معنی در خلفا متحقق ست در آیۂ الذین ان مکنھم فی الارض اقاموا الصلوۃ اقامت صلوۃ وایتاء زکوۃ وامر بمعروف ونہی از منکر مذکور شدہ

[illegible]

یہ روایت ہے کہ) حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود کسی کو خلیفہ بناتے تو کسکو بناتے حضرت عائشہ نے کہا ابوبکر کو پھر پوچھا گیا کہ ابوبکر کے بعد کسکو بناتے حضرت عائشہ نے کہا عمر کو پھر پوچھا گیا عمر کے بعد کسکو بناتے حضرت عائشہ نے کہا ابوعبیدہ کو (اور ازانجملہ یہ روایت ہے کہ) حضرت عمر نے فرمایا کوئی شخص اُن لوگون سے زیادہ خلافت کا حقدار نہین ہے جنسے رسول اللہ صلعم وقت وفات تک راضی رہے پھر (حضرت عمر نے) علی اور عثمان اور زبیر اور طلحہ اور سعد اور عبدالرحمن کا نام لیا اور ازانجملہ ابو سعید کی (یہ) حدیث (ہے) وہ کہتے تھے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر نبی کے لیے دو وزیر اہل آسمان سے اور دو وزیر اہل زمین سے ہوتے ہین چنانچہ میرے دو وزیر اہل آسمان سے جبریل اور میکائیل ہین اور اہل زمین سے ابوبکر وعمر ہین اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور حاکم وغیرہ نے اس حدیث کو بہت سندون سے روایت کیا ہے اور ازانجملہ (یہ حدیث ہے کہ) آنحضرت صلعم نے فرمایا جسکا مین مولٰی ہون علی بھی اُسکے مولی ہین اس حدیث کو (محدثین کی) ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔

(یہانتک تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قولی برتاؤ تھا اب رہا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ان (خلفاے اربعہ) کے ساتھ (فعلاً) ولیعہدی کا سا برتاؤ کرنا (وہ بھی قطعی طور پر ثابت ہے) چنانچہ حضرت ابوبکر کے ساتھ ایسے برتاؤ پر شاہد ہے قبیلۂ عمرو بن عوف کی طرف جانے کے واقعہ مین نماز کی امامت تفویض کرنا اور جنگ تبوک مین جب مسلمانون کی فوجین شہر سے باہر آگئین تو حضرت صدیق کو آپنے لشکر کا جائزہ لینے اور نماز کی امامت کرنیکے لیے معین فرمایا اور آخر مرض مین (بھی انھین کو امام بنانا) یہ روایت متواتر بالمعنے ہے اور (ہجرت کے) نوین سال مین (اُنکو) امیر الحج مقرر کرنا اور کئی مرتبہ غزوات مین (انکو) بھیجنا اور مسلمانون کے کامون مین ہمیشہ شیخین سے مشورہ کرنا اور (حضرت عمر کے ساتھ اس برتاؤ پر شاہد ہے) بعض غزوات مین انکو امیر بنانا اور مدینہ مین (انکو) صدقات کا عامل مقرر کرنا اور (حضرت عثمان کے ساتھ اس برتاؤ پر شاہد ہے) صلح حدیبیہ مین اُنکو اہل مکہ کی طرف بھیجنا اور (حضرت علی مرتضے کے ساتھ اس برتاؤ پر شاہد ہے اُن) کو یمن کا حاکم مقرر کرنا اور اُنکے لیے یہ دعا فرمانا کہ فیصلہ کرنا انپر آسان ہو جائے یہ تمام احادیث مجموعی حیثیت سے متواتر بالمعنے ہین

اور منجملہ لوازم خلافت خاصہ کے ایک یہ ہے کہ جو کچھ خدای عز وجل نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے وعدہ فرمایا ہے (اُنمین سے) بعض وعدے اُس خلیفہ کے ہاتھ پر پورے ہون خلافت خاصہ کی یہ علامت خلافت منعقد ہوجانے کے بعد معلوم ہوتی ہے خلافت کے قبل نہین معلوم ہوسکتی بخلاف دوسری علامتون کے (کہ وہ خلافت کے پہلے معلوم ہوجاتی ہین) یہ (علامت بھی خلافت خاصہ کی خلفاء (اربعہ) مین موجود ہے (مثلاً) آیۂ الذین ان مکنھم فی الارض اقاموا الصلوۃ الخ مین نماز قائم کرنا اور زکوۃ دینا اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر مذکور ہے

اور آیۂ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ الخ مین اُن (خلفا) کے ہاتھ سے اور انکی کوشش کے موافق دین کی تقویت اور شوکت اور کافرون کی طرف سے اطمینان کا حاصل ہونا بیان کیا گیا ہی اور آیۂ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنجِيلِ الخ مین شہرون کے فتح ہونے اور اقالیم معمورہ مین اسلام کے شائع ہونے کی طرف اشارہ ہی اور آیۂ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ مین یہودیت اور نصرانیت اور مجوسیت پر (اسلام کا) غالب ہونا بیان کیا گیا ہی اور یہ سب امور خلفای ثلثہ کے زمانہ مین پائے گئے اور آیۂ مَن يَرْتَدَّ مِنكُمْ الخ مین مرتدون سے جنگ کرنا (خلافت خاصہ کی علامت) بیان کیا گیا ہی اور اُسکا ظہور صدیق اکبر کے زمانہ مین ہوا اور آیۂ سَتُدْعَوْنَ إِلَىٰ قَوْمٍ أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ مین فارس و روم سے جنگ کرنے کے لیے اعلان عام دیکر لشکر جمع کرنا بیان کیا گیا ہی اسکا وقوع مشائخ ثلثہ کے زمانہ مین ہوا اور آیاتِ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ مین قرآن کا مصاحف مین جمع کرنا مذکور ہی اور یہ (بھی) مشائخ ثلثہ کے زمانہ مین ظہور پذیر ہوا اور حدیث قدسی اِنَّ اللّٰهَ مقت عربهم وعجمهم الخ مین عجم مین جنگ کرنا مذکور ہی اور اسکا ظہور خلفای ثلثہ کے عہد مین ہوا اور حدیث هَلَكَ كِسْرَىٰ فَلَا كِسْرَىٰ بَعْدَهُ وَهَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهُ مین اور حدیث لَتُفْتَحَنَّ كُنُوزُ كِسْرَىٰ مین فارس و روم کا فتح ہونا اور اسکا ظہور بھی خلفای ثلثہ کے عہد مین ہوا اور حدیث لَئِنْ اَدْرَكْتُهُمْ لَاَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ مین اور دوسری حدیث يَلِي قَتْلَهُمْ اَوْلَى الْفِرْقَتَيْنِ مین خوارج سے جنگ کرنا مذکور ہی اور اسکا وقوع حضرت مرتضے کے عہد مین ہوا۔

اور منجملہ لوازم خلافت خاصہ کے ایک یہ ہی کہ خلیفہ (ایسا شخص ہو جس) کا قول دین مین حجت (قرار پایا) ہو لیکن اسکا یہ مطلب نہین ہی کہ عام مسلمانون کو اس (خلیفہ) کی تقلید کرنا صحیح ہو کیونکہ یہ بات تو اجتہاد کے لوازم سے ہی اور خلافت عامہ (کی بحث) مین اسکا ذکر ہو چکا ہی اور نہ یہ مراد ہی کہ خلیفہ فی نفسہٖ واجب الاطاعۃ ہو بغیر اسکے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی (طرف سے اس خلیفہ کی اطاعت کے لیے کوئی) تنبیہ ہو کیونکہ فی نفسہٖ واجب الاطاعۃ ہونا سوا نبی کے کسی اور کو میسر نہین بلکہ اس مقام پر (قول خلیفہ کے حجت ہونے سے) مراد وہ مرتبہ ہی جو ان دونون مرتبون کے درمیان مین ہی تفصیل اسکی یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی خاص شخص کا نام لیکر بعض امور کو اسکے حوالہ فرما دیا ہو پس (اس وجہ سے مسلمانون کو ان امور مین) اسکی متابعت واجب ہوگی جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افسران فوج کی اطاعت (فوج کے لیے) واجب تھی۔ اور خلفای راشدین مین اس صفت کا ہونا ایسا ہی ہی جیسا علم فرائض مین زید بن ثابت کا قول دیگر مجتہدین کے اقوال پر مقدم کرنا چاہیے اور قراءت اور فقہ مین عبد اللہ بن مسعود کا قول اور قراءت مین ابی بن کعب کا قول دوسرونکے اقوال پر (مقدم کرنا چاہیے) اور اُمت مین اختلاف ہونیکے وقت اہل مدینہ کا قول دوسرون کے قول پر مقدم کرنا چاہیے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ عز وجل کے بتلانے سے یہ معلوم ہوا کہ آنحضرت صلعم کے بعد امت مین اختلاف ظاہر ہوگا

وعد اللّٰه الذين آمنوا منكم وعملوا الصالحات تمکین و تقویت دین بر دست ایشان و بر حسب سعی ایشان و حصول اطمینان از کفار مذکور ست و در آیۂ ذٰلك مثلهم في التوراة ومثلهم في الإنجيل اشارہ بفتح بلدان و تشییع اسلام در اقالیم معمورہ و در آیۂ لیظهره على الدين كله غلبہ بر دین یہودیت و نصرانیت و مجوسیت مذکور ست و آن در زمان خلفای ثلثہ بروئے کار آمدہ ست و در آیۂ من يرتد منكم قتال مرتدین مذکور ست و آن در زمان صدیق اکبر بظہور پیوست و در آیۂ ستدعون إلى قوم أولي بأس شديد جمع عساکر بنفیر عام برای قتال فارس و روم مذکور ست و آن در زمان مشائخ ثلثہ متحقق شدہ و در آیات علينا جمعه وقرآنه جمع قرآن در مصاحف مذکور ست و آن در عہد مشائخ ثلثہ ظہور یافت و در حدیث قدسی ان اللّٰه مقت عربهم وعجمهم قتال عجم مذکور ست و آن در ایام خلفای ثلثہ ظاہر گشت و در حدیث هلك كسرى فلا كسرى بعده وهلك قيصر فلا قيصر بعده و حدیث لتفتحن كنوز كسرى فتح فارس و روم مذکور ست و آن در زمان خلفای ثلثہ بظہور رسیدہ و در حدیث قتال خوارج لئن ادركتهم لاقتلنهم قتل عاد و در حدیث دیگر يلي قتلهم اولى الفرقتين و آن در زمان حضرت مرتضی واقع شد و از لوازم خلافت خاصہ آنست کہ قول خلیفہ حجت باشد در دین نہ بآن معنی کہ تقلید عوام مسلمین او را صحیح باشد زیرا کہ این معنی از لوازم اجتہاد ست و در خلافت عامہ بیان آن گذشت و نہ بآن معنی کہ خلیفہ فی نفسہٖ بے اعتماد بر تنبیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واجب الطاعۃ باشد زیرا کہ این معنی غیر نبی را میسر نیست بلکہ مراد اینجا منزلتے ست بین المنزلتین تفصیل این صورت آنست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حوالہ فرمودہ باشند بعض امور را بشخصے بتعیین اسم او پس بآن جہت بر مسلمین لازم شود متابعت او چنانکہ امرای جیوش بحکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بمقتضای امر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و این خصلت در خلفای راشدین بآن ماند کہ قول زید بن ثابت در فرائض مقدم باید داشت بر اقوال مجتہدین دیگر و قول عبد اللہ بن مسعود در قراءت و فقہ و قول ابی بن کعب در قراءت بر قول دیگران و قول اہل مدینہ نزدیک اختلاف امت بر قول دیگران آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بتعلیم اللہ عز وجل دانستند کہ بعد آنحضرت اختلاف ...

اور معروف ... مین ... کسی ... ترجیح ... کی ... تخصیص اہل مدینہ کی نہین ہے ۱۲

اور بعض مسائل میں امت کو حیرت ہوجائیگی (لہذا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کاملہ جو امت پر تھی
(اس بات کی) مقتضی ہوئی کہ امت کے لیے اس حیرت سے رہائی کا طریقہ معین فرمادین اور اس معاملہ مین امت
کے لیے ایک حجت قائم کردین (چنانچہ آپنے ایسا ہی کیا) (اب دیکھو) خلفای اربعہ کے لیے یہ صفت (کہ اُس کے درجہ مین)
ثابت ہی کیونکہ اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا ہی وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ اس آیت مین
(اللہ تعالی) فرماتا ہی کہ اُن (خلفا) کی کوشش سے جو دین قائم اور شائع اور مشہور ہو (وہی) پسندیدہ دین
ہی پس اس جماعت (خلفا) کی کوشش سے جو دین شائع ہوا اسکا شرع کی جانب منسوب ہونا (اس آیت سے)
معلوم ہوگیا اور (نیز اللہ تعالی) فرماتا ہی اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ الآیہ اس آیت مین
(اللہ تعالی نے) افادہ فرمایا ہی کہ نماز اور زکوۃ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے جو طریقے ان لوگون سے
ظاہر ہون جنکو تمکین دی گئی ہی وہی محمود اور پسندیدہ ہین اور عرباض بن ساریہ کی حدیث مین ہی
(کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) تم لوگ اپنے اوپر لازم کرلو میری سنت کو اور خلفای راشدین کی سنت کو
جو میرے بعد ہونگے اور ابن مسعود اور حذیفہ کی حدیث مین ہی کہ (آنحضرت صلعم نے فرمایا) پیروی کرو ان دونکی
جو میرے بعد (خلیفہ) ہونگے (یعنی) ابوبکر اور عمر کی اور یہ امر (یعنی ابوبکر اور عمر کی اقتدا کرنا) اکابر صحابہ سے مروی ہی
(چنانچہ) دارمی نے عبداللہ بن ابی یزید سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے ابن عباسؓ سے جب کوئی مسئلہ دریافت
کیا جاتا تو اگر وہ مسئلہ قرآن مین ہوتا تو قرآن سے بتاتے اور اگر قرآن مین نہوتا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
(کی حدیث) مین ہوتا تو اُسی (حدیث) سے بتلاتے اور اگر (حدیث مین بھی) نہوتا تو ابوبکر وعمرؓ کے قول سے
(بتاتے) اور اگر (ابوبکر وعمرؓ کے قول مین بھی) نہوتا تو اپنی رای سے بتاتے اور تابعین اور تبع تابعین کے
(طبقہ کے) مجتہدین (بھی) اس اصل کے قائل ہوے ہین (کہ خلفای راشدین کا قول حجت ہی) اور اربابِ مذاہب اربعہ
(بھی) اسی طرف گئے ہین (چنانچہ) جو شخص موطا اور محمد بن الحسن کی کتاب الآثار مین غور کریگا وہ یقیناً اسکو معلوم کریگا
اگرچہ بعض اصولیین شافعیہ اس باب مین متردد ہین اور غالباً ان لوگون کے تردد کی وجہ یہ ہی کہ بعض سلف
نے خلفا کے بعض آثار پر عمل نہین کیا مگر اس باب مین تحقیق یہ ہی کہ ادلہ (شرعیہ) مین تعارض ہونیکے وقت
بعض ادلہ شرعیہ کو بعض پر مقدم کرنا دوسری دلیل کے حجت ہونے کی نفی نہین کرتا ہی جیسا کہ خبر واحد کو حدیث
مشہور یا اجماع امت کے مخالف ہونے کی حالت مین ترک کردیتے ہین (اس سے یہ لازم نہین آتا کہ خبر احد
حجت نرہے) فقہ کے ماخذ کے کئی طبقات ہین اور ہر طبقہ کا (جداگانہ حکم ہی یہان پر ہم امام شافعیؒ کا کلام
بعینہ نقل کرتے ہین (جس سے بخوبی ظاہر ہی کہ امام شافعی کے نزدیک بھی خلفا کا قول حجت ہی)
سنن صغری مین بیہقیؒ نے لکھا ہی کہ ہمکو ابو سعید بن ابی عمرو نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمسے ابو العباس نے بیان کیا

و بعض مسائل حیرت در راه ند پس رافت کاملہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برامت اقتضا فرمود کہ مخلص آن حیرت برای ایشان تعیین فرمایند و درین باب حجتے برای امت
قائم کنند و این معنی ثابت ست برای خلفای اربعہ
زیرا کہ قال اللہ تبارک وتعالی لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ
دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ درین آیہ افادہ
میفرماید انچہ بسعی ایشان ممکن وشائع و مشہور
میشود دین مرتضی ست پس انچہ بکوشش
این جماعت شائع شد انتساب او بشرع معلوم
گشت و میفرماید اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ
اَقَامُوا الصَّلٰوةَ درین آیت افادہ فرمود کہ
ہر نمازے و زکوتے و امر معروفے ونہی منکرے
کہ از ممکنان ظاہر شود محمود و محل رضاست
و در حدیث عرباض بن ساریہ علیکم بسنتی
وسنۃ الخلفاء الراشدین من بعدی
و در حدیث ابن مسعود و حذیفہ اقتدوا بالذین
من بعدی ابی بکر و عمر و این معنی از اکابر
صحابہ مروی ست اخرج الدارمی عن عبد اللہ
ابن ابی یزید قال کان ابن عباس اذا سئل
عن الامر فکان فی القرآن اخبر بہ وان لم یکن
فی القرآن وکان عن رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اخبر بہ فان لم یکن فعن ابی بکر
وعمر فان لم یکن قال فیہ برأیہ و مجتہدان
تابعین و تبع تابعین باین اصل قائل شدہ
و اہل مذاہب اربعہ بآن رفتہ اند کسیکہ در موطا
و آثار محمد بن الحسن تامل نماید بیقین این را
بداند اگرچہ بعض اصولیان شافعیہ درین باب
تردد دارند و غالبا منشاے تردد عدم اخذ
سلف بعض آثار خلفا بوده باشد و تحقیق
درین باب آنست کہ نزدیک تعارض ادلہ تقدیم
بعض ادلۂ شرعیہ بر بعض نفی حجیت دیگر نمیکند
چنانکہ خبر واحد را نزدیک مخالفت حدیث مشہور
یا اجماع امت ترک میکنیم ماخذ فقہ طبقات
ست و ہر طبقہ را حکمے اینجا کلام امام شافعی بعینہ نقل کنیم قال البیہقی فی السنن الصغری اخبرنا ابو سعید بن ابی عمرو قال حدثنا ابو العباس

قال اخبرنا الربیع قال قال الشافعی رحمہ اللہ ما کان الکتاب والسنۃ موجودین فالعذر عند من سمعہما مقطوع الا باتباعہما فاذا لم یکن ذلک صرنا الی اقاویل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم او واحدہم ثم قال قول الائمۃ ابی بکر وعمر وعثمان قال فی القدیم وعلی رضی اللہ عنہم اذا صرنا الی التقلید احب الینا وذلک اذا لم نجد دلالۃ فی الاختلاف تدل علی اقرب الاختلاف من الکتاب والسنۃ فنتبع القول الذی معہ الدلالۃ ثم بسط الکلام فی ترجیح قول الائمۃ الی ان قال فاذا لم یوجد عن الائمۃ فاصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الدین فی موضع الامانۃ اخذنا بقولہم وکان اتباعہم اولی بنا من اتباع من بعدہم قال والعلم طبقات الاولی الکتاب والسنۃ اذا ثبتت السنۃ ثم الثانیۃ الاجماع فیما لیس فیہ کتاب ولا سنۃ والثالثۃ ان یقول بعض اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولا نعلم لہ مخالفا منہم والرابعۃ اختلاف اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم والخامسۃ القیاس علی بعض ہذہ الطبقات ولا یصار الی شیء غیر الکتاب والسنۃ وہما موجودان وانما یوخذ العلم من اعلی

وآز لوازم خلافت خاصہ آنست کہ خلیفہ افضل امت باشد در زمان خلافت خود عقلاً ونقلاً از آن جہت کہ در نکتہ اولی تقریر کردیم کہ چون خلافت ظاہرہ ہمدوش خلافت حقیقیہ باشد وضع شی در محل خود ثابت گردد لیکن اینجا این نکتہ باید شناخت کہ غیر اخص خواص ریاست خاص را لائق نیست پس خلافت او مطلق نباشد ونصب غیر افضل حکم رخصت دارد بہ نسبت عزیمت ورخصت خالی از ضعف نیست ومورد مدح مطلق نمی تواند شد و آن از آن جہت کہ در خلافت خاصہ تمکین دین مرضی من کل وجہ مطلوب است و آن بغیر استخلاف افضل صورت نمی بندد چنانکہ حضرت مرتضی نزدیک استخلاف امام حسن فرمود ان یرد اللہ

وہ کہتے تھے ہمکو ربیع نے خبر دی وہ کہتے تھے (امام) شافعیؒ نے فرمایا جب تک (کسی مسالہ مین) قرآن وحدیث (کا حکم) موجود ہے تو اُسکے سننے والے کو قرآن وحدیث کی اتباع کے سوا کوئی چارہ نہین ہوسکتا اگر (کسی مسالہ مین) قرآن وحدیث (کا حکم) موجود نہو تو ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کے اقوال کی طرف یا کسی ایک صحابی کے قول کی طرف رجوع کرینگے (اسکے بعد) پھر امام شافعی نے فرمایا کہ جب ہم تقلید کی طرف رجوع کرین تو ہمکو ائمہ (یعنی) ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ کا قول محبوب تہا [اور قول قدیم مین (امام شافعی نے) عثمانؓ کے بعد علیؓ کو (بھی ذکر) فرمایا تھا] لیکن یہ اس صورت مین جبکہ (صحابہ مین باہم اختلاف نہو یا اختلاف ہو مگر) ہم کسی قول کے ساتھ کوئی ایسی دلیل نہ پائین جو قرآن وحدیث سے اسکے قریب ہونے پر دلالت کرے ورنہ ہم اُسی شخص کے قول کی اتباع کرینگے جسکے ساتھ دلیل ہی پھر (اسکے بعد) امام شافعی نے ائمہ (یعنی ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ) کے قول کو ترجیح دینے مین بسط کے ساتھ کلام کیا ہی یہان تک کہ یہ کہا کہ جب ائمہ (یعنی ابوبکر اور عمر اور عثمان) سے کوئی قول مروی نہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیگر صحابہ دین کے امانت دار ہین ہم اُن دیگر صحابہ کے قول کو اختیار کرینگے اور ہمارے لیے اُن صحابہ کی اتباع اُنکے بعد والون کی اتباع سے بہتر ہی (پھر امام شافعیؒ نے) فرمایا علم کے کئی طبقے ہین پہلا طبقہ قرآن وحدیث ہی بشرطیکہ حدیث صحیح ہو پھر دوسرا طبقہ اجماع ہی اُن مسائل مین جنمین قرآن وحدیث (کا حکم موجود) نہو پھر تیسرا طبقہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی کا قول ہی درحالیکہ صحابہ مین سے کوئی اُنکے مخالف ہمکو معلوم نہو اور چوتھا طبقہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے وہ اقوال ہین جنمین وہ باہم مختلف ہین اور پانچوان طبقہ قیاس ہی جو انھین بعض (مذکورۂ بالا) طبقات پر (کیا گیا ہو) خلاصہ یہ کہ قرآن وحدیث کے ہوتے ہوے کسی دوسری چیز کی طرف رجوع نہ کیا جائے اور نہ اخذ کیا جائے علم مگر (طبقۂ) اعلے سے۔

اور منجملہ لوازم خلافت خاصہ کے ایک یہ ہی کہ خلیفہ (ایسا شخص ہو جو) اپنے عہد مین تمام امت سے افضل ہو عقلاً ونقلاً (یہ بات خلافت خاصہ مین) اسلیے (ضروری ہی) کہ نکتہ اولی مین ہم بیان کر چکے ہین کہ جب ظاہری خلافت حقیقی خلافت کے ہمدوش ہوگی تو کام اپنے موقع پر رہیگا اب اس جگہہ یہ نکتہ (بھی) معلوم کر لینا چاہیے کہ خواص پر حکومت کرنا (اخص الخواص کے سوا کسی) غیر کو لائق نہین ہی پس غیر اخص کی خلافت سب کو شامل نہوگی (لہذا صحابہ جو خواص امت ہین انپر حکومت اُسی کو سزاوار ہوگی جو اخص الخواص (یعنی ان سب مین افضل) ہو اور غیر افضل کا (خلیفہ) خاص مقرر کرنا رخصت کا حکم رکھتا ہی بہ نسبت عزیمت کے اور رخصت ضعف سے خالی نہین اور نہ مطلقا تعریف کے لائق ہی اور نیز اسلیے بھی خلیفہ خاص کو تمام امت سے افضل ہونا ضروری ہی کہ خلافت خاصہ مین دین کی تمکین ہر طرح مقصود ہوتی ہی اور یہ (تمام امت سے) افضل کو خلیفہ بنائے بغیر ممکن نہین جیسا کہ حضرت (علی) مرتضی نے امام حسن کو خلیفہ بناتے وقت فرمایا تھا کہ اگر اللہ تعالی

... خلیفه ... بمصلحت ... المستدرک بخلاف خلافت عامه که آنجا تمکین دین مرتضی من وجه دون وجه مطلوب ست امن کل الوجوه و از انجهت

لوگون کے ساتھ بہتری چاہیگا تو میرے بعد سب لوگون کو اس شخص پر متفق کر دیگا جہان سب مین بہتر ہو روایت کیا اسکو حاکم نے۔ بخلاف خلافت عامہ کے کہ اُس مین دین پسندیدہ کی تمکین (ہر طرح نہین بلکہ) بعض طریقون کے ساتھ مقصود ہوتی ہی اور (نیز) اسلیے (بھی خلیفہ خاص کا افضل امت ہونا ضروری ہی) کہ خلافت خاصہ کو نبوت کے ساتھ مشابہت ہی جیساکہ ایک حدیث مین خلافت بر منہاج نبوت آیا ہی اور دوسری حدیث مین ہی کہ (پہلے دونون) نبوت و رحمت ہوگی پھر خلافت و رحمت۔ اور (نبوت کی طرح وہ بھی) دین و دنیا دونون کی ریاست ظاہری و باطنی کو شامل ہی پس جسطرح کسی شخص کا نبی بنانا اس شخص کے تمام امت سے افضل ہونے پر دلالت کرتا ہی تاکہ نبی بنانیوالے جل ذکرہ سے قباحت مرتفع ہو جائے اسی طرح کسی شخص کو امت پر خلیفہ بنانا اسکے تمام امت سے افضل ہونے پر دلالت کرتا ہی اور (نیز) اسلیے (بھی خلیفہ خاص کا افضل امت ہونا ضروری ہی) کہ غیر افضل کو عامل بنانا خیانت ہی (جیساکہ) ابن عباس سے مروی ہی وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسنے جماعت مین سے کسی شخص کو عامل بنایا درحالیکہ اس جماعت مین ایسا شخص موجود ہو جو اللہ کو اُس (پہلے شخص) سے زیادہ پسندیدہ ہو تو اُس نے اللہ کی خیانت کی اور رسول اللہ کی خیانت کی اور مؤمنین کی خیانت کی۔ اور ابو بکر صدیق سے مروی ہی کہ انھون نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مسلمانون کے کسی کام کا والی بنایا جائے اور وہ رعایۃً کسی کو کسی عہدہ پر مقرر کر دے تو اسپر خدا کی لعنت ہی اللہ تعالی نہ اُسکی توبہ قبول کریگا نہ اُسکا فدیہ۔ یہانتک کہ اسکو جہنم مین ڈالدیگا ان دونون حدیثون کو حاکم نے روایت کیا ہی یہان سے معلوم ہو سکتا ہی کہ (جب چھوٹے چھوٹے عہدون پر باوجود قدرت کے مفضول کو مقرر کرنے کی یہ حالت ہی تو) خلافت کبری (مین مفضول کے مقرر کرنے) کا کیا حال ہوگا ہان مختلف صورتون کے درپیش ہو جانے اور خیر و شر کے باہم ملجانے اور جیساکہ چاہیے امر خلافت کا انتظام نہو سکنے کی حالت مین رخصت کی راہ اختیار کرنی چاہیے اور (نیز) اسلیے (بھی خلیفہ خاص کا افضل امت ہونا ضروری ہی) کہ (خلافت کے متعلق) مشورہ کرتے وقت صحابہ نے استخلاف کا مدار افضلیت پر رکھا اور لفظ احق بہذا الامر کہا تھا اور جن لوگون نے صدیق اکبر کے خلیفہ بنائے جانے مین مناقشہ کیا تھا انکو جب اپنی رای کی غلطی معلوم ہو گئی تو ابو بکر کی افضلیت کے قائل ہو گئے اور یہ اسی پر مبنی ہی کہ خلافت خاصہ فضیلت کے ساتھ ساتھ ہی خلفای اربعہ کی افضلیت بہ ترتیب خلافت بہت سی دلیلون سے ثابت ہی یہان ہم تین مسلک پر اکتفا کرتے ہین۔

مسلک اول یہ کہ ان بزرگون کا استخلاف نص سے اور اجماع سے ثابت ہی اور ایسا استخلاف افضل ہونے کو لازم ہی (غیر افضل کے لیے نہین ہو سکتا) چنانچہ تقریر اسکی اوپر ہو چکی۔

... خلافت خاصه ... ست بر نبوت زیراکه در حدیث آمده خلافة علی منهاج النبوة و نیز آمده تکون نبوة و رحمة ثم خلافة و رحمة و جامع بود ریاست عامه ست در دین و دنیا ظاهرا و باطنا پس چنانکه استنباء شخص دلالت میکند بر افضلیت وی بر امت تا قبح از مستنبی جل ذکره مرتفع گردد همچنان استخلاف شخصے بر امت دلالت می نماید بر افضلیت وی بر امت و از آن جهت که عامل ساختن شخص مفضول خیانت ست عن ابن عباس قال قال رسول الله صلے الله علیه وسلم من استعمل رجلا من عصابة وفی هذه العصابة من هو ارضی لله منه فقد خان الله وخان رسوله وخان المؤمنین وعن ابی بکر الصدیق قال قال رسول الله صلے الله علیه وسلم من ولی من امر المسلمین شیئا فامر علیهم محاباة فعلیه لعنة الله لا یقبل الله منه صرفا ولا عدلا حتی یدخله جهنم اخرجهما الحاکم ازینجا میتوان دانست که حال خلافت کبری چه خواهد بود آرے نزدیک تزاحم امور و اختلاط خیر و شر و عدم انتظام امر علی ما هو حقه میتوان راه ترخص پیش گرفت و از آنجهت که در وقت مشاورت صحابه مدار استخلاف افضلیت را نهادند و لفظ احق بهذا الامر گفتند و جمعے که مناقشه داشتند در استخلاف صدیق اکبر چون خطای رای خود بر ایشان ظاهر شد قائل شدند بافضلیت او و این مبنی ست بر آنکه استخلاف با فضلیت مساوق ... افضلیت خلفای اربعه ... ثابت ست بترتیب خلافت ... بادله ... ما بر سه مسلک اکتفا کنیم **مسلک اول** آنکه استخلاف این بزرگواران بنص و اجماع ثابت شد و استخلاف کذا لازم ست افضلیت را کما مر تقریره

مسلک ثانی احادیث مرفوعہ دالّہ برافضلیت ایشان نصاً آز انجملہ حدیث ابن عمر کنا نخیر فی زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنقول ابوبکر خیر ھذہ الامۃ ثم عمر ثم عثمان و آز انجملہ حدیث ھذان سیدا کہول اھل الجنۃ وتلویحاً مثل حدیث ابی بکرہ وعرفجہ در وزن میزان ورجحان ایشان بترتیب و حدیث ابی ہریرۃ اما انک یا ابابکر اول من یدخل الجنۃ وحدیث جابر یتجلی اللہ تعالی فی الاخرۃ للناس عامۃ ویتجلی لابی بکر خاصۃ رواہ الحاکم وحدیث ان اھل الجنۃ لیترا ؤن اصحاب الغرف الخ

مسلک ثالث اجماع صحابہ اجمالاً وتفصیلاً واین قصہ بس دراز ست از ہر صحابی فقیہ لفظ خیر ھذہ الامۃ واحق بھذا الامر ومانند آن مروی شدہ چنانکہ حضرت فاروق در وقت بیعت حضرت صدیق گفتہ ست انت افضل منی و ابوعبیدہ گفتہ ست تاتونی وفیکم ثالث ثلثۃ اشارہ میکرد بآیۂ کریمہ ثانی اثنین وچنانکہ حضرت صدیق وقت استخلاف فاروق اعظم وشکایت مردمان از وے بودند ولینا کان افظا واغلظ گفتہ ابربی تخوفونی اقول اللھم استخلفت علیہم خیر خلقک اخرجہ ابوبکر بن ابی شیبۃ کل ذلک لیکن مصرح ترین ہمہ حضرت مرتضی ست از وے بطریق صحیح ثابت شد کہ بر منبر کوفہ در وقت خلافت خود میفرمود خیر ھذہ الامۃ ابوبکر ثم عمر این لفظ را محمد بن الحنفیہ وابوجحیفہ وعلقمہ ونزال بن سبرہ وعبد الخیر وحکم بن حجل وغیر ایشان روایت کردہ اند از ہریکے طرق متعددہ منشعب شدہ وبطریق استفاضہ از وی منقول ست کہ میفرمود سبق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصلی ابوبکر وثلث عمر ثم خبطتنا فتنۃ رواہ عبد اللہ بن احمد فی زوائد المسند والحاکم وغیرہما ونیز بطریق استفاضہ مروی شدہ کہ علی مرتضی بر جنازہ حضرت عمر فاروق حاضر شد وگفت ما من الناس احد احب الی ان القی اللہ بما فی صحیفتہ من ھذا المسجی اخرجہ الحاکم من طریق سفیان بن عیینۃ عن جعفر بن محمد عن ابیہ عن جابر

مسلک ثانی (یہ کہ) بہت سی مرفوع حدیثین ہین جو ان بزرگون کی افضلیت پر دلالت کرتی ہین (بعض مین یہ دلالت) بطور نص کے (ہی) از انجملہ حضرت ابن عمر کی حدیث ہی کہ ہم لوگ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین (سب صحابہ کی باہمی) فضیلت کا ذکر کرتے تھے (تو ہم کہتے تھے) کہ ابوبکر اس امت مین سب سے بہتر ہین انکے بعد عمر انکے بعد عثمان اور از انجملہ یہ حدیث ہی کہ یہ دونون (یعنی ابوبکر و عمر) پیران اہل جنت کے سردار ہین اور (بعض احادیث مین یہ دلالت) بطور تلویح کے (ہی) مثل حدیث ابوبکرہ اور عرفجہ کے جو ترازو مین تولے جانے اور ان حضرات کے بترتیب خلافت وزنی ہونے کے متعلق ہی اور (مثل) حدیث ابوہریرہؓ کے (جسکا مضمون یہ ہی) کہ اللہ تعالی آخرت مین اور لوگون کے لیے عام تجلی فرمائیگا اور ابوبکر کے لیے خاص تجلی اس حدیث کو حاکم نے روایت کیا ہی اور مثل اس حدیث کے کہ اہل جنت اہل غرفہ کو ایسے نظر آئینگے (جیسے چمکتا ہوا ستارہ)۔

مسلک ثالث (یہ کہ) ان بزرگون کی فضیلت پر صحابہ کا اجماع ہی اجمالا بھی اور تفصیلا بھی۔ یہ بیان بہت طویل ہی ہر فقیہ صحابی سے (ان بزرگون کی نسبت) اس امت مین سب سے بہتر خلافت کا سب سے زیادہ مستحق اور اسی قسم کے الفاظ منقول ہین چنانچہ حضرت فاروق نے حضرت صدیق کی بیعت کے وقت فرمایا کہ آپ مجھسے افضل ہین اور حضرت ابوعبیدہ نے کہا کہ تم ثالث ثلاثہ کے ہوتے ہوئے میرے پاس آتے ہو انھون نے یہ کریمہ ثانی اثنین کی طرف اشارہ کیا اور حضرت صدیق نے فاروق اعظم کو خلیفہ کرتے وقت (جبکہ لوگون نے انسے شکایت کی کہ خدا کو کیا جواب دیجیے گا حضرت عمر جب ہم پر خلیفہ بنینگے تو اور زیادہ سختی و درشتی کرینگے) فرمایا کیا تم مجھے پروردگار کا خوف دلاتے ہو مین خدا کو یہ جواب دونگا کہ یا اللہ مین نے امت پر خلیفہ بنایا اُس شخص کو جو تیری مخلوقات مین سب سے بہتر تھا یہ سب روایتین ابوبکر بن ابی شیبہ نے اپنے مصنف مین لکھی ہین لیکن (مسئلہ افضلیت کو) سب سے زیادہ صاف بیان کرنیوالے حضرت مرتضے ہین انسے بسند صحیح مروی ہی کہ کوفہ مین منبر پر کھڑے ہوکر اپنے عہد خلافت مین فرماتے تھے کہ اس امت مین سب سے بہتر ابوبکرؓ ہین اور اُنکے بعد عمرؓ یہ مضمون (حضرت علی سے) محمد بن حنفیہ اور ابوجحیفہ اور علقمہ اور نزال بن سبرہ اور عبد الخیر اور حکم بن حجل وغیرہم نے روایت کیا ہی اور (انہین سے) ہر ایک سے متعدد سندین (اس حدیث کی) چلی ہین اور (نیز) بسند مستفیض حضرت علی سے مروی ہی کہ فرماتے تھے اول درجہ مین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہین اور دوسرے درجہ مین ابوبکر اور تیسرے درجہ مین عمر ہین پھر اسکے بعد فتنہ نے ہمپر ہاتھ صاف کیا اسکو عبد اللہ بن احمد نے زوائد مسند مین اور حاکم وغیرہ نے روایت کیا ہی اور نیز بسند مستفیض مروی ہی کہ علی مرتضی حضرت فاروق کے جنازہ پر گئے اور (جنازہ کی طرف اشارہ کرکے) کہا کہ اس کفن پوش سے زیادہ کوئی نہین ہی کہ اسکے جیسے اعمالنامہ کے ساتھ خدا سے ملنا مجھے محبوب ہو اس حدیث کو حاکم نے سفیان بن عیینہ سے انھون نے جعفر صادق سے انھون نے اپنے والد حضرت باقر سے انھون نے حضرت جابر سے (انھون نے)

واخرجه محمد بن الحسن عن ابی حنیفة عن ابی جعفر الباقر عن علیؓ مرسلا واتصالا روایت کرده شد از طریق ابی جحیفه و عبد الله بن عمر و غیر ایشان و بطریق استفاضه از وی بثبوت رسید که

مرفوعا میگوید که هذان سید الکهول اهل الجنة و
اولاد امام حسن و امام حسین همه ایشان این حدیث را
روایت کرده اند قال ابو داؤد حدثنا محمد بن مسکین
قال حدثنا محمد یعنی الفریابی قال سمعت سفیان یقول
من زعم ان علیا کان احق بالولایة منهما
فقد خطأ ابابکر و عمر و المهاجرین و الانصار رضی
الله عنهم و ما اراه یرتفع مع هذا له عمل الی السماء
واخرج البیهقی عن الشافعی بطرق متعددة
انه قال اضطر الناس بعد رسول الله صلی الله
علیه وسلم الی ابی بکر فلم یجدوا تحت ادیم السماء
خیرا من ابی بکر فولوه رقابهم و در ذیل این
مسئله باید دانست که فضیلتے که در شرائع مدار افضلیت
خلفا شده امور عرفیه نیست که شعرا و مانند ایشان بآن
تطاول کنند مثل براعت نسب و قوت فصاحت
و زیادت شجاعت و کمال صباحت و تناهی در سخاوت
اگرچه فی الجملہ شرع استحسان این اخلاق فرموده است
و نه علوم غریبه از رمل و جفر و قیافه و نه امورے
که در شرع تصریح بآن نرفته مثل معرفت وحدت
وجود و مراتب تنزلات سته چون این امور در
شرع مذکور نشود فضیلت را بران دائر ساختن چرا
باشد ثبت العرش اولا ثم انقش
بلکه مراد اینجا اوصافی ست که در قرآن عظیم و
سنت صحیحه بصیغه اعظم درجة و اکثر ثوابا
و مانند آن بران دائر ساخته باشند کما قال
الله تعالی لَا يَسْتَوِي مِنكُم مَّنْ أَنفَقَ مِن
قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ
دَرَجَةً مِّنَ الَّذِينَ أَنفَقُوا مِن بَعْدُ وَقَاتَلُوا
وقال تعالی لَّا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ
الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ
فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ
فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً ۚ وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ ۚ وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ
أَجْرًا عَظِيمًا ۔ وقال رسول الله صلی الله علیه وسلم فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادناکم وقال من افضل المسلمین اهل بدر او کما قال۔

حضرت مرتضی سے روایت کیا ہے اور امام محمد نے اس حدیث کو امام ابو حنیفہ سے انھون نے ابو جعفر (یعنی حضرت باقر) سے انھون نے حضرت علی سے مرسلا روایت کیا ہے اور نیز یہ حدیث ابو جحیفہ اور عبد اللہ بن عمر وغیرہ کی سند سے بھی مروی ہے نیز حضرت علی سے بسند مستفیض ثابت ہے کہ وہ مرفوعا روایت کرتے تھے کہ یہ دونون (یعنی ابوبکر اور عمر) پیران اہل جنت کے سردار ہین۔ اس حدیث کو امام حسن اور امام حسین دونون کی اولاد نے روایت کیا ہے اور ابو داود نے لکھا ہے کہ ہمسے محمد بن مسکین نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہمسے محمد یعنی فاریابی نے بیان کیا وہ کہتے تھے مین نے سفیان کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے یہ کہا کہ علی شیخین سے زیادہ مستحق خلافت تھے اسنے ابوبکر و عمر اور تمام مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم کو خطا پر اعتقاد کیا اور مین نہین خیال کرتا کہ اس اعتقاد کے ساتھ اسکا کوئی عمل آسمان تک جا سکے (یعنی مقبول خدا ہوسکے کیونکہ اس اعتقاد کے بعد تصدیق رسالت کا کوئی ذریعہ باقی نہین رہتا) اور بیہقی نے امام شافعی سے باسانید متعددہ روایت کیا ہے کہ انھون نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگ ابوبکر کے پاس گئے آسمان کے نیچے انھون نے ابوبکر سے بہتر کسی کو نہ پایا پس سب نے انکو اپنی گردنون کا مالک بنا لیا۔

اسی ضمن مین ایک مسئلہ معلوم کر لینا چاہیے (وہ یہ) کہ جو اوصاف شرائع (ربانیہ) مین خلفا کی افضلیت کا مدار ہین وہ امور عرفیہ نہین ہین جنکو شعرا وغیرہ بیان کرتے ہین مثل عالی نسبی اور قوت فصاحت اور زیادتی شجاعت اور خوبصورتی اور کمال سخاوت کے اگرچہ شریعت نے فی الجملہ ان اوصاف کی عمدگی بھی بیان فرمائی ہے اور نہ (خلفا کی فضیلت کا مدار) علوم غریبہ ہین از قسم رمل و جفر و قیافہ اور نہ (خلفا کی فضیلت کا مدار) وہ امور ہین جنکی تصریح شریعت مین نہین ہوئی مثل معرفت وحدت وجود اور (معرفت) مراتب تنزلات ستہ کے جبکہ یہ باتین شریعت مین مذکور ہی نہین ہین تو پھر انپر فضیلت کو دائر کرنا کیسے ہوسکتا ہے مثل مشہور ہے ثبت العرش الخ ترجمہ پہلے تخت بناؤ بعد اسکے اسپر نقش کرو (یہان سرے سے تخت ہی غائب ہے نقش کیسے ہونگے) بلکہ یہان وہ اوصاف مراد ہین جنپر قرآن عظیم اور احادیث صحیحہ من اعظم درجۃ اور اکثر ثوابا اور اسی قسم کے الفاظ وارد کیے گئے ہون جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے لا یستوی الایہ ترجمہ (عام مسلمانون کے) برابر نہین ہین تم مین سے وہ لوگ جنھون نے قبل فتح (مکہ) کے (راہ خدا مین) خرچ کیا اور جہاد کیا اور فرمایا اللہ تعالی نے لا یستوی القاعدون الایہ (ترجمہ) برابر نہین ہین (جہاد سے) بیٹھ رہنے والے مسلمان باستثنا معذور لوگون کے اور جہاد کرنیوالے خدا کی راہ مین اپنے مالون سے اور اپنی جانون سے اللہ نے فضیلت دی ہے اپنے مالون اور اپنی جانون سے جہاد کرنیوالون کو بیٹھ رہنے والون پر (بہت) بڑے ثواب ہین اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فضیلت عالم کی عابد پر ایسی ہے جیسی میری فضیلت تم مین سے کسی ادنے پر اور نیز فرمایا کہ سب مسلمانون سے افضل اہل بدر ہین یا قریب اسکے فرمایا۔

پس باین بسیاق میباید خاطر را راہ داد باز از ین صفات تفصیلیہ میباید بکلیات آن انتقال نمود و از مقدمات بمقاصد ... بایکدیگر باعتبار ... فیما للانبیاء بحسب ... قوت او صافے کہ در ضمن ... دادہ شد ابتداما اشئت اقرر

پس ان مضامین پر غور کرنا چاہیے پھر ان فضائل جزئیہ سے انکے کلیات کی طرف ذہن کو لیجانا چاہیے اور مقدمات سے مقاصد کی طرف (توجہ کرنی چاہیے) تاکہ واضح ہو جائے کہ خلفا کی افضلیت باہم ایک دوسرے پر انبیا علیہم السلام کے ساتھ ان اوصاف مین مشابہت کی (کمی) زیادتی پر مبنی ہی جو انبیا مین بحیثیت نبوت ہوتے ہین یا یون کہا جائے کہ (خلفا کی فضیلت باہم ایک دوسرے پر) اُن اوصاف کے قوی (وضعیف) ہونے کی وجہ سے ہی جنکو خلافت خاصہ (کے لوازم) مین ہم بیان کر چکے۔ جو چاہو کہہ لو مآل ایک ہی)

پھر (یہ بھی سمجھ لو کہ) خلافت خاصہ (کے فرائض) کی سرانجام دہی جن امور پر موقوف ہی اور جو امور اسکو کامل کرنیوالے ہین بہت ہین (کہان تک ذکر کیے جائین) اصل مقصود مقاصد خلافت (کا حاصل ہو جانا) ہی نہ اُن طریقونکا بیان کر نا جنسے وہ مقاصد حاصل ہون جب مقاصد کسی خلیفہ سے حاصل ہو جائین تو ان مقاصد کی تحصیل و تکمیل کے ذرائع پر بحث نکرنی چاہیے یہ بالکل ایسا ہی ہی کہ کسی دشمن کا قتل کرنا منظور ہو جس سے ایک عام مصیبت دنیا سے جاتی رہے ایک جوانمرد اُٹھا اور اُسنے جسطرح ہوسکا اس کام کو پورا کر دیا اب ایک بے وقوف کہتا ہی اگر تلوار سے قتل کیا ہوتا تو زیادہ شجاعت معلوم ہوتی بہ نسبت تیر سے قتل کرنے کے یا (یہ کہے کہ) نیزے کی لکڑی فلان درخت کی اچھی ہوتی (تو یہ اسکی حماقت نہین تو اور کیا ہی) لہذا سب سے قوی وجہ زمین مین تمکین کا کامل ہونا اور دین پسندیدہ کا خلیفہ کے ہاتھ سے غالب ہونا ہی کیونکہ اصل اصول خلافت عامہ و خلافت خاصہ دونون مین یہی ہی اور مباحث خلافت کا مدار انھین باتون پر ہی اور یہ تفضیلت خلفای ثلثہ مین خوب ظاہر ہی (نیز) خلفا کی فضیلت کی قوی وجہ یہ ہی کہ شریعت مین انکے استخلاف کی نص (موجود) ہی یہ بات بھی خلفای ثلثہ مین بہت کھلی ہوئی ہی کیونکہ خلافت کی اکثر حدیثون مین صرف خلفای ثلثہ کا ذکر ہی نیز خلفا کی فضیلت کی قوی وجہ یہ ہی کہ جو وعدے پیغمبر کے لیے ہوئے تھے وہ اُنکے ہاتھ پر پورے ہوے جسطرح بگولا غبار کو اُڑا کر ایک گنبد (کی شکل خیال مین) قائم کر دیتا ہی (مگر وہ گنبد بالکل ناپائدار ہوتا ہی کہ ہوا کی ذرا سی جنبش مین اسکا پتا بھی نہین رہتا ہی یہی حالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین دین اسلام کی تھی) ارادۂ الٰہی نے (بگولے کی طرح) پیغمبر کے نفس کو (مثل اس غبار کے) حرکت دی اور بعض کام (مثل اس گنبد کے) وجود مین لایا مگر دوسرے کام (مثل اس گنبد کے محکم و مضبوط کرنے کے) ابھی ناتمام تھے کہ حکمت الٰہی نے پیغمبر کو عالم ادنیٰ سے رفیق اعلیٰ کی طرف پہونچا دیا (اب اس گنبد کی درستی و مضبوطی خلفا کے ہاتھ سے ہوئی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کامون کو (جو خلفا کے ہاتھ سے ہوئے) بوجہ اسکے کہ آپ ایک طرح پر سبب ان کامون کے تھے اپنی طرف منسوب فرمایا اور ظاہر مین وہ کام خلفا کے قرار پائے اور درحقیقت (ان خلفا کا) زمانۂ خلافت (تتمۂ) زمانۂ نبوت تھا لیکن (فرق صرف یہ تھا کہ) وحی آسمان سے

فیما للانبیاء بحسب ... قوت او صافے کہ در ضمن ... دادہ شد ابتداما اشئت اقرر و مقدمات قیام بخلافت خاصہ ... اصل مقصود مقاصد خلافت ست نہ موصلہ بآن چون مقاصد خلافت حاصل گشت بمقدمات و تکملات نتوان پرداخت این ہمان ماند کہ مقصود قتل عدوے باشد تا شر عام از عالم مرتفع گردد جوانمردے بہر صفت کہ توانست بان قیام نمود سادہ لوحے میگوید قتل بشمشیر اولٰی ست بر شجاعت از قتل بہ تیر یا خشب رمح از فلان درخت بہتر باشد پس اقوے وجوہ افضلیت کمال تمکین فی الارض ست و ظہور دین مرتضے بر دست خلیفہ زیرا کہ اصل الاصول در ثبوت خلافت عامہ و خاصہ ہمان ست و مدار مسائل خلافت برین آیات و آین فضیلت در مشائخ ثلثہ روشن تر ست و نیز اقوے وجوہ افضلیت در خلفا نص شریعت ست باستخلاف ایشان و این معنی در مشائخ ثلثہ اجلے ست زیرا کہ در اکثر احادیث خلافت ذکر مشائخ ثلثہ آمدہ ست فقط و نیز اقوے وجوہ افضلیت قیام بامور موعودہ برائے پیغامبر ست بمثال آنکہ گرد را گردباد بر میدارد و گنبدے اصطناع میفرماید ارادۂ الٰہی نفس پیغامبر را حرکت داد و بعض کارہا بوجود آورد و کارہاے دیگر ہنوز ناتمام بود کہ حکمت الٰہی

پیغامبر را از عالم ادنے برفیق اعلے رسانید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنحوے از تسبب اتمام آنرا بخود منسوب گردانید و صورت آن کارہا بخلفاء راجع گشت و ایام خلافت بحقیقت ایام نبوت بود لیکن وحی از آسمان

فرو دمی آمد و این وجہ در مشائخ ثلثہ زیادہ نمایان گشت ونیز اقوی وجوہ فضیلت اعانت پیغامبر ست در تحمل اعباء نبوت را محاصمۃً و جہاداً و انفاقاً قال اللہ تعالیٰ لَا یَسْتَوِی مِنْکُمْ مَّنْ اَنْفَقَ الآیہ ظاہر ست کہ پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم تن تنہا بود چون ارادۂ الٰہی بظہور امر او منعقد گشت الہام در قلوب اذکیای حاضرین افتاد کہ او را اعانت کنند و در ضمن این اعانات رحمت الٰہی کہ بپیغامبر را رسیدہ است شامل حال این اذکیا شد و این وجہ در شیخین خصوصاً قبل از ہجرت ظاہر تر ست ونیز اقوی وجوہ فضیلت تشبہ است بآنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در تالیف قلوب ناس بر اسلام و اتصاف شیخین بآن واضح تر ست و اقوی وجوہ افضلیت واسطہ بودن ست درمیان پیغامبر و امت در ترویج علوم از قرآن و سنت و این معنی در حضرت شیخین آشکار تر ست و اقوی وجوہ افضلیت جہاد عرب و عجم ست و این معنی در مشائخ ثلثہ روشن تر چون لوازم خلافت خاصہ مبین شد الحال باید شناخت کہ جمعی کثیر از صحابہ بفیض صحبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم قدر متیسر ازین اوصاف حاصل کردہ بودند و بعض ایشان بخلافت مقیدہ فائز گشتہ مانند عبد اللہ بن مسعود در قرارت و فقہ و معاذ بن جبل در قضا و زید بن ثابت در فرائض ازین جملہ آنانکہ قریشی بودند و اہلیت تحمل اعباء ریاست داشتند مستحق خلافت مطلقہ گشتند باز مستحقان خلافت در بارگاہ عزت منتظر ایستادہ اند تا کدام یک را فضل الٰہی بمرتبۂ استخلاف مطلق بالفعل رساند ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ و در آخر این فصل باید دانست کہ ہر چند ہر جملہ ازین فصل ماخوذ ست از کتاب و سنت و مؤید ست باقوال کبرای امت و عظمای اہل سنت اما تحریر و ترتیب آن و انتقال از جزئیات بکلیات آن از مستخرجات این بندۂ ضعیف ست و اثری از نور توفیق کہ سابق بآن اشارہ رفتہ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

ذاتی تھی یہ فضیلت بھی مشائخ ثلثہ مین بہت زیادہ واضح ہی۔ نیز خلفا کی افضلیت کی قوی وجہ یہ بھی ہو کہ اُنھون نے نبوت کے بار اُٹھانے مین پیغمبر کی مدد کی زبانی مناظرون سے اور جہاد سے اور مال خرچ کرکے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہو برابر نہین ہین تم مین سے جنھون نے خرچ کیا الخ یہ ظاہر ہو کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم تن تنہا تھے جب اللہ کا ارادہ آپ کے دین کے غالب کرنے کے ساتھ متعلق ہوا تو اُسنے اُس زمانہ کے عقلمند لوگون کے دلون مین یہ بات ڈالی کہ پیغمبر کی اعانت کرین ان اعانتون کے طفیل مین وہ رحمت الٰہی جو پیغمبر پر نازل ہوئی تھی اُن عقلمندون کے بھی شامل حال ہوگئی۔ یہ فضیلت شیخین مین خصوصاً ہجرت سے پہلے بہت ظاہر ہو۔ نیز خلفا کی فضیلت کی قوی وجہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیطرح اسلام کے لیے لوگون کی تالیف قلب کرنا ہو اس صفت کے ساتھ شیخین کا موصوف ہونا بالکل کھلا ہوا ہو (نیز) خلفا کی فضیلت کی قوی وجہ پیغمبر کے اور امت کے درمیان علوم دینیہ یعنی قرآن و حدیث کی ترویج کا واسطہ بننا ہو یہ بات بھی حضرات شیخین مین خوب ظاہر ہو (نیز) خلفا کی فضیلت کی قوی وجہ جہاد عرب و عجم ہو یہ بات بھی خلفای ثلثہ مین خوب واضح ہو۔ خلافت خاصہ کے لوازم بیان ہوچکے اب جاننا چاہیے کہ صحابہ کی ایک بڑی جماعت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت سے (اپنے اپنے) نصیب کے موافق ان اوصاف (یعنی لوازم خلافت خاصہ) کو حاصل کرلیا تھا اور انہین سے بعض حضرات خاص خاص باتون مین خلافت کے منصب پر فائز بھی ہوگئے تھے مثل حضرت عبد اللہ بن مسعود کے (کہ وہ) قرارت و فقہ مین (خلیفہ تھے) اور (مثل) حضرت معاذ بن جبل (کے کہ وہ فیصلہ خصومات مین خلیفہ تھے) اور (مثل) حضرت زید بن ثابت (کے کہ وہ فرائض مین (خلیفہ تھے) اور انہین سے بعض حضرات جو قریشی تھے اور بار خلافت کے اُٹھانے کی قابلیت رکھتے تھے خلافت مطلقہ کے مستحق ہوے اب جتنے حضرات خلافت مطلقہ کے مستحق ہین بارگاہ عزت مین منتظر کھڑے ہوے ہین کہ فضل الٰہی کسکو خلافت مطلقہ کے منصب پر فائز کرتا ہو (مگر بارگاہ احدیت سے انھین چار کو یہ منصب ملتا ہو اور باقی مستحقین اُنکے تابع بنائے جاتے ہین) یہ خدا کا فضل ہو جسکو چاہتا ہو دیتا ہو اور اللہ بڑا فضل والا ہو۔

اس فصل کے آخر مین یہ بات بھی سمجھ لینی چاہیے کہ گو ہر مضمون اس فصل کا قرآن و حدیث سے ماخوذ ہو اور کبرای امت اور عظمای اہل سنت کے اقوال سے مستند ہو لیکن ان مضامین کا حشو و زوائد سے خالی کرنا اور اُنکو ترتیب دینا اور جزئیات کے ذریعہ سے کلیات کو فراہم کرنا اسی بندۂ ضعیف کی فکر کا نتیجہ ہو اور اُسی نور توفیق کا اثر ہو جسکی طرف اوپر اشارہ کیا گیا

(دوسری فصل ختم ہوگئی)

والحمد للہ رب العلمین

فصل سوم

اُن آیات کی تفسیر مین جو خلفای (راشدین) کی (حقیت) خلافت پر اور (انکے لیے) لوازم خلافتِ خاصّہ (کے ثابت ہونے) پر دلالت کرتی ہین

(پہلی آیت) خدای تعالی سورۂ نور (اٹھارہوین پارہ) مین جسکو اُسنے ان کامل الفاظ سے کہ " یہ ایک سورت ہی جسکو ہمنے نازل کیا اور فرض کیا اور اسمین واضح نشانیان (اپنی قدرت کاملہ کی) نازل فرمائین" شروع فرمایا ہی فرماتا ہی

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۞

وعدہ دیا خدای تعالی نے اُن لوگون کو جو ایمان لا چکے تم مین سے اور نیک کام کر چکے کہ ضرور ضرور خلیفہ بنائیگا انھین زمین مین جیسے خلیفہ بنایا تھا اُن لوگون کو جو انسے پہلے تھے {یعنی حضرت یوشع کو بعد حضرت موسی کے اور حضرت داود اور حضرت سلیمان کو حضرت موسی کا زمانہ گزرنے کے ایک مدت بعد} اور ضرور ضرور مضبوط اور پائدار کر دیگا انکے لیے دین کو وہ دین جسکو پسند کیا اللہ نے انکے لیے اور ضرور ضرور بدل دیگا انکے خوف کو امن سے وہ لوگ (ہمیشہ) میری پرستش کرتے رہینگے اور شریک نہ بنائینگے میرے ساتھ کسی چیز کو اور جو کوئی ناشکری کریگا بعد اسکے تو وہی لوگ فاسق ہین۔

استخلاف (کی لفظ جسکا مشتق لَیَسْتَخْلِفَنَّ اس آیت مین ہی اس) کے معنی عرف قدیم وجدید (دونون) مین یہی ہین خلیفہ بنانا اور بادشاہ بنانا (یہ لفظ اسی معنی کے لیے قرآن وحدیث مین بکثرت مستعمل ہی فرمایا اللہ تعالی نے یَادَاوٗدُ اِنَّا (ترجمہ) ای داود بیشک بنایا ہمنے تمکو خلیفہ (یعنی بادشاہ) زمین مین اور فرمایا (رسول) صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر نبی وخلیفہ (یعنی بادشاہ) الخ اور فرمایا عنقریب آخر زمانہ مین ایک خلیفہ (یعنی بادشاہ) ایسا ہوگا جو مال کو دونون ہاتھون سے سمیٹیگا الخ

لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ کے لفظی معنی گو یہ ہین کہ اُن سب مسلمانون کو اللہ خلیفہ بنائیگا مگر اس سے مراد یہ ہی کہ انھین سے کچھ لوگون کو خلیفہ بنائیگا جسطرح (اہل عرب) کہتے ہین اُستخلف بنو العباس یعنی خلیفہ بنائے گئے بنی عباس یا بولتے ہین) اثری بنو التمیم یعنی صاحب ثروت ہوگئے بنی تمیم حالانکہ خلیفہ اور صاحب ثروت انمین سے ہر زمانہ مین ایک ہی ایک شخص ہوتا ہی۔ (لیکن) محض اسوجہ سے کہ فائدہ خلافت اور ثروت کا تمام قوم کو پہونچتا ہی (خلافت اور ثروت کی نسبت تمام قوم کی طرف کیجاتی ہی)

یہ دونون باتین جو ہمنے بیان کین تاویل نہین ہین بلکہ غالب استعمال یہی ہی اس قسم کے الفاظ کو اگر تم (کلام عرب مین)

فصل سوم در تفسیر آیات دالہ بر خلافت خلفا و بر لوازم خلافت خاصہ خدای تعالی در سورۂ نور کہ جملۂ تامہ سُوْرَۃٌ اَنْزَلْنٰھَا وَفَرَضْنٰھَا وَاَنْزَلْنَا فِیْھَآ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ صدر وش ساختہ میفرماید وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ یعنی وعدہ دادہ است خدای تعالی آنان را کہ ایمان آوردہ اند از شما و کارہای شایستہ کردہ البتہ خلیفہ سازد ایشان را در زمین چنانکہ خلیفہ ساختہ بود آنان را کہ پیش از ایشان بودہ اند یعنی حضرت یوشع را بعد حضرت موسی وحضرت داود وسلیمان را بعد انقضای مدتے از عہد حضرت موسے والبتہ محکم وبا استوار سازد برای ایشان دین ایشان را آن دین را کہ پسندیدہ است برای ایشان والبتہ بدل کند در حق ایشان بعد از ترس ایشان ایمنے را پرستش کنند مرا و شریک مقرر نکنند بامن چیزے را وہر کہ ناسپاس داری کند بعد ازین پس آن جماعہ ایشان اند فاسقان حقیقت استخلاف در عرف قدیم وجدید خلیفہ ساختن وبادشاہ گردانیدن ست قال اللہ تعالی یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ وقال صلے اللہ علیہ وسلم ما من نبیٍّ ولا خلیفۃٍ الحدیث وقال سیکون فی اٰخر الزمان خلیفۃٌ یحثو المال الحدیث ومعنی لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ لیستخلفن جمعًا منہم چنانکہ گویند اُستخلف بنو العباس وأثری بنو التمیم اگرچہ متولی خلافت وصاحب ثروت از ایشان در ہر وقت یکے باشد بحکم آنکہ فائدۂ خلافت وثروت عائد بہمہ قوم ست واین ہر دو نکتہ کہ ذکر کردیم تاویل نیست بلکہ ظاہر استعمال ست زیرا کہ امثال این کلمات اگر

استقرا کنی صد جا موافق همین روز مره یابی و ده جا بمعنے دیگر و همین ست میزان شناختن تاویل و معنی ظاهر باز معنی لیستخلفنهم ایجاب انقیاد قوم ست و آنچه حق خلیفه باشد چنانکه اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در حق شخصے فرمایند أَمَّرْتُهُ عَلَيْكُمْ و خلیفه گوید جعلت فلانا قاضیا علیکم او ولیته القضاء علیکم دلالت میکند بر جمیع آنچه حق امیرست بر سریه یا حق قاضی ست بر رعیت این لفظ گویا مختصر ایجاب جمیع حقوق تفصیلیه خلافت ست و هیچ فرق نیست درمیان آنکه گویند استخلفت فلانا علیکم و درمیان آنکه وعدت فلانا ان استخلفه علیکم غدا چون غد برسد و موعود منجز گردد باز معنی لیستخلفنهم آنست که خدای تعالی مستخلف ایشان ست و این استخلاف منسوب بدست حقیقتش آنست که خدای تعالی مدبر السموات والارض است و لطیف لما یشاء پس وقتے که صلاح عالم در نصب خلیفه باشد الهام میفرماید در قلوب امت تا شخصے را که حکمت الهی مقتضی استخلاف اوست خلیفه سازند بحقیقت جمیع حوادث منسوب بحق ست لیکن چون در بعض حوادث الهام الهی بجهت اقامت خیر متحقق می شود و در بعض تائید او سبحانه که از قبیل خرق عوائد باشد پیش می آید علی هذا القیاس معانی دیگر که مخصص نسبت این حادثه بحق باشد این استعمال اختیار می کنند کما قال تعالی فَلَمْ تَقْتُلُوهُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ قَتَلَهُمْ وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَى پس نسبت استخلاف بخود اظهار کمال تشریف ایشان است و بیان آنکه استخلاف نعمتی ست عظیم امریست راسخ الحقیقت چنانکه لفظ عبادی و بیت الله و نفخت فیه من روحی دلالت بر کمال تشریف و رضا میکند

تلاش کرو تو سو جگہ موافق اسی روز مرہ کے پاؤ گے (جو ہمنے بیان کیا) اور دس جگہ (بمشکل) دوسرے معنی مین پاؤ گے یہی طریقہ ہے تاویل اور معنی ظاہر کے پہچاننے کا (کہ جو زیادہ مراد لیے جاتے ہون وہ معنی ظاہر ہین اور جو کم مراد لیے جاتے ہون وہ تاویل ہین)

پھر یہ بھی سمجھ لو کہ لیستخلفنہم کا مفاد یہ ہے کہ اللہ تعالی نے قوم پر (موعود خلفا کی) اطاعت واجب کر دی ان امور مین جنمین خلیفہ کی اطاعت کرنی چاہیے مثلاً اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کسی کے حق مین فرمائین کہ مینے اسکو تمپر افسر بنایا یا (مثلاً) خلیفہ کہے کہ مین نے فلان شخص کو تمپر قاضی بنایا یا (یون کہے کہ) تمھارے مقدمات کے فیصلہ کرنیکا مین نے فلان شخص کو اختیار دیا تو ایسا کہنا اس شخص کے وہ تمام حقوق ظاہر کر رہا ہے جو سردار لشکر کو لشکر پر یا قاضی کو رعیت پر (حاصل) ہوتے ہین گویا یہ لفظ خلافت کے تمام تفصیلی حقوق کے وجوب کو بالاجمال ادا کر رہا ہے اور (بغائر نظر دیکھنے سے) ایسا کہنے مین کہ مین نے فلان کو تمپر خلیفہ بنایا اور ایسا کہنے مین کہ مینے فلان شخص سے وعدہ کر لیا ہے کہ کل اسکو خلیفہ بناؤنگا کوئی فرق نہین ہے بعد اسکے کہ کل کا دن آجائے اور وہ وعدہ پورا ہو جائے

پھر یہ بھی واضح رہے کہ لیستخلفنہم کا مفہوم یہ ہے کہ خدای تعالی اُن لوگون کو خلیفہ بنانیوالا ہے اور انکا خلیفہ بنانا اُسی کی طرف منسوب ہے (اس سے یہ نہ سمجھنا کہ بغیر اسباب ظاہری کے یہ لوگ خلیفہ بنائے جائینگے بلکہ) اُسکی حقیقت یہ ہے کہ خدای تعالی (چونکہ) مدبر السموات والارض اور لطیف لما یشاء ہے لہذا جسوقت عالم کی بہتری خلیفہ خاص کے مقرر ہونے مین ہوتی ہے تو وہ امت کے دلون مین ڈالدیتا ہے کہ جس شخص کو حکمت الٰہی خلیفہ بنانا چاہتی ہے اسکو خلیفہ بنالین (خدا کے کام کرنیکا طریقہ عالم اسباب مین یہی ہے کہ بندون کے دل مین اس کام کا شوق پیدا کر کے اُنکے ہاتھ سے اس کام کو کرلے) درحقیقت تمام عدم سے وجود مین آنیوالی چیزین حق تعالی کی طرف منسوب ہین مگر (ہر چیز کو اسکی طرف منسوب نہین کرتے بلکہ) جب کسی واقعہ مین الہام الٰہی خیر قائم رکھنے کے لیے ہوتا ہے یا اسکی تائید بطور خرق عادت کے (اسمین) شامل ہو جاتی ہے یا کوئی بات اسی قسم کی (اُسکی طرف سے ہو جاتی ہے) جو اُس واقعہ کو حق تعالی کے ساتھ مزید خصوصیت دیوے وہان اس قسم کا استعمال کرتے ہین (اور اُس واقعہ کو اُسکی طرف منسوب کرتے ہین) جیسا کہ (ایک دوسرے موقع پر) اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ اے مسلمانو تمنے کافرونکو قتل نہین کیا بلکہ اللہ نے انھین قتل کیا اور (اے نبی) تمنے نہین (خاک) پھینکی جب پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی پس ایسے ہی مواقع مین کسی کام کی نسبت خدا کی طرف کیجاتی ہے (مگر اس نسبت کا فائدہ ہر جگہ جداگانہ ہوتا ہے) چنانچہ خلیفہ بنانے کی نسبت اپنی طرف خلفا کی کمال بزرگی ظاہر کرنیکے لیے ہے اور اس امر کے ظاہر کرنیکے لیے کہ یہ استخلاف ایک بڑی نعمت اور درحقیقت ایک بہت مضبوط چیز ہے جیسے عبادی اور بیت اللہ اور نفخت فیہ من روحی (مین بندون کی اور گھر کی اور روح کی نسبت خدا کی طرف اُن چیزونکی کمال بزرگی اور پسندیدگی کی دلیل ہے

لفظ منکم دو معنی کا احتمال رکھتا ہی (یعنی کہ کا خطاب تمام) امت محمدیہ سے (ہو) یا (صرف) وقت نزول آیت کے مسلمانوں سے مگر عند التحقیق دوسرے ہی معنی (مراد) ہین پہلے معنی مین بیفائدہ تکرار لازم آتی ہی لفظ الذین امنوا لفظ منکم بمعنی اول کی ضرورت باقی نہین رکھتا۔

یہ معلوم ہوگیا کہ (الذین امنوا سے) مراد وقت نزول سورۂ نور کے مسلمان ہین تو (یہ بھی) واضح ہوگیا کہ حضرت معاویہ اور (دوسرے) خلفای بنی امیہ اور (خلفای) بنی عباس اس آیت کے وعدہ سے خارج ہین۔

لیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم دو معنی پر دلالت کرتا ہی ایک یہ کہ وہ خلفا جنکی خلافت کا (اس آیت مین) وعدہ ہی جب وہ وعدہ پورا ہوگا تو دین نہایت کامل طور پر ظاہر ہوگا دوسرے یہ کہ عقائد و عبادات و معاملات و مسائل نکاح واحکام خراج (غرض) جو جو باتین ان خلفا کے عہد مین ظاہر ہونگی اور وہ جن جن چیزونکی ترویج مین پورے اہتمام کے ساتھ کوشش کرینگے وہ سب چیزین پسندیدہ دین ہونگی نتیجہ یہ ہوا کہ اسوقت اگر ان خلفا کا فیصلہ کسی مسالہ کے متعلق یا انکا فتوی کسی واقعہ کے متعلق پایۂ ثبوت کو پہونچ جائے تو وہ فیصلہ او فتوی دلیل شرعی ہوگا کہ مجتہد اس سے تمسک کریگا کیونکہ وہ فیصلہ اور فتوی (بحکم اس آیت کے) وہی پسندیدہ دین ہی جسکی تمکین واقع ہوئی گو اجتہاد ہر مجتہد کا چاہے وہ مجتہد صحابی کیون نہو خطا کا احتمال رکھتا ہی (اور جو لوگ ہر مجتہد کو تمام مسائل مین) صواب ہی پر سمجھتے ہین انکے نزدیک ہر مسالہ مین کئی کئی جواب ممکن ہین اور جو لوگ کہتے ہین کہ صواب پر ایک ہی مجتہد ہوتا ہی اور دوسرا مجتہد (خطا پر مگر) معذور بیگناہ انکے نزدیک احتمال خطا کا دونون جانب ہی (اور چونکہ خلفا بھی مجتہد تھے لہذا انکے فیصلہ اور فتوے مین بھی احتمال خطا کا ہونا چاہیے) لیکن یہ احتمالات ان مسائل کی حقیت کو جو خلفا کے زمانہ مین اور انکی کوشش سے شائع ہوے نہین ہٹا سکتے (کیونکہ ان مسائل کی حقیت آیۂ قرآنیہ سے ثابت ہو چکی) بہرحال (یہ تو یقینی ہی کہ) انکا قول دوسرونکے قیاس اور استنباط سے زیادہ قوی ہوگا (المختصر لیمکنن سے موعودہ خلفا کے زمانہ مین دین حق کا باکمل وجوہ ظاہر ہونا بالکل واضح ہی) نہ جیسا کہ امامیہ کہتے ہین کہ دین پسندیدہ ہمیشہ پوشیدہ رہا اور ائمۂ اہلبیت ہمیشہ تقیہ کرتے رہے اور اپنے دین کے ظاہر کرنے پر کبھی قادر نہوے بلکہ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ جو دین پوشیدہ رہا وہ غیر پسندیدہ اور باطل ہی کیونکہ اگر پسندیدہ ہوتا تو اس وعدہ کے موافق اسکو تمکین ملتی۔

ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا اس بات پر دلالت کرتا ہی کہ یہ خلفا بلکہ تمام مسلمان اس وعدہ کے پورے ہونے کے وقت مین مطمئن اور بیخوف ہوجائینگے نہ کافرون کے کسی فرقہ سے انکو خوف رہیگا اور نہ آپس مین ایک دوسرے سے جیسا کہ امامیہ خیال کرتے ہین کہ ائمۂ اہل بیت ہمیشہ ڈرتے رہے اور تقیہ کرتے رہے اور ہمیشہ مسلمانونکی طرف سے انکو اور انکے ساتھیون کو تکلیف اور ذلت پہونچتی رہی اور کبھی انکی تائید اور مدد (خدا کی طرف سے) نہوئی۔

ولفظ منکم محتمل دو معنی ست من الامۃ المحمدیۃ ومن الحاضرین عند نزول الآیۃ محقق تحقیق معنی ثانی متعین ست زیرا کہ در معنی اول تکرار بلا فائدہ لازم ست کہ بعد لفظ الذین امنوا ازان کلمہ مستغنی ست چون دانسته شد کہ مراد حاضرین نزول سورۂ نور اند حضرت معاویہ و بنو امیہ و بنو عباس ازان خارج باشند وکلمۂ لیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم دلالت میکند بر دو معنی یکے آنکہ این خلفا کہ خلافت ایشان موعود ست چون وعدہ منجز شود دین علی اکمل الوجوہ ظہور کند دوم آنکہ از باب عقائد و عبادات و معاملات و مناکحات و احکام خراج آنچہ در عصر مستخلفین ظاہر شود وایشان باہتمام تمام سعی در اقامت آن کنند دین مرتضی ست پس اگر احکام قضا مستخلفین در مسئلہ یا فتوی ایشان در حادثہ ظاہر شود آن دلیل شرعی باشد کہ مجتہد بآن تمسک نماید زیرا کہ آن دین مرتضی ست کہ تمکین آن واقع شد ہر چند اجتہاد ہر مجتہدے ولو کان صحابیا احتمال خطا دارد و نزدیک کسے کہ میگوید کل مجتہد مصیب تعدد جواب در ہر حادثہ محتمل ست و نزدیک کسے کہ میگوید المصیب واحد والاخر معذور در غیر اینہا احتمال خطا در ہر دو جانب ممکن ست لیکن این ہمہ ظنون حقیت آنچہ در زمان ایشان بسعی ایشان شائع شدہ بر نمیدارد و بہر تقدیر قول ایشان از قیاس قائسان و استنباط مستنبطان قوی تر خواہد بود نہ چنانکہ امامیہ میگویند کہ دین مرتضی ہمیشہ مستور و مختفی ماند و ائمہ اہل بیت ہمیشہ تقیہ میکردند و بر اظہار دین خود ہیچگاہ قادر نشدند بلکہ اینجا افادہ کردہ شد کہ آن ہمہ غیر مرتضی ست و باطل ست زیرا کہ اگر مرتضی میبود بمقتضای این وعدہ ممکن می شد وکلمۂ ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا دلالت میکند بر آنکہ این مستخلفین و سائر مسلمین در وقت انجاز موعود مطمئن باشند و آمن نہ از کفار مختلفۃ الادیان ترس دارند و نہ از یکدیگر چنانکہ امامیہ گمان میکنند کہ ائمہ اہل بیت ہمیشہ ترسان و ہراسان می بودند و تقیہ میکردند ہمیشہ از مسلمانان بایشان و یاران ایشان عالمہ و ہتک حرمت میرسید و ہیچگاہ مؤید و منصور نشدند

الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ دلالت دارد بر آنکه جمعی که این وعده باب ایشان واقع شد و بنعمت استخلاف منعم شوند متصف بکمال ایمان و عمل صالح باشند وعملوا الصالحات در عرف جائے استعمال کنند که در عمل صالح ترجیح داشته باشد بنسبت عامه مومنین کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مراد آنست چنانکه یک سفر از تورات در وعده فتح بلاد شام و حکم بلاد مفتوحه نازل شد و بنابر حکمت الٰہی این وعده در زمان حضرت موسی منجز نشد حضرت موسی برای انجاز این وعده حضرت یوشع را خلیفه ساخت تا حضرت یوشع بعد وفات حضرت موسی فتح هشتاد شهر نمود و بنی اسرائیل را مطمئن گردانید و آن شهرها را بروفق وصیت حضرت موسی بر بنی اسرائیل تقسیم فرمود همچنین پیغامبر ما را صلی الله علیه وسلم وعده فتح بلاد شام و بلاد عجم متحقق شد قال الله تعالیٰ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ و این وعده بنابر حکمت الٰہی در زمان آنحضرت بظهور نرسید لاجرم خلفا را بعد آنحضرت صلی الله علیه وسلم منصوب ساخت تا آن موعود منجز گردد باز حضرت داؤد و سلیمان که بعد غلبه عمالقه و متفرق شدن قبائل بنی اسرائیل خلیفه شدند قال الله تعالیٰ یَا دَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ باز مسلمین را مطمئن ساختند همچنان این خلفا بعد آنحضرت صلی الله علیه وسلم و بعد ظهور ارتداد عرب مسلمانان را مطمئن ساختند بالجمله این تشبیه بیان آنست که خلافت ایشان خلافت راشده خواهد بود و مرضی نزدیک خدای تعالیٰ و آثار خیر از آن ظاهر شود کلمه لَهُمْ فی قوله تعالیٰ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَهُمْ دلالت میکند بر یکی از دو معنی یا این است که این تمکین از دست ایشان برآید و ایشان بتوفیق الٰہی سعی عظیم در آن باب صرف کنند و تائید الٰہی شامل حال ایشان شود و آنچه خواستند و بدان اهتمام نمودند بفضل الٰہی حسب مدعا بوقوع ظهور نمود موافقاً لقوله تعالیٰ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوةَ یا این است که همت ایشان بکل متوجه تمکین دین باشد و همیشه از خدای تعالیٰ آنرا درخواست می نمودند تا آنکه چون واقع شد بآن منتفع شدند و ایشان را سرور کلی حاصل گشت و این نعمت عظیمه تمام شد بر مستخلفین و حق آنست که هر دو وجه متحقق گشت والله اعلم باز کلمه وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا دلالت میکند که یعنی بعد انتقال آنحضرت صلی الله علیه وسلم

الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اس بات پر دلالت کرتا ہی کہ وہ لوگ جنکے متعلق یہ وعدہ ہوا ہی اور جنکو نعمت خلافت ملیگی کمال ایمان اور (کمال) عمل صالح کے ساتھ موصوف ہونگے (وجہ اسکی یہ ہی کہ) وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ (کسی کے لیے) عرفاً اسی وقت استعمال کرتے ہین جب وہ عمل صالح مین بہ نسبت عام مسلمانون کے کچھ فوقیت رکھتا ہو کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (سے) مراد یہ ہی کہ جسطرح توراۃ کے ایک باب مین بلاد شام کے فتح ہو جانیکا وعدہ ہی اور بلاد مفتوحہ کے احکام نازل ہوے تھے مگر بمقتضای حکمت یہ وعدہ حضرت موسیٰ کے زمانہ مین پورا نہوا اور حضرت موسیٰ نے اسی وعدہ کے پورا ہونیکے لیے حضرت یوشع کو خلیفہ بنایا اور حضرت یوشع نے بعد وفات حضرت موسیٰ کے اسّی شہر فتح کیے اور بنی اسرائیل کو مطمئن کر دیا اور اُن شہرون کو حضرت موسیٰ کی وصیت کے مطابق بنی اسرائیل پر تقسیم کیا اسیطرح ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے بلاد شام اور بلاد عجم کے فتح کا وعدہ (خداکی طرف سے) ہوا اللہ تعالیٰ نے فرمایا لِیُظْهِرَهٗ الآیہ یعنی دین اسلام کو تمام دینون پر غالب کر دیگا مگر یہ وعدہ بمقتضای حکمت الٰہی آنحضرتؐ کے زمانہ مین ظاہر نہوا لہذا (اللہ نے) خلفا کو بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کیا تا کہ وہ وعدہ پورا ہو اور جسطرح حضرت داؤد اور حضرت سلیمان (گروہ) عمالقہ کے غالب ہو جانے اور بنی اسرائیل کے پراگندہ ہو جانیکے بعد خلیفہ ہوے تھے [(جیساکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یا داؤد یعنی ای داؤد بے شک بنایا ہمنے تمکو زمین مین خلیفہ] اور از سر نو انھون نے مسلمانون کو مطمئن کر دیا تھا اسیطرح ہمارے پیغمبر کے خلفا نے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم (کی وفات) کے اور بعد مرتد ہو جانے اہل عرب کے مسلمانون کو مطمئن کر دیا۔ الحاصل اس تشبیہ سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہی کہ خلافت ان خلفا کی راشدہ اور خدا کے نزدیک پسندیدہ ہوگی اور آثار خیر اُس سے ظاہر ہونگے۔

لَیُمَکِّنَنَّ لَهُمْ مین لفظ لَهُمْ ان دو باتون مین سے ایک بات پر دلالت کرتا ہی یا یہ کہ تمکین دین انھین خلفا کے ہاتھ سے ہوگی اور وہ بتوفیق الٰہی بڑی کوشش اس بارے مین کرینگے اور تائید الٰہی اُنکے شامل حال ہوگی [(چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ) جو کچھ ان خلفا نے چاہا اور اُسکا اہتمام کیا فضل الٰہی سے وہ کام اُنکی مرضی کے موافق (اُنکی کوشش سے زیادہ) پورا ہوا] (یہ مطلب) اللہ تعالیٰ کے اس قول کے موافق ہو جائیگا کہ (اگر ہم اُنکو خلیفہ بنائین تو) وہ نماز کو قائم رکھینگے اور زکوٰۃ دینگے یا یہ کہ ان خلفا کی توجہ تمامتر تمکین دین کی طرف مبذول رہیگی اور وہ ہمیشہ خدا سے اسی کی درخواست کرتے رہینگے اور جب تمکین دین ہو جائیگی تو وہ اس سے (دینی) منافع حاصل کرینگے اور خوش ہو جاینگے (چنانچہ ایسا ہی ہوا) اور یہ نعمت عظیمہ ان خلفا پر پوری ہو گئی اور حق یہ ہی کہ (لَهُمْ سے یہ دونون باتین مراد ہین اور خلفا مین) یہ دونون باتین پائی گئین واللہ اعلم۔

پھر (یہ بھی واضح رہے کہ) وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا دلالت کرتا ہی اس بات پر کہ یہ وعدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

استقلال کے بعد پورا ہوگا (کیونکہ اگر حضرت کے سامنے یہ وعدہ پورا ہوجائے تو اسکی تخصیص اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کے ساتھ بالکل لغو ہوجائیگی معاذ اللہ منہ) اس صورت مین لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ بھی اپنے (اصلی) معنی پر قائم رہیگا۔

لفظ مَنْ کَفَرَ ان خلفا کے حقیت خلافت کی تاکید کررہا ہی اور ظاہر کررہا ہی کہ ان بزرگون کا خلیفہ ہونا ایک بڑی نعمت ہی جسپر منعم حقیقی کا شکر کرنا واجب ہی۔ اس نعمت کی ناشکری سب سے پہلے جسنے کی وہ امیر المومنین حضرت عثمان کے قاتل ہین انکے بعد فرقہ امامیہ نے ناشکری کی (جو یہ خیال کرتے ہین کہ خلفا نے خلافت کو اسکے مستحق سے غصب کرلیا اور ایک عجیب آسمانی آفت پیش آگئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کی تمام صحابہ نے مخالفت کی اور منصوص الخلافۃ کی تمام سب نے نافرمانی کی سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ

مفسرین صحابہ مین سب سے پہلے جسنے اس آیت کو خلفای آنحضرت پر منطبق کیا اور اس وعدہ کا حضرت عمر کے زمانہ مین پورا ہونا سمجھا وہ علی مرتضی ہین کرم اللہ وجہہ چنانچہ جب حضرت فاروق اعظم نے صحابہ سے (جہاد) عراق مین (خود بنفس نفیس) جانیکی بابت مشورہ لیا تو حضرت علی مرتضی نے یہی آیت پیش کی (اور انکو فتح کا اطمینان دلایا اور بنفس نفیس جانے کے ارادہ سے باز رکھا) یہان سے بداہۃً معلوم ہوا کہ فاروق اعظم کی خلافت منجملہ موعودہ خلافتون کے ہی حضرت علی کا یہ قول متعدد سندون سے ثابت ہی اہل سنت کی کتابون مین بھی اور شیعون کی کتابون مین بھی نہج البلاغۃ مین (جو شیعون کی اعلے ترین کتاب ہی) مذکور ہی کہ حضرت علی نے حضرت فاروق سے عرض کیا کہ) اس دین کو فتح کثرتِ (لشکر) سے نہین ملی اور نہ قلت (لشکر) سے اسکو شکست ہوئی (بلکہ) یہ خدا کا دین ہی جسکو اُسنے خود غالب کیا اور یہ (جماعت اہل اسلام) اُسی کا لشکر ہی جسکو اُسنے عزت و قوت دی یہانتک کہ یہ دین پہونچا جہانتک پہونچا اور پھیلا جہانتک پھیلا اور ہم لوگون سے خدا کا وعدہ ہی (چنانچہ اسنے فرمایا ہی وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ الآیۃ) پس اللہ اپنا وعدہ پورا کریگا اور اپنے لشکر کو فتح دیگا الی آخرہ نہ جیسا شیعہ خیال کرتے ہین کہ یہ وعدہ امام مہدی کے وقت مین پورا ہوگا یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین پورا ہوچکا۔

لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ اور يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا مین خلیفہ بنانے کی علت غائیہ کا بیان ہی جیساکہ اللہ عز وجل نے (ایک دوسرے موقع پر) فرمایا ہی ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْاَهٗ الآیۃ۔ گویا فرماتا ہی کہ (ان موعودین کے) خلیفہ بنانے سے مقصد یہ ہی کہ دین پسندیدہ تمکین پائے اور کلمۃ اللہ کی بلندی ظاہر ہوجائے اور دین حق کا غلبہ تمام دینون پر ثابت ہوجائے۔

(دوسری آیت) اللہ تبارک و تعالی سورۂ حج (سترھوین پارہ) مین فرماتا ہی

اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ | بیشک خدا دور کرتا ہی مسلمانون سے (یعنی انکے دشمنون کے شر کو مراد یہ ہی کہ کافرون کے شر کو مسلمانون سے دور کرنا اسکی (اُسی) عادت ہی) بیشک خدا انہین دوست نہین رکھتا

بلا اعلی منجز خواہد شد تا معنی لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ راست شود و کلمہ مَنْ کَفَرَ تاکید و تحقیق استخلاف ایشان مینماید و افادہ میفرماید کہ استخلاف این بزرگواران نعمتی ست عظیم سزاوار شکر منعم حقیقی اول کسیکہ کفران نعمت استخلاف نمود قاتلان امیر المؤمنین عثمان اند و من بعد فرقۂ امامیہ کہ گمان میکنند کہ خلافت را از مستحق آن غصب کردہ اند و بلای عظیم از آسمان فرود ریخت کہ عہد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمہ صحابہ مخالفت کردند با منصوص علیہ بالخلافۃ ہمہ باجمعہم عصیان ورزیدند سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ و اول کسیکہ از مفسران صحابہ این آیہ را برین معنی فرود آورد و این وعدہ را بزمان حضرت عمر رضی اللہ عنہ منجز دانست علی مرتضی است کرم اللہ وجہہ زیرا کہ چون فاروق اعظم طلب مشاورہ کرد از صحابہ در باب رفتن بجانب عراق علی مرتضی بہمین آیت متمسک شد اینجا بالبداہۃ معلوم گردید کہ خلافت فاروق اعظم از جملہ استخلاف موعود ست و این قول مرتضی بطرق متعددہ ظاہر و مشتہر ہم پیش اہل سنت و جماعت و ہم پیش شیعہ در نہج البلاغت مذکور ست اِنَّ هٰذَا الْاَمْرَ لم یکن نصرته ولا خذلانه بکثرة ولا قلة وهو دین اللہ الذی اظهره وجنده الذی اعزه وایده حتی بلغ ما بلغ وطلع حیث طلع ونحن علی موعود من اللہ حیث قال وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ الآیۃ فاللہ منجز وعده و ناصر جنده الی آخره قال نہ چنانکہ شیعہ گمان میکنند کہ این وعدہ در زمان امام مہدی متحقق خواہد شد یا در زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بود و منقضی شد و کلمہ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ و کلمہ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا بیان علت غائیہ استخلاف است کما قال عز من قائل ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْاَهٗ گویا میفرماید کہ استخلاف برای آن مطلب شد کہ دین مرتضی تمکین شود و اعلای کلمۃ اللہ بظہور رسد و ظہور دین حق بر جمیع ادیان متحقق گردد و قال اللہ تبارک و تعالی فی سورۃ الحج اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ہر آئینہ خدای دفع میکند از مسلمانان یعنی ضرر اعادی ایشان را مراد آنست کہ دفع شر کفار از مسلمانان سنت مستمرۂ اوست ہر آئینہ خدا دوست نمیدارد

کُلَّ خَوَّانٍ کَفُوْرٍ ؕ اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ ہر خیانت کرنیوالے ناشکر کو ۔ اذن (جہاد کا) دیا گیا (یعنی بعد اسکے کہ مکہ مین جہاد
بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰی نَصْرِهِمْ لَقَدِیْرُ منع تھا) اُن لوگون کو جنسے (کافر) لڑتے ہین (یہ اذن) بسبب اسکے (ہی)
الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ کہ وہ مظلوم ہین اور بیشک اللہ انکی مدد کرنے پر قادر ہی ۔ (اذن جہاد ان لوگون
اِلَّا اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ؕ وَلَوْلَا دَفْعُ کو دیا گیا) جو نکالے گئے اپنے گھرون سے ناحق صرف اس (جرم) پر کہ وہ کہتے ہین
اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ کہ پروردگار ہمارا خدا ہی اور اگر نہوتا دفع کرنا خدا کا لوگون کو (یعنی) بعض کو بعض کے
صَوَامِعُ وَبِیَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ یُذْکَرُ ہاتھ سے (وہ دفع نکرتا رہتا) تو بیشک ویران کر دیئے جاتے خلوتخانے
فِیْهَا اسْمُ اللّٰهِ کَثِیْرًا ؕ وَلَیَنْصُرَنَّ راہبون کے اور عبادتخانے نصرانیون کے اور عبادتخانے یہودیون کے
اللّٰهُ مَنْ یَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ اور عبادتخانے مسلمانون کے جنمین بکثرت خدا کا نام لیا جاتا ہی اور یقیناً
عَزِیْزٌ اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ خدا مدد دیگا اسکو جو اس (کے دین) کو مدد دینے کا ارادہ کرے بیشک خدا
اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوةَ قوت والا غالب ہی ۔ (اذن جہاد ان لوگون کو دیا گیا) جو ایسے ہین کہ اگر ہم انکو زمین
وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ مین دسترس دین تو وہ قائم رکھینگے نماز کو اور زکوۃ دینگے اور پسندیدہ کام کا حکم دینگے اور
الْمُنْکَرِ ؕ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ناپسندیدہ کام سے (لوگون کو) روکینگے اور اللہ ہی کو ہی علم تمام کامونکے انجام کا

اِنَّ اللّٰهَ یُدٰفِعُ (اصل مقصود) اجازت جہاد (ہی مگر اُس) کی تمہید اس کلمہ سے ایک عالی مرتبہ بلاغت کا رکھتی ہی مطلب یہ ہوا کہ ہماری دائمی عادت ہی کافرون کے شر کو مسلمانون کے سر سے دفع کرنے کی اور یہ بات جہاد مین حاصل ہوتی ہی (لہذا ہم جہاد کی اجازت دیتے ہین) اسکے بعد فرمایا کہ اللہ دوست نہین رکھتا ہر خیانت کرنیوالے ناشکر کو یہ ایک دوسری بات کی طرف اشارہ ہی یعنی ہماری عادت کافرون کے شر کو دفع کرنے کی اسلیے قائم ہوئی ہی کہ ہم خیانت کرنیوالے ناشکر کو دوست نہین رکھتے بلکہ متدین اور شکر گزار کو دوست رکھتے ہین اور چونکہ کافر ہمیشہ خیانت اور کفران نعمت (کی بُری صفت) کے ساتھ اور مومن ہمیشہ تدین اور شکر گزاری (کی عمدہ صفت) کے ساتھ موصوف رہتے ہین لہذا ہماری ائی عادت موحدونکو مدد دینے اور کافرونکو سرنگون کرنیکی قائم ہوگئی ۔

اذن للذین یقاتلون اس آیت مین جہاد کی اجازت دینے کا سبب بیان کیا گیا ہی یعنی یہ لوگ مظلوم ہین اور خدای تعالی ہمیشہ مظلومون پر رحم کرتا اور ظالمون کو شکست دیتا ہی اور مظلوم کو ظالم (کاظلم) اپنے سے دفع کرنا تمام مذاہب مین جائز ہی ۔ پھر مسلمانون کو اس عنوان سے تعبیر کرنا کہ "وہ لوگ جنسے کافر لڑتے ہین" اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہی کہ یہ لڑنیوالے بڑے ظالم ہین ۔

وان اللہ علی نصرہم لقدیر بجای اسکے ہی کہ اپنی قسم مین مسلمانون کو ضرور ضرور ظالمون پر فتحیاب کرونگا (مگر قسم مین سختی زیادہ تھی عبارت نرم کر دیگئی) لیکن عتاب کی نرمی مین تہدید بڑھجاتی ہی اور وعدہ کی نرمی مین

[...]یانت کنندہ ناسپاس را دوست ندارد اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰی نَصْرِهِمْ لَقَدِیْرُ دستوری جہاد دادہ شد یعنی بعد از آنکہ در مکہ قبل ہجرت ممنوع بود آنان را کہ کفار با ایشان جنگ میکنند بسبب آنکہ ایشان مظلوم شدہ اند و ہر آئینہ خدا بر نصرت ایشان تواناست اَلَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّا اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ؕ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِیَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ یُذْکَرُ فِیْهَا اسْمُ اللّٰهِ کَثِیْرًا ؕ وَلَیَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ یَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ اذن جہاد دادہ شد آنان را کہ بیرون آوردہ شد ایشان را از خانہای ایشان بغیر حق لیکن بسبب آنکہ میگویند پروردگار ما خداست و اگر نبودے دفع کردن خدا مردمان را بعض را بدست بعض ویران کردہ میشد خلوتخانہای راہبان و عبادتخانہای نصاری و عبادتخانہای یہود و عبادتخانہا مسلمانان یاد کردہ میشود دران مواضع نام خدای یاد کردن بسیار و البتہ نصرت خواہد داد خدا کسی را کہ عزم نصرت دین او مصمم کند ہر آئینہ خدا توانا غالب است اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ ؕ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ دستورے جہاد دادہ شد آنانرا کہ اگر دسترس دہیم ایشان را در زمین برپا دارند نماز را و بدہند زکوۃ را و بفرمایند بکار پسندیدہ و منع کنند از کار ناپسندیدہ و خدا راست علم نہایت ہمہ کارہا قولہ تعالی اِنَّ اللّٰهَ یُدٰفِعُ تمہید اذن جہاد باین کلمہ موضعی عظیم دارد از بلاغت یعنی سنت مستمرہ ماست دفع شر کفار از سر مسلمانان پس یعنی در جہاد خواہد بود باز فرمود اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ کُلَّ خَوَّانٍ کَفُوْرٍ و این اشارہ بمعنی دیگر است یعنی ہرا آن سنت ما دفع شر کفار شد کہ دوست نمیداریم خیانت کنندہ ناسپاس را و دوست میداریم متدین شاکر را چون کفار ہمیشہ متصف بخیانت و کفران نعمت بودہ اند و موحدان پیوستہ متصف بتدین و شکر لاجرم نصرت موحدان و کبت کافران سنت مستمرہ ماست قولہ تعالی اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ درین آیت سببے برای اذن جہاد تقرر کردہ شد یعنی مظلوم اند و خدای تعالی ہمیشہ بر مظلومان رحم میفرماید و بر ظالمان شکست مے آرد و مظلوم را دفع ظالم از خود در جمیع ملل و نحل جائز است باز تعبیر مسلمانان بعنوانیکہ صلہ اش یقاتلون است کردہ اشارہ است بآنکہ [illegible] با ایشان جنگ میکنند وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰی نَصْرِهِمْ لَقَدِیْرُ بجای وَاللّٰهِ لَاَنْصُرَنَّکُمْ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ واقع شد لیکن در تسہیل وعید تہدید عجیب ست

بشارتے عظیم کہ الکنایۃ ابلغ من التصریح سخن بادشاہان ہست کہ در شدت غضب گویند مگر بر برانداختن تو قادر نیستم و در کمال رافت گویند مگر بر نواختن تو توانا نہ ایم نکتہ آنکہ

خوشخبری زیادہ ہوجاتی ہی کیونکہ کنایہ تصریح سے زیادہ بلیغ ہوتا ہی بادشاہوں کی بول چال ہی کہ سخت غصہ (کی حالت) مین کہتے ہین کیا ہم تیرے برباد کردینے پر قادر نہین ہین اور کمال مہربانی (کی حالت) مین کہتے ہین کیا ہم تیرے سرفراز کرنے پر قدرت نہین رکھتے وجہ یہ ہی کہ بادشاہون کی مختصر بات دوسرون کی طویل بات کا کام دیتی ہی۔

الذین اخرجوا من دیارھم (ترکیب نحوی مین) الذین یقاتلون کا بدل ہی مسلمانون کی دوسری مظلومیت کو بیان کررہا ہی یعنی (ایک مظلومیت تو انکی وہ تھی کہ (کافر انسے) لڑتے ہین اور (انکو) پامال کرتے ہین دوسری مظلومیت یہ ہی کہ (کافر) انکو انکے گھرون سے بغیر کسی قسم کا قصور کیے ہوئے نکال رہے ہین۔

الا ان یقولوا ربنا اللہ عجیب تہکم ہی مطلب یہ ہوا کہ ان گمراہ نادانون سے تعجب ہی کہ توحید کو جو تعظیم و توقیر کے قابل ہی گناہ سمجھتے ہین اور موحدون کے ساتھ وہ معاملہ کرتے ہین جو سخت مجرمون کے ساتھ کرنا چاہیے۔

ولولا دفع اللہ ایک دوسرا سبب اجازت جہاد کا بیان فرماتا ہی یعنی جسطرح مظلوم کو ظالم کا (ظلم اپنی آبرو اور مال اور جان سے دفع کرنا (اجازت جہاد کا سبب بنا ہی اور فی نفسہ عمدہ چیز ہی (جیسا کہ اللہ تعالی نے ایک دوسرے مقام پر) فرمایا کہ مقتول کے ولی کو ہمنے غلبہ عنایت کیا ہی لہذا وہ قتل مین زیادتی نکرے اسکی مدد کیجائیگی) اسیطرح ایک دینی مصلحت بھی جہاد مین ہی وہ یہ کہ حکمت آلہیہ اس بات کو مقتضی ہی کہ دین حق ہر زمانہ مین پیغمبرون اور انکے نائبون کے ہاتھ سے غالب ہوتا رہے اور کافر (چونکہ) ہمیشہ دین حق کے غالب ہونے سے (غصہ مین آکر) اپنی انگلیان چبانے لگتے ہین اور موحدونکی شوکت پر (برافروختہ ہوکر) دانت پیسنے لگتے ہین لہذا اگر موحدون کو ہم مثل اپنے جوارح کے بناکر کفار کے شر کو دفع نکرتے تو (تمام کارخانہ مذہب وملت کا درہم برہم ہوجاتا حتی کہ) ہر مذہب کے عبادتخانے بھی ویران ہوگئے ہوتے اور ذکر آلہی کا رواج اور اسکی جناب مین تقرب (کا ذریعہ) معدوم ہوگیا ہوتا۔

ولینصرن اللہ من ینصرہ اس شخص کے شرائط کی طرف اشارہ ہی جسکو (کارپردازان قضا و قدر) مثل جارحہ کے بناتے ہین اور اسکے ہاتھ پر دین (حق) کی مدد ظاہر کرتے ہین یعنی جبتک کوئی شخص جان و دل سے کمر ہمت کلمۂ آلہی کے بلند کرنے کے لیے نہین باندھتا اس بات کا مستحق نہین ہوتا کہ کارسازان قضا و قدر اسکو مدد دین اور مثل جارحہ کے بنائین اور داعیۂ جہاد (کا بار) اٹھانے اور دین (حق کے) بلند کرنے مین اسکو پیغمبر کا نائب بنائین

ہزار نکتۂ باریک تر ز مو اینجاست ۔۔۔ نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

الذین ان مکنٰھم (ترکیب نحوی مین) الذین یقاتلون اور الذین اخرجوا من دیارھم کا بدل ہی اور (گو لفظی) معنی ان مکنٰھم کے (یہ ہین کہ ان سب کو) ہم تمکین دین (مگر مراد یہ ہی کہ) انہین سے بعض کو مثل اسکے کہ کہتے ہین بنی عباس خلیفہ ہوئے یا (کہتے ہین) بنی تمیم دولتمند ہوگئے (حالانکہ بعض بنی عباس کا خلیفہ ہونا

سخن مختصر ایشان کار اطناب دیگران میکند قولہ تعالی الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِم بدل ست از الذین یقاتلون افادۂ مظلومیت دیگر میکند یعنی یکے آنکہ جنگ میکنند و پامال می نمایند و دیگر آنکہ از خانہای شان بیرون می کنند بغیر گناہے کہ کردہ باشند إِلَّا أَن يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ تہکم عجیب ست یعنی این عجب از ین نادانان گمراہ کہ توحید را کہ موجب تعظیم و توقیر بود در حساب گناہ شمردہ اند و با موحدان معاملۂ اشد گناہگاران پیش گرفتند قولہ تعالی وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ سببے دیگر برائے اذن جہاد افادہ مے نماید یعنی چنانکہ مظلوم را دفع ظالم از عرض و مال و جان خود محمود ست کما قال فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ سُلْطَانًا فَلَا يُسْرِف فِّي الْقَتْلِ إِنَّهُ كَانَ مَنصُورًا ہمچنان مصلحتے ملیہ در ضمن جہاد موجود ست و آن آنست کہ حکمت الٰہیہ مقتضی ظہور ملت حقہ بر دست رسل و نواب ایشان ست در ہر زمانے و کفار ہمیشہ گزندۂ انامل خود بر غلبۂ ملت و سایندۂ دندان خود بر شوکت موحدان می باشند پس اگر موحدین را بمنزلۂ جوارح خود ساختہ دفع شر کفار نکنیم عبادت خانہای ہر ملتے خراب میشد و رواج ذکر خدائے تعالی و تقرب بجناب او معدوم میگشت وَلَيَنصُرَنَّ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ اشارہ است بشروط کسے کہ او را کارجارحہ میسازند و بر دست وی نصرت دین ظاہر میکنند یعنی تا شخص بجان و دل کمر ہمت باعلای کلمۃ اللہ نہ بندد مستوجب آن نیست کہ نصرتش دہند و کارجارحہ اش سازند و نائب پیغامبر در حمل داعیۂ جہاد و اعلای دین

گردانند بیت ہزار نکتۂ باریک تر ز مو اینجاست ۔ نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند قولہ تعالی الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ بدل ست از الذین یقاتلون و الذین اخرجوا من دیارھم و معنی ان مکنٰھم ان مکنا بعضھم مثل آنکہ گویند بنو عباس خلیفہ شدند و بنو تمیم دولتمند گشتند

[illegible]

زیراکہ تمکین کل مہاجرین بلکہ کل جم غفیر مستحیل عادی ست و ذہن بآن سبقت نمی کند صدجا در حدیث خواندہ باشی قالت الانصار کذا وفعل بنو تمیم کذا
ومراد زعمای ایشان میباشند نہ کل فرد فرد
باز معنی ان مکنّاھم تعلیق یک جزء نفسی خلافت ست بجزء دیگر زیراکہ خلافت شرعی تمکین فی الارض ست باقامت دین اینجا افادہ میفرماید کہ اگر تمکین این جماعہ فی الارض متحقق شود البتہ آن تمکین مقترن خواہد بود باقامت دین و ہمین ست معنی خلافت راشدہ پس حضرات خلفا از مہاجرین اولین بودند کہ یقاتلون و اخرجوا من دیارھم و آذن جہاد برای ایشان بالقطع محقق شد و ممکن شدند در ارض بالقطع پس لازم آمد کہ اقامت دین کردہ باشند بالقطع بمقتضای این تعلیق پس بالقطع خلفای راشدین بودند زیراکہ معنی خلافت راشدہ غیر این دو جزء نیست اقاموا الصلوۃ و اتوا الزکوۃ اشارہ ست باقامت ارکان اسلام و اَمَرُوا بِالْمَعْرُوْفِ شامل ست احیای علوم دین را و نَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ شامل ست جہاد کفار و اخذ جزیہ را زیراکہ منکری زیادہ تر از کفر نیست و نہیی و زجری بالا تر از قتل اہل کفر و گرفتن جزیہ نیست و شامل ست اقامت حدود و تعزیرات را بر عصاۃ مسلمین باز مفہوم اقاموا و اتوا و اَمَرُوْا و نَھَوْا آنست کہ ہرچہ از ممکّنین در ایام تمکین ایشان ازین ابواب ظاہر شود ہمہ معتد بہ خواہد بود شرعًا باز معنی ان مکنّاھم - اذا مکنّاھم است اخبار ست بتمکین ایشان در زمان آیندہ نہ صرف تعلیق تالی بمقدم بدون تحقق مقدم زیراکہ سابق مذکور شد ان اللہ یدافع و لولا دفع اللہ الناس
و کلمۂ للہ عاقبۃ الامور معنیش آنست کہ عواقب امور میدانیم و آنچہ در آخر خواہد بود می شناسیم و لھذا اذن جہاد دادیم مراد آنست کہ این جہاد البتہ مفضی بمدافعت کفار خواہد بود چون معانی لغویہ و شرعیہ کلمات مفردہ این آیات شناختی وقت آن آمد کہ نکتۂ دیگر بفہمی

اور بعض بنی تمیم کا دولتمند ہونا مراد ہوتا ہی) کیونکہ تمکین کل مہاجرین کی بلکہ کسی بڑی جماعت کی عادۃً محال ہی اور ذہن اس طرف نہین جاتا سیکڑون جگہہ تمنے حدیث مین پڑھا ہوگا کہ انصار نے ایسا کہا یا بنی تمیم نے ایسا کیا وہان مراد اُنکے رئیس ہوتے ہین نہ ہر ہر شخص۔

ان مکناھم مین (بطور شرط و جزا کے) حقیقت خلافت کے ایک جز (یعنی اقامت دین) کو دوسرے جز (یعنی تمکین) پر معلق کیا ہی (کیونکہ خلافت شرعی اُس تمکین فی الارض کا نام ہی جو اقامت دین کے ساتھ ہو) مطلب یہ ہوا کہ ان لوگون کو اگر زمین مین تمکین ملیگی تو ضرور وہ تمکین اقامت دین کے ساتھ ہوگی اور خلافت راشدہ کا یہی مطلب ہی۔

(یہ ظاہر ہی کہ) حضرات خلفا مہاجرین اولین مین سے تھے جنکی نسبت یُقَاتَلُوْنَ اور اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ آیا ہی اور جنکے لیے اذن جہاد کا قطعی ثبوت ہی۔ اور انکو زمین مین تمکین ملنا بھی یقینی ہی پس بمقتضای تعلیق مذکور یقینًا اُنھون نے اقامت دین کی ہوگی (اس سے صاف نتیجہ یہ نکلا کہ وہ حضرات خلیفۂ راشد تھے کیونکہ خلافت راشدہ انھین دو جز (یعنی تمکین اور اقامت دین) کا نام ہی اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ اور اٰتَوُا الزَّکٰوۃَ مین ارکان اسلام کے قائم کرنے کیطرف اشارہ ہی امروا بالمعروف (تمام) علوم دینیہ کے زندہ رکھنے کو شامل ہی۔

نھوا عن المنکر کافرون سے جہاد کرنے اور (اُنسے) جزیہ لینے کو شامل ہی کوئی منکر کفر سے زیادہ (قبیح) نہین ہی اور کوئی نہی کافرون کے قتل کرنے اور انسے جزیہ لینے سے زیادہ سخت نہین ہی اور (نیز یہ کلمہ) شامل ہی نافرمانی کرنے والے مسلمانون پر حدود و تعزیرات قائم کرنے کو۔

پھر (یہ بھی واضح رہے کہ) اقاموا اور امروا اور نھوا کے الفاظ سے یہ بھی مفہوم ہوتا ہی کہ ان تمکین یافتہ لوگون سے انکے تمکین کے زمانہ مین نماز اور زکوۃ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے متعلق جو باتین ظاہر ہونگی وہ سب شرع مین معتبر ہونگی (اگر غیر معتبر ہوتین تو قرآن مین قابل ذکر نہ تھین۔

پھر (یہ بھی واضح رہے کہ) ان مکنّاھم (بیان) بمعنی اذا مکنّاھم ہی (یعنی ان بمعنی اذا ہی مقصود) ان مہاجرین کو آیندہ زمانہ مین تمکین دینے کی خبر بیان کرنا ہی نہ یہ کہ اگر تمکین پائی جائیگی تو یہ لوگ اقامت دین کرین گے قطع نظر اس سے کہ تمکین پائی جائے یا نہ پائی جائے قرینہ اسکا یہ ہی کہ اوپر اِنَّ اللّٰہَ یُدَافِعُ اور لَوْلَا دَفْعُ اللّٰہِ النَّاسَ (کے ضمن مین) مذکور ہوا (کہ خدا کی عادت یہی ہی کہ نیک بندون کو تمکین دیتا ہی)

للہ عاقبۃ الامور کا مطلب یہ ہی کہ ہم تمام کامون کو جانتے اور جو آیندہ ہونیوالا ہی اُس سے باخبر ہین اسلیے ہمنے جہاد کی اجازت دی نتیجہ یہ نکلا کہ یہ جہاد (جسکی اجازت دیگئی مثل معمولی جہادون کے بے اثر نہ ہوگا بلکہ) کفار کی مدافعت کا سبب بنیگا جب ان آیات کے لغوی اور شرعی معانی تمنے معلوم کر لیے تو اب وہ وقت آگیا کہ ایک اور نکتہ بھی سمجھ لو

وہ یہ کہ آیت استخلاف اور آیت تمکین ایک ہی بات بیان کر رہی ہین مقصود (دونونکا) ایک ہی عبارت مختلف ہی اس نکتہ کو بھی کتابا متشابہا مثانی کی ایک شاخ سمجھنا چاہیے (دیکھو) ایک جگہ لیستخلفنہم اور لیمکنن لھم دینہم کہا گیا اور دوسری جگہ تمکین فی الارض اور اقامت دین بیان کی گئی دونون کا ماحصل ایک ہی یہان لفظ وعد اللہ مذکور ہوا وہان ان اللہ یدافع اور لولا دفع اللہ الناس کے بعد ان مکناھم آیا جو وعدہ کے مضمون کو ادا کر گیا) یہان لیمکنن کہا گیا وہان اقاموا الصلوۃ یہان استخلاف کا ذکر ہوا وہان تمکین فی الارض کا یہان یعبدوننی لا یشرکون بی کہا گیا وہان اقاموا الصلوۃ الخ یہان انکے اعمال کا صحیح ہونا اور انکے اجرای حدود و تعزیرات کا شرعًا معتبر ہونا لیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم سے سمجھا گیا وہان اقاموا الصلوۃ سے یہان لیبدلنھم من بعد خوفھم امنًا کہا گیا وہان ان اللہ یدافع اور لولا دفع اللہ الناس۔ ایک جگہ منکم یعنی حاضرین وقت نزول آیت کا ذکر ہوا اور دوسری جگہ اخرجوا من دیارھم (یعنی مہاجرین اولین کا) ان دونون لفظون کے معنی مین عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہی کیونکہ بعضے مہاجرین بدر اور احد مین شہید ہوگئے تھے اور انھون نے آیہ استخلاف کے نزول کا زمانہ نہین پایا اور بعضے صحابہ مہاجرین اولین مین سے نہ تھے مگر انھون نے آیہ استخلاف کے نزول کا زمانہ پایا پس (دونون آیتون کے ملانے سے معلوم ہوا کہ) خلافت اُس جماعت مین ہوگی جسمین دونون صفتین پائی جائین (یعنی مہاجرین اولین مین سے بھی ہو اور نزول آیہ استخلاف کا زمانہ بھی پائے) اور (یہ اصول کا کلیہ قاعدہ ہی کہ) جسجگہہ ایک مضمون دو مختلف عبارتون مین بیان کیا گیا ہو تو ایک عبارت کے ظاہر کو دوسری عبارت کے نص سے محکم کر دینا چاہیے (یعنی جو مطلب نص کا ہو وہی ظاہر مین بھی مراد لینا چاہیے) اور ایک عبارت کے عام کو دوسری عبارت کے خاص سے مخصص کر دینا چاہیے (یعنی جو مطلب خاص کا ہو وہی عام مین بھی مراد لینا چاہیے) اور ایک عبارت کے مطلق کو دوسری آیت کے مقید سے مقید کر دینا چاہیے (یعنی جو مطلب مقید کا ہو وہی مطلق مین بھی مراد لینا چاہیے)۔

جب یہ بیان ہو چکا تو اب ہم اصل مقصود کی طرف متوجہ ہوتے ہین یہ دونون آیتین (جو درحقیقت ایک ہین اور عبارت مین مختلف ہین) خلفا کی خلافت پر دلالت کرتی ہین کیونکہ (انمین) خدای تعالی کا وعدہ (مذکور ہی اور اسکا وعدہ) سچا ہی اور یقینا خارج مین ہونیوالا ہی پس یہ تو یقینی ہی کہ استخلاف اور تمکین فی الارض مہاجرین اولین اور حاضرین وقت نزول آیہ استخلاف کی واقع ہوئی اب اگر یہی استخلاف و تمکین ان دونون آیتون کا موعود نہو (اور) یہی حضرات موعودہ خلفا نہون تو نتیجہ یہ ہوگا کہ خدا کا وعدہ پورا نہوا (اور) بلند ہی وہ ذات پاک ان تمام نقائص سے بہت بلند ہی (یہ نتیجہ) اسلیے (لازم آئیگا) کہ صحابہ مین سے کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے سو برس بعد زندہ نہین رہا چہ جائیکہ مہاجرین اولین

و آن آنست کہ ہر دو آیت آیت استخلاف و آیت تمکین در یک قصہ است مقصود واحد است و تعبیر مختلف این نکتہ را یکی از فروع آیہ کریمہ کتابا متشابہا مثانی می باید شناخت یک جا لیستخلفنھم و لیمکنن لھم دینھم گفتہ شد و جای دیگر تمکین فی الارض با اقامت دین گفتہ آمد و حاصل ہر دو یکیست اینجا لفظ وعد اللہ آنجا ان مکناھم بسبق ان اللہ یدافع و لولا دفع اللہ الناس اینجا ولیمکنن لھم گفتہ شد و آنجا اقاموا الصلوۃ اینجا استخلاف مذکور شد و آنجا تمکین فی الارض اینجا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا گفتہ آمد و آنجا اقاموا الصلوۃ الخ اینجا تصریح باعمال ایشان و اعتداد اقامت حدود و تعزیرات ایشان شرعا از لفظ لیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم مفہوم شد و آنجا از کلمہ اقاموا الصلوۃ الخ اینجا ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا گفتہ شد و آنجا ان اللہ یدافع و لولا دفع اللہ الناس یکجا منکم ای من الحاضرین عند نزول الایۃ گفتہ و جای دیگر اخرجوا من دیارھم و در مفہوم ہر دو کلمہ عموم و خصوص من وجہ است زیرا کہ بعض مہاجرین در بدر و احد کشتہ شدند و نزول آیت استخلاف را در نیافتند و جمعی از صحابہ مہاجرین اولین نبودند و ادراک آیت استخلاف نمودند پس خلافت در آن جماعہ است کہ ہر دو صفت در ایشان مجتمع شد و ہر جا کہ قصہ واحد باشد و تعبیر مختلف ظاہر یک تعبیر را بنص تعبیر دیگر میتوان محکم ساخت و عام یکی را بخصوص تعبیر دیگر میتوان مخصص نمود و مطلق یکے را بتقیید تعبیر دیگر میتوان مقید گردانید چون اینہمہ گفتہ شد باصل غرض متوجہ شویم این ہر دو آیت کہ بحقیقت واحد اند و تعبیر مختلف دلالت میکنند بر خلافت خلفا زیرا کہ وعدہ خدای تعالی راست است و البتہ در خارج واقع شدنی ست پس استخلاف و تمکین فی الارض مہاجرین اولین و حاضرین آیہ استخلاف البتہ واقع شد و اگر ایشان این خلفا نباشند و واقع نشدہ باشد تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا زیرا کہ صحابہ ہیچکس از ایشان بعد صد سال از وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باقی نماند خصوصا مہاجرین اولین

وحاضرین آیۂ استخلاف پس اگر دران زمان استخلاف موعود وتمکین موعود متحقق نشد الی یوم القیامہ بودنی نیست و دران زمان غیر این عزیزان ممکن نشدند
و مستخلف نشدند پس مستخلفین و ممکنین
ایشان اند بالقطع و آن جاہلان کہ میگویند
خلافت را از مستحق آن غصب کردہ شد و
بغیر مستحق رسید مکذب خدا و مکذب رسول او یند
زیرا کہ مخالفت امر تشریعی متصور ست کہ زید را
امر بنماز کردند و وے نماز نگذارد نہ مخالفت
وعدۂ الٰہی اینجا مقدم وعد ست و اخبار از
آیندہ و تشریع استخلاف ایشان تابع وعد
مقدم است کہ باین تشریف و تصویب غیر مرضی
نخواہد بود و چون وعدِ استخلاف منجز شد
معنی استخلفت علیکم فلانا ثم فلانا
ثم فلانا برروی کار آمد و ان ایجاب
انقیاد ست پس ظاہر وعد ست و باطن
ایجاب انقیاد ہر چند قدر این بزرگواران ازین
سخن کہ میگوئیم بالاتر ست اما بالغرض میتوان
گفت کہ اگر خدای تعالی درباب شخصے
فرماید کہ وعدہ کردہ ام کہ خطیب این روز
جمعہ را فلان نعمت و فلان نعمت بدہم یا
فرماید کہ خطیب این روز جمعہ عالم قاری صالح ست
باز درمیان دو خطیب تنافس واقع شد و کار
بمصارعت و مصادمت افتاد آخر یکے غالب آمد
و دست و پای آن دیگر بربست و بر منبر رفت
و خطبہ خواند مستحق کرامت ہمان خطیب خواہد بود
و مصروع مدفوع خلافت حضرت سید المرسلین صلی
اللہ علیہ وسلم امرے نیست کہ بآن عامۂ امت مکلف
ساختہ باشند فقط پس اگر بحسب امر عمل کردند مطیع
شدند و اگر عصیان ورزیدند مستوجب عقوبت
گشتند بلکہ وعدہ بود از فوق عرش نازل
شدہ کہ امکان تخلف نداشت و درین
وعد تعلق بجبر سے واختیار احدے نبود

آرے تا وقتیکہ اشخاص معینہ بصدر مسند خلافت نشستہ بودند اذہان مسلمین ہر طرف میرفت چنانکہ در قصۂ خیبر چون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
فرمود سأعطی الرایۃ غدا رجلا یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ

اور حاضرین وقتِ نزولِ آیۂ استخلاف لہٰذا اگر اس زمانہ مین استخلاف موعود اور تمکین موعود کا وجود نہوا تو تا قیامت
تک نہین ہوسکتا اور اُس زمانہ مین سوا اُن حضرات کے اور کسی کو تمکین نہین ملی اور استخلاف عطا نہین ہوا
پس یقیناً (معلوم ہوا کہ ان آیتون کا موعودہ) استخلاف وتمکین انھین کو عطا ہوا اور وہ جاہل جو کہتے ہین کہ
خلافت مستحق سے غصب کر لی گئی اور غیر مستحق کو ملی خدا کی تکذیب کرنیوالے اور اسکے رسول کی تکذیب کرنیوالے
ہین کیونکہ (تکذیب نکرنیوالے سے) امر تشریعی کی مخالفت تو ممکن ہی مثلاً زید کو حکم نماز کا دیا اور اسنے نماز نہ پڑھی
(مگر تکذیب) نہ (کرنیوالے سے) وعدۂ آلٰہی کی مخالفت (ممکن نہین مثلاً زید سے کوئی وعدہ کیا جائے اور زید
اُسکے پورا ہونے کا قائل نہو) یہان (ان آیتون مین) اصل چیز وعدہ اور پیشین گوئی ہی اس وعدہ کے
ضمن مین اُن حضرات کے استخلاف کی تشریع ہی کہ اس تشریف وتعریف کے ساتھ انکی خلافت غیر پسندیدہ
نہین ہوسکتی اور جب وہ وعدہ پورا ہوگیا تو (اب استخلاف ضمنی نرہا بلکہ صریحی) بمعنی استخلفت علیکم
فلانا ثم فلانا ہوگیا اور اطاعت ان خلفا کی واجب ہوگئی الحاصل (ان آیتون کے) ظاہر (مین) وعدہ ہے
اور باطن (مین) وجوب طاعت (خلفاء) ہی (لہٰذا جو لوگ ان خلافتون کو نہین مانتے وہ درحقیقت وعدۂ آلٰہی
کی تکذیب کرتے ہین) ہر چند ان بزرگون کا رتبہ اس بات سے جو کہ ہم کہتے ہین بالاتر ہی مگر (مثال کے طور پر) فرض
کرکے کہا جاسکتا ہی کہ اگر خدای تعالی کسی شخص کی نسبت فرمائے کہ ایکی جمعہ کے دن جو شخص خطبۂ جمعہ پڑھیگا
اسکو مین فلان نعمت اور فلان نعمت دونگا یا فرمائے کہ جو شخص ایکی جمعہ کو خطبہ پڑھیگا وہ عالم اور قاری اور
صالح ہی پھر دو خطیبون کے درمیان مین بحث ہوگئی اور نوبت لڑائی جھگڑے کی آگئی بالآخر ایک غالب آیا اور اُسنے
دوسرے کے ہاتھ پیر باندھ دیے اور منبر پر کھڑا ہوگیا اور خطبہ پڑھا اُس انعام واوصاف کا مستحق یہی خطیب ہوگا
نہ وہ جو گرا دیا گیا اور ہٹا دیا گیا (لہٰذا جو حضرات زمانۂ موعودہ مین صفات موعودہ کے ساتھ سر آرای خلافت ہوگئے خواہ
وہ کسیطرح ہوئے ہون بقول اُن جاہلونکے کسیکو مجبور ومقہور کرکے سہی ہی ان آیتون کے موعود لہم سمجھے جائینگے نہ وہ مجبور ومقہور)
خلافت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حکم نہ تھی کہ لوگون کو اُسکے ساتھ مکلف کیا گیا ہوتا کہ اگر
اُنھون نے اس حکم کے موافق عمل کیا تو مطیع ہوئے اور اگر نافرمانی کی تو مستحق عذاب ہوئے بلکہ وہ ایک وعدہ تھا
جو عرش کے اوپر سے نازل ہوا تھا جسکا پورا نہونا ناممکن تھا اس وعدہ مین کسی کے جبر یا کسی کے اختیار
کو کچھ تعلق نہ تھا (خدا نے اسکا ایفا اپنے ذمہ رکھا تھا اور کسی شرط پر معلق نکیا تھا) ہان (یہ ضرور ہی کہ)
جب تک یہ اشخاص معینہ صدر مسند خلافت پر نہ بیٹھے تھے مسلمانون کے خیالات ہر طرف جاتے تھے کہ دیکھیے
کون اس وعدہ کا مصداق ٹھہرتا ہی یہ ایسا ہی ہی جیسے واقعۂ خیبر مین جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ کل مین جھنڈا ایسے شخص کو دونگا جو اللہ اور اسکے رسول کو دوست رکھتا کا اور اللہ و رسول اُسکو دوست رکھتے ہین گو

مسلمین را علم بالقطع حاصل شد که عقد رایت برای هر که خواهد بود محب و محبوب ست لیکن نمیدانستند که کدام شخص معین باین دولت سرافراز گردد

(اس ارشاد سے) مسلمانون کو علم قطعی حاصل ہو گیا کہ جھنڈا جسکو ملیگا وہ محب و محبوب ہوگا لیکن یہ نہ جانتے تھے کہ کون شخص خاص اس دولت سے سرافراز ہوگا جب دوسرے دن جھنڈا حضرت مرتضیٰ کو جناب نبوی سے عنایت ہوا تو سبکو تحقیق ہو گیا کہ وہ مرد موصوف حضرت مرتضیٰ ہین اسیطرح ان آیات سے قطعی طور پر معلوم ہو گیا تھا کہ کچھ لوگون کو (کارپردازان قضا و قدر) خلافت و تمکین دینگے (اور دین حق اُنکے ہاتھ سے قائم ہوگا اور انکی اطاعت منجانب اللہ واجب ہوگی) مگر ہنوز یہ غموض و اشکال باقی رہگیا تھا (کسی کو معلوم نہ تھا) کہ وہ اشخاص معینہ کون کون ہین (لیکن) جب پردہ اُٹھ گیا اور جماعت (اسلام) کے اہتمام سے اشخاص معینہ کی خلافت منعقد ہو گئی اور اُن خلفاء کے ہاتھ سے فتوح بلاد اور تمکین دین حق اور اعلای کلمۃ اللہ کا ظہور ہو گیا تو ہم سب نے یقین کے ساتھ جان لیا کہ وہ وعدہ اُنھین کے لیے تھا اور استخلاف اور تمکین فی الارض کا قرعہ انھین کے نام نکلا۔

اگر (اس مقام پر) تمہارے دل مین کچھ تردد پیدا ہوتا ہو اسوجہ سے کہ امام بغوی اس آیت کی تفسیر مین کہتے ہین کہ قتادہ نے بیان کیا ہی کما استخلف (سے مراد یہ ہی کہ) جسطرح داؤد و سلیمان اور دوسرے انبیا علیہم السلام کو خلیفہ بنایا تھا اور بعض لوگون نے کہا ہی کہ (مراد یہ ہی کہ) جسطرح انسے اگلون کو یعنی بنی اسرائیل کو مصر اور شام مین جبابرہ کے ہلاک کرنیکے بعد خلیفہ بنایا تھا اور اُنکو جبابرہ کی زمین اور گھرون کا وارث کر دیا تھا قتادہ کے قول سے معلوم ہوتا ہی کہ استخلاف (سے مراد) خلیفہ بنانا ہی مگر دوسرے قول سے معلوم ہوا کہ (استخلاف کے معنی یہ ہین) ایک پوری قوم کو دوسری قوم کا قائم مقام کرنا (پس) اسیطرح ممکن ہی کہ شاید تمام مہاجرین اولین کو تمکین دینا مراد ہو (نہ صرف چند اشخاص کو یکے بعد دیگرے) اور اس صورت مین خلفاء کی خلافت پر اس آیت سے استدلال کرنا صحیح نہ ہوگا (تو اس تردد کے رفع کرنیکے لیے) ہم کہینگے کہ توجیہ اول (یعنی قتادہ کا قول) استعمال عرب اور تفسیر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہی لہذا دوسرے قول کی طرف التفات نکیا جائیگا اور بر تقدیر تسلیم (کرنے دوسرے قول کے بھی ہمارا کچھ نقصان نہین کیونکہ) ایک بڑی جماعت کو خلیفہ کرنا اور اُسکو تمکین دینا بغیر کسی خاص شخص کو خلیفہ بنائے ہوئے عادۃً ناممکن ہی اور (بنی اسرائیل کو خلیفہ بنانیکا مطلب یہی ہی کہ انہین سے کسی خاص شخص کو خلیفہ بنایا لہذا) مسلمانون کو استقرار دینے اور مہاجرین کو تمکین دینیکی صورت یہی ہی کہ (انہین سے کوئی) خلیفہ مقرر کیا جائے اور اُسکو تمکین دیجائے الغرض تمام مسلمانون کے استخلاف و تمکین کا وعدہ درحقیقت (انہین سے کسی کو) خلیفہ ممکن فی الارض بنانیکا وعدہ ہی۔

یہان ہم ایک مقدمہ ذکر کرتے ہین جسمین بہت سے فوائد ہین (وہ یہ کہ) حق سبحانہ وتعالی نے وعدہ کیا ہی کہ قرآن کی ہمیشہ ہمیشہ حفاظت فرمائیگا چنانچہ فرمایا وانا لہ لحافظون (ترجمہ اور بیشک یقیناً ہم اسکی حفاظت کرنیوالے ہین) پھر دوسری آیت مین اس حفاظت کی صورت بھی بیان فرمادی یعنی ان علینا جمعہ وقرآنہ (یعنی اسکا جمع کرنا اور پڑھانا

روز دیگر چون عقد رایت برای حضرت مرتضی از جناب نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کرامت شد بتحقیق پیوست که آن مرد موصوف حضرت مرتضی ست ہمچنان بمقتضای این آیات معلوم بالقطع شد که جمعی استخلاف و تمکن خواہند ساخت ہنوز غموض و اشکال باقی مانده بود که آن افراد معینہ کدام کدام کس خواہند بود چون پرده برانداختہ شد و باہتمام جماعت خلافت اشخاص معینہ بوجود آمد و بر دست آن خلفا فتوح بلاد و تمکین دین مرتضی و اعلای کلمۃ اللہ تحقق یافت بیقین دانستیم که وعد برای ایشان بود و قرعۂ استخلاف و تمکین فی الارض بنام ایشان برآمد اگر بخاطر تو ترددے راه می یابد از جہت آنکہ امام بغوی در تفسیر این آیت میگوید قال قتادة کما استخلف داؤد وسلیمان وغیرہما من الانبیاء علیہم السلام وقیل کما استخلف الذین من قبلہم یعنی بنی اسرائیل حیث اہلک الجبابرۃ بمصر والشام واورثہم ارضہم ودیارہم بر قول قتاده استخلاف خلیفہ ساختن ست اما بر قول دیگر قومی را بجای قومی نشاندن و ہمچنین محتمل ست که مراد تمکین کافۂ مہاجرین اولین باشد و حینئذ استدلال بر خلافت خلفا باین آیت درست نشود گوئیم توجیہ اول متصور ست باعتبار استعمال عرب و باعتبار تفسیر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم و حینئذ التفات کرده نمیشود بقول دیگر و علے تقدیر التسلیم استخلاف جماعۂ عظیمہ و تمکین ایشان بغیر خلیفہ ممکن فی الارض ممکن عادی نیست و صورت خارجیہ مستقر ساختن مسلمین و تمکین مہاجرین نصب خلیفہ و تمکین رئیس ایشان ست پس وعد استخلاف و تمکین کافۂ مسلمین در حقیقت وعدہ خلیفہ ممکن فی الارض ست اینجا مقدمہ ذکر کنیم کثیر الفوائد حق سبحانہ وتعالی وعده فرمود که قرآن را علی مر الدہور حفظ فرماید قال تعالی وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ باز در آیۂ دیگر صورت حفظ بیان فرمود اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَہٗ وَقُرْاٰنَہٗ

پس وعدۂ خدای تعالی حق ست وحفظ لابد بودنی لیکن حفظ او سبحانہ در خارج بصفت حفظ بنی آدم اشیای خودرا یا مانند نقش بر حجر مثلا ظاہر نشود بلکہ صفت ظہور حفظ الہی در خارج آنست کہ الہام فرمود در قلوب صالحین از امت مرحومہ کہ بسعی ہر چہ تمامتر تدوین آن کنند بین اللوحین و جمیع مسلمین مجتمع شوند بر یک نسخہ و ہمیشہ جماعات عظیمہ از قراء خصوصا و سائر مسلمین عموما بقراءت و مدارست آن مشغول باشند تا سلسلۂ تواتر از ہم گسیختہ نگردد بلکہ یوما فیوما متضاعف شود و ہمیشہ جماعات دیگر در تفسیر و شرح غریب و بیان اسباب نزول آن سعی بلیغ بجا آرند تا در ہر زمانے جماعہ قیام کنند بامر تفسیر صورت حفظ ہمین را معین فرمودند نہ نقش بر حجر مثلا چون صورت حفظ متحقق شد دانستیم کہ انچہ محفوظ نیست تلاوت آن مرضی نیست لہذا محققین علما بآن رفتہ اند کہ در صلوات و غیر آن خواندہ نشود مگر قراءت متواترہ و قراءت متواترہ آنست کہ در وے دو شرط بہم آیند یکے آنکہ سلسلۂ روایت آن ثقۃ عن ثقۃ تا صحابۂ کرام رسیدہ مجرد محتمل خطے دوم آنکہ خط مصاحف عثمانیہ محتمل آن باشد زیراکہ چون صورت حفظ آن تدوین بین اللوحین و جمع امت بر آن مقرر شد ہر چہ غیر آن ست غیر محفوظ است و ہر چہ غیر محفوظ ست غیر قرآن ست لان اللہ تعالی قال وَاِنَّا لَہ لَحَافِظُوْنَ وقال اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَہٗ الآیہ پس قراءت والذکر والانثی شاذ ست در نماز نتوان خواند حال آنکہ از حدیث ابن مسعود و ابی الدردا صحیح شدہ ست و در وقت انتساخ مصاحف عثمانیہ از اصل شیخین ابن عباس با صحابۂ دیگر مباحثہ فرمود در تہجی بعض آیات وقضی ربک بجای فقضی ربک گفت اولم ییئس بجای اولم یتبین خواند آخر با جماعہ دیگر التفات نہ نمود و کردہ قضی ربک و اولم ییئس نوشتند و جہان فتح در آفاق شائع شد تا بہمین قاعدہ دانستیم کہ قول جماعہ صحیح بود و تحری ابن عباس من باب خطأ المعذور ہمچنین جمعے از صحابہ تنافس کردند در جمع قرآن ہر یکے مصحفے مرتب نمود و ہر یکے از اہل آن مصحف سور قرآن را بلغت خود نوشت بر غیر لغت قریش حضرت ذی النورین بالہام ربانی محو آن کرد و بر یک قرآن

ہمارے ذمہ ہے) پس خدای تعالی کا وعدہ حق ہے اور حفاظت قرآن کی ضرور ہونی ہے مگر حق سبحانہ کی حفاظت کی صورت خارج مین ایسی نہین ہوتی جیسی بنی آدم اپنی چیزون کی حفاظت کرتے ہین یا مثلا اسطرح کہ پتھر پر نقش کر دیا جائے بلکہ حفاظت الہی کی صورت خارج مین یہ ہے کہ اُسنے امت مرحومہ کے نیک بندون کے دل مین الہام فرمایا کہ وہ اپنی تمامتر کوشش سے اسکو دو دفتیون کے درمیان مین جمع کرین اور (اس بات کے سامان پیدا کر دیے کہ) تمام مسلمان ایک ہی نسخہ پر متفق ہو جائین اور (اس بات کی توفیق دی کہ بڑی بڑی جماعتین قاریون کی خصوصًا اور تمام مسلمانون کی عمومًا اسکے پڑھنے پڑھانے مین مشغول ہین تاکہ سلسلہ تواتر کا ٹوٹنے نہ پائے بلکہ روز بروز بڑھتا جائے اور (اس بات کی توفیق دی کہ) ہمیشہ کچھ جماعتین اسکی تفسیر اور حل لغات اور بیان اسباب نزول مین اعلے درجہ کی کوشش کرتی رہین تاکہ ہر زمانہ مین کچھ لوگ تفسیر کی خدمت کرتے رہین (کارپردازان قضا و قدر نے) حفاظت کی صورت یہی تجویز کی نہ یہ کہ پتھر پر کوئی کندہ کر دیا جائے جب حفاظت کی (یہ صورت خاص) ظاہر ہو گئی تو ہم سب نے جان لیا کہ جس حصۂ قرآن کی حفاظت نہین کی گئی اسکی تلاوت پسندیدہ نہین ہے اسلیے محققین علما اسطرف گئے ہین کہ نماز وغیرہ مین نہ پڑھی جائے مگر وہی قراءت جو متواتر ہو اور قراءت متواترہ وہی ہے جسمین دو باتین موجود ہون ایک یہ کہ اسکی روایت کا سلسلہ بواسطہ ثقہ راویون کے صحابۂ کرام تک پہونچ جائے نہ یہ کہ صرف رسم خط اسکا محتمل ہو۔ دوسرے یہ کہ مصاحف عثمانیہ کا رسم خط بھی اسکا محتمل ہو کیونکہ جب (معلوم ہو گیا کہ) قرآن کی حفاظت کی صورت اسکا جمع ہونا دو دفتیون کے درمیان مین اور تمام امت کا اُسپر متفق ہونا مقرر ہو چکی ہے تو (معلوم ہو گیا کہ) جو کچھ اسکے علاوہ ہے اسکی حفاظت نہین کی گئی اور جسکی حفاظت نہین کی گئی وہ قرآن نہین ہے کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے وانا لہ لحافظون اور فرمایا ہے ان علینا جمعہ وقرانہ اس سے معلوم ہو گیا کہ والذکر والانثی کی قراءت شاذ ہے نماز مین نہ پڑھنی چاہیے گو حضرت ابن مسعود اور ابو الدرداء کی صحیح روایت مین موجود ہے۔ نیز شیخین کی (جمع کی ہوئی) اصل سے مصاحف عثمانیہ کی نقل کرتے وقت حضرت ابن عباس نے دوسرے صحابہ سے بعض آیات کے تلفظ مین مباحثہ کیا وہ بجای قضی ربک کے وصّی ربک کہتے تھے اور بجای اولم ییئس کے اولم یتبین پڑھتے تھے مگر جماعت نے اُنکے قول کی طرف التفات نہ کیا اور قضی ربک اور اولم ییئس لکھا اور وہی اطراف عالم مین پھیلا ہمنے اسی قاعدہ سے جان لیا کہ جماعت کا قول صحیح تھا اور حضرت ابن عباس کی رای از قبیل خطای معذور تھی۔ اسیطرح صحابہ نے اپنی اپنی طرف سے قرآن کے جمع کرنے کا شوق کیا ہر ایک نے ایک ایک مصحف مرتب کیا اور ہر ایک نے سور قرآنیہ کو اپنے اپنے لغت مین لکھا بر خلاف لغت قریش کے حضرت ذی النورین نے الہام ربانی سے ان سب کو مٹا دیا اور ایک قرآن پر

سب کو متفق کردیا اسوقت کچھ قیل قال کا دروازہ کھلا اور کچھ بر دومات درمیان مین آئی مگر جب تمام دنیا کے لوگ مصاحف عثمانیہ پر متفق ہوگئے تو ہمنے یقین کرلیا کہ حفاظت اسی کی مقصود ہی اسکے علاوہ جو کچھ ہی اسکی حفاظت مقصود نہین کیونکہ اگر اسکی حفاظت مقصود ہوتی تو وہ مٹ نہ سکتا۔ اور اسکو تو کوئی عقلمند حفاظت سمجھ ہی نہین سکتا کہ ایک موہوم الوجود مجہول الحال امام کے پاس دعوی کرین کہ قرآن رکھا ہوا ہی پاک ہی تیری ذات یہ بہتان بہت بڑا ہی یا کسی نادر کتاب مین بطور تعجب کے کسی نے لکھا ہو کہ فلانے نے ایسا کہا اور فلانے نے ایسا لکھا مقابلہ کے وقت ایک طرف صواب ہوگا دوسری طرف خطای معذور جب پردہ اٹھ گیا اور حق مثل سفیدۂ صبح کے کھل گیا تو اب مخالفت کرنے کی گنجائش نرہی اب اگر کوئی شخص ادھر ادھر ہٹے تو وہ زندیق ہی اسکو قتل کردینا چاہیے۔

اگر سننے والا کان اور سمجھنے والا دل رکھتے ہو تو ایک بات اس سے بھی زیادہ باریک سنو خدای تعالی ہمیشہ عالم کی تدبیر کرتا رہتا ہی نیک بندون کو امور حق کا الہام کرتا ہے تاکہ وہ نیک بندے اسکے مقصود کو جاری کرین اور اسکے موعود کو سرانجام دین حق تعالی نے حضرت خضر اور حضرت موسی کا واقعہ اسی بات کے ظاہر کرنے کے لیے بیان فرمایا ہو لیکن جب تک نبوت کا زمانہ موجود تھا۔ پیغمبر کے قلب پر وحی اترتی تھی جسکی اطاعت فرض ہی اور شک و شبہہ کو جسمین گنجائش نہین نہ اول مین نہ آخر مین پھر جب نبوت کا زمانہ گذر گیا اور وحی موقوف ہوگئی تو اب نیک بندون کا مقاصد (کی سرانجام دہی) مین دخل دینا یا فکر و اجتہاد سے ہوگا یا ایک قسم کے رویا (یعنی خواب) اور الہام اور فراست سے یہ سب چیزین گو (اسوقت) آدمیون کے مکلف کرنیکا باعث نہین لیکن جب کام انجام کو پہونچ گیا اور اُسکا حق ہونا مثل سفیدۂ صبح کے کھل گیا تو تمام اہل تحقیق کو معلوم ہوگیا کہ وہ خالص حق تھا جیسا کہ حضرت عمر نے اپنے اس مباحثہ کے متعلق جو انسے اور حضرت ابوبکر سے مرتدون کے مسالہ مین ہوا تھا فرمایا کہ (آخر مین) مجھے معلوم ہوگیا کہ وہی حق ہی (جو حضرت ابوبکر کہتے ہین) خلفاء کے دل مین جب کسی کام کا ارادہ پیدا ہوتا تو اسکی حالت یہی ہوتی تھی (کہ منجانب اللہ انکو الہام ہوتا تھا۔)

(خلفای راشدین کی) خلافت کا زمانہ بقیۂ زمانۂ نبوت تھا (یون سمجھو کہ آپ بعد نبوت کے تیئیس برس اپنی عمر شریف کے اور تیس برس زمانہ خلافت راشدہ کے کل ترپن برس دنیا مین رہے فرق صرف یہ تھا کہ) گویا نبوت مین تصریحا زبان سے تمام باتین بیان فرماتے تھے اور زمانۂ خلافت مین ساکت بیٹھے ہوئے ہاتھ سے اور سر سے اشارہ کرتے تھے بعض لوگ (ان اشارات سے) اصل مقصود سمجھ گئے اور بعض نے سمجھنے مین غلطی کی اجماع (کی لفظ) تمنے علمای دین کی زبان سے سنی ہوگی اسکے معنی یہ نہین ہین

ہمہ راجع نمود دران وقت باب قیل وقال مفتوح شد و بر دومات از ہر دو جانب بیان آمد چون تمام عالم بر مصاحف عثمانیہ جمع شدند یقین کردیم کہ محفوظ ہمان ست و غیر او مراد الحفظ نبود و اگر مراد الحفظ میبود محو نمی شد و این را ہیچ عاقل حفظ نشمارد کہ نزدیک امام موہوم الوجود مختفی الحال ادعا کنند کہ نہادہ شدہ است سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ یا در روایتے غریبے در کتابے نادرے بطریق تعجب آوردہ باشند کہ فلان چنین گفت و فلان چنین نوشت در وقت اشکال یک جانب اصابت بودہ و یک جانب خطاء المعذور چون پردہ از روی کار برداشتند و حق مثل فلق الصبح پدید گشت مجال خلاف نماند ہر کہ الحال یمینا و شمالا افتد زندیق ست او را میباید بقتل رسانید اگر گوش شنوا و دل دانا داری سخنے باریک تر بشنو خدای تعالی ہمیشہ مدبر عالم ست بالہام امور حق در قلوب عباد صالحین تا تمشیت مراد او کنند و موعود او را سرانجام دہند و حق تعالی قصہ خضر با حضرت موسے ذکر نکرد مگر برای افادہ ہمین نکتہ اما چون ایام نبوت موجود بود وحی مفترض الطاعۃ در قلب پیغامبر میرسید و شک و شبہہ را آنجا ہیچ گنجایش نہ نہ در اول و نہ در آخر وقتے کہ ایام نبوت منقضی شد و وحی منقطع گشت در آمد عباد اللہ الصالحین در کارہای مطلوب بنوعے از فکر و اجتہاد یا نوعی از رویا و الہام و فراست خواہد بود و آنہمہ حجت قائمہ موجب تکلیف ناس نیست چون کار بآخر رسید و رشد آن مانند فلق الصبح ظاہر گشت معلوم ہمہ اہل تحقیق شد کہ آن محض حق بودہ ست کما قال عمرؓ فی مباحثتہ مع ابی بکر رضی اللہ عنہ فی مسئلۃ المرتدین فعرفت انہ الحق و داعی کہ در قلوب خلفاء فرو میریخت بآن صفت بود ایام خلافت بقیۂ ایام نبوت بودہ ست گویا در ایام نبوت حضرت پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم تصریحا بزبان می فرمود و در ایام خلافت ساکت نشستہ بدست و سر اشارہ می فرماید بعضے پے بمقصود بردند و بعضے راہ را غلط کردند و معنی اجماع کہ بر زبان علمای دین شنیدہ باشی این نیست

کہ تمام مجتہدین (اسطرح کہ انمین سے) ایک بھی علیحدہ نرہے سب کے سب ایک زمانہ مین کسی مسالہ پر اتفاق کرلین کیونکہ یہ صورت نہ ہوئی ہی نہ ہوسکتی ہی بلکہ اجماع کے معنی یہ ہین کہ خلیفہ (خاص) اہل الرای حضرات سے مشورہ کرنے کے بعد یا بغیر مشورہ کیے ہوے کوئی حکم دے اور وہ حکم نافذ ہوجائے یہانتک کہ (تمام عالم اسلامی مین) شائع ہوجائے اور تمام اسلامی دنیا مین ممکن ہوجائے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے (اسی اجماع کی حجیت کی طرف اشارہ کرنے کے لیے) فرمایا ہی کہ تمپر لازم ہی میری سنت اور خلفای راشدین کی سنت جو میرے بعد ہونگے۔

جب یہ مقدمہ معلوم ہوگیا تو اب جاننا چاہیے کہ خدای تعالی نے وعدہ فرمایا ہی [اور وہ وعدہ خلافی نہین } کہ مہاجرین اولین کو { جو مضمار ایمان وعبادات مین پیش قدم ہین } خلیفہ بنائینگے اور انسے فلان فلان کام ظاہر ہونگے اس وعدہ کے پورا ہونے کی صورت یہی ہی کہ مہاجرین اولین مین سے یکے بعد دیگرے (کچھ لوگ) خلیفہ ہون (کیونکہ) بغیر خلیفہ مقرر کیے ہوے کسی بڑی قوم کا غالب ہوجانا عادۃً محال ہی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ امام (مثل) سپر (کے ہوتا) ہی کہ اسکو سامنے کرکے (یعنی اسکے بل پر) جنگ کیجاتی ہی اور کسی شاعر کا شعر ہی (ترجمہ شعر عربی) جو لوگ بے سر ہون انکا کوئی سردار نہو تو انمین صلاح (وفلاح) نہین پیدا ہوسکتی اور جب کسی قوم کے جاہل سردار بنجائین تو اس قوم کو بے سر سمجھنا چاہیے (المختصر) اسقدر تو یقینی طور پر معلوم ہی (کہ اس وعدہ کے پورے ہونے کی یہی ایک صورت ہی) لیکن اسوقت (یعنی بوقت انعقاد خلافت) ایک قسم کا غموض واشکال تھا کہ (یہ نہ معلوم تھا کہ) کون کون لوگ خلیفہ ہونگے اور اس خلافت کی مدت کسقدر ہوگی اور انکی خلافت کی ترتیب کسطرح ہوگی (لہذا) وہ وقت مشورہ کرنیکا وقت تھا کہ (دیکھا چاہیے) قرعہ اختیار کا کسکے نام نکلتا ہی اور (کارپردازان قضا وقدر) مہاجرین اولین مین سے کسکو اس دولت سے سرفراز کرتے ہین جب یکے بعد دیگرے خلفا کی تعیین کا الہام ہوگیا تو کچھ لوگون نے فوراً اس الہام کو قبول کرلیا اور اسکے پورا کرنے مین اہتمام کیا اور کچھ لوگون نے بعد کچھ چون وچرا اور بعد کچھ بحث کے سر (اطاعت) خم کیا مگر جب اوصاف (موعودہ خلفا پر) منطبق ہوگئے تو سب پر ظاہر ہوگیا کہ جو حق تھا وہی واقع ہوا اور آنکھین کھل گئین کہ یہ فعل (خلیفہ بنانیکا) جماعت (اسلام) کا فعل نہ تھا (بلکہ) وعدہ خدا تھا جسنے اتنے افکار اور قیاسات کے پردہ سے ظہور کیا ؎

کار زلف تست مشک افشانی اما عاشقان مصلحت را تہمتے بر آہوی چین بستہ اند

اب بھی اگر تمہارے دل مین تردد ہوتا ہو کہ وعدہ الہی (تو بیشک) سچا ہی مگر یہ کیونکر یقینی طور پر سمجھو معلوم ہو کہ (وہ) وعدہ (انھین خلفاء کے لیے تھا اور اس) کا انجاز انھین خاص اشخاص بہ ہوا

کہ ہمہ مجتہدان لایشذ فرد در عصر واحد بر مسئلہ اتفاق کنند زیرا کہ این صورتے ست غیر واقع بل غیر ممکن عادی بلکہ معنی اجماع حکم خلیفہ ست بچیزے بعد مشاورہ ذوی الرأی یا بغیر آن ونفاذ آن حکم تا آن کہ شائع شد و در عالم ممکن گشت قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین من بعدی الحدیث

چون این مقدمہ دانستہ شد باید دانست کہ خدای تعالی وعدہ فرمود واللہ لا یخلف المیعاد کہ مہاجرین اولین را کہ در مضمار ایمان وعبادت پیش قدم اند خلفا خواہیم ساخت واز ایشان کارہای معلومہ بظہور خواہد آمد و صورت ظہور این وعدہ آنست کہ واحد بعد واحد از ین جماعہ خلیفہ شود بدون نصب خلیفہ غلبۂ قوم کثیر محال عادی ست قال صلی اللہ علیہ وسلم الامام جُنّۃٌ یُقاتَل من ورائہ وقال قائلھم ؎ لا یصلح الناس فوضی لا سراۃ لھم ولا سراۃ اذا جھالھم سادوا

اینقدر معلوم بالقطع ست لیکن در آنوقت نوعے از غموض واشکال موجود بود کہ کدام کس خلیفہ خواہند شد ومدت خلافت موصوفہ چہ قدر باشد وترتیب خلافت ایشان بچہ اسلوب آن وقت وقت مشاورہ بود کہ قرعۂ اختیار بنام کدام یکے خواہد بر آمد واز ان جماعۂ موصوفہ کرا باین دولت سرافراز کنند چون الہام تعیین واحد بعد واحد فرود آمد جمعے ان الہام را اولاً قبول کردند و در اتمام آن اہتمام نمودند جمعے بعد اللتیا والتی بعد تقلیب امور سر فرود آوردند بعد انطباق اوصاف بر ہمہ منکشف شد کہ آنچہ حق بود واقع شد وچشم واگشت بران کہ فعل جماعہ نبود وعدہ الہ بود کہ از پس پردۂ چندین انکار واقیسہ بروز نمود ؎

کار زلف تست مشک افشانی اما عاشقان ✤ مصلحت را تہمتے بر آہوی چین بستہ اند ✤ واگر ہنوز ترددے بخاطر تو میرسد کہ وعدۂ الہی برحق ست اما از کجا بیقین دانیم کہ انجاز وعدہ بہمین اشخاص معینہ واقع شد

(آیت میں نہ کہیں الکا نام ہی نہ کچھ مشخصات انکے مذکور ہیں باقی رہا لفظ) منکم (تو) اسمیں احتمال ہے کہ (الذین امنوا کی) تاکید ہو نہ تاسیس (یعنی تخصیص حاضرین وقت نزول آیت کے لیے نہو تو (اس تردد کے دفع کرنیکے لیے پہلے) ایک حکایت سنو وہ یہ ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے دلائل سے (ایک دلیل) انبیای متقدمین کا (بطور پیشین گوئی کے آپ کی خبر دینا اور توریت اور انجیل اور دوسری کتب الہیہ میں آپکے ظہور) کی نصوص (کا موجود ہونا) ہی اور یہ ایک بڑا وسیع بحث ہی صحابہ نے اور (نیز) مومنین اہل کتاب نے بہت چیزیں اس بحث کے متعلق روایت کی ہیں۔ متاخرین متکلمین اس دلیل پر ایک اعتراض کرتے ہیں اور اُسکے جواب سے عاجز ہوکر بالآخر اس دلیل کے کمزور ہونے کی طرف مائل ہوجاتے ہیں (انکے اعتراض کا ماحصل ہی کہ کتب الہیہ میں جو کچھ وصف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مذکور ہی انتہا مرتبہ اسکا یہ ہی کہ سننے والون کا ذہن اس وصف سے ایک غیر معین شخص کی طرف جاتا ہی کہ کوئی فرد اس کلی کا جو ان اوصاف کلیہ سے حاصل ہوتی ہی پیغمبر ہوگا کیونکہ اوصاف کلیہ بغیر اشارہ حسیہ کے کسی خاص شخص تک (ذہن کو) نہیں پہونچا سکتے اوصاف کلیہ کو جب جمع کیا جائیگا تو نتیجہ کلی ہی نکلیگا بلکہ غیر معین شخص (کی نبوت) کی طرف ذہن کا جانا بھی لازم نہیں آتا اسوجہ سے کہ کتب الہیہ میں اشارات مذکور ہیں نبوت کا بھی عنوان (مذکور) نہیں ہی اور نہ تمام مشخصات بیان کیے گئے ہیں اس صورت میں (کتب الہیہ کے ان نصوص کی بنا پر) کسی خاص شخص کی نبوت کے اقرار پر مکلف ہونا ہرگز صحیح نہیں ہوسکتا یہ متاخرین متکلمین کے اعتراض کا ماحصل ہی (اسی اعتراض کو) قاضی عضد مواقف میں (اسطرح) بیان کرتے ہیں کہ اگر تم کہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صفت مفصل (توریت وانجیل میں) آئی ہی کہ آپ فلان سن میں فلان شہر میں پیدا ہونگے اور آپکے یہ یہ حالات ہونگے (جب آپ پیدا ہون) تو تم لوگ سمجھ لینا کہ نبی ہیں تو یہ غلط ہی ہم تورات وانجیل کو ان باتون سے خالی پاتے ہیں اور اگر تم یہ کہو کہ آپ کا ذکر (تورات وانجیل میں) مجمل طور پر ہی تو اگر مان بھی لیا جائے تو وہ نبوت پر دلالت نہیں کرتا بلکہ کسی انسان کامل کے پیدا ہونے پر دلالت کرتا ہی اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ شاید وہ کوئی اور شخص (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سوا) ہو جو ابھی پیدا نہیں ہوا تو اُسکا جواب ہم یہ دینگے کہ اصل دلیل (نبوت کی) معجزہ کا آپ کے ہاتھ پر ظاہر ہونا ہی اور یہ باتیں (کہ تورات وانجیل میں بھی آپ کی بشارت ہی) ایک زائد بات ہی (اصل دلیل نہیں ہی قاضی عضد کی عبارت) ختم ہوئی یہ فقیر کہتا ہی (خدا اُس سے اور تمام مسلمانون سے درگذر کرے) کہ یہ ایک لغزش قدم ہی جو متاخرین متکلمین سے ظاہر ہوئی (کہ تورات وانجیل کی بشارت سے ذہن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی طرف نہیں جاتا) عام مسلمانون کو چاہیے کہ ایسی باتونکو نہ سنین اور علما کو چاہیے کہ تردید کرین جسطرح علما اس بات پر متفق ہیں کہ اگر کسی مجتہد یا کسی قاضی کا فیصلہ

منکم احتمال دارد کہ تاکید باشد نہ تاسیس حکایتے بشنو کہ یکے از ادلۂ نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اخبار انبیای متقدمین ست ونصوص توریت وانجیل وسائر کتب آلہیہ وآن بابے ست وسیع صحابہ ومومنین اہل کتاب چیز بسیارے ازین باب روایت کردہ اند متاخرین متکلمین اعتراضے برین مسلک ایراد میکنند واز جواب آن عاجز می شوند وآخر ہا بضعف این مسلک میل می نمایند حاصل اعتراض آنکہ اگر در کتب آلہیہ چیزے از وصف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مذکور ہست نہایت کار آنست کہ ذہن سامع ازان وصف بفرد منتشر متعلق شود کہ فردے من الکلی المنتزع من ہذہ الاوصاف الکلیۃ پیغمبر خواہد بود ہیچگاہ اوصاف کلیہ بدون اشارۂ حسیہ بفرد خاص نخواہد رسانید تا ہر جا کہ اوصاف کلیہ جمع کنند غیر کلی ثمرہ نخواہد داد بلکہ تعلق ذہن بفرد منتشر نیز ممنوع ست زیرا کہ در کتب آلہیہ موجود مذکور ست نہ ذکر عنوان نبوت ونہ استقصا در ذکر مشخصات وحینئذ تکلیف ناس باقرار نبوت فرد خاص گنجایش ندارد قال القاضی عضد فی المواقف فان قیل ان زعمتم مجیٔ صفتہ مفصلا انہ یجیٔ فی السنۃ الفلانیۃ فی البلد الفلانیۃ وصفتہ کیت وکیت فاعلموا انہ نبی فباطل لانا نجد التورٰیۃ والانجیل خالیین عن ذلک واما ذکرہ مجملا فان سلم فلا یدل علی النبوۃ بل علی ظہور انسان کامل اونقول لعلہ شخص آخر لم یظہر بعد قلنا المعتمد ظہور المعجزۃ علیہ وہذہ الوجوہ الاخر للتکملۃ والزیادۃ انتہی فقیر میگوید عفا اللہ عنہ این زلّت قدمی ست کہ از متاخرین متکلمین واقع شد عفا اللہ عنا وعنہم عامۂ مسلمین را باید کہ گوش بآن ننہند وعلما را باید کہ انکار آن کنند واین سخن ہمان میماند کہ علما متفق اند بران کہ اگر اجتہاد مجتہد وقضای قاضی

برخلافِ صریح قرآن یا صریح سنت مشہورہ یا صریح اجماع یا صریح قیاس جلی واقع شود نافذ نیست و تقلید آن جائز نہ۔ خدای تعالی میفرماید اَوَلَمۡ یَکُنۡ لَّهُمۡ اٰیَةً اَنۡ یَّعۡلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ و میفرماید یَعۡرِفُوۡنَهٗ كَمَا یَعۡرِفُوۡنَ اَبۡنَآءَهُمۡ و از ینجا معلوم میشود بالقطع کہ دانندگان کتاب بسبب شناخت پیغامبر آخر الزمان مکلف شدند و حجت تشریعیہ بر ایشان قائم شد پس قول بآنکہ این اخبار حجت ملزمہ نیست خلاف قرآن ست تحقیق درین باب آنست کہ بقدرے کہ در کتب سابقہ بود حجت قائم گشت و تکلیف متحقق شد یقین حاصل میشود بدو چیز یا قیاسہ اقترانیہ و استثنائیہ چون مواد آن یقینیہ باشند و شکل منتج و بحدس کہ تمام مقدمات را ذکر نکنند و از بعض مقدمات بطریق طفرہ بمطلب انتقال نمایند مثل نور القمر مستفاد من نور الشمس لتشا سیم بسبب دیدن اختلاف احوال قمر باختلاف قرب و بعد او از شمس لیکن حدس دو قسم ست حدسے کہ غیر افراد قلیلہ از بنی آدم بآن پے نبرند لغموضِ ماخذِہ و خدای تعالی باین قسم تکلیف نمیدہد عامہ را و حدسے کہ اکثر افراد انسانی بآن پے می برند مثل آنکہ وجود لیل و نہار از جہت غیبوبت شمس و طلوع اوست و باین قسم تکلیف واقع میشود و حجت قائم میگردد و نصوص کتب الہیہ در باب اخبار بوجود پیغمبر آخر زمان صلے اللہ علیہ وسلم ہر چند از جہت اقیسۂ اقترانیہ و استثنائیہ بتعیین فرد خاص کہ افضل افراد بشر ست نمیرسانند اما از جہت حدس قریب الماخذ میرسانند و بهان مکلف میشوند شک نیست کہ وجود جامع این اوصاف مبشر بہا بعد مُدّت متطاولہ یکے خواہد بود ہمین کہ در فرد خاص یافتہ شد حدس آنجا قرار گرفت چون این حکایت آخر شد باید دانست کہ آیات خلافت خلفا ہر چند نوعی از غموض

صریح قرآن کے یا صریح حدیث مشہور کے یا صریح اجماع یا صریح قیاس جلی کے مخالف ہو تو وہ نافذ نہیں ہوتا اور اسکی تقلید جائز نہیں ہوتی (اسیطرح متاخرین متکلمین کا یہ قول بھی واجب الترديد ہے کیونکہ) خدای تعالی فرماتا ہے اَوَلَمۡ یَکُنۡ لَّهُمۡ اٰیَةً اَنۡ یَّعۡلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اور فرماتا ہے یَعۡرِفُوۡنَهٗ كَمَا یَعۡرِفُوۡنَ اَبۡنَآءَهُمۡ ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ توریت و انجیل کے جاننے والے پیغمبر آخر الزمان کے وصف سے واقف ہونے کی وجہ سے (آپ پر ایمان لانیکے ساتھ) مکلف ہوئے اور حجت تشریعیہ انپر قائم ہوگئی پس اس بات کا قائل ہونا کہ یہ خبرین توریت و انجیل کی الزام قائم کرنیوالی دلیل نہیں ہین خلاف قرآن کے ہے تحقیق اس بارہ مین یہ ہے کہ جسقدر اوصاف آپکے کتب سابقہ مین ہین اُنسے حجت قائم ہوئی اور تکلیف (شرعی) ثابت ہوگئی (کیونکہ) یقین دو چیزون سے حاصل ہوتا ہے یا قیاس سے خواہ اقترانی ہو یا استثنائی بشرطیکہ مقدمات اسکے یقینی ہون اور شکل بھی نتیجہ دینے والی ہو یا حدس سے (حدس اُسکو کہتے ہین کہ تمام مقدمات (قیاس) کو ذکر نکرین اور بعض مقدمات سے بطور طفرہ کے مطلب کی طرف ذہن منتقل ہوجائے مثلاً چاند کی روشنی کا آفتاب کی روشنی سے مستفاد ہونا معلوم کرین اس بات کو دیکھکر کہ چاند کی حالتین آفتاب کے ساتھ قرب و بعد کے اختلاف سے بدلتی رہتی ہین کہ جیسے جیسے قرب بڑھتا ہے اور بُعد کم ہوتا ہے چاند کا حصۂ روشن بڑھتا جاتا ہے اور جب بُعد زیادہ ہونے لگتا ہے اور قرب گھٹتا جاتا ہے تو اسکا حصۂ روشن کم ہوتا جاتا ہے) مگر حدس دو قسم کا ہوتا ہے ایک وہ حدس کہ بہت کم آدمی اُسکا احساس کرتے ہین بسبب اسکے کہ ماخذ اُسکا غامض ہوتا ہے خدای تعالی اس قسم کے حدس سے تمام آدمیون کو مکلف نہین کرتا دوسرا وہ حدس جسکا احساس اکثر افرادِ انسانی کر لیتے ہین (بوجہ اسکے کہ اُسکا ماخذ قریب ہوتا ہے) مثل اس حدس کے کہ دن اور رات کا وجود آفتاب کے طلوع و غروب سے ہوتا ہے۔ اس قسم کے حدس سے تکلیف (شرعی) واقع ہوجاتی ہے اور حجت الہیہ قائم ہوجاتی ہے۔ پس گو پیغمبر آخر الزمان کے ظہور کے متعلق جسقدر نصوص کتب الہیہ مین ہین وہ قیاس اقترانی یا استثنائی کے طریقہ پر اُس فرد خاص کی تعیین نہین کرتین جو افضل افراد بشر ہے مگر حدس قریب الماخذ کے طریقہ پر ضرور وہ اس تعیین تک ذہن کو پہونچا دیتی ہین اسی وجہ سے (ان نصوص کے جاننے والے آپ پر ایمان لانیکے ساتھ) مکلف ہوجاتے ہین (اس حدس کی صورت یہ ہے کہ) یہ تو یقینی ہے کہ ان اوصاف موعودہ کا جامع ایک مدت دراز کے بعد ایک ہی شخص ہوگا پس جیسے ہی وہ اوصاف کسی شخص مین پائے گئے فوراً حدس وہان جم جاتا ہے (کہ وہ شخص موعود یہی ہے)۔

جب یہ حکایت تمام ہوگئی تو اب جاننا چاہیے کہ خلافت خلفاء کی آیتین گو (ابتداء مین) کسی قسم کا غموض

دکھتی ہوں مگر جب فتح عجم و شام اس طریقہ پر کہ حضرت آدم کے زمانہ سے اسوقت تک کبھی نہوئی تھی انکے ہاتھ ظاہر ہوئی اور مسلمانوں کی تالیف اور انکے دلوں کا اطمینان اور دین کی تمکین اسطرح پائی گئی کہ کسی ملت میں اور کسی زمانہ میں اسکا دسواں حصہ بھی نہیں پایا گیا پھر (اسکے ساتھ ہی دل میں یہ خیال آیا کہ) وعدہ استخلاف کا مصداق ہونیکے لیے کونسی خلافت بہتر اس سے ہوگی اسیطرح اور بھی بہت قرینے اسکے ساتھ ملگئے (فوراً) حدس قریب الماخذ پیدا ہوگیا کہ (اُن آیتوں میں) بشارت انھیں بزرگوں کی دیگئی ہے اور اس حدس قریب کے سبب سے آدمیوں پر تکلیف (شرعی) قائم ہوگئی (اور ماننا ان خلفاء کا ضروری ہوگیا) اس قسم کی گفتگو آیات کی تفسیر میں اُن لوگوں کے لیے ہے جنھوں نے احادیث نبویہ کا تتبع نکیا ہو ورنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم قرآن عظیم کے (اصلی) مفسر ہیں (قرآن کے متعلق) جہاں کہیں کچھ اشکال پیش آ جائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی طرف رجوع کرنا چاہیے اللہ تعالی فرماتا ہے لتبین للناس الآیہ (ترجمہ) اے نبی ہمنے تمکو اسلیے بھیجا ہے کہ تم لوگوں سے توضیح کر دو اسکی جو نازل کیا گیا ہے انکی طرف انکے پروردگار کے یہاں سے (لہذا) اب ہم پردہ الٹتے ہیں اور مضمون کو دوسرے ڈھنگ پر چلاتے ہیں یعنی احادیث کی مدد سے ان آیات کی توضیح کرتے ہیں۔

جب یہ آیتیں نازل ہوئیں (جو اصل معنی میں کسی قسم کی پوشیدگی نہ رکھتی تھیں مگر ان موعودہ خلفا کی تعیین اور انکی ترتیب خلافت اور مدت خلافت میں کچھ غموض تھا) تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عالم غیب کے منتظر رہے کہ (وہاں سے) کیا افاضہ ہوتا ہے (چنانچہ) خدای تعالی نے خواب میں (جو انبیا علیہم السلام کے لیے حکم وحی کا رکھتا ہے) اس معمے کو حل کر دیا بعض خواب آپنے خود دیکھے اور بعض آپکے اصحاب نے اور تعبیران خوابوں کی آپنے بیان فرما دی (یہ بالکل ایسا ہی ہے) جیسے اذان کے خواب میں دیکھنے کا واقعہ یا لیلۃ القدر کو خواب میں دیکھنے کا واقعہ (وہ خواب یہ ہیں) فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک روز میں سو رہا تھا میں نے اپنے کو ایک کنوین کے پاس دیکھا جسپر ایک ڈول رکھا ہوا تھا میں نے اُس کنوین سے جسقدر ڈول اللہ کو منظور تھے نکالے پھر اُس ڈول کو مجھسے ابو قحافہ کے بیٹا یعنی حضرت صدیق نے لیلیا اور انھوں نے ایک یا دو ڈول نکالے مگر اُنکے نکالنے میں کچھ کمزوری تھی اللہ اسکو معاف کرے پھر وہ ڈول پُر بنگیا اور اسکو ابن خطاب نے لے لیا (اور بھرنا شروع کر دیا) میں نے کسی زور مند آدمی کو اسطرح ڈول نکالتے ہوے نہیں دیکھا جسطرح عمر (اس پُر کو) نکالتے تھے یہانتک کہ لوگوں نے (خود تو سیراب ہو ہی گئے تھے) اپنے اونٹوں کو (بھی) سیراب کر لیا۔ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے حضرت ابو ہریرہ سے اور ترمذی نے حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر سے روایت کی ہے کہ اُنھوں نے کہا

بوسے متحقق شد که در بسیج طے وز منے عشر عشیر آن بوجود نیامده پس برائے مصداق وعدہ استخلاف کدام خلافت بہتر ازین خواهد بود وہمچنین قرائن بسیار مثل این صورت باین ملحق شد حدس قریب الماخذ بهم رسید که مبشر بہ ہمین عزیزان اند و مردمان بجان حدس قریب ماخوذ شدند و این نوع سخن در تفسیر آیات برائے جمعے ست که تتبع احادیث نبویہ پیش نگرفته اند والا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مبین قرآن عظیم ست ہر جا اشکالے بہم رسد بحدیث آنحضرت رجوع میباید کرد قال اللہ تعالی لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ حالا پردہ برگردانیم و سخن را بقانون دیگر سرائیم چون این آیات نازل شد که در اصل معنی خفائے نداشت و در تعیین آن افراد و ترتیب ایشان در خلافت و مدت خلافت ایشان غموضے واقع بود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم منتظر عالم غیب ماندند که چہ افاضہ می شود خدائے تعالے در رؤیا حل معما فرمود بعض رؤیا خود دیدند و بعض رؤیا اصحاب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دیدند تعبیر آنرا آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرمودند کقصۃ رؤیا الاذان و رؤیا لیلۃ القدر قال صلی اللہ علیہ وسلم بینا انا نائم رایتنی علی قلیب علیہا دلو فنزعت منہا ما شاء اللہ ثم اخذہا ابن ابی قحافۃ فنزع منہا ذنوبا او ذنوبین وفی نزعہ ضعف واللہ یغفر لہ ثم استحالت غربا فاخذہا ابن الخطاب فلم ار عبقریا

من الناس ینزع نزع عمر حتی ضرب الناس بعطن اخرجہ الشیخان من حدیث ابی ہریرۃ والترمذی من حدیث ابن عمر واخرجہ ابن مردویۃ عن ابن عمرؓ

خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات غداۃ بعد طلوع الشمس قال رأیت قبل الفجر کانی اعطیت المقالید والموازین فاما المقالید

فہی المفاتیح واما الموازین فہذہ التی یوزن بہا
فوضعت فی کفۃ ووضعت امتی فی کفۃ
فوزنت بہم فرجحت ثم جئ بابی بکر
فوزن بہم فرجح ثم جئ بعمر فوزن بہم
فرجح ثم جئ بعثمان فوزن بہم فرجح ثم
رفعت وآخرج ابوداؤد عن ابی بکرۃ ان
رجلا قال لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
رأیت کان میزانا نزل من السماء فوزنت
انت وابوبکر فرجحت انت ووزن ابوبکر
وعمر فرجح ابوبکر ووزن عمر وعثمان
فرجح عمر ثم رفع المیزان فاستاء لہا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی فساءہ
ذلک فقال خلافۃ نبوۃ ثم یوتی اللہ
الملک من یشاء وآخرج ابوعمر عن عرفجۃ
نحوہ وآخرج ابوداؤد عن جابر ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال اری اللیلۃ رجل
صالح کان ابابکر نیط برسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ونیط عمر بابی بکر ونیط عثمان بعمر
قال جابر فلما قمنا من عند رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قلنا اما الرجل الصالح
فرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واما نوط
بعضہم ببعض فہم ولاۃ الامر الذی بعث
اللہ بہ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم وآخرج
ابوداؤد عن سمرۃ بن جندب ان رجلا
قال یارسول اللہ انی رایت کان دلوا
دلی من السماء فجاء ابوبکر فاخذ
بعراقیہا فشرب شربا ضعیفا ثم جاء
عمر فاخذ بعراقیہا فشرب حتی تضلع
ثم جاء عثمان فاخذ بعراقیہا فشرب
حتی تضلع ثم جاء علی فاخذ بعراقیہا
فانتشطت وانتضح علیہ منہا شئ العراقی جمع عرقوۃ وعرقوۃ الدلو ہی الخشبۃ المعترضۃ علی فم الدلو انتشطت انحلت وعن ابن عباس
کان ابوہریرۃ یحدث ان رجلا اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال

ایک روز رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہم لوگون کے پاس بعد طلوع آفتاب کے تشریف لائے اور فرمایا کہ مین نے فجر سے پہلے یہ خواب دیکھا کہ مجھے مقالید اور موازین دیگئی ہین مقالید سے مراد کنجیان (کہ اُن سے تمام دنیا کے خزانے کھول سکون) اور موازین سے مراد یہی ترازو ہین جنسے تولا جاتا ہی چنانچہ ترازو کے ایک پلے مین مین رکھا گیا اور دوسرے پلے مین میری تمام امت رکھی گئی اور وزن کیا گیا میرا ہی پلہ بھاری رہا اسکے بعد ابوبکر لائے گئے اور وہ (میری جگہہ پر رکھکر) تمام امت کے ساتھ تولے گئے تو انھین کا پلہ بھاری رہا پھر عمر لائے گئے اور وہ (ابوبکر کی جگہہ پر رکھکر) تمام امت کے ساتھ تولے گئے تو انھین کا پلہ بھاری رہا پھر عثمان لائے گئے اور وہ (عمر کی جگہہ پر رکھکر) تمام امت کے ساتھ تولے گئے تو پلہ انھین کا بھاری رہا بعد اسکے وہ ترازو (آسمان پر) اُٹھا لیگئی اور ابوداؤد نے حضرت ابوبکرہ سے روایت کی ہی کہ ایک شخص نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مین نے (خواب مین) دیکھا کہ گویا ایک ترازو آسمان سے اُتری (اُسمین) آپ اور ابوبکر تولے گئے تو آپ بھاری نکلے پھر ابوبکر و عمر تولے گئے تو ابوبکر بھاری نکلے پھر عمر و عثمان تولے گئے تو عمر بھاری نکلے پھر وہ ترازو اُٹھا لیگئی اس بات سے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو رنج ہوا بعد اُسکے آپنے فرمایا کہ (اسکی تعبیر) خلافت نبوت ہی بعد خلافت نبوت کے اللہ جسکو چاہیگا بادشاہت دیگا (خلافت نبوت نہ دیگا) اور ابوعمر نے (استیعاب مین) حضرت عرفجہ سے اسی مضمون کی روایت نقل کی ہی اور ابوداؤد نے حضرت جابر سے روایت کی ہی کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے (ایک روز صحابہ سے) فرمایا کہ آج شب کو ایک نیک مرد کو یہ (خواب) دکھلایا گیا کہ گویا ابوبکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (کے دامن سے) لٹکائے گئے ہین اور عمر ابوبکر (کے دامن) سے لٹکائے گئے ہین اور عثمان عمر (کے دامن) سے لٹکائے گئے ہین حضرت جابر کہتے ہین کہ جب ہم لوگ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اُٹھے تو ہم لوگون نے (بطور خود) کہا کہ وہ نیک مرد تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہین (جسکو یہ خواب دکھلایا گیا) اور ایک کا دوسرے (کے دامن) سے لٹکنا (صاف بتا رہا ہی کہ) یہ لوگ اس دین کے والی ہونگے جسکے ساتھ اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا ہی اور ابوداود نے حضرت سمرہ بن جندب سے روایت کی ہی کہ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ مین نے دیکھا کہ ایک ڈول آسمان سے لٹکایا گیا پھر ابوبکر آئے اور اُنھون نے اسکی عرقوہ پکڑلی اور پیا (مگر) کمزور طریقہ سے پیا پھر عمر آئے اور اُنھون نے اُسکی عرقوہ پکڑلی اور پیا یہانتک کہ شکم سیر ہوگئے پھر عثمان آئے اور اُنھون نے اُسکی عرقوہ پکڑلی اور پیا یہانتک کہ شکم سیر ہوگئے پھر علی آئے اور اُنھون نے اُسکی عرقوہ پکڑی تو وہ کھل گئی اور اس پانی کی کچھ چھینٹین بھی انپر پڑین (عرقوہ اس لکڑی کو کہتے ہین جو چمڑے کے ڈول کے مونھ پر جانب عرض مین لگائی جاتی ہی) اور حضرت ابن عباس سے روایت ہی (وہ کہتے تھے) حضرت ابوہریرہ بیان کرتے تھے کہ ایک شخص رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپسے عرض کیا

انی اریٰ اللیلۃ ظلۃ ینطف منہا السمن والعسل فاری الناس یتکففون بایدیھم فالمستکثر والمستقل واری سبباً واصلاً من السماء الی
الارض فاراک یا رسول اللہ اخذت به
فعلوت ثم اخذ به رجل اٰخر فعلا به
ثم اخذ به رجل اٰخر فعلا به ثم اخذ
به رجل اٰخر فانقطع ثم وصل فعلا به
فقال ابوبکر بابی انت وامی لتدعنی
فاعبرها فقال اعبرها فقال اما الظلۃ
فظلۃ الاسلام واما ما ینطف من السمن
والعسل فھو القراٰن لینہ وحلاوته
واما المستکثر والمستقل فھو المستکثر
من القراٰن والمستقل منه واما السبب
الواصل من السماء الی الارض فھو الحق
الذی انت علیه تاخذ به فیعلیک اللہ
ثم یاخذ به بعدک رجل فیعلو به
ثم یاخذ به رجل فیعلو به ثم یاخذ به
رجل اٰخر فینقطع ثم یوصل له فیعلو به
ای رسول اللہ لتحدثنی اصبت ام اخطات
فقال النبی صلی اللہ علیه وسلم اصبت
بعضاً واخطات بعضاً فقال اقسمت
یا رسول اللہ لتحدثنی ما الذی اخطات
فقال النبی صلی اللہ علیه وسلم لا تقسم
اخرجه البخاری ومسلم والدارمی
وابوداود والترمذی قوله اخطات
بعضاً علما در وجه خطا سخنہا گفته اند
لیکن آنچه بذہن این فقیر مقرر شدہ آنست
که مراد از خطا ترک تسمیۂ این خلفاست
بوجہے از استعارہ بلفظ خطا تعبیر کردہ شدہ است
وعن الحسن قال قال ابوبکر یا رسول اللہ
ما ازال ارانی اطاٴ فی عذرات الناس
قال لتکونن من الناس لسبیل قال
رایت فی صدری رقمتین قال
سنتین معز والی ابن سعد باز فراست آنحضرت صلے اللہ علیه وسلم در بعض حوادث کار کرد و ازانجا استنباط فرمود که این جماعت خلفا اند اخرج الحاکم
عن سفینۃ قال لما بنی النبی صلی اللہ علیه وسلم المسجد وضع حجراً ثم قال لیضع ابوبکر حجراً الی جنب حجری ثم قال لیضع عمر حجراً الی جنب حجر ابی بکر ثم قال

کہ مین نے آج شب کو (خواب مین) دیکھا کہ ایک ابر کا ٹکڑا ہے اس سے گھی اور شہد ٹپک رہا ہے پھر مین نے لوگون کو دیکھا کہ دونون ہاتھون سے اسکو لے رہے ہین کسی نے کم لیا کسی نے زیادہ اور مین نے دیکھا کہ ایک رسی آسمان سے زمین تک لٹک رہی ہے پھر مین نے یا رسول اللہ آپکو دیکھا کہ آپنے اس رسی کو پکڑ لیا اور (اسکے زور سے آسمان پر) چڑھ گئے پھر ایک اور شخص نے (آکر) اس رسی کو پکڑا اور (اسکے زور سے آسمان پر) چڑھ گیا بعد اسکے پھر ایک اور شخص (آیا اور اس) نے اس رسی کو پکڑا تو وہ رسی ٹوٹ گئی مگر پھر جڑ گئی اور وہ شخص بھی چڑھ گیا۔ ابوبکر نے عرض کیا کہ میرے مان باپ آپ پر فدا ہو جائین اگر آپ مجھے اجازت دین تو مین اس (خواب) کی تعبیر بیان کرون آپنے فرمایا (اچھا) بیان کرو ابوبکرؓ نے کہا کہ ابر (سے مراد) اسلام ہے اور (اس ابر سے) جو روغن و شہد ٹپکتا ہے وہ قرآن ہے (روغن سے مراد) قرآن کی نرمی اور (شہد سے مراد) قرآن کی حلاوت ہے اور زیادہ لینے والا اور کم لینے والا (اس شہد گھی کا) وہ ہے جو قرآن کا علم زیادہ حاصل کرے اور کم حاصل کرے اور آسمان سے زمین تک رسی لٹکتی ہوئی (جو اس شخص نے دیکھی اس سے مراد وہ دین) حق ہے جسپر آپ ہین آپ اسکو پکڑے ہوئے ہین پھر (جب) اللہ تعالی آپکو اٹھا لیگا تو آپکے بعد ایک اور شخص اسکو پکڑ لیگا اور اسکے ذریعہ سے بلند (مرتبہ) ہو جائیگا پھر ایک اور شخص اسکو پکڑ لیگا اور اسکے ذریعہ سے بلند (مرتبہ) ہو جائیگا پھر ایک دوسرا شخص اسکو پکڑ لیگا تو وہ رسی ٹوٹ جائیگی (مگر) پھر وہ رسی اسکو جوڑ دیجائیگی اور وہ شخص بھی بلند (مرتبہ) ہو جائیگا یا رسول اللہ فرمائیے مین نے ٹھیک بیان کیا یا غلط نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ ٹھیک اور کچھ غلط ابوبکر صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم مین آپکو قسم دیتا ہون کہ جو کچھ مین نے غلطی کی ہو اسکو آپ بیان کر دیجیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم مت دلاؤ اس حدیث کو بخاری اور مسلم اور دارمی اور ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے [آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ تمنے کچھ غلطی کی علما نے اس غلطی کی کئی صورتین بیان کی ہین لیکن جو کچھ اس فقیر کے ذہن مین آیا وہ یہ ہے کہ غلطی سے مراد ان خلفا کے نامون کا ظاہر نکرنا ہے جسکو ایک طرح کے استعارہ مین غلطی کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے اور حسن (بصری) سے مروی ہے وہ کہتے تھے (مجکو خبر ملی ہے کہ) ابوبکر نے کہا یا رسول اللہ مین اپنے کو برابر (خواب مین) دیکھتا ہون کہ مین لوگون کے (بول) و براز مین چل رہا ہون آنحضرت نے فرمایا (اسکی تعبیر یہ ہے کہ) تم لوگون مین ممتاز ہو گے (پھر) ابوبکر نے عرض کیا مین نے یہ بھی (خواب مین) دیکھا کہ میرے سینہ مین دو تحریرین ہین آنحضرت نے فرمایا (اسکی تعبیر ہے) دو سال یہ حدیث ابن سعد سے مروی ہے پھر (اس قسم کے خوابون کے علاوہ) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی فراست نے (بھی) بعض واقعات مین کام کیا اور انسے آپ نے استنباط فرمایا کہ یہی لوگ خلیفہ ہین (چنانچہ) حاکمؒ نے سفینہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد (اقدس) کی بنیاد ڈالی تو (پہلے) آپنے ایک پتھر رکھا پھر آپنے فرمایا میرے پتھر کے پہلو مین ایک پتھر ابوبکر رکھین پھر آپنے فرمایا کہ ابوبکر کے پتھر کے پہلو مین ایک پتھر عمر رکھین پھر آپنے فرمایا

یضع عثمانُ حجرا الی جنب حجر عمر ثم قال ھؤلاء الخلفاءُ بعدی واخرج ابو یعلی والحاکم عن عائشۃ لمّا اسّس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد المدینۃ جاء بحجر فوضعہ وجاء ابو بکر بحجر فوضعہ وجاء عمر بحجر فوضعہ وجاء عثمانُ بحجر فوضعہ وسُئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن ذلک فقال ھم الخلفاء من بعدی واخرج البزّار والطبرانی فی الاوسط والبیہقی عن ابی ذرؓ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم جالسًا وحدہ فجئتُ حتی جلستُ الیہ فجاء ابو بکر فسلّم ثم جاء عمر ثم جاء عثمانُ وبین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبعُ حَصَیاتٍ فاَخَذَھُنّ فوضعھن فی کفہ فسبّحن حتی سمعتُ لھنّ حَنِینًا کحنین النحل ثم وضعھن فخرسن ثم اخذھن فوضعھن فی ید ابی بکر فسبّحن حتی سمعت لھن حنینًا کحنین النحل ثم وضعھن فخرسن ثم تناولھن فوضعھن فی ید عمر فسبّحن حتی سمعتُ لھن حنینا کحنین النحل ثم وضعھن فخرسن ثم تناولھن فوضعھن فی ید عثمان فسبحن حتی سمعت لھن حنینًا کحنین النحل ثم وضعھن فخرسن فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھذہٖ خلافۃُ نبوّۃ واخرج ابن عساکر عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اَخَذَ حَصَیاتٍ فی یدہٖ فسبّحن حتی سمعنا التسبیح ثم صیّرھن فی ید ابی بکر فسبّحن حتی سمعنا التسبیح ثم صیّرھن فی ید عمر فسبّحن حتی سمعنا التسبیح ثم صیّرھن فی ید عثمان فسبّحن حتی سمعنا التسبیح ثم صیّرھن فی ایدینا رجلًا رجلًا فما سبّحت حصاۃ منھن

کہ عمر کے پتھر کے پہلو میں ایک پتھر عثمان رکھیں پھر اسکے بعد فرمایا کہ یہی لوگ میرے بعد خلیفہ ہیں اور ابو یعلی اور حاکم نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد مدینہ (یعنی مسجد نبوی) کی بنیاد ڈالی تو (پہلے) آپنے ایک پتھر لاکر رکھا پھر ابو بکر نے (آپکے حکم سے) ایک پتھر لاکر رکھا پھر عمر نے (آپکے حکم سے) ایک پتھر لاکر رکھا پھر عثمان نے (آپکے حکم سے) ایک پتھر لاکر رکھا اور جب اسکے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا تو آپنے فرمایا یہی لوگ میرے بعد خلیفہ ہونگے اور بزار اور طبرانی نے (کتاب معجم) اوسط میں اور بیہقی نے حضرت ابو ذر سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ (ایک روز) نبی صلی اللہ علیہ وسلم تنہا بیٹھے ہوے تھے کہ میں آیا اور آپکے پاس بیٹھ گیا پھر ابو بکر آئے اور سلام کیا (اور بیٹھ گئے) پھر عمر آئے پھر عثمان آئے (اور سلام کرکے بیٹھ گئے) اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سات کنکریاں پڑی ہوئی تھیں آپنے وہ کنکریاں لیکر اپنی ہتھیلی پر رکھیں تو وہ کنکریاں تسبیح پڑھنے لگیں یہانتک کہ میں نے انکی آواز سنی مثل شہد کی مکھی کی آواز کے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کنکریوں کو (زمین پر) رکھدیا تو وہ کنکریاں خاموش ہوگئیں پھر آپنے اُن کنکریوں کو اُٹھا کر ابو بکر کے ہاتھ میں رکھا تو پھر وہ تسبیح پڑھنے لگیں حتی کہ میں نے انکی آواز سنی مثل شہد کی مکھی کی آواز کے پھر ابو بکر نے انکو رکھدیا تو وہ خاموش ہوگئیں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کنکریوں کو اُٹھا کر عمر کے ہاتھ میں رکھدیا تو پھر وہ تسبیح پڑھنے لگیں حتی کہ میں نے اُنکی آواز سُنی مثل شہد کی مکھی کی آواز کے پھر حضرت عمر نے انکو زمین پر رکھدیا تو وہ خاموش ہوگئیں پھر آنحضرت صلعم نے انکو اُٹھا کر عثمان کے ہاتھ میں رکھا تو وہ تسبیح پڑھنے لگیں حتی کہ میں نے اُنکی آواز سنی مثل شہد کی مکھی کی آواز کے پھر حضرت عثمان نے انکو زمین پر رکھدیا تو وہ خاموش ہوگئیں پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ (علامت) خلافت نبوت (کی) ہے (کہ جو معاملہ عالم غیب میں کے ساتھ ہوا یعنی کنکریاں اُنکے ہاتھ میں گویا ہوگئیں وہی معاملہ ان لوگوں کے ساتھ بھی ہوا) اور ابن عساکر نے حضرت انس سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ کنکریاں اپنے ہاتھ میں اُٹھالیں تو اُن کنکریوں نے آپکے ہاتھ میں تسبیح پڑھی یہانتک کہ ہمنے تسبیح (کی آواز) سُنی پھر آپنے انکو ابو بکر کے ہاتھ میں رکھدیا تو (اُنکے ہاتھ میں بھی) کنکریوں نے تسبیح پڑھی یہانتک کہ ہمنے تسبیح کی آواز سنی پھر آپنے وہ کنکریاں عمر کے ہاتھ میں رکھدیں تو (اُنکے ہاتھ میں بھی) کنکریوں نے تسبیح پڑھی یہانتک کہ ہمنے تسبیح (کی آواز) سنی پھر آپنے وہ کنکریاں عثمان کے ہاتھ میں رکھدیں تو (اُنکے ہاتھ میں بھی) کنکریوں نے تسبیح پڑھی یہانتک کہ ہمنے تسبیح (کی آواز) سُنی پھر ہم جتنے بیٹھے ہوے تھے سبکے ہاتھ میں آپنے فرداً فرداً وہ کنکریاں رکھیں مگر (ہم لوگوں کے ہاتھ میں) اُنمیں سے ایک کنکری نے بھی تسبیح نہ پڑھی۔ جب ان افاضات غیبیہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دل مبارک پُر ہوگیا تو اُنکا کچھ حصہ (آپکی زبان مبارک سے) لوگوں کے سامنے ظاہر ہوا اور آپنے (تین طرح اسکو ظاہر فرمایا) اس (خلافت) کی مدت اور مقام کو معین فرمادیا

چون دل مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ازین افاضاتِ غیبیہ پر شد طفاحۂ آنان در مخاطبۂ ناس ظاہر گردید تعیین زمان و مکان آن فرمودند.

و خبر داد که ایشان قائم بامر امت خواهند بود وفی حدیث سفینة الخلافة بعدی ثلثون سنة و فی حدیث ابن مسعود تدور رحی الاسلام

لخمس وثلثین سنة وتناقض درمیان
این دو حدیث نیست زیرا که چون حضرت
مرتضیٰ را با خلفا عد کنند نظر بقوت سوابق
اسلامیہ او وافضل ناس بودن او در
زمان خلافت خود مدت خلافت ثلثین
شود واگر عد نکنند نظر بآنکہ خلافت
ایشان انتظام نیافت بموت حضرت
عثمان خلافت خاصہ منقطع گشت واکثر
احادیث بہمین مضمون وارد شدہ وفی
حدیث ابی ہریرة وغیرہ الخلافة
بالمدینة والملک بالشام وآیرا د لفظ
خلافت درین احادیث و در احادیثے کہ
من بعد خواہد آمد دلالت مے نماید بران کہ
مراد تفسیر لفظ استخلاف ست کہ در آیۂ
کریمہ آمدہ چنانکہ لفظ خذوا عنی خذوا
عنی قد جعل اللہ لھن سبیلا دلالت
میکند کہ انجاز وعد حتی یجعل اللہ لھن
سبیلا بودہ ست وآخرجہ الحاکم عن
انس بن مالک قال بعثنی بنو المصطلق
الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
الی من ندفع زکوتنا اذا حدث بک
حدث فقال ادفعوھا الی ابی بکر
فقلت ذلک لھم قالوا سلہ ان
حدث بابی بکر حدث الموت فالی من
ندفع زکوتنا فقلت لہ ذلک فقال
تدفعونھا الی عمر قالوا فالی من ندفعھا
بعد عمر فقلت لہ قال ادفعوھا الی
عثمان عن سہل بن ابی حثمة قال بایع
اعرابی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فقال علی للاعرابی ایت النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فاسألہ ان اتی علیہ اجلہ من یقضیہ فاتی الاعرابی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسألہ فقال یقضیک
ابوبکر فخرج الی علی فاخبرہ فقال ارجع واسألہ ان اتی علی ابی بکر اجلہ من یقضیہ فاتی الاعرابی النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اور خبر دیدی کہ یہی لوگ امت کا کام انجام دینگے (جیسا کہ تعیین مدت کے متعلق) سفینہ کی حدیث میں ہے
(کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) میرے بعد خلافت تیس برس رہیگی اور ابن مسعود کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) اسلام کی چکی پینتیس سال چلتی رہیگی (یعنی نظام اسلام کمال پر رہیگا۔ اس زمانہ
کا آغاز ہجرت خیر البشر صلے اللہ علیہ وسلم سے ہوا تو دس برس آپکے عہد مبارک کے اس سے نکالنے کے بعد مدت خلافت
پچیس سال رہجاتی ہے) ان دونوں حدیثوں مین (بظاہر تناقض معلوم ہوتا ہے کہ حدیث سفینہ سے
مدت خلافت تیس سال ظاہر ہوتی ہے اور حدیث ابن مسعود سے پچیس سال معلوم ہوتی ہے مگر) درحقیقت
کوئی تناقض نہین ہے کیونکہ اگر حضرت مرتضی کو (انکی اسلامی خدمات کی قوت پر نظر کرکے اور انکے زمانہ
خلافت مین انکے افضل الناس ہونے پر نظر کرکے) خلفا مین شمار کرین تو خلافت کی مدت (موافق حدیث
سفینہ کے) تیس سال ہوتی ہے اور اگر اس بات پر نظر کرکے کہ حضرت علی کی خلافت نے نظام (کامل نہ پایا)
انکو خلفا مین نہ شمار کرین تو حضرت عثمان کی موت سے خلافت خاصہ منقطع ہو گئی (اور موافق حدیث
ابن مسعود کے خلافت کی مدت پچیس سال ہوتی ہے) اور اکثر حدیثین اسی مضمون کی وارد ہوئی ہین اور
(تعیین مقام خلافت) ابو ہریرہ وغیرہ کی حدیث مین ہے (کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) خلافت مدینہ
مین ہوگی اور سلطنت شام مین۔ اور ان حدیثوں مین اور جو حدیثین اسکے بعد آئینگی انمین خلافت کے لفظ اس بات
پر دلالت کرتی ہے کہ مقصود (اس سے) لفظ استخلاف کی تفسیر ہے جو آیہ کریمہ مین آئی ہے جیسا کہ حدیث خذوا عنی
خذوا عنی قد جعل اللہ لھن سبیلا اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ (آیہ کریمہ) حتی یجعل اللہ لھن سبیلا مین
جو وعدہ ہے اسکے پورا ہونے کو آپ بیان فرمارہے ہین اور امت کا کام سرانجام دینے کی خبر ان حدیثوں مین ہے
حاکم نے حضرت انس بن مالک سے روایت کی ہے وہ فرماتے تھے مجھے (قبیلہ) بنی مصطلق کے لوگوں نے رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور مین یہ دریافت کرنے کے لیے بھیجا کہ اگر کوئی حادثہ آپ پر پیش آجائے تو ہم اپنی زکوۃ
کسکو دین چنانچہ (مین نے جاکر آپ سے پوچھا) آپنے فرمایا (جاؤ کہدو کہ) ابوبکر کو دینا مین نے (جاکر) بنی مصطلق
کے لوگوں سے کہدیا حضرت انس کہتے ہین کہ ان لوگوں نے مجھ سے کہا (پھر جاؤ اور) آپ سے کہو کہ اگر ابوبکر کو
موت آجائے تو ہم اپنی زکوۃ کسکو دین چنانچہ مین نے آپ سے پوچھا آپ نے فرمایا (کہدو) کہ عمر کو دینا (مین نے
ان لوگوں سے کہدیا) ان لوگوں نے (مجھ سے) کہا کہ (پھر جاؤ اور پوچھو) کہ عمر کے بعد کسکو دین (مین نے) آپ سے
پوچھا آپ نے فرمایا (جاؤ کہدو) کہ عثمان کو دینا اور سہل بن ابی حثمہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے کوئی (چیز) نبی
صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ (بطور قرض کے) فروخت کی تھی حضرت علی نے اس اعرابی سے کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ
اور ان سے پوچھو کہ اگر انھین موت آجائے تو یہ قرض کون ادا کریگا چنانچہ وہ اعرابی نبی صلے اللہ علیہ کے حضور مین حاضر ہوا

فسأله فقال يقضيك عمر فخرج الى علي فاخبره فقال ارجع فسأله من بعد عمر فقال يقضيك عثمان فقال علي للاعرابي ايت النبي صلى الله
عليه وسلم فسأله ان اتى على عثمان
اجله من يقضيه فقال النبي صلى الله
عليه وسلم اذا اتى على ابي بكر اجله وعمر اجله
وعثمان اجله فان استطعت ان تموت
فمت اخرجه الاسمعيلي في معجمه واخرجه
ايضا من حديث ابي هريرة وفيه ان النبي
صلى الله عليه وسلم بايع اعرابيا بقلايص
الى اجل فقال يا رسول الله ان عجلتك منيتك
فمن يقضيني قال ابوبكر قال فان عجلت
بابي بكر منيته فمن يقضيني قال عمر
وقال وان عجلت بعمر منيته فمن يقضيني قال
عثمان قال فان عجلت بعثمان منيته فمن
يقضيني قال ان استطعت ان تموت فمت
وعن جبير بن مطعم ان امرأة اتت رسول الله
صلى الله عليه وسلم فكلمته في شيء فامرها ان
ترجع قالت فان لم اجدك كانها تقول الموت
قال ان لم تجديني فأتي ابابكر اخرجه
البخاري ومسلم والترمذي وابوداؤد وابن ماجة
وعن ابي هريرة ان النبي صلى الله عليه
وسلم استسلف من يهودي شيئا
الى الحول فقال أرأيت ان جئت و
لم اجدك فالى من اذهب قال الى
ابي بكر قال فان لم اجده قال
الى عمر قال فان لم اجده قال ان
استطعت ان تموت اذا مات عمر فمت
ذكره المحب الطبري في الرياض
عن القلعي واخرجه ابن سعد عن
ابن شهاب قال رأى النبي صلى الله
عليه وسلم رؤيا فقصها على
ابي بكر فقال يا ابابكر رأيت كاني
استبقت انا وانت درجة فسبقتك بمرقاتين ونصف فقال يا رسول الله يقبضك الله تعالى الى رحمته ومغفرته وا
عيش بعدك سنتين ونصفا واخرجه البيهقي وابو نعيم عن ابن عمر قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول سيكون فيهم

اور اُسنے آپ سے پوچھا آپنے فرمایا کہ ابوبکر تمکو دینگے پھر وہ حضرت علی کے پاس گیا اور یہی اُنسے بیان کردیا حضرت علی نے کہا جاؤ پھر پوچھو کہ اگر ابوبکر کو موت آجائے تو اُسکو کون ادا کریگا چنانچہ وہ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور آپ سے پوچھا آپ نے فرمایا عمر ادا کردینگے پھر اُس اعرابی نے آکر حضرت علی سے بیان کیا اُنھون نے کہا کہ پھر جاؤ اور پوچھو کہ عمر کے بعد کون ادا کریگا (چنانچہ اُسنے جاکر پوچھا) آپنے فرمایا کہ عثمان ادا کردینگے (اس اعرابی نے یہی جاکر حضرت علی سے بیان کیا) حضرت علی نے اس اعرابی سے کہا کہ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور پوچھو کہ اگر عثمان کو موت آجائے تو اُسکو کون ادا کریگا چنانچہ وہ اعرابی پھر گیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ابوبکر کو بھی موت آجائے اور عمر کو بھی موت آجائے اور عثمان کو بھی موت آجائے (تو پھر دنیا رہنے کے قابل نہو گی) لہذا تُسے ہوسکے تو تم بھی مرجانا اس روایت کو اسمعیلی نے اپنی معجم مین لکھا ہی اور نیز اُنھون نے اس روایت کو حضرت ابوہریرہ سے بھی نقل کرکے لکھا ہی جسمین یہ مضمون ہی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے کچھ اونٹنیان (قرض) مول لین اس اعرابی نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اگر آپ کو جلد موت آجائے تو میرا قرض کون ادا کریگا آپنے فرمایا ابوبکر اُس نے عرض کیا کہ اگر ابوبکر کو بھی جلد موت آجائے تو میرا قرض کون ادا کریگا آپنے فرمایا عمر اُسنے عرض کیا کہ اگر عمر کو بھی جلد موت آجائے تو میرا قرض کون ادا کریگا آپنے فرمایا عثمان اُسنے عرض کیا کہ اگر عثمان کو بھی جلد موت آجائے تو میرا قرض کون ادا کریگا آپ نے فرمایا (عثمان کے بعد دنیا رہنے کی جگہ نہوگی لہذا) اگر تم سے ہوسکے تو تم بھی مرجانا اور حضرت جبیر بن مطعم سے مروی ہی کہ ایک عورت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور مین آئی اور اُسنے آپ سے کسی معاملہ مین کچھ گفتگو کی آپنے فرمایا کہ پھر آنا اُسنے عرض کیا کہ اگر مین آپکو نہ پاؤن (اسکا مطلب یہ تھا کہ آپکی وفات ہوجائے) آپنے فرمایا اگر مجھے نہ پانا تو ابوبکر کے پاس جانا۔ اس حدیث کو بخاری اور مسلم اور ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے لکھا ہی اور حضرت ابوہریرہ سے مروی ہی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے کچھ قرض ایک سال کے وعدہ پر لیا اُس یہودی نے کہا کہ اگر مین آؤن اور آپ کو نپاؤن تو پھر کسکے پاس جاؤن آپنے فرمایا ابوبکر کے پاس اُسنے کہا اگر انکو بھی نپاؤن تو آپنے فرمایا کہ عمر کے پاس اُسنے کہا اگر انکو بھی نپاؤن آپنے فرمایا جب عمر مرجائین تو اگر تجھسے ہوسکے تو تو بھی مرجانا اس روایت کو محب طبری نے ریاض مین قلعی (یعنی ابراہیم بن سعد) سے نقل کیا ہی اور ابن سعد نے ابن شہاب سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک خواب دیکھا اُسکو ابوبکر سے بیان کیا فرمایا کہ مین نے دیکھا کہ گویا ہم اور تم دونون ایک زینہ پر چڑھ رہے ہین اور مین تُسے ڈھائی سیڑھیان آگے ہون انھون نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (اسکی تعبیر تو میری سمجھ مین یہ آتی ہی کہ) اللہ تعالی جب آپکو اپنی رحمت و مغفرت کی طرف اٹھائیگا تو مین ڈھائی سال آپکے بعد اور زندہ رہونگا اور بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابن عمر سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے مین نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ عنقریب تم مین

بارہ خلیفہ ہونگے ابوبکر تو میرے بعد بہت تھوڑے دنون زندہ رہینگے اور وہ دائرہ عرب کی چکی گھومانیوالا (یعنی اور) عمدہ زندگی پائیگا اور شہید ہوکر مریگا کسی شخص نے پوچھا کہ یارسول اللہ وہ کون ہوگا آپنے فرمایا عمر بن خطاب اسکے بعد حضرت عثمان کی طرف متوجہ ہوے اور فرمایا لوگ تمسے خواہش کرینگے کہ وہ قمیص جو اللہ نے تمھین پہنایا ہے اُتار دو مگر قسم اسکی جسنے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہی کہ اگر تمنے وہ قمیص اُتار دیا تو جنت مین ہرگز نہ داخل ہوسکوگے یہانتک کہ اونٹ سوئی کے ناکہ سے نکلجاوے اور ابو یعلی نے حضرت عُبیدہ بن جراح اور حضرت مُعاذ بن جبل سے انھون نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ (آپنے فرمایا) اس کام (یعنی دین اسلام) کی ابتدا نبوت اور رحمت سے ہوئی ہی پھر آگے چلکر خلافت اور نبوت ہوجائیگی پھر آگے چلکر ملک عضوض ہوجائیگا پھر آگے چلکر سرکشی اور جبر ہوگا اور امت مین فساد پیدا ہوگا ریشمی کپڑون کو اور شرابون کو اور (عورتون کی) شرمگاہون کو اور بدعہدی کو حلال سمجھنے لگینگے مگر باوجود اسکے انکی مدد کیجائیگی اور انکو رزق ملیگا یہانتک کہ خدا سے ملین اور حضرت علی سے روایت ہی کہ (وہ کہتے تھے) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف نہین لیگئے یہانتک کہ آپنے مجھے خبر دیدی کہ آپکے بعد ابوبکر دین اسلام کے والی ہونگے پھر عمر پھر عثمان پھر میری طرف رجوع کیا جائیگا مگر میرے اوپر لوگون کا اتفاق نہوگا اس حدیث کی بعض سندین ریاض النضرہ مین اور بعض غنیۃ الطالبین مین مذکور ہین بعض لوگ اس حدیث مین ایک اعتراض پیش کرتے ہین کہ جب یہ حدیث حضرت مرتضی کو معلوم تھی تو ابوبکر صدیق کی بیعت مین ایک مدت تک انکا توقف کرنا اور حضرت عثمان کی بیعت مین تامل کرنا یہانتک کہ عبدالرحمن حکم بنالیے گئے کوئی وجہ نہین رکھتا اور یہ احتمال کہ شاید حضرت مرتضی اس حدیث کو بھول گئے ہون نہایت بعید ہی مگر (اس اعتراض کے جواب مین) اس فقیر کے نزدیک جو بات تحقیق ثابت ہوئی ہی وہ یہ ہی کہ مضمون اس حدیث کا صحیح ہی (بیشک حضرت مرتضی کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسی خبر دی) لیکن یہ خبر (اشارات کنایات مین ہوگی جسکی وجہ سے) ابتدا مین کچھ دقیق و غامض تھی اسوقت اسکا صاف مطلب سمجھ مین نہین آیا مگر خلافتون کے واقع ہونیکے بعد (اسکا مطلب) مثل سفیدۂ صبح کے ظاہر ہوگیا اور یہ اعتراض بالکل مہمل ہی کیونکہ بہت سی حدیثین مثل احادیث رؤیا کے اوپر ہو چکی ہین جنمین تینون خلافتون کی خبر موجود ہی) اور یہ) نہایت بعید ہی کہ رؤیا (وغیرہ) کی حدیثین جو مستفیض ہین انمین سے ایک حدیث بھی حضرت مرتضی کو نہ پہونچی ہو اور حدیث ان استخلفوا ابابکر تجدوہ الخ خود حضرت مرتضی کی روایت کی ہوئی ہی اور وہ بھی خلافت شیخین کی طرف اشارہ کرتی ہی اور ابن عباس سے روایت ہی وہ کہتے تھے اللہ کی قسم ابوبکر و عمر کی خلافت کتاب اللہ مین (مذکور) ہی فرمایا اللہ تعالی نے واذ اسر النبی الآیہ (ترجمہ) اور جب بطور راز کے کسی نبی نے اپنی بعض ازواج سے ایک بات (حضرت ابن عباس کہتے ہین وہ بات یہ تھی کہ)

اثنا عشر خلیفۃ ابوبکر الصدیق لا یلبث خلفی الا قلیلا و صاحب رحی دار العرب یعیش حمیدا و یموت شہیدا قال رجل و من ہو یا رسول اللہ قال عمر بن الخطاب ثم التفت الی عثمان بن عفان فقال وانت یسالک الناس ان تخلع قمیصا کساکہ اللہ والذی بعثنی بالحق لئن خلعتہ لا تدخل الجنۃ حتی یلج الجمل فی سم الخیاط واخرج ابو یعلی عن ابی عبیدۃ بن الجراح و معاذ بن جبل عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ بدأ ہذا الامر نبوۃ و رحمۃ ثم کائن خلافۃ و رحمۃ ثم کائن ملکا عضوضا ثم کائن عتوا و جبریۃ و فسادا فی الامۃ یستحلون الحریر و الخمور و الفروج و الفساد فی الذمۃ ینصرون علی ذلک و یرزقون ابدا حتی یلقوا اللہ وعن علی ما خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الدنیا حتی عہد الی ان ابابکر یلی الامر بعدہ ثم عمر ثم عثمان ثم الی فلا یجتمع علی

بعض طرق این حدیث در ریاض نضرہ و بعض در غنیۃ الطالبین مذکور ست و بعضے مردم درین حدیث اشکالے دارند کہ اگر این معنی معلوم حضرت مرتضے باشد توقف وی در بیعت ابی بکر الصدیق تا مدتے و توقف وے در امر عثمان تا تحکیم عبدالرحمن وجہے ندارد و احتمال نسیان حدیث بغایت بعید ست و آنچہ پیش این فقیر مقرر شدہ است صحت این معنی ست لیکن آن عہد بنوعے از غموض و دقت بود کہ در اول امر مفہوم نشد و بعد وقوع مثل فلق الصبح واضح گشت و سخت بعید ست کہ از احادیث مستفیضہ رؤیا یکے ہم بحضرت مرتضے نرسیدہ باشد و از مرویات حضرت مرتضے ست حدیث ان تستخلفوا ابابکر تجدوہ الخ و آن نیز اشارہ میکند بخلافت شیخین و عن ابن عباس قال واللہ ان امارۃ ابی بکر و عمر لفی کتاب اللہ قال اللہ تعالی واذ اسر النبی الی بعض ازواجہ حدیثا

قال لحفصة ابوك وابو عائشة وليا امر الناس بعدی فایاك ان تخبری به احدا اخرجه الواحدی وله طرق ذکر بعضها فی الریاض النضرة ودر غنیة الطالبین مذکورست روی عن ابی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال لما عرج بی سألت ربی ان یجعل الخلیفة من بعدی علی بن ابی طالب فقالت الملائکة یا محمد ان الله یفعل ما یشاء الخلیفة من بعدك ابو بکر و فی حدیث البخاری ان عمر سأل حذیفة عن الفتنة التی تموج کموج البحر ماذا حفظ عن النبی صلی الله علیه وسلم فیها فقال مالك ولها یا امیر المؤمنین ان بینك وبینها بابا مغلقا قال ایکسر الباب او یفتح قال قلت لا بل یکسر قال ذلك حری ان لا یغلق ابدا ثم فسر حذیفة الباب بعمر بعد از ان تصریحا وتلویحا امر فرمود باقتدای ایشان فی حدیث ابن مسعود اقتدوا باللذین من بعدی ابی بکر وعمر و در حدیث حذیفه انی لا ادری ما بقائی فیکم فاقتدوا باللذین من بعدی واشار الی ابی بکر وعمر الحدیث وبنای کلام بر موصول نهادن دلالت میکند بر آنکه علم ایشان بقیام شیخین بامر امت بعد آنحضرت صلی الله علیه وسلم محیط بود کیف لا و چندین حدیث باین تشخیص وتعیین شنیده بودند و فی حدیث ابن ماجة عن عرباض بن ساریة فمن ادرك ذلك منکم فعلیه بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین من بعدی عضوا علیها بالنواجذ و آز نزدیک وفات قولا و فعلا بخلافت حضرت ابی بکر اشاره فرمودند عن عائشة ان النبی صلی الله علیه وسلم قال قبیل مرضه لقد هممت او اردت ان ارسل الی ابی بکر وابنه فاعهد ان یقول القائلون او یتمنی المتمنون ثم قلت یابی الله ویدفع المؤمنون او یدفع الله ویابی المؤمنون اخرجه البخاری

آپنے حفصہ سے فرمایا تمھارے باپ اور عائشہ کے باپ میرے بعد لوگون کے حاکم ہونگے مگر خبردار کسی سے اسکو بیان نکرنا اس حدیث کو واحدی نے لکھا ہو اسکی بہت سی سندین ہین جنمین سے بعض ریاض النضرہ مین مذکور ہین اور غنیۃ الطالبین مین مذکور ہو کہ بروایت ابی ہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہو کہ آپ نے فرمایا جب مجھے معراج ہوئی تو مین نے اپنے پروردگار سے درخواست کی کہ میرے بعد خلیفہ علی بن ابی طالب کو کرنے فرشتون نے کہا اے محمد اللہ جو چاہیگا کریگا (اور اللہ کی مشیت مین) خلیفہ آپکے بعد ابوبکر ہین اور بخاری کی حدیث مین ہے کہ حضرت عمر نے حذیفہ سے اُس فتنہ کی بابت (جسکے متعلق حدیث مین آیا ہو) کہ وہ دریا کی طرح موج زن ہوگا سوال کیا کہ تمکو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی کون کون سی حدیثین اسکے متعلق یاد ہین تو انھون نے کہا کہ اے امیر المؤمنین آپکو اس فتنہ سے کیا مطلب (آپ کیون اُسکے متعلق پوچھتے ہین) آپکے اور اُسکے درمیان مین ایک مقفل دروازہ (حائل) ہے حضرت عمر نے پوچھا اچھا تو وہ دروازہ توڑا جائیگا یا کھولا جائیگا حضرت حذیفہ نے کہا کھولا نہین بلکہ توڑا جائیگا حضرت عمر نے کہا اس سے تو معلوم ہوتا ہو کہ کبھی بند نہوگا بعد اسکے حذیفہ نے بیان کیا کہ وہ دروازہ خود حضرت عمر کی ذات تھی (اور دروازہ کے توڑے جانے سے اُنکی شہادت کی طرف اشارہ تھا)۔ بعد (بیان فرمانے اس تعیین مدت وغیرہ) کے صراحۃً اور اشارۃً آپنے اُن خلفا کی اقتدا کا حکم دیا چنانچہ حضرت ابن مسعود کی حدیث مین ہے (کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) اقتدا کرو ان دونون کی جو میرے بعد ہونگے یعنی ابوبکر و عمر کی اور حذیفہ کی حدیث مین ہو کہ (آپنے فرمایا) مین نہین جانتا کہ میرا قیام تم مین کبتک ہے لہذا (مین کہے دیتا ہون کہ) میرے بعد ان دونون کی اقتدا کرنا اور آپنے ابوبکر و عمر کی طرف اشارہ کیا اس حدیث مین اسم موصول (یعنی الذین) کا آنا اس بات پر دلالت کرتا ہو کہ صحابہ اس بات سے واقف تھے کہ بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے شیخین امت کا کام انجام دینگے ورنہ بجائے اُسکے ھذین اسم اشارہ ہوتا) اور وہ کیونکر واقف نہوتے اسقدر حدیثین خلافت کی تشخیص اور تعیین کے متعلق (زبان وحی ترجمان سے) سُن چکے تھے اور ابن ماجہ کی حدیث مین حضرت عرباض بن ساریہ سے مروی ہو (کہ آپنے فرمایا) جو شخص تم مین سے میرے بعد کا زمانہ پائے اسکو لازم ہو میری سنت اور میرے خلفای راشدین کی سنت (اے لوگو) اسکو دانتون سے مضبوط پکڑنا پھر (اسپر بھی قناعت نہ فرمائی اور) وفات کے قریب قولاً و فعلاً حضرت ابوبکر کی خلافت کی طرف اشارہ فرمایا حضرت عائشہ سے روایت ہو کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض (وفات کی شدت) سے کچھ پہلے فرمایا بیشک مین نے یہ ارادہ کیا کہ ابوبکر اور اُنکے بیٹے کو بلوا بھیجون اور ایک وصیت نامہ لکھدون تاکہ کہنے والے نہ کہین اور تمنا کرنیوالے تمنا نکرین مگر پھر مین نے (اپنے دل مین) کہا کہ نہ راضی ہوگا اللہ اور روک دینگے مسلمان یا (یہ فرمایا) روک دیگا اللہ اور نہ راضی ہونگے مسلمان اس حدیث کو بخاری نے لکھا ہی

ومسلم معناه وفیه ویأبی الله والمؤمنون الا ابابکر و این حدیث صحیح و صریح ست درانکه نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم استخلاف حضرت صدیق مراد بود لیکن

اور مسلم نے بھی اسکے ہم معنی حدیث روایت کی ہی جسمین یہ الفاظ ہین کہ اللہ اور مسلمان سوای ابوبکر کے کسی سے راضی نہونگے یہ حدیث صحیح بصراحت ظاہر کرتی ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارادہ حضرت صدیق کو خلیفہ بنانے کا تھا مگر خلیفہ بنانے کے مروجہ طریقہ کو فضل آلہی پر (بوجہ وعدہ آلہی کے) اعتماد کرکے چھوڑدیا (لیکن اس ارادہ کو اسطرح پورا کیا کہ) بعد اسکے امامت نماز (جو اجل معالم دین سے ہی) انکو سپرد کردی (یہ واقعہ مشہور ہی) الحاصل یہ حدیثین ہین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان آیتون کی تفسیر مین بیان فرمائین (اور آپکے بیان کردینے کے بعد کسی کے بیان کرنے کی حاجت نہین) اور اپنے موقع پر انشاء اللہ تعالی اس سے زیادہ حدیثین بیان کیجائینگی الغرض یہ سب حدیثین اصل آیت سے ملگئی ہین جیسا کہ (وضو) مین مسح سر کی مقدار کا بیان (جو) حدیث مسح مین (مذکور ہی) اصل آیت (وضو) کے ساتھ ملگیا (ان حدیثون کو آیت سے ملادینے کے بعد) گویا آیت مین ان بزرگون کا نام بھی بیان کردیا گیا (اب) اگر استخلاف خلیفہ بنانیکے معنی مین ہی تو یون سمجھو کہ) ان بزرگون کو (اس موعودہ خلافت کے لیے) نامزد کردیا اور اگر استخلاف ایک قوم کو دوسری قوم کا جانشین بنانے کے معنی مین ہی تو (یون سمجھو کہ ان بزرگون کا نام بتلانے سے مقصود یہ ہی کہ) ان بزرگون کا خلیفہ بنانا ہی اس وعدہ کے پورا ہونے کی صورت ہی واللہ اعلم بالصواب

تیسری آیت

اللہ تبارک و تعالی نے سورۂ انبیا (سترھوین پارہ) مین فرمایا ہی۔

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ [بیشک ہمنے لکھدیا (پیغمبرونکے) صحیفون مین توریت کے بعد کہ زمین (معمورہ) أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ] (کا جسقدر حصہ ہی) وارث اُسکے ہونگے میرے شایستہ بندے۔

مراد زبور سے یا عام صحیفے ہین یا خاص حضرت داؤد کی زبور لفظ زبور (از روی لغت) ہر لکھی ہوئی چیز کے معنی مین ہی۔

کلام خدا کا ایک حصہ دوسرے حصہ کی تصدیق کرتا ہی (جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہین یہان بھی اسکا نمونہ دیکھو) اللہ تعالی نے (دوسری جگہہ) فرمایا ہی ذلك مثلهم في التوراة ومثلهم في الانجيل كزرع اخرج شطأه فآزره ان دونون آیتون کا مضمون ایک ہی عبارت مختلف ہی اس آیت مین زبور اور ذکر کہا گیا اُس آیت مین توریت و انجیل (مآل دونون کا ایک ہی) یہان میراث ارض کہا گیا وہان اخرج شطأه حاصل دونون کا یہی ہی کہ دولت اسلامیہ غالب ہوگی یہان عبادی الصالحون کہا گیا وہان مثلهم کی ضمیر الذین معه کی طرف ٹھیری گئی (مطلب دونون کا ایک ہوا)۔

اس آیت کے متعلق ہم شیخ جلال الدین سیوطی کی (کتاب) خصائص سے چند روایتین نقل کرتے ہین ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر مین حضرت ابن عباس سے اس آیت کے متعلق روایت کی ہی کہ انھون نے کہا اللہ سبحانہ نے توراۃ

کردند استخلاف معتاد را بنابر اعتماد بر فضل آلهی بعد از ان امامت نماز با و تفویض فرمودند این قصه مشهور ست بالجمله این است آنچه آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در بیان آیات افاده فرمود ولا بیان بعد بیانه و درجای خود بیشتر ازین مذکور خواهد شد انشاء اللہ تعالی بالجمله این همه احادیث باصل آیت ملحق شد چنانکه بیان قدر مسح در حدیث مسح باصل آیت ملحق گشت پس گویا در آیت نام این بزرگان گفته آمد اگر استخلاف بمعنی خلیفه گردانیدن ست نام این بزرگواران معین فرمودند و اگر بمعنی قومی را جانشین ساختن بعد قومی ست تعیین صورت موعود بیان نمودند که نصب این عزیزان ست واللہ اعلم بالصواب

قال الله تبارك وتعالى في سورة الانبياء وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ یعنی هر آئینه نوشتیم در صحیفها بعد از توریت که زمین معموره وارث آن شوند بندگان شایسته من مراد از زبور جنس صحیفها ست یا زبور حضرت داؤد ولفظ زبور بمعنی مکتوب ست وکلام اللہ بعض او مصدق بعض ست قال تعالی ذَلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ قصه واحد ست و تعبیر مختلف اینجا زبور و ذکر گفته شد آنجا توریت وانجیل اینجا میراث ارض گفته شد آنجا اخرج شطأه که حاصل آن غلبهٔ دولت اسلامیه ست اینجا عبادی الصالحون ذکر کرده شد آنجا ضمیر ذلك مثلهم

الی الذین معه راجع کردند درین فصل نقلی چند از خصائص شیخ جلال الدین سیوطی مذکور نمائیم اخرج ابن ابی حاتم فی تفسیره عن ابن عباس فی هذه الآیة قال اخبر الله سبحانه فی التوراة

والزبور سابق علمه قبل ان تكون السموات والارض ان يورث امة محمد في الارض فاخرجه ابن ابي حاتم عن ابي الدرداء انه قرأ قوله تعالى ان الارض يرثها عبادي الصالحون فقال نحن الصالحون

قال السيوطي وقد وقفت على نسخة من الزبور وهو مائة وخمسون سورة ورايت في السورة الرابعة منه نصه يا داؤد اسمع ما اقول ومر سليمان فليقله للناس من بعدك ان الارض لي اورثها محمدا صلى الله عليه وسلم وامته واخرجه ابن عساكر عن ابن مسعود قال قال ابو بكر الصديق خرجت الى اليمن قبل ان يبعث النبي صلى الله عليه وسلم فنزلت على شيخ من الازد عالم قد قرء الكتب واتت عليه اربع مائة سنة الا عشر سنين فقال لي احسبك حرميا قلت نعم قال واحسبك قرشيا قلت نعم قال احسبك تيميا قلت نعم قال بقيت لي منك واحدة قلت ما هي قال تكشف لي عن بطنك قلت لم ذاك قال اجد في العلم الصادق ان نبيا يبعث في الحرم يعاون على امره فتى وكهل فاما الفتى فخواض غمرات ودفاع معضلات واما الكهل فابيض نحيف على بطنه شامة وعلى فخذه اليسرى علامة وما عليك ان تريني فقد تكاملت لي فيك الصفة الا ما خفي علي قال ابو بكر فكشفت له عن بطني فرأى شامة سوداء فوق سرتي فقال انت هو ورب الكعبة واخرجه ابن عساكر عن الربيع بن انس قال مكتوب في الكتاب الاول مثل ابي بكر الصديق مثل القطر اينما وقع نفع واخرجه ابن عساكر عن ابي بكرة قال اتيت عمر وبين يديه قوم ياكلون فرمى ببصره في مؤخر القوم الى رجل فقال ما تجد فيما تقرء قبلك من الكتب قال خليفة النبي صلى الله عليه وسلم صديقه واخرج الدينوري في المجالسة وابن عساكر من طريق زيد بن اسلم قال اخبرنا عمر بن الخطاب قال خرجت مع ناس من قريش في تجارة الى الشام في الجاهلية فلما خرجنا الى مكة نسيت قضاء حاجة فرجعت [illegible] الى سوق من اسواقها فاذا انا ببطريق قد اخذ بعنقي فذهبت انازعه فادخلني كنيسة فاذا تراب متراكب بعضه على بعض

اور زبور میں اپنے علم ازلی کی وجہ سے جو اسکو آسمان اور زمین کی پیدائش سے بھی پہلے حاصل تھا فرمایا کہ امت محمد کو میں زمین میں وارث بناؤنگا۔ اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو الدردا سے روایت کی ہو کہ انھوں نے یہ آیت پڑھی ان الارض یرثھا عبادی الصالحون اور فرمایا وہ نیک بندے ہمیں لوگ ہیں سیوطی نے کہا ہی کہ میں نے زبور کا ایک نسخہ دیکھا اسمین ایک سو پچاس سورتین تھین چوتھی سورت مین یہ مضمون ہی کہ اے داؤد سنو جو کچھ مین کہتا ہون اور سلیمان کو حکم دو کہ وہ تمھارے بعد لوگون سے بیان کردین کہ زمین میری ہی مین اسکا وارث محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور انکی امت کو بناؤنگا اور ابن عساکر نے حضرت ابن مسعود سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے کہ ابو بکر صدیق فرماتے تھے کہ مین نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے پہلے ایک مرتبہ یمن گیا اور وہان قبیلۂ ازد کے ایک بوڑھے آدمی کے یہان مہمان ہوا وہ عالم تھا اور کتب (سماویہ) پڑھا ہوا تھا اسکی عمر تین سو نوے برس کی تھی اُسنے مجھسے کہا مین سمجھتا ہون کہ تم حرم کے رہنے والے ہو مین نے کہا ہان اُسنے کہا مین سمجھتا ہون کہ تم قریشی ہو مین نے کہا ہان اُسنے کہا مین سمجھتا ہون کہ تم تیمی ہو مین نے کہا ہان اُسنے کہا تو اب ایک بات تمھاری مجھے نہین معلوم مین نے کہا وہ کون سی بات ہی کہنے لگا تم اپنا شکم مجھے دکھلادو مین نے کہا کیون کہنے لگا مجھے علم صادق مین یہ بات معلوم ہوئی ہی کہ ایک نبی حرم مین مبعوث ہونگے انکے کام مین ایک جوان اور ایک ادھیڑ عمر والا مدد دیگا جوان بڑا جفاکش اور حلال مشکلات ہوگا اور ادھیڑ گورے رنگ کا اور دُبلا ہوگا اور اُسکے شکم مین ایک تل ہوگا اور اسکی بائین ران مین ایک علامت ہوگی اگر تم مجھے اپنا شکم دکھلادو تو تمھارا کیا حرج ہی مجھے جو بات نہین معلوم وہ معلوم ہوجائیگی حضرت ابو بکر فرماتے تھے کہ مین نے اپنا شکم اسکے سامنے کھولدیا تو اُسنے دیکھا کہ ایک سیاہ تل میری ناف کے اوپر ہی کہنے لگا قسم رب کعبہ کی وہ (ادھیڑ عمر والے) تمھین ہو اور ابن عساکر نے ربیع بن انس سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے اگلی کتابون مین ابو بکر صدیق کو آب باران سے تشبیہ دیگئی ہی کہ وہ جہان پہونچ جاتا ہی نفع دیتا ہی اور ابن عساکر نے ابو بکرہ سے روایت کی ہی کہ مین (ایک مرتبہ) حضرت عمر کے پاس گیا تو کچھ لوگ انکے پاس کھانا کھارہے تھے انھون نے سب کے پیچھے ایک شخص کو دیکھا تو اُس سے کہا کہ اگلی کتابون مین تمنے کیا پڑھا ہی اُسنے کہا مین نے یہ پڑھا ہی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ انکا صدیق ہوگا اور دینوری نے مجالسہ مین اور ابن عساکر نے بروایت زید بن آہ لکھا ہی کہ وہ کہتے تھے حضرت عمر خطاب نے ہم سے بیان کیا کہ مین زمانہ جاہلیت مین بغرض تجارت قریش کے ایک قافلہ کے ساتھ شام کیطرف گیا پھر جب ہم (وہان سے فارغ ہوکر) مکہ کی طرف چلے تو مجھے اپنا ایک کام یاد آیا تو مین پھر پیچھے لوٹ گیا اور مین نے اپنے ساتھیون سے کہا کہ مین آکر تمسے ملجاؤنگا پس مین شام کی ایک بازار مین جارہا تھا کہ مجھے ایک بطریق ملا اُسنے میری گردن پکڑلی مین اُس سے لڑنے لگا بالآخر وہ مجھے اپنے گرجا مین لیگیا وہان کچھ مٹی ڈھیر تھی مجھے

[illegible] نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عم تھے [illegible] حضرت صدیق اسی قبیلہ سے تھے [illegible] جوان سے مراد حضرت فاروق اور ادھیڑ سے مراد حضرت صدیق ہیں [illegible]

اُس نے ایک بیلچہ اور ایک پھاوڑا اور ایک ٹوکری دی اور کہا اس مٹی کو یہان سے ہٹا دے (یہ کہکر وہ تو چلا گیا اور پھاٹک بند کرتا گیا) مین بیٹھکر سوچنے لگا کہ اب کیا کرون پھر وہ دوپہر کے وقت میرے پاس آیا اور مجھسے کہنے لگا کہ مین دیکھتا ہون کہ تو نے کچھ بھی مٹی نہین نکالی پھر اُسنے ایک گھونسا میرے سر مین مارا (اب تو مجھے غصہ آگیا اور) مین نے اُسکے سر پر (پھاوڑہ وغیرہ) دے مارا جس (اسکا سر پھٹ گیا اور) بھیجا اُسکا نکل پڑا اسکے بعد مین اُسی وقت وہان سے بھاگا اور میری سمجھ مین نہ آتا تھا کہ کہان جاؤن الغرض مین اُس دن کا باقی حصہ اور پوری رات چلتا ہی رہا صبح ہوتے ایک دیر کے پاس پہونچا اسکے سایہ مین جاکر بیٹھ گیا اُس دیر سے ایک شخص نکلا اور اُسنے مجھسے کہا کہ ای بندۂ خدا تو یہان کیون آیا ہی مین نے کہا کہ مین اپنے ساتھیون سے (جدا ہوکر راستہ بھول گیا ہون پھر وہ میرے لیے کھانا اور پانی لے آیا اور ایک مرتبہ نیچے سے اوپر تک مجھے بغور دیکھا بعد اسکے کہنے لگا کہ ای شخص تمام اہل کتاب جانتے ہین کہ اب روی زمین پر کوئی مجھسے زیادہ کتاب (الہی) کا عالم نہین ہی اور مین (اپنے علم سے) تجھکو وہی شخص سمجھتا ہون جو ہمکو اس دیر سے نکالیگا اور اس شہر پر قابض ہوگا مین نے اس سے کہا کہ صاحب آپ تو کہین اور چلے گئے اُسنے پوچھا کہ تمہارا کیا نام ہی مین نے کہا عمر بن خطاب (یہ سنتے ہی) اُسنے کہا خدا کی قسم تم وہی شخص ہو کچھ شک نہین اچھا اس دیر کا اور جو کچھ (از قسم اراضی و اموال) اسمین ہی اسکا معافی نامہ تو ہمین لکھدو مین نے کہا صاحب آپنے میرے ساتھ ایک احسان کیا ہی اب اسکو اسطرح نہ مٹائیے اُسنے کہا ایک کاغذ لکھدو اسمین تمہارا کیا نقصان ہی اگر تم وہی شخص ہو تو ہمارا مقصود حاصل ہو جائیگا اور اگر تم وہ شخص نہین ہو تو یہ تحریر تمہین کچھ ضرر نہ دیگی مین نے کہا اچھا لائیے لکھدون چنانچہ مین نے ایک تحریر اسکو لکھدی اور اسپر مہر بھی کردی (حضرت ابوبکرہ راوی روایت کرتے ہین کہ) پھر جب حضرت عمر اپنی خلافت کے زمانہ مین شام تشریف لیگئے تو وہ راہب آپکے پاس وہی تحریر لایا اور وہ راہب دیر قدس کا متولی تھا حضرت عمر نے اس تحریر کو دیکھکر تعجب کیا اور اُسوقت اُنھون نے یہ سب واقعہ ہم لوگون سے بیان کیا اس راہب نے آپسے کہا کہ اب میرا وعدہ پورا کیجیے حضرت عمر نے کہا (مین اس وعدہ کو کیسے پورا کرسکتا ہون) بیت المقدس مین کچھ بھی حصہ نہ عمر کا ہی نہ عمر کے بیٹے کا (عمر یہان کا مالک نہین ہی بلکہ خدا کی طرف سے متولیانہ قبضہ رکھتا ہی) اور ابن سعد نے حضرت ابن مسعود سے روایت کی ہی کہ (ایک مرتبہ) حضرت عمر گھوڑا دوڑاتے ہوے چلے جارہے تھے یکایک اُنکی ران قبا کے نیچے سے کھل گئی اہل نجران نے (جو کہ نصرانی تھے) دیکھا کہ اُنکی ران پر سیاہ تل ہی کہنے لگے یہی وہ شخص ہی جسکے متعلق ہم اپنی کتاب مین دیکھتے ہین کہ وہ ہمکو ہمارے ملک سے نکالیگا اور عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد مین بروایت ابو اسحاق عبیدہ سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے (ایک مرتبہ) حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین گھوڑا دوڑائے ہوے چلے جارہے تھے کہ یکایک اُنکی ران قبا کے نیچے سے کھل گئی تو اہل نجران

فدفع لی مجرفۃ وفاسا وزنبیلا وقال انقل ھذا التراب فجلست اتفکر فی امری کیف اصنع فاتانی فی الھاجرۃ فقال لی لم ارک اخرجت شیئا ثم ضم اصابعہ فضرب بھا وسط راسی فقمت فضربت بھا ھامتہ فاذا دماغہ قد انتثر ثم خرجت علی وجھی ما ادری این اسلک فمشیت بقیۃ یومی ولیلتی حتی اصبحت فانتھیت الی دیر فاستظللت فی ظلہ فخرج الی رجل فقال یا عبد اللہ ما یجیئک ھھنا قلت ضللت عن اصحابی فجاءنی بطعام وشراب وصعّد فیّ النظر وخفضہ ثم قال یا ھذا قد علم اھل الکتاب انہ لم یبق علی وجہ الارض احدٌ اعلم منی بالکتاب وانی اجد صفتک الذی تخرجنا من ھذا الدیر وتغلب علی ھذہ البلدۃ فقلت لہ ایھا الرجل قد ذھبت فی غیر مذھب قال ما اسمک قلت عمر بن الخطاب قال انت واللہ صاحبنا غیر شک فاکتب لی علی دیری وما فیہ قلت ایھا الرجل قد صنعت معروفا فلا تکدرہ فقال اکتب لی کتابا فی رقٍ لیس علیک فیہ شیء فان تک صاحبنا فھو ما نرید وان تکن الاخری فلیس یضرک قلت ھات فکتبت لہ ثم ختمت علیہ فلما قدم عمر الشام فی خلافتہ اتاہ ذلک الراھب وھو صاحب دیر القدس بذلک الکتاب فلما راٰہ عمر تعجب منہ فانشأ یحدثنا حدیثہ فقال اوف لی بشرطی فقال عمر لیس لعمر ولا لابن عمر منہ شیء واخرج ابن سعد عن ابن مسعود قال رکض عمر فرسا فانکشف ثوبہ عن فخذہ فرای اھل نجران بفخذہ شامۃ سوداء فقالوا ھذا الذی نجد فی کتابنا انہ یخرجنا من ارضنا واخرج عبد اللہ بن احمد فی زوائد الزھد من طریق ابی اسحاق عن عبیدۃ قال رکض عمر فرسا علی عھد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فانکشف فخذہ من تحت القباء فابصر رجل من اھل نجران

شأنه في فخذه فقال هذا الذي نجد في كتابنا يخرجنا من ديارنا واخرج ابو نعيم من طريق شهر بن حوشب عن كعب قال

قلت لعمر بالشام انه مكتوب في هذا
الكتب ان هذه البلاد مفتوحة على يد
رجل من الصالحين رحيم بالمؤمنين
شديد على الكفرين سره مثل علانيته
قوله لا يخالف فعله القريب والبعيد
سواء في الحق عنده اتباعه رهبان
بالليل واسد بالنهار متراحمون
متواصلون متباذلون قال عمر احق
ما تقول قال اي والله قال الحمد لله الذي
اعزنا واكرمنا وشرفنا ورحمنا
بنبينا محمد صلى الله عليه وسلم
واخرج ابن عساكر عن عبيد بن ادم
وابي مريم وابي شعيب بن عمران
عمر بن الخطاب كان بالجابية فقدم
خالد بن الوليد الى بيت المقدس فقالوا
له ما اسمك قال خالد بن الوليد قالوا
وما اسم صاحبك قال عمر بن الخطاب
قالوا انعته لنا فنعته قالوا اما انت
فلست تفتحها ولكن عمر فانا نجد
في الكتاب ان قيسارية تفتح قبل
بيت المقدس فاذهبوا فافتحوها
ثم تعالوا بصاحبكم واخرج الطبراني
وابو نعيم في الحلية عن مغيث
الاوزاعي ان عمر بن الخطاب قال
لكعب الاحبار كيف تجد نعتي في
التورية قال خليفة قرن من حديد
امير شديد لا يخاف في الله لومة لائم
ثم يكون من بعدك خليفة تقتله
امة ظالمة ثم يقع البلاء بعده
واخرج ابن عساكر عن الاقرع

مؤذن عمر ان عمر دعا الاسقف فقال هل تجدونا في شيء من كتبكم قال نجد في كتبنا صفتكم واعمالكم ولا نجد اسمائكم قال
كيف تجدوني قال قرنا من حديد قال ما قرن من حديد قال امير شديد قال عمر الله اكبر قال فالذي من بعدي قال رجل صالح

ہین سے ایک شخص نے دیکھا کہ انکی ران پر ایک تل ہے کہنے لگا یہی شخص ہے جسکی نسبت ہم اپنی کتاب مین دیکھتے ہین
کہ وہ ہمکو ہمارے شہرون سے نکالیگا اور ابو نعیم نے بروایت شہر بن حوشب حضرت کعب سے روایت کی ہے
کہ مین نے حضرت عمر سے شام مین (جب کہ وہ اپنے عہد خلافت مین تشریف لیگئے تھے) بیان کیا کہ ان تمام کتابون
(یعنی توارات وانجیل) مین لکھا ہوا ہے کہ یہ شہر صالحین مین سے ایک شخص کے ہاتھ پر فتح ہونگے وہ ایماندارون پر
مہربان اور کافرون پر سخت ہوگا اسکا ظاہر و باطن یکسان ہوگا اسکا قول اسکے فعل کے خلاف نہوگا قریب و بعید
سب اسکے نزدیک حق مین برابر ہونگے اسکے ساتھ والے رات کو تارک الدنیا درویش اور دن کو شیران جنگی ہونگے
باہم نہایت مہربان ہونگے قرابت دارون کے ساتھ سلوک اور احسان کرتے ہونگے حضرت عمر نے (مجھسے) فرمایا
کیا تم سچ کہتے ہو مین نے کہا ہان اللہ کی قسم تو انھون نے فرمایا اللہ کا شکر ہے جسنے ہمکو ہمارے نبی محمد
صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل مین عزت دی بزرگی دی شرافت دی اور ہمپر رحم کیا ابن عساکر نے عبید
ابن آدم اور ابو مریم اور ابو شعیب بن عمر سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر جب (بعزم بیت المقدس) مقام
جابیہ مین پہونچے تو آپ نے پہلے سے خالد بن ولید کو بیت المقدس بھیجدیا (جب وہ وہان پہونچے تو)
بیت المقدس والون نے کہا کہ تمہارا کیا نام ہے انھون نے کہا خالد بن ولید پھر انھون نے پوچھا کہ تمہارے بادشاہ
کا کیا نام ہے انھون نے کہا عمر بن خطاب ان لوگون نے کہا کچھ انکا حلیہ ہمسے بیان کرو چنانچہ حضرت خالد نے
بیان کیا ان لوگون نے کہا کہ تم تو بیت المقدس فتح نہین کرسکتے ہان عمر فتح کرلینگے مگر اپنی کتابون سے
ہمین یہ معلوم ہوا ہے کہ بیت المقدس سے پہلے قیساریہ فتح ہوگا لہذا تم لوگ قیساریہ جاؤ اور اسکو فتح کرنیکے بعد
اپنے بادشاہ کو لیکر یہان آؤ اور طبرانی نے اور ابو نعیم نے حلیۃ الاولیا مین مغیث اوزاعی سے روایت کی ہے
کہ حضرت عمر بن خطاب نے کعب احبار سے پوچھا کہ میری صفت تمنے تورات مین کسطرح دیکھی ہے انھون نے
کہا (یہ دیکھا ہے کہ) ایک خلیفہ ہوگا رویین تن بہت مضبوط حاکم ہوگا اللہ کی راہ مین کسی ملامت کرنیوالے
کی ملامت سے نہ ڈریگا پھر (جو شخص) آپکے بعد خلیفہ ہوگا (اسکی نسبت لکھا ہے کہ) اسکو ظالم لوگ قتل کردینگے
اور اسکے قتل کے بعد فتنہ پھیل جائیگا اور ابن عساکر نے اقرع سے جو حضرت عمر کے مؤذن تھے روایت
کی ہے کہ حضرت عمر نے ایک پادری کو بلوایا اور پوچھا کہ کیا تم لوگ اپنی کتابون مین کچھ ہمارا ذکر بھی دیکھتے ہو
اسنے کہا ہان آپ لوگون کی صفت اور آپکے کامون کا بیان اپنی کتابون مین دیکھتے ہین صرف آپکے
نام نہین دیکھتے حضرت عمر نے پوچھا کہ میرے متعلق تمنے کیا دیکھا ہے اسنے کہا یہ دیکھا ہے) ایک شخص رویین
تن ہوگا حضرت عمر نے پوچھا رویین تن سے کیا مراد ہے اسنے کہا سخت حاکم ہوگا حضرت عمر نے کہا اللہ اکبر
پھر (پوچھا) جو شخص میرے بعد ہوگا (اسکی نسبت کیا لکھا ہے) اسنے کہا (یہ لکھا ہے کہ) ایک نیک آدمی ہوگا

يُوشِرُ اَثَرِبَاتُہ قال عمر يرحم الله ابن عفان قال فالذى من بعده قال صدا من حديد فقال عمر واذفراه قال مهلا يا امير المومنين فانہ رجل صالح ولكن تكون خلافته في هراقة من الدماء والسيف مسلول واخرج ابن عساكر عن ابن سيرين قال قال كعب الاحبار لعمر يا امير المومنين هل ترى فى منامك شيئا فانتهره فقال انا اجد رجلا يرى امر الامة فى منامه واخرج ابن راهويه فى مسنده بسند حسن عن افلح مولى ابى ايوب الانصارى قال كان عبد الله بن سلام قبل ان ياتى اهل مصر يدخل على رؤس قريش فيقول لهم لا تقتلوا هذا الرجل يعنى عثمان فيقولون والله ما نريد قتله فيخرج وهو يقول والله ليقتلنه ثم قال لهم لا تقتلوه فوالله ليموتن الى اربعين يوما فابوا فخرج عليهم بعد ايام فقال لهم لا تقتلوه فوالله ليموتن الى خمس عشرة ليلة واخرج ابن سعد وابن عساكر عن طاؤس قال سئل عبد الله بن سلام حين قتل عثمان كيف تجدون صفة عثمان فى كتبكم قال نجده يوم القيامة اميرا على القاتل والخاذل واخرج ابن عساكر من طريق محمد بن يوسف عن جده عبد الله بن سلام انه دخل على عثمان فقال له ما ترى فى القتال والكف قال الكف ابلغ للحجة وانا لنجد فى كتاب الله انك يوم القيامة امير على القاتل الآمر واخرج من هذا الطريق ان عبد الله بن سلام قال للمصريين لا تقتلوا عثمان فانه لا يستكمل ذا الحجة حتى ياتى على اجله اخرج الحاكم عن ابى الاسود الدئلى عن على رضى الله عنه قال اتانى عبد الله بن سلام وقد وضعت رجلى فى الغرز وانا اريد العراق فقال لا تاتى العراق فانك ان اتيته اصابك به ذباب السيف

اپنے عزیزون کو ترجیح دیگا حضرت عمرؓ نے کہا اللہ ابن عفانؓ پر رحم کرے پھر پوچھا جو شخص اُنکے بعد ہوگا اُسکی نسبت کیا لکھا ہی اُسنے کہا (یہ لکھا ہی کہ) لوہے کا میل ہوگا حضرت عمرؓ نے فرمایا آہ کیسی خواری ہوگی اُسنے کہا ای امیر المؤمنین یہ نہ کہیے وہ بھی ایک نیک شخص ہوگا مگر اسکی خلافت کی یہ حالت ہوگی کہ خونریزی ہو رہی ہوگی اور تلوار میان سے نکلی ہوگی اور ابن عساکر نے ابن سیرین سے روایت کی ہی کہ اُنھون نے کہا کعب احبار نے حضرت عمرؓ سے (ایک روز) پوچھا یا امیر المؤمنین کیا آپ خواب مین کچھ دیکھ لیتے ہین حضرت عمرؓ نے انکو ڈانٹا کعب نے کہا ہم (اپنی کتابون مین) ایک شخص کا ذکر دیکھتے ہین کہ وہ امت کے معاملات خواب مین دیکھا کریگا (اسلیے مین نے آپ سے ایسا پوچھنے کی جرأت کی) اور ابن راہویہ نے اپنی مسند مین بسند حسن افلح سے (جو حضرت ابو ایوب انصاری کے غلام تھے) روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے حضرت عبد اللہ بن سلام اہل مصر کے آنے سے پہلے سرداران قریش کے پاس تشریف لیجاتے تھے اور اُنسے فرماتے تھے کہ اس شخص یعنی عثمان کو قتل نہ کرو وہ لوگ جواب دیتے تھے کہ واللہ ہم اُنکے قتل کا ارادہ نہین رکھتے مگر حضرت عبد اللہ بن سلام یہ کہتے ہوے اُٹھتے تھے واللہ یہ لوگ انکو ضرور قتل کرینگے پھر (ایک روز) عبد اللہ بن سلام نے اُنسے کہا تم انکو قتل نہ کرنا واللہ وہ چالیس روز مین ضرور مر جائینگے ان لوگون نے انکار کیا پھر عبد اللہ بن سلام چند روز کے بعد اُنکے پاس آئے اور اُنسے کہا تم اُنکو قتل نکرنا واللہ وہ پندرہ روز مین مر جائینگے اور ابن سعد اور ابن عساکر نے طاؤس سے روایت کی ہی وہ کہتے تھے حضرت عثمان کی شہادت کے بعد عبد اللہ بن سلام سے پوچھا گیا کہ تم عثمان کی صفت اپنی کتابون مین کسطرح دیکھتے ہو اُنھون نے کہا ہم یہ دیکھتے ہین کہ وہ قیامت کے دن اپنے قتل کرنیوالے اور مخذول کرنیوالے سب پر سردار ہونگے اور ابن عساکر نے بواسطہ محمد بن یوسف کے اُنکے دادا عبد اللہ بن سلام سے روایت کی ہی کہ وہ حضرت عثمان کے پاس (جبکہ وہ محصور تھے) گئے حضرت عثمان نے اُنسے پوچھا کہ تمھاری کیا رای ہی لڑنے اور نہ لڑنے کے متعلق حضرت عبد اللہ بن سلام نے کہا کہ نہ لڑنا (آپکی) حجت کو زیادہ قوی کردیگا اور ہم خدا کی (اگلی) کتاب مین دیکھتے ہین کہ آپ قیامت کے دن قتل کرنیوالے اور قتل کا حکم دینے والے دونون پر سردار ہونگے نیز انہون نے اسی سند سے روایت کی ہی کہ حضرت عبد اللہ بن سلام نے (اُن) اہل مصر سے (جو حضرت عثمان کا محاصرہ کیے ہوے تھے) فرمایا کہ عثمان کو قتل نکرو کیونکہ وہ ذی الحجہ کا مہینہ بھی پورا نکرنے پائینگے کہ اپنی موت سے مر جائینگے اور حاکم نے ابو الاسود دئلی سے اُنھون نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ وہ فرماتے تھے عبد اللہ بن سلام میرے پاس آئے اور مین بارادۂ سفر عراق اپنا پیر رکاب مین رکھ چکا تھا اُنھون نے کہا عراق نہ جائیے کیونکہ اگر آپ وہان جائینگے تو تلوار کی باڑھ آپکو لگ جائیگی (یعنی شہید ہو جائین گے)

قال علی و آیۡم اللہ لقد قالہا لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبلک قال ابو الاسود فقلت فی نفسی باللہ ما رأیت کالیوم رجل محارب یحدث الناس بمثل ھذا

و آخرج ابو القاسم البغوی عن سعید بن عبد العزیز قال لما توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیل لذی قُربات الحِمْیری وکان من اعلم یھود یا ذا قُربات من بعدہ قال الامین یعنی ابا بکر قیل فمن بعدہ قال قرن من حدید یعنی عمر قیل فمن بعدہ قال الازھر یعنی عثمان قیل فمن بعدہ قال الوضاح المنصور یعنی معاویۃ و آخرج ابن راھویہ والطبرانی عن عبد اللہ بن مُغفّل قال قال لی ابن سلام لما قُتل علیؓ ھذا رأس اربعین سنۃ وسیکون عندھا صلح و اخرج ابن سعد عن ابی صالح قال کان الحادی یحدو بعثمان و ھو یقول شعر ان الامیر بعدہ علی ✦ وفی الزبیر خلف مرضی فقال کعبؓ لا بل معاویۃ فاخبر معاویۃ بذلک فقال یا ابا اسحق انّٰی یکون ھذا و ھھنا اصحاب محمد علیؓ والزبیر قال انت صاحبھا باید دانست کہ سنۃ اللہ جاری شدہ است بر آنکہ چون امرے عظیم در عالم غیب مقدر شود و در ملأ اعلی صورت آن مرتسم گردد ملأ سافل آن امر را تلقی نمایند چون نوبت اینجا رسد کُہّان بکہانت خود آن امر را بشناسند و اہل اذہان صافیہ بر رؤیا بلکہ در بعض اجسام و جسمانیات نیز صورت آن واقعہ مرتسم گردد ازین باب نیز لقطے چند برنگاریم ہم از خصائص من قول السطیح بعد ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم یلی امرہ الصدیق اذا قضی صدق وفی رد الحقوق لا خرق ولا نزق ثم یلی امرہ الحنیف مجرب غطریف قد اضاف المضیف و احکم التحنیف ثم یلی امرہ دارع لامرہ مجرب فیجتمع لہ جموع و عصب فیقتلونہ نقمۃ علیہم و غضب فیؤخذ الشیخ فیذبح اربا فیقوم لہ رجال خطباء ثم یلی امرہ الناصر یخلط الرای بامر ماکر یظھر فی الارض العساکر والمراد من الناصر ھھنا معاویۃ بن ابی سفیان و آخرج ابن عساکر عن ابی الطیب عبد المنعم بن غلبون المقری قال لما فتحت عموریۃ

حضرت علی نے کہا اللہ کی قسم تسے پہلے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہی فرما چکے ہین ابو الاسود کہتے ہین مین نے اپنے دل مین کہا کہ سوا آج کے مین نے کبھی نہین دیکھا کہ جو شخص لڑنیکے لیے جا رہا ہو وہ ایسی[20] باتین لوگون کے سامنے کرے [20]اور ابو القاسم بغوی نے سعید بن عبد العزیز سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو ذی قربات حمیری سے {جو یہود کے بڑے عالمون مین سے تھا} پوچھا گیا کہ ای ذی قربات حضرت کے بعد کون (خلیفہ) ہوگا اُسنے کہا امین {یعنی ابو بکر} پوچھا گیا پھر اُنکے بعد کون تو اُسنے کہا ایک لوہے کا سینگ {یعنی عمر} پوچھا گیا پھر اُنکے بعد کون اُسنے کہا ایک سخی آدمی {یعنی عثمان} پوچھا گیا پھر اُنکے بعد کون اُسنے کہا ایک گورے رنگ کا فتحمند آدمی {یعنی معاویہ} [21]اور ابن راہویہ اور طبرانی نے عبد اللہ بن مغفل سے روایت کی ہی کہ مجھسے عبد اللہ بن سلام نے کہا جبکہ حضرت علی شہید ہوے کہ یہ چالیسوین سال کا آغاز ہی اور اب عنقریب (اہل عراق اور اہل شام مین) صلح ہونے چاہتی ہی [22]اور ابن سعد نے ابو صالح سے روایت کی ہی کہ (ایک مرتبہ) حادی حضرت عثمان کے متعلق یہ شعر پڑھ رہا تھا (ترجمہ شعر) بتحقیق خلیفہ بعد عثمان کے علی ہونگے اور زبیر مین بھی پسندیدہ خلافت (کی علامت) ہی۔ کعب نے کہا (زبیر) نہین بلکہ معاویہ حضرت معاویہ کو اسکی خبر ملی تو اُنھون نے (کعب سے) کہا کہ ای ابو اسحاق یہ کیونکر ہو سکتا ہی درحالیکہ اصحاب محمد مثل علی اور زبیر کے موجود ہین کعب نے کہا (مین جانتا ہون) تمھین ہو۔

جاننا چاہیے کہ اللہ کی عادت یون جاری ہوئی ہی کہ جب کوئی بڑا کام عالم غیب مین مقدر ہوتا ہی اور[23] ملأ اعلے مین اُسکی صورت منتقش ہو جاتی ہی تو ملأ سافل اس صورت کو لے لیتے ہین اور جب یہانتک نوبت پہونچ جاتی ہی تو کاہن لوگ اپنی کہانت سے اُس کام کو معلوم کر لیتے ہین اور روشن ضمیر لوگ خواب مین (اسکو دیکھ لیتے ہین) بلکہ بعض اجسام اور جسمانیات مین بھی اس واقعہ کی صورت منقوش ہو جاتی ہی۔ اسکے متعلق بھی ہم چند روایتین (اسی کتاب) خصائص سے لکھتے ہین [24]چنانچہ سطیح کا قول ہی کہ اُسنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر کر کے کہا کہ اُنکے دین کے والی صدیق ہونگے کہ جب وہ فیصلہ کرینگے تو سچا فیصلہ کرینگے اور (لوگون کا) حق دلانے مین نہ متحیر ہونگے اور نہ بدحواس ہونگے پھر اُنکا خلیفہ ایک راستباز اور تجربہ کار سردار ہوگا مہمانون کی مہمان نوازی کریگا اور اسلام کو مضبوط کر دیگا پھر اُسکا خلیفہ ایک پرہیزگار اپنے کام مین تجربہ کار ہوگا مگر بالآخر کچھ لوگ اُسکے قتل کے لیے جمع ہونگے انپر خدا کا غضب ہوگا وہ خلیفہ ذبح کر دیا جائیگا اور اسکا عضو عضو جدا کر دیا جائیگا پھر کچھ لوگ اُسکا انتقام لینے کے لیے اُٹھ کھڑے ہونگے پھر اُسکا خلیفہ اسکا مددگار ہوگا اور تدبیر کے ساتھ اپنی رای کو مخلوط رکھیگا روی زمین پر لشکرون کو جمع کریگا {مددگار سے یہان مراد معاویہ بن ابی سفیان ہین} [25]اور ابن عساکر نے ابو الطیب یعنی عبد المنعم بن غلبون مقری سے روایت کی ہے کہ جب شہر عموریہ فتح ہوا

وجدوا على كنيسة من كنائسها مكتوبا بالذهب فيها الخلافت خلف يشتم السلف واحد من السلف خير من الف من الخلف صاحب الغار زلت كرامتها

تو لوگون نے اسکے ایک گرجا پر آب زر سے یہ عبارت لکھی ہوئی دیکھی۔ وہ بہت ہی برے خلف ہین جو سلف کو برا کہین اور ایک شخص سلف مین سے ہزار خلف سے بہتر ہی اے صاحب غار تمنے قابل فخر بزرگی پائی کہ تمھاری تعریف ملک جبار نے کی جبکہ وہ اپنی اُس کتاب مین جو اُسنے اپنے نبی مرسل پر نازل کی فرماتا ہی ثانی اثنین اذ ھما فی الغار اے عمر تم والی نہ تھے بلکہ (عام رعیت پر) والد (کی طرح مہربان) تھے اے عثمان تمکو لوگون نے ظلم کے ساتھ قتل کر دیا اور تمکو مدفون بھی نہ دیکھ سکے اور تم اے علی ابرار کے پیشوا اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے کافرونکو ہٹانیوالے ہو پس وہ صاحب غار ہین اور وہ نیکون مین سے ایک ہین اور وہ ملکون کے فریاد رس ہین اور وہ ابرار کے پیشوا ہین جو شخص انکو برا کہے اُسپر جبار کی لعنت مین نے اُس گرجا کے خادم سے جسکے دونون ابرو بڑھاپے کی وجہسے لٹک آئے تھے پوچھا کہ یہ تحریر تمھارے گرجا کے دروازہ پر کب سے ہی اُسنے کہا تمھارے نبی کی بعثت کے دو ہزار برس پہلے سے [25] اور ابن عساکر نے تاریخ دمشق مین کعب (احبار) سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے ابوبکر صدیق کے اسلام کا باعث ایک وحی آسمانی ہی اسکی کیفیت یہ ہی کہ وہ شام مین تجارت کرتے تھے وہان اُنھون نے ایک خواب دیکھا اور اُسکو بحیرا راہب سے بیان کیا بحیرا نے (وہ خواب سنکر) پوچھا کہ تم کہان کے رہنے والے ہو حضرت ابوبکر نے کہا کہ مکہ کا رہنے والا ہون اُسنے پوچھا کہ مکہ کے کس خاندان سے ہو اُنھون نے جواب دیا قریش سے اُسنے پوچھا کہ تم کون (پیشہ کرتے) ہو اُنھون نے جواب دیا کہ تاجر ہون (یہ سب پوچھکر) اُسنے کہا کہ اللہ نے تمھین سچا خواب دکھلایا ہی ایک نبی تمھاری قوم سے مبعوث ہونگے انکی زندگی مین تم اُنکے وزیر ہوگے اور اُنکی وفات کے بعد اُنکے خلیفہ ہوگے ابوبکر نے اس بات کو سب سے پوشیدہ رکھا یہانتک کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوے تو ابوبکر آپکی خدمت مین حاضر ہوے اور پوچھا کہ آپکے دعوے کی دلیل کیا ہی حضرت نے فرمایا وہی خواب جو تمنے شام مین دیکھا تھا (یہ سنتے ہی) حضرت ابوبکر نے آپسے معانقہ کیا اور آپ کی دونون آنکھون کے درمیان مین بوسہ دیا اور کہا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ آپ خدا کے رسول ہین [26] اور ابن عساکر نے حضرت علی سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شب کو مجھے معراج ہوئی مین نے دیکھا کہ عرش پر لکھا ہوا ہی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر الصدیق عمر الفاروق عثمان ذوالنورین [27] اور ابو یعلے نے اور طبرانی نے (معجم) اوسط مین اور ابن عساکر نے اور حسن بن عرفہ نے اپنے مشہور رسالہ مین حضرت ابوہریرہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شب مجھے معراج ہوئی میرا گذر جس آسمان پر ہوا مین نے دیکھا کہ اسمین میرا نام لکھا ہوا ہی یعنی محمد رسول اللہ اور میرے نام کے بعد ابوبکر الصدیق لکھا ہوا ہی [28] اور دارقطنی نے افراد مین اور خطیب و ابن عساکر نے حضرت ابو الدردا سے اُنھون نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ

اذ اثنى عليك الملك الجبار اذ يقول فى كتابه المنزل على نبيه المرسل ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ يا عمر ما كنت واليا بل كنت والدا شفيقا قتلوك مقهورا ولم يزوروك مقبورا وانت يا على امام الابرار وذاب عن وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم الكفار فهذا صاحب الغار وهذا احد الاخيار وهذا غياث الامصار وهذا امام الابرار فعلى من ينتقصهم لعنة الجبار فقلت لصاحب له قد سقطت حاجباه على عينه من الكبر منذ كم هذا على باب كنيستكم مكتوبا قال من قبل ان يبعث نبيكم بالفى عام واخرج ابن عساكر فى تاريخ دمشق عن كعب قال كان اسلام ابى بكر الصديق سببه بوحى من السماء وذلك انه كان تاجرا بالشام فراى رؤيا فقصها على بحيراء الراهب فقال له من اين انت قال من مكة قال من ايها قال من قريش قال فايش انت قال تاجر قال صدق الله رؤياك فانه يبعث نبى من قومك تكون وزيره فى حياته وخليفته بعد موته فاسرها ابوبكر حتى بعث النبى صلى الله عليه وسلم فجاءه فقال يا محمد ما الدليل على ما تدعى قال الرؤيا التى رايت بالشام فعانقه وقبل ما بين عينيه وقال اشهد انك رسول الله واخرج ابن عساكر عن على قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلة أسرى بى رايت على العرش مكتوبا لا اله الا الله محمد رسول الله ابوبكر الصديق عمر الفاروق عثمان ذو النورين واخرج ابو يعلى والطبرانى فى الاوسط وابن عساكر والحسن بن عرفة فى جزئه المشهورة عن ابى هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلة عرج بى الى السماء ما مررت بسماء الا وجدت فيها مكتوبا محمد رسول الله وابوبكر الصديق خلفى واخرج الدارقطنى فى الافراد والخطيب وابن عساكر عن ابى الدرداء عن النبى صلى الله عليه وسلم

الا رایت شیئا لکم معی بنی فی العرش فرندۃ خضراء فیہا مکتوب بنور ابیض لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر الصدیق عمر الفاروق واخرج ابن عساکر وابن النجار فی تاریخہما عن ابی الحسن علی بن عبد اللہ الہاشمی الرقی قال دخلت بلاد الہند فرأیت فی بعض قراہا شجرۃ ورد اسود ینفتح عن وردۃ کبیرۃ طیبۃ الرائحۃ سوداء علیہا مکتوب بخط ابیض لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر الصدیق عمر الفاروق فشککت فی ذلک قلت انہ معمول فعمدت الی حبۃ لم تفتح ففتحتہا فرأیت فیہا کما رأیت فی سائر الورد وفی البلد منہ شیء کثیر۔

قال اللہ تعالی فی سورۃ المائدۃ یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّہُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗٓ اَذِلَّۃٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّۃٍ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ یُجَاہِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَۃَ لَآئِمٍ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ یعنی ای مومنان ہر کہ برگردد از زمرۂ شما از دین خود پس خواہد آورد خدای تعالی گروہے را کہ دوست میدارد ایشان را و دوست میدارند او را متواضع اند برای مسلمانان درشت طبع اند بر کافران جہاد میکنند در راہ خدا و نمی ترسند از ملامت ملامت کنندہ این بخشایش خداست میدہد ش ہر کہ خواہد و خدا جواد داناست اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَہُمْ رٰکِعُوْنَ ۝ یعنی جز این نیست کہ کارساز و یاری دہندہ شما خداست و رسول او و آن مومنان کہ برپا میدارند نماز را و میدہند زکوۃ را و ایشان خشوع کنندگان اند یا نماز نافلہ بسیار خوانندگانند وَمَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ہُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ و ہر کہ دوستی پیدا کند با خدا و با رسول او و با مومنان پس ہر آئینہ گروہ خدا ہمون ست غالب قولہ تعالی یا ایہا الذین آمنوا غرض ازین کلام اخبار ست بآن حادثہ کہ در مرض موت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیش آمد و بعد انتقال او صلی اللہ علیہ وسلم متکامل شدہ اعلام

کہ آپنے فرمایا شب معراج مین مین نے عرش مین ایک سبز رنگ کا جواہر دیکھا جسمین سفید نور سے لکھا ہوا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر الصدیق عمر الفاروق اور ابن عساکر اور ابن نجار نے اپنی تاریخون مین ابو الحسن یعنی علی بن عبد اللہ ہاشمی رقی سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے مین ہندوستان کے بعض شہرون مین گیا تو مین نے وہان کی بعض بستیون مین سیاہ گلاب کا درخت دیکھا جسکا پھول بہت بڑا اور سیاہ رنگ کا ہوتا ہے اور اسمین بہت ہی عمدہ خوشبو ہوتی ہی اسپر سفید حروف مین لکھا ہوتا ہی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر الصدیق عمر الفاروق مجھے یہ دیکھکر شبہہ ہوا اور مین سمجھا کہ یہ مصنوعی ہی لہذا مین نے ایک ناشگفتہ کلی چیر کر دیکھی تو اسمین بھی وہی عبارت دیکھی جو باقی پھولون مین تھی اس بستی مین اس گلاب کے بہت درخت تھے۔

(چوتھی آیت) اللہ تعالی نے سورۂ مائدہ (چھٹے پارہ) مین فرمایا ہی۔

یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ	ای مومنو جو کوئی پھر جائیگا تمھارے گروہ کا اپنے دین سے تو لائیگا
عَنْ دِیْنِہٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ	خدا ایک ایسے گروہ کو کہ دوست رکھیگا وہ انکو اور دوست رکھینگے
یُّحِبُّہُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗٓ اَذِلَّۃٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّۃٍ	وہ اسکو تواضع کرنیوالے ہونگے مسلمانون کے لیے اور سخت طبیعت
عَلَی الْکٰفِرِیْنَ یُجَاہِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَ	ہونگے کافرون پر جہاد کرینگے راہ خدا مین اور نہ ڈرینگے ملامت سے
لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَۃَ لَآئِمٍ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ	کسی ملامت کرنیوالے کی یہ بخشش خدا کی ہی دیتا ہی وہ اسے
یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۝ اِنَّمَا	جسکو چاہتا ہی اور اللہ بخشش والا اور دانا ہی + سوا اسکے نہین کہ کارساز
وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ	اور مدد دینے والا تمھارا خدا ہی اور رسول اسکا اور وہ مومن جو قائم
یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ	رکھتے ہین نماز اور دیتے ہین زکوۃ اور وہ خشوع کرنیوالے ہین یا نفل
وَہُمْ رٰکِعُوْنَ ۝ وَمَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰہَ	نمازین پڑھنے والے ہین + اور جو شخص دوستی پیدا کریگا اللہ سے
وَرَسُوْلَہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ	اور اسکے رسول سے اور مومنون سے پس یقینا اسکو سمجھ لینا
اللّٰہِ ہُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝	چاہیے کہ) خدا ہی کا گروہ غالب رہتا ہی

یا ایہا الذین آمنوا مقصود اس سے (دو بین) خبر دینا اُس حادثہ کی جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مرض وفات مین پیش آیا اور آپکے انتقال کے بعد بہت ترقی کر گیا۔ اُس تدبیر کا بتانا جو خدا نے غیب الغیب مین (اس حادثہ کے لیے) مقرر فرمائی ہی تاکہ جسوقت وہ حادثہ پیش آئے لوگ اُس کی کچھ تعجب نہ رکھتے ہون اور انکے دلون پر اضطراب غالب نہ ہونے پائے اور جب وہ تدبیر (غیب سے) ظاہر ہو تو اُسکے اہتمام مین کوشش کرین اور اُسکے پورا کرنے مین اپنی سعادت سمجھین۔

اس حادثہ کی شرح یہ ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے آخر زمانہ مین تین فرقے عرب کے مرتد ہوگئے

تدبیرے کہ خدای تعالی در غیب الغیب مقرر فرمودہ ست تا چون آن حادثہ رو بدہد علی البصیرۃ باشند از ان و اضطراب بر بواطن ایشان غالب نیاید و چون آن تدبیر رو نماید در اہتمام آن کوشند و بذل مساعی در اتمام آن سعادت خود دانند شرح این حادثہ آنکہ در اواخر ایام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سہ فرقہ از عرب مرتد شدند

اور ہر فرقہ مین سے ایک ایک شخص دعوی نبوت کرتا ہوا اٹھا اور اسکی قوم نے اسکی تصدیق کی اور ایک فتنہ عظیم برپا ہوگیا (**اول**) ذوالخمار عنسی نے (جو کہانت اور شعبدہ بازی مین بڑی مہارت رکھتا تھا) قبیلہ مذحج کے درمیان دعوی نبوت کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل کو (جو ان دنون سرور عالم کی طرف سے قاضی یمن تھے) اور ان تمام مسلمانون کو جو انکے ہمراہ تھے خط لکھا کہ ذوالخمار سے لڑنے کے لیے تیار ہوجائین حضرت فیروز دیلمی نے جو ہمراہیان حضرت معاذ سے تھے ذوالخمار کو قتل کر ڈالا اور جناب نبوی صلے اللہ علیہ وسلم اس واقعہ پر بذریعہ وحی کے مطلع ہوگئے اور آپنے فرمایا کہ فیروز کامیاب ہوگئے مگر بظاہر خبر اس واقعہ کی اخیر ربیع الاول مین حضرت صدیق کو ملی اور یہ پہلی خوشخبری فتح کی تھی جس سے حضرت صدیق خوش ہوے (**دوسرا**) مسیلمہ کذاب (یہ) قبیلہ بنی حنیفہ کے درمیان شہر یمامہ مین دعوی نبوت کرنے لگا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی جناب اقدس مین (اس گستاخ نے) ایک خط لکھا (جسکا مضمون یہ تھا) مسیلمہ رسول اللہ کیطرف سے محمد رسول اللہ کو واضح ہو کہ ملک آدھا میرا ہے اور آدھا آپکا یہ خط اسنے دو آدمیون کے ہاتھ حضور مقدس مین بھیجا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان دونون سے پوچھا کہ کیا تم اس بات کی شہادت دیتے ہو کہ مسیلمہ اللہ کا رسول ہے ان دونون نے کہا ہان نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ نہوتا کہ قاصد قتل نہین کیے جاتے تو مین تمہاری گردن مارنے کا حکم دیتا بعد اسکے آپنے اسکے خط کا جواب لکھا (جسکا مضمون عالی یہ تھا) محمد رسول اللہ کی طرف سے مسیلمہ کذاب کو معلوم ہو کہ ملک اللہ کا ہے جسکو چاہتا ہے اسکا مالک بناتا ہے اور (خیریت) انجام پرہیزگارون ہی کے لیے ہے بعد اسکے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بیمار ہوگئے اور اسکے دفعیہ کی تدبیر کیے بغیر رفیق اعلے سے ملگئے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایک بڑے لشکر کے ساتھ حضرت خالد بن ولید کو مسیلمہ کی طرف بھیجا انھون نے اسکا کام تمام کر دیا وحشی نے اس کذاب کو (اپنے ہاتھ سے) قتل کیا اسکی تمام جماعت متفرق ہوگئی ان مین سے بعض نے توبہ بھی کی (**تیسرا**) طلیحہ اسدی (یہ) بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات مین قبیلہ بنی اسد کے درمیان مدعی نبوت ہوا تھا۔ آپکے انتقال کے بعد حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے خالد بن ولید کو اسکی جماعت کی طرف بھیجا حضرت خالد نے اسکی تمام جماعت کو شکست دی اور طلیحہ بھاگا اور بعد اسکے پھر اسلام لایا اور جنگ قادسیہ مین خوب کام کیے۔

اسکے بعد ارتداد کا فتنہ نہایت بلند ہوا حرمین اور قریہ جواثی کے سوا اکثر عرب مرتد ہوگئے اور ایک فرقہ نے زکوۃ موقوف کردی۔ اس فرقہ کی بابت فقہای صحابہ مین باہم مباحثہ ہوا کہ یہ لوگ اہل قبلہ مین انکا قتل جائز نہین ہے۔ انھین لوگون مین سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ (یا خلیفۃ رسول اللہ) آپ کیونکر ان لوگون سے

و در ہر فرقہ شخصے بدعوی نبوت برخاست و قوم وے تصدیق او کردند و فتنہ عظیم برپا شد ذوالخمار عنسی که در کہانت و شعبدہ بازی دستے تمام داشت درمیان مذحج دعوی نبوت کرد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بجانب معاذ بن جبل و جمعے از کسان که ہمراہ او بودند نامہ نوشت تا برائے قتال و آمادہ شوند فیروز دیلمی از ان جماعہ متصدی قتل او شد و جناب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بر صورت این ماجری بوحی مطلع شدند و فرمودند فاز فیروز و در خارج خبر این واقعہ آخر ربیع الاول بصدیق اکبر رضی اللہ عنہ رسید و این اول مژدہ فتحے بود که حضرت صدیق اکبر بآن مسرور گردید و مسیلمہ کذاب میان بنی حنیفہ در شہر یمامہ بدعوی نبوت برخاست و بجناب اقدس نبی صلے اللہ علیہ وسلم نامہ نوشت من مسیلمۃ رسول اللہ الی محمد رسول اللہ اما بعد فان الارض نصفہا لی و نصفہا لک و این نامہ را بدست دو کس بحضور مقدس فرستاد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آن دو کس را فرمودند اتشہدان ان مسیلمۃ رسول اللہ قالا نعم فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لولا ان الرسل لا تقتل لضربت اعناقکما بعد ازان جواب نامہ او نوشتند من محمد رسول اللہ الی مسیلمۃ الکذاب اما بعد فان الارض للہ یورثہا من یشاء والعاقبۃ للمتقین بعد ازین ماجرا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مریض شدند و تدبیر دفع او نا فرمودہ برفیق اعلے پیوستند صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خالد بن ولید را با جیشے کثیر بطرف مسیلمہ روان فرمود و کار او را آخر نمود وحشی آن کذاب را بکشت و جمع او متفرق گشتند و بعضے از ایشان تائب شدند و طلیحہ اسدی درمیان بنی اسد مدعی نبوت شدہ بود در حیات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم و بعد انتقال وے صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق رضی اللہ عنہ خالد بن ولید را بر سر آن جماعت فرستاد و خالد ان جمع را ہزیمت داد طلیحہ بگریخت و بعد ازان مسلمان شد و در غزوہ قادسیہ ترددہا نمایان بعمل آورد بعد ازان فتنہ ردت بغایت بلند شد اکثر عرب غیر حرمین و قریہ جواثی راہ ارتداد پیش گرفتند و فرقہ منع زکوۃ نمودند در باب این جماعہ فقہاے صحابہ باہم در مباحثہ افتادند که اہل قبلہ اند قتال با ایشان جائز نباشد از ان جملہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ گفت کیف تقاتل

لڑ سکتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم تو فرما چکے ہیں کہ مجھے یہ حکم دیا گیا ہی کہ لوگوں سے لڑوں یہانتک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہدین جسنے یہ کہدیا میری طرف سے اسکی جان اور مال محفوظ ہی مگر کسی حق کی وجہ سے اور اسکا حساب خدا پر ہی۔ حضرت ابوبکر نے جواب دیا اللہ کی قسم مین اُس شخص سے لڑونگا جو نماز اور زکوۃ کے درمیان میں فرق کرے (نماز اگر حق بدن ہی) تو بیشک زکوۃ حق مال ہی واللہ اگر وہ ایک بکری کا بچہ جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو دیا کرتے تھے نہ دینگے تو مین اُنسے اسکی بابت لڑونگا حضرت عمر نے کہا پھر میں سمجھ گیا کہ یہی حق ہی۔ اس روایت کو بخاری اور مسلم وغیرہما نے لکھا ہی۔

اور اُس تدبیر کی شرح جو کہ خدای تعالی نے اس حادثہ مین مقرر فرمائی تھی یہ ہی کہ جہاد کا ارادہ حضرت صدیق اکبر کے دل مین بڑے اہتمام کے ساتھ ڈالدیا یہی مطلب اس حدیث کا ہی جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس فتنہ کے متعلق فرمایا کہ بچنے کی صورت اس فتنہ مین تلوار (اُٹھانا) ہی۔ اکثر صحابہ اس معاملہ مین متردد تھے یہانتک کہ فاروق اعظم نے صدیق اکبر سے نرمی کی درخواست کی اور حضرت صدیق نے فرمایا کہ کیا تم جاہلیت مین سختی کرنیوالے اور اسلام مین سستی کرنیوالے بنگئے اور حضرت مرتضی سے بھی اسی قسم کا سوال جواب ہوا۔ حضرت انس بن مالک کہتے ہیں کہ (ابتدا) مین تمام صحابہ مانعین زکوۃ سے لڑنے کو بُرا سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ وہ اہل قبلہ ہین مگر جب حضرت ابوبکر نے اپنی تلوار زیب دوش کی اور تنہا چلے تو پھر سب نے جانے کے سوا کوئی مفر نہ دیکھا (اور کہا یا خلیفہ رسول اللہ آپ بیٹھیے ہم جاتے ہین) حضرت ابن مسعود کہتے ہین کہ ہم ابتدا مین اُس (لڑائی) کو بُرا سمجھتے تھے مگر آخر مین ہمنے ابوبکر کی اس معاملہ مین شکرگزاری کی یہ دونون روایتین بغوی وغیرہ نے لکھی ہین۔

حضرت صدیق کے دل مین جو ارادہ (اس معاملہ کے متعلق کارکنان قضا و قدر نے) ڈالا وہ مثل ایک چراغ کے تھا کہ جو اُسکے سامنے آجاتا تھا روشن ہوجاتا تھا۔ یہانتک کہ مسلمانون کی بڑی بڑی جماعتین آمادہ جہاد ہوگئین اور سب نے خوب کوشش کی۔ ابوبکر بن عیاش کہتے تھے کہ مین نے ابوحصین کو یہ کہتے ہوے سُنا کہ بعد پیغمبرون کے کوئی شخص ابوبکر سے افضل پیدا نہین ہوا اہل ردت سے لڑنے مین اُنھون نے وہ کام کیا جو ایک نبی کرتا اس روایت کو بغوی نے لکھا ہی (ابوحصین) کا یہ قول اشارہ ہی اُس ارادہ الہیہ کے قبول کرنے کی طرف جو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے نفس نفیس مین منقش ہو گیا تھا اور انھین کے دل سے تمام مسلمانون کے دل مین ارادہ جہاد پیدا ہوا۔ ابوبکر (بن ابی شیبہ) نے قاسم بن محمد سے اُنھون نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہی کہ وہ کہتی تھین جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو ابوبکر پر وہ مصیبت پڑگئی کہ اگر پہاڑون پر پڑتی تو انکو ریزہ ریزہ کر دیتی نفاق تمام مدینہ مین پھیل گیا اور اہل عرب مرتد ہو گئے مگر خدا کی قسم ان لوگون نے

الناس وقد قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم أمرتُ ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ فمن قالها فقد عصم منی نفسه وماله الا بحقه وحسابه علی اللہ فقال ابوبکر واللہ لاقاتلن من فرق بین الصلوۃ والزکوۃ فان الزکوۃ حق المال واللہ لو منعونی عناقا کانوا یؤدونها الی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم لقاتلتهم علی منعها قال عمر فعرفت انه الحق اخرجه الشیخان وغیرهما وشرح تدبیرے کہ خدای جل علا برای این حادثہ مقرر فرمودہ آنست کہ داعیہ قتال در خاطر صدیق اکبر باہتمام تمام فرو ریخت وآن سر قول آنحضرت بود صلے اللہ علیہ وسلم درین فتنہ العصمة فیها السیف رواہ حذیفة اکثر صحابہ درین امر متوقف بودند تا آنکہ فاروق اعظم از صدیق اکبر طلب رفق نمود و حضرت صدیق فرمود اجبارات فی الجاهلیة خوار فی الاسلام و با حضرت مرتضی نیز مانند این جواب وسوال درمیان آمد قال انس بن مالک کرہ الصحابة قتال مانعی الزکوۃ وقالوا اهل القبلة فتقلد ابوبکر سیفه وخرج وحده فلم یجدوا بُدا من الخروج وقال ابن مسعود کرهنا ذلک فی الابتداء ثم حمدناه علیه فی الانتهاء اخرجهما البغوی وغیرہ داعیہ کہ در قلب حضرت صدیق ریختند بمنزلہ چراغے بود ہر کہ محاذی او می افتاد بنور او متنور میشد تا آنکہ جمع عظیمہ از مسلمین مہیا برای قتال شدند وسعی ہر چہ تمامتر بکار بردند قال ابوبکر بن عیاش سمعت ابا حصین یقول ما ولد بعد النبیین افضل من ابی بکر قام مقام نبی من الانبیاء فی قتال اهل الردة اخرجه البغوی واین اشارہ است بتحمل داعیہ آلہیہ کہ در نفس نفیس او رضی اللہ عنہ مرتسم شد و از انجا اہتمام بامر جہاد در خاطر مسلمانان مرسوم گشت اخرج ابوبکر عن القاسم بن محمد عن عائشة انها کانت تقول توفی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فنزل بابی بکر ما لو نزل بالجبال لهاضها اشرأب النفاق بالمدینة وارتدت العرب فواللہ

ما اختلفوا في نقطة الا طار ابي ليخطها وغنائها في الاسلام وكانت تقول مع هذا ومن رأى عمر بن الخطاب عرف انه خلق غناء للاسلام كان والله

ایک نقطہ مین بھی اختلاف کیا تو میرے والد فورا اسکو مٹانے اور اسلام کو اُس سے بے نیاز کرنے کی طرف متوجہ ہوگئے اور اسکے ساتھ ہی (حضرت عمر کی شان مین) کہاکرتی تھین کہ جو شخص عمر بن خطاب کو دیکھ لیتا وہ سمجھ لیتا کہ وہ اسلام کے لیے (سرمایۂ) بے نیازی بنائے گئے ہین اللہ کی قسم بڑے صائب الرای اور یکتای روزگار تھے ہرکام پر اُنھون نے اس کام کے قابل آدمی مقرر کر رکھے تھے۔

فسوف یأتی اللہ بقوم یہ لانا اس طریقہ کا نہین ہی کہ عدم سے وجود مین لائیگا یا کفر سے اسلام کی طرف بلکہ (مراد یہ ہی کہ) مسلمانون کی ایک جماعت کو بذریعۂ اُس ارادہ کے جو صدیق اکبر کے دل مین (کارکنانِ قضا و قدر نے) ڈالا جہاد کی طرف مائل کریگا اور اُن سب کو ایک سلسلہ مین منسلک کر دیگا (یعنی سب کے دل مین وہ ارادہ الٰہی موج زن ہوجائیگا) تاکہ وہ سب اس صورت اجتماعیہ کے ساتھ حق تعالی کے آوردہ سمجھے جائین یعنی وہ ہیأت اجتماعیہ اللہ کی تدبیر سے اور اُسکے الہام سے اور اُس ہمت کے سبب سے جو اُسنے اُن سبکے دل مین ڈالی پیدا ہوئی ہے (ورنہ ایک آگ کا سب کے دل مین یکسان لگ جانا ممکن نہین)

یحبہم ویحبونہ الخ یہان چھ صفتین (اُن لوگون کی) بیان ہوئین دو وہ ہین جنکا تعلق بندے اور خدا کے درمیان مین ہی (خدا اُنکو دوست رکھتا ہی وہ خدا کو دوست رکھتے ہین) اور دو وہ ہین جنکا تعلق خود باہم بندون کے درمیان ہی جو مومن ہی اُسکے ساتھ وہ برتاؤ رکھتے ہین جو باپ کو بیٹے کے ساتھ رکھنا چاہیے اور جو کافر ہی اسکے حق مین (مثل جبرئیل کے (کہ باوجود انبیا و مومنین کے لیے رحمت ہونیکے) صیحۂ ثمود کے وقت (موجب ہلاکت بنگئے)) خدا کی طرف سے ذریعۂ تلف و ہلاکت بنجاتے ہین اور دو وہ ہین جو دینی خدمات کے متعلق ہین ایک فعل جہاد (جسکے لیے (آیۂ تمکین مین) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا لفظ آیا ہی) اور دوسری قوت الہامیہ انکی کہ لوگون کے کہنے سے یا قرابت کے خیال یا اور ایسے ہی کسی بات سے انکا ارادہ الہامی زائل نہین ہوتا ہی۔ اسی

ذلک فضل اللہ الخ یہ ایک خلاصہ (گذشتہ مضامین کا) ہی جو ان صفات مذکورہ کے ثابت کرنے مین اور عند اللہ اُن صفات کی منزلت ظاہر کرنے مین اعلے پیمانہ رکھتا ہی یہان سے یہ بھی معلوم ہوتا ہی کہ غزوۂ بدر و حدیبیہ کے بعد قتالِ مرتدین ہی کا مرتبہ ہی اور یہ قتال بھی اُن مشاہد عظیمہ کا ایک نمونہ تھا۔

انما ولیکم اللہ۔ (لفظ) انما کلام عرب مین مضمون سابق کے مدلل کرنے اور اسکی حقیقت و واقعیت کے ثابت کرنے کے لیے آتا ہی مطلب یہ ہوا کہ اے مسلمانو عرب کے مرتد ہوجانے اور انکی مجتمعہ جماعتون سے کیون ڈرتے ہو تحقیق تمہارا کارساز اور مددگار درحقیقت خدا ہی (خدا کے مدد کی یہ صورت ہی) کہ وہ الہام خیر کرتا ہی اور (امورِ) نیک کے شروع کیے ہوے کامونکو انجام تک پہنچاتا ہی اور (مددگار تمہارا) رسول اسکا ہی (رسول کی مدد کی ایک صورت یہ ہی) کہ ترغیب جہاد کا سلسلہ

اخوذ بالسیف وحق وقد اعلا الاسلام ...

قوله تعالى فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ این آوردن باین وجہ نیست کہ از عدم بوجود آرد یا از کفر باسلام بلکہ از زمرۂ مسلمین جمعے را بسبب داعیہ کہ در قلب صدیق اکبر ریختند منبعث گردانند بسوے جہاد و درمیان ایشان گرہے زند تا ہمہ بصورت اجتماعیہ خود آوردۂ حق باشند یعنی آن ہیئت اجتماعیہ بتدبیر الٰہی و الہام او و بالقای داعیہ قلوب ایشان متحقق گشت قوله تعالى يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ اینجا شش صفت مذکور شد دو از ان درمیان خدا و عباد او و دو درمیان ایشان و غیر ایشان از بنی آدم ہر کہ مومن است بہ نسبت او معاملہ والد با ولد میکنند و ہر کہ کافر است در حق او مثل جبرئیل در وقت صیحۂ ثمود جارحہ از جوارح الٰہی میشوند در فعل اتلاف و اہلاک و دو صفت در نصرت ملت یکے فعل جہاد و فی معناہ الامر بالمعروف والنهي عن المنكر و یکے قوت داعیہ او کہ بگفت مردم یا بسبب قرابت و مانند آن آن داعیہ متلاشی نگردد ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ تذکیر است عظیم القدر در تحقیق و تثبیت این خصال و بیان منزلت آنہا عند اللہ و ازینجا معلوم میشود کہ قتال مرتدین تلو غزوۂ بدر و حدیبیہ بود و نمونہ از مشاہد عظیمۃ القدر قوله تعالى إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ۔ انما در کلام عرب براے دلیل جملہ سابقہ و تحقیق و تثبیت او مے آید یعنی اے مسلمانان از ارتداد عرب و جموع مجتمعۂ ایشان چرا می ترسید جز این نیست کہ کارساز ناصر و یاری دہندۂ شما درحقیقت خدا است کہ مے ریزد الہام خیر و مے نماید تدبیر امور و رسول او کہ سر رشتۂ ترغیب بر جہاد

عالم آوردہ اوست و برای امت خود بدعای خیر دستگیر ایشان ست و در ظاہر محققین اہل ایمان کہ باقامت صلوٰۃ و ایتاء زکوٰۃ بوصف خشوع و نیایش متصف اند تحمل دواعیۂ الہیہ کنند و خدای تعالی بردست ایشان کارہای نیک در عالم سرانجام فرماید و سبب نزول و ما صدق این آیت صدیق اکبر ست لفظ عام ست شامل ہمہ محقین و دخول سبب نزول قطعی و بجہت این عموم جابر بن عبداللہ گفتہ است نزلت فی عبداللہ بن سلام لما ہجرہ قومُہ من الیہود واخرج البغوی عن ابی جعفر محمد بن علی الباقر اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا نزلت فی المومنین فقیل لہ انہا نزلت فی علیؓ فقال ہو من المومنین و چنانکہ شیعہ گمان برند و قصۂ موضوعہ روایت کنند و رَاکِعُوْنَ را حال از یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ می گیرند و بر تافتن انگشتری بجانب فقیری در حالت رکوع فرود می آرند و سیاق و سباق آیت را برہم زنند خدای تعالی اعضای ایشان را از ہم جدا سازد چنانکہ ایشان آیات مُتَّسِقَۃ بعضہا ببعض را از ہم جدا کردند وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ مفہوم این کلام آنست کہ ولایت مسلمانان و کارسازی ایشان خصوصا در مثل این حوادث عظام بسابقین متصفین بصفات کمال لائق ست نہ غیر ایشان قولہ تعالی وَمَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰہَ الخ امر ست بطاعت خدا و رسول و خلیفۂ رسول و ترغیب ست بران و بیان آنکہ غلبۂ اسلام موقوف ست بران و سعادت محصور ست دران چون اینہمہ بیان نمودہ شد باید دانست کہ وعدۂ خدای تعالی راست ست و انجاز این وعدہ در زمان حیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واقع نشد زیرا کہ فوجی مجتمع برای قتل اہل ارتداد دران زمان نہ بر آمد و بعد شیخین درین مدت طویلہ نیز قتال مرتدین بجمع رجال و نصب آلات قتال بوقوع نیامد ملا محالہ مصداق وعدہ جنود مجندۂ صدیق اکبر ست رضی اللہ عنہ کہ بجہت مجاہدۂ مرتدین

دنیا میں لایا ہوا انھیں کا ہی اور (دوسری صورت یہ ہی کہ) اپنی امت کی دعای خیر سے دستگیری کرتے ہین اور {ظاہر مین} وہ کامل الایمان لوگ، (تمھارے مددگار ہین) جو خشوع و خضوع کے ساتھ نماز قائم رکھتے ہین اور زکوۃ دینے کی صفت رکھتے ہین اور اُنکے مدد کی یہ صورت ہی کہ) وہ الہام آلہی کو قبول کر لیتے ہین اور خدای تعالی اُنکے ہاتھ سے نیک کامون کو سرانجام دیتا ہے

اِس آیت کے نزول کے سبب اور نیز اُسکے مصداق صدیق اکبرؓ ہین گو الفاظ عام ہین اور تمام کامل الایمان لوگون کو (تاقیامت) شامل ہین مگر (جو شخص) سبب نزول (ہوا اُس) کا (آیت کے مصداق ہین) داخل ہونا قطعی ہی۔ اسی عموم کی وجہ سے حضرت جابر بن عبداللہ نے فرمایا ہی کہ یہ آیت عبداللہ بن سلام کے حق مین نازل ہوئی تھی جبکہ انکو انکی قوم یعنی یہودیون نے (مسلمان ہوجانے کی وجہ سے) چھوڑ دیا تھا (اس موقع پر حضرت علی کا نام لینا بھی اسی عموم کی وجہ سے ہی چنانچہ) بغوی نے ابو جعفر یعنی محمد بن علی معروف بباقر سے روایت کی ہی کہ آیۂ انما ولیکم اللہ سب ایماندارون کے حق مین نازل ہوئی ہی اُنسے کہا گیا کہ (بعض لوگ تو کہتے ہین کہ) یہ علی کے حق مین نازل ہوئی ہی انھون نے کہا علی بھی مومنون مین سے ہین (لہذا ان لوگون کا قول بھی صحیح ہی) نہ جیسا شیعون نے گمان کیا اور ایک جھوٹا قصہ روایت کرتے ہین اور (ترکیب نحوی مین) راکعون کو یوتون الزکوۃ کا حال بناتے ہین اور حالت رکوع مین (حضرت علی کا) ایک فقیر کی جانب انگوٹھی پھینکنا بیان کرتے ہین اور (اس آیت کو ماقبل و مابعد سے بے تعلق کرکے) آیت کے سیاق و سباق کو برہم کر دیتے ہین خدای تعالی اُنکے اعضا کو ایک دوسرے سے جدا کر دے جسطرح اُنھون نے آیتون کو {جو ایک دوسرے سے مرتبط تھین} جدا کر دیا۔

والذین امنوا الخ مفہوم اس کلام کا یہ ہی کہ مسلمانون کا ولی و کارساز ہونا (ہر معاملہ مین) خاصکر ایسے بڑے بڑے حادثون مین (جیسے فتنۂ ارتداد تھا) انھین سابق القدم لوگون کو زیبا ہی جو صفات کمال کے ساتھ موصوف ہون نہ کسی اور کو۔

ومن یتول اللہ الخ خدا و رسول کی اور خلیفۂ رسول کی اطاعت کا حکم (دیا جا رہا) ہی اور اُسکی ترغیب دیجا رہی ہی اور اس بات کا بیان ہی کہ غلبۂ اسلام اسی (اطاعت) پر موقوف ہی اور سعادت (دارین) اسی (اطاعت) مین منحصر ہی۔

جب یہ سب بیان ہو چکا تو جاننا چاہیے کہ خدای تعالی کا وعدہ سچا ہی مگر اس وعدہ کا انجاز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین نہین ہوا کیونکہ اُس زمانہ مین کوئی فوج جمع ہوکر مرتدون سے لڑنے کے لیے نہین نکلی اور شیخین کے بعد بھی اس تمام طویل مدت مین کبھی فوجون کو جمع کرکے اور آلات حرب کو درست کرکے مرتدون سے لڑائی نہین ہوئی پس ضرور ہی کہ مصداق اس وعدہ کی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی فوج (ظفر موج) ہی جو مرتدون سے لڑنے کے لیے

بہ کمک تائید الٰہی در اسرع حین واحسن وجوہ سرانجام آن امر عظیم داد ونیز جمع رجال ونصب قتال با فرق مرتدین یکے از لوازم خلافت ست زیرا کہ خلافت
راشدہ ریاست خلق ست در اقامت دین
وجہاد اعداء اللہ واعلاء کلمۃ اللہ بوجھے کہ جمیع
قائمان وے درین اقامت ممدوح باشند
وثنا ورضا بایشان متوجہ شود وجہاد
مرتدین از اعظم انواع اقامت دین ست
ورضا وثنا برایشان درین آیات اظہر من
الشمس فی رابعۃ النہار ونیز باید دانست
کہ وَمَنْ يَتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ ترغیب ست
بتولی خلیفہ راشد وصدیق اکبر مورد نص ست
وآن قطعی الدخول ست واین اشارہ ست
بوجوب انقیاد خلیفہ راشد ودلالت ست
بر تحقق خلافت حضرت صدیق ونیز باید دانست
کہ حق سبحانہ بتاکید گواہی میدہد بران کہ
آن جماعہ در وقت قیام بقتال مرتدین
محبوبین ومحبین وکذا وکذا باشند و
این ہمہ صفات کمال ست پس اگر
حضرت صدیق در خلافت خود برحق نبود
جمعے کہ بامر او جہاد کردند وبا او بیعت
نمودند باستخلاف او راضی شدند محبین
ومحبوبین ومتصفین باوصاف کمال نباشند
واللازم باطل بشہادۃ اللہ تعالیٰ
ونیز باید دانست کہ اینجا گفتہ شد فسوف
یاتی اللہ بقوم ودر ظاہر صورت اجتماعیہ
آوردن مسلمین از دست حضرت صدیق
اتفاق افتاد واین ہمچنان ست کہ فرمود
وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى اتیان
بقوم کذا وکذا فی الحقیقت فعل حق ست سبحانہ
وتعالیٰ وحضرت صدیق کالجارحہ اند ودان
کدام منزلت بالاتر ازین منزلت خواہد بود
بعد منزلۃ الانبیاء صلوات اللہ وسلامہ
علیہم کہ او کامل ومکمل مانند او باشد ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْم ونیز باید دانست کہ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ
ہر چند بلفظ عام ست اما مورد نص صدیق اکبر ست ودخول مورد نص در عام قطعی ست پس صدیق اکبر ولی مسلمانان وکارساز ایشان ست

نکلی تھی جسنے اللہ کی مدد سے بہت جلد اور نہایت عمدہ طریقہ سے اتنے بڑے کام کو انجام دیدیا اور (چونکہ) جمع کرنا
فوج کا اور مرتدون سے لڑنا خلافت خاصہ کے لوازم سے ہی {اسلیے کہ خلافت راشدہ اُسی سرداری کو کہتے ہین
جو دین کے قائم رکھنے اور دشمنان خدا سے جہاد کرنے اور کلمۂ خدا کے بلند کرنیکے لیے ہو اسطرح پر کہ وہ سب
سردار اور اسکے پیرو سب اس دین کے قائم رکھنے مین ممدوح ہون اور (خدا کی) تعریف وخوشنودی اُنکے
شامل حال ہو اور (یہ ظاہر ہی کہ) مرتدون سے جہاد کرنا دین قائم رکھنے کی اعلے ترین قسم ہی اور مرتدون سے
جہاد کرنیوالون کی تعریف اور اُنسے خوشنودی ان آیات مین دوپہر کے آفتاب سے بھی زیادہ روشن ہی}
(لہذا ثابت ہوگیا کہ حضرت صدیق سے خلافت خاصہ کی مسند کو زیب وزینت تھی)

یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ من یتول اللہ (مین) خلیفۂ راشد سے محبت کرنے کی ترغیب ہی اور (یہ ثابت ہوچکا کہ) صدیق
اکبر اس آیت کے مصداق ہین (لہذا اس آیت مین انسے محبت رکھنے کا حکم نکلا) اور خلیفۂ راشد سے محبت رکھنا
اشارہ ہی اسطرف کہ اسکی اطاعت واجب ہی اور یہ (بھی سمجھ لو کہ اس آیت مین بھی) حضرت صدیق کی خلافت
کے وقوع کی دلالت ہی۔

اور یہ (مدعا اس تقریر سے) بھی (ثابت کیا جا سکتا ہی) جاننا چاہیے کہ حق سبحانہ تاکید کے ساتھ گواہی دیتا ہی
کہ وہ لوگ قتال مرتدین کے وقت مین (خدا کے) محبوب اور محب اور ایسے ایسے ہونگے اور یہ سب باتین اعلے
درجہ کی خوبیان ہین لہذا اگر (بقول اہل باطل) حضرت صدیق اپنی خلافت مین برحق نہوتے تو وہ لوگ
جنھون نے انکے حکم سے جہاد کیا اور اُنسے بیعت کی اور اُنکے خلیفہ بننے سے راضی تھے (خدا کے) محب ومحبوب
اور اعلے درجہ کی صفات کے ساتھ کیونکر موصوف ہو سکتے ہین اور (انکا ان صفات کے ساتھ موصوف نہونا) اللہ تعالے
کی شہادت سے (باطل ہی اور یہ باطل) لازم آیا ہی حضرت صدیق کی خلافت برحق نہونے سے۔ لہذا انکی خلافت
کا برحق نہونا محال ہوگا کیونکہ جس چیز سے باطل (لازم آئے وہ چیز محال ہوتی) ہی۔

اور یہ جو فرمایا کہ عنقریب اللہ ایک ایسی قوم کو لائیگا حالانکہ ظاہر مین مسلمانون کو (جہاد مرتدین کے لیے)
جمع کرنا حضرت صدیق کے ہاتھ سے ہوا بالکل ایسا ہی ہی جیسے فرمایا وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی ان
صفات کے ساتھ موصوف لوگون کا جمع کرنا درحقیقت حق سبحانہ وتعالی کا فعل تھا اور حضرت صدیق تو مثل جارحہ کے
تھے (اب بتاؤ) حضرات انبیا صلوات اللہ وسلامہ علیہم کے مرتبہ کے بعد کون مرتبہ اس سے بڑھکر ہوگا اور کون کامل
ومکمل حضرت صدیق کے مثل ہو سکتا ہی۔ یہ خدا کا فضل ہی جسکو چاہتا ہی دیتا ہی اور اللہ بڑا فضل والا ہی۔

اور یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ آیۂ انما ولیکم اللہ مین گو لفظین عام ہین مگر (چونکہ) مصداق آیت کے صدیق اکبر
ہین اور مصداق آیت کا حکم آیت مین داخل ہونا قطعی ہی لہذا صدیق اکبر مسلمانون کے ولی اور کارساز ہوے

و ہمین ست معنی خلافت راشدہ و صدیق اکبر متصف باقامت صلوۃ و ایتاء زکوۃ ست با وصف خشوع یا با وصف اکثار نوافل صلوۃ و این معنی ہم یکے از لوازم خلافت خاصہ ست
و نیز باید دانست کہ امر جہاد و قتال منسوب میشود
بآمر در عرف شائع بلکہ آمر میباید کہ احق باین
صفات باشد تا پرتو وے در دل دیگران کارکند
پس صفات ششگانہ در صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
علے اکمل الوجوہ متحقق باشد و این معنی از لوازم
خلافت خاصہ ست بلکہ میتواند بود کہ این ہمہ صفات
ششگانہ صفات صدیق باشد کہ بطریق تعریض
ادا کردہ شد کما قال عز من قائل وَلَا يَأْتَلِ
أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ الآیہ مراد اینجا
حضرت صدیق ست رضی اللہ عنہ تنہا اما بلفظ
جمع بیان نمودہ آمد چنانکہ قاعدۂ تعریض ست
و از قرائن این معنی آنست کہ در صورت قتال
مرتدین لوم لائمے کہ از مسلمان باشد پیش نیآید
و لوم کافران را اعتبار نیست پس لَا يَخَافُونَ
لَوْمَةَ لَائِمٍ تنہا برای صدیق اکبر ست چون
در قتال مانعین زکوۃ صحابہ اشکال داشتند و
ملامت پیش گرفتہ بودند نزدیک حضرت صدیق
کفر و ارتداد آن فریق محقق بود باشکال و ملامت
آنجماعہ التفات ننمود و از بحث ایشان خوفے بر دل
مبارک ورا و نیافت و از مضای رای خود باز نماند
فذلک قولہ تعالی لَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ وقال اللہ
تعالی فی سورۃ الفتح قُلْ لِلْمُخَلَّفِينَ مِنَ الْأَعْرَابِ
سَتُدْعَوْنَ إِلَىٰ قَوْمٍ أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ تُقَاتِلُونَهُمْ
أَوْ يُسْلِمُونَ فَإِنْ تُطِيعُوا يُؤْتِكُمُ اللَّهُ أَجْرًا حَسَنًا
وَإِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا
أَلِيمًا بگو ای محمد پس گذاشتگان را از بادیہ نشینان کہ عنقریب
خواندہ خواہید شد بسوی جنگ قومی خداوند کارزار سخت
جنگ کنید با ایشان یا آنکہ ایشان مسلمان شوند پس اگر
فرمانبرداری کنید بدہد خدا شما را مزد نیک و اگر روی گردانید چنانکہ
روی گردانیدہ بودید پیش از این عقوبت کند شما را عقوبت
دردناک سبب نزول این آیہ باجماع مفسرین و بدلالت سیاق و سباق آیات و بطبق مضمون احادیث صحیحہ آنست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سال حدیبیہ ارادہ نمودند کہ عمرہ بجا آرند پس فرمودند اعراب
بادیہ را تا ہمراہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سعادت اندوز باشند زیرا کہ احتمال قوی بود کہ قریش اندرون مکہ مانع آیند و باسباب کینہ ہائے کہ از جہت قتلے بدر و احد و احزاب

اور خلافت راشدہ کے یہی معنی ہین اور (یہ بھی اس آیت سے ثابت ہوگیا کہ) صدیق اکبر خشوع اور خضوع سے نماز پڑھنے اور زکوۃ دینے کے ساتھ یا نوافل کی کثرت کے ساتھ موصوف تھے یہ بات بھی لوازم خلافت خاصہ سے ہی۔

اور یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ عرف عام مین قتال وجہاد (کا فعل) حکم دینے والے کی طرف منسوب کیا جاتا ہی بلکہ حکم دینے والے کو ان صفات کے ساتھ زیادہ موصوف ہونا چاہیے تاکہ اُسکے دل کا پرتو دوسرون پر اثر کرے لہذا یہ چھ صفتین کل کی کل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مین بدرجۂ کمال ہونگی یہ بات بھی لوازم خلافت خاصہ سے ہی بلکہ ممکن ہی کہ یہ صفتین خاص حضرت صدیق ہی کی ہون یہان بطور تعریض کے ذکر کی گئی ہون جیساکہ ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالی نے فرمایا ہی ولا یاتل اولوا الفضل منکم والسعۃ یہان حضرت صدیق ہی مراد ہین مگر لفظ جمع لائی گئی ہی جیساکہ قاعدہ تعریض کا ہی حضرت صدیق کے ساتھ ان صفات کے خاص ہونے کا ایک قرینہ یہ بھی ہی کہ مرتدون سے جہاد کرنے مین کسی مسلمان کی ملامت (سوا حضرت صدیق کے کسی کو) پیش نہین آئی اور کافرون کی ملامت کا تو کچھ اعتبار ہی نہین لہذا لا یخافون لومۃ لائم تو حضرت صدیق کے ساتھ (قطعًا) خاص ہوگا (پس جب یہ ایک جملہ حضرت صدیق کے ساتھ خاص ہوا تو اوپر کے جملون کا بھی خاص ہونا بعید نہین) جب مانعین زکوۃ سے لڑنے مین صحابہ نے اعتراض کیا اور ملامت کرنے لگے اور (چونکہ) حضرت صدیق کے نزدیک انکا کفر و ارتداد ثابت ہو چکا تھا لہذا صحابہ کے اعتراض و ملامت سے اُنکے دل مبارک مین کچھ بھی خیال پیدا نہوا اور وہ اپنی رای کی تنفیذ سے باز نہ آئے ملامت کرنیوالے کی ملامت سے نہ ڈرنے کا یہی مطلب ہی۔

(**پانچوین آیت**) اللہ تعالی نے سورۂ فتح (چھبیسوین پارہ) مین فرمایا ہی۔

قُلْ لِلْمُخَلَّفِينَ مِنَ الْأَعْرَابِ کہدو اے محمد پیچھے چھوڑے ہوون کو (جو) بادیہ نشینون سے (ہین)
سَتُدْعَوْنَ إِلَىٰ قَوْمٍ أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ کہ عنقریب بلائے جاؤگے تم ایک ایسی قوم (کی لڑائی) کی طرف (جو)
تُقَاتِلُونَهُمْ أَوْ يُسْلِمُونَ فَإِنْ تُطِيعُوا سخت لڑنے والی (ہوگی) تم اُنسے لڑوگے یا وہ مسلمان ہو جائینگے
يُؤْتِكُمُ اللَّهُ أَجْرًا حَسَنًا وَإِنْ تَتَوَلَّوْا پس اگر اطاعت کروگے تم تو دیگا خدا تمکو اچھا بدلا اور اگر موںھ
كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ پھیروگے تم جیسے موںھ پھیرا تھا اس بلانے سے پہلے تو عذاب کریگا
عَذَابًا أَلِيمًا تمپر درد دینے والا عذاب

اس آیت کا سبب نزول باجماع مفسرین اور بدلالت سیاق وسباق آیات اور موافق مضمون احادیث صحیحہ یہ ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے سال ارادہ کیا کہ عمرہ بجا لائین لہذا آپنے اعراب (یعنی بادیہ نشینون) کو بلایا تاکہ وہ بھی اس سفر مین آنجناب صلے اللہ علیہ وسلم کی ہمرکابی کی سعادت حاصل کرین کیونکہ قوی احتمال تھا کہ قریش مکہ کے اندر داخل ہونے سے روکینگے اور بدر و اُحد و احزاب مین جو اُنکے عزیز و اقارب مارے گئے تھے

اسکا کینہ اُنکے دلون مین بھرا ہوا تھا لہذا آمادۂ جنگ ہو جائینگے اُسوقت بمقتضای تدبیر عقل ایک بڑی جماعت
کا ساتھ لیجانا ضروری تھا تاکہ قریش کے شر و فساد کا خوف نرہے۔ بہت سے اعراب نے آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم کے بلانے کا کچھ خیال نکیا اور اس سفر (مقدس) سے پیچھے بیٹھ رہے اور بعض اپنے خانگی اور مالی کامون
کا بہانہ کرکے ہٹ گئے بصرف اُن با اخلاص مسلمانون نے جو سر سے پیر تک بشاشت ایمان سے لبریز تھے
آپکی ہمرکابی و معیت کو سعادت سمجھکر رفاقت اختیار کی جب یہ حضرات مقام حدیبیہ مین پہونچے تو قریش
اپنی حمیت جاہلیت مین مبتلا ہوکر آمادۂ جنگ ہو گئے۔ بعد بہت کچھ جد و کد کے (مسلمانون کو) مغلوبانہ
صلح وہان کرنی پڑی اور (انجام یہ ہوا کہ) مکہ سے باہر احصار کی قربانی دیکر لوٹ آئے۔ چونکہ اس سفر مین
مخلصون کا اخلاص بالکل کھل گیا اور اُنکے دلون پر بیچینی بھی بہت غالب تھی عُمرہ کے فوت ہو جانیکی
وجہ سے اور صلح مغلوبانہ کے سبب سے۔ لہذا حکمت آلہی نے چاہا کہ اُنکے دلون پر مرہم رکھے غنائم خیبر سے
جو عنقریب اُنکے ہاتھ مین آئینگی اور اُن غنیمتون کو حاضرین حدیبیہ کے ساتھ خاص کردے۔ لہذا
حق تعالی نے غزوۂ خیبر مین جانے کی اجازت حاضران حدیبیہ کے سوا کسی کو ندی اور خیبر کی غنیمت مین کسی کو
حصہ ندیا چنانچہ (اس آیت سے پہلے فرمایا ہے سیقول المخلفون الخ (ترجمہ) عنقریب (ای نبی) کہین گے
پیچھے چھوڑے ہوے (اعراب مسلمانون سے) جب چلوگے تم مال غنیمت کی طرف تاکہ لو اسکو کہ ہمین بھی اجازت
دو ہم بھی تمھارے ساتھ چلین یہ لوگ چاہتے ہین کہ اللہ کی بات کو بدل دین (ای نبی) کہدو کہ تم ہمارے
ساتھ ہرگز نہ آؤ اللہ نے پہلے سے ایسا فرما دیا ہے اور (حکمت آلہی نے چاہا کہ اُنکے دلون پر مرہم رکھے) اپنی
خوشنودی تبیان کرکے اُن لوگون سے جنھون نے حدیبیہ مین بیعت کی چنانچہ (اسی سورت مین ہے) لقد
رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ بیشک اللہ راضی ہوگیا مومنون سے جبکہ
وہ بیعت کر رہے تھے (ای نبی) تمسے درخت کے نیچے۔ حاضران حدیبیہ مین سے اس بیعت سے کسی نے
تخلف نکیا سوا جد بن قیس منافق کے فقط۔ اور بغوی وغیرہ نے حضرت جابر سے روایت کی ہے کہ رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ داخل ہوگا دوزخ مین اُن لوگون مین سے کوئی جنھون نے درخت کے نیچے
بیعت کی۔ یہ واقعۂ حدیبیہ ایک (عظیم الشان) مشہد ہے مشاہد خیر سے کہ صحابۂ کرام اس مشہد مین اعلے
درجہ کے مراتب پر پہونچگئے اور (حکمت آلہی نے چاہا کہ اُنکے دلون پر مرہم رکھے) اُن غنیمتون سے جو کچھ دیر کے بعد
اُنکو حاصل ہونگی مثل غنائم حنین کے اور (نیز مرہم رکھے) اُن غنیمتون سے جنپر اہل عرب کو کبھی قدرت
نملی تھی اور وہ غنائم فارس و روم ہین کہ اہل فارس و روم کی قوت و شوکت اور کثرت افواج
و آلات حرب کی وجہ سے اُنپر غالب آجانے کا خیال بھی اہل عرب کو نہوتا تھا چنانچہ (اسی سورت مین ہے)

در قلوب ایشان متمکن بود منعرض بحرب شوند درین ہنگام بحسب تدبیر عقل لابد است از استصحاب جمعے کثیر تا از شر قریش ایمنی حاصل شود بسیارے از اعراب دعوت آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم گوش نکردہ از این سفر تخلف
نمودند و بعض باشتغال ضروریہ اہل و مال تعلل
کردند و مخلصین مسلمین کہ سرتاپا بہ بشاشت ایمان
ممتلی بودند مرافقت و موافقت را سعادت دانستہ
صحبت اختیار نمودند چون نزدیک بحدیبیہ رسیدہ شد
قریش بحمیت جاہلیت مبتلا گشتہ مستعد قتال
و جدال شدند بعد اللتیا والتی صلح مغلوبانہ
درانجا اتفاق افتاد و بیرون مکہ دم احصار ادا
کردند و بازگشتند چون درین سفر اخلاص مخلصان
مبرہن گشت و بر خواطر ایشان کرب عظیم مستولی
شدہ بود بسبب فوت عمرہ و از جہت صلح مغلوبانہ
حکمت آلہی تقاضا فرمود کہ جبر قلوب ایشان
نماید بغنائم خیبر کہ عنقریب بدست ایشان افتد
و آن مغانم را خاص بحاضرون حدیبیہ گرداند
غیر ایشان را اذن خروج نداد و دران مغانم
شریک نگردانید قال اللہ تعالی سَيَقُولُ
الْمُخَلَّفُونَ إِذَا انْطَلَقْتُمْ إِلَىٰ مَغَانِمَ
لِتَأْخُذُوهَا ذَرُونَا نَتَّبِعْكُمْ يُرِيدُونَ
أَنْ يُبَدِّلُوا كَلَامَ اللَّهِ قُلْ لَنْ
تَتَّبِعُونَا كَذَٰلِكُمْ قَالَ اللَّهُ مِنْ قَبْلُ
و باخبار رضاے خود از ان جماعہ کہ در حدیبیہ
بیعت نمودند قال اللہ تعالی لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ
عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ
الشَّجَرَةِ الآیہ و ہیچکس از حاضران حدیبیہ
ازین بیعت تخلف نکرد الا جد بن قیس
منافق تنہا و آخرجہ البغوی وغیرہ عن جابر
ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال
لا یدخل النار احد ممن بایع تحت
الشجرۃ و این مشہد یکے از مشاہد خیر است
کہ صحابۂ کرام دران مشہد بمقامات علیہ
فایز گشتند و بغنائمے کہ بعد مدتے بدست ایشان افتد مانند غنائم حنین و بغنائم اُخرے کہ گاہے عرب بران قادر نشدہ بودند و آن غنائم فارس
و روم است کہ بسبب قوت شوکت و کثرت عدد و عُدد ایشان استیلا بران جماعہ و اخذ مغانم از ایشان در خیال عرب نمیگذشت قال اللہ تعالی

[illegible] اللہ مغانم کثیرۃ مغانم عرب ست حنین و مانند آن فعجل لکم ہذہ مغانم خیبر ست کہ متصل حدیبیہ بدست ایشان آمدہ و اخری لم تقدروا

وعدکم اللہ مغانم کثیرۃ (یعنی اللہ نے تمسے بہت غنیمتون کا وعدہ کیا ہی) اس سے ملک عرب کی غنیمتین مراد ہین مثل غنیمت حنین کے فعجل لکم ہذہ (یعنی یہ غنیمتین تمکو جلد الفور دین) مراد اس سے غنائم خیبر ہین جو حدیبیہ کے بعد علے الاتصال انکو ملین واخری لم تقدروا علیہا (یعنی کچھ غنیمتین اور ہین جنپر تمہین دادا پردادا کے وقت سے آجتک کبھی قابو نہین ملا) مراد اس سے فارس وروم کی غنیمتین ہین نیز حکمت الٰہیہ نے چاہا کہ جو لوگ حدیبیہ مین شریک نہین ہوے انکی تہدید کیجائے اور انکی حالت کی خرابی بیان کیجائے (لہٰذا) فرمایا قل للمخلفین الخ (یہی اس آیت کا سبب نزول ہی)

(اس آیت مین) آگے چلکر سخت لڑنے والی قوم سے لڑنیکے لیے انکو بلائے جانیکا ذکر اسلیے کردیا گیا کہ اس واقعہ کے ظہور سے پہلے بُلانے کے منظور کرنے یا نکرنے کے انجام پر غور کر رکھین تاکہ جب وہ واقعہ پیش آئے (اور وہ بلائے جائین) تو ناواقف نرہین اور احتمالات عقلیہ[1] انکے دل کو پریشان نکرین یہی مضمون ستدعون سے بیان ہوا ہے ستدعون سے بطور اقتضاء[2] (النص) کے یہ بھی سمجھا گیا کہ زمانۂ آیندہ مین کوئی بلانیوالا اعراب کو جہاد کفار کی طرف بلائیگا اور اسکے بلانے سے تکلیف شرعی قائم ہوجائیگی یعنی اگر وہ لوگ اُسکے بلانے کو مان جائینگے تو ثواب پائینگے ورنہ عذاب کیا جائیگا یہ (وصف) خلیفۂ راشد کا لازم بیّن[3] ہی اور جہاد کی طرف بلانا خلیفہ کے اعظم صفات سے ہی لہٰذا اس آیت سے جہاد کیطرف بلانیوالے کے ظہور کا وعدہ ہی اور اسسے بلانیوالے کی خلافت کا ثبوت مفہوم ہوتا ہی۔

اب ہم یہ دیکھنا چاہتے ہین کہ یہ بلانے والے کون تھے اور یہ (چارون) اوصاف کس مین پائے گئے

ایک وصف یہ کہ اعراب (جہاد کے لیے ضرور) بلائے جائین خواہ اہل شہر بھی بلائے گئے ہون (یا نہین)

دوسرا وصف یہ کہ جن کفار سے لڑنیکے لیے بلائے جائین وہ اولی باس شدید ہون اولی باس شدید کا مطلب یہ ہی کہ جسقدر لڑائیان اس سے پہلے ہو چکی ہین اُن لڑائیون کے فریقین سے قوت و شوکت زیادہ رکھتے ہون اگر یہ مطلب نہ لیا جائے تو (اولی باس شدید کی کوئی ایک حد نہوگی کیونکہ قوت و ضعف امر نسبتی ہی کمزور آدمی بھی بہ نسبت اپنے سے کمزور کے قوی کہا جاسکتا ہی لیکن عرف عام یہی ہی کہ جسقدر لڑائیان ابتک ہو چکی ہین اُنکے فریقین کی بہ نسبت جمعیت مین زیادہ اور قوی ہون اور آلات حرب زیادہ رکھتے ہون تو اولی باس شدید کہا جائیگا ورنہ نہین اولی باس شدید کی پہچان یہ نہین ہی کہ بزدلی کی وجہ سے کسی قوم کی دہشت غالب ہوجائے اور اُسکو اولی باس شدید کہدیا جائے بلکہ اولی باس شدید وہ قوم ہی کہ بمقتضای قیاس اور بحکم عقل خالص جو بنی آدم مین پیدا کی گئی ہی (میدان جنگ مین) اُس قوم کے غالب ہوجانیکے قرائن زیادہ ہون یہ دوسری بات ہی کہ (انجام کار) فضل الٰہی بطور خرق عادت کے اُس پر شوکت قوم کو ان کمزورون کے ہاتھ سے درہم وبرہم کردے

علیہا مغانم فارس وروم ست ونیز حکمت الٰہیہ تقاضا نمود کہ تہدید متخلفین و تفضیح حال ایشان کردہ شود قال اللہ تعالیٰ قل للمخلفین الایۃ و از آیندہ کہ دعوت ایشان ست برای قتال اولی باس شدید اعلام کردہ آمد تا پیش از وقوع واقعہ تامل وافی در عواقب قبول دعوت و عدم قبول آن کردہ باشند و چون روے دہد بر بصیرت باشند از ان و احتمالات عقلیہ مشوش حال ایشان نگردد فذلک قولہ ستدعون بطریق اقتضا ازین کلمہ مفہوم شد کہ در زمان مستقبل داعیے خواہد بود اعراب را بسوی جہاد کفار و ازین دعوت تکلیف شرعی متحقق خواہد شد اگر قبول دعوت کنند ثواب آن بیابند و اگر رد کنند معاقب شوند و این لازم بیّن خلیفۂ راشد ست و دعوت بسوے جہاد اعظم صفات خلیفہ ست پس ازین آیت وعدۂ وجود داعی بسوے جہاد و اثبات خلافت او مفہوم شد در تفتیش آنیم کہ این داعیان کہ بودند و این اوصاف بر کدام شخص منطبق شد یکے ازان اوصاف این ست کہ دعوت برائے اعراب باشد کہ بادیہ نشینان اند گو اہل شہر را نیز دعوت کنند دوم آنکہ دعوت بقتال کفار اولی باس شدید باشد و معنی اولی باس شدید آنست کہ از جماعہ کہ مستعد قتال شدہ اند داعیان و مدعوان ہمہ بشدت باس بیشتر داشتہ باشند والا شدت و ضعف امر نسبتی ست ہر ضعیفے [illegible] بہ نسبت اضعف از و و لیکن عرف عام [illegible] قتال [illegible] نسبت

[illegible] شدید گرینعلا نہ متی اولی باس شدید آنست کہ بمقتضای قیاس
[illegible] خرق عادت آن جمع را [illegible] و لیکن [illegible] درہم -

تیسرا وصف یہ کہ وہ کافر جنسے لڑنیکے لیے اعراب بلائے جائین قریش کے علاوہ ہون کیونکہ قوم کا (بقاعدۂ علم نحو) نکرہ لانا بتا رہا ہی کہ یہ قوم علاوہ اُن لوگون کے ہی جسکی (لڑائی کی) طرف رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ مین بلایا تھا اگر اس قوم سے جسکی طرف بلائے جانیکا ذکر اس آیت مین ہی قریش مراد ہوتے تو عبارت یون ہونی چاہیے تھی ستدعون الیہم مرۃ اخری (یعنی تم پھر دوبارہ ان (کی لڑائی) کی طرف بلائے جاؤگے) یہ نہ کہا جاتا کہ ستدعون الی قوم (یعنی تم کسی ایسی قوم کیطرف بلائے جاؤگے)

چوتھا وصف یہ ہی کہ یہ بلانا ایسے جہاد کے لیے ہوگا جو بغیر اسلام لائے یا بغیر قوم اولی باس شدید سے جنگ ہوے ختم نہوگا یہ بلانا خلیفہ کی خلافت مضبوط کرنے یا مسلمان باغیون کو شکست دینے کے لیے نہوگا جیسا کہ حضرت مرتضی کرم اللہ وجہہ نے اہل مدینہ کو (اپنی خلافت مضبوط کرنے کے لیے اور جمل اور صفین والون کو شکست دینے کے لیے) بلایا تھا نیز اس بلانیکا انجام یہ نہوگا کہ دشمن ہیبت سے ڈر جائے اور پھر نوبت جنگ نہ آنے پائے اور مسلمان لوٹ آئین جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک مین اہل روم سے لڑنے کے لیے بلایا تھا مگر (انجام یہ ہوا کہ) **قیصر** (روم) نے اپنی جگہ سے جنبش نہ کی اور مسلمان لوٹ آئے لڑائی نہوئی۔

جب یہ بات معلوم ہوگئی تو اب جاننا چاہیے کہ یہ بلانیوالے خلفای ثلاثہ تھے انکے سوا کوئی نہ تھا کیونکہ موافق احتمالات عقلیہ کے یہ بلانیوالے یا جناب مقدس نبوی صلے اللہ علیہ وسلم ہونگے یا خلفای ثلثہ یا حضرت مرتضی یا بنی امیہ یا بنی عباس یا ترک جنھون نے سلطنت عرب کے ختم ہو جانیکے بعد سر اٹھایا تھا ان (چھہ احتمالون) سے زیادہ کوئی احتمال نہین نکلتا (اب دیکھو خلفای ثلاثہ کے سوا جسقدر احتمال ہین سب باطل ہین کیونکہ) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اس قسم کا بلانا کبھی ظاہر نہین ہوا اسلیے کہ یہ آیت حدیبیہ مین نازل ہوئی اور حدیبیہ کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے غزوات گنتی کے ہین اور معلوم ہی کہ اُنھین سے کسی مین اس قسم کا بلانا نہین ہوا حدیبیہ کے بعد ہی علے الاتصال غزوۂ خیبر ہوا اس غزوہ مین اعراب کے کسی متنفس کو آپنے نہین بلایا بلکہ اس غزوہ مین تو سوا ان لوگون کے جو حدیبیہ مین شریک تھے کسی اور کا شریک کرنا منع تھا جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی قل لن تتبعونا کذلکم قال اللہ من قبل (یعنی اے نبی (اعراب سے) کہدو کہ تم (خیبر مین) ہمارے ساتھ نہ آؤ تمھارے متعلق پہلے ہی اللہ نے ایسا فرمادیا ہی) خیبر کے بعد غزوۂ فتح پیش آیا اس غزوہ مین کچھ اعراب بلائے گئے مگر اہل مکہ قوم اولی باس شدید نہ تھے کیونکہ یہ وہی لوگ تھے جنسے لڑنے کے لیے حدیبیہ مین بلائے جاچکے تھے اور الفاظ آیت بتا رہے ہین کہ قوم اولی باس شدید سے اہل مکہ کے علاوہ کوئی دوسری قوم مراد ہی غزوۂ حُنین بھی مراد نہین ہوسکتا کیونکہ اہل ہوازن (جنسے اس غزوہ مین لڑائی تھی) بہت ہی قلیل و ذلیل تھے ایسے نہ تھے کہ انکو بارہ ہزار مردان جنگی کے

سوم آنکہ دعوت برای غیر قریش باشد زیراکہ تنکیر قوم می فہماند کہ ہُنّ غیر الاولین الذین دعا الیہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی الحدیبیۃ و در صورتیکہ مدعو الیہم قریش باشند نظم کلام چنین باید ساخت ستدعون الیہم مرۃ اخری وگفتہ نشود ستدعون الی قوم چہارم آنکہ این دعوت برای قتالے باشد کہ منتہی نگردد الا باسلام یا قتال این قوم اولی باس شدید نہ دعوت برای احکام خلافت خلیفہ و شکست بغاۃ مسلمین چنانکہ حضرت مرتضے کرم اللہ وجہہ دعوت فرمود اہل مدینہ را یا دعوت برای ترسانیدن دشمن و چون ہیبت افتاد بازگردند بدون قتال چنانکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در تبوک دعوت فرمودند بہ خروج بسوی روم و چون قیصر از جای خود حرکت نکرد بازگشتند و در انجا قتالے واقع نشد چون این مقدمہ دانستہ شد باید دانست کہ این داعی صادق ست بر خلفاے ثلاثہ لا غیر زیراکہ بحسب احتمالات عقلیہ این داعی یا جناب مقدس نبوی ست صلے اللہ علیہ وسلم یا خلفای ثلثہ یا حضرت مرتضے رضوان اللہ علیہم یا بنی امیہ یا بنی عباس یا اتراک کہ بعد دولت عرب سر برآوردند لا یتجاوز الامر عن ذلک از آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دعوت کذا واقع نشد زیراکہ نزول آیت در قصۂ حدیبیہ ست و غزوات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بعد حدیبیہ محصور و معلوم ست بر ہیچ یک دعوت کذا صادق نمی آید متصل حدیبیہ غزوۂ خیبر واقع شد ہیچکس را از اعراب دران غزوہ دعوت نفرمودند بلکہ غیر حاضرین حدیبیہ ممنوع بودند از حضور دران مشہد کما قال قُلْ لَنْ تَتَّبِعُوْنَا كَذٰلِكُمْ قَالَ اللّٰهُ مِنْ قَبْلُ و بعد ازان غزوۂ الفتح پیش آمد فی الجملہ دعوتے واقع شد اما نہ برای قتال قوم اولی باس شدید زیراکہ ایشان ہمان بودند کہ دعوت حدیبیہ برای ایشان بود و نظم کلام دلالت بر تغایر این دو قوم مے نماید و غزوۂ حُنَین نیز مراد نیست زیراکہ ہوازن اقل و اذل بودند از ان کہ بہ نسبت دوازدہ ہزار مرد جنگی

کہ در کاب شریف حضرت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم از مہاجرین و انصار و اعراب و مسلمۃ الفتح نہضت کردہ بود ندا ایشان را اولی باس شدید گفتہ شود ہر چند حکمت الٰہی در مقابلہ اعجبتکم کثرتکم جولتے درکار ایشان کردہ باشد و غزوۂ تبوک نیز مراد نیست زیرا کہ تقاتلونھم او یسلمون در انجا متحقق نشد غرض آنجا ایقاع ہیبت بود در قلوب شام و روم چون ہرقل جنبش نکرد و فوجے نفرستاد باز مراجعت فرمودند و بنو امیہ و بنو عباس و من بعد ایشان گاہے اعراب حجاز و یمن را بقتال کفار نخواندہ اند کما ھو معلوم من التاریخ قطعًا این دعوت مقیدہ درین مدت متطاولہ غیر از خلفاء ثلثہ متحقق نگشت قال الواقدی لما قبض رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم استخلف ابوبکر رضی اللہ عنہ فقتل فی خلافتہ مسیلمۃ الکذاب ابن قیس الذی ادعی النبوۃ وقاتل بنی حنیفۃ وقتل ایضا سجاح والاسود العنسی وھرب طلیحۃ الی الشام وفتح الیمامۃ واطاعت العرب لابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ فعوّل عند ذلک ان یبعث جیوشہ الی الشام وصرف وجھہ الی قتال الروم فجمع الصحابۃ رضی اللہ عنہم فی المسجد وقام فیہم فحمد اللہ واثنی علیہ وذکر النبی صلے اللہ علیہ وسلم ثم قال ایہا الناس اعلموا ان اللہ تعالی قد فضلکم بالاسلام وجعلکم من امۃ محمد علیہ الصلوۃ والسلام وزادکم ایمانا ویقینا ونصرکم نصرا مبینا فقال فیکم الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا واعلموا ان الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کان بوجہ وھمتہ الی الشام فقبضہ اللہ تعالی

مقابلہ مین (جو حنین مین ہوا کہ جو حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے یعنی مہاجرین و انصار و مسلمین فتح) اولی باس شدید کہا جائے یہ دوسری بات ہی کہ حکمت الٰہی نے میدان جنگ مین بوجہ اسکے کہ مسلمانون کو اپنی کثرت پر کچھ ناز پیدا ہو گیا تھا دوسرا رنگ دکھادیا۔ غزوۂ تبوک بھی مراد نہین ہو سکتا کیونکہ وہان تقاتلونھم او یسلمون نہین پایا جاتا (یعنی اس غزوہ کا انجام یہ نہین ہوا کہ حریف اسلام لاتا یا اسکے جنگ کی نوبت آتی) مقصود الٰہی اس غزوہ سے صرف اہل شام و روم کے دلون مین ہیبت کا پیدا کردینا تھا۔ جب ہرقل نے جنبش نہ کی اور فوج نہ بھیجی تو مسلمان لوٹ آئے (باقی رہے حضرت مرتضی) اور بنی امیہ اور بنی عباس اور اُنکے بعد والے تو ان لوگون نے حجاز اور یمن کے اعراب کو کافرون سے لڑنیکے لیے بلایا ہی نہین جیسا کہ تاریخ سے ثابت ہے یقینًا یہ خاص قسم کا بلانا (جسمین چارون مذکورہ اوصاف پائے جائین) اتنی طویل مدت مین سوای خلفای ثلاثہ کے اور کسی سے ظہور مین نہین آیا۔ واقدی نے لکھا ہی کہ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے اُنکے عہد مین مسیلمہ کذاب ابن قیس مارا گیا جسنے دعوای نبوت کیا تھا اور اُنھین نے بنو حنیفہ سے قتال کیا۔ نیز اُنھین کے زمانہ مین سجاح اور اسود عنسی مارے گئے اور طلیحہ شام کی طرف بھاگ گیا اور اُنھین نے یمامہ کو فتح کیا اور تمام عرب اُنکا مطیع ہو گیا اُسوقت اُنھون نے ارادہ کیا کہ ملک شام پر لشکرکشی کرین اور اُنکی توجہ غزوۂ روم کی طرف مائل ہوئی چنانچہ اُنھون نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو مسجد (نبوی) مین جمع کیا اور (منبر پر) کھڑے ہو کر اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو یاد کیا اسکے بعد فرمایا کہ ای لوگو تمکو واضح ہو کہ اللہ تعالی نے تمکو اسلام کے سبب سے فضیلت دی ہی اور تمکو محمد علیہ الصلوۃ والسلام کی امت مین کیا ہی اور تمہارے ایمان اور یقین کو ترقی دی ہی اور کھلم کھلا تمہاری مدد کی ہی اور تمہارے ہی حق مین فرمایا ہی کہ الیوم اکملت یعنی آج مین نے کامل کردیا تمہارے لیے دین تمہارا اور پوری کردی مین نے تمپر نعمت اپنی اور پسند کیا مین نے اسلام کو تمہارے لیے دین۔ اور یہ بھی تمکو واضح رہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی توجہ اور ہمت ملک شام کی طرف تھی مگر اللہ نے اُنکو اُٹھا لیا اور اُنکے لیے اپنا قرب پسند کیا صلے اللہ علیہ وسلم۔ لہذا اب مین ارادہ رکھتا ہون کہ تمام مسلمانون کو جمع کرکے شام کی طرف بھیجون کیونکہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے پہلے (اشارۃً) مجھے اسکا حکم دیا تھا اور فرمایا تھا کہ زمین کی مشرق و مغرب سب میرے لیے لپیٹ دیگئی ہی اور جسقدر حصہ زمین کا میرے لیے لپیٹا گیا وہان تک میری امت کی سلطنت پہونچیگی پس اب تم لوگ (اس بارہ مین) کیا کہتے ہو اللہ تمپر رحم کرے ان لوگون نے کہا کہ یا خلیفۂ رسول اللہ ہمارا کہنا آپکے سامنے کیا مناسب ہی آپ اپنے حکم سے ہمین اطلاع دین اور جہان چاہین ہمین بھیجدین کیونکہ اللہ عز و جل نے

واختار لہ ما لدیہ صلے اللہ علیہ وسلم الا وانی عازم ان اوجّہ المسلمین باہالیہم واموالہم الی الشام فان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم امرنی بذلک قبل موتہ فقال زویت لی الارض مشارقہا ومغاربہا وسیبلغ ملک امتی ما زوی لی منہا فما تقولون فی ذلک رحمکم اللہ قالوا یا خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرنا بامرک ووجہنا حیث شئت فان اللہ عز وجل

آپکی اطاعت ہمپر فرض کی ہی چنانچہ فرمایا ہی اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم یہ سنکر حضرت ابوبکر خوش ہوے اور بہت مسرور ہوے اسکے بعد منبر سے اُتر آئے اور بادشاہان یمن اور سرداران عرب اور اہل مکہ کے نام خطوط لکھے ان تمام خطوط کا مضمون یہ تھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم عبد اللہ (ملقب بہ) عتیق ابن ابی قحافہ کی طرف سے تمام مسلمانون کو واضح ہو سلام ہو تمپر۔ مین اللہ کی تعریف کرتا ہون جسکے سوا کوئی معبود نہیں اور درود پڑھتا ہون اُسکے نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر۔ مین نے ارادہ کیا ہی کہ تمکو ملک شام کی طرف بھیجون تاکہ تم لوگ اسکو فتح کرو پس جو شخص تم مین سے جہاد کا ارادہ کرے اُسکو چاہیے کہ سبقت کرے (کیونکہ) طاعت خدا وطاعت رسول (اسی پر) موقوف ہی (خط کے) آخر مین یہ آیت لکھی تھی انفروا خِفَافًا وَثِقَالًا بعد اسکے یہ خطوط سبکے پاس بھیجدیے اور اُسکے جواب کا انتظار کیا سب سے پہلے جو شخص یمن بھیجا گیا وہ حضرت انس بن مالک تھے جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے۔ واقدی کا کلام ختم ہوا۔

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا اس بلانے مین مثل جارحہ کے ہونا اور اُنکا اس واقعہ مین اس حدیث قدسی کا مظہر ہونا جو اللہ تعالی نے بخطاب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمائی کہ تم ایک لشکر بھیجو تو ہم ویسے ویسے پانچ لشکر بھیجینگے بالکل کھلا ہوا ہی چنانچہ (اُنکے) اس خط نے لوگون کے دلون مین ایسا اثر کیا جو دنیا وی عقل سے بالاتر ہی یہانتک کہ غزوۂ یرموک مین چالیس ہزار آدمی جمع ہوگئے اور اُنکے ہاتھ سے عجیب کوشش ظاہر ہوئی اور ایسی فتح حاصل ہوئی جو حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے اسوقت تک کبھی نہ ہوئی تھی بمقابلہ کوشش اور اہتمام کے دوگنا چوگنا نتیجہ حاصل ہوا۔

حضرت صدیق کا یہی کام فاروق اعظم کے لیے دستور العمل بنگیا انھون نے اسی طریقہ سے غزوۂ قادسیہ مین اعراب کو دعوت دی۔ روضۃ الاحباب مین ذکر غزوۂ قادسیہ مین لکھا ہی کہ جب یہ خبر ملی کہ اہل عجم نے یزدگرد کو بادشاہ بنایا ہی تو انھون نے اپنے عمّال کو اس مضمون کا خط بھیجا کہ ان اطراف مین جسکو تم جانتے ہو کہ اُسکے پاس گھوڑا اور ہتھیار ہی اور ہمت وشجاعت بھی رکھتا ہی اور فن حرب سے بھی واقف ہی اُسکو فوراً سامان درست کرکے مدینہ بھیجدو اسیطرح حضرت عثمان نے بھی عبد اللہ بن ابی سرح کی کمک کیلیے جبکہ اُنھون نے وہان کے بادشاہ سے جنگ چھیڑی اعراب کو بلایا اور یہ واقعہ مشہور ہی۔

جب ثابت ہوگیا کہ وہ بلانا جسکا ذکر قرآن مین ہے انھین خلفاے ثلاثہ سے ظاہر ہوا تو ثابت ہوگیا کہ وہ خلیفۂ راشد تھے اور اُنکا (لوگون کو جہاد کی طرف) بلانا موجب تکلیف شرعی تھا یعنے اُن کا حکم ماننے سے مستحق ثواب اور اُن کا حکم نہ ماننے سے مستوجب عذاب ہوے۔

فرض طاعتك علينا فقال تعالى وَأَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ قال فسر بہ ابوبکر رضی اللہ عنہ بقولہم وسر سرورا عظیما ونزل عن المنبر وکتب الکتاب الى

ملوك اليمن وامراء العرب والى اهل مكة وكانت الكتب كلها يومئذ نسخة واحدة بسم اللہ الرحمن الرحيم من عبد اللہ عتيق ابن ابی قحافة الى سائر المسلمين سلام عليكم فانی احمد اللہ الذی لا الہ الا هو ونصلی على نبيہ محمد صلى اللہ عليہ وسلم وانی قد عزمت على ان اوجهكم الى الشام لتاخذوها من ايدى الكفار فمن عول منكم على الجهاد فليبادر على طاعة اللہ وطاعة رسولہ ثم كتب اِنْفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا الآیہ ثم بعث الكتاب اليهم واقام منتظرا جوابهم وقدومهم فكان اول من بعث الى اليمن انس بن مالك خادم رسول اللہ صلى اللہ عليہ وسلم انتهى كلامہ وبرہان بر بودن حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کالجارحہ درین دعوت وظهور سر حدیث قدسی کہ در مخاطبۂ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم واقع است اِبعث جیشا نبعث خمسة مثلہ درین واقعہ ظاہر وباہر بود آن نامہ در دل مردم کاری کرد کہ از میزان عقل معاشی بیرون ست تا آنکہ در غزوۂ یرموک چہل ہزار کس مجتمع شد وکوشش عجیب از دست ایشان بر روی کار آمد وفتحے کہ ہیچگاہ از زمان حضرت آدم عم تا ایندم واقع نشدہ بود ظهور نمود وکشود کار اضعافا مضاعفة از کوشش واہتمام ظاہر گردید واین فعل حضرت صدیق دستور العمل فاروق اعظم شد رضی اللہ عنہما بہمین اسلوب واقعۂ قادسیہ دعوت اعراب فرمود فی کتاب روضة الاحباب عند ذکر غزوة القادسیة چون خبر رسید کہ عجم یزدگرد را بپادشاہی برداشتند وامور خود مہیا ساختند امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ بہر یک از عمال خود نامہ نوشت بدین مضمون کہ با بیدار ان ناحیہ ہر کرا دانند کہ اسپ وسلاح دارد واز اہل نجدت وشجاعت ومقاتلہ بود ساختگی نمودہ بتعجیل تمام بجانب مدینہ روان سازد وہم چنین دعوت امیر المؤمنین عثمان برای کمک عبد اللہ بن ابی سرح چون در افریقیہ با ملک آنجا مقاتلہ در پیش کرد مشہور ست چون ثابت شد کہ این خلفا داعی بودند بدعوت موصوف فی القرآن ثابت شد کہ خلفای راشدین بودند دعوت ایشان موجب تکلیف ناس شد وبقبول آن مستحق ثواب وبعدم قبول مستوجب عذاب گشتند

وقال الله تعالی فی سورة الفتح مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیغامبر خداست و آنکہ ہمراہ اویند سخت اند بر کافران مہربان اند در میان خود ہای بینی ای بینندہ ایشان را رکوع کنندہ و سجدہ نمایندہ می طلبند بخشایش از خدا و خوشنودی را علامت صلاح ایشان در روہای ایشان ست از اثر سجدہ آنچہ مذکور میشود داستان ایشان ست در توریت و داستان ایشان ست در انجیل ایشان مانند زراعتے ہستند کہ بر آوردہ است گیاہ سبز خود را پس قوت داد آنرا پس سطبر شد پس بایستاد بر ساقہای خود بشگفت می آرد زراعت کنندگان را عاقبت حال غلبۂ اسلام آنست کہ بخشم آرد خدای تعالے بسبب ایشان کافران را وعدہ دادہ است خدای تعالے آنان را کہ ایمان آوردہ اند و کارہای شایستہ کردند ازین امت آمرزش بزرگ سوق کلام برای تشریف آن مخلصان ست کہ در سفر حدیبیہ ہمراہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بودند و بشارت بغلبۂ ایشان بر جمیع امم قولہ تعالی مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ چون سخن در ستایش این قوم افتاد لازم شد اولاً ذکر امام ایشان و در ستودن پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم ہمین کلمہ اکتفا کردہ شد کہ محمد رسول اللہ یعنی کدام فضیلت ست کہ در ضمن رسول اللہ نیامدہ و کل الصید فی جوف الفرا قولہ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ مراد ازین جماعت آنانند کہ در سفر حدیبیہ ہمراہ آنجناب بودند صلے اللہ علیہ وسلم زیرا کہ سوق کلام برای تشریف این جماعت ست و حقیقت معیت معیت در جائے ست یا در سفرے و معیت دینیہ مثلا مجاز ست لا یلتفت الیہ ما دام للحقیقۃ مساغ و در حدیث مستفیض فضیلت اہل حدیبیہ آمدہ قولہ اَشِدَّآءُ فضائل مجموع اند در دو نوع حسن معاملہ کہ در میان ابناء جنس خود باشد و حسن معاملہ کہ در تہذیب نفس خود بود

(چھٹی آیت) اللہ تعالی نے (اسی) سورۂ فتح (چھبیسوین پارہ) مین فرمایا ہی۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ	محمد [صلے اللہ علیہ وسلم] پیغمبر خدا ہین اور جو لوگ اُنکے ہمراہ ہین سخت ہین
مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ	کافرون پر مہربان ہین باہم [ای دیکھنے والے] تو دیکھتا ہی اُنکو رکوع
بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ	کرنیوالا اور سجدہ کرنیوالا طلب کرتے ہین بخشش کو خدا سے اور
فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ	خوشنودی کو علامت ان [کے نیک ہونے] کی اُنکے چہرون مین (ظاہر)
فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ	ہی سجدون کے نشان سے یہ [جو کچھ ذکر کیا جاتا ہی] انکی (وہ) حالت ہے
ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ	جو توریت مین (بیان ہوئی) اور اُنکی وہ حالت ہی (جو) انجیل مین بیان
فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ	ہوئی ہی) [یہ لوگ] مثل اُس کھیتی کے ہین جسنے نکالا اپنا انکھوا پھر
فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى	اسکو قوی کیا اُسنے پھر وہ فربہ ہوگیا پھر کھڑا ہوگیا اپنی ڈنڈی پر کاشتکارون
سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ	کو خوش کرتا ہی [غلبۂ اسلام کی حالت] کا انجام یہ ہے کہ
بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ	غصہ مین لائے خدا بسبب اُنکے کافرون کو۔ وعدہ دیا ہی خدای تعالی
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ	نے اُن لوگون کو جو ایمان لائے اور اُنھون نے نیک کام کیے امت
مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا	محمدیہ سے بخشش کا۔

یہ کلام خاص انھین مخلصون کی بزرگی ظاہر کرنے کے لیے ہی جو سفر حدیبیہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے اور اُنکے تمام فرقون پر غالب آجانے کی بشارت بھی ہی۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ جب اُس گروہ کی تعریف کیجاتی ہی تو اُس گروہ کے سردار کا ذکر بھی ضروری ہی (لہذا ابتدا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کی گئی) اور آپکی تعریف مین صرف اسی ایک کلمہ رسول اللہ پر قناعت کی گئی جس سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ کوئی فضیلت ایسی نہین ہی جو (لفظ) رسول اللہ کے ضمن مین نہ آگئی ہو (مثل ہی کہ) جتنے شکار ہین سب گورخر کے پیٹ مین ہین (یعنی گورخر کے مقابلہ مین حقیر ہین۔ اسیطرح وصف رسالت کے مقابلہ مین باقی اوصاف کی حالت ہے)

وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ۔ مراد اس سے وہی لوگ ہین جو سفر حدیبیہ مین آنجناب کے ہمراہ تھے کیونکہ (اول تو) اوپر سے کلام انھین لوگون کی تعریف مین چلا آرہا ہی (دوسرے) معیت کے معنی حقیقی کسی مقام مین ساتھ ہونے یا کسی سفر مین ساتھ ہونیکے ہین (اسکے علاوہ دوسرے قسم کی معیت) مثلاً معیت دینیہ معنی مجازی ہین اور جبتک حقیقی معنی بن سکین مجازی معنی مراد نہین لیے جاتے (تیسرے) حدیث مستفیض مین اہل حدیبیہ کی فضیلت بھی وارد ہوئی ہی۔

اشداء (یہان سے اُن لوگون کے فضائل کا آغاز ہی) فضائل دو قسم کے ہوتے ہین (اول) اس معاملہ کا اچھا ہونا جو باہم اپنے بنی نوع مین ہوتا ہی اور (دوسرے) اس معاملہ کا اچھا ہونا جو اپنی تہذیب نفس کے لیے ہو

خدای تعالی ہر دو قسم را برای ایشان جمع میفرمایند تدمیان ابناء جنس خود باین وضع معاملہ میکنند کہ قوت غضبیہ را مقتدی بغضب آلہی ساختہ اند رحمت و رافت را موافق رحمت آلہیہ گردانیدہ اند ہر کہ مردود اوست شدت غضب ایشان بر وست و ہر کہ مقبول اوست رافت و رحمت ایشان برای اوست وھذا کمال التخلق باخلاق اللہ تعالی و برای تہذیب فیما بینہم و بین اللہ باکثار صلوات مشغول اند کہ الصلوۃ معراج المؤمن یبتغون فضلاً بیان کمال اخلاص ایشان است باطن ایشان موافق با ظاہر ست سیماھم فی وجوھھم یعنی خشوع و نیایش ایشان در بارگاہ آلہی نہ خطرہ ایست کہ از یک طرف می آید و طرف دیگر میرود بلکہ ملکہ ایست راسخہ کہ عمرے در تحصیل این صفت صرف کردہ اند و دلہای ایشان از صلوات ایشان حظ وافر گرفتہ و رنگ مناجات محیط بواطن ایشان شدہ تا آنکہ بر چہرۂ ایشان طفاحہ از دل ایشان جوشید و پرتوے از انوار باطن ایشان بر ظاہر افتادہ کہ کل اناء یترشح بما فیہ قولہ تعالی ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيلِ كَزَرْعٍ ذٰلک اینجا اشارہ است بکلمہ کزرع کقولہ تعالی وَقَضَيْنَا اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَاۗءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ قولہ تعالی كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ اینجا چہار کلمہ گفتہ شد اول دلالت میکند بر ابتدای امر و آخر دلالت مینماید بر کمال نشو و کہ بعد از ان نشوی نیست و شک نیست کہ انتقال آنحضرت علیہ السلام از حالے بحالے تدریجا بوقوع آمد بوجہے کہ چہار مرتبہ ضبط آن عدد کثیر نمی نماید لا محالہ مراد اینجا انتقالات کلیہ ست کہ بچہار عدد محصور شود آنست دلالت الفاظ چون مصداق این کلام را تامل کنیم انتقالات کلیہ چہار عدد می یابیم اول آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در مکہ مبعوث شدند و اہل مکہ ہمہ مشرک بودند تحریفات آبای خود مطمئن گشتہ بانکار و اضرار برخاستند اینجا اسلام نو پیدا شد بر اظہار آن قادر نبودند دوم آنکہ از دست مشرکین خلاص شدہ بہجرت

خدای تعالی نے دونون قسم کے فضائل اُن حضرات کے لیے جمع کر دیے ہین۔ (اشدّاء اور رحماء مین قسم اول کے فضائل کیطرف اشارہ ہی) کہ یہ اپنے ہمجنسون سے اسطرح کا معاملہ کرتے ہین کہ اپنے غصہ کو بھی اُنھون نے غضب آلہی کا تابع کر دیا ہی اور اپنی مہربانی اور نرمی کو بھی اُنھون نے رحمت آلہی کا تابع کر دیا ہی جو اسکا مردود ہی اُسپر انکا بھی غصہ رہتا ہی اور جو اُسکا مقبول ہی اُسپر انکی بھی مہربانی رہتی ہی یہ اخلاق آلہی سے متصف ہونے کا اعلے درجہ ہی اور (تراھم رکعاً سجداً سے قسم دوم کے فضائل کی طرف اشارہ ہی کر) یہ اپنے اور خدا کے درمیان مین جو معاملات ہین انکی درستی کے لیے نمازون کی کثرت مین مشغول ہین کہ نماز مؤمن کی معراج ہی۔

یبتغون فضلاً انکے کمال اخلاص کا بیان ہی کہ انکا ظاہر و باطن یکسان ہی۔

سیماھم فی وجوھھم یعنی ان (اصحاب حدیبیہ) کا خشوع اور خضوع بارگاہ آلہی مین ایسا نہین ہی کہ عارضی طور پر ایک وقت ہو جائے اور دوسرے وقت باقی نرہے بلکہ وہ ایک مضبوط ملکہ ہی جسکے حاصل کرنے مین اُنھون نے عمرین خرچ کر دی ہین انکے دلون نے انکی نمازون سے حظ کامل اُٹھایا ہی اور انکی مناجات کے رنگ نے اُنکے باطن کو ایسا گھیر لیا ہی کہ اسکا کچھ حصہ انکے دل سے جوش زن ہو کر انکے چہرون پر آگیا ہی اور نُور انوار باطن کا پر تو اُنکے ظاہر مین بھی آشکار ہی (مثل ہی) کہ ہر ظرف سے وہی ٹپکتا ہی جو اسمین ہوتا ہی۔

ذلک مثلھم۔ ذلک (اسم اشارہ ہی کلمہ کزرع (جو اسکے بعد مذکور ہی اس) کا مشار الیہ ہی۔ اسم اشارہ کا مشار الیہ سے پہلے آنا برابر رائج ہی حتی کہ خود کلام پاک مین ہی) مثل قول حق تعالی کے وقضینا الیہ ذلک الامر ان دابر ھؤلاء مقطوع مصبحین (یہان بھی ذلک کا مشار الیہ ان دابر ھؤلاء الخ ہی جو بعد اسکے ہی۔

کزرع اخرج شطأہ یہان چار باتین بیان کیگئی ہین سب سے پہلی بات (یعنی کھیتی کا انکھوا نکلنا) کام کے آغاز پر دلالت کرتی ہی اور اخیر بات (یعنی درخت کا ڈنڈھی پر کھڑا ہو جانا) اس کام کی انتہای ترقی پر دلالت کرتی ہی جسکے بعد پھر کوئی زینہ ترقی کا باقی نہین رہتا۔ اور اسمین شک نہین کہ آنحضرت علیہ السلام کی ترقیان بتدریج اسقدر ہین کہ صرف چار درجے اُنکے لیے کافی نہین ہو سکتے۔ لا محالہ یہان بڑی بڑی ترقیان مراد ہین اور ان بڑی ترقیونکے چار درجے نکلتے ہین جسطرح کھیتی کی ترقی کے بشمار مدارج نہین ہر آن مین اُسکو نئی ترقی حاصل ہوتی ہی مگر بڑی بڑی ترقیان اُسکی یہی چار ہین جو آیت مین بیان ہوئین۔ یہ تو الفاظ کے معنی تھے اب جو ہم مصداق اس کلام کا تلاش کرتے ہین تو بڑی بڑی تبدیلیون کے چار درجے پاتے ہین **اول** وہ حالت تھی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مکہ مین مبعوث ہوئے تمام اہل مکہ مشرک تھے اور اپنے باپ دادا کی تحریفات پر قناعت کیے ہوے تھے وہ سب لوگ مخالفت اور ضرر رسانی پر آمادہ ہو گئے اسوقت گویا اسلام نیا پیدا ہوا (اور اخرج شطأہ کا مرتبہ ظہور مین آیا) حضرت اُسکے ظاہر کرنے پر بھی قادر نہ تھے **دوسری** وہ حالت تھی کہ مشرکون کے ہاتھ سے رہائی پا کر آپ نے مدینہ کی طرف

هجرت کردند وبجهاد با اعداء الله مشغول شدند بقتال قریش قصداً وبقتال غیر ایشان تبعاً تا آنکه فتح مکه نمودند وتمام حجاز در اطاعت آنحضرت صلی الله علیه وسلم

از نواحی زمین پیدا شد در انتہا این حال آنحضرت صلی الله علیه وسلم از دار دنیا برفیق اعلی انتقال فرمودند حرکت سوم آن بود که شیخین باد و پادشاه ذو شوکت که بر تمام عالم غالب بودند کسری و قیصر قصد جهاد نمودند تا آنکه هر دو دولت پایمال شوکت اسلام گشت واز انها نامے ونشانے نماند حرکت چهارم خرد کار یها که ملوک نواحی را که در اصل باج دہ کسری و قیصر بودند و در حد ذات خود نیز قوتے و شوکتے بهم رسانیده بودند بر انداخته شود ورواج اسلام در بلاد مفتوحه پدید آید و در هر شهرے مساجد بنا شوند و قضات منصوب گردند و رُوات حدیث و مفتیان فقه مسکن گیرند چون آن خبر را با مُخبَر عنه در انتقالات کلیه مطابقت یافتیم معلوم شد که مطمح اشارات قرآن همین انتقالات بوده است چون این مقدمه واضح شد باید دانست که خلفا از جملهٔ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بودند بالقطع پس آیت اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ الخ وصف ایشان باشد واین یکے از لوازم خلافت خاصه است ومطمح اشارت فَاسْتَغْلَظَ خلافت شیخین ست ومرمی بصر در فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ خرد کاریهاست که در زمان حضرت عثمان بوقوع آمد ونیز آنچه بعد ذهاب فرقهٔ مسلمین و وجود اجتماع کلمهٔ ایشان بقصد خلیفهٔ وقت یا بغیر قصد او بمجرد تدبیر الهی صورت گرفته است اینجا معلوم شد فخامت شان خلفاء و رسوخ قدم ایشان در تائید اسلام وآنکه بدست ایشان جهاد اعداء الله و اعلاء کلمة الله بوجهے واقع شد که مقبول جناب ربوبیت باشد و موجب ثنای جمیل گردد

ہجرت کی اور دشمنان خدا سے جہاد کرنے مین مشغول ہوے قریش سے قصداً اور غیر قریش سے تبعاً آپنے جہاد کیا یہانتک کہ مکہ کو فتح کر لیا اور تمام حجاز آپ کی اطاعت مین اچھی طرح آگیا اُسوقت ایک چھوٹی سی ریاست کی صورت پیدا ہوگئی (اور فآزرہ کا درجہ حاصل ہوا) مگر اسی حالت کے آخر مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے رفیق اعلی کی طرف انتقال فرمایا **تیسری** حالت وہ تھی کہ شیخین نے دو پُرشوکت بادشاہون سے کہ تمام دنیا پر غالب تھے یعنی کسرٰی و قیصر سے قصد جہاد کیا یہانتک کہ یہ دونون سلطنتین شوکت اسلام سے پامال ہوگئین اور اُنکا نام ونشان باقی نہ رہا (اب فاستغلظ کا درجہ حاصل ہوا) **چوتھی** حالت وہ تھی کہ چھوٹی چھوٹی لڑائیان بھی فتح ہوگئین اطراف وجوانب کے بادشاہ جو دراصل کسرٰی وقیصر کے باج گذار تھے اور اپنی جگہ پر خود اُنھون نے بھی قوت وشوکت حاصل کر لی تھی درہم وبرہم کر دیے گئے اور اسلام کا رواج مفتوحہ شہرون مین پیدا ہوگیا اور ہر شہر مین مسجدین بنگئین اور قاضی مقرر ہوگئے اور حدیث کے راوی اور فقہ کے مفتی سکونت پذیر ہوے (اور فاستوٰی علی سوقہ کا درجہ حاصل ہوگیا) **پس** جب ہمنے اس مثال کو (جو آیت مین مذکور ہی) اسلام کے ساتھ بڑی بڑی تبدیلیون مین مطابق پایا تو معلوم ہوگیا کہ قرآن کے اشارات انھین تبدیلیونکی طرف تھے۔ جب یہ بات واضح ہوگئی تو اب جاننا چاہیے کہ خلفا رکالذین معہ (یعنی ہمراہیان حدیبیہ) سے ہونا بھی ہی لہذا اشدّاء علی الکفار ورحماء بینہم بھی انکا وصف ہوگا اور یہ بات (یعنی کافرون پر سخت اور مومنون پر نرم ہونا) خلافت خاصہ کے لوازم سے ہی اور (یہ بھی واضح ہوگیا کہ) فاستغلظ خلافت شیخین کی طرف اشارہ ہی اور فاستوٰی علی سوقہ کا اشارہ اُن چھوٹی چھوٹی لڑائیون کی طرف ہی جو حضرت عثمان کے زمانہ مین واقع ہوئین۔ نیز اُن فتوحات کی طرف اشارہ ہی جو مسلمانون کے کسی مقام پر جانے اور اُنکے باہمی اتفاق سے حاصل ہوئین بقصد خلیفۂ وقت یا بغیر قصد خلیفۂ وقت محض فضل الہی سے۔

اس آیت سے خلفاء کی شان کی عظمت اور تائید اسلام مین اُنکا راسخ القدم ہونا بھی معلوم ہوا اور یہ کہ اُنکے ہاتھ سے دشمنان خدا پر جہاد اور کلمۂ خدا کی بلندی اسطرح واقع ہوگی کہ جناب پروردگار مین مقبول ہوگی اور عمدہ تعریف کی مستحق قرار پائیگی یعجب الزراع کا لفظ (اللہ کی) کمال خوشنودی پر دلالت کرتا ہی کیونکہ اسلام کی کھیتی کا کاشتکار وہی معبود برحق ہی۔

وعد اللہ الذین اٰمنوا وعملوا الصلحٰت منہم۔ منہم کی ضمیر (مجرور متصل) اس جماعت کیطرف پھرتی ہی جو آزر اور استغلظ اور استوٰی سے سمجھی جاتی ہی مطلب یہ ہوا کہ اسلام جب غالب ہوجائیگا اور ایک بہت بڑی جماعت اسلام مین داخل ہوجائیگی تو خدای تعالی نے وعدہ کیا ہی کہ اُس بڑی جماعت مین سے جو لوگ ایمان اور عمل صالح کے ساتھ موصوف ہونگے اُنکو بڑا اجر یعنی ہمیشگی کی نعمت عنایت فرمائیگا۔

قوله تعالی یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ اشاره بکمال رضاست زیرا که در قصهٔ مسلمین زارع حضرت الوهیت ست قوله تعالی وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ۔ ضمیر منهم راجع ست بجماعۀ که از آزر و استغلظ و استوی علی سوقه مفهوم گشت یعنی اسلام غالب آمد و جمعی کثیر در اسلام داخل شدند وعده کرده است خدای تعالی بر جمعے که ازین جماعه ایمان آوردند و عمل صالح نمودند اجر عظیم که نعیم مقیم ست

ساتوین آیت

(ساتوین آیت) اللہ تعالی نے سورۂ توبہ (دسوین پارہ) مین بعد اسکے کہ حکم دیا ہی کہ اہل کتاب سے لڑو یہانتک کہ وہ ذلیل ہوکر ہاتھ سے جزیہ دین اور بعد اسکے کہ اُنکے کفر کا اور غیر اللہ کے معبود بنانیکا ذکر کیا ہی جو اللہ کے غضب کو اور اُنکے قتل کا حکم دینے کو مقتضی ہی۔ فرمایا ہے۔

يُرِيدُونَ أَنْ يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّا أَنْ يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ۝ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ۝	چاہتے ہین مشرک اور نصارٰی وغیرہ کہ بجھا دین نور خدا کو اپنے موںھ سے اور قبول نہین کرتا خدا مگر اس بات کو کہ پورا کرے نور اپنا اگرچہ ناپسند کرین اسکو کافر۔ وہی ہی جسنے بھیجا اپنا رسول ہدایت اور دین حق کے ساتھ تاکہ غالب کردے وہ اسکو تمام دینون پر اگرچہ ناخوش ہون اُس سے مشرک۔

(یہی آیت بتغیر بعض الفاظ دوسرے مقام پر بھی ہی چنانچہ) اللہ تعالی نے سورۂ صف (اٹھائیسوین پارہ مین) اللہ عز وجل پر افترا کرنیوالونکا ذکر کرکے فرمایا ہی۔ يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ۝

اس آیت کا مقصود یہ ہی کہ نصارٰی نے خصوصًا اور دوسرے منسوخ مذہب والون نے عمومًا بُرے بُرے اعتقادات خداوندی کے متعلق پیدا کرلیے ہین اور دین برحق یعنی ملت ابراہیمیہ کی عداوت پر آمادہ ہوگئے ہین یہ بات غضب الٰہی کو جوش مین لائی لہذا ارادہ خداوندی ان فرقون کے سرنگون اور درہم برہم کردینے کے متعلق قائم ہوگیا ہی اور اسکی صورت عالم غیب مین اسطرح تجویز ہوئی ہی کہ ایک رسول ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا جائے تاکہ وہ دین حق کے تمام دینون پر غالب آجانیکا ذریعہ بنجائے۔

یریدون لیطفئوا کا مطلب دو طرح بیان کیا جاتا ہی ایک یہ کہ کافرون نے نور خدا کو کوئی چراغ یا تھوڑی سی آگ سمجھ لیا ہی کہ موںھ سے پھونک دینے مین بجھ جائے حَاشَ لِلّٰہِ یہ نور خدا ہی موںھ کی پھونک کو وہان کیا کیا دخل دوسرا مطلب یہ ہی کہ کفار غلط اعتراضات پیش کرتے ہین اور کم سمجھ والون پر دین کو مشتبہ کردیتے ہین اس خیال سے کہ ایسا کرنے سے دین اسلام مین نقصان آجائیگا حَاشَ لِلّٰہِ یہ دین حق سبحانہ کا منظور نظر ہی اسکو کوئی نقصان نہین پہنچا سکتا لیظھرہ علی الدین کلہ چونکہ دین حق کا غلبہ تمام دینون پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین حاصل نہین ہوا کیونکہ نصارٰی و مجوس اُسوقت تک اپنے طمطراق پر قائم تھے لہذا اکثر مفسرین اس آیت کی تفسیر مین عاجز ہوگئے ہین ضحاک نے کہا کہ یہ بات حضرت عیسی علیہ السلام کے نزول کے وقت ہوگی حسن بن فضل نے کہا ہی کہ غلبہ سے مراد حجت و برہان کا غلبہ ہی۔ امام شافعیؒ نے ان سب سے زیادہ مضبوط بات بیان کی ہی اُنھون نے کہا ہی کہ اپنے رسول کو تمام دینون پر غالب کردیا (اسطرح) کہ جن لوگون نے آپکا کلام سنا

قال اللہ تعالی فی سورۃ التوبۃ بعد ما امر بقتال اهل الکتاب حتی یعطوا الجزیۃ عن ید وهم صاغرون وبعد ما ذکر من کفرهم واتخاذهم اربابا من دون اللہ مما یقتضی غضب اللہ علیهم والامر بقتالهم یُرِیدُونَ أَنْ یُطْفِئُوا نُورَ اللّٰہِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَیَأْبَی اللّٰہُ إِلَّا أَنْ یُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ کَرِهَ الْکٰفِرُونَ هُوَ الَّذِی أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدٰی وَدِینِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهُ عَلَی الدِّینِ کُلِّهِ وَلَوْ کَرِهَ الْمُشْرِکُونَ ثم قال فی سورۃ الصف بعد ما ذکر المفترین علی اللہ عز وجل یُرِیدُونَ لِیُطْفِئُوا نُورَ اللّٰہِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ کَرِهَ الْکٰفِرُونَ هُوَ الَّذِی أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدٰی وَدِینِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهُ عَلَی الدِّینِ کُلِّهِ وَلَوْ کَرِهَ الْمُشْرِکُونَ ۝ میخواهند مشرکان و نصاری وغیر ایشان که فرونشانند نور خدا بدهان خویش و قبول نمیکند خدا تعالی مگر آنکه تمام گرداند نور خود را اگرچه ناخوش دارند آنرا کافران اوست آنکه فرستاد پیغامبر خود را بهدایت و دین راست تا غالب سازد آن را بر ادیان همه آن اگرچه ناخوش باشند ازان مشرکان سوق کلام برای آنست که نصاری خصوصا و جمیع اهل ادیان منسوخه عموما اعتقاد سوء در جناب ربوبیت بهم رسانیده اند و به عداوت دین حق که حنیفی ست افتادند و این معنی مهیج غضب الٰهی گشت لهذا ارادۂ ایزدی متعلق شد بکبت و برهم زدن این فرق و صورت کبت و برهم زدن ایشان در غیب الغیب چنین مقرر شد که ارسال رسول با هدایت و دین راست کرده شود بوجهی که مفضی گردد باظهار دین حق بر جمیع ادیان قوله یُرِیدُونَ لِیُطْفِئُوا نُورَ اللّٰہِ بِأَفْوَاهِهِمْ دو وجه مفسر شود یکی آنکه نور اللہ را چراغی یا آتش قلیلی گمان برده اند که بنفخ دهان فرو میرد حاش للہ این نور خداست نفخ دهان را آنجا چه گنجایش دیگر آنکه شبهات باطله ایراد مینمایند و امر را بر کسیکه ضعیف العقل ست مشتبه میسازند بخیال آنکه دین اسلام باین فعل نقصانی پذیرد حاش للہ این مراد حق ست سبحانه او را نقصان ناقص ساخت قوله تعالی لِیُظْهِرَهُ عَلَی الدِّینِ کُلِّهِ چون ظهور دین حق بر جمیع ادیان در زمان آنحضرت صلے اللہ علیه وسلم صورت نگرفت زیرا که هنوز نصاری و مجوس با طمطراق خود قائم بودند اکثر مفسرین در تفسیر این آیه فرو ماندند قال الضحاک ذلک عند نزول عیسی علیه السلام وقال الحسن بن الفضل لیظهره علی الدین کله بالحجج او اعلاه [illegible]

الدین الحق وملخصه ان الادیان باطل وقد اظهره بان جامع اشراطه دینان دین اهل الکتاب ودین الامیین فقهر رسول الله صلی الله علیه وسلم الامیین حتی دانوا
بالاسلام واعطی بعض اهل الکتب الجزیة
صاغرین وجری علیهم حکمه فهذا الظهور علی الدین
کله فقیر میگوید عفی عنه چون در معنی آیتے اشکالے
بهم میرسد دو چیز ضرورست یکے آنکه کتاب الله را
بامعنی که تقریر میکنند در میزان صراح عقل که
ماوف باوهام نباشد بسنجیم اگر هردو باهم موافق
شد فبها والا آن معنی را ترک نمائیم دیگر آنکه
حدیث آنحضرت صلے الله علیه وسلم پیشوای
خود سازیم زیرا که وے صلے الله علیه وسلم مبین
قرآن ست چون غلبه آنحضرت صلی الله علیه وسلم
بر نصارای نجران و مجوس هجر و یهود خیبر و اخذ
جزیه و خراج از ایشان در یک پله نهیم و کلمه
لیظهره علی الدین کله در پله دیگر گذاریم باهم
موافق نشوند غلبه بر طائفه قلیله از اهل دین
غلبه بر ادیان نباشد غلبه تمام آنست که
بیضه آن دین مستباح گردد و حامیانش همه
برهم خورند تا آنکه هیچکس داعی آن دین نماند
و عز و شرف آن دین مطلقاً زائل گردد اما
حدیث النبی صلی الله علیه وسلم فقد
اخرج مسلم عن عیاض بن حمار
المجاشعی ان رسول الله صلی
الله علیه وسلم قال ذات یوم فی
خطبته الا ان ربی امرنی ان اعلمکم
ما جهلتم مما علمنی یومی هذا کل
مال نحلته عبداً حلال وانی خلقت
عبادی حنفاء کلهم وانهم اتتهم
الشیاطین فاجتالتهم عن دینهم
وحرمت علیهم ما احللت لهم و
امرتهم ان یشرکوا بی ما لم انزل
به سلطانا وان الله نظر الی اهل
الارض فمقتهم عربهم وعجمهم الا بقایا من اهل الکتب وقال انما بعثتک لابتلیک وابتلی بک وانزلت علیک
کتابا لا یغسله الماء تقرؤه نائما ویقظان

انپر واضح کر دیا کہ یہی حق ہی اور جسقدر دین اسکے خلاف ہین باطل ہین اور نیز آپ کو اسطرح غالب کر دیا کہ گروہ
اہل شرک مین دو دین تھے ایک دین اہل کتاب کا دوسرا دین امیون کا تو امیون کو تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم
نے مغلوب کر لیا یہانتک کہ وہ لوگ اسلام مین داخل ہو گئے اور اہل کتاب کی یہ حالت ہوئی کہ ان مین سے بعض نے
ذلت کے ساتھ جزیہ دینا منظور کیا اور آپکا حکم انپر جاری ہو گیا یہی مطلب آپکے دین کا تمام دینون پر غالب آجانیکا ہی
یہ **فقیر** کہتا ہی کہ جب کسی آیت کے معنی مین کچھ مشکل پیش آجائے تو وہان دو باتون کی ضرورت ہی **اول**
یہ کہ ہم الفاظ قرآنی کو لوگون کے بیان کیے ہوے معنی کے ساتھ عقل خالص کی ترازو مین (جو اوہام کی آفت سے
محفوظ ہو) تولین اگر دونون مین موافقت ظاہر ہو تو فبہا ورنہ اُس معنی کو ہم چھوڑ دین **دوسری بات**
یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو ہم اپنا پیشوا بنالین کیونکہ آپ قرآن کے (حقیقی اور اصلی) مفسر ہین (اس
قاعدہ کے موافق) جب ہم (لوگون کے بیان کیے ہوے معنی یعنی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلبہ کو جو (مقام)
نجران کے نصرانیون اور ہجر کے مجوسیون اور خیبر کے یہودیون پر آپکو حاصل ہوا اور آپنے اُنسے جزیہ اور
خراج لیا (عقل خالص کی ترازو کے) ایک پلہ مین رکھتے ہین اور (الفاظ قرآنی یعنی) لیظہرہ علی الدین کلہ
کو دوسرے پلہ مین رکھتے ہین تو دونون مین باہم کچھ مناسبت نہین پاتے ایک تھوڑے سے ٹکڑے پر غالب آجانا
تمام دینون پر غلبہ نہین ہو سکتا تمام دینون پر غلبہ کے معنی تو یہ ہین کہ تمام دینون کی جڑ کھد جائے اور اُنکے
حامی درہم و برہم ہو جائین اور کوئی شخص اُن دینون کی طرف بلانیوالا نہ رہے اور اُن دینون کی عزت
و بزرگی بالکل زائل ہو جائے (لہذا ہمنے ان تمام معانی کو چھوڑ دیا) باقی رہی حدیث نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی
(تو وہ حسب ذیل ہی) مسلم نے عیاض بن حمار مجاشعی سے روایت کی ہی کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے
ایک روز اپنے خطبہ مین فرمایا کہ سنو میرے پروردگار نے مجھے حکم دیا ہی کہ مین تمھین وہ باتین بتا دون جو تم
نہین جانتے اور آج اللہ نے مجھے اُنکا علم دیا ہی (اللہ فرماتا ہی کہ) جسقدر مال مین نے کسی بندہ کو دیا وہ حلال
ہی اور (فرماتا ہی) مین نے اپنے سب بندون کو عقیدۂ شرک سے خالی پیدا کیا ہی مگر شیاطین انکے پاس آئے اور
اُنکو اُنکے (فطری) دین سے ہٹا دیا اور (فرماتا ہی کہ) مین نے بندون کے لیے جو چیزین حلال کی ہین شیاطین نے
انپر حرام کر دین اور شیاطین نے اُنھین سکھایا کہ وہ میرے ساتھ اسکو شریک بنائین جسکی کوئی سند مین نے
نہین اُتاری اور (فرماتا ہی کہ) اللہ نے تمام روی زمین کے لوگون کو دیکھا اور سب کو ناپسند کیا کیا عرب
کیا عجم سوا چند اہل کتاب کے (جو اصلی دین پر قائم ہین) اور فرماتا ہی کہ (اے محمد) مین نے تمکو اسلیے بھیجا ہی کہ
تاکہ (اُن لوگون کے ذریعہ سے) تمھاری آزمایش کرون اور تمھارے ذریعہ سے (اُنکی) آزمایش کرون اور
(فرماتا ہی کہ) مین نے تمپر ایک ایسی کتاب نازل کی ہی جسکو پانی دھو نہین سکتا تم سوتے اور جاگتے اُسکو پڑھتے ہو

وَاَنَّ اللّٰہ امرنی ان احرق قریشا فقلت ربِّ اذا یثلغوا رأسی فیدعوہ خبزۃ فقال استخرجھم کما اخرجوك واغزھم نغزك وانفق فسننفق علیك وابعث جیشا نبعث خمسۃ مثلہ الحدیث واخرج مسلم عن ثوبان قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان اللّٰہ زوی لی الارض فرایت مشارقھا ومغاربھا وان امتی سیبلغ ملکھا ما زوی منھا واُعطیتُ الکنزین الاحمر والابیض الحدیث واخرج مسلم عن ابی ھریرۃ قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ھلك کسریٰ ثم لا یکون کسریٰ بعدہ وقیصر لیھلکن ثم لا یکون قیصر بعدہ ولتقسمن کنوزھما فی سبیل اللّٰہ واخرج مسلم عن جابر بن سمرۃ قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول لتفتحن عصابۃ من المسلمین او من المومنین کنز آل کسریٰ الذی فی الابیض واخرج الترمذی فی حدیث طویل عن عدی بن حاتم قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم انی لا اخاف علیکم الفاقۃ فان اللّٰہ ناصرکم ومعطیکم حتی یسیر الظعینۃ فیما بین یثرب والحیرۃ اکثر ما تخاف علی مطیتھا السرق قال فجعلت اقول فی نفسی فاین لصوص طی واخرج احمد عن المقداد انہ سمع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول لا یبقی علی ظھر الارض بیت مدر ولا وبر الا ادخلہ اللّٰہ کلمۃ الاسلام بعز عزیز وذل ذلیل اما یعزھم اللّٰہ فیجعلھم من اھلھا او یذلھم فیدینون لھا قلت فیکون الدین کلہ للّٰہ آنچہ مقتضای این احادیث صحیحہ است آنست کہ تمام ظھور دین بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خواہد بود

اور (سنو) اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ مین قریش کو جلا (کر ہلاک کر) دون مین نے عرض کیا کہ اے پروردگار اگر ایسا کرون تو وہ میرا سر کیون باقی رکھنے لگے فرمایا کہ تم بھی انکو (مکہ سے) نکالدو جسطرح انھون نے تمکو نکالا اور تم انسے جہاد کرو ہم تمکو جہاد کی قوت عنایت کرینگے اور تم (جہاد کے لیے) خرچ کرو ہم تمھین دینگے اور تم ایک لشکر بھیجو ہم ویسے ہی پانچ لشکر بھیجدینگے۔ اور مسلم نے حضرت ثوبان سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے میرے لیے زمین کو لپیٹ دیا اور مین نے اسکی مشرق و مغرب سب دیکھ لین اور بیشک میری امت کی سلطنت اس حصۂ زمین تک پہونچیگی جو میرے لیے لپیٹا گیا اور (فرمایا کہ) مجھے سرخ و سفید دونون قسم کے خزانے دیے گئے اور مسلم نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کسریٰ (یعنی شاہ فارس) برباد ہوگیا اب اسکے بعد کوئی کسریٰ نہوگا اور قیصر بھی یقینًا برباد ہو جائیگا اور اسکے بعد کوئی قیصر نہوگا اور تم لوگ ان دونون (بادشاہون) کے خزانے اللہ کی راہ مین تقسیم کروگے اور مسلم نے حضرت جابر بن سمرہ سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے تھے مین نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ یقینا ایک جماعت مسلمانون کی یا (فرمایا) مومنون کی آل کسریٰ کے خزانے کو جو ملک فارس مین ہین فتح کریگی اور ترمذی نے ایک بڑی حدیث مین حضرت عدی بن حاتم سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے لوگو) مین تمپر فاقہ (کی مصیبت) کا خوف نہین رکھتا کیونکہ اللہ تمھارا مددگار اور تمھارا دینے والا ہے (تمھاری دولت مندی اس حد تک پہونچیگی کہ) ایک بڑھیا یثرب سے لیکر حیرہ تک جہان اکثر چورون کا خوف ہوتا ہے تنہا سفر کریگی (اور کوئی اُس سے مزاحمت نکریگا) حضرت عدی کہتے ہین اسوقت میرے دل مین یہ خیال آیا کہ قبیلۂ طی کے ٹھگ (اُس زمانہ مین) کہان چلے جائینگے اور امام احمد نے حضرت مقداد سے روایت کی ہے کہ اُنھون نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے روی زمین پر کوئی گھر اور کوئی خیمہ باقی نرہیگا جسمین اللہ کلمۂ اسلام کو داخل نکرے کسی سعادتمند کو عزت دیکر یا کسی بدنصیب کو ذلت دیکر عزت دینے کی صورت یہ ہے کہ اللہ انکو اہل اسلام مین سے کردے اور ذلت دینے کی صورت یہ ہے کہ وہ اسلام کے محکوم بنجائین حضرت مقداد کہتے ہین میرے دل مین خیال آیا کہ اُسوقت ہر جگہ دین اللہ کا ہوگا۔ ان احادیث صحیحہ کا مقتضا یہ ہے کہ پورا غلبہ دین کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ہوگا (لہذا انھین احادیث کو ہمنے پیشوا بنایا اور آیت کریمہ کو آپکے زمانۂ حیات سے متعلق نہ رکھا الفاظ قرآنی بھی اسکو نہین چاہتے کہ حضرت کی حیات ہی مین دین حق کو غلبہ کامل ہوجائے چنانچہ) اگر لیظھرہ کی ضمیر (منصوب متصل) ھدی اور دین حق کی طرف ہم پھیرین تو مطلب یہ ہوگا کہ رسول کا ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجنا سبب ہوجائیگا اس ہدایت اور دین حق کے تمام دینون پر غالب ہونے کا اس صورت مین کچھ ضرور نہین کہ وہ غلبہ

اگر ضمیر لیظھرہ بھُدیٰ و دین حق راجع گردانیم معنی چنین باشد کہ ارسال رسول بھُدیٰ و دین حق مفضی خواہد بود بظھور آن ہُدیٰ و دین حق بر ہمہ ادیان اینجا لازم نیست کہ

آنحضرت آن حضرت باشد از رسالۂ مفضی بظہور بود است گو بعض ظہور بر دست نواب آن جناب بوقوع آید صلے اللہ علیہ وسلم و اگر عائد راجع برسول باشد نیز دور نیست ظہور دین

کہ بر دست نواب آنحضرت واقع شود ظہور آنحضرت

ست صلی اللہ علیہ وسلم بلاشبہہ اگر میتوانی شنیدن نکتہ باریک بشنو خدای تعالی چون پیغامبری را برای اصلاح عالم و تقریب ایشان بخیر و تبعید ایشان از شر مبعوث گرداند و در غیب الغیب آن اصلاح را صورتے معین فرماید تا در ہمان صورت ظاہر شود لاجرم آن صورت در بعثت پیغامبر ملفوف خواہد بود باز چون حکمت الٰہی اقتضا فرماید انتقال پیغامبر از عالم ادنیٰ برفیق اعلےٰ پیش از تکمیل آن صورت لامحالہ آن پیغامبر بجہت اتمام آن مقاصد کہ بمضمون و ملفوف در بعثت اوست شخصے از امت خود را جارحۂ خود سازد و او را تربیت کند تا دل او شایستہ حلول داعیۂ الٰہی گردد باز وصیت نماید او را بآن و تحنیف فرماید بران و دعا کند برای اتمام آن چنانکہ شخصے استطاعت بدنی ندا شتہ باشد کہ قصد حج نماید و استطاعت مالی دارد و واجب شود بروی خروج از عہدۂ حج باحجاج غیر و در نامۂ اعمال او این حج مثبت گردد و بسبب این سببیت مطیع شود و سہم اوفیٰ از ثواب حج تحصیل نماید این قسم استخلاف در ہر ملت واقع شد و حضرت موسے علیہ السلام حضرت یوشع را خلیفۂ خود ساختند و حضرت عیسے حواریین را خلیفہ گردانیدند در انجیل مذکور ہست کہ حضرت عیسے علیہ السلام نانے بدست خود گرفتند و گفتند این گوشت و پوست عیسے است باز آنرا در میان حواریین قسمت فرمودند چون ایشان آن نان را خوردند حضرت عیسی مناجات فرمود چنانکہ ایشان نان را بخوردند و در ابدان ایشان فرو رفت ہمچنان عیسے در بدن ایشان در آید خداوند انظر رحمتے کہ بمن داری در کار ایشان کن تا بندگان ترا بسوی تو خوانند موافق

ہمین قاعدہ جہات عالم باعتقاد سوء متلبس شدند جناب ربوبیت و بعقیدۂ ارجا یعنی تاخیر اعمال از مرتبۂ اعتبار و عدم خوف از عواقب آن کہ مخالف مذاہب جمیع انبیاست علیہم السلام غضب الٰہی بر شیدہ جہت انتقام در ملکوت پیدا شد بہلاک ایشان و تلاف ایشان اجلے باز بست کما قال لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہو جائے آپکا مبعوث ہو جانا غلبہ کا سبب ہو گیا گو تتمہ اس غلبہ کا آنجناب صلے اللہ علیہ وسلم کے نائبون کے ہاتھ پر ہوا اور اگر یہ ضمیر رسول کی طرف پھیری جائے تب بھی کچھ بعید نہین ہی کیونکہ دین حق کا غلبہ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نائبون کے ہاتھ سے ہوا بلا شبہہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا غالب ہونا ہی۔

اگر تم سن سکتے ہو تو ایک باریک نکتہ سنو۔ خدای تعالی جب کسی پیغمبر کو اصلاح عالم کے لیے اور بنی آدم کو نیکیون سے نزدیک کرنے اور بدیون سے دور کرنے کے لیے مبعوث فرماتا ہی اور غیب الغیب مین کوئی خاص صورت اس اصلاح کی مقرر کر دیتا ہی تاکہ وہ اصلاح اسی صورت مین ظاہر ہو تو لامحالہ وہ صورت خاص اس پیغمبر کی بعثت مین پوشیدہ ہوتی ہی پھر جب حکمت الٰہی اس پیغمبر کو عالم ادنی سے رفیق اعلےٰ کی طرف قبل اس صورت کی تکمیل کے لیجانا چاہتی ہی تو لامحالہ وہ پیغمبر ان مقاصد کے پورا کرنے کے لیے جو اسکی بعثت مین مندرج ہین اپنی امت مین سے کسی شخص کو اپنا آلہ بناتا ہی اور اُسکو تربیت کرتا ہی تاکہ اس کا دل الہام خداوندی کے نزول کے قابل ہو جائے اور پھر اس شخص کو ان مقاصد کی وصیت کر دیتا ہی اور اُنکی ترغیب دیتا ہی اور اُن مقاصد کے پورے ہونے کی دعا مانگتا ہی۔ یہ ایسا ہی ہی جیسے کوئی شخص بدنی قوت نرکھتا ہو کہ حج کا ارادہ کر سکے مگر مالی طاقت رکھتا ہو تو اُسپر ضروری ہی کہ فریضہ حج کے پورا کرنیکے لیے دوسرے سے حج کرائے اور اُسکے نامۂ اعمال مین دوسرے کا حج لکھا جائے اور یہ شخص بوجہ سبب ہونے کے حکم الٰہی کا مطیع ہوا اور ثواب حج کا پورا حصہ حاصل کرے اس قسم کا خلیفہ بنانا ہر دین مین ہوا ہی حضرت موسی علیہ السلام نے حضرت یوشع کو اپنا خلیفہ بنایا تھا اور حضرت عیسی علیہ السلام نے حواریون کو اپنا خلیفہ بنایا تھا (حضرت عیسی کے خلیفہ بنانے کا ایک عجیب طریقہ تھا) انجیل مین مذکور ہی کہ حضرت عیسی نے ایک روٹی اپنے ہاتھ مین لی اور فرمایا کہ یہ عیسے کا گوشت اور پوست ہی پھر وہ روٹی آپ نے حواریون مین تقسیم کر دی جب اُنھون نے اس روٹی کو کھالیا تو حضرت عیسے مناجات کرنے لگے اور فرمایا کہ (یا اللہ) جسطرح اُنھون نے یہ روٹی کھائی اور وہ اُنکے بدن مین حلول کر گئی اسیطرح عیسے انکے بدن مین حلول کر جائے ای خداوند جو نظر رحمت تو میری طرف رکھتا ہے وہی اُنپر مبذول فرما تاکہ یہ لوگ تیرے بندون کو تیری طرف بلائین۔ اسی قاعدہ کے موافق جب عالم مین جناب الوہیت کے متعلق بُرے اعتقاد پھیل گئے اور عقیدۂ ارجا کا رواج ہو گیا یعنی اعمال کو ساقط از درجۂ اعتبار سمجھنا اور (بُرے) کامون کے (بد) انجام سے خوف نکرنا جو تمام انبیا علیہم السلام کی شریعتون کے خلاف ہی تو غضب الٰہی جوش مین آیا اور ارادۂ انتقام (عالم) ملکوت مین پیدا ہوا پھر ان لوگون کے ہلاک و برباد کرنے کا ایک وقت مقرر ہوا جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی کہ لکل امۃ اجل (ترجمہ ہر گروہ کے لیے ایک وقت ہی جب وہ وقت آ جاتا ہی

تو ایک ساعت کے لیے بھی وہ گروہ نہ پیچھے ہٹ سکتا ہی نہ آگے) چنانچہ وہ وقت آگیا تو حق تعالی نے افضل افراد بشر یعنی ذات مقدس ختم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور اپنی وحی آپ پر نازل فرمائی اور آنجناب نے اپنی انتہائی کوشش کے ساتھ اس ہدایت اور دین حق کیطرف لوگون کو بلایا قابلیت رکھنے والے سعادت اندوز ہوے اور بدبخت لوگ ملعون ابدی بنگئے اسی بعثت کے ضمن مین وہ ارادہ انتقام ان لوگون سے جو جناب الوہیت کے متعلق برے اعتقادات رکھتے تھے قائم کیا گیا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکے اصحاب (باوجود سراپا رحمت ہونیکے) اس انتقام مین بمنزلہ جارحہ (الہی) کے ہوگئے جسطرح حضرت جبرئیل (باوجود سراپا رحمت ہونیکے) صیحہ ثمود کے وقت (جارحہ الہی بنے تھے) اسی وجہسے جو لڑائیان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم سے واقع ہوئین وہ اُن لڑائیون مین شریک ہونیوالون کے لیے موجب نزول برکات عظیمہ ہنین اور اُن لڑائیون مین ایک ساعت کی شرکت صدسالہ عبادت کی برابر تہذیب باطن مین کارگر ہوئی اسی وجہسے ہماری شریعت مین جہاد کا ثواب تمام عبادات کے ثواب سے بالاتر ہی اور اہل بدر و اہل احد و اہل حدیبیہ کی فضیلت مانی گئی ہی خلاصہ یہ کہ (اس آخر زمانہ مین) اصلاح عالم کی اور دشمنان خدا سے انتقام لینے کی ایک خاص صورت مقرر ہوگئی تھی اور وہ صورت یہ نہ تھی کہ وہ (مثل قوم قارون کے) زمین مین دھنسا دیے جائین یا (مثل قوم ہود وغیرہ کے) انپر آسمان سے پتھر برسائے جائین یا (مثل قوم ثمود کے) صیحہ سے ہلاک کیے جائین اس خاص صورت کی تعیین کسی ایسی حکمت کے سبب سے ہوئی جسکو سوا اللہ کے کوئی نہین جانتا اور وہ خاص صورت یہ تھی کہ ادیان (باطلہ) کے حامیون اور دعوت دینے والون کو بذریعہ قتل و گرفتاری و تاراج و بندش و خراج و جزیہ سرنگون کرکے اور اُنکی دولت و شوکت کو پامال اور بے حقیقت کرکے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکے اصحاب کے دین کو غلبہ دیا جائے اور یہ صورت خاص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ساتھ لپٹی ہوئی تھی اور آنجناب کی بعثت اسی خاص صورت پر متضمن تھی۔ یہی مطلب اس آیت کا ہی کہ اللہ نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ اسلیے بھیجا تاکہ اس دین کو تمام دینون پر غالب کردے اور یہی مطلب اس حدیث قدسی کا ہی کہ (ای محمد) تمکو مین نے اسلیے بھیجا ہی کہ تمھاری آزمایش کرون اور تمھارے ذریعہ سے (اُن لوگون کی) آزمایش کرون -

عجم و روم کی تواریخ مین یہ بات بدیہی طور پر معلوم ہوتی ہی کہ وہ لوگ اس بات کا یقین رکھتے تھے کہ عنقریب ہماری دولت درہم و برہم ہو جائیگی اور دولت عرب (عالم) مین جاگزین ہوگی نجومیون نے یہ بات اوضاع فلکی کو اپنی سلطنت کے حق مین منحوس دیکھکر اور اس سلطنت کے ستارون کی باہمی عداوت کو دیکھکر اور ستارۂ عرب کی قوت کو دیکھکر اور کاہنون نے اپنی کہانت کے زور سے اور عام آدمیون نے خواب سے اور غیبی آوازون سے اور اسی قسم کی چیزون سے معلوم کرلی تھی مگر یہ نکتہ ان لوگون کو معلوم نہوا کہ سات آسمانون کے اوپر سے ارادۂ انتقام

چون آن وقت بدر رسید افضل افراد بشر را مبعوث گردانید که ذات مقدس آنحضرت باشد صلے اللہ علیہ وسلم و وحی خود بروی صلے اللہ علیہ وسلم نازل نمود و آن جناب بأقصی الہمۃ کما ینبغی ان ہدی و دین حق دعوت نمود مستعدان آن سعادت اندوز گشتند و اشقیا ملعون ابدی شدند در ضمن این بعثت معنی انتقام ازان جماعات کہ سوء اعتقاد در جناب الوہیت داشتند ملفوف شد و آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم و اصحاب او درین انتقام بمنزلۂ جارحہ بودند مانند جبرئیل در صیحۂ ثمود لہذا حروبے کہ بامر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم واقع شد مظنۂ نزول برکات عظیمہ بر حاضرین واقعہ گشت یک ساعت حضور دران مشاہد خیر کار ریاضت صدسالہ میکند در تہذیب باطن لہذا در شریعت ما ثواب جہاد بالاترین ثواب سائر قربات ست و فضل اہل بدر و احد و حدیبیہ محقق و مقرر پس صورت اصلاح عالم و گرفتن انتقام از اعداء اللہ نزدیک خدا بوضعے خاص معین شد غیر خسف ایشان بزمین یا نزول مطر حجارہ یا اہلاک بصیحہ و ذلک لحکمۃ لا یعلمہا الا ہو و آن وضع خاص ظہور دین ایشان ست بر ادیان ہمراہ آن در ضمن کبت حامیان ادیان و داعیان آنہا بقتل و سبی و نہب و اخذ خراج و جزیہ و ازالۂ دولت و شوکت ایشان و پامال و بیمقدار ساختن ایشان و این وضع خاص در اصل بعثت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ملفوف شد و بعثت آن جناب متضمن آن صورت گشت لذلک قولہ تعالی ﴿هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ﴾ و قولہ صلی اللہ علیہ وسلم انما بعثتک لابتلیک وابتلی بک و از تواریخ عجم و روم بالبداہہ معلوم میشود کہ ایشان یقین داشتند با آنکہ عنقریب دولت ایشان برہم خوردہ و دولت عرب متمکن گردد نجومیان این را از نحوست اوضاع سلطنت در افلاک و نظر عداوت اینہا در میان خود و اقوت کوکب عرب از اوضاع فلکی دانستند و کاہنان بکہانت خود و سائر ناس بخواب و ہواتف مانند آن شناختند الا این نکتہ بران جماعہ مخفی ماند کہ داعیۂ انتقام از فوق سبع سموات

... ملأ سافل ہمہ بان تنگ دلگیر گشتہ این اوضاع فلکیہ اجلی ست برای انتقام این جماعات نہ موثر حقیقی اگر این داعیہ نازلہ از غیب الغیب می شناختند حق را از باطل

جدا می کردند بالجملہ دران وقت جمیع ارض تحت حکم
دو بادشاہ ذی شوکت مجتمع بود کسری و قیصر و دین این
ہر دو بادشاہ بر ادیان دیگر غالب و ہر دو دین باباحت
میل دارند و عقیدۂ ارجا بر ہر دو غالب ست کسری و قیصر
حامیان این دو دین بودند و داعیان بسوی آن
قولاً و فعلاً و تسبباً کہ الناس علیٰ دین ملوکہم
روم و روس و فرنگ و المان و افریقہ و شام
و مصر و بعض بلاد مغرب و حبشہ در دین نصرانیت بودند بموافقت
قیصر و خراسان و توران و ترکستان و زاولستان و باختر
و غیر آن مجوس بودند بتابعت کسری و سائر ادیان
مثل دین یہودیت و دین مشرکین و دین ہنود و دین
صابئین پامال شوکت این ہر دو پادشاہ شدہ بودند
و ضعیف گشتہ و متدینان اینہا برہم خوردہ لاجرم داعیۂ
ظہور دین حق و قصد انتقام از کفرہ فجرہ برہم زدن
دولت کسری و قیصر را آشیانۂ خود گردانید تا چون
این ہر دو دولت برہم خورد اعظم ادیان موجودہ و اشہر
آنہا برہم خوردہ باشد و چون سطوت اسلام بجای
سطوت این دو ملت نشیند سائر ادیان خود بخود پامال
شوکت اسلام شوند مانند پامال بودن آنہا باین
دو ملت بعد استقرار ملت حقہ در قطر حجاز کہ نہ در
تصرف کسری بود و نہ در تصرف قیصر ہر دو ازان
غافل بودند و غلبہ بر طور غلبۂ ملوک در غیر این قطر
متصور نبود و چون خدای تعالی برای آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نعم روحانیہ کہ جز بلحوق رفیق اعلی
میسر نبود اختیار فرمود لازم شد کہ بجہت اکمال ظہور
دین حق و اتمام کبت اعداء اللہ استخلاف فرماید
تا آنہمہ در جریدۂ اعمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ثبت شود و اتفاق انتقام در بعثت آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم مندرج گردد و بہ مثل آنکہ بندۂ خاص از بندگان
پادشاہ ... بمحافل قدس ہمنشین پادشاہ

شود و فتح بعض قلاع را بادشاہ بتوفیق بلیغ فرموده است یکی از عمال خود بگذارد و فتح کردن آن قلعہا بدین بندۂ خاص بزیادت عروج و خلع و عطایا مخصوص گردد و چون تقریر این مقدمہ گفتہ شد
... آیت آنست کہ ہر قدر غلبۂ دین حق را حاصل شد ہمہ ازانہ لیظہرہ علی الدین کلہ مندرج است و اعظم انواع آن کہ برہم زدن دولت کسری ...

نازل ہوا ہی اور ملأ اعلے اور ملأ سافل سب اس تنگ مین تنگ گئے ہین یہ اوضاع فلکی اس انتقام کا وقت آجانے کی علامت ہین نہ موثر حقیقی اگر اس ارادہ کو جو غیب الغیب سے نازل ہوا تھا وہ لوگ سمجھ لیتے تو حق اور باطل کی انکو تمیز ہو جاتی۔

الحاصل اسوقت تمام ملک دو پر شوکت بادشاہون یعنی کسری و قیصر کے زیر حکم تھا یہ دونون بادشاہ تمام دوسرے مذاہب پر غالب تھے یہ دونون بادشاہ (مذہب) اباحت کی طرف میل رکھتے تھے اور عقیدۂ ارجا ان دونون پر غالب تھا کسری اور قیصر ان دونون مذہبون کے حامی تھے اور قولاً و فعلاً ان دونون مذہبون کی طرف لوگون کو بلاتے تھے اور ان دونون مذہبون کی ترویج کا سبب بنے ہوے تھے کیونکہ لوگ اپنے بادشاہون کے دین پر ہوتے ہین۔ روم و روس اور فرنگ و جرمن اور افریقیہ اور شام اور مصر اور بعض بلاد مغرب و حبش قیصر کی موافقت مین نصرانیت کے مذہب پر تھے اور خراسان و توران و ترکستان و زاولستان و باختر وغیرہ کے لوگ بہ تبعیت کسری مجوسی تھے اور باقی مذاہب مثل مذہب یہود و مذہب مشرکین و مذہب ہنود و مذہب صابئین کے انھین دونون بادشاہون کی شوکت مین پامال اور کمزور ہو رہے تھے اور ان مذہب کے معتقدین درہم و برہم ہو چکے تھے لہذا ارادہ الہی نے {جو کہ دین برحق کے غالب کرنے اور کفار نابکار سے انتقام لینے کے متعلق تھا} سرزمین حجاز مین {جو نہ کسری کے تصرف مین تھی نہ قیصر کے دونون اس سے غافل تھے اور ابتداءً شاہانہ غلبہ سوا اس سرزمین کے دوسری جگہہ ممکن نہ تھا} دین برحق کے قائم ہو جانیکے بعد کسری و قیصر کی سلطنت کو اپنا آشیانہ بنایا کہ جب یہ دونون دولتین درہم و برہم ہو جائینگی جو موجودہ مذاہب مین سب سے بڑی اور سب سے زیادہ مشہور ہین اور سطوت اسلام ان دونون سلطنتون کے قائم مقام ہو جائیگی تو باقی مذاہب شوکت اسلام سے خود بخود پامال رہینگے جسطرح ان دونون سلطنتون سے پامال تھے اور چونکہ خدای تعالی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اُن روحانی نعمتون کو جو بغیر رفیق اعلے سے ملے ہوے حاصل نہین ہو سکتین پسند فرمایا اسلیے ضروری ہوا کہ دین حق کے غلبہ کو کامل کرنے اور دشمنان خدا کی سرنگونی کو پورا کرنے کے واسطے آپ کسی کو خلیفہ بنائین تاکہ یہ سب باتین آپکے صحیفۂ اعمال مین درج ہو جائین اور وہ ارادۂ انتقام جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ضمن مین لپٹا ہوا تھا اپنا کام پورا کرے اسکی مثال یہ ہی کہ کوئی خاص اور مقرب ملازم کسی بادشاہ کا (ترقی پاکر) محبت کی مجالس اور مقدس محافل مین بادشاہ کا ہمنشین ہو جائے اور بعض قلعون کا فتح کرنا جنکے لیے بادشاہ نے بہت کچھ تاکید کی ہو اپنے کسی اچھے کارگزار کے متعلق کر دے اور جب وہ قلعہ (اس کارگزار کے ہاتھ پر) فتح ہو جائین تو اس ملازم کی عزت بڑھ جائے اور خلعتین اور بخششین اسکو ملین جب یہ سب باتین بیان ہو چکین تو اب سمجھ لینا چاہیے کہ صحیح مطلب اس آیت کا یہ ہی کہ جسقدر غلبہ دین حق کو حاصل ہوا وہ سب لیظہرہ مین داخل ہی اور اس غلبہ کے تمام اقسام مین اعلے درجہ کی قسم یعنی دولت کسری

دیکھیگا وہ بہم دہ مہم جگہ نا بہ درجہ اعلی پر داخل ہوگا اور اس قسم لطف کے حاصل کرنیوالے خلفا رضی اللہ عنہم تھے انھیں بزرگواروں کی کوششین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بھیجنے سے (حق تعالیٰ کو) مقصود تھین اور انکی کوششین آپکی بعثت کے ساتھ لپٹی ہوئی تھین - اور یہ بزرگوار تدبیر غیبی کے لیے اُسکے ظہور کے آلات تھے - خلافت خاصہ کے یہی معنی ہین -

پھر یہ بھی سمجھ لو کہ آیت مذکورہ مین لیظہرہ کے لفظ سے ظاہر ہے کہ وہ ہدایت اور دین حق جسکے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھیجے گئے تھے ظاہر اور غالب اور روشن اور مشہور ہوگی نہ مخفی و پوشیدہ -

یہ آیت حَکَم ہے درمیان اہل سنت و اہل بدعت کے (اہل سنت اسی آیت کے موافق کہتے ہین کہ) خدای تعالیٰ نے ہدایت اور شریعت حقہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسکو صحابہ تک پہونچایا اور صحابہ نے اُن معانی کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنے الفاظ سے) مراد لیے تھے سمجھ لیا اور انھون نے وہ تمام باتین تابعین تک پہونچائین (اور تابعین نے بھی اُنکی مراد سمجھکر تبع تابعین تک پہونچایا) وعلیٰ ہذا کیونکہ مقصود الٰہی صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم نہ تھی نہ یہ مقصد تھا کہ آپ فرض تبلیغ سے سبکدوش ہو جائین گو سننے والے (آپکی مراد) نہ سمجھین بلکہ مقصود الٰہی ظہور (او غلبہ) دین برحق کا تھا ہر زمانہ مین لہذا جو شخص کہتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دین برحق صحابہ کو پہونچایا مگر صحابہ اُن معانی کو نہ سمجھے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مراد لیے تھے یا سمجھے مگر غرض نفسانی اُنکو اس دین کے پوشیدہ کرنے پر باعث ہوئی وہ شخص بدعتی ہے -

معتزلہ اور شیعہ جو کہتے ہین کہ حدیث انکو سترون ربکو (ترجمہ بیشک تم دیکھوگے اپنے پروردگار کو) مین دیکھنے کے یہ معنی ہین کہ (قیامت کے دن) علم یقینی (وجود خدا کا حاصل) ہو جائیگا مگر صحابہ اس معنی کو بوجہ دقیق ہونے کے نہ سمجھ سکے اور شیعہ جو کہتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت مرتضیٰ کی خلافت پر نص فرمادی تھی مگر صحابہ نے غرض نفسانی کی وجہ سے اُسکو چھپا ڈالا اور خلاف حکم کیا یہ سب لوگ بدعتی ہین - جب دین حق کا غلبہ خدا کو مقصود تھا تو اُسکے مقصود کو کوئی برہم نہیں کر سکتا - سبحانک ھذا بہتان عظیم

آٹھوین آیت

(آٹھوین آیت) اللہ تعالیٰ نے سورۂ آل عمران (چوتھے پارہ) مین فرمایا ہے -

کُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ۗ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُم ۚ مِّنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ	تم ہو بہترین اُس گروہ کے جو نکالے گئے واسطے (اصلاح) آدمیون کے حکم دیتے ہو پسندیدہ کام کا اور منع کرتے ہو ناپسندیدہ کام سے اور ایمان لاتے ہو خدا پر اور اگر ایمان لے آتا اہل کتاب تو بہتر تھا انکے لیے کچھ لوگ انمین سے مومن ہین اور بہت لوگ انمین سے باہر نکل گئے ہین

[illegible]

ازالۃ الخفا (فارسی)

[illegible]

سمی خلافت خاصہ ... آیت ...

بالھدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ

بعثت کرد ... دین حق کہ آنحضرت ...

بآن مرسل بود ظاہر و غالب باشد و مخفی و مستور نہ این آیہ حکم ست میان اہل سنت و اہل بدعت خدای تعالیٰ ہدی و دین حق بر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نازل فرمود وی صلے اللہ علیہ وسلم آنرا بصحابہ تبلیغ نمود و صحابہ آن معنی کہ مراد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بود فہمیدند و بقرن تابعین رسانیدند ثم وثم زیرا کہ ارادۂ الٰہی نہ محض تعلیم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم و نہ خروج آنجناب از عہدۂ تبلیغ اگرچہ سامعان نفہمند بلکہ مراد ظہور دین حق ست قرنا بعد قرن پس کسیکہ گوید کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دین حق را بصحابہ رسانیدند لیکن ایشان معنیے کہ مراد بود نفہمیدند یا فہمیدند اما غرض نفسانی حامل شد ایشان را بر کتمان آن وی مبتدع ست پس معتزلہ و شیعہ کہ میگویند انکم سترون ربکم الحدیث معنی آن علم یقینی بود صحابہ از جہت غموض فہم معنے آن نکردند و شیعہ کہ میگویند کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بر خلافت حضرت مرتضے نص فرمودہ بودند صحابہ بغرض نفسانی خود کتمان آن کردند و مخالفت نمودند مبتدع اند اینجا مراد حق ظہور دین حق ست ... برہم نمیتوانند زد سبحانک ھذا بہتان عظیم قال اللہ تعالیٰ فی سورۃ آل عمران

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر ... اہل الکتاب ...

[illegible]

[illegible] اخرجت للناس آیۃ برآوردن نہ چنان ست کہ از عدم یا از مضیقے برآوردہ باشند بلکہ منیش آنست کہ باطن مقدس

یہ کہ) تم علم الٰہی میں (پہلے ہی سے) اس صفت کے ساتھ موصوف تھے (کنتم کا مصدر کینونہ بمعنی ہستن بھی آتا ہے اور بمعنی بودن بھی اسی لحاظ سے یہ دو معنی ہوئے)

اخرجت للناس یہ نکالا جانا ایسا نہیں ہے کہ عدم سے (وجود میں) یا کسی تنگ مقام سے (وسیع میدان میں) نکالے گئے ہوں بلکہ مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ حق تعالی کے آوردہ ہیں (آوردہ ہونے کی صورت یہ ہوئی) کہ کارپردازان قضا و قدر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا باطن مقدس اصلاح بنی آدم کے ارادہ سے لبریز کر دیا اور (اس ارادہ کی) ایک شعاع نور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل مبارک سے نکلی جسقدر لوگ قابلیت رکھتے تھے وہ اس نور سے منور ہوگئے اور اسی ارادہ نے انکے اندر بھی جوش کیا لہذا تمام افراد بشر میں وہی لوگ اس دولت سے سرفراز ہوئے اور اس نعمت کے ساتھ مخصوص ہوگئے پس یہ لوگ افراد بشر کے درمیان حق تعالی کے آوردہ ہوئے۔ اور للناس (کالام جو بقاعدہ لغت نفع کے معنی دیتا ہے) ظاہر کر رہا ہے کہ یہ تدبیر الٰہی بندوں کی اصلاح کے لیے ہے مقصود یہ ہے کہ ایک عالم اس گروہ کے ذریعہ سے نورانی اور با ادب ہو جائے (اب اس آیت کی تفسیر میں چند حدیثیں سنو) بغوی وغیرہ نے حضرت ابو سعید خدری سے انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا آگاہ رہو کہ یہ امت ستروین امت ہے اور گذشتہ تمام امتوں سے اللہ عز و جل کے نزدیک بہتر اور بزرگتر ہے اور بغوی نے بہز بن حکیم سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے انکے دادا سے روایت کی ہے کہ انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کنتم خیر امۃ کے متعلق فرماتے ہوئے سنا کہ تم لوگ سترویں امت ہو اور ان سب امتوں سے اللہ کے نزدیک بہتر اور بزرگ ہو اور ابو عمر نے (کتاب) استیعاب میں حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ انھوں نے فرمایا اللہ نے تمام بندوں کے دل کو دیکھا تو انمیں سب سے بہتر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے دل کو پایا لہذا انکو اللہ نے برگزیدہ کیا اور اپنی رسالت کے ساتھ انکو مبعوث فرمایا پھر (دوبارہ) اللہ نے بندوں کے دلوں کو دیکھا تو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد سب بندوں کے دلوں سے آپکے اصحاب کے دلوں کو بہتر پایا لہذا انکو اپنے نبی کا وزیر بنایا کہ وہ اسکے دین (کی طرف) سے لڑتے ہیں اور ابو عمر نے حضرت ابو ہریرہ سے کنتم خیر امۃ کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ اس امت کے لوگ بنی آدم کے لیے سب آدمیوں سے زیادہ نافع ہیں کہ انکو (میدان جنگ سے پکڑ کر) زنجیروں میں جکڑ کر لاتے ہیں اور اسلام میں داخل کرتے ہیں۔

تامرون بالمعروف یہ ایک نیا جملہ ہے ان لوگوں کے بہترین امت ہونیکی دلیل ہے (یعنی ان اوصاف جمیلہ کے سبب سے تم بہترین ہو) مجاہد (امام المفسرین) نے کہا ہے کہ (بیشک) وہ لوگ سب سے بہتر تھے ان اوصاف کے سبب سے جو اللہ تعالی نے ذکر فرمائے ہیں (یعنی) تامرون بالمعروف الایہ پھر (دیکھو کہ) یہاں دو وصف بیان کیے گئے ہیں ایک وہ جو ان کے معاملات کی درستی پر دلالت کرتا ہے) انکے اور دوسرے لوگوں کے درمیان [illegible]

[illegible] حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بداعیہ اصلاح [illegible] ساختند و شعاع نور از دل وے صلی اللہ علیہ وسلم بیرون افتاد و جمعے کہ مستعد بودند بآن نور منور گشتند و ہمان داعیہ از باطن ایشان سر برآورد از میان افراد بشر این طائفہ باین دولت سرفراز شدند و باین نعمت مخصوص گشتند پس این جماعہ برآوردگان حق اند از میان مردم و للناس افادہ میفرماید کہ این تدبیر الٰہی ست برائے اصلاح عباد تا عالمے بواسطہ این گروہ منور و مؤدب گردد اخرج البغوی وغیرہ عن ابی سعید الخدری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا ان ھذہ الامۃ توفی سبعین امۃ ھی خیرھا واکرمھا علی اللہ عز وجل واخرج البغوی عن بھز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول فی قولہ تبارک وتعالی کنتم خیر امۃ اخرجت للناس قال انکم تتمون سبعین امۃ انتم خیرھا واکرمھا علی اللہ واخرج ابو عمر فی الاستیعاب عن عبد اللہ بن مسعود قال ان اللہ نظر فی قلوب العباد فوجد قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم خیر قلوب العباد فاصطفاہ فبعثہ برسالتہ ثم نظر فی قلوب العباد بعد قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوجد قلوب اصحابہ خیر قلوب العباد فجعلھم [illegible] آخرج [illegible] فی قولہ تعالی [illegible] للناس

[illegible] الاسلام [illegible] استیناف ست برائے بیان وجہ خیریت [illegible]
[illegible] اللہ تعالی [illegible] ذکر کردہ [illegible] فیما بینھم وبین [illegible]

اور وہ (وصف) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہی دوسرا وہ (جوان حالات کی پاکیزگی پہ دلالت کرتا ہو یعنی) انکے اور اللہ کے درمیان مین (رہتے ہین) اور وہ ایمان ہی جسمین سترے اور پر کچھ شاخین ہین (یہ دونون وصف جسمین موجود ہون اسکے جامع اوصاف اور بہترین ہونے مین کیا شک ہو سکتا ہی۔

ولو امن (یعنی) اس لفظ ولو امن کے لانے کا سبب بیان فرماتا ہی وہ یہ کہ اہل کتاب بھی کسی وقت مین امتہ اخرجت للناس (کے مصداق) تھے چونکہ انکی حالت متغیر ہو گئی لہذا حکمت الٰہی نے عرب سے ایک دوسری امت کے ظاہر کرنے کا تقاضا کیا بغوی (مفسر) نے کہا ہی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ انھون نے فرمایا کنتم خیر امۃ (کی فضیلت) صرف ہمارے اگلون کے لیے ہی پچھلون کے لیے نہین ہی اور ابو عمر نے کہا ہی کہ حضرت عمر بن خطاب سے مروی ہی کہ جسکو خواہش ہو کہ اس گروہ مین (جسکی شان خیر امتہ ہی) داخل ہو جائے اسکو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے جو اوصاف ہم مین بیان کیے ہین انکو حاصل کرے حضرت عمر کے ان دونون قولون مین باہم مخالفت نہین ہی کیونکہ مفہوم آیت کا تمام ان لوگون کو شامل ہی جنکے دل مین ارادہ اصلاح عالم کی روح (کارکنان قضا و قدر) پھونکدین خواہ اس امت کے اگلون سے ہون یا پچھلون سے (لہذا یہ کہنا صحیح ہوا کہ جسکو خواہش ہو وہ ایسا کرے) لیکن (چونکہ) مصداق ان اوصاف کے خارج مین صرف اس امت کے اگلے لوگ تھے (لہذا یہ فرمانا بھی بجا ہی کہ یہ آیت صرف اگلون کے لیے ہی) کیونکہ (قرن اول کے) بعد جہاد اور امر معروف اور نہی منکر کا طریقہ مٹ گیا۔

جب یہ سب باتین بیان ہو چکین تو اب جاننا چاہیے کہ حضرات خلفا اسی (بہترین) گروہ سے ہین جنکی صفت (اس آیت مین) اخرجت للناس (وارد ہوئی) ہی بوجہ اسکے کہ انکے حالات سے (امر معروف اور نہی منکر اور ایمان کے ساتھ انکا موصوف ہونا) بتواتر ثابت ہو چکا ہی۔ اس سے زیادہ کیا ہو گا کہ مسلمانوں کی بڑی بڑی جماعتین انھین بزرگون کی قوت ہمت سے یکجا اور متفق ہوئین اور انھون نے بڑی وسیع اقلیمون کو فتح کیا اور لوگ گروہا گروہ انکی کوشش سے حلقہ اسلام مین داخل ہوے لہذا (ثابت ہو گیا کہ) یہ لوگ بہترین امت ہین اور جب بہترین امت ہوے تو خلافت انکی برحق ہوئی غصب و ظلم کی جھوٹی تہمت سے انکا دامن پاک ہی) اور یہی مقصود ہی۔

(نوین آیت) اللہ تعالیٰ نے سورہ حدید (ستائیسوین پارہ) مین فرمایا ہی۔

لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوا وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ	برابر نہین ہی تم مین سے وہ شخص جسنے (راہ خدا مین) مال خرچ کیا فتح سے پہلے اور جہاد کیا اسنے (اس شخص کے ساتھ جسنے ایسا نکیا) وہ لوگ جو فتح سے پہلے ہو گئے بزرگتر ہین (بلندی) مراتب مین ان لوگون سے جنھون نے فتح کے بعد مال خرچ کیا اور جہاد کیا اور ہر ایک سے اللہ نے وعدہ کیا ہی اچھا

[illegible] اینست که اهل کتاب مدتی از اوقات مصداق اخرجت للناس بودند صفت ایشان متغیر شد بعد احکمت الٰہی اقتضا نمود اخراج امتی دیگر از عرب قال البغوی روی عن عمر رضی اللہ عنہ قال کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تکون لاولنا ولا تکون لاخرنا وقال ابو عمر جاء عن عمر بن الخطاب من سرہ ان یکون من تلک الامۃ فلیؤد شرط اللہ تعالیٰ فینا وہر دو قول باہم نزاع ندارند زیرا کہ مفہوم آیت عام ست برای ہر کہ روح داعیہ اصلاح عالم در قلب او نفخ کنند اوائل امت باشد یا آخر آن لیکن مصداق آن در خارج اوائل امت ست فقط زیرا کہ من بعد رسم جہاد و امر معروف و نہی منکر مندرس شد چون این مہین گردید باید دانست کہ حضرات خلفا از ان امت بودہ اند کہ اخرجت للناس صفت ایشان ست از جہت آنچہ از حالات ایشان بتواتر ثابت گشتہ زیادہ ازین چہ خواہد بود کہ جماعات عظیمہ از مسلمین بقوت ہمت این بزرگان مؤتلف شدند و اقالیم وسیعہ را فتح نمودند و طوائف ناس بسعی ایشان در ربقہ اسلام درآمدند پس ایشان خیر امت باشند و ہو المراد۔

قال اللہ تعالیٰ فی سورۃ الحدید لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ [illegible]

[illegible]

المشتلی وکالٰلہ یماتعلمون خبیرٌ] (اچھی چیز (یعنی جنت) کا اور خدا جو تم کرتے ہو اس سے واقف ہے ۔
یہ آیت ظاہر کر رہی ہو کہ سب صحابہ ایک مرتبہ مین نہین ہین بعض بعض سے افضل و اکمل ہین یہ واقعی مقدم و مؤخر ہونے کے خرچ کرنے اور جہاد کرنے مین تمام ائمہ محدثین نے بواسطہ حضرت ابو سعید خدری کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہو کہ آپنے فرمایا میرے صحابہ کو برا نہ کہو قسم اُسکی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے کہ اگر کوئی شخص تم مین سے کوہ احد کی برابر سونا (راہ خدا مین) خرچ کرے تو وہ اُنکے ایک مد یا نصف (مد کے خرچ) کی برابر (ثواب مین) نہین ہوسکتا
من قبل الفتح (یعنی فتح) کے دو معنی بیان کیے گئے ہین اول فتح مکہ اور یہی اکثر مفسرین کا قول ہے دوسرے صلح حدیبیہ اور یہ معنی احادیث فضائل حدیبیہ کے زیادہ مناسب ہین یہ اختلاف (فتح کے معنی مین) کلمہ انا فتحنا لک فتحا مبینا کی تفسیر پر مبنی ہو کہ اسکے بھی یہی دو معنی بیان کیے گئے ہین (جو لوگ فتح مبین سے فتح مکہ مراد لیتے ہین وہ یہان بھی فتح کے معنی فتح مکہ بیان کرتے ہین اور جو لوگ فتح مبین سے صلح حدیبیہ مراد لیتے ہین وہ یہان بھی فتح کے معنی صلح حدیبیہ کہتے ہین) ۔
یہ آیت بطور منطوق کے بتا رہی ہو کہ جن لوگون نے فتح سے پہلے مال خرچ کیا اور جہاد کیا اُن لوگون سے افضل ہین جنھون نے بعد فتح کے خرچ کیا اور جہاد کیا اور بطور مفہوم موافق کے بتا رہی ہو کہ جسنے (فتح سے پہلے) زیادہ خرچ کیا ہو اور زیادہ جہاد کیا ہو اسکا مرتبہ (ان لوگون مین بھی) سب سے اقدم و افضل ہوگا اور (یہ بھی سمجھنے کے قابل ہو کہ) جو جہاد مکہ مین (قبل از ہجرت) تھا وہ ہاتھ سے اور لاٹھی سے تھا اور جو جہاد بعد ہجرت کے واقع ہوا وہ تلوار سے اور نیزون سے تھا اور لغت مین دونون کو قتال کہتے ہین (لہذا جو جہاد قبل از ہجرت ہوتا تھا اسکا بھی لحاظ کیا جائیگا) اسی مفہوم کے لحاظ سے (چونکہ ابوبکر صدیق کا جہاد قبل از ہجرت سب سے فائق تھا) لوگون نے کہا ہو کہ یہ آیت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق مین نازل ہوئی ہو بغوی نے لکھا ہو کہ محمد بن فضیل نے کلبی سے روایت کی ہو کہ یہ آیت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق مین نازل ہوئی ہو کیونکہ سب سے پہلے وہی اسلام لائے اور سب سے پہلے اُنھین نے اللہ عز و جل کی راہ مین (اپنا مال) خرچ کیا حضرت عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہین کہ سب سے پہلے جسنے تلوار ہاتھ مین لیکر اپنا اسلام ظاہر کیا وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم تھے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہو وہ کہتے ہین کہ مین (ایک روز) نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین تھا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی (اسوقت) آپکے پاس (بیٹھے ہوے) تھے اور اُن (کے جسم) پر (اسوقت) ایک کملی تھی جسکے دونون کنارے سینہ پر اُنہون نے ٹانکے سے (ایک کانٹے سے) اٹکا لیا تھا اسی حالت مین جبرئیل [illegible]
[illegible] اُنھون نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible] سعید الخدری
[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم
[illegible] اصحابی فوالذی
[illegible] احد ذہبا ما ادرک مد احدہم
[illegible] من قبل الفتح مفسر بدو
[illegible] فتح مکہ وھو قول الاکثر
[illegible] صلح حدیبیہ وھو الصق باحادیث فضائل
[illegible] و این اختلاف مبنی ست بر تفسیر
انا فتحنا لک فتحا مبینا کہ برین
[illegible] دو وجہ تفسیر کردہ اند و این آیت بطریق منطوق
[illegible] تفضیل جماعہ کہ قبل فتح انفاق
[illegible] از ایشان بظہور آمد بر جماعہ کہ بعد
[illegible] انفاق و قتال نمودہ اند و بطریق
مفہوم موافق می فہماند کہ ہر کہ انفاق و قتال
[illegible] افضل تر و قتالے کہ در مکہ بود بدست
[illegible] و قتالے کہ بعد ہجرت واقع شد
[illegible] شمشیر و رماح در لغت ہر دو را قتال
[illegible] گفتہ اند بہمین مفہوم موافق
[illegible] ابی بکر الصدیق
[illegible] محمد بن فضیل
[illegible] الکلبی ان ہذہ الآیۃ نزلت فی
ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ
[illegible] اول من انفق فی
[illegible] قال عبد اللہ
[illegible]

ایک کملی ہی جسکے دونون کنارے انھون نے اپنے سینہ پر ٹانک لیے ہین حضرت سلطان الاولیا (ابو بکر) وہ اپنا مال قبل فتح مکہ میرے اوپر خرچ کر چکے حضرت جبریل نے کہا اللہ تعالی فرماتا ہی کہ ابو بکر سے میرا سلام کہو اور انسے پوچھیے کہ ابھی اس فقر کی حالت مین مجھسے خوش ہو یا ناخوش پس رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ای ابو بکر اللہ عز وجل تمکو سلام فرماتا ہی اور تمسے پوچھتا ہی کہ تم اپنے اس فقر کی حالت مین مجھسے خوش ہو یا ناخوش ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ (میری) کیا ہستی ہی) مین اپنے پروردگار سے ناخوش ہون مین مین اپنے پروردگار سے خوش ہون مین اپنے پروردگار سے خوش ہون اور حاکم اور ابو عمر نے ہشام بن عروہ سے انھون نے اپنے والد سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے ابو بکر صدیق جب اسلام لائے تو انکے پاس چالیس ہزار (اشرفیان) تھین وہ سب انھون نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر راہ خدا مین خرچ کردین (یہ تو حضرت صدیق کے خرچ کرنے کی کیفیت تھی اب انکے جہاد کی حالت سنو) **ریاض النضرۃ** مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی تھین کہ (ایک روز) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے تمام اصحاب یکجا ہوے وہ کل انتالیس مرد تھے تو ابو بکر نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے اعلان اسلام کی بابت اصرار کیا آپ نے فرمایا ای ابو بکر ابھی ہم لوگ بہت تھوڑے ہین مگر وہ برابر آپ سے اصرار کرتے رہے یہانتک کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور تمام مسلمان کعبہ کے اندر ادھر ادھر بیٹھ گئے اور ابو بکر وعظ کہنے کھڑے ہوے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم بھی بیٹھے ہوے تھے وہ سب سے پہلے واعظ ہین جنھون نے اللہ عز وجل اور اسکے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف لوگون کو بلایا (حضرت صدیق کا وعظ کہنا تھا کہ) مشرکون نے ابو بکر اور نیز اور مسلمانون پر ہجوم کر لیا اور انکو مارنا شروع کیا کعبہ کے اندر جسقدر مسلمان تھے سب کو بہت سخت مارا اور ابو بکر تو پیرون سے روندے گئے اور بہت ہی سخت مارے گئے اور (اسی حالت مین) عتبہ بن ربیعہ خبیث انکے قریب گیا اور آسنے دو سلی ہوئی جوتیون سے انکو مارنا شروع کیا اور انکے مبارک چہرہ پر مارتے مارتے پیٹ کے قریب پہونچا دیا چہرہ پر اسقدر ورم آگیا کہ ناک اور مونھ معلوم نہوتا تھا۔

(مترجم کہتا ہی کہ اللہ اکبر کیسی خوش نصیبی اور اقبال مندی حضرت صدیق کی تھی اپنے آقائے نامدار حبیب مختار صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے انکی محبت مین جان فدا کر رہے ہین اس بات کی تمنا تو ہر جانباز کو ہوتی ہی مگر ہر ایک کی ایسی قسمت کہان ہے ؎ بجرم عشق توام میکشند وغوغائیست ٭ تو نیز بر سر بام آ کہ خوش تماشائیست ٭) اتنے مین (حضرت صدیق کے قبیلہ) بنی تیم کے لوگ دوڑتے ہوے آئے اور انھون نے مشرکون کو ابو بکر کے پاس سے ہٹایا اور انکو کپڑے مین اٹھا کر انکے گھر لیگئے اور سبکو

... قال فقال الفتی مالہ علی قبل الفتح قال فقیا انبی علیہ السلام [illegible]
[illegible] انکما [illegible]
صلی اللہ علیہ وسلم یا ابا بکر [illegible]
عز وجل یقرأ علیک السلام ویقول لک
[illegible] انک فی فقرک ہذا ام ساخط
فقال ابو بکر رضی اللہ عنہ ءاسخط
علی ربی انا عن ربی راض انا عن ربی راض اخرج
الحاکم وابو عمر عن ہشام بن عروۃ
عن ابیہ قال اسلم ابو بکر ولہ
اربعون الفا انفقہا کلہا علی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی
سبیل اللہ فی ریاض النضرۃ عن عائشۃ
رضی اللہ عنہا قالت لما اجتمع اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکانوا
تسعۃ وثلثین رجلا الح ابو بکر علی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الظہور فقال
یا ابا بکر انا قلیل فلم یزل یلح علی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم حتی ظہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم وتفرق المسلمون فی نواحی المسجد وقام ابو بکر فی الناس
خطیبا ورسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم جالس وکان اول خطیب
دعا الی اللہ عز وجل والی رسولہ
صلی اللہ علیہ وسلم وثار
المشرکون علی ابی بکر وعلی المسلمین
یضربونہم فی نواحی المسجد
ضربا شدیدا ووطئ ابو بکر
وضرب ضربا شدیدا ودنا منہ
الفاسق عتبۃ بن ربیعۃ فجعل
یضربہ بنعلین مخصوفتین
ویحرفہما بوجہہ [illegible]
حتی ما یعرف انفہ من [illegible]
وجاءت بنو تیم [illegible]
المشرکین عن ابی بکر [illegible]
[illegible]

یقین تھا کہ اب یہ زندہ نہ رہینگے پھر بنی تیم کے لوگ لوٹکر کعبہ مین آئے اور کہنے لگے کہ اللہ کی قسم اگر ابوبکر مرگئے تو ہم ضرور ضرور عتبہ کو مار ڈالینگے اسکے بعد پھر وہ ابوبکر کے پاس گئے ابو قحافہ (انکے والد) اور قبیلہ بنی تیم کے اور لوگ برابر انکو پکارتے تھے (مگر وہ جواب نہ دیتے تھے) بالآخر شام کے قریب جواب دیا اور یہ بات کہی کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کیسے ہین تمام بنی تیم کے لوگون نے انکو ملامت کی اور طعنے دیے (کہ دیکھو تمنے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اپنی جان و آبرو سب تباہ کردی) اسکے بعد وہ لوگ اٹھ گئے اور (حضرت صدیق کی والدہ) ام الخیر بنت صخر سے کہہ گئے کہ دیکھو انکو کچھ کھلا پلا دینا چنانچہ وہ انکے پاس گئین اور انھون نے بہت اصرار کیا مگر وہ یہی پوچھتے رہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کیسے ہین ام الخیر نے کہا واللہ مجھے تمھارے صاحب کی کچھ خبر نہین حضرت ابوبکر نے کہا کہ تم ام جمیل بنت خطاب کے پاس جاؤ اور انسے حضرت کا حال پوچھو چنانچہ وہ ام جمیل کے پاس گئین اور کہا کہ ابوبکر تم سے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) بن عبد اللہ کا حال پوچھتے ہین ام جمیل نے (براہ رازداری صاف انکار کردیا) کہا نہ مین ابوبکر کو جانتی ہون نہ محمد بن عبد اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کو اور اگر تم چاہو تو مین تمھارے ہمراہ تمھارے بیٹے کے پاس چل سکتی ہون ام الخیر نے کہا اچھا چلو چنانچہ ام جمیل انکے ہمراہ گئین اور انھون نے دیکھا کہ ابوبکر پڑے ہوے ہین اور بہت سقیم حالت ہی ام جمیل انکے قریب گئین اور (ضبط نکر سکین) چلا اٹھین کہ جن لوگون نے تمھارے ساتھ ایسا کیا ہی بڑے ناہنجار لوگ ہین مجھے یقین ہی کہ اللہ تمھارا انتقام انسے لیگا حضرت ابوبکر نے کہا (یہ باتین تو پھر کرنا پہلے یہ بتاؤ) کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کیسے ہین ام جمیل نے (آہستہ سے) کہا کہ تمھاری والدہ سن رہی ہین (ابھی نہ پوچھو) حضرت ابوبکر نے کہا کہ میری والدہ سے تم کچھ اندیشہ نکرو ام جمیل نے کہا (بحمد اللہ) صحیح و سالم ہین حضرت ابوبکر نے پوچھا کہ کہان تشریف رکھتے ہین ام جمیل نے کہا کہ ارقم کے گھر مین (بعد اسکے ام جمیل اور حضرت صدیق کی والدہ دونون نے انسے کھانیکے لیے اصرار کیا) حضرت ابوبکر نے کہا کہ مین نے اللہ سے عہد کیا ہی کہ جب تک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین نہ پہونچونگا کچھ نہ کھاؤنگا نہ پیونگا ان دونون نے (یہ سنکر) توقف کیا یہانتک کہ جب رات بہت آگئی اور) بیرون کی چاپ موقوف ہوگئی اور سب لوگ اپنی اپنی جگہہ پر سو رہے تو دونون انکو لیچلین حضرت ابوبکر ان دونون پر ٹیک لگائے ہوے چل رہے تھے یہانتک کہ دونون نے انکو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہونچا دیا حضرت عائشہ کہتی ہین کہ (پہونچتے ہی) حضرت ابوبکر آپ پر جھک پڑے اور آپکی جبین مبارک کا بوسہ لیا [illegible] سلطان ابوبکر صدیق [illegible]

[illegible] خلوا المسجد وقالوا والله لئن مات ابو بكر لنقتلن عتبة ورجعوا الى ابي بكر فجعل ابو قحافة [illegible] حتى [illegible] ما فعل رسول الله صلى الله عليه وسلم فنالوه بالسنتهم وعذلوه ثم قاموا وقالوا لام الخير بنت صخر انظري ان تطعميه شيئا او تسقيه اياه فلما خلت به والحت جعل يقول ما فعل رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت والله ما لي علم بصاحبك فقال اذهبي الى ام جميل بنت الخطاب فاسأليها عنه فخرجت حتى جاءت ام جميل فقالت ان ابا بكر يسألك عن محمد بن عبد الله قالت ما اعرف ابا بكر ولا محمد ابن عبد الله وان تحبي ان امضي معك الى ابنك فعلت قالت نعم فمضت معها حتى وجدت ابا بكر صريعا دنفا فدنت منه ام جميل واعلنت بالصياح وقالت ان قوما نالوا منك هذا لاهل فسق واني لارجو ان ينتقم الله لك قال ما فعل رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت هذه امك تسمع قال فلا عين عليك منها قالت سالم صحيح قال اين هو قالت في دار الارقم قال [illegible] على الية ان لا اذوق طعاما [illegible] رسول الله صلى [illegible] حتى اذا [illegible] وسكن الناس [illegible] وامسكت عليه [illegible] رسول الله صلى الله عليه وسلم

رقبة شديدا فقال ابوبكر بابي انت وامي ليس بي ما نال الفاسق مني وجعي هذا ... برة بوالديه ...

آپکی حالت دیکھکر بہت سخت رقت طاری ہوئی حضرت ابوبکر نے کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہو جائین اُس خبیث نے جو میرے موُنھ پر مارا تھا اب اُسکا کچھ بھی اثر مجھے نہیں معلوم ہوتا (اسوقت ایک عرض یہ ہی کہ) میری یہ والدہ اپنے ماں باپ کی بڑی خدمت گزار ہین اور آپ مورد برکت ہین لہذا انکو اللہ کی طرف بلائیے اور اللہ عزوجل سے انکے لیے دعا کیجیے امید ہی کہ اللہ انکو آپکی برکت سے دوزخ سے بچالے چنانچہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے انکے لیے دعا کی اور وہ اسلام لے آئین ایک مہینہ تک رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس صرف اُنتالیس مسلمان تھے جس روز حضرت ابوبکر مارے گئے اُسی دن حضرت حمزہ اسلام آئے اور بخاری نے عروہ بن زبیر سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے مین نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے پوچھا کہ سب سے زیادہ سخت کام جو مشرکون نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا وہ کیا تھا۔ اُنھون نے کہا (سب سے زیادہ سخت نظارہ جو) مین نے دیکھا (وہ یہ تھا کہ) عقبہ بن ابی مُعَیط نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کی چادر آپکے گلے مین لپیٹ کر اُسنے آپکا گلا گھونٹنا شروع کیا حضرت ابوبکر (کو خبر ہوئی تو وہ) آئے اور اُنھون نے عقبہ کو آپکے پاس سے ہٹایا اور کہا کیا تم ایک شخص کو قتل کیے ڈالتے ہو اس بات پر کہ وہ کہتا ہی میرا پروردگار اللہ ہی اور وہ تمھارے پاس کھلی ہوئی نشانیان تمھارے پروردگار کے پاس سے لایا اور حاکم نے حضرت انس سے روایت کی ہی کہ کافرون نے (ایکمرتبہ) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو اسقدر مارا کہ آپ بیہوش ہوگئے (اتنے مین) ابوبکر آگئے اور اُنھون نے آپکو بچالیا بعد اسکے وہ) کھڑے ہوگئے اور پکارکر کہنے لگے تم لوگون کی خرابی ہو کیا تم ایک شخص کو قتل کیے ڈالتے ہو صرف اس بات پر کہ وہ کہتا ہی میرا پروردگار اللہ ہی اور بیشک وہ معجزات بھی تمھارے پاس تمھارے پروردگار کے یہان سے لایا کافرون نے پوچھا یہ کون ہی کسی نے کہا کہ یہ ابوقحافہ کا مجنون بیٹا ہی اور (حضرت عمر کے جہاد کی حالت سنو) ابن اسحاق نے بیان کیا ہی کہ مجھسے نافع نے حضرت ابن عمر سے روایت کر کے بیان کیا کہ جب حضرت عمر اسلام لائے تو اُنھون نے (لوگون سے) پوچھا کہ قریش کا کون شخص بات کو جلد مشہور کرتا ہی کسی نے کہا کہ جمیل بن معمر جمحی چنانچہ حضرت عمر اُسکے پاس گئے عبداللہ بن عمر کہتے ہین کہ مین بھی آپ کے پیچھے پیچھے گیا اس زمانہ مین مین بچہ تھا مگر جو کچھ دیکھتا تھا اُسکو سمجھ لیتا تھا حضرت عمر نے اُسکے پاس پہونچکر فرمایا کہ ای جمیل کیا تمھین معلوم ہی مین اسلام لے آیا اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے دین مین داخل ہوگیا حضرت ابن عمر کہتے ہین کہ اُسنے اسکا کچھ جواب نہ دیا اور اپنی چادر گھسیٹتا ہوا چلا اور حضرت عمر بھی اُسکے ساتھ ہو لیے مین بھی اپنے والد کے ... [illegible] ... سے اُس نے ...

كاد تحمالك الله تعالى [illegible] وجعل لها عنى ان يستنقذها بك من النار فدعا لها رسول الله صلى الله عليه وسلم فاسلمت فاقاموا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم شهرا وهم تسعة وثلثون رجلا وكان اسلام حمزة يوم ضرب ابوبكر واخرج البخاري عن عروة ابن الزبير قال سالت عبد الله ابن عمرو عن اشد ما صنع المشركون برسول الله صلى الله عليه وسلم قال رأيت عقبة بن ابي معيط جاء الى النبي صلى الله عليه وسلم فوضع رداءه في عنقه فخنقه به خنقا شديدا فجاء ابوبكر حتى دفعه عنه فقال أتقتلون رجلا ان يقول ربي الله وقد جاءكم بالبينت من ربكم واخرج الحاكم عن انس قال لقد ضربوا رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى غشي عليه فقام ابوبكر فجعل ينادي ويقول ويلكم اتقتلون رجلا ان يقول ربي الله قالوا من هذا قالوا هذا ابن ابي قحافة المجنون وقال ابن اسحق حدثني نافع عن ابن عمر قال لما اسلم عمر قال اي قريش انقل للحديث قيل له جميل بن معمر الجمحي قال فغدا عليه [illegible] ابن عمر و[illegible]

[illegible]

کہا ای گروہ قریش {اور وہ سب لوگ کعبہ کے گرد اپنی اپنی نشستگاہ مین تھے} سنو ابن خطاب بیدین ہوگیا حضرت ابن عمر کہتے ہین کہ حضرت عمر اسکے ساتھ ساتھ کہتے جاتے تھے کہ یہ جھوٹا ہے (مین بیدین نہین ہوا) بلکہ مسلمان ہوگیا ہون اور شہادت دیتا ہون کہ سوا اللہ کے کوئی معبود نہین اور محمد اُسکے بندے اور اسکے رسول ہین (یہ سنتے ہی) کافرون نے انپر ہجوم کیا اور میرے والد کافرون کو مارنے لگے اور کافر میرے والد کو یہانتک کہ دوپہر ہوگئی۔ بالآخر میرے والد تھک کر بیٹھ گئے اور وہ سب لوگ آکر انکے پاس کھڑے ہوے (اور مارنا شروع کیا) میرے والد یہ فرماتے جاتے تھے کہ جو تمسے ہوسکے کرو مین اللہ کی قسم کھاتا ہون کہ اگر ہم لوگ تین سو بھی ہوتے تو یا تو ہم مکہ کو تمہارے لیے خالی کر دیتے یا تم مکہ ہمارے لیے خالی کر دیتے حضرت ابن عمر کہتے ہین کہ اسی اثنا مین قریش کا ایک بوڑھا آدمی آیا اور وہ (مقام حیرہ کی (بنی ہوئی) چادر اور تہبند اور ایک عمدہ قمیص پہنے تھا اُسنے کہا کہ تم لوگ یہ کیا کر رہے ہو ان لوگون نے کہا کہ عمر بیدین ہوگیا ہی اسنے کہا اچھا تو چھوڑ دو ایک شخص نے اپنے نفس کے لیے جو چاہا کیا اب تم کیا چاہتے ہو کیا تم سمجھتے ہو کہ بنی عدی اپنا آدمی تمہارے حوالہ کردینگے (کہ تم اسکو قتل کر ڈالو لہٰذا) اس شخص کو چھوڑ دو حضرت ابن عمر کہتے ہین کہ وہ لوگ (چارون طرف سے) مثل چادر کے حضرت عمر کو لپٹے ہوے تھے (جب ہٹائے گئے تو معلوم ایسا ہوا کہ چادر) آپ کے اوپر سے اُتار لیگئی۔ حضرت ابن عمر کہتے ہین پھر مین نے بعد اسکے کہ حضرت عمر مدینہ ہجرت کرکے آگئے پوچھا کہ ای باپ وہ کون شخص تھا جسنے مکہ مین آپکے لیے جب آپ اسلام لائے کافرون کو ڈانٹا تھا کہ اس شخص کو کیون قتل کیے ڈالتے ہو حضرت عمر نے کہا ای بیٹے وہ عاص بن وائل سہمی تھا۔

جب ہم یہ بیان کرچکے تو اب کہتے ہین کہ درصورتیکہ شیخین کا ان لوگون سے افضل ہونا جو بعد فتح کے مسلمان ہوے منطوق آیت سے ثابت ہوگیا اور فتح کے قبل اسلام لانے والون سے انکا افضل ہونا مفہوم آیت سے ثابت ہوا تو (یقیناً معلوم ہوگیا کہ) خلافت انکی خلافت راشدہ ہی اور (یہ اسلیے کہ اوپر بیان ہوچکا کہ) خلافت خاصہ کے لوازم سے ہی کہ خلیفہ عام مسلمانون پر فضیلت کلی رکھتا ہو اور خواص پر یعنی ان لوگون پر جو خلافت کی قابلیت رکھتے ہون اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُنکے ساتھ وہ برتاؤ کیا ہو جو ولیعہد کے ساتھ ہونا چاہیے فضیلت جزئی رکھتا ہو مگر ایسی کہ قریب قریب فضیلت کلی کے ہو خصوصاً اُن امور مین جو ریاست وخلافت کے لیے ضروری ہین (اور شیخین کے لیے اس قسم کی فضیلت عوام وخواص سب پر اس آیت سے ثابت ہوگئی لہٰذا انکی خلافت کے خلافت خاصہ راشدہ ہونے مین کیا شک رہا) واللہ اعلم۔

[illegible] قریش صبا عمر [illegible] بیتهم حول الکعبة الا ان ابن الخطاب قد صبا قال یقول عمر من خلفه کذب
[illegible] ولکنی قد اسلمت وشهدت
[illegible] الا الله وان محمدا عبده
ورسوله وثاروا الیه فما برح
یقاتلهم ویقاتلونه حتی
قامت الشمس علی رؤسهم
قال وبلح فقعد وقاموا علی
رأسه وهو یقول افعلوا ما بدا
لکم فاحلف بالله لو کنا ثلثمائة
رجل لقد ترکناها لکم او ترکتموها
لنا قال فبینا هو علی ذلک اذ اقبل
شیخ من قریش علیه حلة حبرة
وقمیص موشی حتی وقف علیه
فقال ما شانکم قالوا صبا عمر
قال فمه رجل اختار لنفسه امرا
فما تریدون اترون بنی عدی
بن کعب یسلمون لکم صاحبهم
[illegible] خلوا عن الرجل قال فوالله
لکانما کانوا ثوبا کشط عنه قال
فقلت لابی بعد ان هاجر الی المدینة
یا ابت من الرجل الذی زجر القوم
عنک بمکة یوم اسلمت وهم
یقاتلونک قال ذاک ای بنی العاص
بن وائل السهمی چون این همه بیان
نمودیم میگوئیم چون افضلیت شیخین بر جماعه
که بعد فتح مسلمان شدند بالمنطوق ثابت
شد و بر جماعه متقدمه بالمفهوم خلافت
ایشان خلافت راشده باشد زیرا که یکی از
لوازم خلافت خاصه افضلیت خلیفه است
نسبت [illegible] مسلمین بفضل کلی و نسبت
[illegible] بفضل [illegible] اند
[illegible] ایشان معامله منتظر الامارة میفرمود بفضل جزئی مشتبه که بذکر فضل کلی باشد خصوصا در امور یکه مناسب
ریاست وخلافت باشد والله اعلم

قال الله تعالیٰ فی سورۃ الحجر انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون ٥ بر آئینہ فرو فرستادیم قرآن را و بر آئینہ ما

وقال فی سورۃ القیامۃ لا تحرک به لسانک لتعجل به ان علینا جمعه وقرآنه فاذا قرأناه فاتبع قرآنه ثم ان علینا بیانه ٥ یعنی مجنبان بقرآن زبان خود را تا شتابی کنی بحفظ آن ہر آئینہ وعدہ است بما بہم آوردن وخواندن آن پس چون بخوانیم قرآن را یعنی نازل گردانیم آنرا پس در پے رو قراءۃ او را یعنی استماع آن کن باز ہر آئینہ بما وعدہ است واضح ساختن او را اخرج مسلم فی حدیث عیاض بن حمار عن النبی صلی الله علیه وسلم عن ربه تبارک وتعالیٰ وانزلت علیک کتابا لا یغسله الماء واین کنایت است از آنکہ اگر مساعی بنی آدم صرف شود در محو قرآن نا بود نشوند بران واین تفسیر حفظ قرآن است باز در آیہ دیگر صورت حفظ بیان فرمود اخرج البخاری عن ابن عباس فی قوله عز وجل لا تحرک به لسانک الآیه قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یعالج من التنزیل شدۃ وکان مما یحرک شفتیه فانزل الله عز وجل لا تحرک به لسانک لتعجل به ان علینا جمعه وقرآنه قال جمعه فی صدرک وتقرأه فاذا قرأناه فاتبع قرآنه قال فاستمع له وانصت ثم ان علینا بیانه ثم ان علینا ان تقرأه فکان رسول الله صلی الله علیه وسلم بعد ذلک اذا اتاه جبرئیل

(دسوین آیت) اللہ تعالیٰ نے سورۂ حجر (چودھوین پارہ) مین فرمایا ہی۔

انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون ٥	بتحقیق ہم نے اُتارا قرآن اور بتحقیق ہم حفاظت کرنیوالے اُسکے ہین۔

(گیارھوین آیت) اللہ تعالیٰ نے سورۂ قیامۃ (اُنتیسوین پارہ) مین فرمایا ہی۔

لا تحرک به لسانک لتعجل به ان علینا جمعه وقرآنه فاذا قرأناه فاتبع قرآنه ثم ان علینا بیانه	(ای نبی) نہ حرکت دو قرآن کے ساتھ اپنی زبان کو اسلیے کہ جلدی کرو اسکے یاد کرنے مین تحقیق [وعدہ] ہی ہمپر اسکے جمع کرنے اور پڑھے جانے کا پس جسوقت ہم اسکو پڑھین [یعنی نازل کرین] تو پیچھے رہو اسکے پڑھنے کے [یعنی اسکو سنو] پھر یقیناً ہمپر [وعدہ] ہی اسکے واضح کرنیکا۔

مسلم نے بواسطہ حضرت عیاض بن حمار کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ آپ نے فرمایا اللہ بزرگ برتر فرماتا ہی کہ مین نے تمپر ایسی کتاب نازل کی ہی جسکو پانی نہین دھو سکتا مطلب یہ ہی کہ اگر قرآن کے معدوم کرنے مین تمام بنی آدم کی کوششین صرف ہو جائین تب بھی کامیاب نہونگے حفاظت قرآن کی یہی تفسیر ہی پھر دوسری (یعنی گیارھوین) آیت مین اس حفاظت کا طریقہ بھی بیان فرمادیا (کہ اسکو مصاحف مین جمع کرا دینگے اور لوگون کے دل مین اسکی تلاوت اور تفسیر کا بے اندازہ شوق پیدا کر دینگے) بخاری نے حضرت ابن عباس سے آیت لا تحرک به لسانک کی تفسیر مین روایت کیا ہی کہ وہ فرماتے تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نزول وحی کے وقت بہت محنت اٹھاتے اور گوارا کرتے تھے چنانچہ ایک محنت یہ تھی کہ آپ (وحی سنتے جاتے تھے اور ساتھ ہی پڑھتے بھی جاتے تھے مگر نہ باآواز بلکہ صرف) اپنے ہونٹون کو ہلاتے تھے لہذا اللہ عز وجل نے یہ آیت نازل کی لا تحرک به الخ جمع کرنے سے مراد سینہ مین جمع کرنا ہی اور پڑھنے سے مراد آنحضرت کا پڑھنا ہے فاتبع قرآنه کا مطلب یہ ہی کہ اسکو سنو اور سکوت کرو ثم ان علینا بیانه مین بیان کا مطلب یہ ہی کہ ای محمد ہم اسکو تمھین پڑھا دینگے لہذا اسکے بعد رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ حالت تھی کہ جب جبریل آپکے پاس (وحی لیکر) آتے تو آپ اُسکو سنتے پھر جب جبریل چلے جاتے تو آپ اُسکو پڑھتے جس طرح جبریل نے پڑھا تھا (بخاری کی روایت ختم ہوئی) اس روایت مین مرفوع حدیث اسی قدر ہی جسقدر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حالت کے متعلق ہی جمع کی تفسیر حضرت ابن عباس کی ذاتی راے ہے فقیر کہتا ہی اللہ اس سے درگذر کریگا اس تفسیر مین اعتراض ہی کیونکہ (حضرت ابن عباس نے لفظ جمع سے) لفظ قرآن اور لفظ بیان کا مآل ایک کر دیا سینہ مین جمع کر دینا زبان سے پڑھوا دینا سب کا مآل ایک ہی

استمع فاذا انطلق جبرئیل قرأه النبی صلی الله علیه وسلم کما اقرأ ... [illegible]
علیه وسلم ... [illegible] ... ابن عباس ... [illegible]

یعنی نقلوں کو قریب قریب معانی پر محمول کرنا بلاغت کی شان سے) یہ معلوم ہوتا ہی کہ اسکے بعد والی آیت) ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ کی تفسیر میں یہ تقریر صحیح ہوسکتی ہی پھر ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ کا مطلب بیان کرنا جو بغیر معقول تاخیر کے واقع ہوا ہو اور بھی زیادہ (شان بلاغت سے) بعید کھتا ہو کیونکہ لفظ ثم کلام عرب میں تاخیر کیلیے آتا ہو لهذا) زیادہ مناسب اس آیت کی تفسیر میں یہ ہو کہ ان عَلَيْنَا جَمْعَهٗ کا یہ مطلب لیا جائے کہ قرآن کو مصاحف میں جمع کرنے کا وعدہ ہمارے ذمہ ہے اور قرانہ کا مطلب یہ لیا جائے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کے قاریوں کو اور نیز عوام کو ہم قرآن کی تلاوت کی توفیق دینگے تاکہ سلسلہ تواتر کا ٹوٹنے نہ پائے (گویا) خدای تعالی فرماتا ہی کہ تم یہ فکر نہ کرو کہ قرآن تمھارے دل سے فراموش ہو جائیگا اور اسکے یاد کرنے کی محنت نہ اٹھا کہ چنانچہ یہ ایک معجزہ تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم قرآن کے یاد کرنے کی محنت جسطرح سب مسلمان اٹھاتے ہیں نہ اٹھاتے تھے حضرت جبریل کے سناتے ہی فوراً آپ کے دل میں جاگزین ہو جاتا تھا الغرض تم اس فکر میں نہ پڑو) اس فکر کا کیا موقع ہو (دیکھو تو) حفظ قرآن کے لیے) وہ بات اپنے ذمہ لازم کرلی ہو جو تمھارے ذمہ فرض منصبی یعنی) تبلیغ سے بھی کئی درجہ پیچھے ہو یعنی قرآن کو مصاحف میں جمع کرا دینا اور امت سے اسکا پڑھوانا کیا خواص کیا عوام لهذا تم اپنا دل اسکے یاد کرنے میں نہ لگاؤ بلکہ جب ہم (جبریل کی زبان سے) اسکو پڑھیں تو تم سنتے رہو۔ پھر (خدا ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ کا یہ مطلب لیا جائے کہ) ہمارے ذمہ ہو قرآن کی توضیح یعنی ہر زمانے میں ہم ایک جماعت کو قرآن کی لغات کی شرح کرنے اور اسکے شان نزول بیان کرنے کی توفیق دینگے تاکہ وہ لوگ (آیات قرآنی کے) حکم کا مصداق البیان کرتے رہیں اور یہ بات تمھارے یاد کرنے سے تمھاری تبلیغ سے بدرجہا بعد کی ہی۔ چونکہ آیات قرآنیہ متشابہ (یعنی ایک دوسرے سے ملتی جلتی اور) ایک دوسرے کی تصدیق کرنیوالی ہیں (لهذا ان دونوں یعنی دسویں وگیارھویں آیت کو ایک دوسرے کی تفسیر قرار دینا نہایت مناسب ہی) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم قرآن عظیم کے حقیقی مفسر ہیں (لهذا احادیث سے اسکی تفسیر میں مدد لینی چاہیے اور احادیث سے ظاہر ہوتا ہو کہ) حفاظت قرآن جسکا وعدہ حق تعالی نے کیا ہو اس طریقہ سے ظاہر ہوگی کہ لوگ اسکو مصاحف میں جمع کریں اور تمام مسلمان کیا اہل مشرق کیا اہل مغرب سب ہمیشہ اسکی تلاوت کی توفیق پائیں (چنانچہ حدیث) لا یغسلہ الماء سے یہ بات مفہوم ہوتی ہو۔

پھر ایک بات یہ بھی سمجھو کہ جمعہ اور قرانہ کو (بذریعہ واو عطف کے) ایک جگہ ذکر کرنا اور دونوں میں شم لانا جو تاخیر کیلیے ہو اس بات کو بتا رہا ہو کہ قرآن کی تلاوت کا کام خود اسکے مصاحف میں جمع ہونے کے ساتھ ساتھ جاری رہیگا اور تفسیر قرآن کا عمل کچھ زمانے کے بعد ظاہر ہوگا ...

... آنرا بعد ... آورده در تفسیر ... معنی ان علینا جمعه ... آنست که ما جمع کردن ... در مصاحف و قرانه یعنی توفیق ... امت آنحضرت صلے اللہ علیه ... و عوام ایشان را بتلاوت آن تا سلسله ... گسسته نشود خدای تعالی میفرماید ... مباش که قرآن از دل تو فراموش ... نکرار آن مکش یکی از خرق ... بود که آنحضرت صلے اللہ علیه وسلم ... مانند جمهور مسلمین در حفظ قرآن ... میکشیدند بمجرد تبلیغ جبرئیل ... یک شخص پی شد چه جای این ... گردانیده ایم آنچه براتب ... متاخر است و آن جمع قرآن ... در مصاحف و خواندن امت است ... خواص چه عوام پس خاطر خود را ... مشغول مکن حفظ آن مگردان بلکه چون ... تلاوت کنیم در پی ... آن بر ما است توضیح ... گروهی را موفق بشرح ... بیان سبب نزول آن ... حکم آن بیان کنند ... متاخر است از حفظ تو و تبلیغ ... متشابه از بعض آن ... آنحضرت صلے اللہ ... حفظ قرآن ... که جمع ...

... اما تفسیر ... ما از جمع ... فرمودن ... بیان ...
... بعد ... مصاحف ... تفسیر قرآن ...

ایسا ہی واقع ہوا قرآن کے حفظ کرانے کا کام حضرت ابی بن کعب اور عبد اللہ بن مسعود سے حضرت علی کی خلافت میں شروع ہوا اور تقریباً یہی زمانہ قرآن کے مصاحف میں جمع ہونیکا بھی تھا۔ اور علم تفسیر کی ترویج حضرت ابن عباس سے زمانہ خلافت (خاصہ) کے گذر جانے (یعنی جمع قرآن سے ایک معقول تاخیر) کے بعد شروع ہوئی جب یہ سب باتیں ہم بیان کر چکے تو اب جاننا چاہیے کہ شیخین کا قرآن عظیم کو مصاحف میں جمع کرنا قرآن کی اس حفاظت کا ذریعہ بنا جسکو خدای تعالیٰ نے اپنے ذمہ لازم کیا تھا اور جسکا وعدہ فرمایا تھا پس درحقیقت یہ جمع کرنا خدا کا کام تھا اور اسی کے وعدہ کا انجاز تھا جو شیخین کے ہاتھ سے ظاہر ہوا (لہذا شیخین جارحۂ الٰہی ہوے) اور یہ بات (یعنی جارحۂ الٰہی ہونا) خلافت خاصہ کے لوازم سے ہے (جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔

اب ہم اس فصل کو ایک باریک نکتے پر ختم کرتے ہیں

(وہ نکتۂ باریک یہ ہے کہ) اہل حق کے نزدیک نبوت کسبی چیز نہیں ہے کہ نفسانی اور بدنی ریاضتوں سے اسکو حاصل کر سکیں نہ پیدائشی چیز ہے کہ (کارکنان قضا و قدر نے) نفس پیغمبر کو آفرینش کے وقت نفس قدسی بنادیا ہو جسکی وجہ سے خواہ مخواہ (بالاضطرار) پیغمبر سے ایسے ہی افعال صادر ہوں جو تقدس کے مناسب ہوں بلکہ (نبوت ایک اعلیٰ درجہ کا مرتبہ ہے جو عین وقت پر عنایت ہوتا ہے اس مرتبہ کے عنایت ہونے کے اسباب و شرائط یہ ہیں کہ) جب دنیا کی حالت ایسی ہو جائے کہ حکمت الٰہیہ اس بات کا تقاضا کرنے لگے کہ خدای تعالیٰ سات آسمانوں کے اوپر سے بنی آدم کی اصلاح کا اور انکی کجرفتاریوں کو درست کرنے کا ارادہ فرمائے اسطرح کہ جو شخص بنی آدم میں سب سے زیادہ پاکیزہ اور عالی ہمت اور راستباز ہو اسکے دل میں (اپنا) ارادہ ڈالے تاکہ وہ ان علوم و اعمال کا {جنمیں بنی آدم کی اصلاح ہوگی} حکم دے اور حجت و برہان سے انکو ملزم کرے اگر وہ لوگ مان جائیں فبہا اور اگر نہ مانیں تو لسانی یا سیفی جہاد کرے یہانتک کہ سعادت مند لوگ بدنصیبوں سے ممتاز ہو جائیں اور دنیا نور ہدایت سے منور ہو جائے {دنیا کا (اس حالت پر آجانا) اس خاص کیفیت (یعنی اصلاح بنی آدم کے متعلق ارادۂ خداوندی کے قائم ہونے) کو مقتضی (ہوتا ہے اور یہ مقتضی ہونا ایسا ضروری ہے جیسے صغریٰ و کبریٰ کا کسی شخص کے ذہن میں) جمع ہونا اس بات کا مقتضی ہوتا ہے کہ نتیجہ اس شخص کے نفس پر فائض ہو جائے یا پانی کا گرم کرنا اس بات کا مقتضی ہوتا ہے کہ (پانی ہوا بن کر اڑ جائے) [illegible] حالت) دنیا کو مقتضی ہو [illegible] آسمانوں کے [illegible]

[illegible]

[illegible] ابن عباس [illegible]
چون اینہمہ ذکر کردیم باید دانست کہ
شیخین قرآن عظیم را در مصاحف [illegible]
آن شد کہ خدای تعالیٰ بر خود لازم ساختہ بود
و وعدۂ آن فرمودہ ولی الحقیقت این جمع
فعل حق ست و انجاز وعدۂ اوست کہ بر دست
شیخین ظہور یافت و این یکے از لوازم خلافت
خاصہ ست الحال این فصل را [illegible]
ختم کنیم پیش اہل حق نبوت [illegible]
کہ بریاضت نفسانیہ و بدنیہ [illegible]
و نہ امری ست جبلی کہ نفس پیغمبر را نفس
قدسیہ آفریدہ اند پس بجبر [illegible]
مندفع شود بافاعیل مناسبۂ قدس بلکہ
چون حال عالم بر جہے باشد کہ حکمت الٰہیہ
مقتضی آن شود کہ خدای تعالیٰ [illegible]
سمٰوات سبع ارادہ فرماید [illegible]
و اقامت عوج ایشان [illegible]
در قلب [illegible] بنی آدم [illegible]
تا بعلوم و [illegible]
[illegible]

[illegible] مناسبہ متشکل شوند وعلوم شرعیہ وحقانیہ ظاہرہ در ان نفس اندازند و این نفس قدسیہ بتدبیر او فوق سبع سموات

قدسی پر (جسکے نبی بنانے کا ارادہ ہی) نازل ہوتی ہین اور ملأ اعلے کے لوگ اس نفس قدسی کے سامنے مناسب شکلون مین متشکل ہوکر آتے ہین اور علوم ظاہری وباطنی وغیرہ اس نفس مین ڈولتے ہین اور یہ نفس قدسی اُس غیر مادی تدبیر سے جو سات آسمانون کے اوپر سے اُترکر سدرۃ المنتہی مین احکام مثالیہ کے لباس مین جلوہ گر ہوکر ملأ اعلے مین شہرت پاکر زمین مین اُتری ہی واقف ہوجاتا ہی اور (پھر) وہی تدبیر اس وحی متلو یا غیر متلو کے ذریعہ سے جو عالم مجرد سے اس ارادہ (الہی متعلق باصلاح عالم) کے ساتھ ساتھ نازل ہوئی ہی ملأ اعلے کے مناسب لباس پہننے کے بعد دوبارہ الفاظ وحروف ظاہری کا لباس زیب تن کرکے اس پیغمبر کے دل مین اُترتی ہی اسوقت اصطلاح شریعت مین کہا جاتا ہی کہ فلان شخص کو اللہ نے نبی بناکر بھیجا اور اُسکو تبلیغ احکام کا حکم دیا اور اُسپر وحی نازل کی۔ **خلاصہ** یہ کہ نبوت ایک صفت ہی جو ارادہ بعثت پیغمبر (بنا بر اصلاح عالم) کے سبب سے (عین وقت پر شخص مقصود مین) پیدا ہوجاتی ہی کوئی پیدائشی چیز نہین ہی نہ کوئی کسبی چیز ہی ہان یہ ضرور ہے کہ کارپردازان قضا وقدر یہ دولت نہین دیتے مگر اسی شخص کو جسکا نفس نفس قدسی ہو اور اصل پیدائش مین ملأ اعلے مین اُسکا شمار ہو اور قوای ملکیہ جو اُسمین ہین نہایت درجہ ظاہر اور غالب ہون اور اُسکی صفائی اور صلاحیت اور سعادت اور اُسکا جسمانی مزاج نہایت معتدل ہو طبیعت اسکی حد درجہ کی قوی ہو مگر قلب کی مطیع ہو قلب اسکا نہایت متین اور دلیر ہو مگر عقل کا فرمانبردار ہو اور عقل اسکی نہایت تیز اور صحیح ہو مگر ملأ اعلے کی مطیع ہو بلکہ انھین مین کا ایک فرد اور اُنکا آئینہ ہو اُسکی قوت عاقلہ ملأ اعلے کے ادراک کے مشابہ ہوتی ہی اسی وجہ سے وہ وحی کو قبول کرتا ہی اور اسکی عملی طاقت نہایت صلاحیت مین ہوتی ہی اسی سبب سے عصمت اسکی صفت ہوتی ہی یہ باتین نبوت کے لیے نہایت ضروری ہین عادت الٓہی یون ہی قائم ہی کہ نبوت نہین عنایت ہوتی مگر ایسے ہی شخص کو کہ جسکو کارکنان قضا وقدر نے ایسا پیدا کیا ہو اور بہت سی نفوس قدسیہ والے ایسے ہوتے ہین جنمین یہ بعض اوصاف یا کل اوصاف پائے جاتے ہین مگر نبوت انکو نصیب نہین ہوتی چنانچہ یہ شل مشہور ہی ؎ گور نگرفت مگر آنکہ دوید نہ ہر آنکہ دوید گور گرفت (اور ایک عربی شاعر اسی مضمون کو کہتا ہی) ؎ ولا کل من یسعی یصیب غزالۃ ولکن من صاد الغزالۃ قد سعی (غرض یہ کچھ ضرور نہین کہ ہر نفس قدسیہ والے کو نبوت ملجائے) اللہ تعالی فرماتا ہی کہ اللّٰہ یعلم کالا ینہ (ترجمہ) اللہ ہی خوب جانتا ہی کہ کس نفس مین قائم کرے رسالت اپنی۔

جسطرح نبوت کسبی اور پیدائشی چیز نہین ہی اسیطرح پیغمبر کی خلافت خاصہ بھی کسبی اور پیدائشی چیز نہین ہی (بلکہ وہی) ارادہ الٓہی جو سات آسمانون کے اوپر سے ہدایت [illegible]

[illegible] شدہ [illegible] شدہ در زمین فرود [illegible] خود در وحی متلو یا غیر متلو کہ از [illegible] این ارادہ نزول فرمود [illegible] ملأ اعلے پوشیدہ بار دیگر [illegible] الفاظ وحروف شہادی در بر کردہ بر قلب [illegible] پیغامبر نزول فرماید درین وقت در لسان [illegible] گفتہ شود بعث اللہ فلانا نبیا وأمرہ [illegible] تبلیغ الاحکام واوحی الیہ پس نبوت امری [illegible] حادث بسبب تعلق ارادہ بہ بعث این [illegible] بجہت اصلاح عالم نہ امر جبلی و نہ مکتسب [illegible] این دولت نمیدہند مگر کسے [illegible] او نفس قدسیہ باشد در اصل جبلت [illegible] از ملأ اعلے و قوای ملکیہ کہ در وی مندرج [illegible] در نہایت ظہور و غلبہ وصفا و صلاح و [illegible] مزاج بدن او در نہایت اعتدال [illegible] طبیعت قویہ دارد فی الغایہ اما منقاد [illegible] قلب او در شدت متانت وشہامت [illegible] عقل او در کمال جودت واستقامت [illegible] ملأ اعلے محسوب از ایشان و آئینہ برای [illegible] قوت عاقلہ او شبیہ با دراک ملأ اعلے [illegible] قبول وحی میفرماید قوت عاملہ او [illegible] صلاح و لہذا عصمت صفت او می باشد [illegible] لازم اعظم نبوت است سنۃ اللہ آن [illegible] نبوت عنایت نفرمایند مگر کسے [illegible] بسا مردم اصحاب [illegible] بعض این اوصاف یا اکثر آن [illegible] نبوت نصیب ایشان نباشد [illegible] گور نگرفت مگر [illegible] گور گرفت

[illegible] ولکن من صاد الغزالۃ قد سعی وقال اللّٰہ تعالی اللّٰہ اعلم حیث یجعل رسالتہ وچنانکہ نبوت [illegible] خلافت خاصہ پیغمبر نیز مکتسب وجبلی نیست ارادہ الہی از فوق سبع سموات نازل میشود برای تثبیت [illegible]

اور نور پیغمبر کو کامل کرنے اور اُسکے دین کو غالب کرنے اور جو وعدے پیغمبر سے ہوے ہیں اُنکے پورا کرنے کے لیئے نازل ہوتا ہی ایک داعیہ خلیفہ کے دل میں پیدا کرتا ہی (اس داعیہ کا پیدا ہونا ہی خلافت خاصہ ہی تو یہ داعیہ نہ کسبی ہی نہ پیدایشی) پیغمبر کے حواری جنکے دل میں دین پیغمبر کی مدد کرنے کا داعیہ افاضات غیبیہ کی وجہ سے جاگزین ہو ہزاروں ہوں مگر یہ خلیفہ (اُنمیں) بمنزلہ دل کے ہوتا ہے اور باقی سب لوگ بمنزلہ ہاتھ پیر کے سب سے پہلے داعیہ آلہیہ کے حلول کرنے کا مقام خلیفہ کا دل ہی پھر خلیفہ کے دل سے وہ داعیہ {مثل روشنی چراغ کے کہ چراغ سے نکلکر دیواروں میں لگے ہوے آئینوں میں چھپ جاتی ہی} دوسروں (کے دل) میں اُترتا ہی اور یہ سب باتیں حدس قریب المأخذ سے معلوم ہو جاتی ہیں گویا ایک بدیہی چیز ہی بلکہ (ایسا سمجھو کہ) آنکھوں سے دکھلائی دیتی ہی۔

(جسطرح نبی کی تعریف کے یہ) الفاظ "نبی وہ ہی جو شریعت آلہیہ کی تبلیغ پر مامور ہو" ایک ظاہری صورت رکھتے ہیں اور ایک باطنی ظاہری صورت اُنکی شریعت کا لوگوں میں پہونچا دینا اور باطنی صورت اُنکی وہ داعیۂ قویہ ہی جو اسکے دل کے درمیان سے جوش کرتا ہی اسی طرح (خلیفہ خاص کی تعریف کے یہ) الفاظ "خلیفہ وہ ہی جو نبی کی شریعت کو لوگوں میں جاری کرے اور اُسکے ہاتھ پر خدا کے وہ وعدے جو اُسکے نبی کے ساتھ تھے پورے ہوں" ایک ظاہری صورت رکھتے ہیں اور ایک باطنی ظاہری صورت اُنکی احکام نبی کا نافذ کرنا اور باطنی صورت اُنکی وہی داعیۂ قویہ ہی جو بواسطہ پیغمبر کے اسکے دل میں جاگزین ہو گیا ہی بلکہ اُسکے دل کی جڑ سے جوش مارتا رہتا ہی۔

یہ داعیہ جسکے دل سے جوش نکرے اُسکو خلیفہ خاص نہ کہینگے (گو اس سے دین کی خدمت ظاہر ہوتی ہو بلکہ) اگر وہ فاجر ہی تو اس حدیث کا مصداق ہوگا کہ اللہ (کبھی) اپنے دین کی مدد فاجر آدمی سے کرا دیتا ہی اور اگر وہ فاجر نہیں ہی تو (یوں سمجھنا چاہیے کہ کارکنان قضا و قدر) اُسکو پتھر یا لکڑی کی طرح حرکت دے رہے ہیں اور اُسکو حرکت دلا کر کار مطلوب کو پورا کر رہے ہیں اس شخص کی کوئی فضیلت اسمیں نہو گی۔ اور (یہ بھی سمجھو کہ) خلیفہ خاص میں اس داعیہ کا موجود ہونا حدس قریب المأخذ سے {جو مثل بدیہی کے یا مثل محسوس کے ہوتا ہی} ثابت ہوتا ہی

ہر چند احتمال عقلی اس بات کو جائز رکھتا ہی کہ کوئی شخص اخیر زمانۂ حیات پیغمبر میں مسلمان ہو اور یہ داعیہ اسکے دل سے جوش کرنے لگے مگر ایسا واقع نہیں ہوا خدا کی عادت یوں جاری ہی {ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا (ترجمہ) اور خدا کی عادت میں تم ہرگز تبدیلی نہ پاؤ گے} کہ کارکنان قضا و قدر یہ داعیہ قویہ [illegible] ساتھ [illegible] کی توجہات کا لباس [illegible] نازل [illegible] انہیں [illegible]

[illegible] خلیفہ [illegible]
بمنزلہ آن [illegible] خلیفہ [illegible]
وآن جماعہ بمنزلہ جوارح [illegible]
داعیہ الہیہ دل خلیفہ ست [illegible]
نور چراغ کہ در آئینہای [illegible]
منطبع شود بر دیگران فرود می آید [illegible]
بحدس قریب المأخذ ادراک کردہ [illegible]
گویا امری ست بدیہی بلکہ محسوس [illegible]
بصر قولہ النبی من امر بتبلیغ [illegible]
اللہ ظاہرے دارد و باطنے ظاہر رسانیدن
شریعت ست بمردم و باطن او داعیہ
است قویہ کہ از میان فواد او جوشیدہ است
و ہمچنین قولہ الخلیفہ من [illegible] شریعۃ
النبی فی الناس و یظہر علی یدیہ
موعود اللہ لنبیہ ظاہرے دارد و باطنے
ظاہرش صورت تمشیت ست و باطنش داعیہ
ایست قویہ کہ بواسطہ پیغامبر در دل او
متمکن شدہ بلکہ از جذر دل او جوشیدہ
و اگر این داعیہ از دل کسے نجوشد او را
خلیفہ خاص نتوان گفت اگر فاجر ست
مصداق ان اللہ یؤید ہذا الدین
بالرجل الفاجر گردد و اگر فاجر نیست
مثل سنگ و چوب اورا تحریک کنند
و بتحریک او کار مطلوب با تمام رسانند
و او را ہیچ فضیلتے نہ و حدس قریب المأخذ
کہ بمنزلہ بدیہی ست یا بمنزلہ محسوس [illegible]
خاص باثبات آن داعیہ میکند ہر چند
احتمال عقلی تجویز میکند کہ شخصے [illegible]
ایام حیات پیغمبر مسلمان شدہ [illegible]
[illegible]

[illegible] اللہ [illegible] قد [illegible] داعیہ قویہ [illegible]

[illegible] باشند در قوت عاقله او نمونه وحی ودیعت نهاده باشند و آن محدثیت ست و در قوت عاقله او نمونه عصمت گذاشته

مگر اس شخص کے دل مین جسکا جوہر نفس انبیا کے جوہر نفس کے مشابہ پیدا کیا ہو اور اُسکی قوت عاقلہ مین نمونہ وحی ودیعت رکھا ہو جو محدثیت (کے نام سے مشہور) ہی اور اُسکی عملی قوت مین عصمت کا نمونہ دیا ہو جو صدیقیت (کے نام سے مشہور) ہی اور شیطان کا اسکا سایہ سے بھاگنا (بھی اسی عملی قوت کا نتیجہ ہی مگر نبی مین اور اس شخص مین فرق) یہ ہی کہ اِسکے نفس کی استعداد سوئی ہی جبتک کہ پیغمبر اُسکو نہ جگائیگا بیدار نہوگی اِسکے نفس کی قابلیت بالقوہ ہی بغیر نفس پیغمبر کی مدد کے فعل مین نہ آئیگی۔ یہ مجمل طور پر ہمنے بیان کیا اسکی شرح بہت بسط چاہتی ہی ؎

عمرے باید کہ یار آید بہ کنار　　　این دولت سرمد ہمہ کس را ندہند

سالہا سال اُسنے پیغمبر کے سایہ مین زندگی بسر کی ہو اور بارہا پیغمبر کے نفس قدسی کے پرتو نے اسکی انانیت کو زیر و زبر کر دیا ہو اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اُسنے بڑی (مضبوط) محبت حاصل کر لی ہو کیونکہ (حدیث شریف مین آیا ہی کہ) تم مین سے کوئی شخص مؤمن نہین ہو سکتا تا وقتیکہ مین اُسکے نزدیک اسکی جان اور اُسکے مال اور اسکی اولاد سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو جاؤن اور (اس سے بھی زیادہ محبوب ہو جاؤن) جسقدر آب شیرین پیاسے کو محبوب ہوتا ہی) اور پیغمبر کی مدد کرنے مین اپنی جان و مال سے سبقت لیگیا ہو اور فرائض جہاد کے بجا لانے مین پیغمبر کی تقلید اسکے حق مین (تقلید نہ رہی ہو بلکہ) مرتبۂ تحقیق کو پہونچ گئی ہو اور سختی اور مصیبت کے وقت پیغمبر کا شریک رہا ہو گویا (ان مصائب کو اُسنے پیغمبر کی وجہ سے نہین بلکہ) اصالۃً خود اُٹھایا ہو۔ تہذیب نفس مین اصحاب الیمین کے درجہ سے بھی گذر کر مسند سابقین پر جلوہ افروز ہو گیا ہو پیغمبر کے نفس قدسی نے بارہا اسکا تجربہ کیا ہو کہ اس عاجز کے نفس مین وہی اعمال جگہہ پاتے ہین جو نجات دینے والے ہین اور خبیث اور ہلاکت مین ڈالنے والے افعال سے اسکا نفس مجتنب رہتا ہی اور پیغمبر نے بار بار اُسکے جنتی اور عالی مدارج ہونے کی بشارت دی ہو اور اُسکے اوصاف حسنہ اور درجات عالیہ بیان فرمائی ہون اور اسکی بزرگی اور عظمت اور اُسکی قابلیت خلافت پیغمبر کے اقوال و افعال سے ظاہر ہوتی ہو ایسا شخص اس قابل ہوتا ہی کہ اُس داعیہ کو جو سات آسمانون کے اوپر سے ملأ اعلے کے رنگ کا ملبوس پہنکر اُترا ہو اپنے جوہر نفس مین اُٹھالے اور اس داعیہ کی وجہ سے دین پیغمبر کا اجرا اور اُسکے وعدون کا ایفا کرے (الغرض یہ خدا کا فضل ہی جسکو چاہتا ہو دیتا ہی) یہ **خلافت خاصہ** بقیہ ایام نبوت ہی یہ خلافت خاصہ ولایت کے اقسام مین سب سے زیادہ و کمالات انبیا سے مشابہت رکھتی ہی نبی کے ساتھ بحیثیت نبوت مشابہ ہونا اسی قسم پر صادق آتا ہو۔

یہ سب اوصاف جو ہمنے بیان کیے خلافت خاصہ کے لازم عام ہین (کیونکہ) اکثر ایسا ہوتا ہی کہ کوئی بزرگ

[illegible] ست و شیطان از ظل او [illegible]
[illegible] نفس او خطاب آلود ست پیغامبر
[illegible] کند بیدار نشود و قابلیت نفس
[illegible] ست محتاج تا تایید نفس پیغمبر
[illegible] این مجملیست مجمله که شرح آن
[illegible] ؎ عمرے باید کہ یار آید بکنار
[illegible] دولت سرمدی ہمہ کس را ندہند سالہا
[illegible] در سایۂ پیغمبر زندگی کردہ باشد و بارہا
[illegible] نفس قدسیہ پیغامبر انانیت او را
[illegible] زیر و زبر ساختہ و با رسول صلے اللہ علیہ وسلم
[illegible] عظیم بہم رسانیدہ باشد لا یؤمن
[illegible] حتی اکون احب الیہ من نفسہ
[illegible] و مالہ و ولدہ و الماء الزلال للعطشان
[illegible] اعانت پیغامبر بنفس و مال خود گوے
[illegible] سبقت ربودہ و تقلید پیغامبر در تحمل
[illegible] جہاد در حق او بمرتبۂ تحقیق رسیدہ
[illegible] شدائد و مکارہ شریک پیغامبر گشتہ
[illegible] حوادث را گویا بالاصالۃ خود بردا شتہ
[illegible] تہذیب نفس از درجۂ اصحاب الیمین
[illegible] گذشتہ بر صدر مسند سابقین جا گرفتہ
[illegible] نفس قدسیہ پیغامبر بارہا فرو رفتن اعمال
[illegible] منجیہ در جوہر نفس این عزیز تجربہ فرمودہ
[illegible] اجتناب نفس او از الوان اعمال خبیثہ
[illegible] و اخلاق نا مرضیہ و التستہ و کثرات و مراتب
[illegible] بشارت بنجات و فوز بدرجات دادہ و با حوال
[illegible] و مقامات عالیۂ او اخبار فرمودہ و
[illegible] عظمت وی و لیاقت او بخلافت قولاً
[illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تراوش نمودہ
[illegible] قابلیت آن پیدا کردہ است کہ
[illegible] لباس

[illegible] پیغامبر و انفاذ مواعید او [illegible] ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء [illegible] این خلافت خاصہ بقیۂ [illegible]
[illegible] اشبہ است تشبہ بالنبی من حیث ہو نبی برین نوع بالاصالۃ صادق می آید و اینہمہ لازم اعم خلافت خاصہ است [illegible]

کہ سوابق اسلامیہ وغیر آن ہمہ بود لیکن ارادۂ الٰہیہ بخلافت او منعقد نشد و تدبیر غیب او را برین مسند عالی ننشاند و بسبب تخصیص بعض کاملان از اکابر

یہ تمام اوصاف رکھتا ہو مگر ارادۂ الٰہیہ اسکی خلافت کے متعلق قائم نہوا اور تدبیر غیب نے اسکو اس مسند عالی
پر نہ بٹھلایا (یعنی یہ داعیہ اُسکے دل مین نہ ڈالا) اور بسبب بعض کاملون کی تخصیص کا کہ بعض کاملون کی
خلافت کے) ساتھ ارادۂ الٰہیہ (متعلق ہوا بعض) کے (ساتھ نہوا) منجملہ اُن امور کے ہی جنکو علوم بشریہ احاطہ
نہین کر سکتے {جسطرح کہ بعض منتخبین کو نبوت کے ساتھ خاص کرنا بعض کو اس سے محروم رکھنا منجملہ ان امور
کے ہی کہ عام لوگون کا ادراک اسکے قریب تک نہین جا سکتا۔} سوا اسکے کہ یہ شخص جو خلیفہ بنایا گیا ہی دو طرح
کی فضیلت اپنی تمام رعیت پر رکھتا ہی ایک (فضیلت اسکی) بعد خلیفہ بنجانیکے (معلوم ہوتی ہی وہ یہ) کہ ریاست
عالم کی (کارکنان قضا و قدر نے) اسکو دی اور ون کو نہ دی قائم مقام پیغمبر کا اسکو بنایا اور ون کو نہ بنایا
اور دوسری (فضیلت اسکی) خلیفہ بننے سے پہلے (بھی معلوم ہوتی ہی) {کیونکہ فعل حکیم کا حکمت سے خالی
نہین ہوتا (چہ جائیکہ حکیم اعلے کا فعل جل برہانہٗ)} وہ یہ کہ یہ شخص بہ نسبت ان لوگون کے جو خلافت کی
قابلیت نہین رکھتے فضیلت کلی رکھتا ہی اور بہ نسبت اُن لوگون کے جو خلافت خاصہ کی قابلیت رکھتے ہین
(یعنی خواص اصحاب پیغمبر) فضیلت جزئی رکھتا ہی مگر ایسی کہ قریب فضیلت کلی کے ہوتی ہی۔
اور اگر اس شخص مین (جسکو تدبیر غیب نے خلافت پیغمبر کی مسند پر بٹھلایا ہی) سوا حسن سیاست اور اہل
اسلام کی تالیف قلب مین دستگاہ کامل رکھنے کے دوسرا کوئی وصف نہو تو وہ بھی (خلیفہ خاص ہی کیونکہ
ایسا) بہت ہوتا ہی۔ الغرض داعیۂ الٰہیہ کا اُسکے دل مین پایا جانا اور کلمۂ خدا کا اسکے ہاتھ
سے بلند ہونا اصل ہی اور دوسرے لوازم فرع ہین۔
(جبتک کہ جو اوصاف خلافت کے لوازم مین شمار کیے گئے ہین انکا کسی شخص مین) زیادہ پایا جانا
درصورتیکہ وہ داعیہ اسکے دل مین نہ دین اور دین حق کا اجرا اُسکے ہاتھ سے نہ کرائین اس شخص کو
بالا (یے مسند خلافت پیغمبر) نہین بٹھلا سکتا اور اگر وہ داعیہ کسی کے دل مین دین اور دین کو اسکے
ہاتھ سے غالب کرائین اور یہ لوازم اُسمین (زیادہ نہین بلکہ) صرف اس مقدار پر جسکے بغیر یہ داعیہ
نزول نہین کرتا موجود ہون یہ شخص خلیفہ (خاص پیغمبر) ہو جائیگا (مثال اسکی ایسی ہی) جیسے کسی
شریر کا قتل (بادشاہ کو) مقصود ہوا ایک شخص نے اُسکو گلا گھونٹ کر یا پتھر مار کر مار ڈالا اور دربار شاہی
میں اُسنے عزت پائی ایک بیوقوف اعتراض کرتا ہی کہ فلان شخص تیراندازی یا شہسواری کا فن تمسے
زیادہ جانتا ہے وہ (عزت یافتہ) شخص جواب دیتا ہی کہ جسقدر قوت و شجاعت اس شریر کے قتل کیلیے
درکار تھی مجھ مین موجود ہی اس سے زیادہ اس کام مین درکار نہین ہی بلکہ اصل مقصود میرا اسکو قتل کرنا
نہین ہی بلکہ اصل مقصود قوت شجاعت بھی نہین ہی بلکہ مقصود بادشاہ کی خوشنودی تھی جو حاصل ہو گئی۔

قبیل نیست کہ علوم بشریہ آن را فرا گیرد
چنانکہ تخصیص بعضے منتخبین بنبوت
ازان قبیل نیست کہ ادراک عامہ بیرامون آن
گردد الا آنکہ این شخص منصوب بخلافت را
دو نوع افضلیت ست بر جمیع رعیت خود
یکے بعد استخلاف زیرا کہ ریاست عالم او را
عطا فرمودند نہ غیر او را و قائم مقام پیغمبر
او را گردانیدند نہ غیر او را دیگے قبل استخلاف
کہ فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ و آن
بہ نسبت غیر مستحقین خلافت فضل کلی
ست و بہ نسبت مستحقان خلافت کہ
خلاصہ اصحاب پیغامبر اند فضل جزئی ست
کہ در حکم فضل کلی باشد و اگر سوائے تمکن
شخص در حسن سیاست و تالیف قلوب
مسلمین دیگر نباشد آن ہم بسیار ست
تحمل داعیہ و وجود اعلائے کلمۃ اللہ بر دست
این شخص اصل ست و لوازم دیگر فرع
زیادت اوصاف معتبرہ در لوازم خلافت
اگر تحمل آن داعیہ نہ دہند و تمشیت دین
حق بر دست او نکنند مرد را بالا نمی نشانند
و اگر آن داعیہ در دل شخصے فرو ریزند و دین را
بر دست او ظاہر کنند و اصل این لوازم
قدرے کہ بدون آن این داعیہ فرود نمی آید
داشتہ باشد او خلیفہ ست چنانکہ مطلوب
قتل شریرے باشد شخصے او را بخنق
یا بضرب حجر کشت و در بارگاہ سلطنت
عزت یافت سادہ لوحے اعتراض
مینماید کہ فن تیراندازی یا اسپ تازی
فلان کس از وے بہتر میداند آن شخص
جواب میدہد کہ قوت و شجاعت کہ
برائے قتل شریرے درکار بود درمن موجود ست زیادہ از ان درین مقصد درکار نیست بلکہ اصل قتل کسے منظور نیست الا بالعرض
اصل قوت و شجاعت مراد نیست الا بالعرض مطلب من رضای سلطان بودہ است و قد حصل

[illegible] ناشید مخوا مرد وحشت کردو حشتے بخاطر تو راہ یا بد لہذا مخواہیم کہ حدیثے چند کہ شواہد این مقصد [illegible]

چونکہ یہ مضمون (جو اس نکتہ باریک مین ہمنے بیان کیا) اس آب و تاب کے ساتھ تمنے علم کلام کی کتابون مین نہ پڑھا ہوگا لہذا احتمال ہو کہ (اس سے) کچھ وحشت تمھارے دل مین آئے اسلیے ہم چاہتے ہین کہ کچھ حدیثین جو ہمارے اس مقصد کی شاہد ہو سکین (اس مقام پر) لکھدین۔

یہ جو ہمنے بیان کیا کہ بنی آدم مین جہل و گمراہی اور جناب الوہیت کے متعلق برے اعتقادات کا پیدا ہو جانا اور اسی قسم کے دوسرے امور بعثت انبیا کو مقتضی ہوتے ہین اعلے درجہ کی بدیہیات مذہب ہی اللہ تعالی فرماتا ہی لتنذر الآیہ (ترجمہ ای نبی ہمنے تمکو اسلیے بھیجا ہی کہ تم ان لوگون کو ڈراؤ جنکے باپ دادا نہین ڈرائے گئے مطلب یہ ہوا کہ چونکہ جہل و گمراہی انمین بڑھگئی ہی اسلیے ہمنے تمکو بھیجا) اور بواسطہ حضرت عیاض نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہی کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالی فرماتا ہی جسقدر مال مین نے کسی بندہ کو دیا وہ اسکے لیے حلال ہی اور مین نے اپنے سب بندون کو (اصل فطرت مین) شرک سے پاک پیدا کیا ہی مگر شیاطین انکے پاس آئے اور انکو انکے (اصلی و فطرتی) دین سے ہٹا دیا اور انھین شیاطین نے انپر حرام کردین وہ چیزین جو مین نے انکے لیے حلال کی تھین اور شیاطین نے انھین سکھایا کہ میرے ساتھ اسکو شریک بنائین جسکی کوئی سند مین نے نہین اُتاری اور بیشک اللہ نے تمام اہل زمین کو دیکھا اور سب کو ناپسند کیا کیا عرب کیا عجم سوا چند اہل کتاب کے اور فرمایا کہ (ای محمد) مین نے تمکو اسلیے بھیجا ہی کہ تمھاری آزمایش کرون اور تمھاری ذریعہ سے (دوسرون کی) آزمایش کرون اس حدیث کو مسلم نے لکھا ہی۔

اور یہ جو ہمنے بیان کیا کہ قضای الہی پہلے ملأ اعلے مین اُترتی ہی اسکی شاہد محبت ڈالنے کی حدیث ہی وہ یہ کہ امام مالک نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کی ہی کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ کسی بندہ کو دوست رکھتا ہی تو جبرئیل علیہ السلام سے فرماتا ہی کہ ای جبریل مین فلان شخص کو دوست رکھتا ہون تم بھی اسکو دوست رکھو چنانچہ جبریل بھی اسکو دوست رکھنے لگتے ہین پھر جبریل تمام آسمان والون مین اعلان دیتے ہین کہ اللہ نے فلان شخص کو دوست رکھا ہی لہذا تم لوگ بھی اسکو دوست رکھو چنانچہ تمام آسمان والے اسکو دوست رکھنے لگتے ہین پھر اللہ اُسکی مقبولیت زمین مین پیدا کر دیتا ہی۔

اور یہ جو ہمنے بیان کیا کہ انبیا علیہم السلام اپنے پیدایشی اخلاق مین دوسرون سے فوقیت رکھتے ہین یہ بھی مذہب کے بدیہیات سے ہی جو شخص حکمت پیدایش کے قوانین سے واقف ہی وہ یقین جانتا ہی کہ اخلاق جیسا کہ [illegible] اُس روش کے ساتھ جو کہ انبیا علیہم السلام سے ظاہر ہوئی ہی بغیر اُسکے [illegible] نفس [illegible] ممکن ہی کہ حضرت [illegible] کی حدیث [illegible] شہادت [illegible]

[illegible] زمانہ آن [illegible] اہل [illegible] قال اللہ تعالی [illegible] فا انذر آبا وُهم [illegible] عیاض عن النبی صلی اللہ [illegible] وسلم عن ربه تبارك وتعالی [illegible] عبداً حلال وانی خلقت [illegible] حنفاء کلهم وانهم اتتهم [illegible] الشیاطین فاجتالتهم عن دینهم [illegible] علیهم ما احللت لهم [illegible] ان یشرکوا بی ما لم انزل [illegible] سلطانا وان الله نظر الی اهل [illegible] فمقتهم عربهم وعجمهم [illegible] بقایا اهل الکتاب وقال انما بعثتك [illegible] وابتلی بك الحدیث [illegible] مسلم و آنکه قضای الہی [illegible] آید از شواہد آن [illegible] القای محبت ست اخرج مالك [illegible] هریرة ان رسول الله صلی الله [illegible] وسلم قال اذا احب الله العبد [illegible] جبرئیل علیه السلام یا جبرئیل [illegible] فلانا فاحبه فیحبه جبرئیل [illegible] فی اهل السماء [illegible] فلانا فاحبوه فیحبه [illegible] یوضع له القبول [illegible] انبیا علیهم السلام در [illegible]

[illegible]

کہتے تھے) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سب زیادہ حسین اور سب سے زیادہ بہادر اور سب سے زیادہ سخی تھے اس حدیث کو بخاری ومسلم نے روایت کیا ہی اور بخاری نے محمد بن جبیر بن مطعم سے انھون نے اپنے والد سے روایت کی ہی کہ وہ حنین سے واپسی کے وقت ایکدن رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ چل رہے تھے اور آپ کے ساتھ اور لوگ بھی تھے کہ راستے مین بدوی (آئے اور) آپ کو لپٹ گئے اور آپ سے سوال کرنے لگے یہانتک کہ مجبور ہوکر (پیچھے ہٹتے ہٹتے) آپ درخت سمرہ کے پاس پہونچے اور اُن لوگون نے آپ کی چادر اُتار لی پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم رک گئے اور فرمایا کہ مجھے میری چادر دیدو خدا کی قسم اگر میرے پاس اس درخت کے کانٹونکے برابر اونٹ ہوجائین تو مین سب تم مین تقسیم کردون اور تم مجھے نہ بخیل پاؤ نہ جھوٹ بولنے والا اور نہ بزدل۔ اور دارمی نے زہری سے روایت کی ہی کہ حضرت جبریل نے ایک روز (رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے) عرض کیا کہ زمین مین دس آدمی بھی ایسے نہین ہین جنکو مین نے آزمایا نہو مگر مین نے (ای) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم (آپ) سے زیادہ مال کا خرچ کرنیوالا کسی کو نہین پایا (ع بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری ؂)

اور یہ جو ہمنے بیان کیا کہ انبیاء علیہم السلام کے سوا اور لوگ بھی کبھی اصل جوہر نفس مین انبیا علیہم السلام کے جوہر نفس کے مشابہ ہوتے ہین پس شاہد اسکا یہ ہی کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسوان حصہ ہی اس روایت کو بخاری نے لکھا ہی۔ اور نیز آپنے فرمایا نیک روش نبوت کا پچیسوان حصہ ہی اس روایت کو مسلم نے لکھا ہی۔

اور یہ جو ہمنے بیان کیا کہ خلفا (ی راشدین) جوہر (نفس) انبیا علیہم السلام کے مشابہ تھے (اسکی سند وہ روایت ہی جو) ابو عمر نے حضرت عبد اللہ بن مسعود سے نقل کی ہی کہ اُنھون نے فرمایا اللہ نے بندون کے دل کو دیکھا تو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے دل کو سب بندون کے دل سے بہتر پایا لہذا انکو برگزیدہ کیا اور اپنی رسالت کے ساتھ مبعوث فرمایا پھر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے قلب کے بعد (دوبارہ) بندون کے دل کو دیکھا تو آپکے اصحاب کے دل اور بندون سے بہتر پائے لہذا اُنکو اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا وزیر بنایا کہ وہ آپ کے دین کی طرف سے لڑتے ہین اور ابو عمر نے حضرت ابن عباس سے اللہ عزوجل کے قول قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى (کی تفسیر) مین روایت کیا ہی کہ اُنھون نے فرمایا (ان برگزیدہ بندون سے مراد) اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہین یہی سُدّی اور حسن بصری اور سُفیان ابن عُیَیْنہ اور ثوری کا قول ہی اور بخاری اور مسلم نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کی ہی کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے کی امتون مین کچھ لوگ محدَّث ہوتے تھے پس میری امت مین اگر کوئی

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم احسن الناس واشجع الناس واجود الناس اخرجه الشيخان واخرج البخاري عن محمد بن جبير بن مطعم عن ابيه بينا هو يسير مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ومعه الناس مقفله من حنين فعلقت الاعراب يسألونه حتى اضطروه الى سمرة فخطفت رداءه فوقف النبي صلى الله عليه وسلم فقال اعطوني ردائي لو كان لي عدد هذه العضاه نعما لقسمته بينكم ثم لا تجدوني بخيلا ولا كذوبا ولا جبانا واخرج الدارمي عن الزهري قال ان جبرئيل قال ما في الارض اهل عشرة ابيات الا قلبتهم فما وجدت احدا اشد انفاقا لهذا المال من رسول الله صلى الله عليه وسلم واما آنكه غير انبيا هم گاہے در اصل جوہر نفس شبیہ میباشند بجوہر نفس انبیا علیہم السلام پس شاہد آن قال رسول الله صلى الله عليه وسلم رؤيا المؤمن جزء من ستة واربعين جزءا من النبوة اخرجه البخاري وقال السمت الصالح جزء من خمسة وعشرين جزءا من النبوة اخرجه مسلم واما آنکہ خلفا شبیہ بودند بجوہر انبیا اخرجه ابو عمر عن عبد الله بن مسعود قال ان الله نظر في قلوب العباد فوجد قلب محمد صلى الله عليه وسلم خير قلوب العباد فاصطفاه لنفسه وابتعثه برسالته ثم نظر في قلوب العباد بعد قلب محمد صلى الله عليه وسلم فوجد قلوب اصحابه خير قلوب العباد فجعلهم وزراء نبيه صلى الله عليه وسلم يقاتلون عن دينه واخرج ابو عمر عن ابن عباس في قول الله عز وجل قل الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى قال اصحاب محمد صلى الله عليه وسلم [illegible]

[illegible] عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لقد كان فيما قبلكم من [illegible]

[illegible] الترمذی عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جالسا فسمعنا لغطا وصوت

محدث ہیں تو بیشک وہ عمر بن خطاب ہیں۔ اور ترمذی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے وہ کہتی تھیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ایک روز (گھر کے اندر) بیٹھے ہوئے تھے کہ کچھ شور اور کچھ بچوں کی آواز سنائی دی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم باہر (دیکھنے کیلیے) تشریف لیگئے تو آپنے دیکھا کہ ایک حبشی عورت کچھ کھیل رہی ہے اور بچے اُسکے گرد جمع ہیں حضرت نے فرمایا ای عائشہ آؤ اور دیکھو چنانچہ مین گئی اور مین نے اپنا مونھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے شانے پر رکھدیا اور شانے اور سر مبارک کی درمیانی راہ سے مین اسکو دیکھنے لگی آپنے مجھ سے فرمایا کہ تم ابھی سیر نہین ہوئین کیا تم ابھی سیر نہین ہوئین مین برابر یہ کہتی جاتی تھی کہ نہین مقصد یہ تھا کہ دیکھون حضرت کے دل مین میری کتنی جگہہ ہے اسی اثنا مین یکایک عمر آگئے تو سب لوگ اس حبشی عورت کے پاس سے بھاگ گئے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین شیاطین جن وانس دونون کو دیکھتا ہون کہ عمر سے بھاگتے ہیں (اسکے بعد مین لوٹ آئی) ۔

اور یہ جو ہمنے بیان کیا کہ انبیا علیہم السلام کو ہدایت قوم کی بابت ایک مضبوط داعیہ کارکنان قضا وقدر عنایت کرتے ہین اُسکی سند یہ حدیث ہے (کہ حضرت نے فرمایا) قسم اُسکی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے کہ مین کافرون سے دین کےلیے لڑتا رہونگا یہانتک کہ میری گردن جدا ہوجائے یا اللہ اپنا کام پورا کرے۔ اس روایت کو بخاری نے لکھا ہے۔ یہی لفظ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ مین ابوطالب سے مخاطب ہوکر فرمائے تھے اور ابوسہیل سے بھی یہ لفظ حدیبیہ مین فرمائے تھے۔

اور یہ جو ہمنے بیان کیا کہ (پیغمبر کے) حواری کو بھی (کارپردازان قضا وقدر) یہ داعیہ دیتے ہین اسکی سند یہ ہے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ الایہ (ترجمہ۔ عیسے بن مریم نے حواریون سے کہا کہ کون خدا کے لیے میرا مددگار بنتا ہے حواریون نے کہا کہ ہم خدا کے مددگار ہین) یہ اشارہ ہے اسطرف کہ (پیغمبر کی) مدد کا داعیہ انکے دلون مین غالب تھا۔ (باقی رہا) شیخین کے دل مین اجرای دین کا داعیہ ہونا اسقدر ظاہر ہے کہ کسی دلیل کے پیش کرنے کی حاجت نہین۔ یہ بات اعلی درجہ کی بدیہیات سے ہے کہ کسی شخص سے سالہاسال تک برابر ایک قسم کے افعال خاص ترتیب کے ساتھ نہین ظاہر ہو سکتے جبتک کہ اسکے اصلی نفس مین (ان افعال کا) داعیہ قویہ موجود نہو۔ کون عقلمند باور کرسکتا ہے کہ خواجہ حافظ نے اپنا دیوان لکھ ڈالا بغیر اسکے کہ انکو فن شعر مین مہارت ہو اور انھون نے ان غزلون کے لکھنے مین پوری توجہ خرچ کی ہو یا ابو علی (ابن سینا) نے (اپنی مشہور کتاب) قانون کو تصنیف کردیا بغیر اسکے کہ اسکو فن طب مین بصیرت ہو اور انھون نے [illegible] فن کے مسائل کی تحقیق [illegible]

صبیان فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ [illegible] فاذا حبشیۃ تزفن والصبیان حولہا فقال یا عائشۃ تعالی فانظری فجئت فوضعت لحیی علی منکب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجعلت انظر الیہا ما بین المنکب الی راسہ فقال لی اما شبعت اما شبعت فجعلت اقول لا لانظر منزلتی عندہ اذ طلع عمر فارفض الناس عنہا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لانظر الی شیاطین الجن والانس قد فروا من عمر فرجعت واما آنکہ انبیا را داعیہ قویہ میدہند در ہدایت قوم خود شاہد آن حدیث والذی نفسی بیدہ لاقاتلنہم علی امری حتی تنفرد سالفتی او لینفذن اللہ امرہ اخرجہ البخاری ہمین لفظ را آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در مکہ بمخاطبہ ابوطالب ارشاد فرمود و در مخاطبہ ابوسہیل نیز ہمین لفظ در حدیبیہ فرمود وآما آنکہ حواری را [illegible] ہمہ میدہند شاہد آن قال اللہ تعالی قال عیسی ابن مریم للحواریین من انصاری الی اللہ قال الحواریون نحن انصار اللہ واین اشارہ است بآنکہ داعیہ نصرت غالب ایشان بود واما شیخین [illegible] [illegible] است کہ بشاہد [illegible] در بدیہیات [illegible] [illegible] [illegible]

صدور افعال مختصہ گر داعیہ نبود این افعال مشتمل بر صحو و تثبت او ظاہر نشد و اگر داعیہ دنیا بود چرا بر لسان [illegible]

خلیفہ مستلزم عنایۃ الٰہی (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں) داعیہ نہ تھا تو یہ ایک قسم کے افعال صدرت مودت تک والے کیونکر ظاہر ہوتے ہیں اور اگر (کوئی) داعیہ تھا مگر نہ داعیہ الٰہیہ بلکہ داعیہ دنیا تھا تو (پھر اسکا کیا جواب ہو کہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان غیب ترجمان پر انکی تعریف کیون جاری ہوئی (اور وہ تعریف بھی) یہانتک کہ حد تواتر کو پہونچ گئی۔ اور اگر کوئی داعیہ (خالص دنیا کا بھی نہ تھا بلکہ) قوای نفس سے مرکب تھا بغیر اسکے کہ اوپر سے نازل ہوا ہو تو یہ سب برکات (جو شیخین کے ہاتھون سے ظاہر ہوئین ہرگز) ظاہر نہوتین اور کوشش سے زیادہ نتیجہ کبھی نہ نکلتا۔

اور یہ جو ہمنے بیان کیا کہ کسی شخص کی خلافت (خاصہ) کے ساتھ ارادۂ الٰہی قائم ہوتے ہی قبل از وقوع خلافت اس شخص کو فضیلت حاصل ہو جاتی ہے اسکی سند (مین چند حدیثین ہین منجملہ انکے) حضرت ابوذر کی حدیث ہے (جسکو) دارمی نے حضرت ابوذر غفاری سے روایت کیا ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ جب نبی بنائے گئے تو آپنے کیسے جانا کہ مین نبی ہون حضرت نے فرمایا ای ابوذر میرے پاس دو فرشتے آئے اور اُسوقت مین بطحای مکہ مین تھا ایک فرشتہ تو زمین پر اُتر آیا اور دوسرا آسمان و زمین کے درمیان مین معلق رہا ایک نے دوسرے سے کہا کہ کیا وہ (جسکی نبوت کا فرمان ملأ اعلے مین شائع ہوا ہے) یہی ہے دوسرے نے جواب دیا کہ ہان تو اُسنے کہا اچھا اسکو ایک آدمی کے ساتھ وزن کر و چنانچہ مین ایک آدمی کے ساتھ وزن کیا گیا مین اُس سے وزنی نکلا پھر اُسنے کہا اسکو دس آدمیون کے ساتھ وزن کرو چنانچہ مین دس کے ساتھ وزن کیا گیا اُن دس سے بھی مین وزنی نکلا پھر اُسنے کہا اسکو سو آدمیون کے ساتھ وزن کرو چنانچہ مین سو کے ساتھ وزن کیا گیا ان سو سے بھی وزنی نکلا پھر اُس نے کہا اسکو ہزار آدمی کے ساتھ وزن کرو چنانچہ مین ہزار آدمی کے ساتھ وزن کیا گیا مین ان ہزار سے بھی وزنی نکلا گویا (اب بھی) مین انکو دیکھ رہا ہون کہ پلے کے ہلکے ہونیکے سبب وہ لڑھکے جاتے ہین پھر ایک فرشتہ نے دوسرے سے کہا کہ اگر اسکو تمام امت کے ساتھ وزن کروگے تب بھی یہی وزنی رہیگا۔ اور دارمی نے عتبہ بن عبد سلمی سے ایک طویل قصہ (کے ذیل) مین [جسمین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس شق صدر کا بیان ہے جو آپ کی دایہ حلیمہ کے یہان ہوا تھا] یہ روایت کی ہے کہ (دو فرشتے آئے اور) ایک نے دوسرے سے کہا کہ اس شخص (یعنی نبی صلے اللہ علیہ وسلم) کو (ترازو کے) ایک پلہ مین رکھو اور اسکی امت کے ہزار آدمی دوسرے پلہ مین رکھو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ (ایسا ہی کیا گیا) ان ہزار آدمیون کا پلہ ہلکے ہونیکے سبب اسقدر اونچا ہو گیا کہ میرے سر سے بلند ہو گیا کہ ایک مین دیکھنے لگا وہ ہزار آدمی میرے سر پر گرے ہوئے اور مجھے خوف ہوا کہ کہین ان مین سے کوئی مجھ پر نہ گر پڑے تو دوسرے فرشتے نے کہا

صلی اللہ علیہ وسلم مدح [illegible]
تا اینجا که گفتیم اگر داعیہ [illegible]
از قوای نفس بود و سوای الٰہی او فوق آن الٰہی
شود این ہمہ برکات ظہور نمی نمود و کار ایشان
زیادہ از کوشش بودی کار بجای آمدہ آما
آنکہ گفتیم کہ بمجرد تعلق ارادہ بخلافت ایشان
افضلیت حاصل میشود از شواہد آن حدیث
ابی ذر ست اخرج الدارمی عن ابی ذر
الغفاری قال قلت یا رسول اللہ کیف
علمت انک نبی حین استنبئت
فقال یا اباذر اتانی ملکان وانا ببعض
بطحاء مکۃ فوقع احدھما الی الارض
وکان الآخر بین السماء والارض
فقال احدھما لصاحبہ اھو ھو قال
نعم قال فزنہ برجل فوزنت بہ
فوزنتہ ثم قال فزنہ بعشرۃ
فوزنت بھم فرجحتھم ثم قال
زنہ بمائۃ فوزنت بھم فرجحتھم ثم قال
زنہ بالف فوزنت بھم فرجحتھم
کانی انظر الیھم ینتثرون من خفۃ
المیزان قال فقال احدھما لصاحبہ
لو وزنتہ بامۃ لرجحھا واخرج
الدارمی من حدیث عتبۃ بن عبد السلمی
قصۃ طویلۃ فیھا شق صدرہ
صلی اللہ علیہ وسلم عند ظئرہ
حلیمۃ قال احدھما لصاحبہ
اجعلہ فی کفۃ واجعل الفا من
امتہ فی کفۃ قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فاذا انا
انظر الی الالف فوقی اشفق
ان یخر [illegible]

[illegible] ثمانعلقا وشكاف واخرجه احمد بن مردويه عن ابن عمر خرج علينا رسول الله صلى [illegible]

کہ اگر اسکی تمام امت اس شخص کے ساتھ وزن کیجائے تو بھی اس شخص کا پلہ بھاری رہیگا اسکے بعد
دونون فرشتے مجھے چھوڑکر چلے گئے۔ اور احمد بن مردویہ نے حضرت ابن عمر سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے
ایک روز رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم آفتاب نکلنے کے بعد باہر تشریف لائے اور آپنے فرمایا فجر سے پہلے مین نے
(خواب مین) دیکھا کہ گویا مجھے بہت سی مقالید اور موازین دی گئی ہین مقالید کنجیون کو کہتے ہین اور موازین
ترازوون کو کہتے ہین جنمین تولا جاتا ہے پھر (مین نے دیکھا کہ) مین (ترازو کے) ایک پلہ مین رکھا گیا اور میری
امت دوسرے پلہ مین رکھی گئی مین سب سے وزنی نکلا بعد اسکے ابو بکر لائے گئے اور وہ سب امت کے ساتھ وزن
کیے گئے تو وہ (سب سے) وزنی نکلے پھر عمر لائے گئے اور وہ سب امت کے ساتھ وزن کیے گئے تو وہ سب سے
وزنی نکلے پھر عثمان لائے گئے اور وہ سب امت کے ساتھ وزن کیے گئے تو وہ سب سے وزنی نکلے بعد اسکے
وہ ترازو آسمان پر اُٹھالی گئی (ان حدیثون سے ہمارا استدلال اسطرح پر ہے کہ) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
امت کے ساتھ وزن کیے جانے اور بہ نسبت اُنکے اپنے وزنی نکلنے سے اپنے نبی ہونیکو سمجھ لیا کیونکہ حضرت
ابوذر کے اس سوال کے جواب مین کہ آپنے اپنا نبی ہونا کیسے جانا آپ نے یہ واقعہ ذکر فرمایا ہے) اور اس وزن کیے جانے
اور وزنی نکلنے نے آپکے افضل الفضل کلی ہونے پر دلالت کی (اور فضل کلی بھی وہ) جو عند اللہ معتبر ہو پس معلوم
ہوا کہ) یہ فضل کلی لازم نبوت ہے (یعنی کسی شخص کے نبی بنانیکا ارادہ الہیہ قائم ہوتے ہی فضل کلی تمام رعیت
سے عند اللہ اُسکو حاصل ہوجاتا ہے گو ہنوز وہ مبعوث نہوا ہو کیونکہ حضرت اسوقت تک مبعوث نہوے تھے)
اور یہی خواب (بعینہٖ) آپ نے خلفا کے متعلق بھی دیکھا لہذا یہان سے یہ بات (بھی) معلوم ہوگئی کہ کسی شخص
کی خلافت کا ارادہ الہیہ قائم ہوتے ہی فضل کلی تمام رعیت پر اُسکو حاصل ہوجاتا ہے گو ہنوز اسکو خلافت
نملی ہو اور) خلفا کا اپنی رعیت سے عند اللہ افضل ہونا اور علم خدا مین برتر ہونا خلافت خاصہ کو لازم ہے
جسطرح خلیفہ بننے کی حقیقت ارادہ الہیہ کے متعلق ہوتے ہی ثابت ہوجاتی ہے اور دوسری باتین (مثل بیعت
اہل حل وعقد کے یا نفاذ احکام خلیفہ کے) موافق عادت آلہی کے خلافت کے وجود (خارجی) کو لازم ہوتی
ہین اسیطرح یہ قسم افضلیت کی بھی ارادہ (الہیہ) کے متعلق ہوتے ہی خلیفہ بننے کے ضمن مین
ثابت ہوجاتی ہے اور اُسکے ہمراہ وہ افضلیت جو بوجہ سوابق اسلامیہ کے یا بوجہ اوصاف خلقیہ
کے مثل حسن سیاست وغیرہ کے ہو ایک چیز ہے (جو) موافق عادت الہی کے (خلیفہ بننے کی
حقیقت کو لازم ہے۔

(تیسری فصل ختم ہوگئی)

[illegible]

[illegible] عند ابو جه
[illegible] لعدا بى قبل
[illegible] المقاليد و
[illegible] المقاليد فهى
المفاتيح واما الموازين فهذه التى
[illegible] فوضعت فى كفة
[illegible] امتى فى كفة فوزنت
[illegible] فرجحت ثم جئ بابى بكر
[illegible] فرجح ثم جئ بعمر
[illegible] فرجح ثم جئ بعثمان
[illegible] فرجح ثم رفعت
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم از وزن
با امت ورجحان خود بر ایشان نبوت
خود را شناختند و این وزن ورجحان
دلالت کرد بر افضلیت بفضل کلی معتبر
عند اللہ پس آن لازم نبوت ست و همین
[illegible] آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
در باب خلفا دیدند پس ازینجا دانسته شد
[illegible] افضلیت خلفا بر رعیت عند اللہ
ورجحان ایشان فی علم اللہ بر آن جماعه
لازم خلافت خاصه ست چنانکه حقیقت
[illegible] بمجرد تعلق ارادهٔ الٰہیه ثابت
[illegible] و امور دیگر بحسب عادت اللہ
[illegible] وجود خلافت میباشد همچنین
[illegible] ازافضلیت بمجرد اراده ثابت
[illegible] و همراه او
[illegible] سوابق اسلامیه
[illegible] حسن سیاست
[illegible]

فصل چہارم در روایت احادیث و آثار دالہ بر خلافت خلفا بتصریح یا تلویح و بر اثبات لوازم خلافت خاصہ و پیش از انکہ شروع در مقصود کنیم باید دانست کہ علما در اثبات خلافت

فصل چہارم

اُن احادیث وآثار کی روایت مین جو خلفا(ی راشدین) کی خلافت پر تصریح یا تلویح اور (اُنکے لیے) لوازم خلافت خاصہ کے ثابت ہونے پر دلالت کرتے ہین

قبل اسکے کہ ہم مقصود کو شروع کرین جاننا چاہیے کہ خلافتِ خلفا کے اثبات مین علما نے بہت سی کتابین لکھی ہین اور ہر عالم کو جداگانہ بیان کی توفیق ملی ہی مگر اس فقیر کثیر التقصیر کے دل مین ایسا آتا ہی کہ اس باب مین جسقدر حدیثین ہین اُنکو مسانید صحابہ پر تقسیم کردے اور ہر صحابی کی مرفوع حدیثون (کو لکھکر ان) کے تحت مین انکی موقوف روایتین بھی ذکر کردے تاکہ خاص و عام سب کو معلوم ہو جائے کہ یہ جو مشہور ہی کہ ان حضرات کی خلافت کا ثبوت (یعنی انعقاد) اجماع سے اور خلیفۂ سابق کی وصیت سے ہوا ہی ایک محقق بات ہی مگر اجماع کے یہ معنی نہین ہین کہ ہر شخص اپنی فکر سے (جو شرع سے مستند نہو بلکہ محض مصلحت وقت کے متعلق ہو) ایک رای پیدا کرے (اور اتفاقاً سب وہی ایک رای پیدا کرین یا بعد بحث و مباحثہ کے سب کسی ایک رای پر متفق ہو جائین) بلکہ اجماع کے معنی یہ ہین کہ ہر صحابی نے دلیل شرعی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سنیہ سے انکی خلافت استنباط کی کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصریحات سے کبھی آپکی تلویحات سے یہانتک کہ اس دلیل کے ملاحظہ سے وہ صحابی انکی خلافت کے ماننے پر مکلف ہوگیا اور جب (سطرح) قرن اول کے مجتہدون نے انکی خلافت پر اتفاق کرلیا تو اجماع ثابت ہوگیا اور اُنکے بعد کسی کو مخالفت کرنے کی گنجایش نرہی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تلویحات کا (جو انکی خلافت کے متعلق ہین) مآل یا تو خلافت عامہ کے لوازم کو ان حضرات کے لیے ثابت کرنا ہی یا خلافت خاصہ کے لوازم کو مثلاً یہ فرمایا کہ زکوۃ میرے بعد ابو بکر کو دینا اس حدیث مین خلافت عامہ کے بعض لوازم یعنی حفاظت بیت المال اور مسلمانون سے زکوۃ لینے کو ثابت فرمایا۔ اور مثلاً یہ فرمایا کہ ابوبکر صدیق ہین اور عمر شہید یا فرمایا کہ انکے درجے بہشت مین بہت بلند ہونگے یا انکو بہشت کی بشارت دی خصوصاً جبکہ وہ بشارت بہ ترتیب خلافت ہی یا فرمایا کہ یہ لوگ بہترین امت ہین وعلی ہذا القیاس (ان حدیثون مین) خلافت خاصہ کے لوازم کو (خلفای راشدین کے لیے) ثابت فرمایا ہی یہ سب انکی خلافت راشدہ کی تلویح ہی

اگر تمھارے دل مین کچھ تردد ہوتا ہو کہ (جو) لازم (اپنے ملزوم کے) مساوی (ہوا س) کی دلالت ملزوم کے وجود پر ہمکو مسلم ہی مگر (جو) لازم (اپنے ملزوم سے) عام (ہو اُس) کی دلالت ملزوم کے وجود پر ہم نہین مانتے تو ہم جواب دینگے کہ بیشک لازم عام ملزوم کے وجود پر دلالت نہین کرتا مگر تعریض ضرور کرتا ہی اور تعریض بھی بیان کی ایک قسم ہی سمجھنا اور سمجھانا (دونون) اس سے حاصل ہو جاتے ہین (لہذا اس تعریض سے ان حضرات کی

خلفا تصانیف ساختہ اند و ہر یکے بہ بیانی موفق شدہ و فقیر کثیر التقصیر را چنان بخاطر میرسد کہ احادیث این باب را بر مسانید صحابہ موزع سازد و زیر مرفوع ہر صحابی موقوف او را مذکور نماید تا معلوم خواص و عوام گردد کہ آنچہ مشہور ست کہ ثبوت خلافت ایشان با جماع و وصیت خلیفہ متقدم بود کلام محقق ست لیکن معنی اجماع آن نیست کہ ہر یکے بفکرے کہ مستند بشرع نباشد بلکہ مستند باشد بصلاح دید وقت رای زدہ باشد بلکہ معنی اجماع اینست کہ ہر یکے بدلیل شرعی کہ سنت سنیہ آنحضرت ست صلے اللہ علیہ وسلم خلافت ایشان استنباط نمودہ از تصریحات آنحضرت تارۃ و تلویحات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اخرے تا آنکہ ہر یکے بملاحظہ آن دلیل مکلف شد بقبول خلافت ایشان و چون مجتہدان عصر اول اتفاق کردند بران صورت اجماع متحقق گشت و من بعد کسے را مجال خلاف نماند و تلویحات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بخلافت ایشان راجع ست یا باثبات لوازم خلافت عامہ یا لوازم خلافت خاصہ ایشان را مثلا جائے کہ گفتند زکوۃ را بعد من بابوبکر خواہید داد اثبات بعض لوازم خلافت عامہ نمودند کہ حفظ بیت المال و اخذ زکوۃ مسلمین ست و جائیکہ گفتند ابوبکر رضی اللہ عنہ صدیق ست و عمر شہید یا گفتند درجات ایشان در بہشت عالی درجات خواہد بود یا ایشانرا بشارت بہشت دادند لاسیما چون بترتیب خلافت باشد یا گفتند بہترین امت ایشان اند وعلی ہذا القیاس اثبات لوازم خلافت خاصہ فرمودند اینہمہ تلویح ست بخلافت راشدہ ایشان و اگر بخاطر تو تردد میگذرد کہ دلالت لازم مساوی بر وجود ملزوم مسلم ست دلالت لازم عام

بر وجود ملزوم مسلم نیست الا بہ اینہمہ اوصاف الخلفاء عم خلافت خاصہ نیست در غیر خلیفہ خاص بعض این صفات یافتہ میشود گوئیم تعریض نوعی ست از بیان تفہیم و تفہم بآن حاصل

اخرج مالك عن عمرة بنت عبد الرحمن ان رجلين استبّا في زمان عمر بن الخطاب فقال احدهما للآخر والله ما ابي بزان ولا امي بزانية فاستشار في ذلك عمر بن الخطاب فقال قائل مدح اباه وامه وقال آخرون قد كان لابيه وامه مدح غير هذا نرى ان تجلده الحد فجلده عمر بن الخطاب الحد ثمانين

پس تعریض جلی ملحق بصریح ست وتحقیق در تعریض آن ست کہ دلالت نمیکند بمحض لفظ لیکن دلالت میکند بمساعدت قرائن شک نیست کہ قرائن را دلالتے ہست اما قطعیہ واما ظنیہ مثل دلالت دخان بر وجود نار ودلالت ابر وہواے رطب بر باران وہم چنین لفظ را نیز دلالت ہست بر معنی منطوق خود پس در تعریض ہر دو جمع میشوند ابہام بعض را بعض دیگر منجبر میگردانند، ہمچنین تحقیق نزدیک فقیر در ایماآت وفحاوی وغیر آن ہمین ست کہ دلالت لفظ فقط نیست بلکہ لفظ مع القرائن وآن قرائن گاہے خفیہ میباشند وگاہے جلیہ میزان در استنباط معانی از مثل این دلائل فہم اہل لسان ست در مثل این حالت لہذا مفہوم وصف نزدیک امام شافعی کہ راس ورئیس مستنبطان است موقوف آمد بر شروط چند انکہ انہا محقق قرائن معنی مقصود باشند چون حال برین منوال ست دلالت وجود لازم اعم بر وجود ملزوم اخص مستبعد ومستنکر [illegible] شد خوض در مقصود نمائیم۔

مسند ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ

[illegible]

خلافت راشدہ کا سمجھا دینا شارع کی طرف سے اور سمجھ لینا امت کی طرف سے حاصل ہوگیا تعریض سے سمجھنے سمجھانے کی ایک مثال بھی سن لو) امام مالک عَمرہ بنت عبدالرحمن سے روایت کرتے ہین کہ حضرت عمر بن خطاب کے زمانہ مین دو شخصو نمین باہم گالی گلوج کی نوبت پہونچی ایک نے دوسرے سے کہا واللہ میرا باپ زانی نہین ہے نہ میری مان زانیہ ہے (یہ مقدمہ حضرت عمر کے سامنے پیش ہوا) تو حضرت عمر نے اسکے متعلق صحابہ سے مشورہ لیا کسی نے کہا کہ اسنے اپنے مان باپ کی تعریف کی (کسی کو گالی نہین دی لہذا اسکو کوئی سزا نہ دیجائے) اور کسی نے کہا اسکے مان باپ کی تعریف علاوہ زانی نہونیکے اور بھی ہوسکتی تھی (خاص اسی تعریف کا بیان کرنا اس موقع پر ضرور گالی دینے کی نیت سے ہے) لہذا ہماری رای یہ ہے کہ اسکو آپ سزا دین چنانچہ حضرت عمر نے اسکو اسّی درّے مارے جانے کا حکم دیا (حالانکہ اُسنے صرف گالی کی تعریض کی تھی) پس (معلوم ہوا کہ) تعریض جلی تصریح کے حکم مین ہے۔

تعریض کے بارے مین تحقیق یہ ہے کہ وہ محض الفاظ کی وجہ سے تو دلالت نہین کرتی لیکن قرائن کی مدد سے (ضرور) وہ دلالت کرتی ہے۔ اسمین شک نہین کہ قرائن کچھ نہ کچھ دلالت کرتے ہین خواہ وہ دلالت قطعی ہو یا ظنی جیسے دلالت دھوین کی آگ کے وجود پر (یہ دلالت قطعی ہے) یا ابر اور ہوا کی رطوبت مینھ برسنے پر دلالت کرتی ہے (مگر یہ دلالت ظنی ہے) اسیطرح لفظ بھی اپنے معنی منطوق پر دلالت کرتی ہے (اور یہ دلالت کبھی قطعی ہوتی ہے اور کبھی ظنی) پس تعریض مین دونون چیزین جمع ہوجاتی ہین (لفظ بھی اور قرینہ بھی) ایک کی کمی دوسرے سے پوری ہوجاتی ہے۔ اس فقیر کے نزدیک ایما اور فحاوی کی بابت بھی تحقیق یہی ہے کہ (انمین بھی) صرف لفظ کی دلالت نہین ہوتی بلکہ لفظ قرینے کے ساتھ ملکر دلالت کرتا ہے قرینہ کبھی خفی ہوتا ہے کبھی جلی (لہذا) اس قسم کے دلائل سے معانی کے استنباط کرنیمین (دلالت کے جلی یا خفی ہونیکی) پہچان اہل زبان کا اس قسم کے موقع مین سمجھ لینا ہے (یعنی اگر اہل زبان اس قسم کے موقع مین اس معنی کو سمجھ لیتے ہون تو دلالت جلی ہے ورنہ خفی) اسی وجہ سے امام شافعی کے نزدیک جو کہ استنباط کرنیوالون کے سردار ہین مفہوم وصف کی دلالت چند شرائط پر موقوف ہے جیسے جیسے وہ شرائط پائے جائینگے معنی مقصود کے قرینے بنتے جائینگے۔ اس تحقیق کی بنا پر لازم عام کا ملزوم خاص کے وجود پر دلالت کرنا کچھ [illegible] نادر نہین ہے۔ اس تحقیقات کے بعد اب ہم اصل مقصود شروع کرتے ہین۔

مسند ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ (۹۔ روایت)

دارمی نے حَبیّہ بنت ابی حَبیّہ سے اُنھون نے ابو بکر صدیق سے ایک طویل قصہ (کے ذیل) مین روایت کیا ہے وہ کہتی تھین کہ مین نے خثعم کی لڑائی اور جاہلیت کی بعض دوسری لڑائیون کا ذکر کیا اور (پھر اسلام کی وجہ سے) اللہ نے جو الفت اور فراخی پیدا کر دی ہے (اسکا ذکر کیا) (ابن عون (راوی) نے الفت کی کیفیت بیان کرنے کے لیے) اپنی انگلیون کے درمیان مین تشبیک کی اور مُعاذ (راوی) نے بھی تشبیک کی اور اسمعیل

[illegible] فذكرت خثعم وما كان في الجاهلية وما جاء الله به من الالفة واطناب الفساطيط وشبابها

احمس فقلت یا عبد اللہ حتی متی تری امر الناس ھذا قال ما استقامت الایمۃ قلت ما الایمۃ قال ارایت السید یکون فی الحواء فیتبعونہ ویطیعونہ

نے بھی تشبیک کی } پھر مینے پوچھا کہ یا امیر المؤمنین لوگون کی یہ کیفیت (الفت و محبت کی) آپکی رای مین کبتک باقی رہیگی حضرت ابوبکر نے فرمایا جبتک ائمہ سیدھی راہ پر چلینگے مینے پوچھا کہ ائمہ کون انھونے فرمایا کیا تمنے نہین دیکھا کہ سردار اپنی خرگاہ مین ہوتا ہی اور لوگ اسکی راہ پر چلتے ہین اور اسکی اطاعت کرتے ہین پس سردار جبتک سیدھی راہ پر رہینگے (یہی حالت باقی رہیگی) اور دارمی نے قیس بن ابی حازم سے روایت کی ہی کہ حضرت ابوبکر اکبر قبیلۂ احمس کی ایک عورت کے پاس تشریف لیگئے دیکھا تو وہ کلام نہین کرتی حضرت ابوبکر نے پوچھا کہ یہ عورت کلام کیون نہین کرتی لوگون نے کہا کہ اسنے سکوت کرکے حج کی نیت کی ہی حضرت ابوبکر نے فرمایا تجھکو کلام کرنا چاہیے یہ جاہلیت کا کام ہی چنانچہ اسنے کلام کیا پھر اُسنے حضرت ابوبکر سے پوچھا کہ آپ کون ہین اُنھون نے فرمایا کہ مین مہاجرین مین سے ایک شخص ہون اُسنے پوچھا کہ آپ کن مہاجرین مین سے ہین فرمایا کہ قریشیون سے اُسنے پوچھا کہ آپ قریش کے کس خاندان سے ہین حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ تو بڑی پوچھنے والی ہی (تیرے سوالات ختم ہی نہین ہوتے) مین ابوبکر ہون اس عورت نے کہا اچھا یہ تو بتائیے کہ) ہمارا قیام اس نیک کام پر جو اللہ نے زمانۂ جاہلیت کے بعد ظاہر فرمایا (یعنی اسلام پر) کب تک رہیگا حضرت صدیق نے فرمایا کہ جبتک تمھارے ائمہ راہ راست پر رہینگے اُس عورت نے کہا ائمہ سے کیا مراد ہی حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ کیا تیری قوم مین کچھ سردار اور بزرگ لوگ نہ تھے جو لوگون پر حکومت کرتے ہون اور لوگ انکی اطاعت کرتے ہون اس عورت نے کہا ہان تھے حضرت صدیق نے فرمایا ایمہ ایسے ہی لوگون کو کہتے ہین جو آدمیون پر حکومت کرین { راہ راست پر رہنا جسکا ذکر اس روایت مین ہی علم اور عدالت اور کفایت و شجاعت وغیرہ کو شامل ہی } اور بخاری نے حضرت عمر کی طویل حدیث مین روایت کیا ہی کہ حضرت ابوبکر نے (سقیفۂ بنی ساعدہ مین) انصار سے فرمایا کہ جو کچھ تمنے اپنے متعلق فضائل بیان کیے بیشک تم اسکے سزاوار ہو مگر یہ کام (خلافت کا) ہرگز معلوم نہین ہوا مگر اسی قبیلۂ قریش کے لیے جو تمام عرب پر نسب مین اور (شرافت) مسکن مین فائق ہی اور ابوبکر ابن ابی شیبہ نے ایک طویل حدیث (کے ضمن) مین روایت کیا ہی کہ (سقیفۂ بنی ساعدہ مین) حضرت ابوبکر نے (اُن لوگون سے جو انتخاب خلیفہ کے متعلق ادھر اُدھر بہک رہے تھے) فرمایا کہ ٹھہر جاؤ بعد اسکے انھونے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا کہ اے گروہ انصار اللہ کی قسم ہم تمھاری بزرگی کا انکار نہین کرتے نہ تمھاری اسلامی خدمات کا انکار ہی نہ جو حق تمھارا ہمپر واجب ہی اسکا انکار کرتے ہین مگر (خلافت تم مین نہین ہو سکتی کیونکہ) تم جانتے ہو کہ یہ قبیلۂ قریش کا عرب مین جو عزت رکھتا ہی وہ اور کسی قبیلہ کو حاصل نہین ہی اور (یہ بھی تم جانتے ہو کہ) تمام عرب نہ متفق ہونگے مگر اسی شخص پر جو قریش مین سے ہو لہذا ہم قریشی لوگ خلیفہ ہون اور تم لوگ (ہمارے) وزیر رہو۔ اللہ سے ڈرو اور اسلام مین تفرقہ نہ ڈالو۔ اور اسلام مین پہلے رخنہ انداز نہ بنو { خلیفہ کے لیے قریشی النسب ہونیکی شرط پر تمام اہل سنت کا اجماع ہی } اور بخاری اور مسلم اور دارمی وغیرہم نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہی

فما استقام اولئک وآخرج الدارمی عن قیس بن ابی حازم قال دخل ابوبکر علی امرأۃ من احمس یقال لھا زینب قال فراھا لا تتکلم فقال مالھا لا تتکلم قالوا نوت حجۃ مصمتۃ فقال تکلمی فان ھذا لا یحل ھذا من عمل الجاھلیۃ قال فتکلمت فقالت من انت قال انا امرؤ من المھاجرین قالت ای المھاجرین قال من قریش قالت فمن ای قریش انت قال انک لسؤل انا ابوبکر قالت ما بقاءنا علی ھذا الامر الصالح الذی جاء اللہ بہ بعد الجاھلیۃ فقال بقاءکم علیہ ما استقامت بکم ایمتکم قالت وایما الایمۃ قال ماکان لقومک رؤسا و اشراف یامرونھم فیطیعونھم قالت بلی قال فھم مثل اولئک علی الناس قولہ ما استقامت این استقامت شامل ست علم و عدالت و کفایت و شجاعت وغیر آنرا اخرج البخاری فی حدیث عمر الطویل ان ابابکر قال للانصار ما ذکرتم فیکم من خیر فانتم لہ اھل ولن یعرف ھذا الامر الا لھذا الحی من قریش ھم اوسط العرب نسبا و دارا اخرج ابوبکر بن ابی شیبۃ فی حدیث طویل فقال ابوبکر علی رسلکم فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال یا معشر الانصار انا واللہ ما ننکر فضلکم ولا بلاءکم فی الاسلام ولا حقکم الواجب علینا ولکنکم قد عرفتم ان ھذا الحی من قریش بمنزلۃ من العرب لیس بھا غیرھم وان العرب لن [illegible]

وجل [illegible] لا امراء وانتم الوزراء فاتقوا اللہ ولا تصدعوا الاسلام ولا تکونوا اول من احدث فی الاسلام [illegible]

[illegible] علیہا اہل سنت [illegible]

عن ابو هریرة یحدث ان رجلا اتی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال انی اری اللیلة ظلة تنطف منها السمن والعسل فاری الناس یتکففون بایدیهم
فالمستکثر والمستقل واری سببا واصلا
من السماء الی الارض فاراک یا رسول الله
اخذت به فعلوت ثم اخذ به رجل آخر
فعلا به ثم اخذ به رجل آخر فعلا به ثم
اخذ به رجل آخر فانقطع ثم وصل له فعلا
به فقال ابو بکر بابی انت وامی لتدعنی
فاعبرها فقال اعبرها فقال اما الظلة
فظلة الاسلام واما ما ینطف من السمن و
العسل فهو القرآن لینه وحلاوته واما
المستکثر والمستقل فهو المستکثر من القرآن
والمستقل منه واما السبب الواصل من
السماء فی الارض فهو الحق الذی انت علیه
تاخذ به فیعلیک الله ثم یاخذ به بعدک رجل
فیعلو به ثم یاخذ به رجل فیعلو به ثم
یاخذ به رجل آخر فینقطع ثم یوصل له فیعلو
به ای رسول الله لتحدثنی اصبت ام اخطات
فقال النبی صلی الله علیه وسلم اصبت
بعضا واخطات بعضا فقال اقسمت
یا رسول الله لتحدثنی ما الذی اخطات فقال
النبی صلی الله علیه وسلم لا تقسم ازین حدیث
معلوم می شود که حضرت صدیق میدانست که
خلافت بعد آنحضرت صلی الله علیه وسلم به کس
علی الترتیب خواهد رسید و ایشان بر منهاج
پیغامبر خواهند بود و بر منهاج پیغمبر خواهند گذشت
باقی ماند آنکه هرگاه موافق تعبیر حضرت صدیق
در خارج بوقوع آمد پس خطا بچه وجه ثابت ست
فقیر میگوید سکوت از تسمیه آن اشخاص با وجود
قدرت بر تسمیه ایشان بطریق مشاکلت
[illegible]

کہ حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے تھے کہ ایک شخص رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اُسنے کہا کہ مینے آج شب کو (خواب مین) دیکھا کہ ایک ابر کا ٹکڑا ہی اُس سے روغن اور شہد ٹپک رہا ہی پھر مینے لوگون کو دیکھا کہ دونون ہاتھون سے اسکو لے رہے ہین مگر کسی نے زیادہ لیا اور کسی نے کم اور مینے ایک رسی آسمان سے زمین تک لٹکتی ہوئی دیکھی اور مینے یا رسول اللہ آپکو دیکھا کہ آپ اس رسی کو پکڑکر اوپر چڑھگئے پھر ایک اَور شخص نے اس رسی کو پکڑا اور وہ بھی اوپر چڑھگیا پھر ایک اَور شخص نے اس رسی کو پکڑا اور وہ بھی اوپر چڑھگیا پھر ایک اَور شخص نے اُس رسی کو پکڑا تو وہ رسی کٹ گئی مگر پھر جڑگئی اور وہ شخص بھی اوپر چڑھگیا (یہ خواب سنکر) حضرت ابو بکر نے عرض کیا کہ (یا رسول اللہ) میرے مان باپ آپ پر فدا ہوجائیں مجھے اجازت دیجیے تو مین اسکی تعبیر بیان کرون آپنے فرمایا اچھا تم ہی اسکی تعبیر کہو حضرت ابو بکر نے کہا کہ ابر سے مراد اسلام ہے اور روغن و شہد جو اُس سے ٹپک رہا ہی اُس سے مراد قرآن ہی نرمی اُسکی (قائم مقام) روغن کے ہی اور حلاوت اُسکی (قائم مقام) شہد کے ہی) اور کسی نے اُس روغن و شہد کو زیادہ لیا کسی نے کم اسکا مطلب یہ ہی کہ قرآن کا علم کسی نے زیادہ حاصل کیا کسی نے کم اور رسی جو آسمان سے زمین پر لٹک رہی ہی اس سے مراد وہ (دین) حق ہی جسپر آپ ہین آپ اسکو پکڑے ہوے ہین اللہ اسکی وجہ سے آپکو بلند رتبہ کریگا پھر آپکے بعد ایک اور شخص اسکو پکڑیگا وہ بھی اسکے سبب سے بلند مرتبہ ہوجائیگا بعد اسکے ایک اَور شخص اسکو پکڑیگا وہ بھی اسکے سبب سے بلند رتبہ ہوجائیگا اسکے بعد ایک اَور شخص اسکو پکڑیگا تو وہ دین حق منقطع ہوجائیگا مگر پھر اسکے لیے جوڑ دیا جائیگا اور وہ اسکے سبب سے بلند رتبہ ہوجائیگا یا رسول اللہ آپ مجھسے فرما دیجیے کہ مینے صحیح تعبیر کہی یا غلط نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ صحیح کہی اور کچھ غلط حضرت ابو بکر نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین آپکو قسم دلاتا ہون کہ آپ مجھسے بیان کیجیے کہ مینے کیا غلطی کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم نہ دلاؤ - {اس حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ حضرت صدیق جانتے تھے کہ خلافت بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تین آدمیونکو علی الترتیب حاصل ہوگی اور وہ تینون پیغمبر کی روش پر ہونگے اور پیغمبر کی روش پر دنیا سے گذرجائینگے - باقی رہی یہ بات کہ جبکہ حضرت صدیق کی تعبیر کے موافق خارج مین وقوع بھی ہوا تو پھر تعبیر مین غلطی کسطرح ہوئی - یہ فقیر کہتا ہی کہ ان خلفاء کا نام نہ لینا باوجودیکہ انکے نام لینے پر قدرت تھی ظاہری طور پر خطا کی طرف نسبت کیا گیا اور اس بات کی دلیل کہ حضرت صدیق ان خلفا کو شخصی طور پر جانتے تھے چند روایتین ہین جو (کتاب) خصائص (تالیف علامہ سیوطی) مین مذکور ہین (وہ یہ ہین) } ابن عساکر نے حضرت کعب سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے حضرت ابو بکر صدیق کے اسلام کا باعث ایک وحی آسمانی تھی اسکی کیفیت اسطرح پر ہی کہ حضرت ابو بکر ملک شام مین تجارت کیا کرتے تھے (وہان) انھون نے ایک خواب دیکھا تو اسکو بحیرا راہب سے بیان کیا بحیرا نے (اس خواب کو سنکر) پوچھا کہ تم کہان کے رہنے والے ہو حضرت ابو بکر نے کہا مکہ کا رہنے والا ہون اُسنے پوچھا کہ مکہ کے کس خاندان سے ہو حضرت صدیق نے کہا خاندان قریش سے پھر اُسنے پوچھا کہ تمہارا پیشہ کیا ہی حضرت صدیق نے فرمایا تاجر ہون بحیرا نے کہا اللہ نے تمہین سچا خواب دکھایا ہی ایک نبی تمہاری قوم مین مبعوث ہونگے کہ [illegible] تم انکے وزیر ہوگے

[illegible] کعب قال کان اسلام ابی بکر الصدیق سببه وحی من السماء وذلک انه کان تاجرا بالشام فرای رؤیا [illegible]
[illegible] نبی من قومک تکون وزیره فی حیاته

وخليفته بعد موته فاسرّها ابوبكر حتى بُعث النبي صلى الله عليه وسلم فجاءه فقال يا محمد ما الدليل على ما تدّعي قال الرؤيا التي رأيت بالشام فعانقه
وقبّل ما بين عينيه وقال اشهد انك
رسول الله واخرج ابن عساكر عن ابن مسعود
قال قال ابوبكر الصديق خرجتُ الى اليمن
قبل ان يبعث النبي صلى الله عليه وسلم
فنزلت على شيخ من الازد قد قرأ الكتب
واتت عليه اربع مائة سنة الا عشر سنين
فقال لي احسبك حرميا قلت نعم قال
واحسبك قُرشيا قلت نعم قال واحسبك
تيميا قلت نعم قال بقيت لي منك
واحدة قلت ما هي قال تكشف لي عن
بطنك قلت لم ذاك قال اجدُ في العلم
الصادق ان نبيا يُبعث في الحرم يعاون
على امره فتى وكهل فاما الفتى فخوّاض
غمرات ودفّاع معضلات واما الكهل
فابيض نحيف على بطنه شامةٌ وعلى
فخذه اليسرى علامة وما عليك ان تريني
فقد تكاملت لي فيك الصفة الا ما خفي
عليّ قال ابوبكر فكشفت له عن بطني فرأى
شامة سوداء فوق سُرّتي فقال انت هو
ورب الكعبة واخرج ابن سعد عن الحسن
قال قال ابوبكر يا رسول الله ما ازال اراني
اطأ في عذرات الناس قال لتكونن من الناس
بسبيل قال ورايت في صدري كالرقمتين
قال سنتين واگر کسے گوید کہ صدیق
رضی اللہ عنہ اگر میدانست کہ مبشر بخلافت
اوست در وقت بیعت چرا توقف فرمود
و چرا اشارت بفاروق و ابو عبیدہ نمود کہ
بایعوا احد ھذین گوییم بشارت بچیزے
مقتضی آن نیست کہ البتہ آنرا طلب نماید
چنانکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
معلوم فرمودند کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ آن جناب خواہد بود معہذا سعی در تزویج او نمودند و فرمودند ان یکن ھذا من عند اللہ
یمضہ احوال اہل اللہ در مثل این صورت مختلف ست گاہے سعی در مبشر بہ مے کنند با وثوق

اور انکی وفات کے بعد انکے خلیفہ ہونگے حضرت ابوبکر نے اس خواب کو پوشیدہ رکھا یہانتک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوے تو حضرت ابوبکر آپ کی خدمت مین حاضر ہوے اور پوچھا کہ ای محمد آپ جو دعوی کرتے ہین اسپر کیا دلیل ہی حضرت نے فرمایا کہ وہی خواب جو تمنے شام مین دیکھا تھا (یہ سنتے ہی) حضرت ابوبکر نے آپ سے معانقہ کیا اور آپکی دونون (مقدس) آنکھون کے درمیان مین بوسہ دیا اور کہا مین شہادت دیتا ہون کہ آپ اللہ کے رسول ہین - اور ابن عساکر نے حضرت ابن مسعود سے روایت کی ہی کہ حضرت ابوبکر صدیق فرماتے تھے کہ مین (ایک مرتبہ) یمن کی طرف قبل بعثت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے گیا اور قبیلہ ازد کے ایک شخص کے یہان جو کتب آسمانی پڑھا ہوا تھا - اور اسکی عمر تین سو نوے برس کی تھی فروکش ہوا اسنے مجھسے کہا کہ مین تمکو حرم کا رہنے والا خیال کرتا ہون (کیا یہ صحیح ہی) مین نے کہا ہان اسنے کہا مین تمکو قریشی سمجھتا ہون (کیا یہ صحیح ہی) مینے کہا ہان اسنے کہا مین تمکو تیمی سمجھتا ہون (کیا یہ صحیح ہی) مینے کہا ہان تو اسنے کہا اب صرف ایک بات تمھاری باقی رہگئی ہی جو مجھے نہین معلوم مین نے کہا وہ کیا بات ہی اسنے کہا تم میرے سامنے اپنا شکم کھولدو مینے کہا کیون اسنے کہا مین علم صادق (یعنی آسمانی کتابون) مین دیکھتا ہون کہ ایک نبی حرم مین مبعوث ہوگا اسکے کام پر ایک جوان و ایک ادھیڑ عمر کا آدمی مدد کریگا جوان بڑا جفاکش اور حلال مشکلات ہوگا اور ادھیڑ گورے رنگ کا اکہرے بدن کا ہوگا اسکے شکم پر ایک تل ہوگا اور اسکی بائین ران پر ایک نشانی ہوگی تمھارا اسمین کیا حرج ہی اگر تم مجھے (اپنا شکم) دکھا دو کیونکہ سب باتین میری تم مین پائی جاتی ہین سوا اس بات کے جو مجھے نہین معلوم حضرت ابوبکر فرماتے تھے کہ مین نے اپنا شکم اسکے سامنے کھولدیا تو اسنے ایک سیاہ تل میرے ناف کے اوپر دیکھ کر کہا قسم رب کعبہ کی کہ وہ تمھین ہو - اور ابن سعد نے حضرت حسن (بصری) سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے حضرت ابوبکر نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین ہمیشہ اپنے کو خواب مین دیکھتا ہون کہ مین لوگون کے بول و براز مین چل رہا ہون حضرت نے فرمایا ضرور بضرور تم لوگون مین باعزت ہوگے نیز حضرت ابوبکر نے عرض کیا کہ مین نے اپنے سینہ مین دو نشان سے دیکھے ہین حضرت نے فرمایا (اسکی تعبیر) دو برس [اگر کوئی کہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ جب جانتے تھے کہ انکو خلافت کی بشارت مل چکی ہی تو پھر بیعت کے وقت انھون نے کیون توقف کیا اور کیون حضرت فاروق اور حضرت ابوعبیدہ کی طرف اشارہ کیا کہ ان دو مین سے کسی کے ہاتھ پر بیعت کرلو تو ہم جواب دینگے کہ کسی چیز کی بشارت ملنا اس بات کو مقتضی نہین ہی کہ اسکو طلب بھی کرین جسطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوگیا تھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپکی زوجہ ہونگی مگر باوجود اسکے آپ انسے نکاح ہوجانے کی کوشش کی - اور فرمایا کہ اگر یہ بات خدا کی طرف سے ہی تو وہ اسکو پورا کردیگا (صلح ہی کہ) باخدا لوگون کی حالت ایسے مواقع مین مختلف ہوتی ہے کبھی جس چیز کی بشارت ملی ہی اسکے حاصل کرنے مین کوشش کرتے ہین باوجودیکہ انکو اس چیز کے حاصل ہوجانے کا

باوجود آن وگاہے تن میزنند و منتظر تدبیر غیب میباشند کہ لطف الٰہی در کدام قالب آن روح رامنفوخ میسازد حضرت صدیق راہ توقف اختیار
نمود تا ابعد باشد از حظ نفس یا بسببے دیگر
مانند این آما اثبات حضرت صدیق خلافت
خود را بسوابق اسلامیہ فقد اخرج الترمذی
عن ابی سعید الخدری قال قال
ابوبکر الستُ احقَّ الناس بہا الستُ
اولَ من اسلم الستُ صاحبَ کذا الستُ
صاحب کذا آما استدلال صدیق برمنع توقف
از بیعت بعد انعقاد بیعت عامہ بلزوم
شقّ عصا المسلمین فقد اخرج الحاکم
عن ابی سعیدٍ فی قصّۃٍ طویلۃٍ فلما
قعد ابو بکرٍ علی المنبر نظر فی وجوہ
القوم فلم یرَ علیًّا فسال عنہ فقام
ناسٌ من الانصار فاتوا بہ فقال
ابوبکر ابن عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وختنہ اردتَّ ان تشقَّ عصا المسلمین
فقال لا تثریبَ یا خلیفۃ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فبایعہ ثم لم یرَ الزُّبیر
بن العوّام فسال عنہ حتی جاؤا بہ
فقال ابن عمۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم وحواریہ اردتَ ان تشق عصا
المسلمین فقال لا تثریب یا خلیفۃ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل قولہ
فبایعہ آما اثبات صدیق رضی اللہ عنہ
خلافت حضرت فاروق را بافضلیتِ او
فقد اخرج الترمذی عن جابر بن عبد اللہ
قال قال عمر لابی بکر یا خیر الناس بعد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابوبکر
اما انک ان قلتَ ذاک فلقد سمعتُ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما طلعت الشمس
علی رجل خیر من عمر و آخرج ابوبکر
ابن ابی شیبۃ عن زید بن الحارث ان ابا بکر حین حضرہ الموت ارسل الی عمر یستخلفہ فقال الناس تستخلف علینا فظًّا غلیظا ولو قد ولینا کان افظ واغلظ
فماذا تقول لربک اذا لقیتہ وقد استخلفت علینا عمر قال ابوبکر ابربی تخوفوننی اقول اللہم استخلفت علیہم خیر خلقک الحدیث و آخرج ابوبکر بن ابی شیبۃ عن محمد عن رجل من بنی زریق فی حکایۃ

یقین ہوتا ہی اور کبھی خاموشی اختیار کرتے ہین اور تدبیر غیب کے منتظر رہتے ہین کہ (دیکھین) لطف الٰہی کس قالب مین روح کو پھونکتا ہی (یعنی کس طریقہ سے اس بشارت کو پورا کرتا ہی) حضرت صدیق نے (اسی اصل کے موافق توقف کی راہ اختیار کی تاکہ شرکت نفس سے دور رہے یا اور کسی وجہ سے جو شامل سکے ہو۔

حضرت صدیق کا اپنی خلافت کو سوابق اسلامیہ سے ثابت کرنا۔ ترمذی نے حضرت ابوسعید خدری سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے حضرت ابوبکر نے فرمایا کیا مین خلافت کا سب سے زیادہ مستحق نہین ہون کیا مین سب سے پہلے اسلام نہین لایا کیا مین نے فلان کام نہین کیا مین نے فلان کام نہین کیا (حضرت صدیق کا بیعت عامہ ہوجانے کے بعد (اپنی) بیعت مین توقف کرنے سے (لوگون کو) روکنا یہ کہکر کہ مسلمانون کی قوت پراگندہ ہوجائیگی) حاکم نے حضرت ابوسعید سے ایک طویل قصہ مین روایت کی ہی کہ جب حضرت ابوبکر منبر پر رونق افروز ہوئے تو لوگون کو دیکھا علی کو اُنہین نہ پایا پوچھا کہ وہ کہان ہین پس کچھ لوگ انصار مین سے اُٹھے اور حضرت علی کو لے آئے حضرت ابوبکر نے فرمایا اے ابن عم و داماد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کیا تم یہ چاہتے ہو کہ مسلمانون کی قوت پراگندہ کردو حضرت علی نے عرض کیا کہ اے خلیفہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سرزنش نہ کیجیے (مجھے ایک عذر تھا) بعد اسکے حضرت علی نے اُنسے بیعت کرلی پھر حضرت صدیق نے زبیر بن عوام کو نہ دیکھا تو پوچھا کہ وہ کہان ہین یہانتک کہ کچھ لوگ انکو لے آئے حضرت صدیق نے (انسے) فرمایا کہ اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی کے بیٹے اور آپکے حواری کیا تم یہ چاہتے ہو کہ مسلمانون کی قوت پراگندہ کردو انھون نے بھی حضرت علی کی طرح عرض کیا کہ اے خلیفہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سرزنش نہ کیجیے الغرض دونون نے حضرت صدیق سے بیعت کرلی (حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا حضرت فاروق کی خلافت کو انکی فضیلت سے ثابت کرنا) ترمذی نے حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے حضرت عمر نے حضرت ابوبکر سے (ایک مرتبہ) کہا کہ آپ بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بہتر ہین حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ اگر تمنے یہ کہا تو (سنو) بیشک مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ آفتاب نے طلوع نہین کیا کسی ایسے شخص پر جو بہتر ہو عمر سے اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے زید بن حارث سے روایت کی ہی کہ جب ابوبکر صدیق کی وفات کا وقت قریب آیا تو انھون نے حضرت عمر کو بلوا بھیجا تاکہ انکو خلیفہ بنائین لوگون نے عرض کیا کیا آپ ہمپر ایسے شخص کو خلیفہ بناتے ہین جو (اب بھی) تند خو اور درشت گو ہی اور جب وہ ہمپر حاکم بنیگا تو اور زیادہ تند خو اور درشت گو ہوجائیگا پس اگر آپ نے حضرت عمر کو ہمپر خلیفہ بنادیا تو جب آپ اپنے پروردگار سے ملینگے اسکا کیا جواب دینگے حضرت ابوبکر نے فرمایا کیا تم مجھے میرے پروردگار کا خوف دلاتے ہو (اچھا سنو) مین یہ جواب دونگا کہ یا اللہ مین نے انپر اُس شخص کو خلیفہ بنایا جو سب مین بہتر ہی الی آخرہ اور ابوبکر ابن ابی شیبہ نے محمد سے اُنھون نے قبیلۂ بنی زریق کے ایک شخص سے ایک طویل قصہ کے ذیل مین روایت کی ہے

قال ابو بکر لعمر انت اقوی منی فقال عمر انت افضل منی ناظر منصف درین آثار مضطر میشود در انکہ این اوصاف داخل نیست در اثبات خلافت خاصہ کہ در طبقۂ اولی بود والا ذکر این کلمات در بحث اثبات خلافت خارج از قانون مخاطبات باشد

من مسند عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

اما شروط خلافت فقد اخرج ابو یوسف عن ابی الملیح بن اسامۃ الھذلی قال خطب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فقال ایھا الرعاء ان لنا علیکم حق النصیحۃ بالغیب والمعونۃ علی الخیر ایھا الرعاء انہ لیس من حلم احب الی اللہ ولا اعم نفعا من حلم امام ورفقہ ولیس من جھل ابغض الی اللہ واعم ضررا من جھل امام وخرقہ وانہ من یاخذ بالعافیۃ فیما بین ظھرانیہ یعطی العافیۃ من فوقہ واخرج ابو یوسف عن عثمان بن عطاء الکلاعی عن ابیہ قال خطب عمر الناس فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال اما بعد فانی اوصیکم بتقوی اللہ الذی یبقی ویھلک من سواہ الذی بطاعتہ ینفع اولیاءہ وبمعصیتہ یضر اعداءہ فانہ لیس لھالک ھلک معذرۃ فی تعمد ضلالۃ حسبھا ھدی ولا فی ترک حق حسبہ ضلالۃ وان احق ما تعاھد الراعی من رعیتہ ان تعاھدھم بالذی للہ علیھم فی وظائف دینھم الذی ھداھم اللہ لہ وانما علینا ان نامرکم بما امرکم اللہ بہ من طاعتہ وان ننھاکم عما نھاکم اللہ عنہ من معصیتہ وان نقیم امر اللہ فی قریب الناس وبعیدھم ولا نبالی علی من قال الحق الا وان اللہ فرض الصلوۃ وجعل لھا شروطا فمن شروطھا الوضوء والخشوع والرکوع والسجود واعلموا ایھا الناس ان الطمع فقر وان الیاس غنی وفی العزلۃ راحۃ من خلطاء السوء واعلموا انہ من لم یرض عن اللہ فیما کرہ من قضائہ لم یؤد الیہ فیما یحب من شکر

کہ حضرت ابو بکر نے حضرت عمر سے فرمایا کہ تم مجھسے زیادہ قوی ہو حضرت عمر نے عرض کیا کہ (قوت دوسری چیز ہی مگر) آپ مجھسے افضل ہین {با انصاف ناظرین ان آثار کو دیکھکر اس (نتیجہ کے نکالنے) مین مجبور ہو جاتے ہین کہ ان اوصاف کو اُس خلافت خاصہ کے اثبات مین جو (اس امت کے) طبقۂ اُولی مین تھی کچھ دخل ہو ورنہ ان باتون کو خلافت ثابت کرنے کے موقع مین ذکر کرنا قاعدۂ گفتگو کے خلاف ہوگا}

مُسند عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ (۲۷۔ روایت)

شرائط خلافت (کے متعلق یہ روایات ہین) (امام) ابو یوسف نے ابو المُلیح بن اُسامہ ہُذلی سے روایت کی ہو کہ وہ کہتے تھے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے (ایک روز) خطبہ پڑھا جسمین اُنھون نے بیان کیا کہ ای سرداران قوم تحقیق ہمارا حق تمپر یہ ہو کہ بیٹھہ پیچھے ہماری خیر خواہی کرو اور نیک کام مین ہماری مدد کرو ای سرداران قوم خوب سمجھلو کہ اللہ کے نزدیک امام (یعنی خلیفۂ وقت) کے عالم اور اُسکے خوش خلق ہونے سے زیادہ کوئی چیز محبوب و نافع تر نہین ہی اور امام کے جاہل اور بے وقوف ہونے سے زیادہ کوئی چیز اللہ کے نزدیک ناپسندیدہ اور ضرر رسان نہین ہی اور جو شخص اپنے آپس مین عافیت کو اختیار کرتا ہی اوسکو (آسمان کے) اوپر سے عافیت عطا ہوتی ہی اور (امام) ابو یوسف نے عثمان بن عطا کلاعی سے اُنھون نے اپنے والد سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے حضرت عمر بن خطاب نے (ایک روز) لوگون کے سامنے خطبہ پڑھا جسمین اللہ کی حمد و ثنا کے بعد بیان کیا کہ (ای لوگو) مین تمھین نصیحت کرتا ہون اللہ سے ڈرنے کی جو ہمیشہ باقی رہیگا اور اسکے سوا سب فنا ہو جائینگے جو اپنی طاعت کے وسیلہ سے اپنے دوستون کو نفع پہونچاتا ہی اور اپنی نافرمانی کے سبب سے اپنے دشمنون کو ضرر پہونچاتا ہی (سنو) جو شخص تباہ کار ہو جائے اُسکا کوئی عذر (مسموع) نہوگا اس ضلالت کے ارتکاب مین جسکو اسنے (اپنی کج فہمی سے) ہدایت سمجھا نہ اس امر حق کے ترک کر دینے مین (وہ معذور سمجھا جائیگا) جسکو اُسنے (اپنی جہالت سے) ضلالت سمجھا (سنو) حاکم اپنی رعیت کی خبرگیری جن امور مین کرے ان سب مین خبرگیری کے زیادہ حقدار وہ امور ہین جو اللہ نے اُنپر فرض کیے ہین یعنی اُن کے دینی فرائض کے متعلق جنکی ہدایت اللہ نے اُنکو کی ہی اور ہمپر فرض ہی کہ ہم تمکو اس چیز کا حکم دین جسکا حکم اللہ نے تمکو دیا ہی یعنی اُسکی عبادت کا اور تمکو منع کرین اُس چیز سے جس سے اللہ نے تمھین منع کیا ہی یعنی اسکی نافرمانی سے اور یہ کہ اللہ کا حکم قریب و بعید سب پر یکسان جاری کرین اور یہ کہ ہم کچھ گرفت نکرین اُس شخص پر جو حق بات کہے (مسلمانو) خبردار ہو کہ اللہ تعالی نے (تمپر) نماز فرض کی ہی اور اسکے لیے کچھ شرطین مقرر کی ہین۔ منجملہ اُسکی شرائط کے وضو اور خشوع اور رکوع اور سجود ہین۔ ای لوگو (خوب) سمجھ لو کہ (غیر اللہ سے) طمع رکھنا فقر (کا سبب) ہی اور (غیر اللہ سے) ناامید ہو جانا غنا (کا سبب) ہی اور عزلت مین بُرے ہمنشینون سے نجات ملتی ہی اور (یہ بھی) جان لو کہ جو شخص کسی حکم الٰہی سے جو اُسکی طبیعت کے خلاف ہو راضی نہوا تو وہ اُن امور مین جو اسکی طبیعت کے موافق ہون خدا کا حق شکر بھی

واعلموا ان لله تعالیٰ عبادًا يُمِيتُون الباطل بهجره و يحيون الحقّ بذكره رغبوا ورهبوا فرهبوا ان خافوا فلم يا منوا فابصروا من اليقين
مالم يعاينوا فخلصوا بما لم يُزايلوا
اخلصهم الخوفُ فهجروا ما ينقطع
عنهم الحيوةُ عليهم نقمةٌ والموتُ لهم
كرامةٌ وآخرج ابو يوسف عن الزهري
قال جاء رجل الى عمر بن الخطاب رضي الله
عنه فقال يا امير المؤمنين لا اُبالي
في الله لومة لائم او اُقبِل على نفسي
فقال اما من تولّى من امر المسلمين
شيئا فلا يخاف في الله لومة لائم
ومن كان خِلوًا من ذٰلك فليُقبِل
على نفسه ولينصح لوليّ امره
وآخرج ابو يوسف عن سعيد بن
ابي بُردة قال كتب عمر بن الخطاب الى
ابي موسى اما بعد فان اسعد
الرُّعاة عند الله من سعدت به
رعيتُه وان اشقى الرعاة عند الله
من شقيت به رعيته واياك ان
ترتع فترتع عُمّالك فيكون
مثلك عند الله مثل البهيمة نظرت
الى خُضرة من الارض فرتعت فيها
تبتغي بذلك السِمَن وانما حتفُها
في سِمَنِها والسّلام وآخرج ابو يوسف
عن رجل عن عمر قال لا يقيم امر الله
الا رجلٌ لا يُضارع ولا يصانع ولا يتّبع
المطامع ولا يقيم امر الله الا رجلٌ
لا ينتقص غربه ولا يكظم في الحق
على حزبه وقال ابو يوسف حدثني
محمد بن اسحٰق قال وحدثني من سمع
طلحة بن معدان اليعمري قال خطبنا
عمر بن الخطاب رضي الله عنه فحمد الله و
اثنىٰ عليه ثم صلى على النبي صلى الله عليه وسلم و ذكرا بابكر الصديق فاستغفر له ثم قال ايها الناس انه لم يبلغ ذو حق
في حقه ان يطاع في معصية الله واني

ادا نہیں کرسکتا اور (یہ بھی) جان لو کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے (ہر زمانہ میں ایسے ہوتے) ہیں کہ جو باطل کو ترک کرکے بالکل مٹا دیتے ہیں اور حق کو ذکر کرکے اُسے رواج دیتے ہیں امید اور خوف کی حالت میں رہتے ہیں (اسکے عذاب) سے خوف نہیں ہو جاتے (اب سوقت انکا یہ حال ہوتا ہی کہ) وہ (چشم بصیرت سے دیکھکر ایسا کامل) یقین حاصل کرلیتے ہیں کہ جو سر کی آنکھوں کے دیکھنے سے نہ حاصل ہوا اب وہ ایسے مقام تک پہونچگئے جہاں سے ہٹ نہیں سکتے۔ انکو خوف (الٰہی) نے خالص کردیا لہذا جو چیز منقطع ہونیوالی ہی اُسے اُنھوں نے چھوڑ دیا (اُنکا یہ حال ہی کہ) زندگی اُنپر وبال ہی اور موت اُنکے حق میں کرامت (کا سبب) ہی اور (امام) ابو یوسف نے زہری سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا اُسنے آپ سے پوچھا کہ یا امیر المومنین آیا میں (امر) بالمعروف اور نہی عن المنکر کیا کروں اور کسی ملامت کرنیوالے کی ملامت سے نہ ڈروں یا صرف اپنے ہی نفس کی اصلاح کی طرف متوجہ رہوں۔ آپنے فرمایا کہ جو مسلمانوں کے کام میں کچھ بھی اختیار رکھتا ہو تو اُسے اللہ (کے دین) کے متعلق حق بات کہنے میں کسی کی ملامت سے نہ ڈرنا چاہیے اور جو شخص (مسلمانوں کے کام اور اُنکی حکومت سے) بالکل بے تعلق ہو تو اُسے لازم ہی کہ بس اپنے نفس (کی اصلاح) کیطرف متوجہ ہو اور اپنے حاکم کی خیر خواہی کرتا رہے اور (امام) ابو یوسف نے سعید بن بردہ سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری کو (اس مضمون کا فرمان) لکھا کہ خدا کے نزدیک سرداروں میں بڑا نیکبخت سردار وہ ہی کہ جس سے اسکی رعیت آرام پائے اور سرداروں میں بڑا بدبخت وہ ہی جس سے اسکی رعیت تکلیف اُٹھائے تم اس سے بچے رہنا کہ (فراغت) اور خوش عیشی کے ساتھ کھانے پینے میں مشغول ہو جاؤ اور تمھیں دیکھکر تمھارے (ماتحت) عامل بھی تمھاری طرح عیش میں مصروف ہو جائیں اگر (تم نے ایسا کیا تو) خدا کے نزدیک تمھاری وہی مثل ہوگی کہ ایک جانور (مثل بکری وغیرہ کے) کسی زمین کی سبزی اور شادابی کو دیکھکر اُسمیں چرنے لگا اُسکا مقصود (اس چرائی سے) اپنے کو فربہ کرنا تھا مگر اسکا فربہ ہونا ہی اُسکی ہلاکت کا باعث ہی) کیونکہ جب فربہ ہوگا لوگ اُسے ذبح کرکے کھالینگے) والسلام اور (امام) ابو یوسف بواسطہ ایک شخص کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اللہ کے حکم کو وہی شخص قائم کرسکتا ہی جو نہ مضارعت کرے اور نہ مصانعت کرے اور نہ طمع کے درپے ہو اور اللہ کے حکم کو وہی شخص قائم کرسکتا ہے جسکی ہمت پست نہوتی ہو اور امر حق میں اپنی جماعت کے لوگوں کی رعایت نکرے۔ اور (امام) ابو یوسف فرماتے ہیں کہ مجھسے محمد بن اسحاق نے بیان کیا وہ کہتے تھے مجھسے اُس شخص نے بیان کیا کہ جس نے طلحہ بن معدان یعمری سے سنا تھا وہ کہتے تھے کہ ہم لوگوں کے سامنے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا تو (پہلے) اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا بعدہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ذکر کرکے اُنکے لیے بھی دعائے مغفرت کی پھر فرمایا کہ اے لوگو کسی حقدار کا حق اس درجہ تک نہیں ہو سکتا کہ اللہ کی نافرمانی میں بھی اُسکی اطاعت کیجائے اور میں

لما جد فی هذ المال مصلحۃ الا خلالا ثلثا ان یوخذ بالحق و یعطی بالحق یمنع من الباطل وانما انا و مالکم کوالی الیتیم ان استغنیت عنه استعففت وان افتقرت اکلت بالمعروف ولست ادع احد ا یظلم احدا ولا یعتدی علیه حتی اضع خدہ علی الارض واضع قدمی علی الخد الآخر حتی یذعن بالحق ولکم علی ایها الناس خصال اذکرها لکم فخذونی بها لکم علی ان لا اجتبی شیئا من خراجکم ولا ما افاء اللہ علیکم الا من وجهه ولکم علی اذا وقع فی یدی الا یخرج منی الا فی حقه ولکم علی ان ازید اعطیاتکم وارزاقکم ان شاء اللہ وحدہ واسد لکم ثغورکم ولکم علی ان لا القیکم فی المهالک ولا اجمرکم فی ثغورکم وقد اقترب منکم زمان قلیل الامناء کثیر القراء قلیل الفقهاء کثیر الامراء یعمل فیه اقوام للآخرۃ یطلبون به دنیا عریضۃ تاکل دین صاحبها کما تاکل النار الحطب الا فمن ادرک ذلک منکم فلیتق اللہ ربه ولیصبر یا ایها الناس ان اللہ عظم حقه فوق حق خلقه فقال فیما عظم حقه وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلَائِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ أَرْبَابًا أَيَأْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ الا وانی لم ابعثکم امراء ولا جبارین ولکن بعثتکم ائمۃ الهدی یهتدی بکم فادروا علی المسلمین حقوقهم ولا تضربوهم فتذلوهم ولا تحمدوهم فتفتنوهم ولا تغلقوا الابواب دونهم فیاکل قویهم ضعیفهم ولا تستاثروا علیهم فتظلموهم ولا تجهلوا علیهم وقاتلوا بهم الکفار طاقتهم فاذا رایتم بهم کلالۃ فکفوا عن ذلک فان ذلک ابلغ فی جهاد عدوکم ایها الناس انی اشهدکم علی امراء الامصار انی لم ابعثهم الا لیفقهوا الناس فی دینهم

اس (بیت المال کے) مال میں تین باتیں مناسب سمجھتا ہوں کہ حق کے موافق لیا جائے اور حق کے ساتھ خرچ کیا جائے اور ناحق خرچ سے محفوظ رکھا جائے اور میرے لیے تمہارا مال ایسا ہی جیسا ولی یتیم (کے لیے یتیم کا مال) اگر میں (اس مال سے) بے نیاز ہونگا تو (اس سے) بالکل علحدہ رہونگا اور اگر میں (تمہارے مال کا) محتاج ہونگا تو حسب دستور (بقدر ضرورت) سے میں لیکر کھاؤنگا اور میں کسی کو کسی پر ظلم و تعدی نہ کرنے دونگا اگر کوئی ایسا کرے تو میں اُسکے ایک رخسارے کو زمین پر رکھکر دوسرے رخسارہ پر اپنا پیر رکھونگا یہانتک کہ وہ حق کو مان لے (اور اپنے ظلم و تعدی سے باز آئے) اور اے لوگو میرے ذمہ تمہارے چند حقوق ہیں وہ حقوق تمسے ذکر کرتا ہوں تمکو لازم ہی کہ اُن حقوق کے متعلق مجھسے مواخذہ کرو (منجملہ انکے) تمہارا حق میرے ذمہ یہ ہی کہ میں نہ تمہارے خراج کے مال سے کچھ اپنے واسطے لوں اور نہ غنیمت کے مال سے جو اللہ نے تمکو دیا ہی کچھ لوں مگر اسی طور سے کہ جسکا مستحق ہوں اور (منجملہ انکے) میرے ذمہ یہ (بھی واجب) ہی کہ تمہارے عطایا اور وظائف (مقررہ) پر اضافہ کردوں اگر اللہ نے چاہا اور تمہارے (امن کے) لیے تمہارے دشمنوں کے سرحدوں کی حفاظت کروں اور (منجملہ انکے) تمہارے لیے مجھے یہ لازم ہی کہ تمھیں ہلاکت میں نہ ڈالوں اور نہ تمھیں ہمیشہ کے لیے دشمن کے مقابلہ پر تعین رکھوں اور اب تمسے ایسا زمانہ قریب ہو گیا ہی کہ جسمیں امانت دار کم ہونگے۔ قرآن کے پڑھنے والوں کی کثرت ہوگی (مگر) سمجھدار لوگ کم ہوجائینگے (اور ایسے لوگ زیادہ ہونگے کہ) انکی آرزوئیں بکثرت ہونگی اس زمانہ میں بعضے لوگ آخرت کے لیے عمل کرینگے (مگر) اپنے عمل سے دنیا کی وسعت و فراخی (رزق) طلب کرینگے (اور دنیا حاصل ہوگی مگر) جسکے پاس ہوگی اسکے دین کو اسطرح کھائیگی کہ جسطرح آگ (خشک) ایندھن کو کھا لیتی ہی۔ (اے لوگو) ہوشیار رہنا جو کوئی تم میں ایسا زمانہ پائے تو اُسے چاہیے کہ اپنے پروردگار سے ڈرتا رہے اور (دنیا کی تکلیفوں پر) صبر کرے اے لوگو اللہ کا حق اسکی مخلوق کے حق سے بالاتر ہی چنانچہ اُسنے اپنے بڑے حقوق کو یوں ارشاد فرمایا ہی (وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلَائِكَةَ الآیہ) (ترجمہ اور نہیں حکم کرتا تمکو (خدا کا کوئی رسول) یہ کہ بناؤ تم فرشتوں اور پیغمبروں کو (اپنے) پروردگار کیا تمکو کفر کرنیکا حکم کریگا بعد اسکے کہ تم مسلمان ہوچکے) (اے سرداران قوم) ہوشیار رہو کہ میں نے تمھیں (مسلمانوں پر سردار کرکے) اسلیے نہیں بھیجا کہ تم انپر حکومت کرو اور انپر جبر و تعدی کرو بلکہ تمھیں امام ہدایت کرنیوالا بناکر بھیجا ہی تاکہ مسلمان تمہارے سبب سے ہدایت پائیں لہذا (تمکو لازم ہی کہ) مسلمانوں کے حقوق انکو دیتے رہو اور انھیں ذلیل کرنے کے لیے نہ مارو اور نہ انھیں مبتلائے مصیبت کرنیکے لیے دشمن کی سرحد پر روک رکھو اور انکے لیے دروازے بند نہ کرو ورنہ جو قوی ہیں وہ ضعیف کو پامال کرکے انکے مال) کھا جائینگے اور نہ انپر اپنے کو ترجیح دو ورنہ اس صورت میں تم انپر ظلم کروگے اور انکے ساتھ جہالت سے پیش نہ آؤ اور انکو لیکر انکی طاقت کے موافق کفار سے لڑو اور جب تم انمیں ماندگی اور خستگی دیکھو تو انکو دشمن کے مقابلہ سے باز رکھو (اور انکو سستا لینے دو تاکہ انکی قوت عود کرے) کیونکہ یہ (ترکیب) تمہارے دشمن سے جہاد کرنے (اور اسکے پست کردینے) میں کارگر ہوگی۔ اے لوگو میں تمھیں سرداران ملک پر گواہ بناتا ہوں کہ میں نے انھیں (تمپر) اسلیے (سردار بناکر) بھیجا ہی کہ وہ لوگوں کو انکے دین کی باتیں بتلائیں

ولا تمشوا علیہم فیکفّروہم ویحکموا بینہم فان اشکل شیٔ رفعوہ الیّ قال وکان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ یقول لا یصلح ھذا

الامر الا بشدۃ فی غیر تجبّر ولین فی غیر وھن واخرج ابو یعلی عن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا اخبرکم بخیار ائمتکم من شرارھم الذین تحبونھم ویحبونکم ویدعون لکم وتدعون لھم وشرار ائمتکم الذین تبغضونھم ویبغضونکم وتلعنونھم ویلعنونکم واخرج مسلم وابو یعلی وغیرھما ان عمر بن الخطاب خطب یوم جمعۃ فذکر نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وذکر ابابکر فقال انی رأیت کان دیکا نقرنی نقرۃ او نقرتین وانی لا اراہ الا لحضور اجلی وان اقواما یامروننی ان استخلف وان اللہ لم یکن لیضیع دینہ ولا خلافتہ ولا الذی بعث بہ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم وانی قد علمت ان اقواما سیطعنون فی ھذا الامر انا ضربتھم بیدی ھذہ علی الاسلام فان فعلوا فاولئک اعداء اللہ الکفار الضلال فان عجل بی امر فالخلافۃ شوری بین ھؤلاء النفر الذین توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو عنھم راض الحدیث قولہ وان اللہ لم یکن لیضیع دینہ ھذا ایماء الی الخلافۃ الخاصۃ فقط ولا نقض ایام الخلافۃ العامۃ فقال قد اقترب زمان قلیل الامناء الخ قولہ ان اقواما سیطعنون فی ھذا الامر ھذا فیما انہ اشارۃ الی اتصال الخلافۃ الخاصۃ الی

الذین یتصل فاما من لیس من المھاجرین الاولین وقولہ اولئک اعداء اللہ الکفار الضلال تھدید وتخویف فلم یرد حقیقۃ الکفر واللہ اعلم واخرج البخاری وابو یعلی وغیرھما عن عبد الرحمن بن ابی لیلی قال خرجت مع عمر بن الخطاب الی مکۃ فاستقبلنا امیر مکۃ نافع بن علقمۃ فقال لہ یا نافع من استخلفت علی مکۃ

اور اُنپر انکے غنیمت کے مال تقسیم کرین اور اُن (کے مقدمات) کا فیصلہ کرتے رہین اور کسی امر مین انکو دشواری واقع ہو تو اُسے مجھ تک پہونچائین (مین اسکا فیصلہ کردونگا) راوی کا بیان ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ امر (خلافت) درست نہوگا مگر ایسی شدت (اور درشتی) کے ساتھ جو بغیر جبر (اور ظلم) کے ہو اور ایسی نرمی کے ساتھ جو بغیر ضعف کے ہو۔ اور (ابو یعلی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (اے لوگو) کیا مین تمھین نہ بتادون کہ تمھارے بُرے سردار کون ہین اور اچھے سردار کون ہین (سنو اچھے سردار تو وہ ہین کہ) جنکو تم دوست رکھتے ہو اور تمکو وہ دوست رکھتے ہون اور تم انکے لیے (اچھی) دعا کرتے ہو اور وہ تمھارے لیے دعا کرتے ہون اور تمھارے بُرے سردار وہ ہین کہ جن سے تم بغض رکھتے ہو اور وہ تم سے بغض رکھتے ہون اور تم انپر لعنت (اور بد دعا) کرتے ہو اور وہ تمپر لعنت کیا کرتے ہون اور (امام) مسلم اور ابو یعلے روایت کرتے ہین کہ حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے (ایک مرتبہ) جمعہ کے دن خطبہ پڑھا (اسمین) نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ذکر کیا پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ذکر کرکے فرمایا کہ مین نے (خواب مین) دیکھا کہ ایک مرغ نے مجھے ایک یا دو چونچین مارین جسکی تعبیر مین یہی سمجھتا ہون کہ میری موت کا زمانہ قریب آگیا ہے اور بعضے لوگ مجھے رای دیتے ہین کہ مین (کسیکو اپنی جگہ پر) خلیفہ بناؤن (اور مین اسکی ضرورت نہین سمجھتا کیونکہ) اللہ اپنے دین کو ضایع نکریگا اور نہ اس (خلافت) کو برباد کریگا اور نہ اس (روشن طریقہ اسلام) کو جسکے ساتھ اُسنے اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا ہے اور مین یہ بھی یقینا جانتا ہون کہ بعضے لوگ اس کام (یعنی خلافت خاصہ) پر طعن کرینگے مگر وہ لوگ قابل اعتبار نہین ہین مین نے اپنے ہاتھون سے انھین اسلام پر (قائم رہنے کے لیے) مارا ہے پس اگر وہ لوگ طعن کرینگے تو وہ خدا کے دشمن کافر سخت گمراہ ہونگے اگر میرے ساتھ امر (الہی) نے عجلت کی (اور مین مرگیا) تو خلافت انھین لوگون مین سے کسی کو باہمی مشورہ سے ملنا چاہیے جنسے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم بوقت وفات خوش گئے تا آخر حدیث (حضرت عمر کا یہ فرمانا کہ اللہ تعالی اپنے دین کو ضائع نکریگا میرے نزدیک اسمین صرف خلافت خاصہ کی طرف اشارہ ہے (یعنی خلافت خاصہ کے زمانہ مین امور دینیہ کے اجرا مین کسی طرح کا نقص آنے پائیگا) ورنہ خلافت عامہ کے متعلق تو خود حضرت عمر نے فرمادیا ہے کہ وہ زمانہ قریب آگیا ہے جسمین امانت دار کم ہونگے الی آخرہ اور حضرت عمر کا یہ فرمانا کہ لوگ اس کام مین طعن کرینگے میرے نزدیک اسمین خلافت خاصہ کے خلفاء ہی کی طرف منتقل ہو جانیکا اشارہ ہے اور یہ کہ اس (خلافت خاصہ) کے لیے ایسے لوگ منتخب ہونگے جو مہاجرین اولین سے نہونگے اور آپ کا یہ فرمانا کہ یہ لوگ خدا کے دشمن اور سخت گمراہ ہین صرف (بطور) تہدید و تخویف (کے) ہے اس کلام سے حقیقت کفر آپکی مراد نہ تھی واللہ اعلم) اور (امام) بخاری اور ابو یعلی وغیرہما عبد الرحمن بن ابی لیلی سے روایت کرتے ہین وہ کہتے تھے کہ مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مکہ کی طرف روانہ ہوا (حضرت عمر کے آمد کی خبر سنکر) امیر مکہ نافع بن علقمہ استقبال کے لیے آئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (اُنسے) فرمایا کہ اے نافع تم بجای اپنے اہل مکہ پر کسے حاکم کرکے آئے ہو

قال استخلفت علیہا عبد الرحمن بن ابزی قال عمدت الی رجل من الموالی فاستخلفتہ علی من بہا من قریش واصحاب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال نعم وجدتہ
اقرأھم بکتاب اللہ ومکۃ ارض
محتضرۃ فاحببت ان یسمعوا کتاب
اللہ من رجل حسن القراءۃ قال
نعم ما رایت ان اللہ یرفع بالقرآن
اقواما ویضع بالقرآن اقواما وان
عبد الرحمن بن ابزی ممن رفعہ اللہ
بالقرآن وفی روایۃ فغضب عمر
حتی قام فی الغرز فقال استخلفت
علی آل اللہ عبد الرحمن بن ابزی
قال انی وجدتہ اقرأھم لکتاب اللہ
وافقہھم فی دین اللہ فتواضع لہا
عمر حتی اطمئن علی رحلہ فقال
لئن قلت ذاک لقد سمعت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان اللہ
سیرفع بہذا الدین اقواما ویضع
بہ آخرین اما فضلیت صدیق
رضی اللہ عنہ پس از قول عمر بن الخطاب
رضی اللہ عنہ متواترست فمن حدیث
عائشۃ اخرج البخاری عن عائشۃ
رضی اللہ عنہا فی قصۃ الاتفاق
علی ابی بکر ثم تکلم ابوبکر فتکلم
ابلغ الناس فقال فی کلامہ نحن
الامراء وانتم الوزراء فقال حباب
بن المنذر لا واللہ لا نفعل منا امیر
ومنکم امیر فقال ابوبکر لا ولکنا
الامراء وانتم الوزراء ھم اوسط
العرب دارا واعربھم احسابا
فبایعوا عمر او ابا عبیدۃ بن الجراح
فقال عمر بل نبایعک انت فانت سیدنا
وخیرنا واحبنا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخذ عمر بیدہ فبایعہ وبایعہ الناس واخرج الحاکم عن ہشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ عن عمر

اُنھون نے جواب دیا کہ عبد الرحمن بن ابزی کو آپ نے (براہ عتاب) فرمایا کہ تم نے ایک شخص کو غلامون مین سے (وہ رتبہ پاکر اُنھیں) اہل مکہ پر جنمین قریش اور اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہین حاکم کردیا نافع نے جواب دیا ہان (بیشک مین نے اُنکو خلیفہ کردیا ہی مگر) مین نے اُنکو دیگر اشخاص کی بہ نسبت کتاب اللہ کا اچھا قاری پایا اور مکہ ایسی جگہہ ہی کہ وہان لوگ آتے رہتے ہین لہذا مین نے یہ مناسب سمجھا کہ آنیوالے لوگ ایک ایسے شخص سے جو (قرآن کا) پڑھنا اچھی طرح جانتا ہو کتاب الٰہی کو سنین (اور اُسکے برکات سے فائدہ مند ہون یہ سُنکر) حضرت عمر نے فرمایا کہ تمھاری رای صحیح ہی بیشک اللہ کچھ لوگون کو قرآن کے ذریعہ سے بلند (مرتبہ) کرتا ہی اور کچھ لوگون کو اسی کی (تعظیم نکرنے کی شامت کے) سبب سے پست اور ذلیل کرتا ہی اور عبد الرحمن بن ابزی اُن لوگون مین ہین کہ جنکو اللہ نے قرآن کی بدولت بلند (مرتبہ) کیا ہی اور ایک روایت مین ہی کہ (جب حضرت عمر نے نافع کو انکی دار الحکومت سے باہر دیکھا تو) آپ اُنپر ایسے غصہ ہوے کہ مارے غصہ کے (اونٹ کی) رکابون پر کھڑے ہوگئے اور (بکمال غضب) فرمایا کہ (ای نافع) کیا تمنے اہل (بیت) اللہ پر عبد الرحمن ابن ابزی کو خلیفہ بنادیا اور خود یہان چلے آئے) اُنھون نے جواب دیا (بیشک مین نے ایسا کیا ہی مگر) مینے اُنھین کتاب اللہ کا اچھا پڑھنے والا اور اللہ کے دین مین خوب سمجھدار پایا (لہذا انھین خلیفہ کردیا) اس (کلمہ کے سننے) سے حضرت عمر نرم ہوے یہانتک کہ اپنی سواری پر اطمینان کے ساتھ بیٹھ گئے پھر فرمایا کہ تمنے ایسا کیا ہی تو (سنو) مین نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی کہ فرماتے تھے اللہ تعالی اس دین کے ذریعہ سے بعضونکو بلند کریگا اور بعضون کو اسی کے ذریعہ سے پست کردیگا۔ (حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول سے بتواتر ثابت ہی ازانجملہ بروایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) بخاری نے حضرت ابوبکر (کی بیعت) پر اتفاق ہونیکے قصہ مین حضرت عائشہ سے روایت کی ہی (کہ حضرت عمر نے فرمایا کہ) پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نہایت بلاغت کے ساتھ گفتگو شروع کی اور اُنھون نے اپنے کلام مین یہ بھی فرمایا کہ ہم لوگ (یعنی اہل قریش) سردار ہین اور تم لوگ ہمارے وزیر ہو اس (فقرے) پر حباب بن منذر نے کہا کہ قسم خدا کی ہم ایسا نکرینگے (بلکہ) ہم مین سے ایک سردار ہو اور تم مین سے ایک سردار ہو حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ نہین (ایسا نہین ہوسکتا) بلکہ ہم لوگ سردار ہین اور تم لوگ (ہمارے) وزیر ہو تم مین سرداری نہوگی کیونکہ) وہ (یعنی اہل قریش) باعتبار خاندان کے سب سے بہتر اور حسب مین معروف ومشہور ہین (لہذا امارت انھین کا حق ہی تم کیسے پاسکتے ہو تمکو مناسب ہی کہ) عمر یا ابو عبیدہ بن جراح سے بیعت کرلو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہین بلکہ ہم (سب) آپکی بیعت کرتے ہین کیونکہ آپ ہمارے سردار ہین اور ہم سب مین بہتر ہین اور ہم سب سے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک آپ زیادہ محبوب ہین یہ فرماکر پھر حضرت عمر نے حضرت ابوبکر سے بیعت کرلی اور (انکے بعد) سب نے بیعت کرلی اور حاکم نے ہشام بن عروہ سے اُنھون نے اپنے والد سے اُنھون نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اُنھون نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی

قال كان ابوبكر سيدنا وخيرنا واحبّنا الى رسول الله صلى الله عليه وسلم ومن حديث ابن عباس اخرج البخاري عن ابن عباس قول عمر رضي الله عنه في قصة الاتفاق على ابي بكر ثم انه بلغني ان قائلا منكم يقول والله لو مات عمر بايعتُ فلانا فلا يغترّنّ امرأ ان يقول انما كانت بيعة ابي بكر فلتة وتمّت الا وانها قد كانت كذلك ولكن الله وقى شرّها وليس فيكم من تُقطعُ الاعناقُ اليه مثل ابي بكر وفي هذا الحديث ايضا قال ابوبكر وقد رضيت لكم احد هذين الرجلين فبايعوا ايهما شئتم فاخذ بيدي وبيد ابي عبيدة بن الجراح وهو جالسٌ بيننا فلم اكره مما قال غيرها كان والله ان أُقدَّمَ فتضرب عُنقي لا يقرّبني ذلك من اثم احبّ اليّ من ان اتأمّر على قوم فيهم ابوبكر اللهم الا ان تُسوّل لي نفسي عند الموت شيئا لا اجده الان ومن حديث انس اخرج البخاري عن انس انه سمع خطبة عمر الاخرة حين جلس عمر على المنبر وذلك الغد من يوم تُوفّي النبي صلى الله عليه وسلم فتشهّد وابوبكر صامتٌ لا يتكلم قال كنتُ ارجو ان يعيش رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى يدبُرنا يريد بذلك ان يكون اخرهم فان يك محمد صلى الله عليه وسلم قد مات فان الله قد جعل بين اظهركم نورا تهتدون به هدى الله محمدا صلى الله عليه وسلم وان ابابكر صاحبُ رسول الله صلى الله عليه وسلم وثاني اثنين وانه اولى المسلمين باموركم فقوموا فبايعوه وكانت طائفة منهم قد بايعوه قبل ذلك في سقيفة بني ساعدة وكانت بيعة العامة على المنبر ومن حديث شيبة اخرج البخاري عن ابي وائل قال جلست مع شيبة على الكرسي في الكعبة فقال لقد جلس هذا المجلس عمر فقال لقد هممت ان لا ادع فيها صفراء ولا بيضاء الا قسمته قلت ان صاحبيك

وہ فرماتے تھے کہ ابوبکر ہمارے سردار اور ہم مین سب سے بہتر تھے اور ہم سب مین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک محبوب تھے {اور ازانجملہ بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما} امام بخاری نے بروایت حضرت ابن عباس کے حضرت ابوبکر (کی بیعت) پر اتفاق کرنیکے قصہ مین حضرت عمر کا قول نقل کیا ہی کہ آپنے لوگون کو مخاطب کرکے (اپنے عہد خلافت مین) فرمایا مجھے یہ خبر پہونچی ہی کہ تم مین سے کوئی شخص کہتا ہی کہ خدا کی قسم اگر عمر مرگئے تو مین فلان شخص سے بیعت کرونگا (ای لوگو) تم مین سے کوئی شخص دھوکے مین آکر یہ نہ کہے کہ ابوبکر کی بیعت (ابتدا مین) دفعتہً واقع ہوئی اور (بعد اسکے) کامل ہوگئی (سنو) بیشک ایسا ہی ہوا ہی ولیکن اللہ نے اس قسم کی) بیعت (مین جو شر اور فتنہ ہوتا ہی اُس) کے شر سے (سب کو) محفوظ رکھا اور (ای لوگو) تم مین ابوبکر کے مثل کوئی نہین ہی جسکے آگے (لوگون کی) گردنین جھکین اور اسی حدیث مین ہی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ (ای جماعت مسلمین) مین تمھارے لیے ان دونون آدمیون مین سے ایک کو پسند کرتا ہون ان دونون مین سے جسکے ہاتھ پر چاہو بیعت کرلو پھر حضرت ابوبکر نے میرا اور ابو عبیدہ بن جراح کا ہاتھ پکڑا (اور فرمایا کہ یہ دونون شخص موجود ہین) اور اُسوقت وہ ہمارے درمیان مین بیٹھے ہوے تھے مجھے حضرت ابوبکر کی کوئی بات سوا اس فقرہ کے ناپسند نہین ہوئی خدا کی قسم اگر مین بلا قصور قتل کردیا جاؤن تو میرے نزدیک اس سے اچھا ہی کہ ایسی قوم پر جسمین ابوبکر ہون سردار بنایا جاؤن ـ ہان ٬ اگر (خدانخواستہ) میری موت کے قریب میرا نفس اُس بات کو میری نظر مین اچھا کرکے دکھلائے کہ جسے اسوقت اچھا نہین جانتا (تو یہ دوسری بات ہی) {ازانجملہ بروایت حضرت انس} امام بخاری نے حضرت انس سے روایت کی ہی حضرت انس کہتے تھے کہ مین نے حضرت عمر کا دوسرا خطبہ سُنا جبکہ حضرت عمر منبر پر بیٹھے اور یہ خطبہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات سے دوسرے دن کا ہی سب سے پہلے (حضرت عمر نے) کلمۂ شہادت پڑھا اور حضرت ابوبکر اُسوقت خاموش بیٹھے تھے پھر حضرت عمر نے فرمایا کہ میری آرزو تھی کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کچھ دن اور زندہ رہتے (اور ہم سب آپکے سامنے راہی ملک عدم ہوتے) آپ ہم سب کے بعد (اس عالم سے) تشریف لیجاتے (لیکن ہماری آرزو کے خلاف) اگر محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی (تو بھی دین کا نقصان نہین ہوا کیونکہ) اللہ تعالی نے تمھارے درمیان اُس نور کو باقی رکھا جس سے کہ تم ہدایت پاؤ اللہ نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی اسی نور سے ہدایت دی تھی اور (دوسرا فضل خدا کا یہ ہی کہ) ابوبکر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے یار اور ثانی اثنین ہین (وہ تم مین موجود ہین) اور وہ سب مسلمانون سے زیادہ تمھارے کامون کے حقدار ہین لہذا (ای مسلمانو) اٹھو اور بیعت کرلو (اس سے قبل سقیفۂ بنی ساعدہ مین بہت سے صحابہ آپ سے بیعت کرچکے تھے مگر بیعت عامہ (اُسدن) منبر پر ہوئی ـ ازانجملہ بروایت شیبہ} (امام) بخاری نے ابووائل سے روایت کی ہی وہ کہتے تھے کہ مین شیبہ کیساتھ کعبہ کے اندر کرسی پر بیٹھا تھا تو شیبہ نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی (ایکدفعہ) یہان بیٹھے تھے اور یہ فرمایا تھا کہ مین نے قصد کیا کہ خانہ کعبہ مین سونا چاندی بالکل باقی رکھون ـ اسپر مین نے کہا کہ آپکے صاحبین (یعنی

لم یفعلا قال ھا المرءان اقتدی فی بھما ومن حدیث رجل من بنی زریق فی قصۃ الاتفاق علی ابی بکر اخرج ابو بکر بن ابی شیبۃ قال
عمر فبایعوا ابابکر فقال ابو بکر لعمر
انت اقوی منی فقال عمر انت افضل
منی فقالاھا الثانیۃ فلما کانت
الثالثۃ قال لہ عمر ان قوتی لک مع فضلک
قال فبایعوا ابابکر ومن حدیث
جابر بن عبد اللہ اخرج الترمذی
عن جابر بن عبد اللہ قال قال عمر
لابی بکر یا خیر الناس بعد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابو بکر
اما انک ان قلت ذاک فلقد سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول
ماطلعت الشمس علی رجل خیر
من عمر ومن حدیث علقمۃ بن قیس
وقیس بن مروان اخرج ابو یعلی عن
علقمۃ وقیس بن مروان کلیھما
فی فضائل عبد اللہ بن مسعود عن
عمر قال فغدوت الیہ لابشرہ
فوجدت ابابکر قد سبقنی الیہ فبشرہ
ولا واللہ ماسابقتہ الی خیر قط الا سبقنی
الیہ وفی المشکوۃ عن عمر ذکر عندہ
ابو بکر فبکی وقال وددت ان عملی
کلہ مثل عملہ یوما واحدا من ایامہ
ولیلۃ واحدۃ من لیالیہ اما لیلتہ
فلیلۃ سار مع رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم الی الغار فلما انتھیا
الیہ قال واللہ لاتدخلہ حتی
ادخل قبلک فان کان فیہ شیء
اصابنی دونک فدخل فکسحہ
ووجد فی جانبہ ثقبا فشق ازارہ وسدھا بہ وبقی
منھا اثنان فالقمھا رجلیہ ثم قال لرسول اللہ صلی اللہ

رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق) نے تو ایسا نہیں کیا فرمایا یہی دونون تو ہین جنکی اقتدا کرتا ہون یہ
کہکر حضرت عمر نے ارادہ فسخ کردیا { ازانجملہ قبیلہ بنی زریق کے ایک شخص کی روایت جو حضرت ابو بکر کی بیعت پر اتفاق
کے بارے مین ہی } ابو بکر بن ابی شیبہ نے روایت کی ہی کہ حضرت عمر نے فرمایا کہ (ای لوگو) حضرت ابو بکر سے بیعت کرلو
حضرت ابو بکر نے حضرت عمر سے فرمایا کہ تم مجھسے قوی ہو (لہذا میرے ہاتھ پر نہین بلکہ تمھارے ہاتھ پر بیعت کرنی چاہیے)
حضرت عمر نے فرمایا کہ آپ مجھسے افضل ہین ۔ پھر دوبارہ دونون مین اسی قسم کی گفتگو ہوئی پھر جب تیسری مرتبہ نوبت
آئی تو حضرت عمر نے فرمایا کہ میری قوت آپکی فضیلت کے ساتھ لیجائیگی (یعنی مین آپ کا ہر کام مین شریک اور ہر طرح
آپکا مطیع ہون) راوی کا قول ہی کہ پھر سب نے حضرت ابو بکر سے بیعت کی { ازانجملہ بروایت جابر بن عبد اللہ } ترمذی
نے حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت کی ہی وہ کہتے تھے حضرت عمر نے حضرت ابو بکر سے کہا کہ ای سب سے بہتر بعد
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے حضرت ابو بکر نے فرمایا تم مجھسے یہ کہتے ہو (سنو) مین نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم
سے سنا ہی کہ فرماتے تھے آفتاب نے عمر سے بہتر کسی شخص پر طلوع نہین کیا ۔ { اور ازانجملہ بروایت علقمہ بن قیس و قیس
بن مروان } ابو یعلی نے علقمہ اور قیس بن مروان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود کے فضائل مین حضرت عمر سے روایت
کی ہی کہ حضرت عمر فرماتے تھے مین (ایک روز) علی الصباح ابن مسعود کے پاس انھین بشارت دینے گیا (وہان جاکر)
مین نے ابو بکر کو پایا کہ مجھسے پہلے اُنکے پاس پہونچ گئے تھے اور انھین بشارت دیچکے تھے ۔ قسم خدا کی مین نے جب
کسی نیک کام مین ابو بکر پر سبقت لیجانیکا ارادہ کیا تو (ناکام ہی رہا اور) وہی مجھسے اسمین سبقت لیگئے اور مشکوۃ
مین حضرت عمر سے مروی ہی کہ (ایکمرتبہ) اُنکے سامنے حضرت ابو بکر کا ذکر کیا گیا تو وہ رونے لگے اور فرمایا کہ مین
یہ چاہتا ہون کہ میرے سارے اعمال خیر اُنکے ایک دن اور اُنکی ایک رات کے اعمال کے مثل ہوتے ۔ رات تو وہ جسمین حضرت
ابو بکر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار کو گئے تھے اور جب وہ دونون اس غار تک پہونچے تو حضرت ابو بکر نے
کہا (ای رسول اللہ) خدا کی قسم آپ اس غار مین نہ تشریف لیجائین جبتک کہ مین آپ سے پہلے اسمین نہ جاؤن تاکہ
اگر کوئی (موذی) چیز ہو تو مجھی کو صدمہ پہونچائے (یہ کہکر) حضرت صدیق غار مین داخل ہوئے اور اُسے جھاڑا
اور غار کے ایک جانب چند سوراخ پائے تو اپنی چادر پھاڑ پھاڑ کر سوراخون کو بند کردیا لیکن دو سوراخ بند ہونے
سے رہگئے جنمین اُنھون نے اپنے دونون پیر لگادیے پھر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اب آپ تشریف
لائین پھر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم (غار مین) تشریف لیگئے اور حضرت ابو بکر کے زانو پر سر رکھکر سو رہے
(آپ ابھی مصروف خواب تھے کہ) حضرت ابو بکر کے پاؤن مین کسی زہردار جانور نے کاٹ لیا (مگر اُنھون نے ضبط کیا
یہان) اس خوف سے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم بیدار نہو جائین اپنے پیر کو حرکت نہ دی (پھر بھی اُسکے کاٹنے
کے صدمہ سے بیچین ہوگئے اور آنکھون سے آنسو بہنے لگے) اور چند قطرے آنسو کے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے

علیہ وسلم ادخل فدخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ووضع رأسہ فی حجرہ فنام فلدغ ابو بکر فی رجلہ
من الحجر ولم یتحرک مخافۃ ان ینتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسقطت دموعہ

على وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال مالك يا ابابكر قال لُدِغتُ فداك ابى وامى فتفل رسول الله صلى الله عليه وسلم فذهب ما يجدهُ ثم انتقض عليه وكان سبب موته واما يومه فلما قبض رسول الله صلى الله عليه وسلم ارتدت العرب وقالوا لا نؤدّى زكوة فقال لو منعونى عقالا لجاهدتهم عليه فقلت يا خليفة رسول الله تالف الناس وارفق بهم فقال لى اَجَبّارٌ فى الجاهلية وخَوّارٌ فى الاسلام انه قد انقطع الوحى وتمّ الدين اَيَنقُص وانا حى رواه رزين
اما استدلال او بر خلافت صديق بتفويض امامت صلوة با و فقد اخرج الحاكم وابوبكر عن عاصم عن زِرٍّ عن عبد الله قال لما قبض رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت الانصار منا امير ومنكم امير قال فاتاهم عمر رضى الله عنه فقال يا معشر الانصار أَلَستم تعلمون ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قد امر ابا بكر يَؤُمُّ الناس فايكم تطيبُ نفسُه ان يتقدم ابا بكر فقالت الانصار نعوذ بالله ان نتقدّم ابا بكر واخرج احمد عن رافع الطائى رفيق ابى بكر فى غزوة السلاسل قال وسالتُه عما قيل من بيعتهم فقال وهو يحدثه عما تكلمت به الانصار وما كلمهم به عمر بن الخطاب الانصار وما ذكرهم به من امامتى اياهم بامر رسول الله صلى الله عليه وسلم فى مرضه فبايعونى لذلك وقبلتها منهم وتخوفتُ ان تكونَ فتنة تكون بعدها ردّة واما استدلال او بر خلافت صديق بسوابق اسلاميه اش فقد اخرج ابوبكر عن ابن عباس فى قصة الاتفاق على ابى بكر ثم قلت يا معشر الانصار يا معشر المسلمين ان اولى الناس بامر رسول الله صلى الله عليه وسلم من بعده ثانى اثنين اذ هما فى الغار ابوبكر السباق المبين ثم اخذت بيده

چہرۂ مبارک پر گرے آپنے (بیدار ہوکر) فرمایا کہ ای ابوبکر تمھین کیا ہوا (کیون روتے ہو) حضرت ابوبکر نے عرض کیا میرے مان باپ آپ پر فدا ہون کسی جانور نے مجھے کاٹ لیا ہی - رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن انکے پیر مین لگادیا جس سے وہ کیفیت زائل ہوگئی - پھر اُسی زہر نے (آخر مین) عود کیا اور وہی انکی وفات کا سبب ہوا (یہ تو حضرت ابوبکر کی رات تھی اب اُنکے دن کی فضیلت سنو) اور انکا دن وہ ہی کہ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اس عالم سے تشریف لیگئے تو عرب (کے بعض قبائل) مرتد ہوگئے اور کہا کہ ہم زکوۃ نہ دینگے (یہ خبر سنکر) حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ اگر مجھے (زکوۃ کے اونٹ تو بڑی بیچیز ہین) اونٹ کے پیر کا بندھن (جو دیا کرتے تھے) نہ دین تو مین اُسکے نہ دینے پر بھی اُنسے ضرور جہاد کرونگا مین نے عرض کیا کہ ای خلیفہ رسول اللہ کے (اسوقت موقع تو یہی کہ) آپ لوگون کی تالیف کیجیے اور اُنکے ساتھ نرمی فرمائیے فرمایا (ای عمر) تم تو جاہلیت مین بڑے سخت تھے کیا اسلام مین نرم ہوگئے - (ای عمر) وحی منقطع ہوچکی دین پورا ہوگیا کیا دین کم ہوجائے اور مین زندہ رہون (یہ نہین ہوسکتا) اس حدیث کو رزین نے روایت کیا ہی {حضرت عمر کا خلافت صدیقیہ پر استدلال کرنا اس بات سے کہ امامت نماز انکو تفویض ہوئی -} حاکم اور ابوبکر نے عاصم سے انھون نے زِر سے انھون نے عبد اللہ (بن مسعود) سے روایت کی کہ وہ کہتے تھے کہ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو انصار نے کہا ہم (مہاجرین) مین سے ایک امیر ہو اور ایک امیر تم مین سے ہو حضرت عمر (اس اختلاف کی خبر سنکر) انصار کے پاس تشریف لیگئے اور فرمایا کہ ای گروہ انصار کیا تم لوگ نہین جانتے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے (اپنے مرض وفات مین) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا کہ وہ لوگون کی امامت کرین اب تم مین سے کس کا دل اس بات کو گوارا کریگا کہ وہ ابوبکر سے مقدم ہوجائے پھر انصار نے جواب دیا کہ ہم خدا کی پناہ مانگتے ہین اس سے کہ ابوبکر پر مقدم ہون - اور (امام) احمد نے رافع طائی سے جو غزوۂ سلاسل مین حضرت ابوبکر کے رفیق تھے روایت کی ہی وہ کہتے ہین کہ مین نے حضرت ابوبکر سے مسلمانون کی بیعت کے متعلق جو گفتگو پیش آئی تھی دریافت کی تو اُنھون نے مجھسے وہ تمام گفتگو بیان کی جو انصار نے کی تھی اور جو کچھ حضرت عمر نے انصار کو انکی تقریر کا جواب دیا تھا اور (فرمایا) کہ عمر نے انکو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم سے آپکے مرض (وفات) مین میرا امام نماز بننا یاد دلایا تھا اسی بات پر سب نے مجھسے بیعت کرلی اور مین نے انکی بیعت قبول کرلی اور مین اس بات سے ڈرا کہ (مبادا میرے انکار سے) کوئی فتنہ پیدا ہو کہ جسکا نتیجہ ارتداد تک پہونچے {حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خلافت حضرت صدیق پر اُنکے سوابق اسلامیہ سے استدلال کرنا} ابوبکر بن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس سے حضرت ابوبکر کی بیعت پر اتفاق کرنے کے قصہ مین روایت کی ہی کہ حضرت عمر فرماتے تھے پھر مین نے کہا کہ ای گروہ انصار ای اہل اسلام رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد آپکی جانشینی کا سب سے زیادہ مستحق وہی جو (رسول کے) رفیق (صدیق) ثانی اثنین اذ ھما فی الغار (ہیں) یعنی ابوبکر جو سب سے (اسلام مین) کھلم کھلا سبقت لیجانیوالے ہین پھر (یہ کہکر) مین نے (بیعت کے لیے) حضرت ابوبکر کا ہاتھ پکڑنا چاہا

وبادرنی رجل من الانصار فضرب علی یدہ قبل ان اضرب علی یدہ وتبایع الناس اما فہمیدن او خلافت خاصۂ خلفاء را از وقوع خلافت ایشان در ایام ظہور اسلام وقوت او فقد

اخرج ابو یعلی عن علقمۃ بن عبد اللہ المزنی عن رجل قال کنت بالمدینۃ فی مجلس فیہ عمر بن الخطاب فقال لبعض جلسائہ کیف سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصف الاسلام فقال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان الاسلام بدأ جذعا ثم ثنیا ثم رباعیا ثم سدیسا ثم بازلا فقال عمر فما بعد البزول الا النقصان واین موافق ست بمضمون آیہ اخرج شطأہ فازرہ الآیہ اما فہمیدن او خلافت خاصہ خلفاء را از حدیث قرون ثلثہ فقد اخرج الترمذی عن ابن عمر قال خطبنا عمر بالجابیۃ فقال یا ایہا الناس انی قمت فیکم کمقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فینا قال اوصیکم باصحابی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ثم یفشو الکذب حتی یحلف الرجل ولا یستحلف ویشہد الشاہد ولا یستشہد اما فہمیدن او خلافت خاصۂ خود را از انکہ تا اوہست فتنۂ عامہ نخواہد بود فقد اخرج البخاری عن شقیق قال سمعت حذیفۃ یقول بینما نحن جلوس عند عمر رضی اللہ عنہ اذ قال ایکم یحفظ قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الفتنۃ قال قلت فتنۃ الرجل فی اہلہ ومالہ وولدہ وجارہ یکفرہا الصلوۃ والصدقۃ والامر بالمعروف والنہی عن المنکر

قال لیس عن ہذا اسألک ولکن التی تموج کموج البحر قال لیس علیک منہا بأس یا امیر المؤمنین ان بینک وبینہا بابا مغلقا قال عمر ایکسر الباب ام یفتح قال لا بل یکسر قال عمر اذا لا یغلق ابدا قلت اجل قلنا لحذیفۃ اکان عمر یعلم الباب قال نعم کما اعلم ان دون غد اللیلۃ وذلک انی حدثتہ حدیثا

مگر ایک شخص نے انصار مین سے مجھپر سبقت کی اور قبل اسکے کہ مین اپنا ہاتھ انکے ہاتھ مین دون (اور اُنسے بیعت کرون) اُسنے اپنا ہاتھ اُنکے ہاتھ مین دیکر بیعت کرلی تو پھر سب لوگون نے بیعت کرلی {حضرت عمر کا زمانہ ظہور وقوت اسلام مین خلفا کی خلافت واقع ہونے سے خلفاء راشدین کی خلافت کو خلافت خاصہ سمجھنا} ابو یعلی[۲۱] نے علقمہ بن عبد اللہ مزنی سے اُنھون نے ایک شخص سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے مین مدینہ مین ایک مجلس مین تھا جہان حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تشریف فرما تھے آپنے اپنے ایک ہمنشین سے پوچھا کہ تمنے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے اسلام کی صفت کسطرح سنی تھی اُنھون نے کہا مین نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی آپ فرماتے تھے کہ اسلام جب شروع ہوا تھا تو جذع تھا پھر ثنی پھر رباعی پھر سدیس پھر بازل ہوا (یہ سنکر) حضرت عمر نے فرمایا کہ بازل ہوجانیکے بعد سوا نقصان کے اور کیا ہوگا {حدیث ہذا مضمون آیت کریمہ اخرج شطأہ فازرہ فاستغلظ فاستوی الآیۃ کے موافق ہی} {حضرت عمر کا حدیث قرون ثلثہ سے خلفاء (راشدین) خلافت خاصہ کو سمجھنا} ترمذی[۲۲] نے حضرت ابن عمر سے روایت کی ہی وہ کہتے تھے کہ حضرت عمر مقام جابیہ مین خطبہ پڑھنے کھڑے ہوے اور فرمایا کہ ای لوگو مین تم مین اسطرح کھڑا ہون جسطرح رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہم مین کھڑے ہوتے تھے چنانچہ آپنے فرمایا کہ مین تمھین اپنے صحابہ کے بارہ مین وصیت کرتا ہون پھر اُن لوگون کے بارہ مین جو اُنکے بعد ہین (یعنی تبع تابعین) پھر اس زمانہ کے بعد جھوٹ کا رواج ہوجائیگا یہانتک (اسکی کثرت ہوگی) کہ انسان قسم لینے سے پہلے (جھوٹی) قسم کھا لیگا اور (خود بخود جھوٹی) گواہی دیگا بدون اسکے کہ اُسے گواہ بنائین {حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اس بات سے کہ جبتک مین زندہ ہون فتنۂ عامہ نہ واقع ہوگا اپنی (خلافت کو) خلافت خاصہ سمجھنا} امام بخاری[۲۳] نے شقیق سے روایت کی ہی وہ کہتے تھے مین نے حذیفہ سے سُنا وہ کہتے تھے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ حضرت عمر کے پاس بیٹھے تھے کہ آپنے فرمایا فتنہ کے متعلق رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث تم مین سے کسکو یاد ہی حذیفہ کہتے ہین کہ مین نے کہا وہ فتنہ جو انسان کو اُسکے اہل[۵] اور اسکے مال اور اسکی اولاد اور اسکے ہمسایہ کے متعلق لاحق ہوتا ہی اسکا کفارہ (تو) نماز اور صدقہ اور امر معروف اور نہی منکر سے (ہوجاتا ہی) حضرت عمر نے فرمایا کہ مین تمسے اس فتنہ کو نہین پوچھتا بلکہ اُس فتنہ کے متعلق دریافت کرتا ہون جو دریا کی لہرون کی طرح پھیل جائیگا مین نے کہا ای امیر المؤمنین آپکو اُس فتنہ سے کچھ خوف نکرنا چاہیے کیونکہ آپکے اور اس فتنہ کے درمیان ایک مقفل دروازہ (حائل) ہے حضرت عمر نے پوچھا کہ وہ دروازہ توڑا جائیگا یا کھولا جائیگا مین نے کہا (کھولا نہین جائیگا) بلکہ توڑا جائیگا حضرت عمر نے فرمایا (جب ٹوٹ گیا) تو پھر کبھی بند نہوگا مین نے کہا ہان (بیشک ایسا ہی ہی) شقیق کہتے ہین کہ ہمنے حضرت حذیفہ سے پوچھا کہ کیا عمر اُس دروازہ کو جانتے تھے (کہ کون ہی) کہا ہان وہ (اس دروازہ کو) اسطرح (یقین کیساتھ) جانتے تھے جسطرح مین (یقیناً) جانتا ہون کہ کل دن کے بعد رات ہوگی اور یہ (کہنا میرا) اسلیے ہی کہ مینے جو بات اُنسے کہی

ليس بالاغاليط فهبنا ان نسأله من الباب فأمرنا مسروقا فسأله فقال من الباب قال عمر اما استدلال او برخلافت خود بمحدثيت وموافقت وحی اخرج

مسلم عن ابن عمر قال عمر وافقت ربي في ثلث في مقام ابراهيم وفي الحجاب وفي اساری بدر اما بیان افضلیت خود در زمان خلافت خود اخرج محمد في الموطا عن سالم بن عبد الله بن عمر قال عمر بن الخطاب لو علمت ان احدا اقوى على هذا الامر مني لكان ان اقدم فتضرب عنقي اهون علي فمن ولي هذا الامر بعدي فليعلم ان سيرده عنه القريب والبعيد وايم الله ان كنت اقاتل الناس عن نفسي واخرج مسلم عن سماك عن عمر في قصة الايلاء وقلما تكلمت واحمد الله بكلام الا رجوت ان يكون الله يصدق قولي الذي اقول الحديث واما بیان خلافت من بعد وشوری ساختن او درمیان شش کس اخرج البخاري في قصة مقتل عمر والاتفاق على عثمان من حديث عمرو بن ميمون عن عمر قالوا اوص يا امير المؤمنين استخلف قال ما اجد احدا احق بهذا الامر من هؤلاء النفر او الرهط الذين توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو عنهم راض فسمى عليا وعثمان والزبير وطلحة وسعدا وعبد الرحمن الحديث

ومن مسند عثمان بن عفان رضي الله عنه

اما استدلال برخلافت خاصه مشائخ ثلثه بآنکه از سابقین بوده اند فقد اخرج الترمذي عن ابي عبد الرحمن السلمي قال لما حصر عثمان اشرف عليهم فوق داره ثم قال اذكركم بالله هل تعلمون ان حراء حين انتفض قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اثبت حراء فليس عليك الا نبي او صديق او شهيد قالوا نعم واخرج الترمذي

وہ پیچیدہ نہ تھی (بلکہ بالکل واضح تھی) پھر ہماری جرأت نہوئی کہ حضرت حذیفہ سے پوچھین کہ دروازہ سے کیا مراد ہی لہذا ہمنے مسروق سے کہا کہ تم حضرت حذیفہ سے دریافت کرو انھون نے اُنسے پوچھا تو حضرت حذیفہ نے جواب دیا کہ دروازہ خود حضرت عمر تھے [حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اپنی خلافت پر (اپنی) محدثیت سے اور اپنی رای کے مطابق وحی ہونے سے استدلال کرنا] (امام) مسلم نے ابن عمر سے روایت کی ہی کہ حضرت عمر نے فرمایا کہ تین موقعون پر میری رای میرے پروردگار (کی وحی) کے موافق رہی یعنی مقام ابراہیم کے متعلق اور حجاب (ازواج مطہرات) کے متعلق اور قیدیان بدر کے متعلق [حضرت عمر کا اپنی خلافت کے زمانہ مین اپنی فضیلت کا بیان فرمانا] (امام) محمد موطا مین سالم بن عبداللہ بن عمر سے روایت کرتے ہین کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر مین جانتا کہ دوسرا شخص مجھسے زیادہ اس کام (یعنی خلافت کا بار اُٹھانے) کی قوت رکھتا ہی تو میرے نزدیک آسان تھا کہ میری گردن ماری جائے (بہ نسبت اسکے کہ ایسے شخص کے ہوتے ہوے مین خلیفہ بنادیا جاؤن) جو شخص میرے بعد منصب خلافت پر فائز ہو اُسکو جان لینا چاہیے کہ قریب بعید (غرض ہر قسم کے لوگ) اُس سے خلافت کو ہٹا دینا چاہینگے اور اُسپر طرح طرح کے بیجا الزام لگائینگے اور خدا کی قسم مین تو لوگون کو اپنے نفس سے دفع کرتا رہا (یعنی بیجا تہمت لگانے کا کسی کو موقع نہ دیتا تھا) اور (امام) مسلم نے سماک سے انھون نے حضرت عمر سے قصہ ایلاء مین روایت کی ہی (کہ انھون نے فرمایا) خدا کا شکر ہی کہ ایسا کم ہوتا ہی کہ مین کوئی بات کہون اور مجھے یہ امید نہو کہ اللہ تعالی میری بات جو کچھ مین کہون اُسکو پورا کریگا الی آخرہ [حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اپنے بعد خلافت کو چھ شخصون کے درمیان بطور شوری کے دائر کردینا] (امام) بخاری نے حضرت عمر کی شہادت کے قصہ مین اور حضرت عثمان پر مسلمانون کے اتفاق کرنے کے بیان مین بروایت عمرو بن میمون حضرت عمر سے روایت کی ہی کہ جب مسلمانون نے کہا کہ اے امیر المؤمنین آپ کچھ وصیت فرمائین کسی کو خلیفہ بنائین آپنے فرمایا کہ مین اُن لوگون سے زیادہ جنسے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم راضی اور خوش تشریف لیگئے ہین کسی کو اس امر (خلافت) کا مستحق نہین سمجھتا پھر آپنے حضرت علی اور عثمان اور زبیر اور طلحہ اور سعد اور عبدالرحمن (رضی اللہ عنہم) کے نام لیے تا آخر حدیث

مسند عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ (۱۷۔ روایت)

[حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا استدلال حضرات مشائخ ثلثہ کی خلافت خاصہ پر باین طور کہ یہ حضرات منجملہ سابقین اسلام کے ہین] ترمذی نے ابو عبدالرحمن سلمی سے روایت کی ہی وہ کہتے تھے کہ جب حضرت عثمان محصور ہوگئے تو وہ اپنے مکان کی چھت پر چڑھکر محاصرہ کرنیوالون کے سامنے آئے اور فرمایا کہ مین تمھین خدا کی قسم دیکر یاد دلاتا ہون کہ کیا تمھین معلوم ہی کہ جب کوہ حرا کو جنبش ہوئی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس سے فرمایا کہ اے حرا ٹھہرجا کیون جنبش کرتا ہی تیرے اوپر تو نبی یا صدیق یا شہید ہین محاصرین نے جواب دیا ہان (یہ حدیث معلوم ہی) اور ترمذی نے

عن ثمامۃ بن حزن القشیری فی قصۃ طویلۃ قال قال عثمان انشدکم باللہ والاسلام ھل تعلمون ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کان علی ثبیر مکۃ ومعہ ابوبکر وعمر
وانا فتحرک الجبل حتی تساقطت
حجارتہ بالحضیض قال فرکضہ
برجلہ وقال اسکن ثبیر فانما علیک
نبی وصدیق وشہیدان قالوا
اللھم نعم قال اللہ اکبر شہدوا لی
ورب الکعبۃ انی شہید ثلثا
واخرج البخاری عن عبید اللہ
بن علائی بن الخیار فی قصۃ قال
عثمان اما بعد فان اللہ بعث محمدا
صلی اللہ علیہ وسلم بالحق فکنت
ممن استجاب للہ ولرسولہ وامنت
بما بعث بہ وھاجرت الھجرتین
کما قلت وصحبت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وبایعتہ
فواللہ ما عصیتہ ولا غششتہ
حتی توفاہ اللہ عز وجل ثم ابوبکر
مثلہ ثم عمر مثلہ ثم استخلفت
افلیس لی من الحق مثل الذی لھم
قلت بلی قال فما ھذہ الاحادیث
التی تبلغنی عنکم الحدیث
واما استدلال بر منع خروج بر سوابق
اسلامیۂ خود پس متواتر ست جمعے کثیر
از ذی النورین روایت کردہ اند فمن
روایۃ ابی اسحق عن ابی عبد الرحمن
السلمی ما اخرجہ الترمذی عن
ابی عبد الرحمن السلمی قال
لما حصر عثمان اشرف علیھم
فوق دارہ ثم قال اذکرکم باللہ
ھل تعلمون ان حراء حین انتفض
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اثبت حراء فلیس علیک الا نبی او صدیق او شہید قالوا نعم قال اذکرکم باللہ ھل تعلمون
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فی جیش العسرۃ من ینفق نفقۃ متقبلۃ والناس مجہدون معسرون فجہزت ذلک الجیش

ثمامہ بن حزن قشیری سے ایک طویل قصہ میں روایت کی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے (محاصرین کو مخاطب کر کے)
فرمایا میں تمہیں خدا کی قسم اور اسلام کا واسطہ دیتا ہوں (ذرا بتلاؤ تو) کیا تم جانتے ہو کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مکہ کے (پہاڑ)
ثبیر (نامی) پر تشریف رکھتے تھے اور آپکے ساتھ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر تھے اور میں بھی تھا کہ ناگاہ پہاڑ نے جنبش کی یہانتک
کہ اُسکے پتھر (اوپر سے ڈھلک کر) نیچے گرے تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس پہاڑ پر اپنا پیر مارا اور فرمایا اے ثبیر ٹھہر جا
کیونکہ تیرے اوپر (ایک) نبی اور (ایک) صدیق اور دو شہید ہیں محاصرین نے جواب دیا کہ بار خدایا ہاں (یہ حدیث صحیح ہے)
حضرت عثمان نے (یہ سنکر) تین مرتبہ فرمایا اللہ اکبر قسم رب کعبہ کی کہ ان لوگوں نے میرے شہید ہونے کی تصدیق کر دی
اور (امام) بخاری نے عبید اللہ بن علائی بن خیار سے ایک قصہ میں روایت کی ہے کہ حضرت عثمان نے فرمایا۔ اما بعد
اللہ نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو (دین) حق کے ساتھ بھیجا اور آپ نے خدا کے دین کی طرف اسکے سب بندوں کو دعوت
کی) پس میں اُن لوگوں میں ہوں کہ جنہوں نے اللہ اور اُسکے رسول (کی دعوت) کو قبول کیا اور جس (امر حق)
کے ساتھ آپ مبعوث ہوئے تھے اُسپر ایمان لایا اور میں نے دونوں ہجرتیں کیں (اول بجانب حبشہ۔ دوم بجانب
مدینہ منورہ) جیسا کہ میں نے بارہا بیان کیا اور میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہا اور آپکی بیعت کی
(پھر بیعت کر کے) خدا کی قسم میں نے (کبھی) آپکی نافرمانی نہیں کی اور نہ (کبھی) آپکی خیانت کی (اور میں اسی اطاعت
اور بیعت پر قائم رہا) یہانتک کہ اللہ عز وجل نے آپکو اپنے پاس بلا لیا پھر (رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد) ابوبکر
(خلیفہ ہوئے اور میں انکا بھی مطیع رہا) پھر حضرت عمر کا زمانہ آیا اور میں انکا بھی فرمان بردار رہا پھر (ان دونوں کے
بعد) میں خلیفہ کیا گیا تو کیا میرا وہ حق نہیں ہے کہ جو اُن (بزرگوں) کا تھا (محاصرین نے جواب دیا کیوں نہیں آپکا
بھی حق ہمپر ویسا ہی ہے) فرمایا پھر کیا باتیں ہیں جو تم لوگوں کی طرف سے مجھے پہونچتی ہیں الی آخرہ (حضرت
عثمان کا اپنی بغاوت کے ممنوع ہونے پر اپنے سوابق اسلامیہ سے استدلال کرنا یہ استدلال متواتر ہے بہت لوگوں
نے اسکو حضرت ذی النورین سے روایت کیا ہے ازانجملہ) ابو اسحق کی روایت بواسطہ ابو عبد الرحمن سلمی کے حضرت عثمان
سے ہے ترمذی نے ابو عبد الرحمن سلمی سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ جب حضرت عثمان کا محاصرہ کیا گیا تو وہ اپنے گھر
کی چھت پر چڑھکر محاصرہ کرنیوالوں کے سامنے آئے اور اُنہے فرمایا کہ میں تمہیں یاد دلاتا ہوں اللہ کے واسطے (بتلاؤ)
تم جانتے ہو یا نہیں کہ جب کوہ حرا (پر میں اور شیخین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ گئے تو اُس نے جنبش
کی تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے حرا ٹھہر جا تیرے اوپر نبی یا صدیق یا شہید لوگوں نے جواب دیا کہ ہاں
(ہم جانتے ہیں) پھر حضرت عثمان نے فرمایا میں تمہیں یاد دلاتا ہوں اللہ کے واسطے (بتلاؤ) تم جانتے ہو یا نہیں کہ
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جیش عسرت (یعنی غزوۂ تبوک) میں فرمایا تھا کہ کون ہے جو (اس لشکر کے سامان کیلیے)
مقبول خرچ کرے اسوقت سب صحابہ مفلس اور تنگدست تھے میں نے (اپنے پاس سے) اس لشکر کا سامان کر دیا

ثم قال اذکرکم باللہ هل تعلمون ان رومة لم تكن يشرب منها احد الا بثمن فابتعتها فجعلتها للغني والفقير وابن السبيل

لوگون نے کہا ہان (ہمین یاد ہی) پھر حضرت عثمان نے فرمایا مین تمھین یاد دلاتا ہون اللہ کے واسطے (بتادو) تم جانتے ہو یا نہین کہ رومہ (نامے کنوین) سے کوئی شخص بغیر قیمت دیے ہوے پانی نہ پی سکتا تھا مینے اسکو مول لیکر غنی اور فقیر اور مسافر سب کے لیے وقف کردیا لوگون نے کہا بارخدایا ہان (یاد ہی) اسیطرح کی اور بھی چند باتین حضرت عثمان نے ذکر فرمائین {ازانجملہ} احنف بن قیس کی روایت ہو نسائی نے احنف بن قیس سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے ہم حج کرنیکے لیے چلے جب مدینہ پہونچے (تو ہمنے چاہا کہ یہان دو ایک روز قیام کرین) بس اس حال مین کہ ہم اپنی منزلون مین اپنا اسباب رکھ رہے تھے کہ ایک شخص آیا اور اُسنے بیان کیا کہ لوگ مسجد مین جمع ہین اور کچھ گھبرائے ہوے ہین (یہ سنکر) ہم لوگ (مسجد نبوی) گئے دیکھا تو بیچ مسجد مین کچھ لوگ بیٹھے ہوے ہین اور بہت آدمی اُنکو گھیرے ہوے ہین وہ لوگ جو بیٹھے ہوے تھے علی اور زبیر اور طلحہ اور سعد بن ابی وقاص تھے ہم کھڑے ہوے تھے کہ یکایک حضرت عثمان بن عفان تشریف لائے اُنکے جسم پر ایک زرد رنگ کی چادر تھی اور اُسی چادر سے اپنا سر بند کیے ہوئے تھے اُنھون نے آتے ہی پوچھا کہ کیا علی یہان ہین کیا طلحہ یہان ہین کیا زبیر یہان ہین کیا سعد یہان ہین لوگون نے کہا ہان (ہین) حضرت عثمان نے (صحابہ مذکورین سے مخاطب ہوکر) کہا اے لوگو مین تمھین اللہ کی قسم دلاتا ہون جسکے سوا کوئی معبود نہین (بتاؤ) تم جانتے ہو یا نہین کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جو شخص چاہ رومہ کو فلان شخص سے خرید لیگا اللہ اُسے بخشدیگا چنانچہ مین نے اُسکو اسقدر روپیہ دیکر خریدا اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مین نے اسکو اسقدر روپیہ مین خرید لیا حضرت نے فرمایا تم اسکو مسلمانون کے لیے وقف کردو ثواب اسکا تمھین ملیگا اُن لوگون نے کہا بارخدایا ہان (ہم جانتے ہین) پھر حضرت عثمان نے کہا مین تمھین اللہ کی قسم دلاتا ہون جسکے سوا کوئی معبود نہین (بتاؤ) تم جانتے ہو یا نہین کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جیش العسرۃ (یعنی غزوۂ تبوک) مین مسلمانون کی طرف دیکھکر فرمایا کہ جو کوئی انکا سامان (جہاد) درست کردے اللہ اسکو بخشدیگا تو مین نے اُنکا سامان درست کردیا (اور ایسا کامل سامان دیا کہ) اونٹ کے پیر کا بندھن اور نکیل بھی اُنکو ڈھونڈھنا نہ پڑا لوگون نے کہا بارخدایا ہان (ہم جانتے ہین) حضرت عثمان نے (یہ سنکر) فرمایا یا اللہ گواہ رہ یا اللہ گواہ رہ (یہ میرے فضائل کا اقرار کرتے ہین) {اور ازانجملہ ثمامہ بن حزن قشیری کی روایت حضرت عثمان سے ہی} ترمذی اور نسائی نے ثمامہ بن حزن قشیری سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے {اور یہ عبارت (جو ہم نقل کرتے ہین) نسائی کی ہی} مین حضرت عثمان کے گھر مین موجود تھا جبکہ وہ (مکان کی چھت پر جھک کر) بلوائیون کے سامنے آئے اور فرمایا کہ مین تمھین اللہ کی اور (دین) اسلام کی قسم دیتا ہون (سچ سچ کہنا) کیا تم جانتے ہو کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب مدینہ مین (ہجرت کرکے) تشریف لائے ہین اسوقت مدینہ مین بجز چاہ رومہ کے شیرین پانی کسی کنوئین کا نہ تھا (اگر کوئی تھا بھی تو اسقدر نہ تھا) ہی کہ چاہ رومہ کے مالک سے خرید کر

رواية احنف بن قيس اخرج النسائي عن الاحنف بن قيس قال خرجنا حجاجا فقدمنا المدينة ونحن نريد الحج فبينا نحن في منازلنا نضع رحالنا اذ اتانا آت فقال ان الناس قد اجتمعوا في المسجد وفزعوا فانطلقنا فاذا الناس مجتمعون على نفر في وسط المسجد واذا علي والزبير وطلحة وسعد بن ابي وقاص فانا كذلك اذا جاء عثمان بن عفان عليه ملاءة صفراء قد قنع بها راسه فقال اههنا علي اههنا طلحة اههنا الزبير اههنا سعد قالوا نعم قال فاني انشدكم بالله الذي لا اله الا هو اتعلمون ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من يبتاع مربد بني فلان بير رومة غفر الله له فابتعته بكذا وكذا فاتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت قد ابتعتها بكذا وكذا قال اجعلها سقاية للمسلمين واجرها لك قالوا اللهم نعم فانشدكم بالله الذي لا اله الا هو اتعلمون ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نظر في وجوه القوم فقال من يجهز هؤلاء غفر الله له يعني جيش العسرة فجهزتهم حتى ما يفقدون عقالا ولا خطاما قالوا اللهم نعم قال اللهم اشهد

[illegible] ... عليه ... عثمان فقال انشدكم بالله ... [illegible]

... غير بيرومة ... [illegible]

اور بعوض اسکے کہ جنت مین اُسے اس کنوین سے بہتر (معاوضہ) ملیگا اپنا ڈول اسمین مسلمانون کے ڈول کے برابر کردے (یعنی اسکو تمام مسلمانون کے لیے وقف کردے) پھر مین نے خاص اپنے مال سے اُسے خرید لیا اور اپنا ڈول مسلمانون کے ڈول کے برابر کردیا اور (یہ بھی کچھ کم عجیب بات نہین ہے کہ) تم لوگ آج مجھے اس کنوین کے پانی سے روکتے ہو اور مین کھاری پانی پیتا ہون سبھون نے جواب دیا کہ ہان (ہم اسے خوب جانتے ہین) پھر حضرت عثمان نے فرمایا مین تمھین اللہ کی اور دین (اسلام) کی قسم دیتا ہون (بھلا یہ تو بتاؤ) کیا تم جانتے ہو کہ مین نے اپنے مال سے جیش العسرۃ کا سامان درست کردیا تھا انھون نے جواب دیا ہان (ہم جانتے ہین) پھر حضرت عثمان نے فرمایا مین تمھین اللہ اور دین (اسلام) کی قسم دیکر پوچھتا ہون (ذرا انصاف سے کہنا) کیا تم جانتے ہو کہ مسجد نبوی جماعت اسلام کے بڑھجانے سے مسلمانون پر تنگ ہوگئی تھی تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون ہے جو فلان گھرانے کی زمین خریدکر کے اس مسجد مین زیادہ کردے بعوض اسکے کہ جنت مین اُسے اس زمین سے بہتر معاوضہ ملیگا پس مین نے اُس زمین کو خاص اپنے مال سے خریدا اور مسجد نبوی مین اضافہ کردیا اور آج تم لوگ مجھی کو اُس مسجد مین دو رکعت نماز پڑھنے سے منع کرتے ہو سبنے کہا ہان (ہم جانتے ہین) پھر حضرت عثمان نے فرمایا مین تمھین خدا کی قسم اور دین اسلام کی دیکر پوچھتا ہون کیا تم نہین جانتے کہ (ایک دفعہ) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم (کوہ) ثبیر پر تشریف فرما تھے اور آپکے ساتھ ابو بکر او عمر تھے اور مین (بھی) کہ ناگاہ پہاڑ نے حرکت کی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا پای مبارک اسپر مارا اور فرمایا ای ثبیر ٹھہر جا (کیون مضطرب ہوتا ہے تجھپر تو (صرف) ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہید ہین۔ بلوائیون نے کہا ہان (ہم یہ بھی خوب جانتے ہین) حضرت عثمان نے (یہ سنکر) فرمایا رب کعبہ یہ لوگ اسکی شہادت دیتے ہین کہ مین شہید ہون (اور از انجملہ ابو سلمہ بن عبد الرحمن بن عوف کی روایت ہے) نسائی نے ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے روایت کیا ہے کہ حضرت عثمان نے محاصرہ کے زمانہ مین (ایکدن) اپنے مکان کی چھت پر چڑھے اور محاصرین کو مخاطب کرکے فرمایا کہ مین اس شخص کو خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہون جسنے یوم الجبل مین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو جبکہ پہاڑ نے حرکت کی تو آپنے اپنے پیر سے اُسے مارکر فرمایا کہ (ای پہاڑ) ٹھہر جا کیونکہ تیرے اوپر ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہید ہین اور اُسدن مین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا۔ اسپر چند لوگون نے جواب دیا (کہ ہم جانتے ہین) پھر حضرت عثمان نے فرمایا مین خدا کی قسم دیکر اُس شخص سے سوال کرتا ہون جسنے بیعۃ الرضوان مین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوے سنا ہو کہ یہ ہاتھ میرا ہے اور یہ عثمان کا ہے (آپنے اپنے ہاتھ کو میرا ہاتھ فرمایا) اسپر چند لوگون نے جواب دیا کہ ہان ہمنے سنا ہے) پھر حضرت عثمان نے فرمایا کہ مین خدا کی قسم دیکر اُس شخص سے سوال کرتا ہون جسنے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو (تیاری) جیش العسرۃ کے دن یہ فرماتے ہوے سنا ہو کہ کون ہے جو (راہ خدا مین) قابل قبول [illegible] مین نے اپنے مال سے [illegible] سامان درست کردیا۔ اسپر [illegible]

فیجعل دلوہ فیھا مع دلاء المسلمین بخیر لہ منھا فی الجنۃ فاشتریتھا من صلب مالی فجعلت دلوی فیھا مع دلاء المسلمین وانتم الیوم تمنعونی من الشرب منھا حتی یشرب من ماء البحر قالوا اللھم نعم قال فانشدکم باللہ والاسلام ھل تعلمون انی جھزت جیش العسرۃ من مالی قالوا اللھم نعم قال فانشدکم باللہ والاسلام ھل تعلمون ان المسجد ضاق باھلہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یشتری بقعۃ ال فلان فیزیدھا فی المسجد بخیر لہ منھا فی الجنۃ فاشتریتھا من صلب مالی فزدتھا فی المسجد وانتم تمنعونی ان اصلی فیہ رکعتین قالوا اللھم نعم قال فانشدکم باللہ والاسلام ھل تعلمون ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان علی ثبیر مکۃ ومعہ ابوبکر وعمر وانا فتحرک الجبل فرکضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برجلہ وقال اسکن ثبیر فانما علیک نبی وصدیق وشہیدان قالوا اللھم نعم قال اللہ اکبر شھدوا لی ورب الکعبۃ یعنی انی شہید ومن روایۃ ابی سلمۃ بن عبد الرحمن بن عوف اخرج النسائی عن ابی سلمۃ بن عبد الرحمن ان عثمان اشرف علیھم حین حصروہ فقال انشد باللہ رجلا سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یوم الجبل حین اھتز فرکلہ برجلہ وقال اسکن فانہ لیس علیک الا نبی او صدیق او شہیدان واللہ معہ فانتشد لہ رجال ثم قال انشد باللہ [illegible] سمع رسول [illegible]

پھر حضرت عثمان نے فرمایا کہ میں اُس شخص سے خدا کی قسم دیکر سوال کرتا ہون کہ جسنے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے
یہ سنا ہیکہ آپ فرماتے تھے کون ہی جو بعوض ایک گھر کے (جو اُسے) جنت مین ملیگا (ہماری) اس مسجد مین (کچھ) زمین
ملیگی ہڑھادے پس مین نے اپنے مال سے زمین خرید کی (اور مسجد مین اضافہ کردی) اسپر (بھی) چند اشخاص بول اُٹھے
(کہ ہان ہمنے یہ حدیث سنی ہی) پھر حضرت عثمان نے فرمایا مین اُس شخص سے خدا کی قسم دیکر دریافت کرتا ہون جو چاہ رومہ
فروخت ہوتے وقت موجود رہا ہو (اور اُسے معلوم ہو) کہ مین نے ہی اُس کنوین کو خرید کیا اور مسافرون کے لیے (و نیز
سب مسلمانون کے لیے) وقف کردیا۔ (کہ وہ بتادے یہ واقعہ صحیح ہی یا نہین) اسپر (بھی) چند اشخاص نے جواب دیا
(کہ ہان یہ واقعہ صحیح ہی) {حضرت عثمان کا جواب (اپنے) سوابق اسلامیہ کی قدح کے متعلق} احمد نے عاصم اُنھون نے
شقیق سے روایت کی ہی وہ کہتے تھے کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف نے ولید بن عقبہ سے ملاقات کی ولید نے اُنسے کہا
کیا وجہ ہی مین دیکھتا ہون کہ آپنے حضرت عثمان سے قطع تعلق کردیا عبدالرحمن نے ولید بن عقبہ کو جواب دیا کہ
(وہ اسی قابل ہین) تم میری طرف سے اُنسے کہدینا کہ مین یوم عینین مین (جنگ کفار سے) نہین بھاگا {عاصم کہتے ہین
یوم عینین سے یوم احد مراد ہی} اور نہ مین جنگ بدر سے (اپنے گھر) بیٹھ رہا اور نہ مین نے حضرت عمر کے طریقہ کو چھوڑا
(اور آپ مین یہ سب باتین ہین لہذا مین آپسے نہین ملتا) راوی کا بیان ہی کہ ولید بن عقبہ نے حضرت عثمان کو
جاکر (اس تقریر سے) خبر دی حضرت عثمان نے (ان الزامون کا) یہ جواب دیا عبدالرحمن کا یہ کہنا کہ وہ یوم عینین
مین نہین بھاگے (اور مین بھاگا) تو وہ کسطرح مجھپر طعن کرتے ہین اُس گناہ کے متعلق جسے اللہ نے معاف کردیا اور
اُسکے بارے مین فرمادیا ہی کہ اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا مِنْکُمْ الآیہ (ترجمہ بیشک جو لوگ اُسدن جبکہ دو جماعتین (میدان
جنگ مین) مقابل ہوئین جنگ سے پیٹھ پھیر کر بھاگے اُنپر کوئی گناہ نہین کیونکہ شیطان نے اُنھین اُنکے
بعض اعمال کے سبب مقام استقامت سے پھسلادیا تھا اور بیشک اللہ نے تو (اُنکے قصور سے) درگذر فرمائی اور
عبدالرحمن کا یہ الزام دینا کہ مین جنگ بدر کے دن حاضر نہ تھا (اسکا جواب سُن لوکہ) مین (بحکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم)
رقیہ بنت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی تیمارداری مین مصروف رہا (اور مجھے اسکا موقع ہی نہ ملا کہ جنگ مین شریک ہوتا)
یہانتک کہ اُنھون نے انتقال کیا اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے جنگ بدر (کے مال غنیمت) کا حصہ عنایت فرمایا
اور جسکے لیے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حصہ مقرر فرمایا وہ گویا جنگ بدر مین حاضر ہوا (لہذا مجھے جنگ بدر کے
حاضرین مین شمار کرنا ظاہر صریح ہی) اور اُنکا یہ الزام دینا کہ اُنھون نے سنت عمر کو ترک نہین کیا اور مین نے اُنکی سنت
اور روش ترک کی تو اسکا جواب یہ ہی کہ حضرت عمر کی سنت پر عمل کرنے کی (پوری پوری) طاقت نہ اُنھین ہی اور نہ مجھے ہی
(راوی کہتا ہی اب تم عبدالرحمن کے پاس جاؤ اور (میری طرف سے یہ جواب) اُنسے بیان کردو۔ {حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
اپنے جنتی ہونیکو یقین کے ساتھ جانتے تھے} امام احمد نے زید بن اسلم سے اُنھون نے اپنے والد سے روایت کی ہی

فقال انشد بالله رجلا سمع رسول الله صلی الله علیه وسلم يقول من يزيد في هذا المسجد ببيت في الجنة فاشتريت من مالي
فانتشد له رجال ثم قال انشد بالله
رجلا شهد رومة تباع فاشتريتها
من مالي فابحتها لابناء السبيل
فانتشد له رجال اما جواب اوزحج
در سوابق اسلاميه فقد اخرج احمد
عن عاصم عن شقيق قال لقي
عبد الرحمن بن عوف الوليد بن عقبة
فقال له الوليد مالي اراك قد جفوت
امير المومنين عثمان فقال له
عبد الرحمن ابلغه اني لم افر
يوم عينين قال عاصم يقول يوم
احد ولم اتخلف يوم بدر ولم اترك
سنة عمر قال فانطلق فخبر ذلك
عثمان فقال اما قوله لم افر يوم
عينين فكيف يعيرني بذنب
قد عفا الله عنه فقال اِنَّ الَّذِيْنَ
تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ
اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا
كَسَبُوْا وَلَقَدْ عَفَا اللهُ عَنْهُمْ واما قوله
اني تخلفت يوم بدر فاني كنت
امرض رقية بنت رسول الله صلى
الله عليه وسلم حتى ماتت وقد ضرب
لي رسول الله صلى الله عليه وسلم
بسهمه ومن ضرب له رسول الله صلى
الله عليه وسلم بسهمه فقد
شهد واما قوله اني لم اترك سنة
عمر فاني لا اطيقها ولا هو فأته
فحدثه بذلك واما انكه خود بالقطع
ميدانست كه از اهل جنت ست فقد
اخرج احمد عن زيد بن اسلم عن ابيه

لگا سکتا تھا کہ جسدن حضرت عثمان موضع جنائز مین محصور ہوے مین موجود تھا اُسدن لوگون کا ایسا ہجوم تھا کہ اگر (اوپر سے) پتھر ڈالا جاتا تو بیشک کسی (نہ کسی) شخص کے سر پر گرتا مین نے دیکھا کہ حضرت عثمان نے اس کھڑکی سے سر نکالا جو مقام جبرئیل علیہ السلام کے متصل تھی پھر آپنے فرمایا اے لوگو کیا تم مین طلحہ ہین (اسکا) کسی نے جواب نہ دیا پھر اُنھون نے فرمایا اے لوگو کیا تم مین طلحہ ہین اسپر بھی سب خاموش رہے پھر اُنھون نے فرمایا اے لوگو کیا تم مین طلحہ ہین لوگ پھر بھی چپ رہے (اور کسی نے جواب نہ دیا) پھر اُنھون نے (چوتھی بار فرمایا کہ اے لوگو کیا تم مین طلحہ ہین (اس مرتبہ) حضرت طلحہ بن عبید اللہ کھڑے ہوے حضرت عثمان نے اُنسے فرمایا کیا مین تمھین یہان جو نہین دیکھتا مجھے یہ گمان نہ تھا کہ تم ایسی قوم مین ہوگے جو میرا پکارنا تین بار سنے اور ایک بار بھی نہ مجھے جواب نہ دے اے طلحہ مین تمھین خدا کی قسم دیتا ہون (سچ کہنا) کیا تمھین یاد ہی کہ مین اور تم رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فلان مقام مین تھے میرے اور تمھارے سوا اُسوقت کوئی صحابی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ تھا حضرت طلحہ نے جواب دیا ہان مجھے یاد ہی پھر حضرت عثمان نے فرمایا کہ اچھا یہ بھی یاد ہی کہ) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اے طلحہ ہر نبی کے ساتھ اسکی امت مین سے کچھ صحابی جنت مین اسکے رفیق ہوتے ہین (پھر میری طرف اشارہ کرکے فرمایا) اور یہ عثمان بن عفان جنت مین میرے ساتھ میرے رفیق ہونگے حضرت طلحہ نے کہا ہان (مجھے یاد ہی) یہ کہکر (حضرت طلحہ اس مجمع سے) چلے گئے

{حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا یقینی طور سے جاننا کہ یہ بلوی انکو پیش آئیگا۔} ترمذی اور حاکم نے اسمعیل بن ابی خالد سے اُنھون نے قیس سے اُنھون نے ابو سہلہ مولی حضرت عثمان سے روایت کی ہی وہ کہتے تھے کہ محاصرہ کے دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھسے فرمایا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک وصیت کی ہی اور مین اُسپر قائم رہونگا اور حاکم اور ترمذی نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عثمان بیشک اللہ تعالی تمھین (خلافت کا) کرتا پہنائیگا پس اگر لوگ تمسے وہ کرتا اُتارنا چاہین تو ہرگز اُنھین اُتارنے نہ دینا اور بروایت حضرت ابو موسی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا درجہ صحت کو پہونچ گیا ہی (حضرت) عثمان کو جنت کی بشارت دیدو بعوض اُس بلوے کے جو اُن پر ہوگا۔

{حضرت عثمان کا یقین کے ساتھ جاننا کہ مین حق پر ہون} ترمذی نے بروایت مرہ بن کعب نقل کیا ہی کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فتنون کا ذکر فرمایا اور اُنکا زمانہ قریب ہی بیان فرمایا اس اثنا مین ایک شخص کپڑے سے اپنا سر چھپائے اُدھر سے گذرے آپنے (انکی جانب اشارہ کرکے) فرمایا کہ یہ شخص اس دن ہدایت پر ہوگا مین نے (آپ سے یہ سنکر) اس شخص کو دیکھا تو (یہ معلوم ہوا کہ) وہ حضرت عثمان بن عفان ہین۔ پھر مین انکو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے کر کے عرض کیا کہ کیا یہی شخص ہین آپنے فرمایا ہان (یہی ہین) اور ترمذی نے حضرت ابن عمر سے روایت کی ہی وہ کہتے تھے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فتنہ کا ذکر کیا پھر حضرت عثمان کے بارے مین فرمایا کہ یہ اُس فتنہ مین مظلوم شہید کئے جائینگے اور حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی ہی وہ کہتے تھے مین نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا

فسکتوا ... الیکم طلحة فسکتوا ... قال الثالثة ... فقال عثمان ... فی جماعة قوم تسمع ندائی ثلاث مرات ثم لا تجیبنی انشدک بالله یا طلحة تذکر یوم کنت انا وانت مع رسول الله صلی الله علیه وسلم فی موضع کذا وکذا ولیس معه احد من اصحابه غیری وغیرک قال نعم فقال له رسول الله صلی الله علیه وسلم یا طلحة انه لیس من نبی الا ومعه من اصحابه رفیق من امته معه فی الجنة وان عثمان بن عفان هذا یعنینی رفیقی معی فی الجنة قال اللهم نعم ثم انصرف واما انه بیقین میدانست که این بلوی او را پیش خواهد آمد فقد اخرج الترمذی والحاکم عن اسمعیل بن ابی خالد عن قیس عن ابی سهلة مولی عثمان قال قال لی عثمان یوم الدار ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قد عهد الی عهدا وانا صابر علیه واخرج الحاکم والترمذی عن عائشة ان النبی صلی الله علیه وسلم قال یا عثمان انه لعل الله یقمصک قمیصا فان ارادوک علی خلعه فلا تخلعه وصح من حدیث ابی موسی قوله صلی الله علیه وسلم بشره بالجنة علی بلوی تصیبه واما انه بالقطع میدانست که بر حق است فقد اخرج الترمذی من حدیث مرة بن کعب ان رسول الله صلی الله علیه وسلم ذکر الفتن فقربها فمر رجل مقنع فی ثوب فقال هذا یومئذ علی الهدی ... هو عثمان بن عفان ...

[illegible] قال فقلنا یا رسول اللہ فما تامرنا قال علیکم بالامیر واصحابہ واشار الی عثمان واخرج احمد عن کثیر [illegible]

آپ فرماتے تھے کہ عنقریب فتنہ اور اختلاف ہوگا (یا فرمایا) اختلاف اور فتنہ ہوگا حضرت ابوہریرہ کہتے ہین ہمنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ اس فتنہ کے متعلق کیا حکم دیتے ہین آپنے فرمایا کہ تم اُسوقت اپنے سردار اور اُنکے اصحاب کے ساتھ رہنا اور آپنے حضرت عثمان کی جانب اشارہ فرمایا۔ اور امام احمد نے کثیر بن صلت سے روایت کی ہو وہ کہتے تھے کہ جسدن حضرت عثمان شہید ہونگے دیر (کچھ دیر) سوگئے پھر بیدار ہوکر فرمایا کہ اگر مجھے یہ اندیشہ نہو تا کہ لوگ کہینگے کہ عثمان نے خود اس فتنہ کی تمنا کی تو مین ضرور تمسے (ایک بات) بیان کرتا ہمنے کہا اللہ آپکی حالت درست کرے آپ ہمسے بیان فرمائین ہم وہ بات نہ کہینگے جو اور لوگ کہتے ہین حضرت عثمان نے فرمایا کہ مین نے ابھی (حالت خواب مین) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپنے فرمایا کہ اے عثمان تم آج جمعہ مین ہمارے پاس آجاؤ گے اور (امام) احمد نے نائلہ بنت فرافصہ زوجہ حضرت عثمان بن عفان سے روایت کی ہو وہ کہتی تھین کہ امیر المؤمنین عثمان پر نیند کا غلبہ ہوا اور وہ سوگئے جب بیدار ہوے تو فرمایا بیشک میری قوم مجھے قتل کریگی مین نے کہا ایسا ہرگز نہوگا انشاء اللہ کیونکہ (اب) آپکی رعایا آپسے خوش ہوگئی آپنے فرمایا نہین (یہ تو ضرور ہونا ہو کیونکہ) مین نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو ابھی خواب مین دیکھا ہو اور حضرت ابوبکر و عمر کو بھی دیکھا ہو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھسے ارشاد فرمایا کہ (اے عثمان) آج تم ہمارے پاس روزہ افطار کروگے۔

مسند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ (۳۶ روایت)

{شرائط خلافت} (امام) احمد نے عبدالملک بن عمیر سے اُنھون نے عمارہ بن رُوَیبہ سے اُنھون نے حضرت علی بن ابی طالب سے روایت کی ہو حضرت علی فرماتے تھے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم (کی زبان مبارک) سے میرے کانون نے سنا اور میرے دل نے یاد کرلیا (آپ فرماتے تھے کہ) سب لوگ قریش کے تابع ہین نیک لوگ انکے نیکون کے تابع ہین اور بُرے لوگ انکے برون کے تابع ہین اور ابو یعلے نے حضرت علی سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک روز خطبہ پڑھا اسمین فرمایا کہ اے لوگو آگاہ رہو سردار قریش سے ہونا چاہیے آگاہ رہو سردار قریش سے ہونا چاہیے آگاہ رہو سردار قریش سے ہونا چاہیے جبتک وہ تین (صفتین) کو قائم رکھین حاکم بنائے جائین تو عدل کرین اور وعدہ کرین تو اسکو پورا کرین اور ان سے رحم کی خواہش کیجائے تو رحم کرین اور جو کوئی انمین ایسا نکریگا تو اسپر خدا کی اور فرشتون کی اور سب لوگون کی لعنت ہو۔ {شیخین کی افضلیت کا بیان جو حضرت علی سے بتواتر ثابت ہو مرفوعاً بھی اور موقوفاً بھی اگرچہ یہ مسئلہ (افضلیت شیخین کا) تمام اہل حق کا مذہب ہو مگر صحابہ مین سے کسی نے اس مسئلہ کو حضرت علی مرتضے کیطرح پوری تصریح اور ضبط کے ساتھ بیان نہین کیا چنانچہ اس مسئلہ مین انکی مرفوع حدیث یہ ہو کہ ابوبکر اور عمر پیران اہل جنت کے سردار ہین یہ حدیث متعدد سندون کے ساتھ حضرت علی سے مروی ہو چنانچہ} شعبی نے حارث سے اُنھون نے حضرت علی سے نقل کیا ہو

بن الصلت قال اغفی عثمان فی الیوم الذی قتل فیہ فاستیقظ فقال لولا ان یقول الناس تمنی عثمان الفتنۃ لحدثتکم قال قلنا اصلحک اللہ فحدثنا فلسنا نقول ما یقول الناس فقال انی رأیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی منامی ھذا فقال انک شاھد معنا الجمعۃ واخرج احمد عن نائلۃ بنت الفرافصۃ امرأۃ عثمان بن عفان قالت نعس امیر المؤمنین عثمان فاغفی فاستیقظ فقال لیقتلنی القوم قلت کلا ان شاء اللہ لم یبلغ ذلک ان رعیتک استعتبوک قال انی رأیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی منامی وابابکر وعمر فقال تفطر عندنا اللیلۃ ومن مسند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اما شروط خلافت فقد اخرج احمد عن عبد الملک بن عمیر عن عمارۃ بن رُوَیبۃ عن علی بن ابی طالب قال سمعت اُذُنای ووعاہ قلبی من رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الناس تبع لقریش صالحھم تبع لصالحھم وشرارھم تبع لشرارھم واخرج ابو یعلے عن علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطب الناس [illegible] فقال الا ان الامراء من قریش الا ان الامراء من قریش الا ان الامراء من قریش ما اقاموا بثلث [illegible] فعدلوا و [illegible] فوفوا [illegible] فمن لم یفعل [illegible] لعنۃ اللہ والملئکۃ [illegible] اجمعین [illegible] الحدیث

[illegible] مسئلہ مذہب جمیع اہل حق است اما کسے از صحابہ آنرا بصریح تر و محکم تر [illegible] علی مرتضے [illegible]

اخرجه الترمذي وابن ماجة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال ابوبكر وعمر سيدا كهول اهل الجنة من الاولين والآخرين ما خلا النبيين والمرسلين لا تخبرهما يا علي

جسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہی کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر اور عمر انبیا اور مرسلین کے سوا باقی تمام پیران اہل جنت کے کیا اگلے اور کیا پچھلے سب کے سردار ہین۔ ای علی تم اُن دونون کو اسکی خبر نہ دینا اور اولاد حضرت حسن نے بھی اسکو حضرت علی سے روایت کیا ہی جسکو عبداللہ بن احمد نے زوائد مسند مین حسن بن زید بن حسن سے نقل کیا ہی کہ زید بن حسن (مثنیٰ) کہتے تھے مجھسے میرے والد نے بیان کیا وہ اپنے والد (حضرت حسن) سے وہ حضرت علی سے روایت کرتے تھے وہ فرماتے تھے کہ مین نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر تھا کہ اتنے مین ابوبکر اور عمر تشریف لائے تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے (مجھسے خطاب کرکے) فرمایا کہ ای علی یہ دونون انبیا اور مرسلین کے بعد جملہ اہل جنت کے بوڑھون کے اور جوانون کے سردار ہین اور اولاد حضرت حسین بن علی نے بھی اسکو حضرت علی سے روایت کیا ہی (جسے ترمذی نے زہری سے انھون نے حضرت علی بن ابی طالب سے نقل کیا ہی کہ وہ کہتے تھے (ایک دفعہ) مین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا کہ ابوبکر اور عمر تشریف لائے (تو انھین دیکھکر) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دونون بجز انبیا اور مرسلین کے باقی سب اگلے اور پچھلے پیران اہل جنت کے سردار ہین ای علی تم انکو (اسکی) خبر نہ دینا} اور صحابہ نے بھی (اس روایت مین حضرت علی کی موافقت کی ہی چنانچہ} ترمذی نے حضرت انس سے روایت کی ہی وہ کہتے تھے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی شان مین فرمایا ہی کہ یہ دونون اہل جنت کے اگلے اور پچھلے لوگون مین بوڑھون کے سردار ہین ای علی تم ان دونون کو اسکی خبر نکرنا۔ اور ابن ماجہ نے ابو جحیفہ سے روایت کرکے کہا ہی کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوا انبیا و مرسلین کے جنت کے سب اگلے اور پچھلون مین بوڑھون کے سردار ابوبکر اور عمر ہین} اور اس مسئلہ مین حضرت علی کی موقوف حدیث یہ ہی کہ اس امت کے سب لوگون سے بہتر ابوبکر اور عمر ہین اس حدیث کو (علی مرتضے سے) بہت زیادہ لوگون نے روایت کیا ہی منجملہ اُنکے حضرت علی کے بیٹے محمد بن حنفیہ کی روایت ہی (جسے امام بخاری اور ابوداؤد بروایت سفیان ثوری جامع بن راشد سے نقل کرتے ہین کہ وہ کہتے تھے ہمسے ابو یعلے نے محمد بن حنفیہ سے روایت کرکے بیان کیا کہ وہ کہتے تھے مین نے اپنے والد (حضرت علی) سے پوچھا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد بہتر کون ہی انھون نے فرمایا ابوبکر پھر مین نے پوچھا کہ انکے بعد کون فرمایا عمر۔ پھر مین ڈرا کہ اسکے بعد عثمان کو نہ ذکر کرین (لہذا) مین نے کہا کہ پھر (ان دونون کے بعد) آپ ہین فرمایا نہین مین تو مسلمانون مین سے ایک شخص ہون اور منجملہ انکے عبداللہ بن سلمہ نے حضرت علی سے روایت کی ہی (جسے) ابن ماجہ نے عبداللہ بن سلمہ سے نقل کیا ہی کہ وہ کہتے تھے مین نے حضرت علی سے سنا کہ فرماتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر ابوبکر ہین بعد ابوبکر کے بعد سب سے بہتر عمر ہین اور منجملہ انکے علقمہ بن قیس نے حضرت علی سے روایت کی

ومن طريق ولد الحسن بن علي اخرجه ابن احمد في زوائد المسند عن الحسن بن زيد بن حسن قال حدثني ابي عن ابيه عن علي قال كنت عند النبي صلى الله عليه وسلم فاقبل ابوبكر وعمر فقال يا علي هذان سيدا كهول اهل الجنة وشبابها بعد النبيين والمرسلين ومن طريق ولد حسين بن علي اخرجه الترمذي عن الزهري عن علي بن حسين عن علي بن ابي طالب قال كنت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم اذ اطلع ابوبكر وعمر فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم هذان سيدا كهول اهل الجنة من الاولين والآخرين الا النبيين والمرسلين يا علي لا تخبرهما ووافق عليا رضي الله عنه غيره من الصحابة فقد اخرجه الترمذي عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لابي بكر وعمر هذان سيدا كهول اهل الجنة من الاولين والآخرين لا تخبرهما يا علي واخرجه ابن ماجة عن ابي جحيفة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ابوبكر وعمر سيدا كهول اهل الجنة من الاولين والآخرين الا النبيين والمرسلين ومن موقوفه خير هذه الامة ابوبكر ثم عمر وآنرا جمعے کثیر روایت کردہ اند من رواية ابنه محمد بن الحنفية عنه اخرجه البخاري وابوداود من طريق سفيان الثوري عن جامع بن راشد قال حدثنا ابو يعلى عن محمد بن الحنفية قال قلت لابي اي الناس خير بعد النبي صلى الله عليه وسلم قال ابوبكر قلت ثم من قال ثم عمر وخشيت

ان يقول عثمان قلت ثم انت قال ما انا الا رجل من المسلمين ومن رواية عبدالله بن سلمة عنه اخرجه ابن ماجة عن عبدالله [illegible]

[illegible] يقول خير الناس بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم ابوبكر [illegible]

رجسے امام احمد نے نقل کیا ہو اور منجملہ انکے حضرت علی کے علمبردار عبد خیر نے حضرت علی سے روایت کی ہو۔ عبد خیر سے متعدد راویون نے اسکو نقل کیا ہی (چنانچہ) حبیب ابن ابی ثابت نے عبد خیر سے روایت کی ہو وہ کہتے تھے کہ مین نے حضرت علی سے سنا کہ آپ منبر پر فرماتے تھے (اے لوگو) کیا مین تمھین اس شخص کو جو امت مین نبی کے بعد سب سے بہتر ہو نہ بتا دون پھر انھون نے حضرت ابوبکر کو ذکر کیا پھر فرمایا کیا مین دوسرے شخص کو بھی نہ بتا دون (جو انکے بعد سب سے بہتر ہین) پھر حضرت عمر کو ذکر کیا پھر فرمایا کہ اگر مین چاہون تو تمھین تیسرے شخص کے نام سے بھی آگاہ کر دون پھر کر آپنے سکوت کیا (آپکے سکوت کرنے سے) ہم لوگون نے سمجھا کہ آپ اپنے کو مراد لیتے ہین مگر اپنی زبان سے کہنا پسند نہین کرتے) سعید کہتے ہین مین نے عبد خیر سے پوچھا کہ کیا خود تمنے حضرت علی کو یہ کہتے ہوے سُنا ہو انھون نے کہا ہان رب کعبہ مین نے سُنا ہو اور اگر نہ سُنا ہو تو (خدا کرے) میرے (یہ) دونون (کان) بہرے ہوجائین اور (چنانچہ) عطا ابن سائب نے عبد خیر سے انھون نے حضرت علی سے روایت کی ہو کہ آپنے فرمایا کیا مین تمھین نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد بہترین امت سے آگاہ نکردون (سنو وہ) ابوبکر ہین اور بہترین امت ابوبکر کے بعد عمر ہین پھر اللہ بہترین امت جسے چاہے بنائے اور (چنانچہ) مسیب بن عبد خیر سے مروی ہو وہ اپنے الد سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ حضرت علی نے کھڑے ہوکر (ہم لوگون مین) فرمایا کہ اس امت مین سب سے بہتر نبی کے بعد ابوبکر اور عمر ہین اور ہمنے تو انکے بعد بہت سے نئے کام کیے ہین اللہ جو چاہے انکے متعلق حکم دے اور (چنانچہ) ابو اسحاق نے عبد خیر سے انھون نے حضرت علی سے روایت کی ہو کہ اس امت مین نبی کے بعد سب سے بہتر ابوبکر اور عمر ہین اور (منجملہ انکے) ابو جحیفہ نے حضرت علی سے روایت کی ہو ابو جحیفہ سے بھی متعدد راویون نے اسکو نقل کیا ہو (چنانچہ) ابن ابی النجود سے مروی ہو وہ زر بن حُبیش سے وہ ابو جحیفہ سے روایت کرتے ہین کہ وہ کہتے تھے مین نے حضرت علی سے سُنا کہ وہ فرماتے تھے کیا مین تمھین اُس شخص سے آگاہ نکردون جو امت مین نبی کے بعد سب سے بہتر (سنو) وہ ابوبکر ہین پھر فرمایا کیا مین تمھین اُس شخص سے آگاہ نکردون جو ابوبکر کے بعد بہترین امت ہو (سنو) وہ عمر ہین اور (جیسا کہ) امام شعبی سے روایت ہو وہ کہتے ہین مجھسے ابو جحیفہ نے جنکا نام حضرت علی نے وہب خیر رکھا تھا بیان کیا وہ کہتے تھے کہ حضرت علی نے مجھسے فرمایا اے ابو جحیفہ کیا مین تمھین آگاہ نکردون ایسے شخص سے جو اس امت مین نبی کے بعد سب مین افضل ہو مین نے کہا (ضرور آگاہ کیجیے) ابو جحیفہ کہتے ہین مجھے اسکا گمان بھی نتھا کہ کوئی شخص حضرت علی سے افضل ہوگا (مگر میرے گمان کے خلاف) انھون نے فرمایا کہ نبی کے بعد سب سے افضل ابوبکر ہین اور ابوبکر کے بعد عمر ہین اور ان دونون کے بعد ایک تیسرا شخص ہو مگر حضرت علی نے اُس تیسرے کا نام نہ بتایا اور (جیسا کہ) ابو اسحاق نے ابو جحیفہ سے روایت کرکے بیان کیا ہو کہ حضرت علی نے فرمایا اس امت مین سب سے بہتر نبی کے بعد ابوبکر اور انکے بعد عمر ہین اور اگر مین چاہون تو تمھین تیسرے شخص کے نام

ومن رواية عبد خير ... صاحب راية علي عنه وفي طرقها العدد فقد روى عنه حبيب بن ابي ثابت عن عبد خير قال سمعت علياً يقول على المنبر الا اخبركم بخير هذه الامة بعد نبيها قال فذكر ابا بكر ثم قال الا اخبركم بالثاني قال فذكر عمر قال لو شئت لانبأتكم بالثالث قال وسكت فرأينا انه يعني نفسه قال سعيد فقلت انت سمعت علياً يقول هذا قال نعم ورب الكعبة والا صمتا وروى عطاء بن السائب عن عبد خير عن علي قال الا اخبركم بخير هذه الامة بعد نبيها ابو بكر وخيرها بعد ابي بكر عمر ثم يجعل الله الخير حيث احب وروى عن المسيب بن عبد خير عن ابيه قال قام علي فقال خير هذه الامة بعد نبيها ابو بكر وعمر وانا قد احدثنا بعدهم احداثاً يقضي الله فيها ما يشاء وعن ابي اسحق عن عبد خير عن علي خير هذه الامة بعد نبيها ابو بكر وعمر ومن رواية ابي جحيفة عنه وفي طرقها العدد عن عاصم بن ابي النجود عن زر يعني ابن حبيش عن ابي جحيفة قال سمعت علياً يقول الا اخبركم بخير هذه الامة بعد نبيها ابو بكر ثم قال الا اخبركم بخير هذه الامة بعد ابي بكر عمر وعن الشعبي قال حدثني ابو جحيفة الذي كان علي يسميه وهب الخير قال قال علي يا ابا جحيفة الا اخبرك بافضل هذه الامة بعد نبيها قال قلت بلى ولم اكن ارى ان احداً افضل منه ... الامة بعد نبيها ابو بكر وبعد ابي بكر عمر وبعدهما آخر ثالث ولم يسمه وعن ابي اسحاق عن ابي جحيفة ... هذه الامة بعد نبيها ابو بكر وبعد ابي بكر عمر ولو شئت اخبرتكم بالثالث

وعن عون بن ابی جحیفۃ قال کان ابی من شرط علی وکان تحت المنبر فحدثنی ابی انہ صعد المنبر یعنی علیًا فحمد اللہ واثنی علیہ وصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال خیر ہذہ الامۃ بعد نبیہا ابوبکر والثانی عمر وقال یجعل اللہ الخیر حیث احب وعن سفیان الثوری عن الاسود بن قیس عن رجل عن علی انہ قال یوم الجمل ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یعہد الینا عہدًا ناخذ بہ فی امارۃ ولکنہ شیٔ رأیناہ من قبل انفسنا ثم استخلف ابوبکر رحمۃ اللہ علی ابی بکر فاقام واستقام ثم استخلف عمر رحمۃ اللہ علی عمر فاقام واستقام حتی ضرب الدین بجرانہ اخرج ہذہ الروایات کلہا احمد ومن روایۃ مسعر بن کدام عن عبد الملک بن میسرۃ عن النزال بن سبرۃ عن علی قال خیر ہذہ الامۃ بعد نبیہا ابوبکر وعمر اخرجہ ابو عمر فی الاستیعاب ومن موقوفہ ایضًا سبق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصلی ابوبکر وثلث عمر اخرجہ الحاکم عن قیس المحاربی قال سمعت علیًا یقول سبق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصلی ابوبکر وثلث عمر ثم خبطتنا فتنۃ ویعفو اللہ عمن یشاء وعن الشعبی عن ابی وائل قال قیل لعلی بن ابی طالب الا تستخلف علینا قال ما استخلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاستخلف ولکن ان یرد اللہ بالناس خیرًا فسیجمعہم بعدی علی خیرہم ومن موقوفہ المشتمل علی المرفوع ما اخرجہ البخاری وغیرہ عن ابن ابی ملیکۃ انہ سمع ابن عباس یقول وضع عمر رضی اللہ عنہ علی سریرہ فتکنفہ الناس یدعون ویصلون قبل ان یرفع وانا فیہم

آگاہ کردون اور (جیساکہ) عون بن ابی جحیفہ سے روایت ہی عون کہتے ہین کہ میرے والد حضرت علی کے سپاہیون مین تھے اور وہ منبر کے قریب ہی تھے (وہ بیان کرتے تھے کہ) حضرت علی منبر پر رونق افروز ہوے اور اُنھون نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور نبی صلے اللہ علیہ سلم پر درود بھیجا پھر فرمایا کہ بہترین اُمت نبی کے بعد ابوبکر ہین اور دوسرے (درجہ مین) عمر ہین اور فرمایا کہ (اُنکے بعد) اللہ جسکو چاہیگا بہترین امت بنائیگا۔[1] اور سفیان ثوری نے اسود بن قیس سے اُنھون نے ایک شخص سے اُنھون نے حضرت علی سے روایت کی ہی وہ کہتے تھے کہ حضرت علی نے بروز جنگ جمل فرمایا کہ دربارۂ امارت (وخلافت) نبی صلے اللہ علیہ سلم نے ہمکو کچھ وصیت نہین کی کہ ہم مطابق اسکے عمل کرین بلکہ یہ ایسی بات تھی کہ ہم سبنے اپنی ذاتی رای سے اُسکو ضروری سمجھا چنانچہ ابوبکر خلیفہ کیے گئے خدا انپر رحمت نازل فرمائے اُنھون نے (کما حقہ) اقامت (دین) فرمائی اور خود بھی راہ مستقیم پر رہے پھر حضرت عمر خلیفہ بنائے گئے اللہ انپر رحم کرے اُنھون نے (بھی کما حقہ دین کی) اقامت فرمائی اور خود بھی مستقیم رہے یہانتک کہ رکھدیا دین (اسلام) نے (زمین پر) جِران اپنا یعنی کمال قوت کو پہونچگیا۔ ان سب روایتون کو (امام) احمد نے نقل کیا ہی[2] اور مسعر بن کدام نے عبد الملک بن میسرہ سے اُنھون نے نزال بن سبرہ سے اُنھون نے حضرت علی سے روایت کی ہی کہ آپنے فرمایا بہترین امت نبی کے بعد ابوبکر اور عمر ہین۔ اس حدیث کو ابو عمر نے (اپنی کتاب) استیعاب مین روایت کیا ہی[3] نیز حضرت علی کی موقوف روایتون سے یہ روایت ہی کہ حضرت علی فرماتے تھے (فضیلت کے میدان مین) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سبسے آگے بڑھگئے پھر اُنکے پیچھے حضرت ابوبکر ہوے پھر تیسرے درجہ مین حضرت عمر چنانچہ حاکم نے قیس محاربی سے روایت کی ہی وہ کہتے تھے کہ مین نے حضرت علی سے سنا کہ آپ فرماتے تھے (میدان فضیلت مین) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سبسے آگے رہے پھر اُنکے پیچھے ابوبکر پھر عمر پھر ہمین فتنہ نے بدحواس کردیا اور (اس فتنہ مین) جسسے اللہ چاہے درگذر فرمائے (اور جسسے چاہے مواخذہ کرے)[1] اور امام شعبی سے روایت ہی وہ ابو وائل سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ حضرت علی ابن ابی طالب سے کہا گیا کہ آپ ہم (لوگون) پر کسی کو خلیفہ کیون نہین بناتے آپنے جواب دیا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی کو اپنا خلیفہ نہین بنایا تاکہ مین (بھی کسی کو) خلیفہ بناؤن ولیکن اگر خدا کو لوگون کے ساتھ بھلائی منظور ہوگی تو وہ عنقریب میرے بعد سب کو کسی ایسے شخص پر متفق کردیگا جو سب مین بہتر ہوگا[2] اور منجملہ ان موقوف روایتون کے جو مرفوع پر مشتمل ہین وہ روایت ہی (جسے) بخاری وغیرہ نے ابن ابی ملیکہ سے روایت کیا ہی وہ کہتے تھے مین نے حضرت ابن عباس سے سُنا وہ کہتے تھے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ (غسل وتکفین کے بعد) چارپائی پر رکھے گئے تو قبل اسکے کہ اُنکا جنازہ اُٹھایا جائے (چارون طرف) لوگون نے اُنھین گھیر لیا سب اُنکے لیے دعای رحمت کرتے تھے اور مین بھی اُن لوگون مین تھا (اسوقت) یکایک

خلفه يقول الا رجل اخذ منكبي فاذا على رضى الله عنه فترحم على عمر وقال ما خلفت احدا احب الى ان القى الله بمثل عمله منك وايم الله
ان كنت لاظن ان يجعلك الله مع
صاحبيك وحسبت انى كنت كثيرا
اسمع النبي صلى الله عليه وسلم يقول
ذهبت انا وابوبكر وعمر ودخلت انا وابوبكر
وعمر وآخرج احمد عن نافع عن ابن عمر قال
وضع عمر بن الخطاب بين المنبر والقبر
فجاء على بن ابى طالب حتى قام بين يدى
الصفوف فقال هو هذا ثلث مرات ثم قال
رحمة الله عليك ما من خلق الله احد احب
الى من ان القاه بصحيفته بعد صحيفة النبى
صلى الله عليه وسلم من هذا المسجى
عليه ثوبه وآخرج احمد عن عون بن ابى جحيفة
عن ابيه قال كنت عند عمر وهو مسجى ثوبه
قد قضى نحبه فجاء على فكشف الثوب
عن وجهه ثم قال رحمة الله عليك
ابا حفص فوالله ما بقى بعد رسول الله
صلى الله عليه وسلم احد احب الى ان
القى الله بصحيفته منك وآخرج الحاكم
عن سفيان بن عيينة عن جعفر بن محمد
عن ابيه عن جابر بن عبد الله ان عليا
دخل على عمر وهو مسجى فقال صلى الله
عليك ثم قال ما من الناس احد
احب الى ان القى الله بما فى صحيفته من هذا
المسجى وآخرج محمد فى كتاب الآثار
عن ابى حنيفة عن محمد بن على
مرسلا نحوا من ذلك اما بيان آنكه
ہر کہ مرتضی را تفضیل دہد بر شیخین مبتدع
ست و مستحق تعزیر فقد اخرج ابو عمر فى
الاستيعاب عن الحكم بن جحل قال قال
على لا يفضلنى احد على ابى بكر وعمر
الا جلدته حد المفترى وقال ابو القاسم الطلحى فى كتاب السنة له اخبرنا ابوبكر بن مردويه قال حدثنا سليمان بن احمد ثنا الحسن بن منصور الرمانى ثنا داود بن معاذ ثنا
ابو سلمة العتكى عبد الله بن عبد الرحمن عن سعيد بن ابى عروبة عن منصور بن المعتمر عن علقمة قال بلغ عليا ان اقواما يفضلونه على ابى بكر وعمر

اچانک کسی نے (پیچھے سے آکر میرے) دونون شانے پکڑ لیے مین نے دیکھا تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے انھون نے
حضرت عمر کے لیے دعا کی اور (بکمال حسرت و افسوس) فرمایا کہ (ای عمر) آپنے اپنے بعد کسی ایسے شخص کو نہ چھوڑا کہ اُسکے جیسے
اعمال نامہ کے ساتھ خدا سے ملنا آپ (کے اعمالنامہ) سے زیادہ مجھے محبوب ہو قسم خدا کی مجھے یہی خیال تھا کہ اللہ آپکو آپکے دونون
ساتھیون کے ساتھ کردیگا کیونکہ مین اکثر (اوقات) نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا کرتا تھا کہ آپ فرماتے تھے مین گیا
اور ابوبکر اور عمر۔ اور مین داخل ہوا اور ابوبکر اور عمر۔ اور مین نکلا اور ابوبکر اور عمر (غرضکہ ہر کام مین آپ دونون کو اپنے
ساتھ شریک کرلیا کرتے تھے) اور[22] (امام) احمد نے نافع سے انھون نے (عبداللہ) بن عمر سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے
کہ جب لوگون نے حضرت عمر بن خطاب کے جنازے کو (نماز پڑھنے کے لیے) منبر اور قبر (نبوی) کے درمیان رکھا تو حضرت
علی بن ابی طالب تشریف لائے اور صفون کے درمیان کھڑے ہوے اور فرمایا کہ یہ وہی ہین اس کلمہ کو تین بار فرمایا پھر
فرمایا (ای عمر) آپ پر خدا کی رحمت (نازل) ہو (ای لوگو) خلق اللہ مین سے مجھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اعمالنامہ کے بعد
اس شخص کے اعمالنامہ سے زیادہ جو کپڑون مین ڈھکا ہوا ہے کسی دوسرے کے جیسے اعمالنامہ کے ساتھ خدا سے ملنا محبوب
نہ تھا اور[23] (امام) احمد نے عون بن ابی جحیفہ سے انھون نے اپنے والد سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ مین حضرت عمر کا جنازہ کے
پاس تھا انکو بعد وفات کے چادر اُڑھا دیگئی تھی کہ اتنے مین حضرت علی تشریف لائے اور حضرت عمر کے مونھ پر سے کپڑا
ہٹایا پھر فرمایا کہ ای ابوحفص آپ پر خدا کی رحمت ہو قسم خدا کی کہ اس شخص سے زیادہ جو چادر اوڑھے ہوے لیٹا ہے کوئی ایسا
نہین ہے جسکے ایسے اعمالنامہ کے ساتھ خدا سے ملنا مجھے محبوب ہو۔ اور[24] حاکم نے سفیان بن عیینہ سے انھون نے
جعفر (صادق) بن محمد (باقر) سے انھون نے اپنے والد سے انھون نے حضرت جابر سے روایت کی ہے کہ حضرت علی حضرت عمر کے
(جنازہ) کے پاس گئے اس حال مین کہ اُنکے جسم پر کپڑا پڑا ہوا تھا حضرت علی نے کہا اللہ آپ پر رحمت نازل کرے
بعد اسکے فرمایا (ای لوگو) اب کوئی ایسا نہین ہے کہ اُسکے جیسے اعمالنامہ کے ساتھ خدا سے ملنا اس چادر پوش کے
اعمالنامہ سے زیادہ مجھے محبوب ہو اور[25] (امام) محمد نے کتاب الآثار مین (امام) ابوحنیفہ سے انھون نے محمد بن علی یعنی
امام باقر سے بطور مرسل مثل روایت گذشتہ کے نقل کیا ہے {جو شخص علی مرتضے کو شیخین پر فضیلت دے اسکا (بحکم علی
علی مرتضے) بدعتی و مستحق تعزیر ہونا} ابو عمر[26] نے استیعاب مین حکم بن جحل سے روایت کرکے بیان کیا ہے کہ حضرت علی
فرماتے تھے جو شخص مجھے ابوبکر اور عمر پر فضیلت دیگا مین اسکو مفتری کی حد (یعنی اسی درہ) مارونگا ابو القاسم[27] طلحی
اپنی (کتاب) کتاب السنہ مین کہتے ہین کہ ہمین ابوبکر بن مردویہ نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمسے سلیمان بن احمد نے بیان کیا
وہ کہتے تھے ہمسے حسن بن منصور رمانی نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہمسے داؤد بن معاذ نے بیان کیا وہ کہتے تھے
ہمسے ابوسلمہ عتکی یعنی عبداللہ بن عبدالرحمن نے سعید بن ابی عروبہ سے انھون نے منصور بن معتمر سے انھون نے
علقمہ سے روایت کرکے بیان کیا کہ حضرت علی کو یہ خبر پہونچی کہ کچھ لوگ انھین حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سے افضل

جانتے ہین تو آپ منبر پر چڑھے اور اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا اے لوگو مجھے خبر پہونچی ہے کہ بعضے لوگ مجھے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر پر فضیلت دیتے ہین اور اگر مجھے پہلے کبھی یہ خبر مل چکی ہوتی اور مین اسکی ممانعت کا اعلان دے چکا ہوتا اسکے بعد آج پھر مجھے یہ خبر ملتی تو مین اسپر سزا دیتا لہذا آج کے بعد اگر مین یہ بات کسی سے سنونگا تو وہ کہنے والا مفتری ہے اسپر مفتری کی حد ہے پھر آپنے فرمایا کہ اس امت کے بہترین اشخاص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابو بکر پھر عمر ہین انکے بعد اللہ جانے بہترین امت کون ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ اُس مجلس مین حضرت حسن بن علی تھے وہ فرماتے تھے کہ اگر حضرت علی تیسرے شخص کا نام لیتے تو ضرور حضرت عثمان کا نام لیتے اور ابو القاسم نے حضرت علی کے علمبردار یعنی عبد خیر سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت علی نے فرمایا کہ مین تمھین اُس شخص سے آگاہ نکردون جو اس امت مین نبی کے بعد سب سے پہلے جنت مین داخل ہوگا اسپر کسی نے کہا ہان اے امیر المومنین (ہمین ضرور آگاہ فرمائیے) حضرت علی نے فرمایا (وہ) ابو بکر ہین۔ پھر عمر کسی نے کہا اے امیر المومنین کیا وہ دونون آپ سے پہلے جنت مین جائینگے حضرت علی نے فرمایا ہان قسم اُس ذات کی جسنے دانہ سے درخت نکالا اور روح کو پیدا کیا بیشک یہ دونون جنت مین داخل ہونگے اس حال مین کہ مین معاویہ کے ساتھ (موقف) حساب مین رکا ہوا ہونگا {حضرت علی کی وہ حدیث جو شیخین کے جنتی ہونے کی بشارت پر دلالت کرتی ہے} بخاری نے بروایت حسن بن محمد بن علی نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حاطب بن ابی بلتعہ کے واقعہ مین فرمایا کہ وہ (یعنی حاطب جنگ بدر مین شریک ہوے ہین اور کیا تمھین نہین معلوم کہ اللہ تعالی اہل بدر کے انجام سے مطلع ہے اور اُسنے فرمادیا کہ (اے اہل بدر) جو چاہو کرو مین نے تمھین بخشدیا {حضرت علی کی وہ حدیث جو شیخین کے سابقین مقربین ہونے پر دلالت کرتی ہے} ترمذی نے حضرت علی سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کے سات نجبا اور رُقبا ہوتے ہین مگر مجھے چودہ (نجبا اور رقبا) عطا ہوے ہین ہم لوگون نے (حضرت علی) سے پوچھا کہ وہ کون ہین اُنھون نے فرمایا کہ مین اور میرے دونون بیٹے (حسن اور حسین) اور جعفر اور حمزہ اور ابو بکر اور عمر اور مصعب بن عمیر اور بلال اور سلمان (فارسی) اور عمار اور عبد اللہ بن مسعود اور ابو ذر اور مقداد (رضی اللہ عنہم اجمعین) {حضرت علی کی وہ حدیث جس سے شیخین کی خلافت پر استدلال کیا جاتا ہے بوجہ اسکے کہ اسمین شیخین کے ساتھ ولیعہدی کا برتاؤ مذکور ہے} حاکم نے ابو اسحق سے اُنھون نے زید بن یثیع سے اُنھون نے حضرت علی سے روایت کی ہے کہ حضرت علی فرماتے تھے لوگون نے کہا یا رسول اللہ ہم آپکے بعد کسے سردار بنائین۔ آپنے فرمایا اگر تم ابو بکر کو سردار بناؤگے تو تم اُنھین ہدایت کرنیوالا اور امانت دار دنیا سے بے پروا آخرت کی جانب رغبت کرنیوالا پاؤگے اور اگر تم عمر کو سردار بناؤگے تو تم اُنھین (ایک ایسا) قوی امانت دار پاؤگے کہ جو اللہ کے حقوق بجالانے مین کسی ملامت کرنیوالے کی ملامت سے نہین ڈرتا اور اگر تم علی کو سردار بناؤگے اور مین نہین جانتا کہ تم

فصعد المنبر فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال ایہا الناس انہ بلغنی ان قوما یفضلونی علی ابی بکر وعمر ولو کنت تقدمت فیہما لعاقبت فیہ فمن سمعتہ بعد ہذا الیوم یقول ہذا فہو مفتر علیہ حد المفتری ثم قال ان خیر ہذہ الامۃ بعد نبیہا ابو بکر ثم عمر ثم اللہ اعلم بالخیر بعد قال وفی المجلس الحسن بن علی فقال واللہ لو سمی الثالث لسمی عثمان واخرج ابو القاسم عن عبد خیر صاحب لواء علی ان علیا قال الا اخبرکم باول من یدخل الجنۃ من ہذہ الامۃ بعد نبیہا فقیل لہ بلی یا امیر المؤمنین قال ابو بکر ثم عمر قیل فتدخلانہا قبلک یا امیر المؤمنین فقال علی ای والذی فلق الحبۃ وبرأ النسمۃ لیدخلانہا وانی لمع معاویۃ موقوف فی الحساب فیما یدل علی بشارتہما بالجنۃ من حدیثہ اخرج البخاری من حدیث الحسن بن محمد بن علی انہ سمع عبید اللہ بن ابی رافع کاتب علی عن علی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فی قصۃ حاطب بن ابی بلتعۃ انہ قد شہد بدرا وما یدریک لعل اللہ اطلع علی اہل بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم وفیما یدل علی کونہما من السابقین المقربین من حدیثہ اخرج الترمذی عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لکل نبی سبعۃ نجباء رقباء واعطیت اربعۃ عشر قلنا من ہم قال انا وابنای وجعفر وحمزۃ وابو بکر وعمر ومصعب بن عمیر وبلال وسلمان وعمار وعبد اللہ بن مسعود وابو ذر والمقداد اما استدلال بر خلافت شیخین از جہت معاملہ منتظر الامارۃ من حدیثہ اخرج الحاکم عن ابی اسحق عن زید بن یثیع عن علی قال قیل یا رسول اللہ من نؤمر بعدک قال ان تؤمروا ابا بکر تجدوہ ہادیا امینا زاہدا فی الدنیا راغبا فی الآخرۃ وان تؤمروا عمر تجدوہ قویا امینا لا یخاف فی اللہ لومۃ لائم وان تؤمروا علیا [illegible]

[illegible]

فاطلبن فهد وعهدا يامهديا يا خذ بكم الطريق المستقيم وآما استدلال بر خلافت شیخین از جهت تعریض جلی من حدیثه واخرج الترمذی من

قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم رحم الله ابابکر زوجنی ابنته وحملنی الی دار الهجرة واعتق بلالا من ماله رحم الله عمر یقول الحق وان کان مرا ترکه الحق وماله صدیق رحم الله عثمان تستحییه الملائکة رحم الله علیا اللهم ادر الحق معه حیث دار

اما استدلال بر خلافت صدیق از جهت تفویض امامت صلوٰة بار فاخرج ابو عمر فی الاستیعاب عن الحسن البصری عن قیس بن عباد قال قال لی علی بن ابی طالب ان رسول الله صلی الله علیه وسلم مرض لیالی وایاما ینادی بالصلوٰة فیقول مروا ابابکر یصلی بالناس فلما قبض رسول الله صلی الله علیه وسلم نظرت فاذا الصلوٰة علم الاسلام وقوام الدین فرضینا لدنیانا من رضی رسول الله صلی الله علیه وسلم لدیننا فبایعنا ابابکر واما ثناءه علی الصدیق بعد موته ذکر ابو عمر فی ترجمة اسید بن صفوان انه ادرک رسول الله صلی الله علیه وسلم وروی عن علی حدیثا حسنا فی ثنائه علی ابی بکر یوم مات رواه عمر بن ابراهیم بن خالد عن عبد الملک بن عمیر عن اسید بن صفوان وکان قد ادرک النبی صلی الله علیه وسلم قال لما قبض ابوبکر رحمه الله وسجی بثوبه ارتجت المدینة بالبکاء ودهش القوم کیوم قبض رسول الله صلی الله علیه وسلم وجاء علی بن ابی طالب باکیا مسترجعا ... حتی وقف علی باب البیت فقال رحمک الله یا ابابکر وذکر الحدیث بطوله ثم وجدت هذا الحدیث فی الریاض النضرة هکذا ... قال لما قبض ابوبکر سجی علیه ارتجت المدینة بالبکاء علیه کیوم قبض رسول الله صلی الله علیه وسلم ...

(ان دونوں کی موجودگی میں) ایسا کرو تو انکو (بھی) ایک شخص ہدایت کرنیوالا ہدایت یافتہ پاؤگے تم سبکو راہ مستقیم چلائینگے {حضرت علی کی وہ حدیث جس سے شیخین کی خلافت پر بوجہ تعریض جلی کے استدلال کیا جاتا ہی} ترمذی نے بروایت ابی حیان تیمی اُنکے والد سے اُنھوں نے حضرت علی سے روایت کیا ہی وہ کہتے تھے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ رحم کرے ابوبکر پر (اُنھوں نے بڑے بڑے کام کیے ہیں) مجھے اپنی بیٹی بیاہ دی اور مجھے دار ہجرت (یعنی مدینہ) تک سوار کرلائے اور بلال کو اپنے مال سے (خرید کرکے) آزاد کیا۔ اللہ رحم فرمائے عمر پر سچ کہتے ہیں اگرچہ وہ تلخ ہو انکو حق (بات بولنے) نے اس حال پر پہونچا دیا کہ حق (بولنے) کے سبب کوئی انکا دوست نرہا۔ اللہ رحم فرمائے عثمان پر (وہ ایسے باحیا ہیں کہ) جنسے فرشتے حیا کرتے ہیں۔ اللہ رحم فرمائے علی پر خداوندا جسطرف وہ پھریں انکے ساتھ حق کو (بھی) اُسی جانب پھیر دے {حضرت صدیق کی خلافت پر تفویض امامت نماز سے (حضرت علی کا) استدلال کرنا} ابوعمر نے استیعاب میں حسن بصری سے روایت کیا ہی وہ قیس بن عباد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتے تھے مجھسے حضرت علی بن ابی طالب نے فرمایا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو مرض وفات میں کچھ دن اور کچھ راتیں ایسی تھیں کہ جب اذان ہوتی تو آپ فرماتے کہ (اے لوگو) ابوبکر سے کہدو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھادیں۔ پھر جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو میں نے اس امر پر نظر کی کہ نماز اسلام کی علامت ہے اور دین کا ستون ہی لہذا (جب ابوبکر اسمیں ہمارے امام ہو چکے تو) ہم سب نے اپنے دنیا کے (سردار ہونیکے) لیے اس شخص کو پسند کرلیا جسکو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمارے دین کی (سرداری کے) لیے پسند فرمایا تھا پس (بلا تکلف) ہم سب نے حضرت ابوبکر سے بیعت کرلی {حضرت علی مرتضیٰ کا حضرت صدیق کی وفات کے بعد انکی تعریف کرنا} ابوعمر نے حضرت اسید بن صفوان کے تذکرہ میں ذکر کیا ہی کہ حضرت اسید نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم (کے زمانہ) کو پایا ہی اور ایک حدیث حسن حضرت علی سے حضرت ابوبکر صدیق کی تعریف میں روایت کی ہی کہ حضرت علی نے جسدن ابوبکر صدیق نے وفات پائی ہی وہ حدیث بیان کی تھی (وہ حدیث حسب ذیل ہی) عمر بن ابراہیم بن خالد نے عبد الملک بن عمیر سے اُنھوں نے اسید بن صفوان سے روایت کیا ہی اور اسید نے عہد نبوی کو پایا تھا وہ کہتے تھے کہ جب حضرت ابوبکر رحمہ اللہ نے وفات پائی اور اُنپر چادر اُڑھا دیگئی تو (اُنکی موت کے سبب) سارا مدینہ رونے (کی آواز) سے گونج اُٹھا اور تمام لوگ (شدت غم سے) ایسے مدہوش ہوئے جیسے اُسدن مدہوش ہوئے تھے جسدن رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا تھا (اس حادثہ کی خبر پاکر) حضرت علی بن ابی طالب تیز رفتاری سے چلتے ہوئے روتے ہوئے اِنّا للہ کہتے ہوئے تشریف لائے اور دروازہ پر ٹھہر گئے پھر فرمایا اے ابوبکر خدا آپ پر رحمت نازل فرمائے پھر پوری حدیث ذکر کی {پھر میں نے (کتاب) ریاض النضرہ میں یہی حدیث پائی جسکے الفاظ یہ ہیں} اسید بن صفوان سے روایت کی ہی اُنھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو پایا تھا وہ کہتے تھے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق نے انتقال فرمایا تو اُنپر ایک چادر اُڑھا دیگئی اور مدینہ رونے والوں کی آواز سے گونج اُٹھا جیسا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دن رونیوالوں کی آواز سے گونج اُٹھا تھا پھر حضرت علی

مسترجعا وهو يقول اليوم انقطعت خلافة النبوة حتى وقف على باب البيت الذي فيه ابو بكر وهو مسجى فقال رحمك الله يا ابا بكر كنت الف رسول الله صلى الله عليه وسلم وانسه ومستراحه
وثقته وموضع سره ومشاورته كنت
اول القوم اسلاما واخلصهم ايمانا
واشدهم يقينا واخوفهم لله واعظمهم
غناء في دين الله واحوطهم على رسول الله
صلى الله عليه وسلم وآمنهم على الاسلام
وايمنهم على اصحابه واحسنهم صحبة
واكثرهم مناقب وافضلهم سوابق
وارفعهم درجة واقربهم وسيلة
واشبههم برسول الله صلى الله عليه
وسلم هديا وسمتا ورحمة وفضلا و
اشرفهم منزلة واكرمهم عليه واوثقهم
عنده فجزاك الله عن الاسلام خيرا
وعن رسوله خيرا كنت عنده بمنزلة
السمع والبصر صدقت رسول الله
صلى الله عليه وسلم حين كذبه
الناس فسماك الله عز وجل في تنزيله
صديقا فقال والذي جاء بالصدق
وصدق به الذي جاء بالصدق محمد
صلى الله عليه وسلم وصدق به
ابو بكر وآسيته حين بخلوا وقمت
به عند المكاره حين عنه قعدوا
وصحبته في الشدة اكرم الصحابة
ثاني اثنين وصاحبه في الغار
المنزل عليه السكينة والوقار
ورفيقه في الهجرة وخليفته في دين الله
وامته احسنت الخلافة حين
ارتد الناس وقمت بالامر ما لم يقم
به خليفة نبي فنهضت حين وهن
اصحابك وبرزت حين استكانوا
وقويت حين ضعفوا ولزمت منهاج رسول الله صلى الله عليه وسلم اذ هموا كنت خليفة حقا لم تنازع ولم تصدع
برغم المنافقين وكبت الكافرين وكره الحاسدين وغيظ الباغين وقمت بالامر حين فشلوا وثبت اذ تتعتعوا

تشریف لائے اس حال مین کہ آپ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھتے جاتے تھے اور یہ کہتے جاتے تھے کہ آج خلافت نبوت کا خاتمہ ہوگیا۔ یہانتک کہ آپ اس مکان کے دروازہ پر جسمین حضرت ابوبکر رہتے تھے (پہونچکر) ٹھہر گئے اور حضرت ابوبکر (کے جسم اطہر) پر ایک چادر پڑی تھی پھر حضرت علی نے فرمایا کہ اے ابوبکر آپ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے دوست تھے اور آپ اُنکے مونس تھے اور آپ اُنکے مرجع و معتمد تھے اور آپ اُنکے رازدار اور مشورہ دینے والے تھے۔ آپ سب سے پہلے اسلام لائے اور سب سے زیادہ خالص الایمان تھے اور سب سے زیادہ مضبوط الیقین کے تھے اور سب سے زیادہ خدا کا خوف رکھتے تھے اور سب سے زیادہ اللہ کے دین کے لیئے نافع تھے اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی نگہداشت مین سب سے فائق تھے اور سب سے زیادہ اسلام پر شفقت کرنیوالے تھے اور اصحاب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے حق مین بہت بابرکت تھے اور سب سے زیادہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت ادا کرنیوالے تھے اور سب سے زیادہ مناقب والے اور سب سے افضل سوابق اسلامیہ اور سب سے بلند مرتبہ اور سب سے زیادہ بارگاہ رسالت مین مقرب اور سب سے زیادہ روش اور عادت اور مہربانی اور بزرگی مین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے اور سب مین مرتبے کے لحاظ سے اشرف تھے اور سب سے زیادہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک باعزت تھے اور سب سے زیادہ آپکے نزدیک قابل وثوق تھے اللہ تعالیٰ آپکو اسلام کی طرف سے اور اپنے رسول کی طرف سے بہتر جزاء خیر عطا فرمائے (اے ابوبکر) آپ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بمنزلہ کان اور آنکھ کے تھے آپنے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی تصدیق اسوقت کی تھی کہ جب تمام لوگ اُنکی تکذیب کرتے تھے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مین آپکا نام صدیق رکھا چنانچہ فرمایا وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِہٖ (ترجمہ۔ اور وہ شخص جو سچ لونایا اور وہ شخص جسنے اسکی تصدیق کی) سچ کے لانیوالے محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہین اور اسکی تصدیق کرنیوالے ابوبکر ہین۔ (اے ابوبکر) آپنے رسول خدا کی (اپنے جان و مال سے) غمخواری اُسوقت کی جبکہ اور لوگ (مال سے) بخل کرتے تھے اور آپنے حضرت کی رفاقت مصائب کے وقت کی جبکہ اور لوگ آپ (کی اعانت) سے بیٹھ رہتے تھے اور آپنے سختی کے زمانہ مین اُنکی صحبت اختیار کی آپ صحابہ مین سب سے مکرم (مصداق) ثانی اثنین۔ اور غار مین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھی تھے آپ پر (خدا کی طرف سے) سکینہ اور وقار اُتارا گیا۔ اور آپ ہجرت مین رسول خدا کے رفیق اور خدا کے دین مین اور امت مین اُنکے خلیفہ (تھے) آپنے (فرائض) خلافت کو خوب (ادا) کیا اور اُسوقت آپنے وہ کام کیا جو کسی نبی کے خلیفہ نے نکیا تھا آپ مستعد رہے جبکہ آپکے ساتھی سستی ظاہر کرتے تھے اور آپ میدان مین آگئے جبکہ وہ چھپے رہنا چاہتے تھے اور آپ قوی رہے جبکہ وہ ضعف ظاہر کرنے لگے اور آپنے طریقہ رسول کو مضبوط پکڑا جبکہ وہ لوگ ادھر اُدھر بھٹکنے لگے تھے۔ آپکی خلافت منافقون کی ذلت کافرون کی ہلاکت حاسدون کی ناگواری باغیون کی ناخوشی کا سبب تھی۔ اور آپ اسوقت امر حق کے اجراء مین قائم ہوئے جبکہ اور لوگون نے ہمتین پست کردی تھین اور آپ ثابت قدم رہے جبکہ اور لوگون مین تردد پیدا ہوا

خشیۃ بنور اللہ ومضوا فاتبعوا ہدیک فہدوا وکنت اخفضہم صوتا واعلاہم فوقا واقلہم کلاما واصوبہم منطقا واطولہم صمتا وابلغہم
قولا واکبرہم نفسا واعرفہم بالامور
واشرفہم عملا کنت واللہ للدین یعسوبا
اولا حین نفر عنہ الناس وآخرا حین
اقبلوا وکنت للمومنین ابا رحیما حتی
صاروا علیک عیالا فحملت اثقال ما
ضعفوا ورعیت ما اہملوا وحفظت
ما اضاعوا وعلمت ما جہلوا وشمرت
اذ خنعوا وصبرت اذ جزعوا فادرکت
اوتار ما طلبوا وراجعوا رشدہم
برایک فظفروا ونالوا بک ما لم یحتسبوا
کنت علی الکافرین عذابا صبا ولہبا
وللمومنین رحمۃ وانسا وحصنا
فطرت واللہ بغنائہا وفزت
بحبائہا وذہبت بفضائلہا و
ادرکت سوابقہا ولم تفلل حجتک
ولم تضعف بصیرتک ولم تجبن
نفسک ولم یزغ قلبک ولم تخر
کنت کالجبل الذی لا تحرکہ القواصف
ولا تزیلہ العواصف وکنت کما
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
امن الناس علینا فی صحبتک وذات
یدک وکنت کما قال ضعیفا فی بدنک
قویا فی امر اللہ متواضعا فی نفسک
عظیما عند اللہ جلیلا فی اعین
الناس کبیرا فی انفسہم لم یکن
لاحد فیک مغمز ولا لقائل
فیک مہمز ولا لاحد فیک مطمع
ولا لمخلوق عندک ہوادۃ
الضعیف الذلیل عندک قوی
عزیز حتی تاخذ بحقہ والقوی عندک
ضعیف ذلیل حتی تاخذ منہ الحق القریب والبعید عندک فی ذلک سواء اقرب الناس الیک اطوعہم للہ واتقاہم لہ شانک
الحق والصدق والرفق قولک حکم وحتم وامرک حلم وحزم ورایک علم وعزم فاقلعت

اور آپ نور الہی کے ساتھ (خطرناک راستوں سے) گذر گئے جبکہ اور لوگ توقف پذیر ہوئے تھے پھر (آپکو راہ پر دیکھکر) سب نے آپکی پیروی کی اور سب نے راہ پائی اور آپ آواز میں سب سے پست تھے (کسی کو سختی و درشتی کے ساتھ جھڑکتے نہ تھے) اور فوقیت (مراتب) میں سب سے برتر تھے ۔ اور آپ کلام کرنے میں سب سے بہتر تھے ۔ اور آپکی گفتگو سب کی (گفتگو) سے زیادہ ٹھیک ہوتی تھی اور آپکی خاموشی سب سے بڑھی ہوئی تھی ۔ اور آپکا قول سب سے بلیغ ہوتا تھا اور آپ کا دل سب سے زیادہ شجاع تھا ۔ اور سب سے زیادہ امور (دینی و دنیوی) کے پہچاننے والے تھے اور عمل کے لحاظ سے سب میں اشرف تھے (ای صدیق) قسم خدا کی آپ دین کے سردار تھے ابتدا میں بھی جبکہ لوگ دین سے بھاگے تھے اور آخر میں بھی جبکہ لوگ (دین کی جانب) متوجہ ہوئے آپ مسلمانوں کے مہربان باپ تھے یہانتک کہ سب مسلمان آپکے بال بچے ہوگئے ۔ اور جس بار کے اٹھانے سے وہ ضعیف تھے وہ بار آپنے (اپنے سر پر) اٹھا لیا اور جو امور ان سے فروگذاشت ہوئے تھے آپنے انکی نگہداشت کی اور جسکو انھوں نے ضائع کیا آپنے اسکی حفاظت کی اور جس بات سے وہ جاہل رہے آپنے اُسے جان لیا اور جسوقت وہ (اجراء امور دین میں) سست ہوئے تو آپ (ان کاموں میں کمر باندھکر) مستعد ہوگئے اور جب لوگ گھبرا گئے تو آپنے صبر (و استقلال) سے کام لیا پس انکے مطالب کے قصور کو معلوم کر لیا اور وہ آپ کی رای سے اپنے مقاصد کی طرف راہیاب ہوئے تو انھوں نے (اپنی مراد کو پہونچا) اور آپنے سبب سے (ان مدارج علیا کو) پہونچے کہ جسکا انھیں گمان ہی نہ تھا (ای ابوبکر) آپ کافروں پر (تو) عذاب آسمانی اور (غضب الہی کی) آگ تھے اور ایمانداروں کے لیے (خدا کی) رحمت اور انس اور (ایک مضبوط) قلعہ تھے پس (ان محامد و کمالات کے سبب) آپ اس خلافت (کے دریا) میں داخل ہوے اور انتہا تک پہونچ گئے اور اسکے فضائل حاصل کر لیے اور اُسکے سوابق پائے اور (باوجودیکہ یہ کام مشکل تھا مگر) آپکی حجت نے کمی نہ کی اور آپکی بصیرت ضعیف نہوئی اور آپکے دل نے بزدلی نہ کی اور آپکا قلب گھبرایا اور آپ (خلافت میں آکر) حیران نہیں ہوئے آپ مثل پہاڑ کے تھے کہ جسے بادل کا گرجنا اور تیز آندھیاں اپنی جگہہ سے نہ ہٹا سکیں اور (ای ابوبکر درحقیقت) آپ موافق ارشاد رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے اپنی رفاقت اور مال سے سب سے زیادہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر احسان کرنیوالے تھے اور نیز حسب ارشاد نبوی آپ اپنے بدن میں ضعیف تھے مگر خدا کے کام میں قوی تھے منکسر النفس تھے مگر خدا کے نزدیک باعظمت تھے ۔ لوگون کی نظروں میں جلیل (القدر) تھے اُنکے دلوں میں بزرگ تھے ۔ کسی شخص کو آپ پر موقع نملتا تھا اور نہ کوئی گرفت کرنیوالا آپ میں عیب نکال سکتا تھا اور نہ کوئی آپ سے (خلاف حق) کی طمع کر سکتا تھا اور نہ کسی کی آپکے یہاں (ناجائز) رعایت تھی ۔ ضعیف و ذلیل تھا وہ آپکے نزدیک قوی غالب تھا یہانتک کہ اسکا حق دلا دیتے تھے اور قوی (ظالم) آپکے نزدیک ذلیل تھا یہانتک کہ آپ اس سے خدا کا حق لے لیتے تھے اس بارہ میں قریب و بعید آپکے نزدیک یکسان تھے سب سے زیادہ مقرب آپکے یہاں وہ تھا جو سب سے زیادہ خدا کا مطیع اور اُس سے ڈرنیوالا تھا آپکی شان حق (کام کرنا) اور سچ بولنا اور نرمی کرنا تھی آپکی بات (لوگوں کیلئے) حکم اور قطعی (حکم) تھی اور آپ کا کام سراسر حلم و ہوشیاری تھا آپکی رائے علم اور عزم (صمم) تھی آپ نے جبکہ ہماری

تو (ہمکو اس حال مین چھوڑا) کہ راہ صاف تھی اور دشواریان آسان ہوگئی تھین اور (ظلم و تعدی کی) آگ بجھ گئی تھی اور آپ (کی ذات) سے ایمان قوی ہوگیا تھا اور اسلام و مسلمان ثابت قدم ہو گئے تھے۔ اور خدا کا حکم ظاہر ہوگیا تھا اگرچہ کافرون کو ناگوار گذرا پس خدا کی قسم (ای ابوبکر) آپ (اوصاف حسنہ مین سب سے) بڑھ گئے اور بہت دور پہونچے اور آپنے اپنے بعد کے لوگون کو سخت تعب (و تکلیف) مین ڈالا (کیونکہ امور خلافت مین آپکی جیسی کوئی شخص کوشش نہین کرسکتا) اور واضح طور پر خیر تک پہونچے اب آپنے (اپنی وفات کے صدمہ سے سبکو) رونے (اور غم کرنے) مین مبتلا کیا۔ آپکی مصیبت (وفات) آسمان مین بڑی باعظمت ہی اور آپکے (فراق) کی مصیبت نے لوگون کو شکستہ (دل) اور ویران خاطر) کردیا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ہم اللہ سے اُسکے حکم پر راضی ہوے اور اسکا کام اسی کے سپرد کیا۔ قسم خدا کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ سلم کے بعد کبھی مسلمان آپکے جیسے شخص (کی وفات) کی مصیبت نہ اٹھاینگے۔ آپ دین کی عزت اور دین کی حفاظت اور دین کی پناہ تھے اور مسلمانون کے مرجع و ماوی اور اُنکے فریادرس تھے اور منافقون پر سخت اور (اُنکے غصہ کا سبب) تھے اللہ آپکو آپکے نبی صلے اللہ علیہ سلم سے ملادے اور ہمین آپکے (غم میں صبر کرنیکے) اجر سے محروم نرکھے اور آپکے بعد ہمین گمراہ نکرے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ راوی کا بیان ہی کہ سب لوگ (اس تقریر کے وقت) خاموش رہے یہانتک کہ حضرت علی نے اپنی تقریر ختم کی (اور جب آپنے یہ تقریر ختم کی تو) پھر سب روئے یہانتک کہ اُنکے رونے کی آواز بلند ہوئی پھر سبنے کہا کہ ای داماد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے آپنے سچ فرمایا (حضرت علی کا حضرت عثمان کے قتل سے اپنی برات ظاہر فرمانا اور حضرت عثمان کی فضیلت پر شہادت دینا) حاکم نے دو سندون سے روایت کیا ہی (ایک سند یہ ہی) ہارون بن اسمٰعیل خزاز نے قرہ بن خالد سے اُنھون نے قیس بن عباد سے روایت کیا ہی وہ کہتے تھے مین نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ بروز جنگ جمل فرماتے تھے۔ خداوندا مین عثمان کے خون سے تیرے سامنے اپنی برات ظاہر کرتا ہون اور بیشک جسدن عثمان شہید ہوے ہین میری تو عقل زائل ہوگئی تھی اور مین نے اپنے دل کی حالت متغیر پائی لوگ میرے پاس بیعت کے لیے آئے تو مین نے اُنسے کہا کہ خدا کی قسم مجھے خدا سے شرم آتی ہی کہ اُس قوم سے بیعت لون جسنے ایک ایسے شخص کو شہید کیا جسکے لیے رسول خدا صلے اللہ علیہ سلم نے فرمایا ہی کہ کیا ہم اُس شخص سے حیا نکرین جس سے فرشتے حیا کرتے ہین اور بیشک مین خدا سے شرم کرتا ہون کہ مین (تمسے) بیعت لون اس حال مین کہ عثمان ابھی مقتول (پڑے ہوے) ہین اور ہنوز دفن نہین ہوے (میرے اس کہنے سے) وہ لوگ واپس گئے پھر جب حضرت عثمان دفن کردیے گئے تو وہ لوگ پھر میرے پاس آئے اور مجھسے بیعت کی درخواست کی مین نے (اپنے دل مین) کہا خدایا مین اس چیز (یعنی خلافت) سے ڈر رہا ہون جسپر مین (لوگون کے کہنے سے) جانا چاہتا ہون (الغرض) پھر بعض طبعی (کی) مگر ضرورت در پیش ہوئی اور مین نے (لوگون سے) بیعت لی پھر لوگون نے مجھے امیر المومنین کہا

وقد نجم السبيل وسهل العسير واطفئت النيران واعتدل بك الدين وقوی بك الايمان وثبت بك الاسلام والمسلمون وظهر امر الله ولو كره الكافرون فسبقت والله سبقا بعيدا واتعبت من بعدك تعبا شديدا وفزت بالخير فوزا مبينا فجللت عن البكاء وعظمت رزيتك في السماء وهدت مصيبتك الانام فانا لله وانا اليه راجعون رضينا عن الله قضاءه وسلمنا له امره فوالله لن يصاب المسلمون بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم بمثلك ابدا كنت للدين عزا وحرزا وكهفا وللمؤمنين فئة وحصنا وغيثا وعلى المنافقين غلظة وغيظا فالحقك الله بنبيك صلى الله عليه وسلم ولا حرمنا اجرك ولا اضلنا بعدك فانا لله وانا اليه راجعون قال وسكت الناس حتى انقضى كلامه ثم بكوا حتى علت اصواتهم وقالوا صدقت يا ختن رسول الله صلى الله عليه وسلم اما تبرئته على نفسه من قتل عثمان والشهادة على فضله فقد اخرج الحاكم من طريقين من حديث هارون بن اسماعيل الخزاز عن قرة بن خالد عن قيس بن عباد قال سمعت عليا رضي الله عنه يوم الجمل يقول اللهم اني ابرأ اليك من دم عثمان ولقد طاش عقلي يوم قتل عثمان وانكرت نفسي وجاؤني للبيعة فقلت والله اني لاستحيي من الله ان ابايع قوما قتلوا رجلا قال له رسول الله صلى الله عليه وسلم الا استحيي ممن يستحيي منه الملائكة وانی لاستحيي من الله ان ابايع وعثمان قتيل على الارض لم يدفن بعد فانصرفوا فلما دفن رجع الناس فسألوني البيعة فقلت اللهم اني مشفق مما اقدم عليه ثم جاءت عزيمة فبايعت فلما قالوا يا امير المؤمنين

انتہا حسد قلبی وقلت اللہم خذ منی لعثمان حتی یرضی واخرج الحاکم عن الاوزاعی سمعت میمون بن مھران یذکران علی بن ابی طالب

رضی اللہ عنہ قال ما یسرنی ان اخذت سیفی فی قتل عثمان وان لی الدنیا وما فیہا واخرج الحاکم من حدیث اسمعیل بن ابی خالد عن حصین الحارثی قال جاء علی بن ابی طالب الی زید بن ارقم رضی اللہ عنہ یعودہ وعندہ قوم فقال علی اسکتوا اسکتوا فواللہ لا تسألونی عن شیء الا اخبرتکم فقال زید انشدک اللہ انت قتلت عثمان فاطرق علی ساعۃ ثم قال والذی فلق الحبۃ وبرء النسمۃ ما قتلتہ ولا امرت بقتلہ واما شہادتہ علی عثمان بانہ من الذین اٰمنوا ثم اتقوا واٰمنوا ثم اتقوا واحسنوا الآیۃ وانہ من اہل الجنۃ ممن قال اللہ تعالیٰ فیہم ونزعنا ما فی صدورہم من غل الآیۃ فقد اخرج الحاکم من حدیث الحاطبی عبد الرحمن بن محمد عن ابیہ قال لما کان یوم الجمل خرجت انظر فی القتلی قال فقام علی والحسن ابن علی وعمار بن یاسر ومحمد بن ابی بکر وزید بن صوحان یدورون فی القتلی قال فابصر الحسن بن علی قتیلا مکبوبا علی وجہہ فقلبہ علی قفاہ ثم صرخ ثم قال انا للہ وانا الیہ راجعون فرخ قریش واللہ فقال لہ ابوہ من ہو یا بنی قال محمد بن طلحۃ بن عبید اللہ فقال انا للہ وانا الیہ راجعون اما واللہ لقد کان شابا صالحا ثم قعد کئیبا حزینا فقال الحسن یا ابت قد کنت انہاک عن ہذا المسیر فغلبک علی رأیک فلان وفلان قال قد کان ذلک یا بنی ولوددت انی مت قبل ہذا بعشرین سنۃ قال محمد بن حاطب فقمت فقلت یا امیر المؤمنین انا قادمون المدینۃ والناس سائلونا عن عثمان فماذا نقول فیہ قال فتکلم عمار بن یاسر ومحمد بن ابی بکر

تو گویا میرا دل (اس کلمے کے سننے سے) پاش پاش ہوتا تھا اور مین نے (بارگاہ الٰہی مین بکمال عجز و زاری) کہا کہ خداوندا مجھسے عثمان کا بدلہ لیلے یہانتک کہ وہ راضی ہوجائین اور حاکم نے اوزاعی سے روایت کی ہو وہ کہتے تھے مین نے میمون بن مہران سے سُنا وہ ذکر کرتے تھے کہ (حضرت) علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے (کبھی) یہ (امر) گوارا نہو تا اگر مین عثمان کے قتل (کرنے) مین اپنی تلوار (اپنے ہاتھ مین) لینا چاہیے مجھے (اسکے عوض مین) دنیا و مافیہا (کی دولت و عزت ملجاتی) اور حاکم نے بروایت اسمٰعیل بن ابی خالد حصین حارثی سے نقل کیا ہو کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بغرض عیادت حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لیگئے اُسوقت اُنکے پاس اور لوگ بھی تھے (اور حضرت عثمان کا کچھ ذکر کر رہے تھے) حضرت علی نے فرمایا سب خاموش ہو سب خاموش رہو خدا کی قسم تم مجھسے جس چیز کی متعلق سوال کروگے مین تمھین جواب دونگا۔ زید نے کہا مین آپکو خدا کی قسم دیتا ہون (یہ تو فرمایئے) کیا آپنے حضرت عثمان کو قتل کیا ہو (یہ سنکر) حضرت علی کچھ دیر تک سر جھکائے (خاموش) رہے پھر فرمایا قسم اللہ (پاک) کی جسنے دانہ سے درخت نکالا اور روح کو پیدا کیا کہ مین نے اُنکو نہین قتل کیا اور نہ کسی کو اُنکے قتل کا حکم دیا (یا اشارہ کیا) (حضرت علی کا اس امر پر شہادت دینا کہ حضرت عثمان (بمصداق آیۂ کریمہ) اُن لوگون مین سے ہین جو ایمان لائے پھر (خدا سے) ڈرے اور ایمان لائے پھر (خدا سے) ڈرے اور اچھے کام کیے تا آخر آیت اور یہ کہ حضرت عثمان اہل جنت سے ہین یعنی اُن لوگون مین سے کہ جنکی شان مین اللہ تعالیٰ فرماتا ہو کہ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِم مِّنْ غِلٍّ الآیہ (ترجمہ۔ اور ہمنے نکال لیا اُنکے (یعنی اہل جنت کے) دلون سے کینہ) کی حاکم نے بروایت حاطبی یعنی عبد الرحمن بن محمد اُنکے والد سے روایت کی ہو وہ کہتے تھے کہ جب جنگ جمل ہوچکی تو مین مقتولین کو دیکھنے نکلا۔ راوی کا بیان ہو کہ حضرت علی اور حضرت حسن بن علی اور عمار بن یاسر اور محمد بن ابی بکر اور زید بن صوحان مقتولین کی لاشون کو دیکھتے پھرتے تھے اتنے مین حضرت حسن بن علی نے ایک مقتول کو دیکھا جو سرنگون پڑا تھا اُسے سیدھا کرکے دیکھا تو ایک چیخ مارکر کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن قسم خدا کی یہ تو قریش کا بچہ ہو (اُنکی یہ آواز سنکر) اُنکے والد (حضرت علی) نے فرمایا کون ہو ای میرے بیٹے حضرت حسن نے جواب دیا (ای والد بزرگوار یہ) محمد بن طلحہ بن عبید اللہ ہین حضرت علی نے فرمایا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن قسم خدا کی جوان تھا اور مرد صالح تھا یہ فرماکر آپ غمگین اور ملول وہان بیٹھ گئے حضرت حسن نے فرمایا ای والد بزرگوار مینے تو پہلے ہی آپکو اس سفر سے منع کیا تھا مگر آپ پہ فلان اور فلان کی رای غالب آئی حضرت علی نے فرمایا (ہان بیشک) ای بیٹے ایسا ہی ہوا اور مجھے تو یہ آرزو ہو کہ کاش اس (واقعہ کے پیش آنے) سے بیس برس پہلے مرچکا ہوتا محمد بن حاطب کہتے ہین پھر مین نے کھڑے ہوکر عرض کیا کہ ای امیر المؤمنین ہم لوگ مدینہ جاتے ہین اور وہان ہمسے لوگ حضرت عثمان کی بابت سوال کرینگے کہ وہ کیسے تھے تو ہم اُنکو (اسکا) کیا جواب دینگے (پھر اس کہنے سے حضرت) عمار بن یاسر اور محمد بن ابی بکر

نفقالا وقالا فقال لهما علي يا عمار ويا محمد تقولان ان عثمان استأثر واساء الامرة وما قبتم واسأتما ثم العقوبة وستقدمون على حكم عدل يحكم بينكم ثم قال يا محمد بن حاطب اذا قدمت المدينة وسئلت عن عثمان فقل كان والله من الذين آمنوا ثم اتقوا وآمنوا ثم اتقوا واحسنوا والله يحب المحسنين وعلى الله فليتوكل المؤمنون واخرج الحاكم من حديث هارون بن عنترة عن ابيه قال رأيت عليا رضي الله عنه بالخورنق وهو على سرير وعنده ابان بن عثمان فقال اني لارجو ان اكون انا وابوك من الذين قال الله عز وجل ونزعنا ما في صدورهم من غل اخوانا على سرر متقابلين

ومن مسند عبيدة بن الجراح ومعاذ بن جبل

اما ما يستدل به من حديثهما على خلافتهم الخاصة من جهة وقوع خلافتهم في مرتبة سماها النبي صلى الله عليه وسلم خلافة ورحمة فقد اخرج ابو يعلى من حديث الليث عن عبد الرحمن بن سابط عن ابي ثعلبة الخشني قال كان ابو عبيدة بن الجراح ومعاذ بن جبل يتناجيان بحديث فقلت لهما ما حفظتما وصية رسول الله صلى الله عليه وسلم لي قال وكان اوصاهما لي قالا ما اردنا ان ننتجي بشيء دونك انما ذكرنا حديثا حدثنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فجعلا يتذاكرانه قال انه بدأ هذا الامر نبوة ورحمة ثم كائن خلافة ورحمة ثم كائن ملكا عضوضا ثم كائن عتوا وجبرية وفسادا في الامة يستحلون الحرير والخمور والفروج والفساد في الامة ينصرون على ذلك ويرزقون ابدا حتى يلقوا الله واما استدلال ابو عبيدة على خلافة ابي بكر رضي الله عنه

آزردہ خاطر ہوئے اور ان دونوں نے (حضرت عثمان کے خلاف بہت کچھ کہا اسپر حضرت علی نے ان دونوں سے فرمایا کہ اے عمار اور اے محمد (کیا تم کہتے ہو کہ عثمان نے اپنی رای سے کام لیا اور حکومت بُری طرح کی اور تم نے اسکا بدلہ (انسے) لیا تو (سنو) واللہ تم نے بہت بُرا بدلہ لیا اور عنقریب تم ایک حاکم عادل کے روبرو پیش ہوگے جو تمہارے (اور انکے) درمیان (ٹھیک) فیصلہ کریگا پھر (محمد بن حاطب سے مخاطب ہوکر) فرمایا کہ اے محمد بن حاطب جب تم مدینہ میں جاؤ اور تم سے (حضرت) عثمان کی نسبت پوچھا جائے تو تم کہنا کہ خدا کی قسم (حضرت) عثمان ان لوگوں میں تھے جو ایمان لائے پھر خدا سے ڈرے اور ایمان لائے پھر خدا سے ڈرتے رہے اور نیک کام کرتے رہے اور اللہ دوست رکھتا ہے نیک کام کرنیوالوں کو اور اللہ ہی پر چاہیئے کہ توکل کریں توکل کرنیوالے اور حاکم نے بروایت ہارون بن عنترہ انکے والد سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے خورنق (نامی محل) میں حضرت علی کو ایک تخت پر بیٹھے ہوئے دیکھا اور ابان بن عثمان بھی اُنکے پاس تھے حضرت علی نے فرمایا میں امید رکھتا ہوں کہ (جنت میں) میں اور تمہارے والد اُن لوگوں میں ہونگے جنکی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ونزعنا ما في صدورهم الآية (ترجمہ اور ہم نکال لینگے اس چیز کو جو اُنکے دلوں میں ہے یعنی کینہ کو (اور وہ) بھائی بھائی بنے ہوئے (جنت میں) ایک دوسرے کے مقابل تختوں پر بیٹھے ہونگے۔

مسند ابوعبیدہ بن جراح ومعاذ بن جبل رضی اللہ عنہما (۲ روایت)

(ان دونوں کی وہ حدیث جس سے خلفا کی خلافت خاصہ پر اسوجہ سے استدلال کیا جاتا ہے کہ انکی خلافت اُس درجہ میں واقع ہوئی جسکا نام نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت اور رحمت رکھا تھا) ابو یعلیٰ نے بروایت لیث عبد الرحمن بن سابط سے انھوں نے ابو ثعلبہ خشنی سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ (ایک مرتبہ حضرت) ابوعبیدہ بن جراح اور معاذ بن جبل باہم آہستہ آہستہ کوئی بات کر رہے تھے میں نے اُن دونوں سے کہا کہ کیا آپ دونوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ وصیت جو آپ نے میرے واسطے آپ دونوں سے کی تھی یاد نہیں رکھی ہے (اسلیے آپ مجھسے علیحدہ ہوکر مخفی باتیں کر رہے ہیں) عبد الرحمن کہتے تھے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو میرے لیے وصیت فرمائی تھی پس دونوں نے جواب دیا کہ (اسوقت) ہمارا یہ ارادہ نہ تھا کہ تم سے چھپا کر آپس میں کوئی بات کہیں بلکہ ہمکو اسوقت ایک حدیث یاد آئی جسے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا پھر وہ دونوں اس حدیث کا ذکر کرنے لگے اور کہنے لگے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ) یہ دین نبوت اور رحمت (کے ساتھ ظاہر ہوکر) شروع ہوا ہے پھر (ایک زمانہ میں) خلافت اور رحمت ہو جائیگا پھر اسکے بعد مثل درندہ کے) کاٹنے والی بادشاہت ہوگی پھر سرکشی اور جبر ہو جائیگا اور امت میں فساد ہو جائیگا لوگ حریر (پہننے کو) شراب (پینے کو) اور (حرام) شرمگاہوں کو اور امت مرحومہ میں فساد (کرنے) کو حلال سمجھینگے (اور باوجود اسکے) انکو انہیں (اعمال قبیحہ) پر فتح دیجائیگی اور رزق پاتے رہینگے یہانتک کہ (دنیا سے کوچ کرکے) خدا سے ملجائیں (حضرت ابوعبیدہ بن جراح کا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر انکے

بسوابقه الاسلامية فقد اخرج ابوبكر بن ابی شيبة عن ابن عون عن محمد يعنی ابن سيرين فی حديث طويل قال محمد واتی الناس عند بيعة ابی بكر اباعبيدة بن الجراح فقال تاتونی وفيكم ثالث ثلثة يعنی ابا بكر فقلت لمحمد من الثالث ثلثة قال فوالله ثانی اثنين اذهما فی الغار

ومن مسند عبد الرحمٰن بن عوف رضی الله عنه

اما حديثه فی بشارة العشرة بالجنة فقد اخرجه ابو يعلى من حديث قتيبة بن سعيد عن مالك بن انس عن عبد العزيز بن محمد عن عبد الرحمٰن بن حميد عن ابيه عن عبد الرحمٰن بن عوف قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عشرة فی الجنة ابوبكر فی الجنة وعمر فی الجنة وعثمان فی الجنة وعلی فی الجنة وطلحة فی الجنة والزبير فی الجنة وعبد الرحمٰن بن عوف وسعد بن ابی وقاص فی الجنة وسعيد بن زيد بن عمرو فی الجنة وابو عبيدة بن الجراح فی الجنة واما رأيه فی خلافة ابی بكر رضی الله عنه فقد اخرج الحاكم عن موسى بن عقبة عن سعد بن ابراهيم قال حدثنی ابراهيم بن عبد الرحمٰن بن عوف ان عبد الرحمٰن بن عوف كان مع عمر بن الخطاب رضی الله عنه وان محمد بن مسلمة كسر سيف الزبير ثم قام ابوبكر فخطب الناس واعتذر اليهم وقال والله ما كنت حريصا على الامارة يوما ولا ليلة قط ولا كنت فيها راغبا ولا سألتها الله عز وجل فی سر وعلانية ولكنی اشفقت من الفتنة ومالی فی الامارة من راحة ولكن قلدت امرا عظيما مالی به من طاقة ولا يدان الا بتقوية الله عز وجل ولوددت ان اقوى الناس عليها مكانی اليوم فقبل المهاجرون منه ما قال الحديث واما رأيه فی خلافة عثمان فقد اخرج البخاری فی قصة مقتل عمر والاتفاق على عثمان فلما فرغ من دفنه اجتمع هؤلاء الرهط فقال عبد الرحمٰن اجعلوا امركم الى ثلثة منكم فقال الزبير قد جعلت امری الى علی

{سوابق اسلامیہ سے استدلال کرنا} ابوبکر بن ابی شیبہ نے ابن عون سے انھون نے محمد یعنی ابن سیرین سے ایک حدیث طویل مین روایت کیا (محمد کہتے تھے حضرت ابوبکر کی بیعت کے وقت کچھ لوگ حضرت ابوعبیدہ بن جراح کے پاس آئے (کہ ہم لوگ آپ سے بیعت کرنا چاہتے ہین) انھون نے جواب دیا تم میرے پاس (بیعت کرنے) آئے ہو حالانکہ تم مین ثالث ثلثہ یعنی ابوبکر موجود ہین۔ ابن عون کہتے ہین کہ مین نے محمد سے پوچھا ثالث ثلثہ کون ہین انھون نے کہا قسم خدا کی (وہی جنکو) ثانی اثنین اذ ہما فی الغار کہا گیا ہے۔

مسند عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ (۳ روایت)

{انکی حدیث دس صحابہ کے جنتی ہونے کی بشارت مین} ابو یعلے نے بروایت قتیبہ بن سعید مالک بن انس سے انھون نے عبد العزیز بن محمد سے انھون نے عبد الرحمٰن بن محمد سے انھون نے اپنے والد سے انھون نے عبد الرحمٰن ابن عوف سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دس شخص جنتی ہین ابوبکر جنتی ہین اور عمر جنتی ہین اور عثمان جنتی ہین اور علی جنتی ہین اور طلحہ جنتی ہین اور زبیر جنتی ہین اور عبد الرحمٰن بن عوف جنتی ہین اور سعد ابن ابی وقاص جنتی ہین اور سعید بن زید بن عمرو جنتی ہین اور ابو عبیدہ بن جراح جنتی ہین (رضی اللہ عنہم اجمعین)

{حضرت عبد الرحمٰن کی رای حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر} حاکم نے موسی بن عقبہ سے انھون نے سعد بن ابراہیم سے روایت کیا ہے وہ کہتے تھے مجھسے ابراہیم بن عبد الرحمٰن بن عوف نے بیان کیا ہے کہ عبد الرحمٰن بن عوف حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور محمد بن مسلمہ نے حضرت زبیر کی تلوار توڑ ڈالی تھی پھر حضرت ابوبکر کھڑے ہوے اور انھون نے خطبہ پڑھا اور یہ معذرت آمیز تقریر کی کہ خدا کی قسم کبھی تھوڑی دیر کے لیے بھی مجھے حکومت کی خواہش نہین ہوئی اور نہ مجھے خلافت کی کچھ رغبت تھی اور نہ مین نے ظاہر د باطن مین کبھی اللہ عز وجل سے خلافت کو طلب کیا بلکہ مین نے فتنہ کا اندیشہ (کرکے خلافت کو قبول) کیا حالانکہ مجھے حکومت مین کوئی راحت نہین بلکہ مین نے (اسوقت) ایک (ایسے) بڑے امر (کے بار) کو (اپنے سر پر) اٹھا لیا کہ بدون اللہ عز وجل کی تائید کے مجھے کوئی طاقت اس (بار کے اٹھانے) کی نہین ہے اور مین (اب بھی) چاہتا ہون کہ کوئی شخص جو مجھسے زیادہ اس کام پر قدرت رکھتا ہو وہ آج میری جگہہ (اس کام پر مقرر) ہو جائے۔ حضرت ابوبکر کی اس بات کو سب مہاجرین نے تسلیم کرلیا تا آخر حدیث

{حضرت عبد الرحمٰن بن عوف کی رای حضرت عثمان کی خلافت کے متعلق} امام بخاری قصہ شہادت حضرت عمر بن خطاب مین اور حضرت عثمان پر سب کے اتفاق کرنے مین روایت کرتے ہین کہ جب (سب) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دفن سے فراغت پائی تو وہ لوگ (جنکو حضرت عمر نے منتخب کیا تھا) ایک جگہہ جمع ہوے حضرت عبد الرحمٰن نے فرمایا کہ تم لوگ (منجملہ چھ آدمیون کے) تین کو اس کام کے لیے منتخب کرلو تاکہ تحقیق کی کمی ہو جائے اور تعیین مین آسانی ہو) حضرت زبیر نے کہا کہ مین اپنی طرف سے حضرت علی کو منتخب کرتا ہون اور

فقال علی قد جعلت امری الی عثمان وقال سعد قد جعلت امری الی عبد الرحمن فقال عبد الرحمن ایکما تبرأ من ہذا الامر فنجعلہ الیہ واللّٰہ علیہ والاسلام لینظرن افضلہم فی نفسہ فاسکت الشیخان فقال عبد الرحمن افتجعلونہ الیّ واللّٰہ علیّ ان لا آلو عن افضلکم قالا نعم فاخذ بید احدہما فقال لک قرابۃ من رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم والقدم فی الاسلام ما قد علمت فاللّٰہ علیک لئن امّرتک لتعدلنّ ولئن امّرت عثمٰن لتسمعنّ ولتطیعنّ ثم خلا بالآخر فقال لہ مثل ذلک فلما اخذ المیثاق قال ارفع یدک یا عثمان فبایعہ وبایع لہ علی وولج اہل الدار فبایعوہ

ومن مسند الزبیر ابن العوّام رضی اللّٰہ عنہ

اما رجوعہ الی القول بخلافۃ ابی بکر بعد توقف مّا والقول بفضلہ واستحقاقہ للخلافۃ فقد اخرج الحاکم من حدیث ابراہیم بن عبد الرحمٰن بن عوف فی حدیث طویل فقبل المہاجرون منہ ما قال وما اعتذر بہ قال علی رضی اللّٰہ عنہ والزبیر ما غضبنا الا انا قد اُخّرنا عن المشاورۃ وانا نری ابا بکر احق الناس بہا بعد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم انہ صاحب الغار وثانی اثنین وانا لنعلم بشرفہ وکبرہ ولقد امرہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بالصلٰوۃ بالناس وہو حیّ

ومن مسند طلحۃ بن عبید اللّٰہ رضی اللّٰہ عنہ

اما ثناؤہ علی عمر رضی اللّٰہ عنہ فذکر المحب الطبری عن ابن مسعود رضی اللّٰہ عنہ ان عمر شاور الناس فی الزحف الی قتال ملوک فارس التی اجتمعت بنہاوند فقام طلحۃ بن عبید اللّٰہ وکان من خطباء

حضرت طلحہ نے کہا میں حضرت عثمان کو منتخب کرتا ہوں اور حضرت سعد نے فرمایا میں حضرت عبد الرحمن کو منتخب کرتا ہوں پھر حضرت عبد الرحمن نے (حضرت علی اور حضرت عثمان سے) کہا کہ آپ دونوں میں سے جو اپنے لیے خلافت نہ چاہتا ہو ہم خلیفہ کا انتخاب اُسی کے متعلق کردیں اور ہم اُسکو خدا کی اور اسلام کی قسم دیتے ہیں کہ وہ خلافت کے لیے ایسے کو منتخب کرے جو اُسکے نزدیک افضل ہو۔ اسپر وہ دونوں خاموش رہے پھر حضرت عبد الرحمن نے فرمایا کہ کیا آپ لوگ اس انتخاب کو میری رای پر چھوڑ سکتے ہیں اور میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ سب سے افضل شخص (کے انتخاب کرنے) میں کوتاہی نکرونگا۔ حضرت عثمان اور حضرت علی نے فرمایا کہ ہان (آپکی رای پر چھوڑتے ہیں) پھر حضرت عبد الرحمن نے ان دونوں میں سے ایک کا (یعنی حضرت علی کا) ہاتھ پکڑ کر کہا کہ آپکو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہ قرابت حاصل ہے اور اسلام لانے میں (دیگر اصحاب پر) وہ تقدم (اور سبقت) ہے کہ جسے آپ خوب جانتے ہیں میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ اگر میں آپکو خلیفہ بناؤن تو آپ (رعایا پر) عدل کریں اور اگر عثمان کو خلیفہ بناؤن تو آپ انکا حکم سنیں اور اطاعت کریں پھر دوسرے (یعنی حضرت عثمان) سے بھی اسیطرح کہا پھر جب دونوں سے اقرار کرالیا تو کہا کہ اے عثمان آپ اپنا ہاتھ (لوگون سے بیعت لینے کے لیے) اُٹھائیے یہ کہکر پہلے خود (حضرت عثمان سے) بیعت کرلی اور اُنکے بعد حضرت علی نے بیعت کی پھر سب اہل مدینہ آتے گئے اور بیعت کرتے گئے۔

مسند زبیر بن عوّام رضی اللہ عنہ (ایک روایت)

{حضرت زبیر کا کسیقدر توقف کے بعد حضرت ابو بکر کی خلافت کا قائل ہو جانا اور آنکی فضیلت اور استحقاق خلافت کو تسلیم کر لینا} حاکم نے بروایت ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف ایک طویل حدیث میں نقل کیا ہے (کہ حضرت ابو بکر نے جب اپنی بے رغبتی خلافت سے اور مجبوری اُسپر اپنی رضامندی بیان کی) تو مہاجرین نے حضرت ابو بکر کا فرمانا تسلیم کر لیا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم کسی امر سے ناخوش نہیں ہوے مگر صرف اسی بات سے کہ ہم مشورے میں مؤخر رکھے گئے حالانکہ ہم خود بھی اسکو جانتے تھے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابو بکر سب سے زیادہ خلافت کے مستحق ہیں کیونکہ وہ صاحب غار ہیں اور ثانی اثنین ہیں اور ہم اُنکی شرافت اور بزرگی خوب جانتے ہیں (اور یہ بھی جانتے ہیں کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات میں انھیں لوگون کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا۔

مسند طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ (۲-روایت)

{حضرت طلحہ کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ثنا (وصفت بیان کرنا} محب طبری نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کر کے ذکر کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شاہان فارس کی لڑائی کے لیے جو بمقام نہاوند جمع ہوے تھے لشکر روانہ کرنے کی بابت مسلمانون سے مشورہ لیا حضرت طلحہ بن عبید اللہ کھڑے ہوے اور وہ ان اصحاب میں تھے

الصحابة لشهدت ثم قال اما بعد يا امير المؤمنين فقد احكمتك الامور وعجمتك البلايا واحتنكتك التجارب فانت وشانك وانت ورأيك اليك هذا الامر نمرنا كطعم وادعنا نجب واحملنا نركب وقدنا ننقد فانك ولي هذه الامور وقد بلوت واختبرت وجربت فلم ينكشف لك عن شيء من عواقب قضاء الله عز وجل الا عن خيار ثم جلس واما حديثه في فضل عثمان اخرج الحاكم عن زيد بن اسلم عن ابيه قال شهدت عثمان يوم حصر في موضع الجنائز فقال انشدك الله يا طلحة اتذكر يوم كنت انا وانت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في مكان كذا وكذا ليس معه من اصحابه غيري وغيرك فقال لك يا طلحة انه ليس من نبي الا ومعه رفيق من امته معه في الجنة وان عثمان رفيقي معي في الجنة فقال طلحة اللهم نعم واخرج ابو يعلى عن طلحة بن عبيد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لكل نبي رفيق ورفيقي عثمن

ومن مسند سعد بن ابی وقاص

اما حديث ما لقيك الشيطان الخ فقد اخرج مسلم من حديث ابن شهاب قال اخبرني عبد الحميد بن عبد الرحمن بن زيد ان محمد بن سعد بن ابي وقاص اخبره ان اباه سعدا قال استاذن عمر على رسول الله صلى الله عليه وسلم وعنده نساء من قريش يكلمنه ويستكثرنه عالية اصواتهن فلما استاذن عمر رضي الله عنه قمن يبتدرن الحجاب فاذن له رسول الله صلى الله عليه وسلم ورسول الله صلى الله عليه وسلم يضحك فقال عمر رضي الله عنه اضحك الله سنك يا رسول الله فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم عجبت من هؤلاء اللاتي كن عندي فلما سمعن صوتك ابتدرن الحجاب قال عمر رضي الله عنه فانت احق يا رسول الله ان يهبن ثم قال عمر رضي الله عنه اي عدوات انفسهن اتهبنني ولا تهبن رسول الله صلى الله عليه وسلم قلن نعم

جو خطبہ عمدہ پڑھتے تھے اُنھون نے حمد وثنای الہی کے بعد کہا کہ ای امیر المومنین آپکو امور (اور واقعات زمانہ) نے پختہ کر دیا اور محنت وجفاکشی آپکے خمیر مین داخل ہو گئی ہی اور (مختلف) تجربون نے آپکو مضبوط کر دیا ہی آپ خود اپنے کام کو سمجھ سکتے ہین اور آپکی رائے اس امر مین کافی ہی اس کام کا مدار بھی آپ (ہی) کی رای پر ہی (آپ ہمسے کیا مشورہ لیتے ہین) آپ ہمین حکم دین ہم آپ کی اطاعت کرینگے۔ آپ ہمین (جاہے جس سخت کام کی طرف) بلائیے ہم حاضر ہونگے اور ہمین (جاہے جس مہم پر) بھیجدیجیے ہم ابھی (اس مہم کے لیے) آمادہ ہوتے ہین اور ہمین (جہان چاہیے) کھینچ لیجائیے ہم آپکے پیچھے ہین کیونکہ آپ ان تمام کامون کا اختیار رکھتے ہین اور آپنے تو بارہا امتحان کر لیا اور آزما لیا اور تجربہ سے معلوم کیا تو آپکو نتیجہ قضاء الٰہی کا خیر ہی ظاہر ہوتا رہا (یہ کہکر حضرت طلحہ بیٹھ گئے) {حضرت طلحہ کی حدیث حضرت عثمان کی فضیلت مین} حاکم نے زید بن اسلم سے اُنھون نے اپنے والد سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے جسدن حضرت عثمان موضع جنائز مین محصور ہوے ہین تو اُنھون نے فرمایا کہ ای طلحہ مین تمکو خدا کی قسم دیتا ہون (سچ کہنا) کیا تمھین وہ دن یاد ہی کہ مین اور تم دونون فلان جگہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور اسوقت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بجز میرے اور تمھارے کوئی دوسرا صحابی نہ تھا اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ای طلحہ کوئی نبی ایسا نہین گذرا ہی کہ اسکی امت مین کوئی رفیق اسکے ساتھ جنت مین نہو چنانچہ عثمان جنت مین میرے رفیق ہونگے حضرت طلحہ نے جواب دیا ہان (مجھے یاد ہی) اور ابو یعلے نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ سے روایت کیا ہی وہ کہتے ہین کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کے لیے جنت مین ایک رفیق ہوگا اور میرے رفیق (جنت مین) عثمان ہونگے۔

مسند سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (۵ روایت)

{حدیث ما لقیک الشیطان یعنی حضرت عمر سے شیطان کا بھاگنا} (امام) مسلم نے بروایت ابن شہاب زہری نقل کیا ہی کہ وہ کہتے تھے مجھے عبد الحمید بن عبد الرحمن بن زید نے خبر دی وہ کہتے تھے کہ (ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہونے کی اجازت چاہی اُسوقت خدمت نبوی مین قریش کی کچھ عورتین موجود تھین اور آپسے بلند آواز مین بہت کچھ باتین کر رہی تھین جب حضرت عمر نے اپنے حاضر ہونے کی اجازت چاہی تو وہ عورتین (خدمت نبوی سے) اُٹھکر جلدی سے پردہ مین ہو گئین پھر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر کو اجازت دی (وہ اندر تشریف لیگئے تو) دیکھا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مسکرا رہے ہین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ای رسول خدا (آپ کیون ہنس رہے ہین) خدا آپکے دانتون کو ہمیشہ ہنستا رکھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے ان عورتون (کی گھبراہٹ) سے ہنسی آئی جو (ابھی) میرے پاس تھین جب تمھاری آواز سُنی تو جلدی سے پردہ مین چلی گئین حضرت عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ اسکے مجھسے زیادہ مستحق تھے کہ وہ آپسے خوف کرتین پھر حضرت عمر نے (ان عورتون سے) کہا کہ ای اپنی جانون کی دشمنو کیا تم مجھسے ڈرتی ہو اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے نہین ڈرتین اُن عورتون نے جواب دیا ہان

ان افظ واغلظ من رسول الله صلی الله علیه وسلم قال رسول الله صلی الله علیه وسلم والذی نفسی بیدہ مالقیك الشیطان قط سالكا فجا الا سلك فجا غیر فجك واخرج ابو بكر بن ابی شیبة من حدیث ابی سلمة قال قال سعد اما والله ما كان باقدمنا اسلاما ولا اقدمنا هجرة ولكن قد عرفت بای شیء فضلنا كان ازهدنا فی الدنیا یعنی عمر بن الخطاب اما منعه من الخروج علی عثمان فقد اخرج ابو یعلی عن بسر بن سعید ان سعد بن ابی وقاص قال عند فتنة عثمان اشهد لسمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم قال انها ستكون فتنة القاعد فیها خیر من القائم والقائم خیر من الماشی والماشی خیر من الساعی قال ارأیت ان دخل علی بیتی وبسط یده لیقتلنی قال لكن كابن آدم واخرج ابو یعلی من حدیث عامر بن سعد بن ابی وقاص ان اباه حین رای اختلاف اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم وتفرقهم اشتری له ماشیة ثم خرج فاعتزل فیها باهله علی ماء قال وكان سعد من احد الناس بصرا فرای ذات یوم شیئا یزول فقال لمن معه ترون شیئا قالوا نری شیئا كالطیر قال اری راكبا علی بعیر ثم جاء بعد قلیل عمر بن سعد علی بختی او بختیة ثم قال اللهم انا نعوذ بك من شر ما جاء به فسلم عمر ثم قال لابیه ارضیت ان تتبع اذناب هذه الماشیة بین هذه الجبال واصحابك یتنازعون فی امر الامة فقال سعد بن ابی وقاص سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول انها ستكون بعدی فتن او قال امور خیر الناس فیها الغنی الخفی التقی فان استطعت یا بنی ان تكون كذلك فكن فقال له عمر اما عندك غیر هذا فقال له سعد

(وجہ اسکی یہ ہے کہ تم بہ نسبت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے بڑے تند خو اور سخت گو ہو پھر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اُس ذات کی کہ میری جان اُسکے ہاتھ میں ہے (اے عمر) جب تمھیں شیطان کسی راستہ میں چلتا ہوا دیکھتا ہے تو اُس راستہ کو چھوڑ کر دوسرے راستہ میں چلنے لگتا ہے اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے بروایت ابو سلمہ نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت سعد نے کہا قسم خدا کی وہ یعنی حضرت عمر بن خطاب اسلام لانے میں ہمسے پہلے نہیں اور ہجرت کرنے میں (بھی) ہمپر مقدم نہیں مگر میں خوب جانتا ہوں کہ کس چیز کے سبب سے وہ ہمسے افضل ہیں وہ ہم سب سے زیادہ دنیا سے بے تعلق تھے {حضرت سعد کا حضرت عثمان کی بغاوت سے لوگوں کو روکنا} ابو یعلے نے بسر بن سعید سے روایت کیا ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص نے حضرت عثمان کے فتنہ کے (زمانہ) میں لوگوں سے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے عنقریب (ایک ایسا) فتنہ (پیدا) ہوگا کہ اُسمیں بیٹھ رہنے والا کھڑے ہونیوالے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہونیوالا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا' راوی کا قول ہے کہ حضرت سعد فرماتے تھے یہ سنکر میں نے عرض کیا (ای رسول خدا مجھے) ارشاد ہو کہ اگر کوئی شخص اس زمانہ میں میرے گھر کے اندر داخل ہو اور اپنا ہاتھ میرے قتل کے لیے بڑھائے (تو میں اسوقت کیا کروں) حضرت نے فرمایا کہ تم (اسوقت) مثل فرزند آدم (علیہ السلام یعنی ہابیل) کے ہو جانا اور ابو یعلی نے بروایت عامر بن سعد بن ابی وقاص نقل کیا ہے کہ جب انکے والد نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کا باہم اختلاف اور افتراق دیکھا تو اُنھوں نے بکریوں کا ایک گلہ خرید کیا اور مع اپنے اہل وعیال کے (مدینہ سے) نکلکر (کسی جنگل میں) ایک چشمہ پر اقامت اختیار کی اُنکے بیٹے کہتے ہیں کہ حضرت سعد کی نظر بہت تیز تھی چنانچہ ایک روز اُنھوں نے (بہت دور پر) ایک چیز آتی ہوئی دیکھی اپنے ہمراہیوں سے (اُس جانب اشارہ کرکے) فرمایا کہ کیا تم کسی چیز کو دیکھتے ہو اُنھوں نے جواب دیا کہ (ہاں ہمکو ایک) چڑیا سی پرند کے نظر آتی ہے آپنے فرمایا میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک سوار اونٹ پر آرہا ہے پھر تھوڑی دیر کے بعد (انکا بیٹا) عمر بن سعد ایک اعرابی اونٹ یا اونٹنی پر (سوار) آیا حضرت سعد نے اُسے دیکھکر فرمایا خداوندا میں تیری پناہ مانگتا ہوں اُس چیز کے شر سے جواسکو یہاں لائی ہے اسکے بعد عمر (مذکور) ہو پہنچے اور اُنھوں نے سلام کیا اور اپنے والد سے عرض کیا کہ کیا آپنے اسے بہتر سمجھا ہے کہ آپ اپنے مویشیوں کے پیچھے ان پہاڑوں میں پڑے رہیں اور آپکے اصحاب (یعنی صحابہ کرام) امت کے کاموں میں جھگڑتے رہیں (میری رائے میں تو ایسی حالت میں آپکی بادیہ نشینی اچھی نہیں) حضرت سعد بن ابی وقاص نے فرمایا کہ میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ عنقریب میرے بعد کچھ فتنے ہونگے یا فرمایا کہ کچھ واقعات پیش آئینگے اس زمانہ میں سب سے بہتر وہ شخص ہوگا جو مالدار ہو اور چھپا رہے اور پرہیزگار ہو لہذا (میں نے جب فتنہ کے آثار دیکھے تو اپنے کو اس حالت میں رکھنا سب سے بہتر جانا میری رائے یہی ہے کہ) ای بیٹے اگر تجھسے ہوسکے تو تو بھی ایسا ہی ہو جا عمر (مذکور) نے کہا کہ کیا آپکے پاس اسکے سوا اور کچھ نہیں حضرت سعد نے فرمایا

لا يبقى فوثب عمر ليركب ولم يكن حظ عن بعيره فقال له سعد امهل حتى نغديك قال لا حاجة لي بغدائكم قال سعد فنحلب لك فنسقيك قال لا حاجة لي بشرابكم ثم ركب فانصرف مكانه واما ما يثبت من حديث على ان الخلافة لقريش فقد اخرج ابو يعلى عن محمد بن سعد بن ابی وقاص عن ابيه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من يرد هوان قريش اهانه الله عز وجل

ومن مسند سعيد بن زيد رضی الله عنه

اما حديثه فی بشارة العشرة بالجنة فقد اخرج ابو يعلى عن عبد الرحمن بن الاخنس قال خطبنا المغيرة بن شعبة فنال من على فقام سعيد بن زيد فقال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول النبی فی الجنة وابو بكر فی الجنة وعمر فی الجنة وعثمان فی الجنة وعلى فی الجنة وطلحة فی الجنة والزبير فی الجنة وعبد الرحمن بن عوف فی الجنة وسعد فی الجنة ولو شئت ان اسمی العاشر لسميت واخرج الترمذی عن عبد الرحمن بن حميد عن ابيه ان سعيد بن زيد حدثه فی نفر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال عشرة فی الجنة ابو بكر فی الجنة وعمر فی الجنة وعثمان فی الجنة وعلى فی الجنة والزبير وطلحة وعبد الرحمن وابو عبيدة وسعد بن ابی وقاص قال فعد هؤلاء التسعة وسكت عن العاشر فقال القوم ننشدك الله يا ابا الاعور من العاشر قال نشدتمونی بالله ابو الاعور فی الجنة واما بيان ان ابا بكر صديق وسائرهم شهداء فقد اخرج ابو يعلى عن عاصم عن زر عن سعيد بن زيد قال انا كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فوق الحراء فلما استوينا رجف بنا فضربه رسول الله صلى الله عليه وسلم بكفه ثم قال اسكن حراء فانه ليس عليك الا نبی وصديق او شهيد وعليه رسول الله صلى الله عليه وسلم وابو بكر وعمر وعثمان وعلى وطلحة والزبير وسعد وعبد الرحمن وسعيد بن زيد الذی جاء بالحديث واخرج البخاری عن قيس قال سمعت سعيد بن زيد يقول والله لقد رأيتنی وان عمر لموثقی على الاسلام قبل ان يسلم ولو ان احدا

سین ای بیٹھے (اور کچھ نہین ہی) یہ سنتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا اور اپنے اونٹ پر سوار ہونے لگا ہنوز اونٹ کا کجاوہ اُسنے کھولا نتھا حضرت سعد نے فرمایا ذرا ٹھہر جاؤ ہم تمکو کچھ کھلادین اُسنے کہا مجھے آپکے کھانے کی کچھ حاجت نہین ہی حضرت سعد نے کہا اچھا ہم تمہارے لیے کچھ دودھ ہی دو ہدین اور تمکو پلادین اُسنے کہا مجھے آپ کے پلانے کی بھی کچھ حاجت نہین بعد اسکے وہ سوار ہوگیا اور اپنے مقام پر لوٹ گیا۔ {حضرت سعد کی وہ حدیث جسمین خلافت کا قریش کے ساتھ مخصوص ہونا مفہوم ہوتا ہی} ابو یعلےٰ نے محمد بن سعد بن ابی وقاص سے انھون نے اپنے والد سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص قریش کے ذلیل کرنیکا ارادہ کرے اللہ اسکو ذلیل کرے۔

مسند سعید بن زید رضی اللہ عنہ (۴۔ روایت)۔

{انکی حدیث جو دس صحابیون کے لیے بشارت جنت کے متعلق ہو} ابو یعلےٰ نے عبد الرحمن بن اخنس سے روایت کی ہی کہ انھون نے کہا ایک مرتبہ ہمارے سامنے مغیرہ بن شعبہ نے خطبہ پڑھا جسمین انھون نے حضرت علی کی کچھ برائی بیان کی تو حضرت سعید بن زید اُٹھ کھڑے ہوے اور فرمایا مین نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی آپ فرماتے تھے کہ نبی جنتی ہین اور ابو بکر جنتی ہین اور عمر جنتی ہین اور عثمان جنتی ہین اور علی جنتی ہین اور طلحہ جنتی ہین اور زبیر جنتی ہین اور عبد الرحمن بن عوف جنتی ہین اور سعد (بن ابی وقاص) جنتی ہین اور اگر مین چاہون تو دسوین شخص کا نام بھی بتادون اور ترمذی نے عبد الرحمن بن حمید سے انھون نے اپنے والد سے روایت کی ہی کہ اُنسے سعید بن زید نے نیز اور بہت سے اشخاص سے بیان کیا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دس آدمی جنتی ہین ابو بکر جنتی ہین اور عمر جنتی ہین اور عثمان جنتی ہین اور علی جنتی ہین اور طلحہ جنتی ہین اور زبیر جنتی ہین اور عبد الرحمن جنتی ہین اور ابو عبیدہ جنتی ہین اور سعد بن ابی وقاص جنتی ہین (راوی کہتے ہین کہ) انھون نے انھین نو کا نام بتایا اور دسوین کے نام سے سکوت کیا لوگون نے کہا ہم آپ کو خدا کی قسم دلاتے ہین کہ اے ابو اعور بتا دیجیے دسوین شخص کا کیا نام ہی تو انھون نے فرمایا کہ تمنے مجھے خدا کی قسم دلائی ہی تو سنو (دسوان شخص) ابو اعور (یعنی وہ بھی) جنتی ہے

{حضرت ابو بکر کا صدیق اور باقی خلفا کا شہید ہونا} ابو یعلےٰ نے عاصم سے انھون نے زر بن حبیش سے انھون نے حضرت سعید بن زید سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے ہم ایک مرتبہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کوہ حرا پر چڑھنے کے لیے چڑھے جب ہم لوگ پہاڑ پر پہونچگئے تو پہاڑ ہلنے لگا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اسپر اپنا ہاتھ مارا اور فرمایا اے حرا ساکن ہوجا کیونکہ تیرے اوپر نبی اور صدیق اور شہید ہین اور (اسوقت) اسپر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم تھے اور ابو بکر و عمر و عثمان و علی و طلحہ و زبیر و سعد و عبد الرحمن و سعید بن زید {جو اس حدیث کے راوی ہین} تھے اور امام بخاری نے قیس سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے مین نے سعید بن زید سے سنا وہ کہتے تھے قسم خدا کی مین نے اپنے کو اس حال مین دیکھا ہی کہ حضرت عمر مجھے اسلام پر باندھنے والے تھے قبل اسکے کہ وہ اسلام لائین اور اگر کوہ احد اپنی جگہ سے

ف: یعنی بہ اسلام پر قائم رہنے مین در گرفتہ تھے مطلب یہ ہو کہ اس زمانہ مین کافرون مسلمانون کے ساتھ وہ کام نہ کرتے تھے جو تم مسلمانون نے مسلمانون کے امام حضرت عثمان کے ساتھ کیا ۱۲

ارفض للذی صنعتم لعثمان لکان

مسانید المکثرین من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم اولہا

مسند عبد اللہ بن مسعود

اما بشارۃ الشیخین بالجنۃ فقد اخرج الترمذی عن عبد اللہ بن سلمۃ عن عبیدۃ السلمانی عن عبد اللہ بن مسعود ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یطلع علیکم رجل من اہل الجنۃ فاطلع ابو بکر ثم قال یطلع علیکم رجل من اہل الجنۃ فاطلع عمر و اما امرہ صلی اللہ علیہ وسلم امتہ بالاقتداء بہما فقد اخرج الترمذی والحاکم من حدیث سلمۃ بن کہیل عن ابی الزعراء عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقتدوا بالذین من بعدی من اصحابی ابی بکر وعمر واہتدوا بہدی عمار وتمسکوا بعہد ابن مسعود و اما جعلہ قول الخلفاء اذا قضوا وامضوا فی ترتیب الادلۃ بعد حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقبل القیاس فقد اخرج الدارمی عن سفیان عن الاعمش عن عمارۃ بن عمیر عن حریث بن ظہیر عن عبد اللہ بن مسعود قال اتی علینا زمان لسنا نقضی ولسنا ہنالک وان اللہ قد قدر من الامر ان بلغنا ما ترون فمن عرض لہ قضاء بعد الیوم فلیقض فیہ بما فی کتاب اللہ تعالی فان جاءہ ما لیس فی کتاب اللہ تعالی فلیقض بما قضی بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فان جاءہ ما لیس فی کتاب اللہ ولم یقض بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلیقض بما قضی بہ الصالحون ولا یقل انی اخاف وانی اری فان الحلال بین والحرام بین وبین ذلک امور مشتبہۃ فدع ما یریبک الی ما لا یریبک

ہٹ جاتا ہو جو اس حرکت کے جو تمنے عثمان کے ساتھ کی تو بیشک سزاوار تھا۔

مسانید مکثرین اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم

مسند عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

(شیخین کے لیے جنت کی بشارت) ترمذی نے عبد اللہ بن سلمہ سے انھون نے عبیدہ سلمانی سے انھون نے حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی ہو کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے (حاضرین سے) فرمایا کہ ابھی ایک شخص اہل جنت مین سے تمھارے سامنے آنے چاہتا ہے چنانچہ حضرت ابو بکر سامنے آئے اسکے بعد پھر آپنے فرمایا کہ ایک شخص اہل جنت مین سے تمھارے سامنے آنے چاہتا ہے چنانچہ حضرت عمر سامنے آئے۔ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی امت کو شیخین کی پیروی کا حکم دینا) ترمذی اور حاکم نے سلمہ بن کہیل سے انھون نے ابو الزعراء سے انھون نے حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی ہو کہ وہ کہتے تھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے (ہم لوگون سے) فرمایا کہ پیروی کرو ان دونون کی جو میرے بعد ہونگے میرے صحابہ مین سے یعنی ابو بکر و عمر کی اور عمار کی روش اختیار کرو اور ابن مسعود کے اقوال سے تمسک کرو۔ (حضرت ابن مسعود کا خلفای راشدین کے قول کو جبکہ وہ کوئی فیصلہ کرین یا کوئی حکم نافذ کرین ادلۂ شرعیہ کی ترتیب مین حدیث رسول کے بعد اور قیاس سے مقدم رکھنا) دارمی نے سفیان سے انھون نے اعمش سے انھون نے عمارہ بن عمیر سے انھون نے حریث بن ظہیر سے انھون نے حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی ہو کہ وہ فرماتے تھے ایک زمانہ ہمپر وہ تھا کہ ہم کوئی فیصلہ نکرتے تھے اور ہمکو اسکی ضرورت بھی نہ تھی (کیونکہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم اور شیخین رضی اللہ عنہما کا وجود ہمکو اس سے مستغنی کر رہا تھا) مگر اللہ نے یہ مقدر کیا تھا کہ ہم اس حالت کو پہونچے جو اب تم دیکھ رہے ہو (یعنی وہ مقدس سائے ہمارے سر سے اُٹھ گئے) لہذا اب (ضرورت فتوی دینے اور فیصلہ کرنے کی لوگون کو پیش آئی تو یاد رکھو) جس شخص کو فیصلہ دینے کی ضرورت پیش آئے اُسکو چاہیے کہ کتاب اللہ کے موافق فیصلہ کرے اور اگر کوئی ایسا واقعہ پیش آجائے جسکا حکم کتاب اللہ مین نہو اُسکو چاہیے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کے مطابق فیصلہ کرے اور اگر کوئی صورت ایسی پیش آجائے جسکا حکم کتاب اللہ مین بھی نہو اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی اُسکے متعلق کوئی فیصلہ نکیا ہو تو اُسکو چاہیے کہ صالحین کے فیصلہ کے موافق فیصلہ کرے اور (اپنے قیاس سے) یہ نہ کہے کہ مجھے ایسا اندیشہ ہوتا ہی یا میری رای یون ہی کیونکہ حلال چیزین واضح ہین اور حرام چیزین واضح ہین ان دونون کے درمیان مین کچھ مشتبہ چیزین ہین بس تمکو چاہیے کہ جس چیز مین شبہہ ہو اسکو چھوڑ کر وہ چیز اختیار کرو جسمین شبہہ نہو اور دارمی نے شعبہ سے بسند مذکور روایت کی ہی جسمین یہ مضمون ہی کہ حضرت ابن مسعود نے فرمایا جب تم سے کوئی مسئلہ پوچھا جائے تو کتاب اللہ مین دیکھو اگر کتاب اللہ مین نہ پاؤ تو حدیث رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مین دیکھو اگر حدیث مین بھی اسکو نہ پاؤ تو اس صورت کو اختیار کرو

واخرج الدارمی ہذا الحدیث من حدیث شعبۃ بالاسناد المذکور وفیہ اذا سئلتم عن شیء فانظروا فی کتاب اللہ فان لم تجدوہ فی کتاب اللہ فانظروا فی سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فان لم تجدوہ فی سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فبما

ملہ صیغۂ اکثر کا لفظ کثرت وقلت روایت حدیث کی تمیز کے لیے ہے مکثرین وہ ہین جنسے زیادہ حدیثین مروی ہون اور مقلین وہ جنسے کم حدیثین مروی ہون اور متوسطین وہ جو درمیانی حالت مین ہون زیادتی اور کمی کی بھی حد مقرر ہے جیسا کہ آئندہ بیان ہوگی ۱۲

جسپر مسلمانون کا اجتماع ہو اگر مسلمانون کے اجماعیات مین بھی وہ مسالہ نہ ملے تو اپنی اپنی راے سے اجتہاد کرو اور کچھ تردد نکرو الی آخرہ نیز دارمی نے بواسطہ ابو عوانہ او رجریر اُن دونون نے اعمش سے اسی کے قریب روایت کیا ہے اور دارمی نے اعمش سے اُنھون نے ابراہیم (نخعی) سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت عبد اللہ (ابن مسعود) فرمایا کرتے تھے کہ عمر جب ہمکو کسی راستہ مین چلاتے تھے تو ہم اُسکو آسان پاتے تھے (اسیلیے مین حضرت عمر کے قول کو ترجیح دیتا ہون اور بیشک اُنھون نے اس صورت مین کہ کوئی عورت شوہر اور مان باپ کو چھوڑ کر مرجائے یہ فتوی دیا تھا کہ شوہر کو آدھا مال ملیگا اور مان کو باقی مال کی ایک تہائی (اور باپ کو دو تہائی) اور نیز دارمی نے اسی سند سے روایت کی ہے کہ حضرت عبد اللہ (ابن مسعود) فرماتے تھے کہ جب حضرت عمر کسی راستہ کو اختیار کرتے تھے تو ہم بھی اُنکے پیچھے ہو لیتے تھے اور ہم اُسکو آسان پاتے تھے اور اُنھون نے اس صورت مین کہ کوئی شخص ایک زوجہ اور مان باپ کو چھوڑ کر مرجائے مال کے چار حصے کرا دیے تھے (ایک حصہ یعنی) چوتھائی زوجہ کو دلایا تھا اور (ایک حصہ یعنی) مابقی کی تہائی مان کو اور (دو حصے یعنی) دو تہائی باپ کو {حضرت ابن مسعود کا قائل بافضلیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہونا} ابو عمر نے استیعاب مین حضرت ابن مسعود سے روایت نقل کی ہے کہ (وہ فرماتے تھے اے لوگو) اپنا امام (نماز) اس شخص کو بناؤ جو تم سب مین افضل ہو کیونکہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کا امام (نماز) حضرت ابوبکر صدیق کو بنایا تھا (جو تمام صحابہ سے افضل تھے) {حضرت ابن مسعود کا حضرت عمر کی تعریف کرنا اور اُنکے سوابق اسلامیہ کا ذکر کرنا} ابو عمر نے حضرت ابن مسعود سے روایت نقل کی ہے کہ وہ فرماتے تھے میرا حضرت عمر کی صحبت مین گھڑی بھر بیٹھنا میرے نزدیک ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے اور حاکم نے مجالد سے اُنھون نے شعبی سے اُنھون نے مسروق سے اُنھون نے حضرت ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے کہ یا اللہ اسلام کو عزت دے عمر بن خطاب یا ابو جہل بن ہشام (کے اسلام) سے چنانچہ اللہ تعالی نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا حضرت عمر کے حق مین قبول فرمائی اور مملکت اسلام کی بنا اُن (کی ذات اقدس) پر قائم فرمائی اور اُنکی ذات سے بتون (کی پرستش کی بنیاد) منہدم کردی اور حاکم نے مسعودی سے اُنھون نے قاسم بن عبد الرحمن سے اُنھون نے اپنے والد سے اُنھون نے حضرت عبد اللہ (ابن مسعود) سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے اللہ کی قسم ہم کعبہ کے پاس ظاہر ہو کر نماز نہ پڑھ سکتے تھے یہانتک کہ حضرت عمر اسلام لائے اور حاکم نے سفیان سے اُنھون نے اسمعیل بن ابی خالد سے اُنھون نے ابو حازم سے اُنھون نے حضرت ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے تھے ہم (سب مسلمان) غالب ہوتے چلے گئے جب سے اسلام لائے عمر اور حاکم نے ابو اسحق سے اُنھون نے ابو عبیدہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے حضرت عبد اللہ (ابن مسعود) فرماتے تھے تین آدمی فراست مین سب سے بڑھے ہوے تھے عزیز مصر کہ اُسنے اپنی فراست سے حضرت یوسف علیہ السلام کا حال معلوم کرلیا اور اپنی بی بی

اجتمعت عليه المسلمون فان لم يكن فيما اجمع عليه المسلمون فاجتهد رأيك ولا تقل انی اخاف واخشی الحديث وآخرج الدارمی من حديث ابی عوانة وجرير كليهما عن الاعمش نحوا من ذلك وآخرج الدارمی من طريق الاعمش عن ابراهيم قال قال عبد الله كان عمر اذا سلك بنا طريقا وجدناه سهلا وانه قال فی زوج وابوين للزوج النصف وللام ثلث ما بقی وآخرج الدارمی من هذا الطريق ايضا قال عبد الله كان عمر اذا سلك طريقا اتبعناه فيه ووجدناه سهلا وانه قضی فی امرأة وابوين من اربعة فاعطی المرأة الربع والام ثلث ما بقی والاب سهمين اما قوله بافضلية ابی بكر رضی الله عنه فقد اخرجه ابو عمر فی الاستيعاب عن ابن مسعود اجعلوا امامكم افضلكم فان رسول الله صلی الله عليه وسلم جعل ابا بكر امامهم واما ثناؤه علی عمر وذكره سوابقه فقد اخرج ابو عمر عنه انه قال لان اجلس مع عمر ساعة خير عندی من عبادة سنة وآخرج الحاكم من طريق مجالد عن الشعبی عن مسروق عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم اللهم اعز الاسلام بعمر بن الخطاب او بابی جهل بن هشام فجعل الله دعوة رسول الله صلی الله عليه وسلم لعمر فبنی عليه ملك الاسلام وهدم به الاوثان وآخرج الحاكم من طريق المسعودی عن القاسم بن عبد الرحمن عن ابيه عن عبد الله قال والله ما استطعنا ان نصلی عند الكعبة ظاهرين حتی اسلم عمر وآخرج الحاكم من طريق سفيان عن اسمعيل بن ابی خالد عن ابی حازم عن ابن مسعود قال ما زلنا اعزة منذ اسلم عمر وآخرج الحاكم عن ابی اسحق عن ابی عبيدة قال قال عبد الله افرس الناس ثلثة العزيز حين تفرس فی يوسف فقال لامرأته

(زلیخا) سے کہا کہ اسکو عزت سے رکھو۔ وہ عورت (یعنی حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادی) جسنے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھکر (اپنی فراست سے) انکا امین ہونا معلوم کیا اور (اپنے والد سے کہا کہ ای باپ انکو مزدوری میں لگا لیجیے (یہ قوی اور امین ہیں) حضرت ابوبکر صدیق کہ اُنھوں نے (اپنی فراست سے) حضرت عمر کو (کامل و مکمل جانکر) خلیفہ بنایا۔ اور حاکم نے زہیر سے اُنھوں نے یزید بن ابی زیاد سے اُنھوں سنے ابو جُحیفہ سے اُنھوں نے حضرت عبداللہ ابن مسعود سے روایت کی ہی کہ وہ فرماتے تھے یقیناً حضرت عمر ایک مضبوط قلعہ تھے جسمین اسلام داخل ہوتا تھا اور اس سے نکل نہ سکتا تھا مگر جب حضرت عمر شہید ہوے تو اس قلعہ مین رخنہ ہوگیا کہ اب اسلام اُس قلعہ سے خارج ہوتا جاتا ہی اور اسمین داخل نہین ہوتا جب نیک لوگون کا ذکر کیا جائے تو سب سے پہلے حضرت عمر کا نام آنا چاہیے {حضرت ابن مسعود کا بیان کرنا کہ حضرت عمر نے حضرت صدیق کی امامت کی حدیث پیش کر کے انصار کو خلافت سے باز رکھا۔} حاکم نے زر (ابن حُبیش) سے اُنھوں نے حضرت عبداللہ (بن مسعود) سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو انصار نے (مہاجرین سے) کہا کہ ایک خلیفہ ہم مین سے ہو اور ایک تم مین سے پھر حضرت عمر اُنکے پاس گئے اور اُنسے کہا کہ ای گروہ انصار کیا تم نہین جانتے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو یہ حکم دیا تھا کہ لوگون کے امام (نماز) بنین پس تم مین سے کس کا نفس اس بات کو گوارا کر سکتا ہی کہ ابوبکر کا پیشوا بنے سب نے کہا ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہین اس بات سے کہ ابوبکر کے پیشوا بنین {حضرت ابن مسعود کا خلافت صدیقیہ پر اجماع سے استدلال کرنا} حاکم نے عاصم سے اُنھون نے زر سے اُنھون نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے جس بات کو سب مسلمان (یعنی صحابہ) اچھا سمجھین وہ بات اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہی اور جس بات کو سب مسلمان بُرا سمجھین وہ بات اللہ کے نزدیک بھی بُری ہی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ نے اسی کو اچھا سمجھا کہ ابوبکر خلیفہ بنائے جائین {حضرت ابن مسعود کا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اُس خطبہ سے (خلافت صدیقیہ پر) استدلال کرنا جو آپنے اپنی وفات سے پانچ دن پہلے فرمایا تھا جسمین حضرت صدیق کے مناقب تھے اور مناقب بھی اس قسم کے جنمین انکی خلافت پر کھُلی ہوئی تعریض ہی۔ اس استدلال پر ابو عمر نے استیعاب مین اعتماد کیا ہی} مسلم نے ابوالاحوص سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے مین نے عبداللہ بن مسعود سے سنا وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے کہ آپ فرماتے تھے اگر مین کسی کو اپنا خلیل بناتا تو یقیناً ابوبکر کو بناتا (لہٰذا ابوبکر میرے خلیل تو نہین ہین) مگر وہ میرے بھائی اور میرے ہمنشین ہین اور اللہ نے تمھارے صاحب کو (یعنی مجھے اپنا) خلیل بنایا ہی {حضرت ابن مسعود کی وہ حدیث جس سے خلفای ثلٰثہ کی خلافت پر استدلال کیا جاتا ہی اسوجہ سے کہ اُس حدیث مین اس مدت کا بیان ہی جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی چکی کے گھومنے کے لیے بیان فرمادی تھی اور خلافت ان خلفاء کی اسی مدت کے اندر واقع ہوئی} حاکم کئی سندون کے ساتھ منصور سے اُنھون نے ربعی بن حراش سے اُنھون نے

اکرمی مثواہ والمرأۃ التی رأت موسیٰ علیہ السلام فقالت لابیھا یا ابت استاجرہ وابوبکر حین استخلف عمر واخرج الحاکم من طریق زھیر عن یزید بن ابی زیاد عن ابی جحیفۃ عن عبداللہ بن مسعود قال ان کان عمر لحصنا حصینا یدخل الاسلام فیہ ولا یخرج منہ فلما اصیب عمر انثلم الحصن فالاسلام یخرج منہ ولا یدخل فیہ اذا ذکر الصالحون فحیھلا بعمر واما حکایتہ دفع الانصار بحدیث امامۃ الصدیق رضی اللہ عنہ فقد اخرج الحاکم عن عاصم عن زر عن عبداللہ قال لما قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت الانصار منا امیر ومنکم امیر قال فاتاھم عمر فقال یا معشر الانصار الستم تعلمون ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد امر ابابکر ان یؤم الناس فایکم تطیب نفسہ ان یتقدم ابابکر فقالت الانصار نعوذ باللہ ان نتقدم ابابکر واما استدلالہ علی خلافۃ الصدیق بالاجماع فقد اخرج الحاکم من حدیث عاصم عن زر عن عبداللہ قال ما رای المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن وما راوا سیئا فھو عند اللہ سیئ وقد رای الصحابۃ جمیعا ان یستخلف ابابکر واما استدلالہ بخطبۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قبل وفاتہ بخمس لیال بمناقب الصدیق ما ھو تعریض ظاھر علی خلافتہ وعلی ھذہ الطریقۃ اعتمد ابو عمر فی الاستیعاب فقد اخرج مسلم عن ابی الاحوص قال سمعت عبداللہ بن مسعود یحدث عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لو کنت متخذا خلیلا لاتخذت ابابکر خلیلا ولکنہ اخی وصاحبی وقد اتخذ اللہ صاحبکم خلیلا واما ما یستدل بہ علی خلافۃ الخلفاء الثلثۃ من بیان مدۃ التی ضربھا النبی صلی اللہ علیہ وسلم لدوران رحی الاسلام من وقوع خلافتھم فی تلک المدۃ فقد اخرج الحاکم من طرق عن منصور عن ربعی بن حراش

عن البراء بن ناجية قال قال عبد الله قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان رحى الاسلام ستزول بعد خمس وثلثين او ست وثلثين او سبع وثلثين سنة فان

يهلكوا فسبيل من قد هلك وان يقم لهم دينهم يقم سبعين قال عمر رضي الله عنه يا رسول الله مما مضى او مما بقي قال لا بل مما بقي وروى الحاكم باسانيد صحيحة من طرق متعددة ان عثمان رضي الله عنه قتل في ذي الحجة سنة خمس وثلثين وكانت خلافته ثنتي عشرة سنة وأما ما يستدل به على خلافتهم من حديث القرون الثلثة فقد اخرج احمد عن ابراهيم عن عبيدة عن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خير الناس قرني ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم ثم ياتي من بعد ذلك قوم تسبق شهادتهم ايمانهم وايمانهم شهادتهم وبناء

این استدلال بر توجیہی صحیح ست کہ اکثر احادیث شاہد آن ست قرن اول از زمان ہجرت آنحضرت ست صلی اللہ علیہ وسلم تا زمان وفات وے صلی اللہ علیہ وسلم و قرن ثانی از ابتدائے خلافت حضرت صدیق تا وفات حضرت فاروق رضی اللہ عنہما و قرن ثالث قرن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ و در ہر قرنے قریب بدوازدہ سال بودہ قرن در لغت قوم متقارنین فی السن بعد ازان قومے کہ در ریاست و خلافت مقترن باشند قرن گفتہ شد چون خلیفہ دیگر باشد و وزراء حضور دیگر و امرای دیگر و سرداران جیوش دیگر و سپاہان دیگر و حربیان دیگر و ذمیان دیگر آن قرون بہم میرسد

وأما قوله في خلافة عثمان فقد اخرج الحاكم من حديث الاعمش عن عبد الله بن بشار قال لما جاءت بيعة عثمان قال عبد الله ما آلونا عن اعلانا ذا فوق وأما منعه عن الخروج على عثمان فقد اخرج ابو بكر بن ابي شيبة عن ابي سعيد مولى ابن مسعود قال قال عبد الله والله لئن قتلوا عثمان لا يصيبوا منه خلفا

تحقیق قرون ثلاثہ

براء بن ناجیہ سے روایت کی ہی وہ کہتے تھے کہ حضرت عبد اللہ (ابن مسعود) بیان کرتے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اسلام کی چکی پینتیس[35] برس کے بعد یا (فرمایا) چھتیس[36] برس کے بعد یا (فرمایا) سینتیس[37] برس کے بعد (اپنی جگہہ سے) ہٹ جائیگی اسکے بعد اگر لوگ ہلاک ہو جاینگے تو اُنکا وہی راستہ ہی جو اور ہلاک ہونیوالوں کا ہی اور اگر اُنکا دین اُنکے لیے باقی رہگیا تو پھر ستر برس قائم رہیگا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ گذشتہ زمانہ ملاکر یا صرف آیندہ کے ستر برس حضرت نے فرمایا نہین آیندہ کے ستر برس۔ اور حاکم نے بسندہای صحیح متعدد طرق سے روایت کی ہی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ذیحجہ ۳۵ھ مین شہید ہوے اور اُنکی خلافت بارہ برس رہی ہی (حضرت ابن مسعود کی وہ حدیث جس سے خلفای ثلثہ کی خلافت پر استدلال کیا جاتا ہی یعنی قرون ثلثہ کی حدیث) امام احمد نے ابراہیم سے انھون نے عبیدہ سے انھون نے حضرت عبد اللہ (ابن مسعود) سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب بہتر میرا قرن ہی پھر اُن لوگون کا جو میرے قرن والون کے بعد ہون پھر اُن لوگون کا جو اُنکے بعد ہون پھر اسکے بعد کچھ لوگ (ایسے بے احتیاط) پیدا ہونگے کہ اُنکی گواہی اُنکی قسم کے آگے اور قسم گواہی سے آگے چلیگی اس (حدیث سے) استدلال کی بنا ایک صحیح توجیہ پر ہی جسکی شاہد اکثر حدیثین ہین (وہ توجیہ یہ ہی کہ) پہلا قرن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے آپ کی وفات تک لیا جائے اور دوسرا قرن حضرت صدیق کی ابتدای خلافت سے حضرت فاروق کی وفات تک ہو اور تیسرا قرن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ اور ہر قرن بارہ سال کا ہوا ہی قرن لغت مین اُس قوم کے لوگون کو کہتے ہین جو سن مین باہم قریب قریب ہون (عرفاً) ان لوگون مین بھی مستعمل ہی جو ریاست و خلافت مین قریب قریب ہون جب خلیفہ دوسرا ہوا اور اُسکے وزیر اور سرداران ملک بھی اور نیز افسران فوج بھی دوسرے سپاہی بھی دوسرے حربی بھی دوسرے ذمی بھی دوسرے ہوے تو قرن بدلگیا۔ (حضرت عبد اللہ بن مسعود کا قول حضرت عثمان کی خلافت کے متعلق) حاکم نے اعمش سے انھون نے عبد اللہ بن بشار سے روایت کی ہی وہ کہتے تھے کہ جب حضرت عثمان کی بیعت کی خبر ملی تو حضرت عبد اللہ (ابن مسعود) نے فرمایا کہ لوگون نے ہمارے اعلیٰ و افضل کے خلیفہ بنانے مین کوتاہی نہین کی (یعنی اُسی کو خلیفہ بنایا جو سب مین اعلیٰ و افضل تھا) (حضرت ابن مسعود کا حضرت عثمان کی بغاوت سے (لوگون کو) روکنا) ابو بکر بن ابی شیبہ نے ابو سعید مولای حضرت ابن مسعود سے روایت کی ہی وہ کہتے تھے کہ حضرت ابن مسعود نے فرمایا واللہ اگر یہ لوگ عثمان کو شہید کردینگے تو پھر اُنکا مثل نہ پائینگے۔

مسند عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ (۲۴ روایت)

(خلافت قریش مین (رکھی گئی) ہی) احمد اور ابو یعلیٰ وغیرہما نے مختلف سندون سے روایت کی ہی کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کام (خلافت کا) ہمیشہ قریش مین رہیگا جب تک کہ اُنمین سے دو آدمی بھی باقی رہین (وہ مہاجرین اولین جنھون نے ابتدای اسلام مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہوکر کفار قریش سے جہاد کیا

ومن مسند عبد الله بن عمر رضي الله عنه أما ان الخلافة في قريش فقد اخرج احمد وابو يعلى وغيرهما من طرق شتى ان عبد الله بن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يزال هذا الامر في قريش ما بقي في الناس اثنان وأما ان المهاجرين الاولين الذين جاهدوا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم قريشا في اول الاسلام

خلافت کے لیے اولیٰ ہین (بخاری نے معمر سے انھون نے زہری سے انھون نے سالم سے انھون نے اپنے والد حضرت عبداللہ ابن عمر) سے ایک روایت نقل کی ہی جسمین یہ مضمون ہی کہ جب لوگ متفرق ہوگئے حضرت معاویہ نے خطبہ پڑھا اور کہا کہ جو شخص کچھ کہنا چاہے وہ ہمارے سامنے آئے (پھر حضرت حسن و علی مرتضیٰ پر تعریض کرکے فرمایا) بیشک ہم ان سے اور انکے باپ سے زیادہ مستحق خلافت ہین حبیب بن مسلمہ نے (جو حضرت عبداللہ بن عمر کے پاس بیٹھے ہوے تھے انسے) کہا کہ آپ نے حضرت معاویہ کو جواب کیون نہ دیا حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا مین مستعد ہوا تھا اور مین نے ارادہ کیا تھا کہ کہون آپ سے زیادہ حقدار خلافت کا وہ شخص ہے جس نے آپ سے اور آپکے والد سے (جب آپ دونون کافر تھے) اسلام کے لیے قتال کیا (یعنی علی مرتضیٰ) مگر مجھے خوف ہوا کہ مین ایسی بات کہدون جس سے جماعت مین افتراق پیدا کردے اور خونریزی کی نوبت آجائے ... اسکے ساتھ ہی مجھے وہ نعمتین یاد آئین جو اللہ نے جنت مین (نیکون کے لیے) مہیا کی ہین (کہ وہ حضرت علی کے لیے کافی ہین اگر دنیا مین انکی کوئی تنقیص کرے تو کیا پروا) ... زبان روک لی ... محفوظ رہنے اور بچائے گیے ... خلفاء راشدین کی افضلیت بترتیب خلافت حضرت ابن عمر سے روایات صحیحہ و معتبرہ حد شہرت کو پہونچگئی ہین چنانچہ بخاری نے یحییٰ بن سعید سے انھون نے نافع سے انھون نے حضرت ابن عمر سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے ہم لوگ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین جب اسکا چرچہ کرتے تھے کہ سب سے بہتر کون ہی تو کہا کرتے تھے کہ ابوبکر سب سے بہتر ہین بعد انکے عمر بعد انکے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم اور بخاری اور ابوداود نے عبدالعزیز بن ابی سلمہ ماجشون سے انھون نے عبید اللہ سے انھون نے نافع سے انھون نے حضرت ابن عمر سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے ہم لوگ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین ابوبکر کی برابر کسی کو نہ سمجھتے تھے پھر عمر کو (ایسا ہی جانتے تھے) پھر عثمان کو بعد اسکے اصحاب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مین ایک کو دوسرے پر فضیلت نہ دیتے تھے اور ابوداود نے حضرت یونس سے انھون نے ابن شہاب سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے ہم لوگ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی مین کہا کرتے تھے کہ ابوبکر و عمر و عثمان (افضل امت ہین) اور امام احمد اور ابویعلے کی بعض روایتون مین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بھی ذکر ہی چنانچہ ابویعلے نے عمر بن اسید سے انھون نے حضرت ابن عمر سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے ہم لوگ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین کہا کرتے تھے کہ نبی کے بعد ابوبکر ہین پھر عمر اور علی کو تین وصف ایسے ملے ہین کہ اگر انمین سے ایک بھی مجھے ملجائے تو سرخ اونٹون سے بھی زیادہ مجھے محبوب ہی انھون نے حضرت فاطمہ سے نکاح کیا اور انکے بطن سے انکی اولاد ہوئی اور مسجد نبوی مین انکے سوا سب کے دروازے بند کردیے گئے اور خیبر کے دن جھنڈا انھین دیا گیا (کنوئین والا خواب جو خلافت شیخین پر کھلی ہوئی دلیل ہی) بخاری نے عبید اللہ سے انھون نے ابوبکر بن سالم سے

اولى بالخلافة فقد اخرج البخاري من طريق معمر عن الزهري عن سالم عن ابيه حديثا فيه فلما تفرق الناس خطب معاوية قال من كان يريد ان يتكلم فليطلع لنا قرنه فلنحن احق به منه ومن ابيه قال حبيب بن مسلمة فهلا اجبته قال عبد الله فحللت حبوتي وهممت ان اقول احق بهذا الامر منك من قاتلك واباك على الاسلام فخشيت ان اقول كلمة تفرق بين الجمع وتسفك الدم ويحمل عني غير ذلك فذكرت ما اعد الله في الجنان قال حبيب حفظت وعصمت اما افضلية الخلفاء على ترتيب الخلافة فقد تلقيها عن ابن عمر بروايات اليها الحد حد التفه فقد اخرج البخاري من طريق يحيى بن سعيد عن نافع عن ابن عمر قال كنا نخير بين الناس في زمان رسول الله صلى الله عليه وسلم فنخير ابابكر ثم عمر ثم عثمان بن عفان رضي الله عنهم واخرج البخاري وابوداود من حديث عبد العزيز بن ابي سلمة الماجشون عن عبيد الله عن نافع عن ابن عمر قال كنا في زمن النبي صلى الله عليه وسلم لا نعدل بابي بكر احدا ثم عمر ثم عثمان ثم نترك اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم لا نفضل بينهم واخرج ابوداود من حديث يونس عن ابن شهاب قال قال سالم بن عبد الله ان ابن عمر قال كنا نقول ورسول الله صلى الله عليه وسلم حي افضل امة النبي صلى الله عليه وسلم بعده ابوبكر ثم عمر ثم عثمان واخرج الترمذي من طريق حارث بن عمير عن عبيد الله بن عبد الله بن عمر عن نافع عن ابن عمر قال كنا نقول ورسول الله حي ابوبكر وعمر وعثمان وفي بعض طرق احمد وابي يعلى ذكر علي رضي الله عنه فاخرج ابو يعلى عن عمر بن اسيد عن ابن عمر قال كنا نقول على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم النبي ثم ابوبكر ثم عمر ولقد اعطي علي بن ابي طالب ثلث خصال لان يكون في واحدة منهن احب الي من حمر النعم تزوج فاطمة وولدت له وغلق الابواب غير بابه ودفع الراية اليه يوم خيبر.
اما رؤيا القليب التي هي حجة ظاهرة في خلافة الشيخين فقد اخرج البخاري من حديث عبيد الله عن ابي بكر بن سالم

عن سالم عن عبد الله بن عمر ان النبی صلی الله علیہ وسلم قال رأیت فی المنام انی انزع بدلو بکرۃ علی قلیب فجاء ابوبکر فنزع ذنوبا او ذنوبین نزعا ضعیفا والله یغفر له ثم جاء
عمر بن الخطاب فاستحالت غربا فلم ار
عبقریا یفری فریه حتی روی الناس وضربوا
بعطن اما التعریض انتظام علی خلافتهم
من جهة ذکر فضائلهم علی الترتیب فقد
اخرج ابو یعلی من طریق محمد بن عبد الرحمن عن
ابیه عن ابن عمر قال قال رسول الله صلی الله
علیه وسلم ارأف امتی بامتی ابو بکر
واشدهم فی الاسلام عمر واصدقهم حیاء
عثمان بن عفان واقضاهم علی بن ابی طالب
وافرضهم زید بن ثابت واعلمهم بالحلال
والحرام معاذ بن جبل واقرأهم ابی بن کعب و
لکل امة امین وامین هذه الامة ابو عبیدة
بن الجراح اما بشارة الشیخین بانهما یبعثان
مع النبی صلی الله علیه وسلم فقد اخرج الترمذی
والحاکم من طریق عاصم بن عمر العمری عن عبد الله
ابن دینار عن ابن عمر قال قال رسول الله صلی
الله علیه وسلم انا اول من تنشق عنه الارض
ثم ابو بکر ثم عمر ثم اتی اهل البقیع فیحشرون
معی ثم انتظر اهل مکة حتی احشر بین
الحرمین واخرج ابن ماجة والحاکم من طریق
اسمعیل بن امیة عن نافع عن ابن عمر قال خرج
رسول الله صلی الله علیه وسلم بین ابی بکر وعمر
فقال هکذا نبعث واما مناقب الصدیق
رضی الله عنه فقد اخرج البخاری من طریق
موسی بن عقبة عن سالم عن ابیه قال
قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من جر
ثوبه خیلاء لم ینظر الله الیه یوم القیمة
فقال ابو بکر رضی الله عنه ان احد شقی
ثوبی یسترخی الا ان اتعاهد ذلك
منه فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم
انك لست تصنع ذلك خیلاء واخرج الترمذی من حدیث جمیع بن عمیر عن ابن عمر ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لابی بکر
انت صاحبی علی الحوض وصاحبی فی الغار واما مناقب عمر بن الخطاب رضی الله عنه فقد اخرجه البخاری ومسلم

اُنھون نے سالم سے اُنھون نے (اپنے والد) حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین نے خواب مین دیکھا کہ مین ایک کنوین پر (کھڑا ہوا) ایک بڑا ڈول (بھر بھر کر) نکالتا ہون پھر ابو بکر آئے اور اُنھون نے (میرے ہاتھ سے لیکر) ایک ڈول یا دو ڈول کچھ کمزوری کے ساتھ نکالے اللہ اُنکو معاف کرے بعد اسکے حضرت عمر بن خطاب آئے (اور اُنھون نے ابو بکر سے لیا انکے ہاتھ مین جاتے ہی) وہ ڈول بڑا بنگیا مین نے کسی طاقت ورکو نہین دیکھا جو انکے مثل قوت کے ساتھ ڈول نکالے یہانتک کہ لوگ سیراب ہوگئے اور اُنھون نے اپنے اونٹون کو بھی سیراب کرلیا اور پانی کے گرد بٹھلا دیا {خلفا کی خلافت پر کھلی ہوئی تعریض کرنا انکے فضائل علی الترتیب بیان کرکے} ابو یعلے نے محمد بن عبد الرحمن سے اُنھون نے اپنے والد سے اُنھون نے حضرت ابن عمر سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت مین میری امت پر سب سے زیادہ مہربان ابو بکر ہین اور سب سے زیادہ سخت اسلام مین عمر ہین اور حیا مین سب سے کامل عثمان بن عفان ہین اور سب سے عمدہ فیصلہ کرنیوالے علی بن ابی طالب ہین اور فرائض کے سب سے زیادہ عالم زید بن ثابت ہین اور حلال و حرام کے سب سے زیادہ عالم معاذ بن جبل ہین اور قرارت مین سب سے بڑھے ہوے اُبی بن کعب ہین اور ہر امت کے لیے ایک امین ہوتا ہے اس امت کے امین ابو عبیدہ بن جراح ہین {شیخین کے لیے یہ بشارت کہ وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قبر سے اُٹھینگے} ترمذی اور حاکم نے عاصم بن عمر عمری سے اُنھون نے عبد اللہ بن دینار سے اُنھون نے حضرت ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین پہلا شخص ہون جسکی قبر شق ہوگی (یعنی سب سے پہلے قبر سے مین اُٹھونگا) پھر ابو بکر پھر عمر پھر مین مدفونان جنت البقیع کے پاس جاؤنگا (اور اُنکو پکارونگا) تو وہ بھی میرے ساتھ اُٹھائے جائینگے بعد اسکے مین مکہ والون کا انتظار کرونگا الغرض حرمین کے درمیان مین (جسقدر لوگ مدفون ہین وہ سب اُٹھائے جائینگے) اور ابن ماجہ اور حاکم نے اسمعیل بن امیہ سے اُنھون نے نافع سے اُنھون نے حضرت ابن عمر سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے (ایک روز) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان مین چلے جاتے تھے پس آپنے فرمایا کہ ہم (قیامت کے دن) اسی طرح (ساتھ ساتھ) مبعوث ہونگے {مناقب صدیق رضی اللہ عنہ} بخاری نے موسی بن عقبہ سے اُنھون نے سالم سے اُنھون نے اپنے والد (حضرت ابن عمر) سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ازراہ تکبر نیچا کپڑا پہنے گا اللہ اسکی طرف قیامت کے دن نظر (رحمت) نفرمائیگا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میرا کپڑا ایک جانب سے نیچے سرک جایا کرتا ہے مگر یہ کہ اسکی خوب احتیاط کرون رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے ابو بکر) تم ازراہ تکبر اسکو نہین کرتے ترمذی نے جمیع بن عمیر سے اُنھون نے حضرت ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر سے فرمایا کہ تم میرے ساتھی ہو حوض (کوثر) پر اور تم میرے ساتھی تھے غار مین {مناقب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ} بخاری و مسلم

وغیرہما نے متعدد سندون کے ساتھ حضرت ابن عمر سے روایت کی ہی کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خواب مین دودھ پیا یہانتک کہ اسکی تازگی میرے ناخون مین دوڑنے لگی بعد اسکے (اپنا پس خوردہ) مین نے عمر بن خطاب کو دیدیا صحابہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ اسکی تعبیر آپ نے فرمایا کہ (دودھ کی تعبیر) علم اور بخاری نے عمر بن محمد سے روایت کی ہی کہ زید ابن اسلم نے اپنے والد سے روایت کر کے بیان کیا کہ وہ کہتے تھے مجھسے حضرت ابن عمر نے حضرت عمر کے کچھ حالات پوچھے چنانچہ مین نے بیان کیے پھر وہ خود کہنے لگے کہ مین نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد یعنی جب سے کہ آپکی وفات ہوئی کسی کو نہین دیکھا جو عمر بن خطاب سے زیادہ نیکی کرنیوالا اور سخی ہو اور ترمذی[15] نے خارجہ بن عبد اللہ انصاری سے انھون نے نافع سے انھون نے حضرت ابن عمر سے روایت کی ہی کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا اللہ ابو جہل یا عمر بن خطاب مین جو تجھے محبوب ہو اس سے اسلام کو عزت دے چنانچہ (حضرت کی دعا حضرت عمر کے حق مین قبول ہوئی معلوم ہوا کہ) اُن دونون مین خدا کو محبوب حضرت عمر تھے اور نیز ترمذی[16] نے اسی سند کے ساتھ حضرت ابن عمر سے روایت کی ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے عمر کی زبان اور قلب پر حق کو جاری کیا ہی حضرت ابن عمر یہ بھی فرماتے تھے کہ جب کوئی معاملہ لوگون پر پیش آتا تھا اور لوگ اسمین راے دیتے تھے تو اس معاملہ کے متعلق قرآن حضرت عمر ہی کے راے کے موافق نازل ہوتا تھا۔ اور حاکم[17] نے خالد بن ابی بکر بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر سے انھون نے سالم بن عبد اللہ (ابن عمر) سے انھون نے حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت کی ہی کہ جب حضرت عمر اسلام لائے تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے تین بار انکے سینہ پر اپنا دست مبارک پھیرا اور تین مرتبہ دعا مانگی کہ یا اللہ انکے سینہ مین جسقدر کینہ تھا اسکو ایمان سے بدل دے اور حاکم[18] نے عبید اللہ سے انھون نے نافع سے انھون نے ابن عمر سے روایت کی ہی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی کہ یا اللہ عمر بن خطاب سے دین کو قوت دے {اہل بدر کو بشارت} ابو یعلے[19] نے بروایت عمر بن حمزہ سالم سے انھون نے اپنے والد سے حاطب بن ابی بلتعہ کا قصہ نقل کیا ہی جسمین یہ مضمون ہی کہ حضرت عمر نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے حاطب کے متعلق اجازت دیجیے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم حاطب کو قتل کر دوگے حضرت عمر نے عرض کیا کہ ہان بشرطیکہ آپ مجھے اجازت دین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمھین معلوم نہین کہ اللہ اہل بدر کے انجام کار سے واقف ہی اور اُسنے فرما دیا ہی کہ اے اہل بدر تم جو چاہو کرو (مین نے تمھین بخشدیا) {حضرت ابن عمر کا حضرت عثمان (کے اوپر) سے اعتراضات کا دفع کرنا} بخاری[20] نے عثمان بن موہب سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے ایک شخص اہل مصر سے آیا اور اُسنے کعبہ کا طواف کیا بعد اُسکے اُسنے دیکھا کہ کچھ لوگ (کعبہ مین) بیٹھے ہوے ہین اُسنے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہین لوگون نے کہا یہ قریش کے لوگ ہین پھر اُسنے پوچھا کہ یہ بڈھے جو انمین بیٹھے ہوے ہین کون ہین لوگون نے کہا عبد اللہ بن عمر ہین پھر اُس شخص نے کہا اے ابن عمر مین آپ سے ایک بات پوچھتا ہون کیا آپ جانتے ہین کہ حضرت عثمان غزوۂ احد سے بھاگ گئے تھے انھون نے فرمایا کہ ہان اس شخص نے کہا کیا آپ جانتے ہین کہ وہ بدر مین شریک نہ تھے

وغیرہما بطرق متعددۃ عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال بینا انا نائم شربت یعنی اللبن حتی انظر الی الری یجری فی ظفری او فی اظفاری ثم ناولت عمر قالوا فما اولت قال العلم واخرج البخاری من طریق عمر بن محمد ان زید بن اسلم حدثہ عن ابیہ قال سالنی ابن عمر عن بعض شانہ یعنی عمر فاخبرتہ فقال ما رایت احدا قط بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حین قبض کان اجد واجود حتی انتہی من عمر بن الخطاب واخرج الترمذی من طریق خارجۃ بن عبد اللہ الانصاری عن نافع عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہم اعز الاسلام باحب ہذین الرجلین الیک بابی جہل او بعمر بن الخطاب قال فکان احبہما الیہ عمر واخرج الترمذی ایضا من ہذا الطریق عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ جعل الحق علی لسان عمر وقلبہ قال وقال ابن عمر ما نزل بالناس امر قط فقالوا فیہ وقال فیہ عمر الا نزل فیہ القرآن بنحو ما قال عمر واخرجہ الحاکم من طریق خالد بن ابی بکر بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر عن سالم بن عبد اللہ عن عبد اللہ بن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرب صدر عمر بن الخطاب بیدہ حین اسلم ثلث مرات وہو یقول اللہم اخرج ما فی صدرہ من غل وابدلہ ایمانا یقول ذلک ثلثا واخرج الحاکم من حدیث عبید اللہ عن نافع عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہم اید الدین بعمر ابن الخطاب واما بشارۃ اہل بدر فقد اخرج ابو یعلی من طریق عمر بن حمزۃ عن سالم عن ابیہ قصۃ حاطب بن ابی بلتعۃ وفیہ فقال عمر ائذن لی فیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او کنت قاتلہ قال نعم ان اذنت لی فیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما یدریک لعل اللہ اطلع علی اہل بدر فقال اعملوا ما شئتم واما ذبہ عن عثمان فقد اخرج البخاری عن عثمان بن موہب قال جاء رجل من اہل مصر وحج البیت فرای قوما جلوسا فقال من ہؤلاء القوم فقالوا ہؤلاء قریش قال فمن الشیخ فیہم قالوا عبد اللہ بن عمر قال یا ابن عمر انی سائلک عن شیء فحدثنی ہل تعلم ان عثمان فر یوم احد قال نعم قال تعلم انہ تغیب عن بدر

ولم يشهدها قال نعم قال تعلم انه تغيب عن بيعة الرضوان فلم يشهدها قال نعم قال الله اكبر قال ابن عمر تعال لابين لك اما فراره يوم
احد فاشهد ان الله عفا عنه وغفر له
واما تغيبه عن بدر فانه كان تحته
بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم
وكانت مريضة فقال له رسول الله صلى
الله عليه وسلم ان لك اجر رجل ممن
شهد بدرا وسهمه واما تغيبه عن
بيعة الرضوان فلو كان ببطن مكة
اعز من عثمان لبعثه مكانه فبعث رسول الله
صلى الله عليه وسلم عثمان وكانت بيعة الرضوان
بعد ما ذهب عثمان الى مكة فقال رسول الله
صلى الله عليه وسلم بيده اليمنى هذه
يد عثمان فضرب بها على يده فقال
هذه لعثمان فقال له ابن عمر اذهب
بها الان معك واما روايته في عثمان
انه يقتل مظلوما فقد اخرج الترمذي
عن كليب بن وائل عن ابن عمر قال
ذكر رسول الله صلى الله عليه وسلم فتنة
فقال يقتل فيها مظلوما لعثمان
واخرج الحاكم عن ايوب عن نافع عن
ابن عمر ان عثمان اصبح فحدث فقال
رايت النبي صلى الله عليه وسلم في
المنام الليلة فقال يا عثمان افطر عندنا
فاصبح عثمان صائما فقتل في يومه رضي الله عنه
واما قعوده عن الفتنة فاخرج ابو يعلى من
حديث عمر بن محمد ان اباه حدثه عن عبد الله
ابن عمر قال كنا نتحدث في حجة الوداع
ورسول الله صلى الله عليه وسلم بين اظهرنا
لا ندري ما حجة الوداع فحمد الله رسوله
واثنى عليه ثم ذكر المسيح الدجال
فاطنب في ذكره ثم قال ما بعث الله من
نبي الا انذره امته انذره نوح والنبيون من بعده وانه يخرج فيكم وما خفي عليكم من شانه فلا يخفى عليكم انه اعور عين اليمنى كانها
عنبة طافية ثم قال ان الله حرم عليكم دماءكم واموالكم

اور غزوۂ بدر مین حاضر نہین ہوئے انھون نے فرمایا ہان پھر اُس شخص نے کہا آپ جانتے ہین کہ وہ بیعۃ الرضوان مین بھی شریک تھے انھون نے فرمایا ہان تو اُس شخص نے خوش ہوکر کہا اللہ اکبر (اور چلنے لگا) حضرت ابن عمر نے فرمایا آؤ مین تمسے بیان کرون اُحد سے اُنکے بھاگنے کے متعلق تو مین شہادت دیتا ہون کہ اللہ نے اُنکو معاف کردیا اور بخشدیا اور بدر مین اُنکے شریک نہونے کی وجہ یہ ہو کہ اُنکے نکاح مین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تھین اور وہ بیمار تھین لہذا اُنسے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم (بدر مین نہ شریک ہو بلکہ اپنی زوجہ کی تیمارداری کرو) تمکو اُس شخص کی برابر ثواب اور مال غنیمت ملیگا جو بدر مین شریک ہا ہو۔ اور بیعۃ الرضوان مین اُنکے شریک نہونیکی وجہ یہ ہو کہ (رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اُنکو سفیر بناکر مکہ بھیجا تھا) اگر مکہ مین حضرت عثمان سے زیادہ کسی کی عزت ہوتی تو آپ اُسکو بجای حضرت عثمان کے بھیجتے اور بیعۃ الرضوان حضرت عثمان کے مکہ جانیکے بعد ہوئی ہو (اس بیعۃ الرضوان مین) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے داہنے ہاتھ کی نسبت فرمایا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہی اور اسی کو اپنے بائین ہاتھ پر رکھکر بیعت کرلی اور فرمایا کہ یہ بیعت عثمان کی ہو بعد اسکے حضرت ابن عمر نے اُس شخص سے فرمایا کہ اب ان باتون کو اپنے ساتھ لیتے جاؤ {حضرت ابن عمر کی حضرت عثمان کے متعلق یہ روایت کہ وہ مظلومیت کی حالت مین شہید کیے جائینگے} ترمذی نے کلیب بن وائل سے اُنھون نے حضرت ابن عمر سے روایت کی ہو کہ وہ کہتے تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنہ کو ذکر کیا اور حضرت عثمان کی نسبت فرمایا کہ وہ اس فتنہ مین مظلومیت کے ساتھ شہید کیے جائینگے اور حاکم نے ایوب سے اُنھون نے نافع سے اُنھون نے حضرت ابن عمر سے روایت کی ہے کہ حضرت عثمان نے ایک روز صبح کو لوگون سے بیان کیا کہ مین نے آج شب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا آپ فرماتے تھے کہ ای عثمان آج افطار ہمارے ساتھ کرنا چنانچہ حضرت عثمان نے اس دن روزہ رکھا اور اُسی دن شہید ہوئے رضی اللہ عنہ {حضرت ابن عمر کا فتنہ سے علحدہ رہنا} ابو یعلے نے بروایت عمر بن محمد نقل کیا ہو کہ اُنسے اُنکے والد نے حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت کرکے بیان کیا کہ وہ کہتے تھے ہم لوگ حجۃ الوداع مین باہم کچھ باتین کر رہے تھے اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان مین موجود تھے ہم اُسوقت یہ بھی نہ جانتے تھے کہ حجۃ الوداع کیا چیز ہو کہ اتنے مین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم (خطبہ پڑھنے کھڑے ہوے اور آپ) نے خدای واحد کی حمد و ثنا بیان کی بعد اسکے آپنے مسیح دجال کا ذکر کیا اور اُسکے ذکر مین طول دیا بعد اسکے فرمایا کہ اللہ نے جس نبی کو مبعوث کیا ہو اُسنے اپنی امت کو مسیح دجال سے ضرور ڈرایا ہو (حتے کہ) نوح نے اور اُنکے بعد کے نبیون نے بھی (اپنی امت کو) اُس سے ڈرایا ہو حالانکہ وہ (اُنکے زمانہ مین نکلنے والا نہ تھا بلکہ) تمھارے زمانہ مین نکلیگا اور جو حالات اُسکے تمسے پوشیدہ ہین وہ پوشیدہ نہ رہنا چاہیے (سنو) اسکی داہنی آنکھ پھوٹی ہوئی (اور اُبھری ہوئی) مثل اس انگور کے ہو جو اپنے خوشہ مین سب سے اُبھرا ہوا ہو بعد اسکے آپ نے فرمایا کہ اللہ نے تمھارے اوپر اپنے (بھائی مسلمانون کے) خون اور اپنے (بھائی مسلمانون کے) مال ہمیشہ کے لیے حرام کردیا ہین

جسطرح تمہارے اس دن مین تمہارے اس شہر مین تمہارے اس مہینہ مین حرام ہین آگاہ ہوجاؤ (اور بتاؤ) آیا مین نے احکام خداوندی پہونچادیے (یا نہین) سبنے عرض کیا ہان آپنے پہونچادیے آپنے فرمایا اللہ تو گواہ رہ بعد اُسکے فرمایا ای لوگو تمہاری خرابی آنیوالی ہو دیکھو کہین ایسا نہو کہ تم میرے بعد کافر ہوجاؤ ایک دوسرے کی گردن زنی کرنے لگو اور ابو یعلے نے ابن فضیل سے اُنھون نے اپنے والد سے اُنھون نے سالم سے اُنھون نے حضرت ابن عمر سے روایت کی ہو کہ وہ کہتے تھے مین نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ فتنہ اسطرف سے آئیگا اور آپنے مشرق کی طرف اشارہ کیا جہان سے شیطان کا سینگ طلوع ہوتا ہو اور (فرمایا اس فتنہ مین) تم لوگ ایک دوسرے کی گردن زنی کروگے (کہین موسیٰ کے فعل سے تمسک نکرنا کیونکہ) موسیٰ نے جو آل فرعون مین سے ایک شخص کو قتل کیا تھا وہ اُنھون نے غلطی سے قتل کیا تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے (اُنسے) ارشاد فرمایا وقتلت الآیۃ (ترجمہ) قتل کیا تمنے ای موسیٰ ایک شخص کو پھر نجات دی ہمنے تمکو غم (قصاص) سے اور آزمایش کی تمہاری خوب۔

مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ

[نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا وہ خطبہ جس سے صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر استدلال کیا جاتا ہو جو آپنے اپنی وفات سے پہلے فرمایا تھا]

بخاری نے بروایت ایوب عکرمہ سے اُنھون نے حضرت ابن عباس سے اُنھون نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہو کہ آپنے فرمایا اگر مین اپنی امت مین کسی کو خلیل بناتا تو یقیناً ابو بکر کو بناتا لیکن ابو بکر میرے بھائی اور میرے ہمنشین ہین اور امام احمد نے بروایت جریر یعلی ابن حکیم سے اُنھون نے عکرمہ سے اُنھون نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہو کہ وہ کہتے تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اپنے مرض وفات مین (ایک روز) اپنے سر کو کپڑے سے لپیٹے کر باہر تشریف لائے اور منبر پر رونق افروز ہوے پھر آپنے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا کوئی شخص ایسا نہین ہو جسنے ابو بکر بن ابی قحافہ سے زیادہ اپنی جان اور مال سے مجھپر احسان کیا ہو اور اگر مین کسی آدمی کو اپنا خلیل بناتا تو بیشک ابو بکر کو خلیل بناتا مگر ابو بکر کے ساتھ مجھے اسلامی محبت (سب سے زیادہ) ہو میری مسجد سے سب کی کھڑکیان بند کردو سوا ابو بکر کی کھڑکی کے [امامت نماز کی حدیث جس سے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر استدلال کیا جاتا ہو] امام احمد نے بروایت ابو اسحاق ارقم بن شرحبیل سے اُنھون نے حضرت ابن عباس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض وفات کے متعلق روایت کی ہو کہ بلال آپ کے حضور مین نماز کی اطلاع کے لیے حاضر ہوے حضرت نے فرمایا ابو بکر سے کہو وہ لوگون کو نماز پڑھادین الی آخرہ [حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے مناقب] ابن ماجہ نے بروایت عوام بن حوشب مجاہد سے اُنھون نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہو کہ جب حضرت عمر اسلام لائے تو جبریل نازل ہوے اور اُنھون نے کہا کہ ای محمد عمر کے اسلام سے آسمان والے خوش ہوے اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اُنھون نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہو

حرمۃ یومکم ہذا فی بلدکم ہذا فی شہرکم ہذا الا ہل بلغت قالوا نعم قال اللہم اشہد ثم قال ویلکم او ویحکم انظروا لا ترجعون بعدی کفارا یضرب بعضکم رقاب بعض وآخرج ابو یعلی عن ابن فضیل عن ابیہ عن سالم عن ابن عمر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان الفتنۃ تجیء من ہہنا واومأ بیدہ نحو المشرق حیث تطلع قرن الشیطان وانتم یضرب بعضکم رقاب بعض وانما قتل موسی الذی قتل من آل فرعون خطأ قال اللہ لہ وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنَاكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنَّاكَ فُتُونًا

ومن مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ

اما ما یستدل بہ علی خلافۃ الصدیق رضی اللہ عنہ من خطبۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قبل وفاتہ فقد اخرج البخاری من حدیث ایوب عن عکرمۃ عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لو کنت متخذا من امتی خلیلا لاتخذت ابابکر ولکن اخی وصاحبی وآخرج احمد من حدیث جریر عن یعلی بن حکیم عن عکرمۃ عن ابن عباس قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مرضہ الذی مات فیہ عاصبا رأسہ فی خرقۃ فقعد علی المنبر فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال انہ لیس احد امن علی فی نفسہ ومالہ من ابی بکر بن ابی قحافۃ ولو کنت متخذا من الناس خلیلا لاتخذت ابابکر خلیلا ولکن خلۃ الاسلام افضل واعنی کل خوخۃ فی ہذا المسجد غیر خوخۃ ابی بکر واما ما یستدل بہ علی خلافۃ الصدیق رضی اللہ عنہ من حدیث الامامۃ فقد اخرج احمد من حدیث ابی اسحق عن ارقم بن شرحبیل عن ابن عباس فی قصۃ مرضہ صلی اللہ علیہ وسلم فجاء بلال یؤذنہ بالصلوۃ فقال مروا ابابکر یصلی بالناس الحدیث وآما مناقب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فقد اخرج ابن ماجۃ من حدیث عوام بن حوشب عن مجاہد عن ابن عباس قال لما اسلم عمر نزل جبرئیل فقال یا محمد لقد استبشر اہل السماء باسلام عمر وآخرج الحاکم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

کہ آپ دعا فرماتے تھے کہ یا اللہ اسلام کو عمر سے عزت دے۔ اور ترمذی نے بروایت نضر یعنی ابو عمر عکرمہ سے انھوں نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہو کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے (ایک روز) دعا مانگی کہ یا اللہ اسلام کو عزت دے ابو جہل بن ہشام سے یا عمر سے چنانچہ اسکے دوسرے روز صبح کو حضرت عمر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوے اور اسلام لائے اور بخاری نے بروایت ایوب ابن ابی ملیکہ سے انھون نے مسور بن مخرمہ سے روایت کی ہو وہ کہتے تھے کہ جب حضرت عمر زخمی ہوے تو (خوف الٰہی سے) بہت بیچین تھے حضرت ابن عباس نے انکا خوف دور کرنے کے لیے عرض کیا کہ یا امیر المومنین آپ اسقدر کیون بیچین ہوتے ہین آپ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت مین رہے اور انکا حق صحبت ادا کیا پھر جب آپ اُنسے جدا ہوے تو وہ آپ سے راضی تھے پھر ابو بکر کی صحبت مین رہے اور انکا حق صحبت خوب ادا کیا پھر جب آپ اُنسے جدا ہوے تو وہ آپسے راضی تھے بعد اسکے آپ اصحاب نبی کی صحبت مین رہے اور آپنے انکا حق صحبت خوب ادا کیا اور جسوقت آپ اُنسے جدا ہونگے تو وہ بھی آپسے راضی ہونگے حضرت عمر نے فرمایا کہ تمنے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور آپکی رضامندی کا ذکر کیا تو بیشک یہ اللہ تعالی کا احسان ہے جو اُسنے مجھپر کیا اور جو تمنے ابو بکر کی صحبت اور اُنکی رضامندی کا ذکر کیا یہ بھی اللہ کا احسان ہے جو اُسنے مجھپر کیا مگر یہ بیچینی میری جو تم دیکھ رہے ہو محض تمھارے اور تمھارے اصحاب (یعنی کل مسلمین) کے سبب سے ہے (مین نہین معلوم کہ انکے حقوق مین مجھسے کیا کیا قصور ہوے ہیں) اگر مجھے زمین بھر کر سونا ملجائے تو مین اسکو اللہ عز و جل کے عذاب کے معاوضہ مین دیدون قبل اسکے کہ وہ عذاب مجھے دکھلایا جائے {حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا شیخین رضی اللہ عنہما کے قول کو ادلہ شرعیہ کی ترتیب مین نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے بعد اور قیاس سے پہلے رکھنا} دارمی نے عبد اللہ بن یزید سے روایت کی ہو وہ کہتے تھے کہ حضرت ابن عباس سے جب کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تھا تو اگر وہ قرآن مین ہوتا تھا تو اسکو (بحوالہ قرآن) بیان کرتے اور اگر قرآن مین نہوتا اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہوتا تو (بحوالہ حدیث رسول) اسکو بیان کردیتے تھے اگر (حدیث مین بھی) نہوتا تو ابو بکر و عمر کے اقوال مین تلاش کرتے اگر ملجاتا تو اُنکے حوالہ سے (بیان کردیتے) پھر اگر (ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے اقوال مین بھی) نہوتا تو اپنی راے سے (قیاس کرکے) فتوی دیتے

{ابر والے خواب کی حدیث جس سے خلافت خلفا پر استدلال کیا جاتا ہو} امام احمد وغیرہ نے بروایت سفیان زہری سے انھون نے عبد اللہ بن عباس سے روایت کی ہو کہ وہ کہتے تھے ایک شخص نے خواب دیکھا اور وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مین نے (خواب مین) دیکھا کہ ایک ابر کا ٹکڑا ہے جس سے شہد اور گھی ٹپک رہا ہے اور لوگ اس شہد اور گھی کو اُٹھا رہے ہین کسی نے زیادہ اٹھایا کسی نے کم کسی نے متوسط درجہ مین اور (یہ بھی) دیکھا کہ ایک رسی آسمان سے لٹک رہی ہے آپ تشریف لائے اور آپ اس رسی کو پکڑکر اوپر چڑھ گئے اللہ نے آپکو اوپر چڑھا لیا پھر آپکے بعد ایک شخص آیا اور اس رسّی کو پکڑکر اوپر چڑھا اللہ نے اسکو بھی اوپر چڑھا لیا پھر آپ دونون کے بعد ایک شخص اور آیا اور وہ اس رسّی کو پکڑکر اوپر چڑھا اللہ نے اسکو بھی اوپر چڑھا لیا پھر آپ تینون کے بعد ایک اور شخص آیا

انہ قال اللھم اعز الاسلام بعمر وآخرج الترمذی من حدیث النضر ابی عمر عن عکرمہ عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اللھم اعز الاسلام بابی جہل بن ھشام او بعمر قال فاصبح فغدا عمر علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاسلم وآخرج البخاری من حدیث ایوب عن ابن ابی ملیکۃ عن المسور بن مخرمۃ قال لما طعن عمر جعل یألم فقال لہ ابن عباس وکانہ یجزعہ یا امیر المؤمنین ولا کل ذلک لقد صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاحسنت صحبتہ ثم فارقتہ وھو عنک راض ثم صحبت ابا بکر فاحسنت صحبتہ ثم فارقتہ وھو عنک راض ثم صحبت صحبتہم فاحسنت صحبتہم ولئن فارقتہم لتفارقنہم وھم عنک راضون فقال اما ما ذکرت من صحبۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورضاہ فان ذلک من من اللہ تعالی من بہ علی واما ما ذکرت من صحبۃ ابی بکر ورضاہ فانما ذلک من من اللہ تعالی من بہ علی واما ما تری من جزعی فھو من اجلک ومن اجل اصحابک واللہ لو ان لی طلاع الارض ذھبا لافتدیت بہ من عذاب اللہ عز وجل قبل ان اراہ ولما جعل قول الشیخین رضی اللہ عنہما فی ترتیب الادلۃ بعد حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقبل القیاس فقد اخرج الدارمی عن عبد اللہ بن یزید قال کان ابن عباس اذا سئل عن الامر فکان فی القرآن اخبر بہ فان لم یکن فی القرآن وکان عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخبر بہ فان لم یکن فعن ابی بکر وعمر فان لم یکن قال برأیہ واما ما یستدل بہ علی خلافۃ الخلفاء من حدیث رؤیا الظلۃ فقد اخرج احمد وغیرہ من حدیث سفیان عن الزھری عن عبید اللہ بن عباس ان رجلا اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انی رأیت کان ظلۃ تنطف سمنا وعسلا وکان الناس یاخذون منھا فبین مستکثر وبین مستقل وبین ذلک وکان سببا تدلی من السماء فجئت فاخذت بہ فعلوت فاعلاک اللہ ثم جاء رجل من بعدک فاخذ بہ فعلا فاعلاہ اللہ ثم جاء رجل من بعدکما فاخذ بہ فعلا فاعلاہ اللہ ثم جاء رجل من بعدکم

فاخذ به فقطع به ثم وصل له فعلا فعلاه الله قال ابوبكر ائذن لي يا رسول الله فاعبرها فاذن له فقال ما الظلة فالاسلام واما السمن والعسل فحلاوة القرآن

فبين مستكثر وبين مستقل وبين ذلك واما

اور اُسنے اس رسی کو پکڑا تو وہ رسی کٹ گئی مگر پھر جوڑی گئی اور وہ اوپر چڑھا اللہ نے اسکو بھی اوپر چڑھا لیا ابوبکر نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مجھے اجازت دیجیے تو مین اسکی تعبیر کہون حضرت نے اُنکو اجازت دی اُنھون نے بیان کیا کہ ابر (جو اس شخص نے دیکھا وہ) اسلام ہی اور گھی اور شہد (جو اس سے ٹپکے ہاہی وہ قرآن کی حلاوت ہی قرآن کا علم کسی نے زیادہ حاصل کیا کسی نے کم کسی نے متوسط درجہ مین اور رسی (جو اس نے دیکھی وہ) دین ہی جسپر آپ ہین آپ بلند ہونگے پھر اللہ آپکو بلند کر دیگا پھر ایک اور شخص آپ کے بعد آپ ہی کے طریقہ پر ہوگا وہ بھی بلند ہوگا اور اللہ اسکو بلند کر دیگا پھر آپ دونون کے بعد ایک اور شخص ہوگا وہ بھی آپ ہی دونون کے طریقے پر چلے گا اور بلند ہوگا اللہ اسکو بلند کر دیگا پھر آپ تینون کے بعد ایک اور شخص ہوگا کہ وہ رسی اسکے لیے کٹ جائیگی مگر پھر اسکے لیے جوڑی جائیگی اور وہ بھی بلند ہوگا اللہ اسکو بلند کر دیگا یا رسول اللہ مینے صحیح کہا یا غلط حضرت نے فرمایا کچھ تمنے صحیح کہا اور کچھ غلطی کی حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین قسم دلاتا ہون کہ آپ مجھے بتا دیجیے حضرت نے فرمایا قسم نہ دلاؤ [نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ علی کی خلافت پر تخصیص نص کی نہ بنی ہاشم کی خلافت پر] امام احمدؒ نے بروایت ابن مبارک یونس سے اُنھون نے زہری سے اُنھون نے عبد اللہ بن کعب سے اُنھون نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے حضرت علی (ایک روز) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سے آپکے مرض (وفات کے زمانہ) مین آئے تو لوگون نے (انسے) پوچھا کہ یا ابو الحسن رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کیسے ہین اُنھون نے کہا بحمد اللہ اچھے ہین حضرت عباس نے کہا تمکو معلوم نہین میرا خیال یہ ہی کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اس مرض مین وفات پائینگے کیونکہ مین عبد المطلب کی اولاد کے چہرے دیکھکر موت کے آثار معلوم کر لیتا ہون لہذا آؤ ہم تم دونون رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس چلین اور آپ سے کہین کہ اگر خلافت ہم مین (ہونیوالی ہو) تو اسکو بیان کر دین اور اگر اور لوگون مین (ہونیوالی ہو) ہو تو ہم آپ سے کہین کہ ہماری سفارش کر دیجیے حضرت علی نے کہا کہ اگر حضرت نے خلافت اور لوگون مین بیان کر دی تو پھر لوگ ہمکو کبھی خلافت نہ دینگے لہذا مین اس بارہ مین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کچھ نہ کہونگا [ابوبکر صدیق ہین اور باقی خلفا شہید ہین] ابو یعلی نے بسند غریب عکرمہ سے اُنھون نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم (ایک مرتبہ) کوہ حرا پر تھے کہ پہاڑ کو جنبش ہوئی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے حرا قائم رہ تیرے اوپر ایک نبی ہین اور صدیق اور شہید حالانکہ اس پہاڑ پر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم تھے اور ابوبکرؓ و عمرؓ و علیؓ و عثمانؓ و طلحہ و زبیر و عبد الرحمن بن عوف و سعد بن ابی وقاص و سعید بن زید بن عمرو بن نفیل [حضرت ابن عباس کا قول حضرت عثمان کے متعلق] ابو عمر نے استیعاب مین روایت کی ہی کہ عبد اللہ بن عباس نے فرمایا اگر سب لوگ حضرت عثمان کے قتل پر

السبب فما انت عليه تعلو فيعليك الله ثم يكون رجل من بعدك على منهاجك فيعلو ويعليه الله ثم يكون من بعدكما رجل فياخذ باخذكما فيعلو فيعليه الله ثم يكون من بعدكم رجل يقطع به ثم يوصل له فيعلو فيعليه الله قال اصبت يا رسول الله ام اخطأت قال اصبت واخطأت قال اقسمت يا رسول الله لتخبرني قال لا تقسم واما ان النبي صلى الله عليه وسلم لم ينص بالخلافة لعلي خاصة ولا لبني هاشم عامة فقد اخرج احمد من حديث ابن المبارك عن يونس عن الزهري عن عبد الله بن كعب عن ابن عباس قال خرج علي من عند رسول الله صلى الله عليه وسلم في مرضه فقالوا كيف اصبح رسول الله صلى الله عليه وسلم يا ابا الحسن فقال اصبح بحمد الله بارئا فقال العباس الا ترى اني لا ارى رسول الله صلى الله عليه وسلم سيتوفى من وجعه واني لاعرف في وجوه بني عبد المطلب الموت فانطلق بنا الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فلنكلمه فان كان الامر فينا بينه وان كان في غيرنا كلمناه فاوصى بنا فقال علي ان كان الامر في غيرنا لم يعطناها الناس ابدا واني والله لا اكلم رسول الله صلى الله عليه وسلم في هذا ابدا واما ان ابا بكر صديق وسائرهم شهيد فقد اخرج ابو يعلى باسناد غريب عن عكرمة عن ابن عباس قال كان النبي صلى الله عليه وسلم على حراء فتزلزل الجبل فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اثبت حراء فما عليك الا

نبي او صديق او شهيد وعليه رسول الله صلى الله عليه وسلم وابو بكر وعمر وعلي وعثمان وطلحة والزبير وعبد الرحمن بن عوف وسعد بن ابي وقاص وسعيد بن زيد بن عمرو بن نفيل واما قوله في عثمان فقد اخرج ابو عمر في الاستيعاب ان عبد الله بن عباس قال لو اجتمع الناس على قتل

متفق ہو جاتے تو ان پر آسمان سے پتھر برستے جیسے قوم لوط پر برسائے گئے تھے۔

مسند ابو موسیٰ اشعری یعنی عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ

۸- روایت

{خلافت قریش میں (رکھی گئی) ہے} امام احمدؒ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری سے انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپنے فرمایا یہ کام (خلافت کا) قریش میں رہے گا جبتک انکی یہ حالت رہے کہ جب ان سے رحم کی خواہش کی جائے تو رحم کریں اور جب وہ حکم بنائے جائیں تو انصاف کریں اور جب وہ تقسیم کریں تو برابر کریں (قریش میں اس صفت کے ہوتے ہوئے) جو ایسا نکرے (یعنی انکو خلیفہ نہ بنالے) اسپر لعنت اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب آدمیوں کی اُس سے نہ کوئی پرہیزگاری قبول ہوگی نہ عبادت {خلفاکے لیے جنت کی بشارت اور انکی خلافت پر کھلی ہوئی تعریض اور حضرت عثمان کو بلوے سے ڈرانا} شیخین (یعنی بخاری و مسلم) وغیرہ نے بروایات متعددہ صحیحہ (اس مضمون کو) روایت کیا ہی منجملہ انکے یہ وہ روایت ہو جو بخاری نے سعید بن مسیب سے انھوں نے ابو موسیٰ اشعری سے روایت کی ہو کہ (ایک روز) وہ وضو کرکے اپنے گھر سے چلے اور (وہ بیان کرتے تھے کہ) میںنے اپنے دل میں یہ ارادہ کیا کہ آج میں دن بھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہونگا اسکے بعد وہ مسجد گئے اور انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پوچھا لوگوں نے کہا کہ آپ فلاں جانب تشریف لے گئے ہیں (حضرت ابو موسیٰ کہتے ہیں کہ) میں آپکے نشان قدم پر آپ کو پوچھتا ہوا چلا یہانتک کہ (یہ معلوم ہوا کہ) آپ بیر اریس (نامی کنوئیں) پر تشریف لے گئے ہیں میں دروازے کے پاس بیٹھ گیا دروازہ اُسکا کھجور کی شاخوں کا تھا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جب قضای حاجت سے فراغت پائی اور آپ وضو کرچکے تو میں آپ کے پاس گیا دیکھا کہ آپ بیر اریس پر بیٹھے ہوئے اور اسکی جگت کے بیچ میں تشریف رکھتے ہیں اور اپنی دونوں پنڈلیاں کھولے ہوئے اور دونوں پیر کنوئیں کے اندر لٹکائے ہوئے ہیں میںنے آپکو سلام کیا بعد اسکے پھر میں لوٹ آیا اور دروازہ کے پاس بیٹھ گیا اور (اپنے دل میں) کہا کہ آج میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا دربان بنونگا اسی اثنا میں ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور انھوں نے دروازہ کھٹکھٹایا میںنے پوچھا کہ کون شخص انھوں نے کہا ابوبکر میںنے کہا اچھا ٹھہرو بعد اسکے میں (حضرت کے پاس) گیا اور میںنے عرض کیا کہ یارسول اللہ ابوبکر اندر آنیکی اجازت مانگتے ہیں حضرت نے فرمایا انکو آجانے دو اور انکو جنت کی بشارت دو چنانچہ میں گیا اور میںنے ابوبکر سے کہا کہ اندر آجائیے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم آپ کو جنت کی بشارت دیتے ہیں پس ابوبکر اندر آئے اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی داہنی جانب آپکے ساتھ ہی جگت پر بیٹھ گئے اور انھوں نے بھی اپنے پاؤں کنوئیں میں لٹکائے جسطرح نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا اور اپنی پنڈلیاں بھی اُنھوں نے کھولدیں بعد اسکے میں جاکر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا میں (گھر میں) اپنے بھائی کو وضو

عثمان ... رموا بالحجارة كما رمي قوم لوط

ومن مسند ابي موسى الاشعري عبد الله بن قيس رضي الله عنه

اما ان الخلافة في قريش فقد اخرج احمد بن ابي موسى الاشعري عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال ان هذا الامر في قريش ما داموا اذا استرحموا رحموا واذا حكموا عدلوا واذا اقسموا اقسطوا فمن لم يفعل ذلك فعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين لا يقبل منه صرف ولا عدل واما بشارة الخلفاء بالجنة والتعريض الظاهر على خلافتهم وانذار عثمان بالبلوى فقد اخرج الشيخان وغيرهما بروايات فيه العدد والثقة من ذلك ما اخرجه البخاري من حديث سعيد بن المسيب عن ابي موسى الاشعري انه توضأ في بيته ثم خرج فقلت لالزمن رسول الله صلى الله عليه وسلم ولاكونن معه يومي هذا قال فجاء المسجد فسال عن النبي صلى الله عليه وسلم فقالوا خرج وجه ههنا فخرجت على اثره اسال عنه حتى دخل بئر اريس فجلست عند الباب وبابها من جريد حتى قضى رسول الله صلى الله عليه وسلم حاجته فتوضأ فقمت اليه فاذا هو جالس على بئر اريس وتوسط قفها وكشف عن ساقيه ودلاهما في البئر فسلمت عليه ثم انصرفت فجلست عند الباب فقلت لاكونن بوابا للنبي صلى الله عليه وسلم اليوم فجاء ابوبكر رضي الله عنه فدفع الباب فقلت من هذا فقال ابوبكر فقلت على رسلك ثم ذهبت فقلت يا رسول الله هذا ابوبكر يستاذن فقال ائذن له وبشره بالجنة فاقبلت حتى قلت لابي بكر ادخل ورسول الله صلى الله عليه وسلم يبشرك بالجنة فدخل ابوبكر فجلس عن يمين رسول الله صلى الله عليه وسلم معه في القف ودلى رجليه في البئر كما صنع النبي صلى الله عليه وسلم وكشف عن ساقيه ثم رجعت فجلست وقد تركت اخي

انی یتوضأ ویلحقنی فقلتُ ان یرد اللہ لفلان یرید اخاہ خیراً یأت بہ فاذا انسان یحرک الباب فقلتُ من ھذا فقال عمر بن الخطاب فقلت
علی رسلک ثم جئت الی رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فسلمتُ علیہ فقلت ھذا
عمر بن الخطاب یستاذن فقال ائذن لہ
وبشرہ بالجنۃ فجئت فقلت ادخل وبشرک
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالجنۃ
فجلس مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فی القف عن یسارہ ودلّی رجلیہ فی البئر
ثم رجعتُ فجلست فقلت ان یُرد اللہ
لفلان خیراً یأت بہ فجاء انسان یحرک
الباب فقلت من ھذا فقال عثمان بن
عفان فقلت علی رسلک وجئت الی
النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرتہ فقال
ائذن لہ وبشرہ بالجنۃ علی بلوی تصیبہ
فجئتہ فقلت لہ اُدخل وبشرک رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بالجنۃ علی بلوی
تصیبک فدخل فوجد القُف قد ملئ
فجلس وجاھہ من الشق الآخر قال
شریکٌ قال سعید بن المسیب فاولتھا
قبورھم واخرج البخاری من حدیث
ابی عثمان النھدی عن ابی موسی رضی اللہ
عنہ قال کنت مع النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم
فی حائطٍ من حیطان المدینۃ فجاء
رجل فاستفتح فقال النبی صلی اللہ
علیہ وسلم افتح لہ وبشرہ بالجنۃ
ففتحتُ لہ فاذا ابوبکر رضی اللہ عنہ
فبشرتہ بما قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فحمد اللہ ثم جاء رجل
فاستفتح فقال النبیّ صلی اللہ علیہ
وسلم افتح لہ وبشرہ بالجنۃ ففتحتُ
لہ فاذا عمر رضی اللہ عنہ فاخبرتہ
بما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فحمد اللہ ثم استفتح رجل فقال لی افتح لہ وبشرہ بالجنۃ علی بلوی تصیبہ فاذا عثمان
رضی اللہ عنہ فاخبرتہ بما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فحمد اللہ ثم قال اللہ المستعان واما ما یستدل بہ علی خلافۃ الصدیق رضی اللہ عنہ

کرتا ہوا چھوڑ آیا تھا اور وہ بھی میرے پاس آنے کا ارادہ رکھتا تھا پس (اس وقت) مینے (اپنے دل مین) کہا
کہ اگر اللہ اسکے ساتھ نیکی کرناچاہیگا تو اُسے بھی یہان لے آئیگا (میرے دل مین یہ آرزو پیدا ہو رہی تھی) کہ یکایک
ایک شخص (آکر) دروازہ کو ہلانے لگا مینے پوچھا کہ کون اسنے کہا عمر بن خطاب مینے کہا اچھا ٹھہریئے بعد
اسکے مین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور مینے آپ کو سلام کیا اور عرض کیا کہ عمر بن خطاب اندر
آنیکی اجازت مانگتے ہین حضرت نے فرمایا انکو اجازت دو اور جنت کی بشارت دو چنانچہ مین (دروازے کے
پاس) گیا اور مینے کہا اندر آجائیے آپکو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی ہی پھر وہ بھی
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کنوین کی جگت پر آپ کے بائین جانب بیٹھ گئے اور اُنھون نے بھی اپنے
دونون پیر کنوین مین لٹکائے بعد اسکے پھر مین اپنی جگہ پر جاکر بیٹھ گیا اور پھر مینے (اپنے دل مین) کہا کہ اگر
اللہ میرے بھائی کے ساتھ بھلائی کرناچاہے تو اسکو (اسوقت یہان) بھیجدے (دریای رحمت اسوقت
جوش پر ہی اسکو بھی کچھ حصہ ملجائے) یکایک ایک شخص (آکر) دروازے کو ہلانے لگا مینے پوچھا کون اسنے
کہا عثمان بن عفان مینے کہا اچھا ٹھہریے اور مین نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور مینے آپ سے بیان
کیا آپ نے فرمایا انکو اندر آنیکی اجازت دو اور انکو جنت کی بشارت دو بعوض اُس بلوے کے جو انپر ہوگا
مین حضرت عثمان کے پاس گیا اور مینے انسے کہا کہ اندر آجائیے آپکو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جنت کی
بشارت دی ہی بعوض اس بلوے کے جو آپ کو پہونچیگا پس وہ بھی اندر آگئے کنوین جگت خالی نہ تھی لہذا وہ دوسری
جانب بیٹھ گئے شریک (راوی اس حدیث کے) کہتے تھے کہ سعید بن مسیب کہتے تھے کہ مینے اس حدیث سے اُنکی قبرونکی
ترتیب بھی سمجھی اور بخاری نے بروایت ابو عثمان نہدی حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ وہ
کہتے تھے مین نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مدینہ کے ایک باغ مین تھا ایک شخص آیا اور اُسنے دروازہ کھلوایا
نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دروازہ کھولدو اور انکو جنت کی بشارت دو مین نے دروازہ کھولا تو معلوم ہوا
کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ہین مینے انکو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمانیکے موافق بشارت دی اُنھون نے اللہ کا
شکر ادا کیا پھر ایک اور شخص آیا اور اُسنے دروازہ کھلوایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دروازہ کھولدو اور انکو
جنت کی بشارت دو مینے دروازہ کھولا تو معلوم ہوا کہ عمر رضی اللہ عنہ ہین مینے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد
سے انکو آگاہ کردیا انھون نے اللہ کا شکر ادا کیا پھر ایک اور شخص نے دروازہ کھلوایا حضرت نے مجھسے فرمایا
کہ دروازہ کھولدو اور انکو جنت کی بشارت دو بعوض اس بلوے کے جو انپر ہوگا مینے دروازہ کھولا تو معلوم
ہوا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہین مینے انکو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے آگاہ کردیا انھون نے
اللہ کا شکر ادا کیا بعد اسکے کہا کہ (اس بلوے مین) اللہ ہی مددگار ہی۔ [حدیث امامت نماز جس سے خلافت

نشہ کہ کنفین آخر روایت مجھے کہہ رہی ہے ہو بر کیفیہ کل کوئی جواب اور منقصت کا کلمہ نہین جیسا کہ شیعہ کہتے ہین ۱۲

من حديث الامامة فقد اخرج احمد عن عبد الملك بن عمير عن ابي بردة عن ابي موسى قال مرض رسول الله صلى الله عليه وسلم فاشتد مرضه فقال مروا ابابكر يصلي بالناس فقالت عائشة يارسول الله ان ابابكر رجل رقيق متى يقوم مقامك لا يستطيع ان يصلي بالناس قال مروا ابابكر فليصل بالناس فانكن صواحب يوسف فاتاه الرسول فصلى ابوبكر بالناس في حيوة رسول الله صلى الله عليه وسلم واما قعوده من الفتنة فقد روي عنه بروايات فيها العدد والثقة منها ما اخرج الترمذي عن هذيل بن شرحبيل عن ابي موسى عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال في الفتنة كسروا فيها قسيكم وقطعوا فيها اوتاركم والزموا فيها اجواف بيوتكم وكونوا كابن آدم واخرج احمد عن هذيل بن شرحبيل عن ابي موسى قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان بين يدي الساعة فتنا كقطع الليل المظلم يصبح فيها مومنا ويمسي كافرا ويمسي مومنا ويصبح كافرا القاعد فيها خير من القائم والقائم فيها خير من الماشي والماشي خير من الساعي فكسروا قسيكم وقطعوا اوتاركم واضربوا بسيوفكم الحجارة فاذا دخل على احدكم بيته فليكن كخير ابني آدم واخرج احمد من حديث حطان بن عبد الله عن ابي موسى عن النبي صلى الله عليه وسلم قال ان بين يدي الساعة الهرج قالوا وما الهرج قال القتل قالوا اكثر مما نقتل في العام الواحد اكثر من سبعين الفا قال انه ليس بقتلكم المشركين ولكن قتل بعضكم بعضا قال ومعنا عقولنا يومئذ قال انه ينزع عقول اكثر اهل ذلك الزمان ويخلف لهم قوم من الناس يحسب اكثرهم انهم على شيء وليسوا على شيء قال ابو موسى والذي نفسي بيده ما اجدني وايكم منها مخرجا ان ادركني وايا كم الا ان نخرج منها كما دخلنا لم نصب منها واخرج احمد من طريق الحسن

صدیق رضی اللہ عنہ پر استدلال کیا جاتا ہے۔ امام احمدؒ نے عبد الملک بن عمیر سے انھون نے ابو بردہ سے انھون نے حضرت ابو موسیٰ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہوئے اور آپ کا مرض بہت بڑھ گیا تو آپ نے فرمایا کہ ابو بکر سے کہو وہ لوگون کو نماز پڑھاوین حضرت عائشہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ابو بکر ایک نرم دل شخص ہین جب وہ آپکی جگہ پر کھڑے ہونگے تو (انپر ایسی رقت طاری ہو گی) لوگون کو نماز نہ پڑھا سکینگے آپ نے فرمایا ابو بکر سے کہو کہ وہ لوگون کو نماز پڑھاوین (اور فرمایا) تم لوگ یوسف کی ہمنشین عورتون کے مثل ہو چنانچہ (حسب ارشاد نبوی) ایک شخص یہ پیغام لیکر صدیق کے پاس گیا اور انھون نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات مین لوگون کو نماز پڑھائی۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری کا فتنہ سے علیحدہ رہنا جو بروایات متعددہ صحیحہ مروی ہے از انجملہ ترمذی نے ہذیل بن شرحبیل سے انھون نے حضرت ابو موسیٰ سے انھون نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فتنہ (کے بیان) مین فرمایا کہ تم لوگ اپنی کمانین توڑ ڈالنا اور انکے چلّے کاٹ ڈالنا اور اپنے گھرون کے اندر بیٹھ رہنا اور مثل ابن آدم کے بن جانا۔ اور امام احمد نے ہذیل بن شرحبیل سے انھون نے حضرت ابو موسیٰ سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت سے پہلے فتنہ ہونگے (تیرہ و تار) مثل شب تاریک کے ٹکڑون کے (ان فتنون کا اثر یہ ہوگا) کہ صبح کو آدمی مومن اٹھیگا اور شام کو کافر ہو جائیگا اور شام کو مومن ہوگا اور صبح کو کافر ہو جائیگا اس فتنہ مین بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہونیوالا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑنیوالے سے بہتر ہوگا لہذا تم اپنی کمانین توڑ ڈالنا اور انکے چلّے کاٹ ڈالنا اور اپنی تلوارین پتھر سے کوٹ (کر چور کر) دینا پھر اگر (باوجود اسکے) کوئی شخص تم مین سے کسی کے گھر مین گھس جائے تو اسکو چاہیے کہ مثل اس ابن آدم کے ہو جائے جو بہتر تھا۔ اور امام احمدؒ نے بروایت حطان بن عبد اللہ حضرت ابو موسیٰ سے انھون نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا قیامت سے پہلے ہرج ہوگا لوگون نے پوچھا کہ ہرج کیا چیز ہے حضرت نے فرمایا قتل صحابہ نے عرض کیا اس سے زیادہ قتل ہوگا جسقدر ہم (آجکل) کر رہے ہین ہم تو ایک سال مین ستر ہزار سے زیادہ (کافرونکو) قتل کر دیتے ہین حضرت نے فرمایا یہ مراد نہین ہے کہ تم مشرکون کو قتل کرو گے بلکہ (یہ مراد ہے کہ) تم باہم ایک دوسرے کو قتل کروگے صحابہ نے (تعجب کے ساتھ) پوچھا کہ اسوقت ہماری عقلین ہمارے پاس ہونگی حضرت نے فرمایا اس زمانہ کے اکثر لوگونکی عقلین سلب کر لیجائینگی اور اس زمانہ مین کچھ لوگ ایسے پیدا کر دیئے جائینگے جو یہ سمجھینگے کہ ہم کسی دین پر ہین حالانکہ وہ کسی دین پر نہ ہونگے۔ حضرت ابو موسیٰ نے (اس حدیث کو بیان کر کے) کہا کہ قسم اسکی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے کہ مین اپنے لیے اور تمھارے لیے اس فتنہ سے نکلنے کی صورت نہین دیکھتا جیسا اسنے مجھے اور نیز تمکو لیا سوا اسکے کہ ہم اس سے نکل چلین جسطرح (ابتک) داخل ہوئے تھے بغیر اسکے کہ اس سے کچھ حصہ لین اور امام احمدؒ نے بروایت حسن (بصری)

عن ابی موسی ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال اذا تواجہ المسلمان بسیفیہما فقتل احدہما الآخر فالقاتل والمقتول فی النار قیل ھذا القاتل

فما بال المقتول قال انہ اراد قتل صاحبہ

ومن مسند عبد اللہ بن عمرو بن العاص رض

اما بشارۃ الخلفاء بالجنۃ فقد اخرج احمد من طریق قتادۃ عن ابن سیرین عن عبد اللہ بن عمرو قال کنت مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فجاء ابوبکر فاستاذن فقال ائذن لہ وبشرہ بالجنۃ ثم جاء عثمان فاستاذن فقال ائذن لہ وبشرہ بالجنۃ قال قلت فاین انا قال انت مع ابیک ❁ واما ما یستدل بہ من حدیث علی الخلافۃ الخاصۃ من حیث کونہا فی زمن العافیۃ فقد اخرج احمد عن الاعمش عن زید بن وھب عن عبد الرحمن بن عبد رب الکعبۃ قال انتھیت الی عبد اللہ بن عمرو بن العاص وھو جالس فی ظل الکعبۃ فسمعتہ یقول بینا نحن مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی سفر اذ نزلنا منزلا فمنا من یضرب خباءہ ومنا من ھو فی جشرہ ومنا من ینتضل اذ نادی منادیہ الصلوۃ جامعۃ قال فاجتمعنا قال فقام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فخطبنا فقال انہ لم یکن نبی قبلی الا دل امتہ علی ما یعلمہ خیرا لہم وحذرہم ما یعلمہ شرا لہم وان امتکم ھذہ جعلت عافیتہا فی اولہا وان آخرہا سیصیبہم بلاء شدید وامور تنکرونہا تجئ فتن یرقق بعضہا لبعض تجئ الفتنۃ فیقول المؤمن ھذہ مہلکتی ثم تنکشف ثم تجئ الفتنۃ فیقول المؤمن ھذہ ثم تنکشف فمن سرہ منکم ان یزحزح عن النار وان یدخل الجنۃ فلتدرکہ موتتہ

حضرت ابو موسیٰ سے روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب دو مسلمان تلوار کے ساتھ ایک دوسرے سے ملین (یعنی باہم قتال کرین) پھر ایک انمین سے دوسرے کو قتل کر دے تو قاتل اور مقتول دونون دوزخی ہین کسی نے عرض کیا کہ قاتل تو خیر مگر مقتول کیون دوزخی ہی حضرت نے فرمایا (اسوجہ سے کہ) وہ اپنے (مسلمان) حریف کے قتل کا ارادہ رکھتا تھا۔

مسند حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ

[خلفا کو جنتی ہونے کی بشارت]
[امام احمدؒ نے بروایت قتادہ]

۳- روایت

ابن سیرین انھون نے حضرت عبد اللہ بن عمرو سے روایت کی ہی کہ وہ فرماتے تھے مین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس (بیٹھا ہوا) تھا کہ ابو بکر آئے اور اندر آنیکی اجازت مانگی حضرت نے فرمایا انکو اجازت دو اور جنت کی بشارت دو بعد اسکے عثمان آئے اور انھون نے اندر آنیکی اجازت مانگی حضرت نے فرمایا انکو اجازت دو اور جنت کی بشارت دو مینے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین کہان (جاؤنگا جنت مین یا دوزخ مین) حضرت نے فرمایا تم اپنے والد کے ساتھ ہو [حضرت عبد اللہ بن عمرو کی وہ حدیث جس سے (خلفای راشدین کی خلافت کے) خلافت خاصہ (ہونے) پر استدلال کیا جاتا ہی بوجہ اسکے کہ وہ زمانہ عافیت مین واقع ہوئی]

امام احمدؒ نے اعمش سے انھون نے زید بن وہب سے انھون نے عبد الرحمن بن عبد رب الکعبہ سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے مین عبد اللہ بن عمرو بن عاص کے پاس گیا وہ کعبہ کے سایہ مین بیٹھے ہوئے تھے (اور بہت سے لوگ انکے پاس جمع تھے) مینے انسے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ ہم رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر مین تھے ایک منزل مین ہم لوگون نے قیام کیا کسینے خیمہ نصب کر لیا تھا اور کوئی یونہین پڑ رہا تھا اور کچھ لوگ تیر اندازی کی مشق مین مصروف تھے کہ یکایک حضرت کے منادی نے آواز دی کہ الصلوۃ جامعۃ چنانچہ ہم سب لوگ یکجا ہو گئے پھر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے اور آپ نے فرمایا مجھسے پہلے جسقدر نبی گذرے ہین سب نے اپنی امت کو وہ باتین بتائی ہین جنکو انکے لیے مفید سمجھا اور اُن باتون سے ڈرایا ہی جنکو انکے لیے مضر سمجھا لہذا مین بھی کچھ تمسے کہتا ہون سنو) اس امت کی عافیت دور اول مین رکھی گئی ہی اور دور آخر مین لوگ سخت مصیبت مین گرفتار ہونگے اور ایسی باتین ہونگی جنکو تم برا سمجھوگے اور پے در پے) ایسے فتنے آئینگے کہ ایک فتنہ کے سامنے دوسرا فتنہ حقیر معلوم ہوگا جب ایک فتنہ آئیگا تو مؤمن کہیگا کہ یہ مجھے ہلاک کر دیگا پھر وہ دفع ہو جائیگا اور دوسرا فتنہ آئیگا تو مؤمن کہیگا کہ (خیر پہلے فتنہ سے تو مین بچ گیا مگر) یہ فتنہ (ضرور مجھے ہلاک کر دیگا) پھر وہ بھی دفع ہو جائیگا لہذا تم مین سے جس شخص کو یہ بات اچھی معلوم ہوتی ہو کہ وہ دوزخ سے بچا لیا جائے اور جنت مین داخل کیا جائے تو چاہیے کہ (وہ ایسی کوشش کرے کہ) موت اسکو اس حال مین

وهو مومن بالله واليوم الآخر وليأت إلى الناس الذي يحب أن يؤتى إليه ومن بايع اماما فاعطاه صفقة يده وثمرة قلبه فليطعه ما استطاع فان جاء آخر ينازعه فاضربوا عنق الآخر قال فادخلت راسي من بين الناس فقلت فانشدك بالله انت سمعت هذا من رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فاشار بيده الى اذنيه فقال سمعته اذناي ووعاه قلبي قال فقلت هذا ابن عمك معاوية يامرنا باكل اموالنا بيننا بالباطل وان نقتل انفسنا وقد قال الله تعالى يا ايها الذين آمنوا لا تاكلوا اموالكم بينكم بالباطل قال فجمع يديه فوضعهما على جبهته ثم نكس هنية ثم رفع راسه فقال اطعه في طاعة الله واعصه في معصية الله واما سوابق ابي بكر الصديق رضي الله عنه فقد اخرج البخاري عن عروة بن الزبير قال سالت عبد الله بن عمرو عن اشد ما صنع المشركون برسول الله صلى الله عليه وسلم قال رايت عقبة بن ابي معيط جاء الى النبي صلى الله عليه وسلم وهو يصلي فوضع رداءه في عنقه فخنقه بها خنقا شديدا فجاء ابو بكر رضي الله عنه حتى دفعه عنه فقال اتقتلون رجلا ان يقول ربي الله وقد جاءكم بالبينات من ربكم

ومن مسند ابي هريرة رضي الله عنه

اما ان الخلافة في قريش فقد اخرج احمد والشيخان وغيرهم عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الناس تبع لقريش في هذا الشان مسلمهم لمسلمهم وكافرهم لكافرهم واخرج احمد من طريق ابي ذئب عن سعيد المقبري عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان لقريش حقا ما حكموا فعدلوا وائتمنوا فادوا واسترحموا فرحموا واما ما يستدل به على خلافتهم من حديث الظلة فقد اخرجه الشيخان وغيرهما بطرق متعددة منها

آئے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو اور چاہیے کہ وہ لوگون سے ایسا معاملہ کرے جسکو اپنے لیے پسند کرتا ہو اور جو شخص کسی امام (یعنی خلیفہ) کے ہاتھ مین اپنا ہاتھ دے اور اسکی اطاعت قبول کرے تو چاہیے کہ جہانتک اسمین طاقت ہو اسکی اطاعت کرے پھر اگر دوسرا خلیفہ آئے اور پہلے خلیفہ سے جھگڑا کرے تو تم سب لوگ دوسرے خلیفہ کی گردن مار دینا (عبدالرحمن راوی اس حدیث کے) کہتے تھے کہ مینے لوگونکے درمیان سے اپنا سر نکالکر انسے کہا کہ مین آپ کو اللہ کی قسم دلاکر پوچھتا ہون کہ کیا آپ نے رسول خدا صلے اللہ وسلم سے اس حدیث کو سنا ہی تو انھون نے اپنے کان کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ میرے ان دونون کانون نے اس حدیث کو سنا ہی اور میرے دل نے اسکو یاد رکھا ہی مینے پوچھا کہ آپکے چچا کے بیٹے یعنی معاویہ تو ہمین مسلمانون کا مال ناحق کھا جانے اور مسلمانون کو مار ڈالنے کی ترغیب دیتے ہین حالانکہ اللہ تعالیٰ فرما چکا ہی یا ایہا الذین آمنوا الآیہ (ترجمہ۔ اے مسلمانو اپنے (بھائیون کے) مال ناحق نہ کھاؤ (پھر اب بتایئے کہ معاویہ کی اطاعت کیسے کرین) حضرت عبد اللہ بن عمرو نے اپنے دونون ہاتھ اپنی پیشانی پر رکھ لیے اور تھوڑی دیر تک سر جھکائے رہے بعد اسکے سر اٹھایا اور فرمایا کہ اللہ کی طاعت مین انکی اطاعت کرو اور اللہ کی معصیت مین انکی اطاعت چھوڑ دو (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سوابق) بخاری نے عروہ بن زبیر سے روایت کی ہی وہ کہتے تھے مینے حضرت عبد اللہ بن عمرو سے پوچھا کہ سب سے زیادہ سخت کام جو مشرکون نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا ہو وہ کیا تھا انھون نے کہا مینے عقبہ بن ابی معیط کو دیکھا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ نماز پڑھ رہے تھے اُسنے اپنی چادر آپ کے گلے مین ڈالکر آپ کے گلوی مبارک کو نہایت سختی کے ساتھ گھونٹنا شروع کیا اتنے مین ابوبکر رضی اللہ عنہ آگئے اور انھون نے اُسکو آپ کے پاس سے ہٹایا اور کہا کیا تم ایسے شخص کو قتل کر دوگے جو کہتا ہی کہ میرا پروردگار اللہ ہی اور وہ واضح نشانیان تمھارے پروردگار کے پاس سے لائے

مسند ابوہریرہ رضی اللہ عنہ (۲۳۔ روایت)

امام احمد اور شیخین (یعنی بخاری و مسلم) وغیرہم نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ اس کام مین قریش کے تابع (بنائے گئے) ہین مسلمان لوگ مسلمان قریش کے اور کافر لوگ کافر قریش کے اور امام احمد نے بروایت ابن ابی ذیب کے سعید مقبری سے انھون حضرت ابوہریرہ سے روایت کی ہی کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک قریش کو حق (خلافت کا) ہی جبتک (انمین یہ صفت رہے) کہ اگر وہ حاکم بنائے جائین تو انصاف کرین اور (اگر) امین بنائے جائین تو (حق امانت) ادا کرین اور (اگر) انسے رحم کی خواستگاری کیجائے تو رحم کرین (ابر والی حدیث جس سے خلافت خلفا پر استدلال کیا جاتا ہی) شیخین وغیرہما نے مختلف سندونسے روایت کیا ہی منجملہ انکے وہ ہی جو

اخرج ابوداؤد من طريق الزهري عن عبيد الله بن عبد الله عن ابن عباس قال كان ابوهريرة يحدث ان رجلا اتى الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال اني ارى الليلة ظلة ينطف منها السمن والعسل فارى الناس يتكففون بايديهم فالمستكثر والمستقل وارى سببا واصلا من السماء الى الارض فاراك يا رسول الله اخذت به فعلوت ثم اخذ به رجل آخر فعلا به ثم اخذ به رجل آخر فعلا به ثم اخذ به رجل آخر فانقطع ثم وصل فعلا به قال ابوبكر بابي انت وامي لتدعني فلاعبرنها فقال عبرها فقال اما الظلة فظلة الاسلام واما ما ينطف من السمن والعسل فهو القرآن لينه وحلاوته واما المستكثر والمستقل فهو المستكثر من القرآن والمستقل منه واما السبب الواصل من السماء الى الارض فهو الحق الذي انت عليه تاخذ به فيعليك الله ثم ياخذ به بعدك رجل فيعلو به ثم ياخذ رجل آخر فيعلو به ثم ياخذ به رجل آخر فينقطع ثم يوصل له فيعلو به اي رسول الله لتحدثني اصبت ام اخطأت فقال اصبت بعضا واخطأت بعضا فقال اقسمت يا رسول الله لتحدثني ما الذي اخطأت فقال النبي صلى الله عليه وسلم لا تقسم واما ما يستدل به من حديث القليب فقد اخرج البخاري عن ابن شهاب قال اخبرني سعيد ان ابا هريرة اخبره ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال بينما انا نائم رايتني على قليب وعليها دلو فنزعت منها ما شاء الله ثم اخذها ابن ابي قحافة فنزع منها ذنوبا او ذنوبين وفي نزعه ضعف والله يغفر له ثم استحالت غربا فاخذها عمر بن الخطاب فلم ار عبقريا من الناس ينزع نزع ابن الخطاب حتى

ابوداود نے بروایت زہری عبیداللہ بن عبداللہ سے انھون نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوہریرہ بیان فرماتے تھے کہ ایک شخص رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اُسنے عرض کیا کہ مینے آج شب کو (خواب مین) دیکھا کہ ایک ابر کا ٹکڑا ہی اس سے گھی اور شہد ٹپک رہا ہی پھر مینے لوگونکو دیکھا کہ وہ دونون دونون ہاتھونسے (اسکو) لے رہے ہین کسی نے زیادہ لیا کسی نے کم اور مینے ایک رسی دیکھی جو آسمان سے زمین تک لٹک رہی ہی پھر مینے یارسول اللہ آپ کو دیکھا کہ آپ نے اُس رسی کو پکڑا اور اوپر چڑھ گئے بعد اُسکے ایک اور شخص نے اُس رسی کو پکڑا اور اُسکے زور سے اوپر چڑھ گیا بعد اُسکے ایک اور شخص نے اُس رسی کو پکڑا اور اُسکے زور سے اوپر چڑھ گیا پھر ایک اور شخص نے اس رسی کو پکڑا تو وہ ٹوٹ گئی مگر پھر جوڑ دی گئی اور وہ بھی اسکے زور سے اوپر چڑھ گیا حضرت ابوبکر نے عرض کیا کہ میرے باپ و ماں آپ پر فدا ہوجائین آپ مجھے اجازت دیجیے تو مین اسکی تعبیر بیان کرون حضرت نے فرمایا بیان کرو اُنھون نے کہا کہ ابر (کی تعبیر) تو اسلام ہی اور جو گھی اور شہد اُس سے ٹپک رہا ہی وہ قرآن ہی (گھی سے) اسکی نرمی اور (شہد سے) اسکی حلاوت (کی طرف اشارہ) ہی اور کسی نے زیادہ لیا کسی نے کم اسکا مطلب یہ ہی کہ قرآن کا علم کسی نے زیادہ حاصل کیا کسی نے کم اور رسی جو آسمان سے زمین تک لٹکتی ہوئی (اُسنے دیکھی) ہی وہ دین حق ہی جسپر آپ (قائم) ہین آپ اسکو لیے ہوئے ہین لہذا اللہ آپ کو بلند (رتبہ) کردیگا پھر آپ کے بعد ایک اور شخص اسکو لیگا وہ بھی اسکے سبب سے بلند (رتبہ) ہوجائیگا پھر ایک اور شخص اسکو لے گا وہ بھی اسکے سبب سے بلند (رتبہ) ہوجائیگا پھر ایک اور شخص اسکو لے گا تو وہ منقطع ہوجائیگا مگر پھر اسکے لیے جوڑ دیا جائیگا وہ بھی اسکے سبب سے بلند رتبہ ہوجائیگا یارسول اللہ آپ فرمایئے کہ مینے صحیح تعبیر دی یا غلط حضرت نے فرمایا کچھ صحیح تعبیر دی کچھ غلط اُنھون نے کہا یارسول اللہ مین آپکو قسم دلاتا ہون آپ مجھسے بیان کردیجیے جو کچھ مینے غلطی کی ہو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم نہ دلاؤ کنوین والی حدیث جس سے (خلافت پر) استدلال کیا جاتا ہی **بخاری** نے ابن شہاب سے روایت کی ہی وہ کہتے تھے مجھے سعید نے خبر دی کہ حضرت ابوہریرہ بیان کرتے تھے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس حال مین کہ مین سو رہا تھا مینے اپنے کو ایک کنوین پر (کھڑا ہوا) دیکھا اور اس کنوین پر ایک ڈول (رکھا ہوا) تھا مینے اس سے ڈول (بھر بھر کر) نکالے جسقدر اللہ نے چاہے پھر اُس ڈول کو (میرے ہاتھ سے) ابن ابی قحافہ نے لے لیا اور انھون نے اس سے ایک ڈول یا دو ڈول نکالے اور انکے نکالنے مین کچھ کمزوری تھی اللہ اسکو معاف کرے پھر وہ ڈول بڑا بنگیا اور اُسکو (انکے ہاتھ سے) عمر بن خطاب نے لے لیا مینے کسی زور آور آدمی کو نہین دیکھا جو عمر کی طرح (زور و قوت کے ساتھ) ڈول نکالتا ہو یہانتک کہ (لوگ خود تو سیراب ہو ہی گئے) اپنے

فضرب الناس بعطن وآخرجہ البخاری من حدیث معمر عن ھشام عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بینا انا نائم رأیت انی علی حوض
اسقی الناس فاتانی ابوبکر فاخذ الدلو من
یدی لیریحنی فنزع ذنوبین وفی نزعہ
ضعف واللہ یغفر لہ فاتی ابن الخطاب فاخذ
منہ فلم یزل ینزع حتی تولی الناس والحوض
ینفجر وآما مایستدل بہ علی خلافتہم من العلاقۃ
التی ضربھا النبی صلی اللہ علیہ وسلم لخلافۃ
الخاصۃ من انہا فی المدینۃ فقد اخرج
الحاکم من حدیث ھُشَیم عن العَوّام بن حوشب
عن سلیمان بن ابی سلیمان عن ابیہ عن
ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قال الخلافۃ بالمدینۃ والملک بالشام
وآما ما یستدل بہ علی خلافتہم الخاصۃ
من حدیث القرون فقد اخرج احمد وغیرہ
من طرق منہا طریق عبد اللہ بن شقیق
عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم خیر امتی القرن الذی بُعثت فیہم الذین
یلونہم ثم الذین یلونہم واللہ اعلم اقال
الثالثۃ ام لا ثم یجیٔ قوم یحبون السَّمانۃ
یشہدون قبل ان یُستشہدوا وآما
ما یستدل بہ علی خلافۃ الصدیق رضی
اللہ عنہ من الخطبۃ التی خطبہا النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قبل وفاتہ اخرج
الترمذی من طریق داؤد بن یزید الاودی
عن ابیہ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ما لاحد عندنا
ید الا وقد کافیناہ ما خلا ابابکر
فان لہ عندنا یدا یکافیہ اللہ بہا
یوم القیامۃ وما نفعنی مال احد
قط ما نفعنی مال ابی بکر ولو کنت
متخذا خلیلا لاتخذت ابابکر خلیلا الا
وان صاحبکم خلیل اللہ وآخرجہ احمد من طریق الاعمش عن ابی صالح عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما نفعنی
مال قط ما نفعنی مال ابی بکر فبکی ابوبکر وقال ھل انا ومالی الا لک یا رسول اللہ وآما مواعید اللہ التی ظہرت علی ایدی الخلفاء

اونٹونکو بھی) انھون نے (سیراب کرکے) بٹھلایا اور بخاری نے بروایت معمر ہمام سے انکی روایت سے حضرت ابوہریرہ سے روایت کی ہو کہ وہ کہتے تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس حال مین کہ مین سو رہا تھا اپنے دیکھا کہ مین ایک حوض پر ہون لوگونکو اس سے (بھر بھر کر) پانی پلا رہا ہون پھر ابوبکر میرے پاس آئے اور انھون نے مجھے آرام دینے کے لیے ڈول میرے ہاتھ سے لے لیا پھر انھون نے دو ڈول نکالے اور انکے نکالنے مین کچھ کمزوری تھی اللہ معاف کرے بعد اسکے ابن خطاب آئے اور انھون نے (وہ ڈول) ابوبکر سے لے لیا اور (بھر بھر کر) نکالنا شروع کر دیا یہانتک کہ لوگ (پانی پی پی کر) لوٹ گئے اور حوض بہنے لگا { وہ حدیث جسسے خلافت خلفا پر استدلال کیا جاتا ہو بوجہ اسکے کہ اسمین نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے خلافت خاصہ کا مقام بیان کر دیا ہو کہ وہ مدینہ مین ہوگی } حاکم نے بروایت ہُشیم عوام بن حوشب سے انھون نے سلیمان بن ابی سلیمان سے انھون نے اپنے والد سے انھون نے حضرت ابوہریرہ سے انھون نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہو کہ آپنے فرمایا خلافت مدینہ مین ہوگی اور سلطنت (ملک) شام مین { قرون ثلثہ والی حدیث جس سے (خلفای راشدین کی خلافت کے) خلافت خاصہ (ہونے) پر استدلال کیا جاتا ہی } امام احمد وغیرہ نے بچند طرق اسکو روایت کیا ہی انکی بروایت عبد اللہ بن شقیق حضرت ابوہریرہ سے منقول ہو کہ وہ کہتے تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت مین سب سے بہتر وہ قرن ہی جسمین مین مبعوث کیا گیا پھر وہ لوگ جو میرے قرن کے لوگونکے بعد ہون پھر وہ لوگ جو اس قرن کے لوگونکے بعد ہون { راوی کہتا ہی مجھے یاد نہین کہ تیسرے قرن کی نسبت بھی آپ نے بہتر ہونے کو فرمایا یا نہین } اسکے بعد کچھ لوگ ایسے پیدا ہونگے جو فربہی کو دوست رکھینگے (یعنی عیش دنیاوی پر حریص ہونگے) وہ لوگ (جھوٹی) گواہی دینگے قبل اسکے کہ انسے گواہی طلب کیجائے { نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا خطبہ جو آپ نے اپنی وفات سے پہلے فرمایا تھا جس سے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر استدلال کیا جاتا ہی } ترمذی نے بروایت داؤد بن یزید اودی اپنے والد سے انھون نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کی ہو کہ وہ کہتے تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی کا کچھ احسان ہمارے اوپر تھا ہمنے اُسکا بدلہ کر دیا سوا ابوبکر کے کہ انکا جو احسان ہمپر ہی اسکا بدلہ اللہ قیامت مین انکو دیگا کسی کے مال نے کبھی مجھکو اسقدر نفع نہین دیا جسقدر ابوبکر کے مال نے مجھے نفع دیا اگر مین (سوا خدا کے) کسی کو خلیل بناتا تو یقینا ابوبکر کو خلیل بناتا آگاہ ہو تمھارا صاحب (یعنی مین) خلیل اللہ ہی اور امام احمد نے بروایت اعمش ابو صالح سے انھون نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کی ہو کہ وہ کہتے تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی کے مال نے مجھے کبھی اسقدر نفع نہین دیا جسقدر ابوبکر کے مال نے مجھے نفع دیا (یہ سنکر) حضرت ابوبکر رونے لگے اور انھون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین اور میرا مال (دونون) آپ ہی کے ہین { اللہ کے وعدے جو خلفا کے ہاتھون پر پورے ہوئے }

فقد اخرج الشیخان وغیرہما بطرق متعددۃ منہا ما اخرج البخاری عن ایوب عن محمد عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اعطیت مفاتیح الکلم ونصرت
بالرعب بینا انا نائم البارحۃ اذ اتیت بمفاتیح خزائن
الارض حتی وضعت فی یدی قال ابو ہریرۃ فذہب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانتم تنقلونہا
واخرج الشیخان وغیرہما بطرق متعددۃ منہا
ما اخرج احمد عن الزہری عن سعید عن ابی ہریرۃ
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا ہلک کسری
فلا کسری بعدہ واذا ہلک قیصر فلا قیصر بعدہ
والذی نفس محمد بیدہ لتنفقن کنوزہما فی
سبیل اللہ وآما مناقب ابی بکر الصدیق
رضی اللہ عنہ فقد اخرج البخاری عن الزہری
عن حمید بن عبد الرحمن عن ابی ہریرۃ
قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یقول من انفق زوجین من شیء من الاشیاء
فی سبیل اللہ دعی من ابواب یعنی الجنۃ
یا عبد اللہ ہذا خیر فمن کان من اہل
الصلوۃ دعی من باب الصلوۃ ومن کان
من اہل الجہاد دعی من باب الجہاد ومن
کان من اہل الصدقۃ دعی من باب الصدقۃ
ومن کان من اہل الصیام دعی من باب الصیام
باب الریان فقال ابو بکر رضی اللہ عنہ
ما علی ہذا الذی یدعی من تلک الابواب
من ضرورۃ وقال ہل یدعی منہا کلہا احد
یا رسول اللہ فقال نعم وارجو ان تکون منہم
یا ابا بکر واخرج ابو داؤد من طریق عبد السلام
بن حرب عن ابی خالد الدالانی عن ابی خالد
مولی آل جعدۃ عن ابی ہریرۃ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتانی جبرئیل
فاخذ بیدی فارانی باب الجنۃ الذی یدخل
فیہ امتی فقال ابو بکر یا رسول اللہ وددت
انی کنت معک حتی انظر الیہ فقال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما انک یا ابا بکر اول من یدخل الجنۃ من امتی وآما مناقب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فقد اخرج البخاری عن
ابن شہاب عن سعید بن المسیب ان ابا ہریرۃ قال بینا نحن عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ قال بینا انا نائم رأیتنی فی الجنۃ فاذا امرأۃ تتوضأ

شیخین وغیرہما نے بچند طرق روایت کیا ہی ازانجملہ بخاری نے ایوب سے انھون نے محمد سے انھون نے ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ وہ کہتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے کلام کی کنجیان دی گئی ہین اور رعب
سے میری مدد کی گئی ور ایک دفعہ مین سو رہا تھا (مینے خواب مین دیکھا کہ) مجھے روے زمین کے خزانون کی کنجیان
دی گئین یہانتک کہ میرے ہاتھ مین رکھدی گئین حضرت ابو ہریرہ نے (اس حدیث کو بیان کرکے) کہا کہ رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم تو دار البقا کو تشریف لیگئے اب تم اُن خزانون کو تصرف کر رہے ہو۔ اور شیخین وغیرہما نے بطرق
متعددہ روایت کیا ہی ازانجملہ امام احمد نے زہری سے انھون نے سعید سے انھون نے حضرت ابو ہریرہ سے
انھون نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ آپ نے فرمایا جب کسریٰ ہلاک ہو جائیگا تو اسکے بعد پھر کوئی
کسریٰ نہوگا اور جب قیصر ہلاک ہو جائیگا تو اسکے بعد کوئی قیصر نہوگا قسم اسکی جسکے ہاتھ مین محمد کی جان ہی کہ تم لوگ
کسریٰ و قیصر کے خزانون کو اللہ کی راہ مین خرچ کروگے۔ {ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مناقب} بخاری نے
زہری سے انھون نے حمید بن عبد الرحمن سے انھون نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے
تھے مینے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ جو شخص کسی چیز کا ایک جوڑا اللہ کی راہ مین
خرچ کریگا وہ جنت کے کئی دروازون سے بلایا جائیگا کہ ای بندۂ خدا (اس دروازہ سے آؤ) یہ بہت اچھا ہی پھر
جو کوئی اہل نماز سے ہوگا وہ نماز کے دروازہ سے بلایا جائیگا اور جو اہل جہاد سے ہوگا وہ جہاد کے دروازہ
سے بلایا جائیگا اور جو اہل صدقہ سے ہوگا وہ صدقہ کے دروازہ سے بلایا جائیگا اور جو اہل صیام سے ہوگا
وہ صیام کے دروازہ سے بلایا جائیگا جسکا نام باب الریان ہی ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا جو شخص ان تمام دروازون سے
بلایا جائے اسکو تو پھر کسی قسم کی ضرورت نہ رہیگی یا رسول اللہ کیا ایسا بھی کوئی شخص ہوگا جو ان تمام دروازون سے
بلایا جائیگا حضرت نے فرمایا ای ابو بکر مین امید رکھتا ہون کہ تم انھین مین سے ہوگے (جو ان سب دروازون سے
بلائے جائینگے) ابو داؤد نے بروایت عبد السلام بن حرب ابو خالد دالانی سے انھون نے ابو خالد مولی
آل جعدہ سے انھون نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی ہی کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جبرئیل میرے پاس آئے اور انھون نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے جنت کا وہ دروازہ دکھلایا جسمین میری
امت کے لوگ داخل ہونگے ابو بکر نے کہا یا رسول اللہ کاش مین اسوقت آپ کے ساتھ ہوتا اور اس
دروازہ کو مین بھی دیکھ لیتا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ای ابو بکر سنو تم میری امت مین سب
سے پہلے جنت مین داخل ہوگے {عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے مناقب} بخاری نے ابن شہاب سے
انھون نے سعید بن مسیب سے روایت کی ہی کہ حضرت ابو ہریرہ کہتے تھے ہم لوگ رسول خدا صلے اللہ
علیہ وسلم کے پاس تھے آپ نے فرمایا کہ مینے اپنے کو جنت مین دیکھا کہ ایک عورت ایک محل کے سامنے وضو

الی جانبہا قصر فقلت لمن ھذا القصر قالوا لعمر فذکرت غیرتہ فولیت مدبرا فبکی عمر وقال اعلیک اغار یا رسول اللہ واخرج البخاری عن ابراھیم بن سعد عن ابیہ عن ابی سلمۃ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقد کان فیما قبلکم من الامم ناس محدثون فان یک فی امتی احد فانہ عمر وفی روایۃ لہ لقد کان فیما کان قبلکم من بنی اسرائیل رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء فان یکن فی امتی منھم احد فعمر واخرج البخاری عن ابن شھاب عن سعید وابی سلمۃ قالا سمعنا ابا ھریرۃ یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بینما راع فی غنمہ عدا الذئب فاخذ منھا شاۃ فطلبھا حتی استنقذھا فالتفت الیہ الذئب فقال لہ من لھا یوم السبع لیس لھا راع غیری فقال الناس سبحان اللہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فانی اومن بہ وابو بکر وعمر وما ثم ابو بکر وعمر وللبخاری فی روایۃ اخری وبینما رجل یسوق بقرۃ قد حمل علیھا فالتفتت الیہ فکلمتہ فقالت انی لم اخلق لھذا الکن خلقت للحرث فقال الناس سبحان اللہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی اومن بذلک وابو بکر وعمر واما مناقب عثمان رضی اللہ عنہ فقد اخرج ابن ماجۃ عن ابیہ عبد الرحمن بن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لکل نبی رفیق فی الجنۃ ورفیقی فیھا عثمان بن عفان واخرج ابن ماجۃ بھذا الاسناد ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لقی عثمان عند باب المسجد فقال یا عثمان ھذا جبرئیل اخبرنی ان اللہ قد زوجک ام کلثوم بمثل صداق رقیۃ علی مثل صحبتھا مقتل عثمان یقتل مظلوما وانہ علی الحق یوم یقتل فقد اخرج الحاکم من طریق موسی ومحمد وابراھیم بنی عقبۃ قالوا حدثنا ابو امنا ابو حبیبۃ قال شھدت ابا ھریرۃ وعثمان محصور فی الدار فقال ابو ھریرۃ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول انھا ستکون فتنۃ واختلاف او اختلاف وفتنۃ قال قلنا یا رسول اللہ فما تامرنا

کر رہی ہو میں نے پوچھا کہ یہ محل کسکا ہی فرشتوں نے کہا کہ عمر کا ہی مجھے انکی غیرت کا خیال آیا اور (میں محل کے اندر نہیں گیا) پیچھے لوٹ آیا (یہ سنکر) حضرت عمر روئے اور انھوں نے کہا کہ یا رسول اللہ کیا میں آپ پر غیرت کرتا اور بخاری نے ابراہیم بن سعد سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے ابو سلمہ سے انھوں نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی ہو کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے جو امتیں گذر چکی ہیں انمیں بھی کچھ لوگ محدث ہوا کرتے تھے میری امت میں اگر کوئی ایسا شخص ہو تو یقیناً وہ عمر ہیں اور بخاری کی دوسری روایت میں یوں ہو کہ (حضرت نے فرمایا) تم سے پہلے بنی اسرائیل میں کچھ لوگ ایسے ہوتے تھے جن سے کلام کیا جاتا تھا بغیر اسکے کہ وہ نبی ہوں میری امت میں اگر کوئی ایسا ہو تو وہ عمر ہیں اور بخاری نے ابن شہاب سے انھوں نے سعید اور ابو سلمہ سے روایت کی ہو کہ وہ دونوں کہتے تھے ہمنے حضرت ابو ہریرہ سے سنا وہ کہتے تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک چرواہا اپنی بکریوں (کے گلے) میں تھا کہ بھیڑیے نے جست کی اور اس گلہ میں سے ایک بکری اسنے پکڑ لی وہ چرواہا اسکے پیچھے دوڑا یہانتک کہ اسنے بکری کو بھیڑیے سے چھڑا لیا بھیڑیا اسکی طرف متوجہ ہوا اور اسنے کہا کہ یوم السبع میں بکری کو کون بچائیگا جس دن سوا میرے کوئی انکا چرواہا نہوگا لوگوں نے کہا سبحان اللہ (بھیڑیا باتیں کر رہا ہی) نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے (اس واقعہ کو بیان کر کے) فرمایا کہ اس واقعہ پر ایمان لاتا ہوں میں اور ابو بکر و عمر حالانکہ ابو بکر و عمر وہاں موجود نہ تھے اور بخاری کی ایک دوسری روایت میں ہو کہ (حضرت نے فرمایا) ایک شخص بیل کو ہانکے جاتا تھا اور اسنے اسپر بوجھ لاد رکھا تھا یکایک بیل اسکی طرف متوجہ ہوا اور اسنے کہنے لگا کہ میں بوجھ لادنے کیلیے نہیں پیدا کیا گیا بلکہ میں کھیت جوتنے کیلیے پیدا کیا گیا ہوں لوگ اس واقعہ سے متعجب ہوئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مگر) اس واقعہ پر ایمان لاتا ہوں میں اور ابو بکر و عمر۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مناقب

ابن ماجہ نے اپنے والد عبد الرحمن بن ابی الزناد سے انھوں نے اعرج سے انھوں نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی ہو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کیلیے جنت میں ایک رفیق ہوتا ہی چنانچہ میرا رفیق جنت میں عثمان بن عفان ہی اور نیز ابن ماجہ نے اسی سند سے روایت کی ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے دروازہ پر حضرت عثمان سے ملے اور فرمایا کہ اے عثمان یہ جبرئیل (کھڑے ہوئے) ہیں انھوں نے مجھے خبر دی ہو کہ اللہ نے ام کلثوم کا نکاح تمھارے ساتھ کر دیا بعوض اسیقدر مہر کے جو رقیہ کا تھا اور بشرط (اسی حسن) معاشرت (کے جو) رقیہ کے (ساتھ تمنے کی) [حضرت عثمان کا ظلماً قتل کیا جانا اور جس روز وہ قتل ہوا انکا حق پر ہونا] حاکم نے موسی اور محمد اور ابراہیم فرزندان عقبہ سے روایت کی ہو وہ کہتے تھے ہمسے ہمارے نانا ابو حسنہ نے بیان کیا کہ میں حضرت ابو ہریرہ کے پاس گیا جبکہ حضرت عثمان اپنے گھر میں محصور تھے تو حضرت ابو ہریرہ نے کہا کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ عنقریب ایک فتنہ اور اختلاف ہوگا یا فرمایا کہ اختلاف اور فتنہ ہوگا حضرت ابو ہریرہ کہتے تھے کہ ہم لوگوں نے عرض کیا کہ رسول اللہ پھر آپ ہمکو (اس فتنہ میں) کیا حکم دیتے

ہیں آپنے فرمایا تم (اپنے) سردار اور اسکے نقیب سا تھ ہو اور آپنے حضرت عثمان کی طرف اشارہ کیا۔ اور حاکم نے بروایت ابو زرعہ حضرت ابو ہریرہ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت عثمان نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے دو مرتبہ جنت خریدی (ایک مرتبہ) جبکہ انھوں نے چاہ رومہ کو خریدا اور (دوسری مرتبہ) جبکہ انھوں نے جیش العسرۃ کا سامان درست کر دیا {حضرت ابو بکر کا صدیق اور باقی خلفا کا شہید ہونا} ترمذی نے بروایت عبد العزیز بن محمد سہیل سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر و عمر و عثمان و علی بن ابی طالب و طلحہ و زبیر کوہ حرا پر تھے پکایک وہ پہاڑ ہلنے لگا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے پہاڑ) ٹھہر جا تیرے اوپر نبی ہیں یا صدیق یا شہید {اہل بدر کے جنتی ہونیکی بشارت} ابو داؤد نے عاصم سے انھوں نے ابو صالح سے انھوں نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اہل بدر (کے انجام) پر مطلع ہوا اسلیئے اسنے فرمایا کہ اے اہل بدر جو چاہو کرو میں نے یقیناً تمھیں بخشدیا {حضرت ابو ہریرہ کا فتنہ سے علیحدہ رہنا} ترمذی نے بروایت عبد العزیز بن محمد علاء بن عبد الرحمن سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (جو) کام کرنا ہے اُن فتنوں سے پہلے کرلو جو مثل شب تاریک کے ٹکڑوں کے ہونگے جنمیں صبح کو آدمی مومن ہوگا اور شام کو کافر ہو جائیگا اور شام کو مومن ہوگا اور صبح کو کافر ہو جائیگا آدمی اپنا دین دنیا کے تھوڑے سے مال پر بیچ ڈالے گا۔

مسند ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا (۱۶ اسد وہیت) {مسجد (نبوی) کی بنیاد میں پتھر رکھنے کی حدیث جس سے خلفا کی خلافت پر استدلال کیا جاتا ہے} حاکم نے بروایت احمد بن عبد الرحمن ابن وہب انکے چچا سے انھوں نے یحییٰ بن ایوب سے انھوں نے ہشام بن عروہ سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتی تھیں سب سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی بنیاد کے لیئے پتھر اٹھایا پھر ابو بکر نے ایک اور پتھر اٹھایا پھر عمر نے ایک اور پتھر اٹھایا پھر عثمان نے ایک اور پتھر اٹھایا میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ دیکھیے تو یہ لوگ کسطرح آپکے ساتھ ملکر کام کر رہے ہیں حضرت نے فرمایا اے عائشہ یہ لوگ میرے بعد خلیفہ ہوں گے (حاکم نے کہا ہے کہ) یہ حدیث صحیح ہے موافق شرط شیخین کے مگر شیخین نے اسکو نہیں لکھا یہ حدیث ایک کمزور سند کے ساتھ بروایت محمد بن فضل بن عطیہ مشہور تھی اسیوجہ سے چھوڑ دی گئی (اور شیخین نے اسکو نہ لیا) {قرون ثلثہ والی حدیث جس سے خلفا کی خلافت پر استدلال کیا جاتا ہے} امام احمد نے بسند غریب عبد اللہ بہی سے انھوں نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتی تھیں ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

قال علیکم بالامیر واصحابہ واشار الی عثمان وآخرجہ الحاکم من حدیث ابی زرعۃ عن ابی ہریرۃ اشتری عثمان بن عفان الجنۃ من النبی صلے اللہ علیہ وسلم مرتین حیث حفر بئر رومۃ وحیث جہز جیش العسرۃ وآما ان ابابکر صدیق وسائرہم شہداء فقد اخرج الترمذی من حدیث عبد العزیز بن محمد عن سہیل عن ابیہ عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کان علے حراء ہو وابوبکر وعمر وعثمان وعلی بن ابی طالب وطلحۃ والزبیر فتحرکت الصخرۃ فقال النبی صلے اللہ علیہ وسلم اہدأ انما علیک نبی او صدیق او شہید وآما بشارۃ اہل بدر بالجنۃ فقد اخرج ابوداؤد عن عاصم عن ابی صالح عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اطلع اللہ عز وجل علے اہل بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم وآما قعودہ من الفتنۃ فقد اخرج الترمذی من حدیث عبد العزیز بن محمد عن العلاء بن عبد الرحمن عن ابیہ عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال بادروا بالاعمال فتنا کقطع اللیل المظلم یصبح الرجل مومنا ویمسی کافرا ویمسی مؤمنا ویصبح کافرا یبیع احدہم دینہ بعرض من الدنیا

ومن مسند ام المومنین عائشۃ رضی اللہ عنہا

اما ما یستدل بہ علے خلافتہم من حدیث الاحجار فی اساس المسجد فقد اخرج الحاکم من طریق احمد بن عبد الرحمن بن وہب عن عمہ عن یحیی بن ایوب عن ہشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ قالت اول حجر حملہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لبناء المسجد ثم حمل ابوبکر حجرا آخر ثم حمل عمر حجرا آخر ثم حمل عثمان حجرا آخر فقلت یا رسول اللہ الا تری الی ہؤلاء کیف یسعدونک فقال یا عائشۃ ہؤلاء الخلفاء من بعدی ہذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ وانما اشتہر باسناد واہ روایۃ محمد بن فضل بن عطیۃ فلذلک ہجر وآما ما یستدل بہ علی خلافتہم من حدیث القرون فقد اخرج احمد بطریق غریب عن عبد اللہ البہی عن عائشۃ قالت سأل رجل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

اى الناس خير قال القرن الذى انا فيه ثم الثانى ثم الثالث اما قولها فى خلافة الشيخين فقد اخرج مسلم من حديث ابن ابى مليكة قال سمعت عائشة وسئلت من كان رسول الله صلى الله عليه وسلم مستخلفا لو استخلفه قالت ابوبكر فقيل لها ثم من بعد ابى بكر قالت عمر ثم قيل لها من بعد عمر قالت ابوعبيدة بن الجراح ثم انتهت الى هذا واخرج الترمذى عن عبد الله بن شقيق قال قلت لعائشة اى اصحاب النبى صلى الله عليه وسلم كان احب الى رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت ابوبكر قلت ثم من قالت عمر قلت ثم من قال ابوعبيدة بن الجراح قال قلت ثم من فسكتت واما ما يستدل به على خلافة الصديق من قول النبى صلى الله عليه وسلم ادعى لى ابا بكر فقد اخرج مسلم من حديث الزهرى عن عروة عن عائشة قالت قال لى رسول الله صلى الله عليه وسلم فى مرضه ادعى لى ابابكر اباك واخاك حتى اكتب كتابا فانى اخاف ان يتمنى متمن ويقول قائل انا ولا يابى الله والمومنون الا ابا بكر واما ما يستدل به من خطبة النبى صلى الله عليه وسلم قبل وفاته فقد اخرج الترمذى عن الزهرى عن عروة عن عائشة ان النبى صلى الله عليه وسلم امر بسد الابواب الا باب ابى بكر واما ما يستدل به من حديث الامامة فقد اخرج الترمذى من حديث مالك بن انس عن هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة ان النبى صلى الله عليه وسلم قال مروا ابابكر فليصل بالناس فقالت عائشة يا رسول الله ان ابابكر اذا قام مقامك لم يسمع الناس من البكاء فمر عمر فليصل قالت فقال مروا ابابكر فليصل بالناس قالت عائشة فقلت لحفصة قولى له يا رسول الله ان ابابكر اذا قام مقامك لم يسمع الناس من البكاء فامر عمر فليصل بالناس ففعلت حفصة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم

پوچھا کہ سب سے بہتر کون لوگ ہیں آپنے فرمایا وہ (لوگ جو اس) قرن (میں ہیں) جسمیں میں ہوں بعد اسکے دوسرا قرن بعد اسکے تیسرا قرن۔ حضرت عائشہ کا قول خلافت شیخین کے متعلق۔ امام مسلم نے بروایت ابن ابی ملیکہ نقل کیا ہو وہ کہتے تھے حضرت عائشہ سے پوچھا گیا اگر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم خلیفہ بناتے تو کسکو بناتے تو مینے سنا کہ اُنھوں نے یہ جواب دیا کہ ابوبکر کو پوچھا گیا کہ بعد ابوبکر کے کسکو اُنھوں نے جواب دیا کہ عمر کو پوچھا گیا پھر عمر کے بعد کسکو اُنھوں نے کہا ابو عبیدہ بن جراح کو بس یہانتک پہونچکر اُنھوں نے پھر کسی کو نہ بتایا اور ترمذی نے عبداللہ بن شقیق سے روایت کی ہو کہ وہ کہتے تھے مینے حضرت عائشہ سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے حضرت کو کون محبوب تر تھا اُنھوں نے کہا کہ ابوبکر مینے پوچھا کہ پھر کون اُنھوں نے کہا عمر مینے پوچھا پھر کون اُنھوں نے کہا ابو عبیدہ بن جراح مینے پوچھا کہ پھر کون تو اُنھوں نے سکوت کیا (اور کچھ جواب نہ دیا) حدیث ادعی لی ابابکر جس سے حضرت صدیق کی خلافت پر استدلال کیا جاتا ہی۔ مسلم نے بروایت زہری عروہ سے اُنھوں نے حضرت عائشہ سے نقل کیا ہو کہ وہ کہتی تھیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض (وفات) میں فرمایا کہ تم میرے پاس اپنے والد یعنی ابوبکر کو اور اپنے بھائی (یعنی عبدالرحمن) کو بلوا دو میں اندیشہ کرتا ہوں کہ کہیں کوئی تمنا کرنے والا تمنا نہ کرے اور کوئی کہنے والا یہ نہ کہے کہ میں (مستحق خلافت ہوں) حالانکہ وہ مستحق نہوگا اور (یہ کہکر آپ نے فرمایا اچھا رہنے دو) اللہ اور مسلمان سوا ابوبکر کے کسی سے راضی نہونگے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ خطبہ جو آپ نے اپنی وفات سے پہلے فرمایا تھا جس سے (خلافت پر) استدلال کیا جاتا ہی۔ ترمذی نے زہری سے اُنھوں نے عروہ سے اُنھوں نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہو کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے سوا ابوبکر کے سب کے دروازوں کو (مسجد نبوی) سے بند کرنے کا حکم دیا۔ امامت نماز کی حدیث جس سے (خلافت حضرت صدیق پر) استدلال کیا جاتا ہی۔ ترمذی نے بروایت (امام) مالک بن انس ہشام بن عروہ سے اُنھوں نے اپنے والد سے اُنھوں نے حضرت عائشہ سے نقل کیا ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنے مرض وفات میں) فرمایا کہ ابوبکر سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں حضرت عائشہ نے کہا یا رسول اللہ ابوبکر جب آپکی جگہ پر کھڑے ہونگے تو رونے کے سبب سے انکی آواز لوگ نہ سن سکینگے لہذا آپ عمر کو حکم دیجیے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ مینے حفصہ سے کہا کہ تم بھی حضرت سے عرض کرو کہ ابوبکر جب آپکی جگہ پر کھڑے ہونگے تو رونے کے سبب سے انکی آواز لوگ نہ سن سکینگے لہذا آپ عمر کو حکم دیجیے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں چنانچہ حضرت حفصہ نے ایسا ہی کیا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

انكن لانتن صواحب يوسف مروا ابابكر فليصل بالناس فقالت حفصة لعائشة ماكنت لاصيب منك خيرا واخرج الترمذي عن القاسم بن محمد عن عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا ينبغي لقوم فيهم ابوبكر ان يؤمهم غيره واما مناقب ابي بكر الصديق رضي الله عنه فقد اخرج الترمذي من حديث اسحق بن يحيى بن طلحة عن عمه اسحق بن طلحة عن عائشة ان ابابكر دخل على رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال انت عتيق الله من النار فيومئذ سمي عتيقا واخرج الحاكم عن عائشة بنت طلحة عن عائشة ام المؤمنين قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من سره ان ينظر الى عتيق من النار فلينظر الى ابي بكر واخرج الحاكم من حديث معمر عن الزهري عن عروة عن عائشة قالت لما اسري بالنبي صلى الله عليه وسلم الى المسجد الاقصى اصبح يتحدث الناس بذلك فارتد ناس ممن كان امنوا به وصدقوه وسعوا بذلك الى ابي بكر فقالوا هل لك الى صاحبك يزعم انه اسري به الليلة الى بيت المقدس قال او قال ذلك قالوا نعم قال لئن قال ذلك لقد صدق قالوا وتصدقه انه ذهب الليلة الى بيت المقدس وجاء قبل ان يصبح قال نعم اني لاصدقه فيما هو ابعد من ذلك اصدقه بخبر السماء في غدوة او روحة فلذلك سمي ابوبكر الصديق واما مناقب عمر ابن الخطاب فقد اخرج مسلم من حديث ابراهيم بن سعد عن ابيه سعد عن ابي سلمة عن عائشة عن النبي صلى الله عليه وسلم انه كان يقول قد كان يكون في الامم قبلكم محدثون فان يكن في امتي منهم احد فان عمر بن الخطاب منهم واخرج ابن ماجة من حديث الزنجي بن خالد عن هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة قالت

کہ تم تو گویا یوسف کی ہمنشین عورتین ہو ابو بکر سے کہو کہ وہ لوگو نکو نماز پڑھاوین حضرت حفصہ (اپنے کہنے پر بہت پشیمان ہوئین اور انھون) نے حضرت عائشہ سے کہا کہ مجھے کبھی تمسے فائدہ نہ پہونچا اور ترمذی نے قاسم بن محمد سے انھون نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہی کہ وہ کہتی تھین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس قوم مین ابو بکر (موجود) ہون اس قوم کے لیے ابو بکر کے سوا کسی اور کا امام بنا دینا نہین ہی {مناقب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ} ترمذی نے بروایت اسحاق بن یحیٰی بن طلحہ انکے چچا اسحاق بن طلحہ سے انھون نے حضرت عائشہ سے نقل کیا ہی کہ ابو بکر (ایک روز) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوئے تو حضرت نے فرمایا کہ تم آتش (دوزخ) سے اللہ کے عتیق (یعنے آزاد کیے ہوئے) ہو اسدن سے انکا لقب عتیق مشہور ہوا اور حاکم نے عائشہ بنت طلحہ سے انھون نے ام المؤمنین حضرت عائشہ سے روایت کی ہی کہ وہ کہتی تھین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو کسی ایسے شخص کے دیکھنے کی خوشی ہو جو (دوزخ کی) آگ سے آزاد ہو تو اسے چاہیے کہ ابو بکر کو دیکھے اور حاکم نے بروایت معمر زہری سے انھون نے عروہ سے انھون نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہی کہ وہ کہتی تھین جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم شب معراج مین بیت المقدس تشریف لے گئے اور صبح کو آپنے یہ واقعہ لوگون سے بیان کیا تو کچھ لوگ جو آپ پر ایمان لاچکے تھے اور آپکی تصدیق کر چکے تھے مرتد ہو گئے اور اس واقعہ کو جاکر انھون نے ابو بکر سے بیان کیا اور کہا کہ اب آپ اپنے صاحب کو دیکھیے وہ کہتے ہین کہ آج شب کو وہ بیت المقدس گئے تھے حضرت ابو بکر نے پوچھا کہ کیا وہ درحقیقت ایسا کہتے ہین ان لوگون نے کہا ہان (وہ ایسا ہی کہتے ہین) تو ابو بکر صدیق نے کہا کہ اگر انھون نے ایسا کہا ہی تو سچ کہا ان لوگون نے کہا کیا آپ انکی اس بات کو سچ سمجھتے ہین کہ وہ شب کو بیت المقدس گئے اور صبح ہونے سے پہلے واپس آ گئے حضرت ابو بکر نے کہا ہان (مین اس بات کو سچ سمجھتا ہون اور تم نے اسمین تعجب کیا) مین تو انکی ان باتون کو سچ سمجھتا ہون جو اس سے زیادہ دور از عقل ہین مین انکو آسمان کی خبرون مین سچا سمجھتا ہون (جو) صبح یا شام (آپ صلعم کے پاس آجاتی ہین) اسی وجہ سے ابو بکر کا لقب صدیق ہوا {مناقب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ} مسلم نے بروایت ابراہیم بن سعد انکے والد سے انھون نے ابو سلمہ سے انھون نے حضرت عائشہ سے انھون نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ آپ فرماتے تھے بیشک تمسے پہلے کی امتون مین کچھ لوگ محدث ہوتے تھے اگر میری امت مین کوئی شخص ایسا ہی تو وہ عمر بن خطاب ہین اور ابن ماجہ نے بروایت زنجی بن خالد ہشام بن عروہ سے انھون نے اپنے والد سے انھون نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہی کہ وہ کہتی تھین

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اللهم أعز الإسلام بعمر بن الخطاب خاصة وأخرج الترمذي من حديث يزيد بن رومان عن عروة عن عائشة قالت

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم جالسا فسمعنا لغطا وصوت صبيان فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم فإذا حبشية تزفن والصبيان حولها فقال يا عائشة تعالي فانظري فجئت فوضعت لحيي على منكب رسول الله صلى الله عليه وسلم فجعلت أنظر إليها ما بين المنكب إلى رأسه فقال لي أما شبعت أما شبعت قالت فجعلت أقول لا لأنظر منزلتي عنده إذ طلع عمر قالت فارفض الناس عنها قالت فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم إني لأنظر إلى شياطين الجن والإنس قد فروا من عمر قالت فرجعت وأما مناقب عثمان بن عفان رضي الله عنه فقد أخرج مسلم عن عطاء وسليمان ابني يسار وأبي سلمة بن عبد الرحمن أن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم مضطجعا في بيته كاشفا عن فخذيه أو ساقيه فاستأذن أبو بكر فأذن له وهو على تلك الحال فتحدث ثم استأذن عمر فأذن له وهو كذلك فتحدث ثم استأذن عثمان فجلس رسول الله صلى الله عليه وسلم وسوى ثيابه فدخل فتحدث فلما خرج قالت عائشة دخل أبو بكر فلم تهتش له ولم تباله ثم دخل عمر فلم تهتش له ولم تباله ثم دخل عثمان فجلست وسويت ثيابك فقال ألا أستحيي من رجل تستحيي منه الملائكة وأخرج الترمذي عن النعمان بن بشير عن عائشة أن النبي صلى الله عليه وسلم قال يا عثمان إنه لعل الله يقمصك قميصا فإن أرادوك على خلعه فلا تخلعه لهم ومن مسند أنس بن مالك رضي الله عنه أما أن الخلافة في قريش فقد أخرج أحمد عن بكر بن وهب الجزري قال قال لي أنس بن مالك

رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا اللہ اسلام کو عزت دے خاصکر عمر بن خطاب سے اور ترمذی نے بروایت یزید بن رومان عروہ سے انھوں نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتی تھیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ایک روز (گھر میں) بیٹھے ہوئے تھے کہ کچھ شور اور کچھ بچوں کی آواز سننے میں آئی پس رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے تو دیکھا کہ ایک حبشی عورت اُچھل کود کر رہی ہے اور بچے اسکے گرد ہیں پس آپ نے فرمایا کہ اے عائشہ آؤ دیکھو چنانچہ میں گئی اور میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے شانے پر اپنی ٹھوڑی رکھدی اور شانہ اور سر مبارک کی درمیانی راہ سے میں اسکو دیکھنے لگی حضرت مجھسے پوچھتے تھے کہ کیا تم سیر نہیں ہوئیں کیا تم سیر نہیں ہوئیں میں کہتی تھی نہیں نہیں میرا مقصد یہ تھا کہ میں دیکھوں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے دل میں میری کتنی جگہ ہے یکایک عمر آگئے تو سب لوگ اُس حبشی عورت کو چھوڑ کر بھاگ گئے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے کہ میں شیاطین جن وانس کو دیکھتا ہوں کہ وہ عمر سے بھاگتے ہیں حضرت عائشہ کہتی تھیں کہ پھر میں بھی لوٹ آئی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مناقب مسلم نے عطاء وسلیمان فرزندان یسار سے اور ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ کہتی تھیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ایک روز اپنے گھر میں لیٹے ہوئے تھے اور اپنے زانو یا (کہا کہ) اپنی پنڈلیاں کھولے ہوئے تھے ابو بکر نے اندر آنیکی اجازت مانگی حضرت نے انکو اجازت دی اور اسی طرح لیٹے رہے ابو بکر نے کچھ باتیں کیں (اور چلے گئے) پھر عمر نے اجازت مانگی آپ نے انکو بھی اجازت دیدی اور اسی طرح لیٹے رہے انھوں نے بھی کچھ باتیں کیں (اور چلے گئے) پھر عثمان نے اجازت مانگی تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اُٹھکر بیٹھ گئے اور اپنے لباس کو درست کر لیا (یعنی پنڈلیاں بند کر لیں) حضرت عثمان اندر آئے (اور کچھ باتیں کر کے چلے گئے) حضرت عائشہ (کہتی ہیں جب وہ باہر چلے گئے تو میں) نے عرض کیا کہ ابو بکر آئے آپ نے کچھ خیال نہ فرمایا اور کچھ پروا نہ کی عمر آئے آپنے کچھ خیال نہ فرمایا اور کچھ پروا نہ کی پھر عثمان آئے تو آپ اُٹھکر بیٹھ گئے اور اپنا لباس بھی درست کر لیا حضرت نے فرمایا میں کیوں نہ اُس شخص سے حیا کروں جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں۔ ترمذی نے نعمان بن بشیر سے اُنھوں نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عثمان شاید اللہ تعالیٰ تمھیں قمیص (خلافت) پہنائیگا لوگ اگر اسکو اتارنا چاہیں تو تم ہرگز انکی وجہ سے نہ اتارنا

مسند حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ (۱۳۔ روایت) خلافت کا قریش میں ہونا امام احمد نے بکر بن وہب جزری سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے مجھسے حضرت انس بن مالک نے

احدثك حديثا ما حدثه كل احد ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قام على باب البيت ونحن فيه فقال الائمة من قريش ان لهم عليكم حقا ولكم

کہا میں تمسے ایک ایسی حدیث بیان کرتا ہوں جو میں ہر شخص سے نہیں بیان کرتا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کعبہ کے دروازہ پر کھڑے تھے اور ہم لوگ کعبہ کے اندر تھے پس آپنے فرمایا کہ خلفا قریش سے ہونگے بیشک انکا تمپر حق ہی اور تمھارا بھی انپر ویساہی حق ہی جبتک کہ (قریش میں یہ تین صفتیں رہیں) اگر انسے رحم کی خواہش کیجائے تو رحم کریں اور اگر عہد کریں تو اسکو پورا کریں اور اگر حاکم بنائے جائیں تو انصاف کریں اور جو انمیں سے ایسا نہ کرے اسپر اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب آدمیوں کی لعنت اور امام احمد نے حضرت انس سے روایت کی ہی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے انصار کو بلایا تاکہ آپ انکو بحرین بطور جاگیر کے دیدیں انصار نے عرض کیا کہ ہم نہ لینگے جبتک کہ آپ ہمارے بھائی مہاجرین کو بھی نہ دیں حضرت (اس جواب سے خوش ہوئے اور آپ) نے فرمایا عنقریب تم لوگ میرے بعد (اپنے اوپر دوسرونکو) ترجیح پاتے ہوئے دیکھوگے تو تم صبر کرنا یہانتک کہ مجھسے ملجانا حضرت کے بعد خلفا کو تحصیل زکوٰۃ کا اختیار عنایت ہونے سے انکی خلافت پر استدلال حاکم نے بروایت علی بن محمد مختار بن فلفل سے انھوں نے حضرت انس بن مالک سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے کہ قبیلۂ بنی مصطلق کے لوگوں نے مجھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا اور کہا ہماری طرف سے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھنا کہ آپکے بعد ہم اپنی زکوٰۃ کس کو دیں چنانچہ میں حضرت کی خدمت میں گیا اور میںنے آپ سے پوچھا آپ نے فرمایا کہ ابوبکر کو دینا میںنے جاکر (یہی) ان لوگوں سے بیان کردیا انھوں نے کہا پھر جاؤ اور آپ سے پوچھو کہ اگر ابوبکر پر کوئی حادثہ پیش آجائے تو کسکو (زکوٰۃ دیں) چنانچہ میں پھر آپکے پاس گیا اور آپ سے پوچھا آپ نے فرمایا عمر کو دیں (میںنے جاکر ان لوگوں سے اسکو بیان کردیا) انھوں نے کہا پھر جاؤ اور آپ سے پوچھو کہ اگر عمر پر کوئی حادثہ پیش آجائے تو کسکو دیں) چنانچہ میں پھر حضرت کی خدمت میں گیا اور آپ سے پوچھا آپ نے فرمایا عثمان کو دیں میںنے جاکر ان لوگوں سے بیان کردیا انھوں نے کہا پھر جاؤ اور آپ سے پوچھو کہ اگر عثمان پر کوئی حادثہ پیش آجائے تو کسکو دیں) چنانچہ میں پھر گیا اور آپ سے پوچھا آپ نے فرمایا اگر عثمان پر کوئی حادثہ پیش آجائے تو پھر ہمیشہ تمھارے لیے ہلاکت رہیگی (حاکم نے کہا ہی کہ) یہ حدیث صحیح الاسناد ہی مگر شیخین نے نہیں لکھی۔ حضرت ابوبکر کا صدیق اور باقی خلفا کا شہید ہونا بخاری نے یحییٰ سے انھوں نے سعید سے انھوں نے قتادہ سے روایت کی ہی کہ انس بن مالک نے انسے بیان کیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ کوہ احد پر چڑھے اور ابوبکر و عمر و عثمان (بھی آپکے ساتھ تھے) پہاڑ ہلنے لگا تو آپنے فرمایا کہ اے احد ٹھہرجا تیرے اوپر ایک نبی ہیں اور ایک صدیق اور دو شہید (شیخین کا افضل امت ہونا)

علیهم حقا مثل ذلك ما ان استرحموا رحموا وان عاهدوا وفوا وان حكموا عدلوا ومن لم يفعل ذلك منهم فعليه لعنة الله والملئكة والناس اجمعين واخرج احمد عن انس قال دعا النبي صلى الله عليه وسلم الانصار ليقطع لهم البحرين فقالوا لا حتى تقطع لاخواننا من المهاجرين فقال انكم ستلقون من بعدي اثرة فاصبروا حتى تلقوني واما الدليل على خلافتهم من جهة تفويض الصدقات اليهم من بعده فقد اخرج الحاكم من طريق علي بن محمد عن المختار بن فلفل عن انس بن مالك قال بعثني بنو المصطلق الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالوا سل لنا رسول الله صلى الله عليه وسلم الى من ندفع صدقاتنا بعدك قال فاتيته فسالته فقال الى ابي بكر فاتيتهم فاخبرتهم قالوا ارجع اليه فسأله فان حدث بابي بكر حدث فالى من فاتيته فاخبرته فقال الى عمر فقالوا ارجع اليه فسأله فان حدث بعمر حدث فالى من فاتيته فسألته فقال الى عثمان فاتيتهم فاخبرتهم فقالوا ارجع فسأله فان حدث بعثمان حدث فالى من فاتيته فسألته فقال ان حدث بعثمان حدث فتبا لكم الدهر تبا هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه واما ان ابا بكر صديق وسائرهم شهداء فقد اخرج البخاري عن يحيى عن سعيد عن قتادة ان انس بن مالك حدثهم ان النبي صلى الله عليه وسلم صعد احدا وابو بكر وعمر وعثمان فرجف بهم فقال اثبت احد فانما عليك نبي وصديق وشهيدان واما افضلية الشيخين

فقد اخرج الترمذی من حدیث محمد بن کثیر عن الاوزاعی عن قتادة عن انس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لابی بکر و عمر هذان سیدا کهول اهل الجنة من الاولین والآخرین الا النبیین والمرسلین لا تخبرهما یا علی واما الثناء علیهم مع غیرهم فقد اخرج احمد والترمذی عن معمر عن قتادة عن انس بن مالک قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ارحم امتی بامتی ابوبکر واشدهم فی امر الله عمر واصدقهم حیاء عثمان بن عفان واعلمهم بالحلال والحرام معاذ بن جبل وافرضهم زید بن ثابت واقرأهم ابی بن کعب ولکل امة امین وامین هذه الامة ابو عبیدة بن الجراح قال الترمذی وقد رواه ابو قلابة عن انس عن النبی صلی الله علیه وسلم نحوه واما حدیث الامامة فی الیوم الذی مات فیه رسول الله صلی الله علیه وسلم بحضرة من رسول الله صلی الله علیه وسلم فقد اخرج البخاری عن ابن شهاب قال حدثنی انس بن مالک ان المسلمین بینما هم فی صلوة الفجر من یوم الاثنین وابوبکر یصلی بهم لم یفجأهم الا رسول الله صلی الله علیه وسلم قد کشف ستر حجرة عائشة ینظر الیهم وهم صفوف فی الصلوة ثم تبسم یضحک فنکص ابوبکر علی عقبیه لیصل الصف وظن ان رسول الله صلی الله علیه وسلم یرید ان یخرج الی الصلوة فقال انس وهم المسلمون ان یفتتنوا فی صلوتهم فرحا برسول الله صلی الله علیه وسلم فاشار الیهم بیده رسول الله صلی الله علیه وسلم ان اتموا صلوتکم ثم دخل الحجرة وارخی الستر واما منزلة الشیخین عنده صلی الله علیه وسلم فقد اخرج الترمذی عن الحکم بن عطیة عن ثابت عن انس ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یخرج علی اصحابه من المهاجرین والانصار وهم جلوس فیهم ابوبکر وعمر فلا یرفع الیه احد منهم بصره الا ابوبکر وعمر فانهما کانا ینظران الیه وینظر الیهما ویتبسمان الیه ویتبسم الیهما واما مناقب ابی بکر الصدیق فقد اخرج ابن ماجة من طریق معتمر بن سلیمان عن حمید

ترمذی نے بروایت محمد بن کثیر اوزاعی سے اُنھون نے قتادہ سے اُنھون نے حضرت انس سے نقل کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے (حضرت علی سے مخاطب ہو کر) ابوبکر و عمر کی شان مین فرمایا کہ یہ دونون سوا انبیا و مرسلین کے تمام پیران اہل جنت کے سردار ہین کیا اگلے اور کیا پچھلے ای علی تم ان دونون کو اسکی خبر نہ کرنا [رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا خلفا کی مع چند صحابہ کے تعریف کرنا] امام احمد و ترمذی نے معمر سے اُنھون نے قتادہ سے اُنھون نے حضرت انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت مین سب سے زیادہ مہربان میری امت پر ابوبکر ہین اور سب سے زیادہ سخت خدا کے کام مین عمر ہین اور سب سے زیادہ کامل حیا مین عثمان بن عفان ہین اور سب سے زیادہ واقف حلال و حرام سے مُعاذ بن جبل ہین اور سب سے زیادہ علم فرائض کے جاننے والے زید بن ثابت ہین اور سب سے زیادہ علم قراءت کے ماہر ابی بن کعب ہین اور ہر امت کے لیے ایک امین ہوتا ہے اس امت کے امین ابو عبیدہ بن جراح ہین۔ ترمذی نے کہا ہے کہ اس حدیث کو ابو قلابہ نے بھی حضرت انس سے اُنھون نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اسی کے مثل روایت کیا ہے [رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے جس روز کہ آپ کی وفات ہوئی امامت نماز کا واقعہ] بخاری نے ابن شہاب سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے مجھسے حضرت انس بن مالک نے بیان کیا کہ اس حال مین کہ دوشنبہ کے دن مسلمان نماز فجر مین تھے اور ابوبکر انکو نماز پڑھا رہے تھے یکایک رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کے حجرہ کا پردہ اُٹھایا اور مسلمانون کو دیکھا کہ وہ صف باندھے ہوئے نماز مین کھڑے ہین یہ دیکھکر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مُسکرائے ابوبکر نے چاہا کہ پیچھے ہٹکر صف سے ملجائین انکو خیال ہوا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے تشریف لانا چاہتے ہین حضرت انس کہتے ہین کہ مسلمان رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھکر اسقدر خوش ہوئے کہ نماز توڑ دینا چاہتے تھے مگر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے انھین اشارہ کیا کہ تم لوگ اپنی نمازین پوری کرو بعد اسکے آپ حجرہ کے اندر تشریف لے گئے اور پردہ ڈالدیا [شیخین کا تقرب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس] ترمذی نے حکم بن عطیہ سے اُنھون نے ثابت سے اُنھون نے حضرت انس سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب اپنے اصحاب یعنی مہاجرین و انصار کے پاس تشریف لاتے اور انمین ابوبکر و عمر بھی ہوتے تو (یہ کیفیت ہوتی) کہ کوئی شخص (ہیبت سے) آپکی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھتا تھا سوا ابوبکر و عمر کے کہ یہ دونون آپکی طرف دیکھتے تھے اور آپ انکی طرف دیکھتے تھے وہ آپ کو دیکھکر مسکراتے تھے اور آپ انکو دیکھکر مسکراتے تھے۔ [ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مناقب] ابن ماجہ نے بروایت معتمر بن سلیمان حمید سے

انھون نے حضرت انس سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے کسی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ سب سے زیادہ آپکو کس سے محبت ہی آپ نے فرمایا عائشہ سے پھر عرض کیا گیا کہ مردون مین فرمائیے فرمایا کہ انکے والد سے

[۱۱] اور امام احمد نے بروایت جعفر بن سلیمان ضبعی ثابت سے انھون نے حضرت انس سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے (ایک روز بیان) فرمایا کہ جنت مین ایک (قسم کا) پرند ہی (قد قامت مین) مثل دنبتی کے وہ جنت کے درختون مین چرا کرتا ہی حضرت ابوبکر نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ پرند نہایت نفیس ہوگا حضرت نے فرمایا اسکے کھانے والے اس سے زیادہ نفیس ہونگے تین مرتبہ (آپنے اسکو فرمایا) اور بیشک مین امید رکھتا ہون کہ ای ابوبکر تم بھی ان لوگون مین ہو جو اس پرند کا گوشت کھائینگے [حضرت عمر بن خطاب کے مناقب]

[۱۲] ترمذی نے بروایت اسماعیل بن جعفر حمید سے انھون نے حضرت انس سے روایت کی ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین جنت مین داخل ہوا تو مینے دیکھا کہ سونے کا ایک محل ہی مینے پوچھا کہ یہ محل کسکا ہی فرشتون نے کہا قریش کے ایک شخص کا ہی مینے سمجھا کہ شاید وہ مین ہی ہون لہذا مینے پوچھا کہ قریش کے کس شخص کا ہی فرشتون نے کہا عمر بن خطاب کا [حضرت انس کا محبت شیخین کو جناب الہی مین وسیلہ تقرب بنانا]

[۱۳] بخاری نے بروایت حماد ثابت سے انھون نے حضرت انس سے نقل کیا ہی کہ ایک شخص نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے قیامت کو پوچھا کہ کب ہوگی حضرت نے فرمایا کہ تمنے قیامت کے لیے کیا سامان کیا ہی اُسنے عرض کیا کہ کچھ نہین سوا اسکے کہ مین اللہ کو اور اُسکے رسول کو دوست رکھتا ہون آپنے فرمایا کہ تم جس سے محبت کرتے ہو (قیامت مین) اُسی کے ساتھ ہوگے حضرت انس نے (یہ حدیث بیان کرکے) کہا کہ ایسی خوشی ہم لوگونکو کبھی نہین ہوئی جیسی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے ہوئی کہ تم اسی شخص کے ساتھ ہوگے جس سے محبت رکھتے ہو کیونکہ مین نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اور ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہما) سے محبت رکھتا ہون اور چونکہ مین انسے محبت رکھتا ہون اسلیے امید رکھتا ہون کہ (قیامت مین) انھین کے ساتھ ہونگا گو مینے انکے ایسے کام نہین کیے۔

مسند ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ (۶) روایت

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا وہ خطبہ جو آپ نے اپنی وفات سے (پانچ دن) پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مناقب مین بیان فرمایا [بخاری نے بسر بن سعید سے انھون نے حضرت ابو سعید خدری سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے (قبل از وفات) خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ اللہ بزرگ برتر نے (اپنے) ایک بندہ کو دنیا اور آخرت مین اختیار دیا کہ چاہے وہ دنیا مین

عن انس قال قيل يا رسول الله اي الناس احبُّ اليك قال عائشة قيل من الرجال قال ابوها واخرج احمد من حديث جعفر بن سليمان الضبعي عن ثابت عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان طَيْرَ الجنة كامثال البخت ترعى في شجر الجنة فقال ابوبكر يا رسول الله ان هذا الطير ناعمة قال أكلتها انعم منها ثلثا واني لارجوان تكون ممن يأكل منها يا ابابكر واما مناقب عمر بن الخطاب فقد اخرج الترمذي من حديث اسمعيل بن جعفر عن حُميد عن انس انَّ النبي صلى الله عليه وسلم قال دخلت الجنة فاذا انا بقصر من ذهب فقلت لمن هذا القصر قالوا لِشَابٍّ من قريش فظننت اني انا هو فقلت ومن هو فقالوا عمر بن الخطاب واما تقرب انس من الله تعالى بحب الشيخين فقد اخرج البخاري من حديث حماد عن ثابت عن انس ان رجلا سال النبي صلى الله عليه وسلم عن الساعة فقال متى الساعة قال وماذا اعددت لها قال لا شئ الا اني احبُّ الله ورسوله قال انت مع من احببت قال انس فما فرحنا بشئ فرحنا بقول النبي صلى الله عليه وسلم انت مع من احببت قال انس فانا احبُّ النبي صلى الله عليه وسلم وابابكر وعمر وارجوان اكون معهم بحبي اياهم وان لم اعمل بمثل اعمالهم

ومن مُسند ابي سعيد الخدري رضي الله عنه

اما الخطبة التي خطبها النبي صلى الله عليه وسلم في مناقب ابي بكر رضي الله عنه قبل موته فقد اخرج البخاري عن بسر بن سعيد عن ابي سعيد الخدري قال خطب رسول الله صلى الله عليه وسلم الناس وقال ان الله تبارك وتعالى خَيَّرَ عبدًا بين الدنيا وبين ما عنده

فاختار ذلك العبد ما عند الله قال فبكى ابو بكر رضي الله عنه فعجبنا لبكائه ان يخبر رسول الله صلى الله عليه وسلم عن عبد خُيّر
فكان رسول الله صلى الله عليه وسلم
هو المخيّر وكان ابو بكر رضي الله عنه
اعلمنا فقال رسول الله صلى الله عليه
وسلم ان من امنّ الناس علي في
صحبته وماله ابو بكر ولو كنت متخذا
خليلا لاتخذت ابا بكر ولكن اخوة الاسلام
ومودته لا يبقين في المسجد باب
الا سُدّ الا باب ابي بكر واخرج الترمذي
عن عُبيد بن حُنين عن ابي سعيد الخدري
ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
جلس على المنبر فقال ان عبدا
خيّره الله بين ان يؤتيه من زهرة
الدنيا ماشاء وبين ما عنده فاختار
ما عنده ثم ذكر نحوا مما تقدم واما
مناقب عمر بن الخطاب فقد اخرج
البخاري عن ابن شهاب عن ابي أمامة
بن سهل بن حنيف عن ابي سعيد
الخدري قال سمعت رسول الله
صلى الله عليه وسلم يقول بينا
انا نائم رأيت الناس عُرضوا
علي وعليهم قمص فمنها ما يبلغ
الثُدي ومنها ما يبلغ دون ذلك
وعُرض علي عمر وعليه قميص
يجره قالوا فما اوّلته يا رسول الله
قال الدين واما بشارة الشيخين
بالجنة والاشارة الى انهما من السابقين
المقربين فقد اخرج الترمذي
من طريق سالم بن ابي حفصة و
الاعمش وجماعة كلهم عن عطية
عن ابي سعيد قال قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم ان اهل الدرجات العلى ليراهم من تحتهم كما ترون النجم الطالع في افق السماء وان ابا بكر وعمر

رہے چاہے آخرت کی طرف انتقال کرے) اُس بندہ نے آخرت کو اختیار کر لیا یہ سنکر ابو بکر رضی اللہ عنہ رونے لگے ہم لوگون نے انکے رونے پر تعجب کیا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ایک بندہ کی کیفیت بیان فرما رہے ہین کہ اسکو اختیار دیا گیا (اسمین رونے کی کیا بات ہو) مگر (حضرت کی وفات ہونے کے بعد معلوم ہوا کہ) وہ بندہ جسکو اختیار دیا گیا تھا خود رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم تھے اور (یہ بات ظاہر ہو گئی کہ) ابو بکر رضی اللہ عنہ ہم سب سے زیادہ علم رکھتے تھے (اُس بندہ کی کیفیت بیان کرنے کے بعد) پھر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے زیادہ مجھپر احسان کرنیوالے اپنی رفاقت سے اور اپنے مال سے ابو بکر ہین اور اگر مین (خدا کے سوا) کسی کو اپنا) خلیل بناتا تو بیشک ابو بکر کو بناتا لیکن (انکے ساتھ) اخوت اسلام اور محبت اسلام (جو مجھے ہو وہی کافی ہو) دیکھو مسجد مین کسی کا دروازہ باقی نہ رکھا جائے سب بند کر دیئے جائین سوا ابو بکر کے دروازہ کے۔

اور ترمذی نے عبید بن حنین سے انھون نے حضرت ابو سعید خدری سے روایت کی ہو کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے منبر پر رونق افروز ہو کر فرمایا کہ اللہ تعالی نے ایک بندہ کو اختیار دیا کہ چاہے تو اسکو مال و متاع دنیا دیدے جسقدر وہ خواہش کرے اور چاہے تو اُسکو وہ نعمتین دیجائین جو اللہ کے یہان ہین اس بندہ نے اللہ کے یہان کی نعمتون کو اختیار کر لیا۔ اسکے بعد ترمذی نے مثل گذشتہ حدیث کے نقل کیا ہو {حضرت عمر بن خطاب کے مناقب} بخاری نے ابن شہاب سے انھون نے ابو اُمامہ ابن سہل بن حُنیف سے اُنھون نے حضرت ابو سعید خدری سے روایت کی ہو کہ وہ کہتے تھے مینے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ اس حال مین کہ مین سو رہا تھا۔ مینے دیکھا کہ لوگ میرے سامنے پیش کیے گئے اور وہ سب کرتہ پہنے ہوئے ہین کسی کا کرتہ سینہ تک ہی اور کسی کا اس سے نیچا اور عمر بن خطاب جو میرے سامنے لائے گئے تو مینے دیکھا کہ انکا کرتہ اسقدر نیچا ہو کہ وہ اپنے کرتہ کو کھینچے ہوئے لیے جا رہے ہین صحابہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپنے اسکی کیا تعبیر لی حضرت نے فرمایا (کرتہ سے مراد) دین (ہی) {شیخین کے جنتی ہونے کی بشارت اور انکے سابقین مقربین مین ہونیکی طرف اشارہ}

ترمذی نے بروایت سالم بن ابی حفصہ اور اعمش اور نیز بہت لوگون کے نقل کیا ہو یہ سب لوگ عطیہ سے وہ حضرت ابو سعید (خدری) سے روایت کرتے ہین کہ انھون نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (جنت مین) اوپر کے درجہ والون کو نیچے کے درجہ والے (ایسا روشن) دیکھینگے جیسے تم اس ستارہ کو (روشن) دیکھتے ہو جو آسمان کے کنارہ پر ہو اور بیشک ابو بکر و عمر بھی

منهم و انعما و اما انهما لمنتظر للصلوة وان امر الملة بيتم بهما فقد اخرج الترمذي من حديث ابي الحجاف عن عطية عن ابي سعيد الخدري قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من نبي الا وله وزيران من اهل السماء ووزيران من اهل الارض فاما وزيراي من اهل السماء فجبرئيل وميكائيل واما وزيراي من اهل الارض فابوبكر وعمر واما الدليل على خلافتهم من جهة وقوع خلافتهم في مرتبة امراء الخير فقد اخرج احمد من حديث عبد الله التيمي عن ابي سعيد ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يكون عليكم امراء تطمئن اليهم القلوب وتلين لهم الجلود ثم يكون عليكم امراء تشمئز منهم القلوب وتقشعر منه الجلود فقال رجل افلا نقاتلهم يا رسول الله قال لا ما اقاموا الصلوة

ومن مسند جابر بن عبد الله رضي الله عنه

اما ان الخلافة لقريش فقد اخرج احمد من حديث ابن جريج عن ابي الزبير عن جابر ان النبي صلى الله عليه وسلم قال الناس تبع لقريش في الخير والشر واما الدليل على خلافة الخلفاء فقد اخرج احمد و الحاكم من حديث الزبيدي عن ابن شهاب عن عمرو بن ابان بن عثمان عن جابر بن عبد الله انه كان يحدث ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اُرِيَ الليلة رجل صالح ان ابا بكر رضي الله عنه نيط برسول الله صلى الله عليه وسلم ونيط عمر بابي بكر ونيط عثمان بعمر قال جابر فلما قمنا من عند النبي صلى الله عليه وسلم قلنا اما الرجل الصالح فرسول الله صلى الله عليه وسلم واما ما ذكر رسول الله صلى الله عليه وسلم من نوط بعضهم ببعض فهم ولاة هذا الامر الذي بعث به نبيه صلى الله عليه وسلم واما بشارتهم بالجنة فقد اخرج احمد من حديث عبد الله بن محمد بن عقيل بن ابي طالب عن جابر

انھیں (اوپر کے درجہ والوں) میں سے ہیں اور (بلکہ انسے بھی) اچھے ہیں {شیخین کا ولیعہد ہونا اور دین کے کام کا انسے پورا ہونا} ترمذی نے بروایت ابوحجاف عطیہ سے انھوں نے حضرت ابوسعید خدری سے نقل کیا ہی کہ وہ کہتے تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی نبی ایسا نہیں ہوا جسکے دو وزیر آسمان والوں میں سے اور دو وزیر زمین والوں میں سے نہوں چنانچہ میرے دو وزیر آسمان والوں میں سے جبریل و میکائیل ہیں اور میرے دو وزیر زمین والوں میں سے ابوبکر و عمر ہیں۔ {خلفا کی خلافت پر یہ دلیل کہ انکی خلافت امراء خیر کے (موعودہ) زمانہ میں ہوئی} امام احمد نے بروایت عبداللہ تیمی حضرت ابوسعید (خدری) سے نقل کیا ہی کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ سے) فرمایا کہ (میرے بعد) تمپر وہ لوگ حاکم ہونگے جنپر دلوں کو اطمینان ہوگا اور (لوگوں کے) جسم انکے سامنے جھکیں گے بعد اسکے تمپر ایسے لوگ حاکم ہونگے جنسے دل متنفر ہونگے اور جن (کے نام) سے جسم پر رونگٹے کھڑے ہونگے ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا ہم ایسے (بُرے) حاکموں سے قتال نہ کریں حضرت نے فرمایا نہیں جبتک کہ وہ نماز پڑھتے ہیں۔

مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ (۸- روایت)

{خلافت کا خاص قریش کے لیے (مخصوص) ہونا} (امام) احمدؒ نے بروایت ابن جریج ابوالزبیر سے انھوں نے حضرت جابرؓ سے نقل کیا ہی کہ وہ کہتے تھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگ خیر و شر (دونوں) میں قریش کے تابع ہیں۔ {خلفاء راشدین کے خلافت کی دلیل} (امام) احمد اور حاکم نے بروایت زبیدی ابن شہاب (زہری) سے انھوں نے عمرو بن میمون سے انھوں نے جابر بن عبداللہ سے نقل کیا ہی کہ وہ بیان کرتے تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آج کی شب ایک نیک مرد کو خواب میں دکھایا گیا ہی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (کے دامن) سے لٹکائے گئے اور عمر ابوبکر (کے دامن) سے لٹکائے گئے اور عثمان عمر (کے دامن) سے لٹکائے گئے حضرت جابر کہتے ہیں کہ جب ہم رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے اُٹھے تو ہمنے کہا کہ نیک مرد تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کا دوسرے (کے دامن) سے لٹکایا جانا ذکر فرمایا تو اس سے ثابت ہوتا ہی کہ جس کام (یعنی دین) کے ساتھ نبی صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے ہیں یہ لوگ (آپکے بعد) اس کام کے والی (اور حاکم) ہونگے {خلفاء راشدین کے لیے جنتی ہونیکی بشارت} (امام) احمد بروایت عبداللہ بن محمد بن عقیل بن ابی طالب حضرت جابرؓ سے نقل کرتے ہیں

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يطلع عليكم من تحت هذا الصور رجل من اهل الجنة قال فطلع ابو بكر رضي الله عنه فهنأناه بما قال رسول الله

وہ کہتے تھے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھجوروں کے اس جھنڈ کے نیچے سے (ابھی) ایک جنتی مرد تمھارے پاس آتا ہو حضرت جابر کہتے ہین کہ (آپکے فرمانے کے بعد) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے ہمنے اُنکو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمانے (کے بموجب جنت) کی بشارت دی پھر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کچھ توقف کے بعد فرمایا کہ کھجوروں کے اس جھنڈ کے نیچے سے ایک جنتی مرد تمھارے پاس آتا ہو (اتنے مین) حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے حضرت جابر کہتے ہین ہمنے انکو (بھی جو آنحضرت نے فرمایا تھا) اُسکی بشارت دی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھجوروں کے اس جھنڈ کے نیچے سے ایک جنتی مرد تمھارے پاس آتا ہو حضرت جابر کہتے ہین کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اُسکی بشارت انکو (بھی) دی - پھر فرمایا کہ کھجوروں کے اس جھنڈ کے نیچے سے ایک جنتی مرد تمھارے پاس آتا ہو پھر آپ نے تین مرتبہ یہ دعا مانگی یا اللہ اگر تو چاہے تو آنے والے علی ہون - حضرت جابر کہتے ہین پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے [حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مناقب] حاکم نے محمد بن منکدر سے اُنھون سے حضرت جابر سے روایت کی ہو وہ کہتے تھے کہ ہم ایک مرتبہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین تھے کہ آپکے پاس قبیلہ عبدالقیس کے وفد آئے اُنمین سے بعضون نے کچھ گفتگو کی اور عمدہ تقریر کی پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا ای ابوبکر جو کچھ انھون نے کہا تمنے سنا حضرت ابوبکر نے جواب دیا کہ ہان ای رسول اللہ مینے (سب سنا) سمجھ لیا پھر آپ نے فرمایا تو تم انکو (انکی بات کا) جواب دو - حضرت جابر کہتے ہین کہ پھر حضرت ابوبکر نے وفد عبدالقیس کی بات کا جواب دیا اور اچھا جواب دیا - (انکا جواب سنکر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم خوش ہوے) پھر فرمایا ای ابوبکر اللہ نے تمھین رضوان اکبر عطا فرمائی کسی شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ رضوان اکبر کیا چیز ہو - آپنے فرمایا کہ قیامت مین اللہ تعالیٰ اپنے بندون کے لیے عام تجلی فرمائیگا اور ابوبکر کے لیے خاص تجلی فرمائیگا - [حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے مناقب] (امام) بخاری بروایت عبدالعزیز بن ماجشون محمد بن منکدر سے وہ حضرت جابر سے نقل کرتے ہین کہ وہ کہتے تھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مینے (خواب مین) دیکھا کہ مین جنت مین گیا تو مجھے وہان رمیصا زوجہ ابوطلحہ ملین پھر مینے کسی کے چلنے کی آواز سنی مین نے دریافت کیا کہ یہ کون ہو کسی نے جواب دیا یہ بلال ہین پھر مینے (جنت مین) ایک محل دیکھا جسکے صحن مین مجھے ایک جوان عورت نظر آئی مینے دریافت کیا کہ یہ محل کسکا ہو جواب ملا کہ عمر کا - پھر مینے اُس محل مین جانا چاہا

صلى الله عليه وسلم ثم لبث هنيئة ثم قال يطلع عليكم من تحت هذا الصور رجل من اهل الجنة قال فطلع عمر رضي الله عنه قال فهنأناه بما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال يطلع عليكم من تحت هذا الصور رجل من اهل الجنة قال فطلع عثمان رضي الله عنه قال فهنأناه بما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال يطلع عليكم من تحت هذا الصور رجل من اهل الجنة اللهم ان شئت جعلته عليا ثلث مرات قال فطلع علي رضي الله عنه

واما مناقب ابي بكر الصديق رضي الله عنه فقد اخرج الحاكم عن محمد بن المنكدر عن جابر قال كنا عند النبي صلى الله عليه وسلم اذا جاءه وفد عبد القيس فتكلم بعضهم بكلام اجاد في الكلام فالتفت النبي صلى الله عليه وسلم الى ابي بكر وقال يا ابا بكر سمعت ما قالوا قال نعم يا رسول الله وفهمته قال فاجبهم قال فاجابهم ابو بكر بجواب واجاد الجواب فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا ابا بكر اعطاك الله الرضوان الاكبر فقال بعض القوم وما الرضوان الاكبر يا رسول الله قال يتجلى الله لعباده في الآخرة عامة ويتجلى لابي بكر خاصة

واما مناقب عمر بن الخطاب رضي الله عنه فقد اخرج البخاري من حديث عبد العزيز بن الماجشون عن محمد بن المنكدر عن جابر قال قال النبي صلى الله عليه وسلم رأيتني دخلت الجنة فاذا انا بالرميصاء امرأة ابي طلحة وسمعت خشفة فقلت من هذا فقال بلال ورأيت قصرا بفنائه جارية فقلت لمن هذا فقال لعمر فاردت ان ادخله

فانظر الیه فذکرت غیرتك فقال عمر رضی الله عنه بابی وامی یا رسول الله اعلیك اغار وأما مناقب عثمان فقد اخرج

الحاکم عن جابر بن عبد الله قال
بینما نحن فی بیت فی نفر من المهاجرین
منهم ابو بکر و عمر و عثمان و علی و طلحة
والزبیر و عبد الرحمن بن عوف و
سعد بن ابی وقاص وقال رسول الله
صلی الله علیه وسلم لینهض کل
رجل منکم الی کفوه فنهض النبی
صلی الله علیه وسلم الی عثمان
فاعتنقه وقال انت ولیی فی الدنیا
والاخرة وأما بشارة اهل الحدیبیة
بالجنة فقد اخرج ابو داود من
حدیث اللیث عن ابی الزبیر عن جابر
عن النبی صلی الله علیه وسلم قال
لا یدخل النار احد ممن بایع تحت
الشجرة وقد اخرج احمد من حدیث
سفیان عن عمرو عن جابر قال کنا
یوم الحدیبیة الفا واربع مائة فقال
لنا رسول الله صلی الله علیه
وسلم انتم الیوم خیر اهل الارض

مسانید المهاجرین من اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم

اولها

مسند عمار بن یاسر

أما فضل الشیخین وکونهما من السابقین
المقربین وان ابا بکر افضل من عمر فقد
اخرج ابو یعلی من طریق حماد بن
ابی سلیمان عن ابراهیم عن
علقمة عن عمار بن یاسر قال

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا عمار اتانی جبرئیل انفا فقلت یا جبرئیل حدثنی بفضائل عمر بن الخطاب
فی السماء فقال یا محمد لو حدثتك بفضائل عمر مثل ما لبث نوح فی قومه الف سنة الا خمسین عاما

تاکہ اُسکے اندر سیر کرون تو مینے (اے عمر) تمھاری غیرت کو یاد کیا (اور محل کے اندر نہ گیا) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے مان باپ آپ پر فدا ہون کیا مین آپ سے غیرت کرتا۔ {حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مناقب} حاکم نے حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہو وہ کہتے تھے کہ (ایک مرتبہ) ہم مہاجرین کی ایک جماعت کے ساتھ جنمین حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان اور حضرت علی اور حضرت طلحہ اور حضرت زبیر اور حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت سعد بن ابی وقاص (رضی اللہ عنہم) تھے ایک مکان مین بیٹھے تھے (اور اُس جگہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی رونق افروز تھے) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر شخص اپنے کفو کے پاس کھڑا ہو جاے (چنانچہ ہمنے ایسا ہی کیا) پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان کے پاس کھڑے ہو گئے اور اُنسے بغلگیر ہوئے اور فرمایا کہ (اے عثمان) تم دنیا و آخرت مین میرے ولی ہو۔

{اہل حدیبیہ کے لیے جنتی ہونے کی بشارت} ابوداود نے بروایت لیث ابو زبیر سے انھون نے حضرت جابر سے نقل کیا ہو کہ وہ کہتے تھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جن لوگون نے درخت کے نیچے (مجھسے) بیعت (رضوان) کی ہو اُنمین سے ایک بھی دوزخ مین نہ جائے گا اور (امام) احمد نے بروایت سفیان عمرو سے انھون نے حضرت جابر سے نقل کیا ہو کہ وہ کہتے تھے ہم حدیبیہ کے دن ایک ہزار چار سو اشخاص تھے ہم سب کے حق مین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج تم تمام روئے زمین کے لوگون سے بہتر ہو۔

مسانید مہاجرین صحابہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم

مسند عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ (۲۔ روایت)

{شیخین کا (سب سے) افضل اور سابقین مقربین سے ہونا اور حضرت ابو بکر کا حضرت عمر سے افضل ہونا} ابو یعلی نے بروایت حماد بن ابی سلیمان ابراہیم (نخعی) سے انھون نے علقمہ سے انھون نے حضرت عمار بن یاسر سے نقل کیا ہو کہ وہ کہتے تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمار ابھی میرے پاس جبرئیل (علیہ السلام) آئے تھے مینے اُنسے کہا کہ اے جبرئیل عمر بن خطاب کے وہ فضائل جو آسمان مین (فرشتون کے درمیان مشہور ہین) بیان کرو۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اگر مین آپ سے عمر کے فضائل اُس مدت تک کہ حضرت نوح علیہ السلام اپنی امت مین رہے یعنی ساڑھے نو سو برس تک

فمنهت فضائل عمر وان عمر لحسنة من حسنات ابي بكر واما سوابق ابي بكر الصديق رضي الله عنه فقد اخرج البخاري عن همام
قال سمعت عمارا يقول رأيت
رسول الله صلى الله عليه وسلم
وما معه الا خمسة اعبد وامرأتان وابو بكر

ومن مسند حذيفة ابن اليمان رض

اما ما يدل على خلافتهم من معاملته
منتظرا لامارة فقد اخرج الحاكم
من حديث عبد الملك بن
عمير عن ربعي بن حراش عن
حذيفة بن اليمان قال سمعت
رسول الله صلى الله عليه وسلم
يقول لقد هممت ان ابعث الى الآفاق
رجالا يعلمون الناس السنن
والفرائض كما بعث عيسى بن مريم
الحواريين قيل له فاين انت عن
ابي بكر وعمر قال انه لا غنى لي عنهما
انهما من الدين كالسمع والبصر
واما ان قولهما حجة وانه يجب
الاقتداء بهما فقد اخرج الحاكم
من حديث مسعر بن كدام
عن عبد الملك بن عمير عن ربعي
بن حراش عن حذيفة قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم
اقتدوا بالذين من بعدي ابي بكر
وعمر واهتدوا بهدي عمار و
اذا حدثكم ابن ام عبد فصدقوه
وفي رواية الترمذي من حديث
سفيان عن عبد الملك بن عمير عن
مولى لربعي عن ربعي بن حراش عن
حذيفة قال كنا جلوسا عند النبي صلى الله عليه وسلم فقال اني لا ادري ما قدر بقائي فيكم فاقتدوا باللذين من بعدي واشار الى ابي بكر وعمر واهتدوا
بهدي عمار وما حدثكم ابن مسعود فصدقوه واما الدلالة على خلافة عمر وانه غلق الفتنة فقد اخرج البخاري عن حذيفة الاعمش قال حدثنا شقيق قال سمعت حذيفة

بیان کرتا، ہون پھر بھی انکے فضائل نہ ختم ہونگے باوجود اسکے حضرت ابوبکر کا وہ مرتبہ ہو کہ حضرت عمر حضرت ابوبکر کی نیکیون مین سے ایک نیکی ہین۔ {حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوابق اسلامیہ} (امام) بخاری نے ہمام سے روایت کی ہو وہ کہتے تھے مین نے حضرت عمار سے سُنا وہ کہتے تھے کہ مین نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو اُسوقت دیکھا ہو کہ آپ کے ساتھ پانچ غلام اور دو عورتین اور حضرت ابوبکر تھے۔

مسند حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ (۹) روایت

{خلفاء (راشدین) کی خلافت کی دلیل ان کے ساتھ ولیعہدی کے برتاؤ سے} حاکم نے بروایت عبد الملک بن عمیر نقل کیا ہو وہ ربعی بن حراش سے وہ حضرت حذیفہ بن یمان سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ مینے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ مینے ارادہ کیا کہ اطراف ممالک مین چند اشخاص بھیجدون جو لوگونکو (دین کے) فرائض اور سنتین سکھلائین جسطرح حضرت عیسی بن مریم (علیہ السلام) نے (اپنے) حواری بھیجے تھے (اور وہ انکے دین کی اشاعت کرتے تھے) کسی نے کہا کہ آپ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو (اس کام کے لیے) کیون نہین بھیجدیتے۔ آپ نے فرمایا کہ انسے تو (ہر وقت) مجھے کام رہتا ہو اور بیشک وہ دونون دین (اسلام) کے لیے مثل کان اور آنکھ کے ہین (پھر وہ کسطرح مجھسے جُدا ہو سکتے ہین) {شیخین کے قول کا حجت ہونا اور انکی پیروی کا واجب ہونا} حاکم نے بروایت مسعر بن کدام عبد الملک بن عمیر سے انھون نے ربعی بن حراش سے انھون نے حضرت حذیفہ سے نقل کیا ہو وہ کہتے تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان دونون کی اقتدا کرو جو میرے بعد (خلیفہ) ہونگے یعنی ابوبکر اور عمر کی اور عمار کی سیرت اختیار کرو اور جب تمسے ابن ام عبد یعنے حضرت ابن مسعود کوئی بات بیان کرین تو اُسکی تصدیق کرو۔ اور ترمذی کی روایت مین ہو جسے سفیان نے عبد الملک بن عمیر سے انھون نے ربعی کے مولی سے انھون نے ربعی بن حراش سے انھون نے حذیفہ سے روایت کیا ہو وہ کہتے تھے ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین بیٹھے ہوئے تھے آپ نے فرمایا کہ مین نہین جانتا کہ مین کبتک تمہارے پاس ہون لہذا تم (میرے بعد) ان دونون کی اقتدا کرنا جو میرے بعد (میرے جانشین) ہونگے اور آپ نے حضرت ابوبکر اور عمر کی جانب اشارہ فرمایا اور (یہ بھی فرمایا کہ) عمار کی سیرت اختیار کرنا اور جو کچھ تمسے ابن مسعود کہین اُسے سچ جاننا۔ {حضرت عمر کے خلافت کی دلیل دریہ کہ وہ (باب) فتنہ کے قفل تھے} (امام) بخاری نے بروایت اعمش نقل کیا ہو وہ کہتے تھے ہمسے شقیق نے بیان کیا وہ کہتے تھے مینے حضرت حذیفہ سے سُنا وہ

يقول بينا نحن جلوس عند عمر اذ قال ايكم يحفظ قول النبي صلى الله عليه وسلم في الفتنة قال قلت فتنة الرجل في اهله وماله وولده وجاره يكفرها الصلوة والصدقة والامر بالمعروف والنهي عن المنكر قال ليس عن هذا اسألك ولكن التي تموج كموج البحر قال ليس عليك منها بأس يا امير المؤمنين ان بينك وبينها بابا مغلقا قال عمر أيكسر الباب ام يفتح قال لا بل يكسر قال عمر اذا لا يغلق ابدا قلت اجل قلنا لحذيفة اكان عمر يعلم الباب قال نعم كما اعلم ان دون غد الليلة وذلك انى حدثته حديثا ليس بالاغاليط فهبنا ان نسأله عن الباب فامرنا مسروقا فسأله فقال من الباب قال عمر واخرج الحاكم من حديث سفيان عن منصور عن ربعي عن حذيفة قال كان الاسلام في زمان عمر كالرجل المقبل لا يزداد الا قربا فلما قتل عمر كان كالرجل المدبر لا يزداد الا بعدا واما الدلالة على خلافة عثمان رضى الله عنه وانه اذا قتل لا يستقيم امر الخلافة ابدا فقد اخرج الترمذي عن عبد الله بن عبد الرحمن الانصاري الاشهلي عن حذيفة بن اليمان ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال والذي نفسي بيده لا تقوم الساعة حتى تقتلوا امامكم وتجتلدوا باسيافكم ويرث دنياكم شراركم اما قوله في الخارجين على عثمان فقد اخرج الحاكم عن ربعي بن حراش قال انطلقت الى حذيفة بالمدائن ليالي سار الناس الى عثمان فقال يا ربعي ما فعل قومك قلت عن اي حال تسأل قال

کہتے تھے کہ ہم حضرت عمر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اُنھون نے فرمایا کہ تم مین سے کسکو فتنہ کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یاد ہی حضرت حذیفہ کہتے ہین کہ مینے کہا انسان کا فتنہ اُسکے اہل اور مال اور اولاد اور اُسکے ہمسایہ کے متعلق ان سب کا کفارہ تو نماز اور صدقہ اور امر معروف اور نہی منکر سے ہو جاتا ہی۔ حضرت عمر نے فرمایا مین تمسے یہ فتنہ نہین پوچھتا بلکہ وہ فتنہ کہ جو دریا کی طرح موج زن ہوگا حضرت حذیفہ کہتے ہین مینے کہا کہ اے امیر المومنین آپکو اُس فتنہ سے کچھ خوف نہ کرنا چاہیے کیونکہ آپکے اور اُس فتنہ کے درمیان ایک بند دروازہ (حائل) ہی۔ حضرت عمر نے پوچھا کہ وہ دروازہ توڑا جائیگا یا کھولا جائیگا حضرت حذیفہ نے جواب دیا (کھولا نہین) بلکہ وہ توڑا جائیگا۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ (ٹوٹکر) کبھی بند نہوگا (حضرت حذیفہ کا بیان ہی کہ) مینے کہا ہان (بیشک ایسا ہی ہوگا شقیق کہتے ہین کہ) ہمنے حضرت حذیفہ سے پوچھا کہ کیا حضرت عمر جانتے تھے کہ دروازہ کون ہی اُنھون نے جواب دیا ہان (خوب جانتے تھے) جیسا کہ مین جانتا ہون کہ کل (دن) کے بعد رات ضرور (ہونی) ہی اور یہ مین اسلیے کہتا ہون کہ مینے اُنسے کوئی پیچیدہ بات نہین کہی تھی (بلکہ صاف صاف حدیث بیان کی تھی) پھر ہماری جرأت نہوئی کہ حضرت حذیفہ سے دریافت کرین کہ دروازہ (سے) کیا (مراد) ہی لہذا ہمنے مسروق سے کہا کہ وہ اُنسے دریافت کرین چنانچہ اُنھون نے حضرت حذیفہ سے پوچھا کہ دروازہ کون تھا اُنھون نے جواب دیا حضرت عمر (ہی دروازہ تھے) اور حاکم نے بروایت سفیان منصور سے وہ ربعی سے وہ حضرت حذیفہ سے روایت کی ہین کہ وہ کہتے تھے حضرت عمر کے زمانہ مین اسلام مثل ایک ایسے شخص کے تھا جو سامنے سے آرہا ہو کہ ہر ساعت اُس کا قرب بڑھتا جاتا ہی پھر جب حضرت عمر نے شہادت پائی تو اسلام مثل اس شخص کے ہوگیا جو (ہماری طرف سے) پیٹھ کر کے چل دیا ہو کہ وہ (ہمسے) دور ہی ہوتا جاتا ہی {حضرت عثمان کی خلافت کی دلیل اور یہ کہ جب وہ شہید ہو جائینگے تو پھر امر خلافت کبھی مستقیم نہوگا} ترمذی نے عبد اللہ بن عبد الرحمن انصاری اشہلی سے روایت کی ہی وہ حضرت حذیفہ بن یمان سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم اُس ذات کی جسکے ہاتھ مین میری جان ہی کہ قیامت قائم نہوگی جبتک تم لوگ اپنے امام کو نہ قتل کروگے اور باہم شمشیر زنی نہ کروگے اور تمھارے بُرے لوگ تمھاری دنیا کے وارث ہو جائینگے۔ {حضرت حذیفہ کا قول حضرت عثمان سے بغاوت کرنے والونکے حق مین} حاکم نے ربعی بن حراش سے روایت کی ہی ربعی کہتے ہین کہ جس زمانہ مین لوگون نے حضرت عثمان پر خروج کیا تھا مین مدائن مین حضرت حذیفہ کے پاس گیا اُنھون نے مجھسے دریافت کیا کہ او ربعی تمھاری قوم کے لوگون نے کیا کیا۔ مینے کہا آپ اُنکے کس حال کے متعلق مجھسے دریافت کرتے ہین حضرت حذیفہ نے کہا تم

مین سے اس شخص (یعنی حضرت عثمان) پر کس کس شخص نے خروج کیا ہو- پھر مینے اُن لوگون کے نام لیے جو بغاوت پر نکلے تھے تو حضرت حذیفہ نے کہا مینے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہو کہ آپ فرماتے تھے جو شخص جماعت سے جُدا ہوا اور اسنے امارت (اسلام) کو ذلیل کیا وہ (قیامت مین) اللہ سے اس حال مین ملیگا کہ اُسکے پاس اُسکے (بچاؤکے) لیے کوئی حجت نہوگی- {اس امر کی دلیل کہ حضرت علی مستحق خلافت تھے مگر اُسکپر متفق نہوگی اسی لیے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے انھین خلیفہ نہین کیا} حاکم نے بروایت شریک بن عبداللہ عثمان بن عُمیر سے اُنھون نے شقیق بن سلمہ سے اُنھون نے حضرت حذیفہ سے نقل کیا ہو کہ وہ کہتے تھے صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ اگر آپ کسی کو ہمپر اپنا جانشین بنا جاتے (تو اچھا تھا) آپنے فرمایا اگر مین کسی کو تمپر خلیفہ بنادون پھر تم اُسکی نافرمانی کرو تو تمپر عذاب (الٰہی) نازل ہوگا صحابہ نے عرض کیا- کہ اگر آپ حضرت علی کو اپنا خلیفہ کرجائین (تو بہت مناسب ہو) آپنے فرمایا کہ تم (ایسا) نہ کروگے اور اگر (ایسا) کروتو تم اُنکو ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ پاؤگے وہ تمکو راہ ہدایت پر چلائینگے- {خلفاء (راشدین) کی خلافت کی دلیل اُس ترتیب سے جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے دولت ملت اسلامیہ کے لیے بیان فرمائی} (امام) احمد نے نعمان ابن بشیر کے مسند مین بروایت حبیب بن سالم نقل کیا ہو وہ نعمان بن بشیر سے، وہ حضرت حذیفہ سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبتک خدا چاہیگا تم مین نبوت رہیگی پھر اُسے اللہ تعالے اُٹھالیگا بعد اسکے خلافت برمنہاج نبوت ہوگی اور جبتک خدا چاہے گا یہ خلافت رہیگی پھر اسے (بھی) خدا اُٹھالے گا پھر بادشاہی کاٹنے والی ہوگی اور جبتک خدا چاہیگا یہ بادشاہی رہیگی پھر اسے (بھی) خدا اُٹھالے گا پھر جابرانہ سلطنت ہوگی اور جبتک خدا چاہے گا رہیگی پھر اسے (بھی) خدا اُٹھالے گا پھر (اخیر زمانہ مین) خلافت برمنہاج نبوت ہوجائیگی- یہ فرماکر آپنے سکوت کیا-

مسند ابو ذر رضی اللہ عنہ (۲- روایت)

{خلافت (خلفاء) ثلثہ پر تعریض ظاہر} محب طبری نے بروایات متعددہ سُوید بن برید سلمی سے نقل کیا ہو سُوید کہتے ہین کہ مین مسجد (نبوی) مین داخل ہوا تو وہان حضرت ابو ذر کو تنہا بیٹھے ہوئے پایا مینے اس (تنہائی) کو غنیمت جانا (اور اُنکے پاس بیٹھکر اُنسے باتین کرنے لگا پھر اور لوگ بھی آگئے اُنہین سے) کسی شخص نے حضرت عثمان کا ذکر کیا (اسپر) حضرت ابو ذر نے فرمایا کہ مین تو حضرت عثمان کی شان مین ہمیشہ اچھی ہی بات کہتا ہون مین تو حضرت عثمان کی شان مین ہمیشہ اچھی ہی بات کہتا ہون مین تو حضرت عثمان کی شان مین اچھی ہی بات کہتا ہون جبکہ مینے

من خرج منهم العهد الا الرجل فسميت له رجالا ممن خرج فقال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من فارق الجماعة واستذل الامارة لقى الله لا حجة له عنده وآما الدلالة على ان عليا احق بالخلافة ولكن الامة لا تجتمع عليه فلذلك لم يستخلفه النبي صلى الله عليه وسلم فقد اخرج الحاكم من طريق شريك بن عبد الله عن عثمان بن عمير عن شقيق بن سلمة عن حذيفة قال قالوا يا رسول الله لو استخلفت علينا قال ان استخلف عليكم خليفة فتعصوه ينزل العذاب قالوا لو استخلفت علينا عليا قال انكم لا تفعلون وان تفعلوا تجدوه هاديا مهديا يسلك بكم الطريق المستقيم وآما الدلالة على خلافتهم من الترتيب الذى بيّنه النبي صلى الله عليه وسلم لدولة ملته فقد اخرج احمد فى مسند النعمان بن بشير من حديث حبيب بن سالم عن النعمان بن بشير عن حذيفة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تكون النبوة فيكم ماشاء الله ان تكون ثم يرفعها الله تعالى ثم تكون خلافة على منهاج النبوة ماشاء الله ان تكون ثم يرفعها الله تعالى ثم تكون ملكا عاضا فتكون ماشاء الله ان تكون ثم يرفعها الله ثم تكون ملكا جبرية فتكون ماشاء الله ان تكون ثم يرفعها الله تعالى ثم تكون خلافة على منهاج النبوة ثم سكت

ومن مسند ابى ذر رضى الله عنه

اما التعريض الظاهر على خلافة الثلثة فقد ذكر المحب الطبرى بروايات شتى عن سويد بن بريد السلمى قال دخلت المسجد فرأيت اباذر جالسا فيه وحده فاغتنمت ذلك فذكر بعض القوم عثمان فقال لا اقول لعثمان ابدا الا خيرا لا نقول لعثمان ابدا الا خيرا لا اقول لعثمان ابدا الا خيرا بعد شىء

رایتہ عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنت اتبع خلوات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتعلم منہ فخرج ذات یوم حتی انتہی الی موضع کذا وکذا فجلس فانتہیت الیہ فسلمت علیہ وجلست الیہ فقال یا ابا ذر ما جاء بک قلت اللہ ورسولہ اذ جاء ابو بکر فسلم وجلس عن یمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا ابا بکر ما جاء بک قال اللہ ورسولہ ثم جاء عمر فسلم وجلس عن یمین ابی بکر فقال یا عمر ما جاء بک قال اللہ ورسولہ ثم جاء عثمان فسلم وجلس عن یمین عمر فقال یا عثمان ما جاء بک قال اللہ ورسولہ قال فتناول النبی صلی اللہ علیہ وسلم سبع حصیات او تسع حصیات فوضعہن فی کفہ فسبحن حتی سمعت لہن حنینا کحنین النحل ثم وضعہن فخرسن فتناولہن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوضعہن فی ید ابی بکر فسبحن حتی سمعت لہن حنینا کحنین النحل ثم وضعہن فخرسن فتناولہن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوضعہن فی ید عمر فسبحن حتی سمعت لہن حنینا کحنین النحل ثم وضعہن فخرسن فتناولہن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوضعہن فی ید عثمان فسبحن حتی سمعت لہن حنینا کحنین النحل ثم وضعہن فخرسن

واما ان عمر محدث یقتدی بہ فیما امر وسن فقد اخرج الحاکم من حدیث ہشام بن الغاز عن ابن عجلان ومحمد بن اسحق عن مکحول عن غضیف بن الحارث عن ابی ذر قال مر فتی علی عمر فقال عمر نعم الفتی قال فتبعہ ابو ذر فقال یا فتی استغفر لی فقال

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے یہان ایک بات دیکھی (میرا دستور تھا) مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خلوتون (کے اوقات) کو تلاش کرتا رہتا تھا اور (ان اوقات خلوت مین) آپ سے علم (دین) سیکھا کرتا تھا چنانچہ ایکدن آپ (اپنے دولتخانہ سے) برآمد ہوئے (اور ایک جانب روانہ ہوئے) یہانتک کہ فلان فلان مقام پر پہونچے اور وہان بیٹھ گئے مین بھی (آپکے پیچھے پیچھے چلا جاتا تھا بالآخر) آپکی خدمت مین پہونچا اور سلام کرکے آپکے پاس بیٹھ گیا۔ آپنے فرمایا کہ ای ابوذر تم کو یہان کون لایا مینے عرض کیا) اللہ اور اسکا رسول۔ اتنے مین حضرت ابو بکر آئے اور سلام کرکے آپکے داہنی طرف بیٹھے۔ آپنے اُنسے بھی فرمایا کہ ای ابوبکر تمکو یہان کون لایا۔ اُنھون نے کہا کہ اللہ اور اسکا رسول پھر حضرت عمر آئے اور سلام کرکے حضرت ابوبکر کی داہنی طرف بیٹھ گئے آپ نے اُنسے (بھی) فرمایا کہ ای عمر تمھین یہان کون لایا اُنھون نے کہا کہ اللہ اور اسکا رسول۔ پھر حضرت عثمان آئے اور سلام کرکے حضرت عمر کی داہنی جانب بیٹھ گئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنسے (بھی) فرمایا کہ ای عثمان تمھین یہان کون لایا اُنھون نے کہا کہ اللہ اور اسکا رسول۔ پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سات یا نو سنگریزے اُٹھا لئے اور اُنھین اپنی مٹھی مین رکھ لیا وہ سنگریزے تسبیح پڑھنے لگے یہانتک کہ اُنکی (تسبیح کی) آواز شل شہد کی مکھی کی آواز کے مین نے سنی پھر آپنے وہ سنگریزے (زمین پر) رکھ دئیے سنگریزے خاموش ہوگئے پھر آپنے اُنھین اُٹھا کر حضرت ابوبکر کے ہاتھ مین رکھدیا وہ پھر تسبیح پڑھنے لگے اور مینے بدستور سابق اُنکی آواز سُنی پھر آپ نے اُن سنگریزون کو (حضرت ابوبکر کے ہاتھ سے) اُٹھا لیا اور زمین پر رکھ دیا سنگریزے پھر خاموش ہوگئے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنھین لیکر حضرت عمر کے ہاتھ مین رکھدیا وہ (یہان بھی) تسبیح پڑھنے لگے اور مینے بدستور سابق اُنکی آواز سُنی۔ پھر آپنے (وہ سنگریزے حضرت عمر کے ہاتھ سے) لے لیے (اور زمین پر رکھدیے) سنگریزے خاموش ہوگئے پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن (سنگریزون) کو (زمین سے) لیکر حضرت عثمان کے ہاتھ مین رکھا وہ پھر تسبیح پڑھنے لگے اور مینے بدستور سابق اُنکی آواز سُنی۔ پھر آپ نے وہ سنگریزے حضرت عثمان کے ہاتھ سے اُٹھا لیے سنگریزے خاموش ہوگئے۔

[حضرت] عمر محدث ہین وہ جو حکم کرین یا کوئی سنت (راہ طریقہ) نکالین اُسمین اُنکی اقتدا واجب ہی۔ حاکم نے بروایت ہشام بن غازی نقل کیا ہی وہ ابن عجلان اور محمد بن اسحاق سے وہ (دونون) مکحول سے وہ غضیف بن حارث سے وہ حضرت ابوذر سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ ایک جوان حضرت عمر کے پاس ہو کر گذرا تو حضرت عمر نے فرمایا اچھا جوان ہی راوی کہتے ہین کہ حضرت ابوذر اُس جوان کے پیچھے ہولئے اور اُس سے کہا کہ ای جوان تم میرے لیے (خدا سے) مغفرت کی دعا کرو۔ اُسنے جواب دیا

یا اباذر استغفر لک وانت صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال استغفر لی قال لا او تخبرنی فقال انک مررت علی عمر

فقال نعم الفتی وانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان اللہ جعل الحق علی لسان عمر وقلبہ

ومن مسند مقداد ابن الاسود

اسلموا عید اللہ تعالی الظاھرۃ علی ایدی الخلفاء فقد اخرج احمد من حدیث سلیم بن عامر قال سمعت المقداد بن الاسود یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یبقی علی ظھر الارض بیت مدر ولا وبر الا ادخلہ اللہ کلمۃ الاسلام بعز عزیز او ذل ذلیل اما یعزھم اللہ فیجعلھم من اھلہا او یذلھم فیدینون لہا

ومن مسند خبّاب ابن الارتّ

اسلموا عید اللہ عزوجل الظاھرۃ علی ایدی الخلفاء فقد اخرج ابو یعلی من حدیث اسمعیل عن قیس عن خباب قال شکونا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو متوسد بردۃ لہ فی ظل الکعبۃ فقلنا الا تستنصر لنا فجلس محمرا وجہہ فقال قد کان من قبلکم یوخذ الرجل فیحفر لہ فی الارض ثم یجاء بالمنشار فیجعل فوق راسہ ما یصرفہ عن دینہ او یمشط بامشاط الحدید ما دون لحمہ من عظم وعصب ما یصرفہ عن دینہ ولیتمن اللہ ھذا الامر حتی یسیر الراکب من صنعاء الی حضر موت

کہ اے ابوذر میں آپکے لیے دعاے مغفرت کروں حالانکہ آپ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں (مجھسے بدرجہا افضل ہیں) حضرت ابوذر نے (پھر) کہا کہ میرے لیے دعاے مغفرت کرو اُس جوان نے کہا کہ میں دعا نہ کرونگا یہانتک کہ آپ (اس اصرار کے سبب سے) مجھے آگاہ فرمائیں۔ حضرت ابوذر نے کہا کہ تم (ابھی) حضرت عمر کے پاس ہوکر گذرے تو حضرت عمر نے تمھارے حق میں فرمایا کہ کیا اچھا جوان ہے۔ اور میںنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ فرماتے تھے اللہ تعالی نے حق کو عمر کی زبان اور دل پر جاری کر دیا ہے (لہذا میں تمسے دعا کا طالب ہوا)

مسند مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ (ا۔ روایت)

{اللہ تعالی کے وعدے جو خلفاء (راشدین) کے ہاتھوں پر پورے ہوئے} (امام) احمد بروایت سُلیم بن عامر نقل کرتے ہیں وہ کہتے تھے کہ میںنے حضرت مقداد بن اسود سے سُنا وہ کہتے تھے میںنے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ روے زمین پر کوئی مٹی کا مکان اور کوئی اون کا خیمہ (بھی) ایسا نہ باقی رہیگا کہ اللہ تعالی کسی مستحق عزت کو عزت دیکر یا کسی مستحق ذلت کو ذلیل کرکے کلمۂ اسلام کو اُسمیں داخل کر دے عزت دینے کی صورت یہ ہے کہ اللہ انکو اہل اسلام میں سے کردے اور ذلیل کرنیکی صورت یہ ہے کہ وہ اسلام کے محکوم ہو جائیں (یعنی جزیہ دینے لگیں)

مسند خبّاب بن اَرتّ رضی اللہ عنہ (ا۔ روایت)

{اللہ عزوجل کے وعدے جو خلفاء (راشدین) کے ہاتھوں پر پورے ہوئے} ابو یعلی بروایت اسماعیل نقل کرتے ہیں وہ قیس سے وہ حضرت خبّاب سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ (ایک مرتبہ) ہمنے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے (کفار کی ایذا رسانی کی) شکایت کی آپ اُسوقت کعبہ کے سایہ میں اپنی چادر سے تکیہ لگائے لیٹے تھے ہمنے آپ سے عرض کیا کہ آپ ہماری نصرت کےلیے کیوں نہیں (حق تعالی سے) دعا فرماتے (آپ یہ سُنکر اُٹھ بیٹھے اور (فرط غضب سے) چہرہ (مبارک) سُرخ ہوگیا اور فرمایا کہ تمسے پہلے (اور امتوں میں) یہ حال تھا کہ مرد (مومن) پکڑ لیا جاتا تھا پھر اُسکے لیے زمین میں گڑھا کھودا جاتا (اور وہ اُسمیں نصف جسم تک گاڑ دیا جاتا) پھر اُسپر آرہ چلتا (مگر وہ اُف نہ کرتا) اور یہ (ظلم شدید) اُسے اُسکے دین سے منحرف نہ کرسکتا تھا یا کسی کے جسم میں (تیز دانتوں والا) لوہے کا کنگھا کرتے تھے جس سے اُسکا تمام پوست اور گوشت اُڑ جاتا اور کنگھے کے دندانے ہڈی اور پٹھے تک پہنچ جاتے (مگر وہ کچھ پروا نہ کرتا اور یہ تشدد بھی) اُسے اُسکے دین سے منحرف نہ کرسکتا تھا تو تمکو بھی لازم ہے کہ کفار کی ایذا رسانی پر صبر کرو (دیکھو ایک دن ہوگا) کہ بیشک اللہ تعالی اس دین کو پورا کر دیگا اور ہر جگہ اسلام ہی اسلام نظر آئیگا اور ہر طرح امن ہو جائیگا) یہانتک کہ سوار (تنہا) صنعاء سے حضرموت تک

سفر کریگا اور سوا اللہ عز وجل کے کسی چور یا رہزن وغیرہ کا) خوف اسکو نہوگا یا (انسان) اپنی بکریون پر بھیڑیے سے خوف کھائیگا (باقی اور کسی قسم کا خوف نہ رہیگا ایسا ضرور ہوگا) مگر تم لوگ جلدی کرتے ہو۔

مسند بُریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ (۸۔ روایت)

{حضرت ابوبکر کا صدیق ہونا اور حضرت عمر اور حضرت عثمان کا شہید ہونا} (امام) احمد نے حسین بن واقد سے روایت کی ہو وہ عبداللہ بن بریدہ سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ ایک (مرتبہ) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم (کوہ) حرا پر بیٹھے تھے اور آپکے ساتھ ابوبکر اور عمر اور عثمان تھے ناگاہ پہاڑ نے جنبش کی تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ای حرا ٹھہر جا تجھپر تو نبی یا صدیق یا دو شہید ہین۔ {حدیث قرون ثلثہ} امام احمد نے عبداللہ بن خولہ سے روایت کی ہو وہ کہتے تھے کہ مین حضرت بُریدہ اسلمی کے ساتھ (کہین) جا رہا تھا اُنھون نے کہا کہ مینے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ اس امت مین بہتر لوگ اُس زمانہ کے ہین کہ جسمین مین مبعوث ہوا پھر وہ لوگ جو انکے بعد ہونگے پھر وہ لوگ جو اُن کے بعد ہون گے پھر ایسے لوگ ہونگے کہ جنکی شہادت انکی قسمون سے سبقت کریگی اور انکی قسمین انکی شہادت سے سبقت کریگی۔ {حدیث امامت نماز} (امام) احمد نے عبدالملک بن عُمیر سے روایت کی ہو وہ ابن بُریدہ سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ (جب) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو آپنے فرمایا کہ (ای لوگو) ابوبکر سے کہدو وہ لوگون کو نماز پڑھائین (اسپر) حضرت عائشہ نے کہا کہ یا رسول اللہ میرے والد (ایک) نرم دل آدمی ہین (شاید وہ نماز نہ پڑھا سکین کسی دوسرے کو حکم دیجیے) پھر آپنے فرمایا (نہین) ابوبکر سے کہدو کہ وہ لوگون کو نماز پڑھائین (ای عورتو تم حجت نہ کرو) تم لوگ (حضرت) یوسف (علیہ السلام) کی ہمنشین عورتون کے مثل ہو۔ پھر حضرت ابوبکر نے لوگونکو نماز پڑھائی {مناقب حضرت عمر رضی اللہ عنہ} (امام) احمد نے حسین بن واقد سے روایت کی ہو وہ عبداللہ بن بریدہ سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے مینے اپنے والد سے سُنا کہتے تھے کہ (ایک دن) صبح کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال کو طلب فرما کر اُنسے دریافت فرمایا کہ ای بلال کس عمل کے سبب سے تم مجھسے پہلے جنت مین پہونچے (کیونکہ مین جب کبھی جنت مین گیا ہون تو مینے تمھارے جوتے کی آواز اپنے آگے سُنی (چنانچہ) مین شب گذشتہ مین جنت کے اندر داخل ہوا تو (بھی) تمھارے جوتے کی آواز سُنی۔ پھر مین (سیر کرتا ہوا) ایک بڑے بلند محل تک پہونچا جو سونے سے بنا تھا مین نے دریافت کیا کہ یہ کسکا محل ہو فرشتون نے جواب دیا ایک عربی شخص کا ہو۔ مین نے کہا مین (بھی) عربی ہون (بتاؤ) یہ محل کسکا ہو فرشتون نے کہا کہ امت محمد صلے اللہ علیہ وسلم مین ایک مسلمان شخص کا محل ہو مینے کہا محمد تو

لا يخشى الا الله عزّ وجل والذئب على غنمه ولكنكم تعجلون **ومن مسند بريدة الاسلمى** اما ان ابابكر صديق وهما شهيدان فقد اخرج احمد عن الحسين بن واقد عن عبدالله ابن بريدة عن ابيه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان جالسا على حراء ومعه ابوبكر وعمر وعثمان فتحرك الجبل فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اثبت حراء فانما عليك نبى او صديق او شهيدان واما حديث القرون فقد اخرج احمد عن عبدالله بن خولة قال كنت اسير مع بريدة الاسلمى فقال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول خير هذه الامة القرن الذى بعثت انا فيهم ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم ثم يكون قوم تسبق شهادتهم ايمانهم وايمانهم شهادتهم واما حديث الامامة فقد اخرج احمد عن عبد الملك بن عمير عن ابن بريدة عن ابيه قال مرض رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال مروا ابابكر يصلى بالناس فقالت عائشة يا رسول الله ابى رجل رقيق فقال مروا ابابكر يصلى بالناس فانكن صواحبات يوسف فام ابوبكر الناس واما مناقب عمر رضى الله عنه فقد اخرج احمد عن حسين بن واقد عن عبدالله ابن بريدة قال سمعت ابى يقول اصبح رسول الله صلى الله عليه وسلم فدعا بلالا فقال اى بلال بم سبقتنى الى الجنة ما دخلت الجنة قط الا سمعت خشخشتك امامى انى دخلت البارحة الجنة فسمعت خشخشتك فاتيت على قصر من ذهب مرتفع مشرف فقلت لمن هذا القصر قالوا لرجل من العرب قلت انا عربى لمن هذا القصر قالوا لرجل من المسلمين من امة محمد صلى الله عليه وسلم قلت فانا محمد

لمن هذا القصر قالوا لعمر بن الخطاب فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم لولا غیرتك لدخلت القصر فقال یا رسول الله

ما کنت لاغار علیك وقال لبلال بم سبقتنی الی الجنة فقال ما احدثت الا توضأت وصلیت رکعتین فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم بهذا واخرج احمد عن حسین عن عبد الله بن بریدة عن ابیه ان امة سوداء اتت رسول الله صلی الله علیه وسلم ورجع من بعض مغازیه فقالت انی کنت نذرت ان ردك الله صالحا ان اضرب عندك بالدف قال ان کنت فعلت فافعلی وان کنت لم تفعلی فلا تفعلی فضربت فدخل ابو بکر وهی تضرب ودخل غیره وهی تضرب ثم دخل عمر فجعلت دفها خلفها وهی مقنعة فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الشیطان لیفرق منك یا عمر انا جالس ههنا فدخل هؤلاء فلما ان دخلت فعلت ما فعلت

ومن مسند عقبة ابن عامر رض

اما ان عمر محدث یقتدی برایه فقد اخرج الترمذی عن مشرح بن عاهان عن عقبة بن عامر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لو کان نبی بعدی لکان عمر بن الخطاب واما المواعید الظاهرة علی ایدی الخلفاء فقد اخرج احمد عن ابی الخیر عن عقبة بن عامر الجهنی

ان رسول الله صلی الله علیه وسلم خرج یوما فصلی علی اهل احد صلاته علی المیت ثم خرج الی المنبر فقال انی فرط لکم وانی شهید علیکم وانی والله انظر الی حوضی الان وانی قد اعطیت مفاتیح خزائن الارض وانی والله ما اخاف علیکم ان تشرکوا

مین ہون پھر یہ محل کسکا ہی انھون نے جواب دیا کہ یہ محل عمر بن خطاب کا ہی۔ پھر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (ای عمر) اگر مجھے تمھاری غیرت کا خیال نہ آتا تو ضرور اُس محل مین جاتا۔ حضرت عمر نے کہا کہ یارسول اللہ مین آپ (کے تشریف لیجانے) پر ہرگز نہ غیرت کرتا۔ اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے (ہی) حضرت بلال سے دریافت فرمایا تھا کہ تم کس عمل کے سبب سے مجھسے پہلے جنت مین پہونچے (تو اُسکے جواب مین) انھون نے کہا کہ جب میرا وضو نہین رہتا تو (فورًا) مین وضو کرلیتا ہون اور (وضو کرکے) دو رکعت (نفل) پڑھتا ہون۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسی سبب سے (تم مجھسے پہلے جنت مین پہونچے ہو) اور (امام) احمد نے حسین سے اُنھون نے عبداللہ بن بُریدہ سے اُنھون نے اپنے والد سے روایت کی ہی حضرت بُریدہ کہتے تھے کہ ایک حبشن لونڈی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آئی آپ اُس زمانہ مین کسی جہاد سے واپس آئے تھے اُس لونڈی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مینے منت مانی تھی کہ اگر اللہ آپکو خیر سے (مدینہ مین) واپس لائے تو مین آپ کے پاس دف بجاؤنگی۔ آپنے فرمایا کہ اگر تو نے منت مانی ہی تو (خیر) دف بجا اور اگر تو نے منت نہین مانی تو نہ بجا (غرضکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اجازت پاکر) لونڈی دف بجانے لگی (اس درمیان مین) حضرت ابوبکر آئے اور وہ دف بجاتی رہی اور انکے سوا اور لوگ بھی آئے وہ لونڈی دف بجاتی رہی پھر حضرت عمر آئے تو لونڈی نے دف کو اپنی پیٹھ کے پیچھے رکھ لیا اور وہ چادر سے مُنھ چھپائے (بیٹھی) تھی (اُسکی یہ حرکت دیکھکر) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ای عمر بیشک شیطان تمسے ڈرتا ہی مین یہان بیٹھا تھا اور یہ لوگ بھی آئے (مگر یہ لونڈی دف بجاتی رہی) پھر جب تم آئے تو اسنے کیا جو کچھ کیا (یعنی تمھارے ڈر سے دف کو چھپا لیا)

مسند عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ (۳- روایت)

{حضرت عمر رضی اللہ عنہ محدث ہین انکی رائے پر عمل کرنا چاہیے} ترمذی نے مشرح بن عاہان سے روایت کی ہی وہ عقبہ بن عامر سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو بیشک عمر بن خطاب ہوتے۔ {(خدا کے) وعدے جو خلفا (راشدین) کے ہاتھون پر ظاہر ہوئے} (امام) احمد نے ابوالخیر سے اُنھون نے عقبہ بن عامر جہنی سے روایت کی ہی وہ کہتے تھے کہ ایک روز رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم (دولتخانہ سے) برآمد ہوے تو آپنے شہدا احد پر نماز جنازہ پڑھی پھر آپ منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ (ای لوگو) مین (قیامت کے دن) تمھارا فرط ہونگا اور مین تمپر گواہ ہونگا اور قسم خدا کی مین اسوقت اپنے حوض کو دیکھ رہا ہون اور مجھے زمین کے خزانون کی کنجیان عطا ہوئی ہین اور قسم خدا کی مجھے تمسے یہ اندیشہ نہین ہی کہ تم میرے بعد شرک مین

بتلا ہوگے بلکہ مجھے یہی اندیشہ ہی کہ دنیا مین رغبت کروگے اور (امام) احمدؒ بروایت عمرو بن حارث نقل کرتے ہین وہ ابو علی سے وہ عقبہ بن عامر سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ مینے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ فرماتے تھے۔ عنقریب تم پر ممالک بلاد مفتوح ہوجائینگے اور اللہ عزوجل تمھاری کفایت کریگا پس کوئی تم مین سے تیر اندازی کے مشق مین کوتاہی نہ کرے۔

مسند سفینہ رضی اللہ عنہ (۲۔ روایات)

(خلفای اربعہ کی خلافت کی دلیل۔ یعنی اس مدت کا بیان جسمین انکی خلافت ہوگی) ترمذی نے بروایت سعید بن جُمہان نقل کیا ہی وہ کہتے تھے مجھسے حضرت سفینہ نے بیان کیا وہ کہتے تھے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خلافت میری امت مین تیس برس رہیگی پھر اسکے بعد بادشاہت ہوگی۔ راوی کہتے ہین مجھسے حضرت سفینہ نے کہا کہ زمانۂ خلافت حضرت ابوبکر کو دیکھو پھر کہا کہ زمانہ خلافت حضرت عمر اور خلافت عثمان اس سے ملاؤ پھر کہا کہ خلافت حضرت علی کی اسپر اضافہ کرو چنانچہ ہمنے (ان سب کے زمانہ کو ملا کر) دیکھا تو تیس برس ہوئے سعید کہتے ہین پھر مینے حضرت سفینہ سے کہا بنی امیہ تو دعوے کرتے ہین کہ خلافت انہین ہی (تو) انہون نے جواب دیا۔ بنی زرقاء جھوٹے ہین (انمین خلافت کہان) بلکہ وہ بادشاہ اور بُرے بادشاہ ہین۔

(خلفاء ثلثہ کی خلافت کی دلیل ترازو والے خواب سے) حاکمؒ نے سعید بن جُمہان سے روایت کی ہے سفینہ مولی حضرت ام سلمہ سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ جب آپ صبح کی نماز سے فارغ ہوتے تو صحابہ کی جانب متوجہ ہوکر انسے استفسار فرماتے کہ تم مین سے کسی نے شب کو کوئی خواب دیکھا ہی (چنانچہ ایک روز آپکے استفسار پر) ایک شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ مینے خواب دیکھا ہی کہ ایک ترازو آسمان سے اُتاری گئی پھر اُسکے ایک پلہ مین آپ رکھے گئے اور دوسرے مین حضرت ابوبکر تو آپ حضرت ابوبکر سے وزنی نکلے پھر آپ پلہ سے اُٹھا لیے گئے اور حضرت ابوبکر اُسی جگہ رہنے دیے گئے پھر حضرت عمر بن خطاب لائے گئے اور دوسرے پلہ مین رکھکر تولے گئے تو حضرت ابوبکر وزنی نکلے پھر حضرت ابوبکر اُٹھا لیے گئے اور حضرت عثمان رکھے گئے (اور حضرت عمر کے ساتھ تولے گئے) تو حضرت عمر اُنسے وزنی رہے بعد ازان حضرت عمر پلہ سے اُٹھا لیے گئے اور وہ ترازو (بھی) اُٹھا لی گئی (اس خواب کو سُنکر) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک متغیر ہوگیا پھر فرمایا کہ خلافت نبوت تیس برس رہیگی پھر بادشاہت ہوجائیگی۔ سعید بن جُمہان کہتے ہین کہ مجھسے حضرت سفینہ نے کہا حضرت ابوبکر کی خلافت کے دو برس لو اور دس برس حضرت عمر کی خلافت اور بارہ برس حضرت عثمان کی خلافت اور چھ برس حضرت علی کی خلافت (یہ سب تیس برس ہوئے)

بعدی ولکنی اخاف علیکم ان تنافسوا فیہا واخرج احمد من حدیث عمرو بن الحارث عن ابی علی عن عقبۃ بن عامر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ستفتح علیکم ارضون ویکفیکم اللہ عزوجل فلا یعجز احدکم ان یلھو باسھمہ

ومن مسند سفینۃ

اما ما یدل علی خلافۃ الاربعۃ من ضرب المدۃ الواقعۃ علیہم فقد اخرج الترمذی من حدیث سعید بن جُمہان قال حدثنی سفینۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخلافۃ فی امتی ثلثون سنۃ ثم ملک بعد ذلک ثم قال لی سفینۃ امسک خلافۃ ابی بکر ثم قال وخلافۃ عمر وخلافۃ عثمان ثم قال امسک خلافۃ علی فوجدناھا ثلثین سنۃ قال سعید فقلت لہ ان بنی امیۃ یزعمون ان الخلافۃ فیہم قال کذبوا بنو الزرقاء بل ھم ملوک من شر الملوک

واما ما یدل علی خلافۃ الثلثۃ من رؤیا المیزان فقد اخرج الحاکم عن سعید بن جُمہان عن سفینۃ مولی ام سلمۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی الصبح اقبل علی اصحابہ فقال ایکم رای رؤیا فقال رجل انا یا رسول اللہ کان میزانا نزل من السماء فوضعت فی کفۃ ووضع ابو بکر فی کفۃ اخری فرجحت بابی بکر فرفعت وترک ابو بکر مکانہ فجیء بعمر بن الخطاب فوضع فی الکفۃ الاخری فرجح ابو بکر ثم رفع ابو بکر ووضع عثمان فرجح عمر ثم رفع عمر ورفع المیزان قال فتغیر وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال خلافۃ النبوۃ ثلثون عاما ثم یکون ملک قال سعید بن جُمہان فقال لی سفینۃ امسک سنتی ابی بکر وعشر عمر وثنتی عشرۃ عثمان وست علی

مسند عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ (۲ - روایت)

{خلفاء راشدین کے سنتوں کا واجب الاتباع ہونا} ابن ماجہ نے بروایت عبد الرحمن بن مہدی نقل کیا ہی وہ معاویہ بن صالح سے وہ ضمرہ بن حبیب سے وہ عبد الرحمن بن عمرو سُلمی سے روایت روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے ہمنے عرباض بن ساریہ سے سُنا وہ کہتے تھے کہ (ایک مرتبہ) ہمین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسا وعظ سُنایا کہ اُسے سُنکر آنکھین روئین اور دلون مین خوف آلہی پیدا ہوا ہمنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ وعظ تو رخصت ہونے والے کی نصیحت معلوم ہوتی ہی آپ ہمکو کیا وصیت فرماتے ہین - آپنے فرمایا کہ ہمنے تمکو ایسے صاف راستہ پر چھوڑا ہی کہ اُسکی رات مثل دن کے (روشن) ہی اُس راستہ سے میرے بعد کوئی نہ ہٹیگا مگر وہ شخص جو ہلاک ہونے والا ہی میرے بعد تم مین سے جو زندہ رہیگا وہ عنقریب بہت کچھ اختلاف دیکھیگا - پس تم اپنے اوپر لازم سمجھو میری سنت (اور) میرے ہدایت یافتہ خلفاے راشدین کی سنت کو جو تمکو معلوم ہو اسکو دانت سے مضبوط پکڑو اور اپنے سرداروں کی اطاعت ضروری جانو اگرچہ (تمھارا سردار ایک حقیر) حبشی غلام ہو کیونکہ مومن (احکام شریعت کے سامنے) نکیل پڑے ہوئے اونٹ کے مثل ہوتا ہی جسطرف چلا مین اُسے لیجائین وہ ہر طرح مطیع ہی - {اللہ کے وعدونکا خلفاء راشدین کے ہاتھون پر ظاہر ہونا} (امام) احمد نے بروایت اسماعیل بن عیاش نقل کیا ہی وہ ضمضم سے وہ شریح بن عُبَید سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ عرباض بن ساریہ کہتے تھے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس (اکثر اوقات) تشریف لایا کرتے تھے (ہم لوگ اُسوقت غریب اور نادار تھے) اور ہم لوگ جو کپڑے پہنے ہوتے تھے تو آپ فرماتے تھے کہ اگر تم واقف ہو جاؤ اس سے جو تمھارے لیئے (آخرت مین) ذخیرہ رکھا گیا ہی تو تمکو دنیا کے عیش نہ ہونے کا اور) جو تمھین نہین دیا گیا ہی (اسکے نہ ملنے کا ہرگز غم نہو (اور دنیا کے یہ تکالیف بھی سدا نہ رہینگے بلکہ) تمھارے لئے فارس اور روم (کے بڑے بڑے ملک) فتح ہو جائینگے -

مسند عبد الرحمن بن غنم اشعری رضی اللہ عنہ (۱ - روایت)

{شیخین کی رای کا ثواب ہونا اور یہ کہ اُنکی راے حجت (شرعیہ) ہی اور اُنکی خلافت کی جانب اشارہ} (امام) احمد بروایت عبد الحمید بن بہرام نقل کرتے ہین وہ شہر بن حوشب سے وہ عبد الرحمن بن غنم سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر سے فرمایا کہ اگر تم دونون کسی مشورہ پر متفق ہو جاؤگے تو مین تمہاری مخالفت کرونگا - {خلافت مہاجرین اولین کا حق ہی نہ طلقاء کا} ابو عمر نے استیعاب مین نقل کیا ہی کہ حضرت عبد الرحمن بن غنم نے حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو درداء پر ملامت کی (اور یہ اُسوقت کا واقعہ ہی کہ) جبکہ دونون حضرت معاویہ کی طرف سے قاصد بنکر حضرت علی کے

ومن مسند عرباض بن سارية اما وجوب اتباع سنن الخلفاء الراشدين فقد اخرج ابن ماجة من حديث عبد الرحمن بن مهدی عن معاوية بن صالح عن ضمرة بن حبيب عن عبد الرحمن بن عمرو السلمی انه سمع العرباض بن سارية يقول وعظنا رسول الله صلى الله عليه وسلم موعظة ذرفت منها العيون ووجلت منها القلوب فقلنا يا رسول الله ان هذه لموعظة مودع فماذا تعهد الينا قال تركتكم على البيضاء ليلها كنهارها لا يزيغ عنها بعدى الا هالك من يعش منكم فسيرى اختلافا كثيرا فعليكم بما عرفتم من سنتی وسنة الخلفاء الراشدين المهديين عضوا عليها بالنواجذ وعليكم بالطاعة وان كان عبدا حبشيا فانما المومن كالجمل الانف حيثما قيد انقاد واما مواعيد الله الظاهرة على ايدی الخلفاء فقد اخرج احمد من طريق اسمعيل بن عياش عن ضمضم عن شريح بن عبيد قال قال العرباض بن سارية كان النبی صلى الله عليه وسلم يخرج الينا وعلينا الصوف فيقول لو تعلمون ما ادخر لكم ما حزنتم على ما زوی عنكم وليفتحن لكم فارس والروم

ومن مسند عبد الرحمن بن غنم الاشعری

اما كون رأی الشيخين صوابا وان رأيهما حجة والاشارة الى خلافتهما فقد اخرج احمد من حديث عبد الحميد بن بهرام عن شهر بن حوشب عن عبد الرحمن بن غنم ان النبی صلى الله عليه وسلم قال لابی بكر وعمر لو اجتمعتما فی مشورة ما خالفتكما واما ان الخلافة حق المهاجرين الاولين لا الطلقاء فقد اخرج ابو عمر فی الاستيعاب ان عبد الرحمن بن غنم عاتب ابا هريرة وابا الدرداء بحمص اذ انصرفا من عند علی

پاس (گئے اور وہاں) سے واپس ہوکر حمص میں عبدالرحمٰن کو ملے منجملہ اُس تقریر کے جو (حضرت) عبدالرحمٰن نے) آن دونوں سے کی تھی یہ بات بھی تھی کہ (مجھے تم پر سخت حیرت اور) تعجب ہی کہ کیونکر تمنے اپنے لیے جائز رکھا کہ (حضرت معاویہ کا) پیغام لیکر آئے اور حضرت علی کو اس بات کی ترغیب دیتے ہو کہ وہ خلافت کو شوریٰ کردیں حالانکہ اس امر کو تم خوب جانتے ہو کہ مہاجرین اور انصار اور اہل حجاز اور اہل عراق نے حضرت علی کے ہاتھ پر بیعت کرلی ہے اور بیشک جو حضرت علی سے راضی ہوا وہ اُس سے بہتر ہی جو انسے ناراض ہی اور جسنے انسے بیعت کرلی وہ (یقیناً) اُس شخص سے بہتر ہی کہ جسنے انسے بیعت نہین کی۔ اور (حضرت) معاویہ کو شوریٰ مین کیا دخل ہی وہ تو طلقاء مین سے ہین کہ جنکے لیے (کسی طرح کا حق) خلافت مین نہین ہی اور (حضرت) معاویہ اور اُنکے باپ (حضرت ابوسفیان) کافرون کی جماعت کے سردار رہے ہین۔ (حضرت عبدالرحمٰن کی اس گفتگوے عتاب سے) یہ دونون (حضرت علی کے پاس) اپنے جانے پر نادم ہوئے اور حضرت عبدالرحمٰن کے روبرو دونون نے توبہ کی۔

مسند ابو اَرْوی دوسی رضی اللہ عنہ (۱۔ روایت)

{شیخین کے خلافت کی دلیل اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کے وعدے جو نبی سے تھے انکے ہاتھون پر ظاہر ہونگے} حاکم بروایت سُہیل بن ابی صالح اور محمد بن ابراہیم نقل کرتے ہین وہ عبدالرحمٰن سے وہ ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن سے وہ حضرت ابو اَروی دوسی سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین بیٹھا تھا اتنے مین حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما آئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (انھین دیکھکر) فرمایا کہ سب تعریف اللہ کیلیے ہی جسنے ان دونون سے مجھے قوت دی۔

مسند ابو اُمامہ باہلی رضی اللہ عنہ (۱۔ روایت)

حاکم بروایت موسیٰ بن عُمیر نقل کرتے ہین وہ کہتے تھے مینے مکحول سے سُنا اُنسے کسی شخص نے آیہ کریمہ فان اللہ ہو مولٰہ الآیہ (ترجمہ۔ بیشک تحقیق اللہ مولیٰ ہی نبی کا اور جبرئیل اور اچھے ایمان والے) کا مطلب پوچھا تو اُنھون نے کہا کہ مجھسے ابو امامہ نے بیان کیا کہ اللہ نبی کا مولیٰ ہی اور جبرئیل (انکے مولیٰ ہین) اور اچھے ایمان والے یعنی ابوبکر اور عمر

مسند سالم بن عُبید اشجعی رضی اللہ عنہ (۱۔ روایت)

{انکی حدیث حضرت ابوبکر صدیق کی امامت (نماز) کے متعلق} ابن ماجہ نے بروایت نُبیط بن شُریط سالم بن عبید سے نقل کیا ہی کہ وہ کہتے تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مرض (وفات) مین بیہوش ہوگئے تو (جب کسی قدر افاقہ ہوا) آپنے پوچھا کہ نماز کا وقت آگیا لوگون نے عرض کیا ہان آپنے فرمایا بلال سے کہدو کہ اذان دین اور ابوبکر سے کہدو وہ لوگونکو نماز پڑھائین (یہ فرماکر آپ پھر بیہوش ہوگئے

رسولین لمعوٰیۃ وکان مما قال لھما عجباً منکما کیف جاز علیکما ما جئتما بہ تدعُوان علیاً الی ان یجعلھا شوریٰ وقد علمتما انہ قد تابعہ المھاجرون والانصار واھل الحجاز والعراق وان من رضیہ خیر ممن کرھہ ومن بایعہ خیر ممن لم یبایعہ وای مدخل لمعاویۃ فی الشوریٰ وھو من الطلقاء الذین لا یجوز لھم الخلافۃ وھو وابوہ رؤس الاحزاب فندما علی مسیرھما وتابا بین یدیہ

ومن مسند ابی اَروی الدوسی رضی اللہ عنہ

اما ما یدل علی خلافتھما وان مواعید اللہ للنبیّ یظھر علی ایدیھما فقد اخرج الحاکم من طریق سُھیل بن ابی صالح ومحمد بن ابراھیم عن ابی سلمۃ بن عبد الرحمٰن عن ابی اَروی الدوسی قال کنت جالساً عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاطلع ابوبکر وعمر رضی اللہ عنھما فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحمد للہ الذی ایدنی بھما

ومن مسند ابی اُمامۃ الباھلی

اخرج الحاکم من حدیث موسی بن عمیر قال سمعت مکحولاً یقول وسالہ رجل عن قول اللہ عزوجل فان اللہ ھو مولٰہ وجبریل وصالح المؤمنین قال حدثنی ابو امامۃ انہ قال اللہ مولاہ وجبریل وصالح المؤمنین ابوبکر وعمر

ومن مسند سالم ابن عُبید الاشجعی

حدیثہ فی امامۃ ابی بکر الصدیق اخرج ابن ماجہ من حدیث نُبیط بن شریط عن سالم بن عبید قال اغمی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مرضہ فقال احضرت الصلوٰۃ قالوا نعم فقال مروا بلالاً فلیؤذن ومروا ابابکر فلیصل بالناس ثم اغمی علیہ

...فقال احضرت الصلاة قالوا نعم قال مروا بلالا فليؤذن ومروا ابا بكر فليصل بالناس فقالت عائشة ان ابي رجل اسيف فاذا قام مقامك يبكي لا يستطيع فلو امرت غيره ثم اغمي عليه فافاق فقال مروا بلالا فليؤذن ومروا ابا بكر فليصل بالناس فانكن صواحب يوسف قال فامر بلال فاذن وامر ابو بكر فصلى بالناس ثم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم وجد خفة فقال انظروا الى من اتكئ عليه فجاءت بريرة ورجل اخر فاتكأ عليهما فلما رآه ابو بكر ذهب لينكص فاومأ اليه ان اثبت مكانك ثم جاء رسول الله صلى الله عليه وسلم الى جنب ابي بكر حتى قضى ابو بكر صلاته ثم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قبض

ومن مسند عرفجة الاشجعي رض

اما حديث الوزن فقد اخرج ابو عمر عن قطيبة بن مالك عن عرفجة الاشجعي قال صلى بنا النبي صلى الله عليه وسلم الفجر ثم جلس فقال وزن اصحابي الليلة وزن ابو بكر فوزن ثم وزن عمر فوزن ثم وزن عثمان فخف وهو رجل صالح

ومن مسند عياض بن حمار المجاشعي رض

حديث ان الله نظر الى اهل الارض فمقتهم عربهم وعجمهم فقد اخرج مسلم عن عياض بن حمار المجاشعي ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ذات يوم في خطبته الا ان ربي امرني ان اعلمكم ما جهلتم مما علمني يومي هذا كل مال نحلته عبدا حلال واني خلقت عبادي حنفاء كلهم

جب کسی قدر افاقہ ہوا تو (پھر) فرمایا کیا نماز کا وقت آگیا لوگوں نے کہا ہاں (آگیا) آپنے فرمایا بلال سے کہدو کہ اذان دیں اور ابو بکر سے کہدو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ نے عرض کیا کہ (یا رسول اللہ) میرے والد نرم دل ہیں وہ جب آپکی جگہ پر کھڑے ہونگے تو منبط نہ کر سکینگے اگر آپ بجائے انکے دوسرے شخص کو حکم دیتے (تو بہتر تھا ہر درمیان میں) پھر آپ پر غشی طاری ہوئی بعد اسکے جب افاقہ ہوا تو فرمایا کہ بلال سے کہدو کہ اذان دیں اور ابو بکر سے کہدو کہ وہ لوگونکو نماز پڑھائیں (اور اے عورتو) تم تو (حضرت) یوسف (علیہ السلام) کی ہمنشین عورتوں (کی طرح) ہو راوی کا بیان ہے کہ پھر حضرت بلال نے حکم نبوی پاکر اذان دی اور (بموجب ارشاد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے) حضرت ابو بکر نے لوگونکو نماز پڑھائی (ابھی نماز ہو رہی تھی کہ) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مرض میں افاقہ دیکھکر فرمایا کہ کسیکو بلاؤ میں اُسکے سہارے سے باہر جاؤنگا۔ چنانچہ بریرہ اور ایک دوسرے شخص آئے اور آپ ان دونوںکے سہارے سے مسجد میں تشریف لائے جب حضرت ابو بکر نے آپکو دیکھا تو ارادہ کیا کہ اپنی جگہ سے پیچھے ہٹ جائیں (اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے جگہ خالی کر دیں) آپنے اُنھیں اشارہ سے فرمایا کہ تم اپنی جگہ پر قائم رہو۔ پھر (یہ فرماکر) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر کے پہلو میں بیٹھ گئے یہانتک کہ حضرت ابو بکر نے نماز ختم کی پھر اسکے بعد رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی۔

مسند عرفجہ اشجعی رضی اللہ عنہ (۱ - روایت)

(حدیث وزن) ابو عمر نے قطیبہ بن مالک سے اُنھوں نے عرفجہ اشجعی سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ (ایکمرتبہ) ہمیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز پڑھائی پھر ہماری طرف متوجہ ہوکر بیٹھے اور فرمایا کہ آج رات کو میں نے خواب دیکھا کہ میرے صحابہ وزن کیے گئے (چنانچہ) ابو بکر وزن کیے گئے وہ (وزن میں دوسروں سے) غالب ہے پھر عمر وزن کیے گئے وہ (بھی) غالب ہے پھر عثمان وزن کیے گئے تو وہ ہلکے رہے اور وہ (ایک) مرد صالح ہیں (اگرچہ وزن میں ہلکے ہیں)

مسند عیاض بن حمار مجاشعی رضی اللہ عنہ (۱ - روایت)

(انکی یہ حدیث کہ اللہ نے اہل زمین پر نظر کی عرب و عجم سب کو ناپسند کیا) (امام) مسلم نے عیاض بن حمار مجاشعی سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ ایک روز رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبہ میں فرمایا (اے لوگو) آگاہ رہو کہ میرے پروردگار نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں تمھیں وہ باتیں سکھادوں جن سے تم ناواقف ہو اور وہ باتیں مجھے (میرے خدا نے) آج ہی تعلیم فرمائی ہیں (وہ باتیں یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) جو مال میں اپنے بندے کو دیتا ہوں وہ حلال ہے اور میں نے اپنے سب بندوں کو شرک سے خالی پیدا کیا ہے دیگر

وانهم اتتهم الشياطين فاجتالتهم عن دينهم وحرّمت عليهم ما احللت لهم وامرتهم ان يشركوا بي ما لم أنزل بهم سلطانا وان الله نظر الى اهل الارض فمقتهم عربهم وعجمهم الا بقايا من اهل الكتاب وقال انما بعثتك لابتليك وابتلي بك وانزلت عليك كتابا لا يغسله الماء تقرأه نائما ويقظان وان الله امرني ان أحرق قريشا فقلت رب اذا يثلغوا راسي فيدعوه خبزة قال استخرجهم كما اخرجوك واغزهم نغزك وانفق فسننفق عليك وابعث جيشا نبعث خمسة مثله وقاتل بمن اطاعك من عصاك الحديث

ومن مسند ربيعة ابن كعب الاسلمي

حديثه في منزلة ابي بكر الصديق رضي الله عنه عند النبي صلى الله عليه وسلم واصحابه اخرج احمد من حديث ابي عمران الجوني عن ربيعة الاسلمي فذكر حديثا طويلا اخره ثم قال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اعطاني بعد ذلك ارضا واعطى ابا بكر ارضا وجاءت الدنيا فاختلفنا في عذق نخلة فقلت انا هي في حدي وقال ابو بكر هي في حدي فكان بيني وبين ابي بكر كلام فقال لي ابو بكر كلمة كرهها وندم فقال لي يا ربيعة رُدَّ عليّ مثلها حتى تكون قصاصا قال قلت لا افعل فقال لي ابو بكر لتقولنّ لي او لاستعدينّ عليك رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت ما انا بفاعل قال ورفض الارض وانطلق ابو بكر رضي الله عنه الى النبي صلى الله عليه وسلم وانطلقت اتلوه فجاء ناس من اسلم فقالوا لي رحم الله ابا بكر في اي شيء يستعدي عليك رسول الله

اُنکے پاس شیاطین آئے اور اُنھوں نے اُنکو اُنکے دین (حق) سے بہکا دیا اور جو چیز کہ مینے اُن (بندوں) کے لیے حلال کی تھی شیطانوں نے اُسے اُنپر حرام کر دیا اور شیاطین نے) اُن (بندوں) کو حکم کیا کہ جسکی کوئی سند مینے نہیں اُتاری ہے میرا شریک بنائیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے اہل زمین پر نظر کی تو اُنکے عرب عجم کو (یعنی سب کو) ناپسند فرمایا مگر کچھ باقی ماندہ اہل کتاب (ایسے ہیں جو اللہ کو ناپسند نہیں ہیں) اور (یہ بھی اللہ جل شانہ نے) فرمایا کہ (اے محمد) مینے تمکو اسلیے (دنیا میں) بھیجا ہے کہ تمکو آزماؤں اور تمھارے ذریعے سے (دوسرونکو) آزماؤں۔ اور مینے تمپر ایک ایسی کتاب اُتاری ہے کہ جسے پانی نہیں دھو سکتا تم اُسے سوتے جاگتے پڑھتے رہتے ہو۔ اور اللہ نے مجھے (یہ بھی) حکم فرمایا ہے اہل قریش کو جلا (کر ہلاک کر) دوں پھر مینے عرض کیا کہ خداوندا (اگر یہ قصد کرونگا) تو وہ لوگ میرا سر کچل ڈالینگے۔ اللہ نے فرمایا (اچھا تو) جسطرح اُنھوں نے تمکو (مکہ سے) نکال دیا ہے تم بھی اُنھیں نکال دو اور تم اُنسے جہاد کرو ہم (تمھارے جہاد کا) سامان درست کر دینگے اور تم خرچ کرو ہم تمکو دینگے۔ اور اُنپر لشکر بھیجو ہم ویسے ویسے پانچ (لشکر) اُنپر بھیجینگے اور تم اپنے فرمانبرداروں کے ساتھ ہو کر اُن لوگوں سے لڑو جو تمھارے نافرمان ہیں تا آخر حدیث

مسند ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ (۱) روایت

{اُنکی حدیث اس منزلت کے بیان میں جو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے نزدیک حاصل تھی}

(امام) احمد نے بروایت ابو عمران جونی ربیعہ اسلمی سے ایک حدیث طویل نقل کی ہے جسکے اخیر میں یہ ہے کہ (ربیعہ نے بیان کیا کہ) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکے بعد مجھے ایک زمین عطا فرمائی اور حضرت ابو بکر کو (بھی) ایک زمین اُسی کے قریب عطا فرمائی (اسکے بعد) دنیا کی کیفیت پیدا ہوئی اور ہم دونوں میں سے ایک کھجور کے درخت کے متعلق باہم اختلاف ہوا مینے کہا کہ (وہ کنواں) میری حد میں (واقع) ہے اور حضرت ابو بکر نے کہا (نہیں) وہ میری حد میں ہے۔ اسپر میرے اور حضرت ابو بکر کے درمیان بحث بڑھ گئی اور حضرت ابو بکر نے مجھسے ایک ایسی بات کہی کہ جسے خود اُنھوں نے بُرا جانا اور نادم ہوئے پھر مجھسے کہا کہ اے ربیعہ تم بھی مجھے ویسی ہی بات کہہ لو تا کہ بدلا ہو جائے مینے کہا کہ میں تو نہ کہونگا۔ پھر حضرت ابو بکر نے مجھسے کہا کہ تمھیں ضرور کہنا ہوگا ورنہ میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے تمپر (اسکی بابت) ضرور دعویٰ کرونگا مینے کہا کہ میں ہرگز (وہ بات) نہ کہونگا حضرت ربیعہ کہتے ہیں کہ پھر میں اپنی زمین پر ٹھہر رہا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ ہوئے (اُنکے جانے کے بعد) میں بھی اُنکے پیچھے روانہ ہوا پھر مجھے چند اشخاص قبیلہ اسلم کے ملے تو اُنھوں نے مجھسے کہا حضرت ابو بکر پر خدا رحم فرمائے (ہم حیران ہیں کہ) وہ کس بنا پر تمھاری شکایت کرنے رسول خدا

صلی اللہ علیہ وسلم وقال لک ما قال قال فقلت اتدرون من هذا هذا ابوبکر الصدیق هذا ثانی اثنین وهذا ذو شیبۃ المسلمین

ایاکم لا یلتفت فیراکم تنصرونی علیہ فیغضب فیاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیغضب بغضبہ فیغضب اللہ عز وجل بغضبہما فیهلک ربیعۃ قالوا ما تامرنا قال ارجعوا فانطلق ابوبکر رضی اللہ عنہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتبعتہ وحدی حتی اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فحدثہ الحدیث کما کان فرفع الی راسہ فقال یا ربیعۃ ما لک وللصدیق قلت یا رسول اللہ کان کذا قال لی کلمۃ کرهها فقال لی قل کما قلت حتی یکون قصاصا فابیت فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجل فلا ترد علیہ ولکن قل غفر اللہ لک یا ابابکر فقلت غفر اللہ لک یا ابابکر قال الحسن فولی ابوبکر رضی اللہ عنہ وهو یبکی

ومن مسند ابی برزۃ الاسلمی رض

حدیثہ فی امامۃ قریش اخرج احمد عن سیار بن سلامۃ قال دخلت مع ابی علی ابی برزۃ الاسلمی فقال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الامراء من قریش الامراء من قریش الامراء من قریش لکم علیہم حق ولہم علیکم حق ما عملوا ثلاثا ما حکموا فعدلوا واسترحموا فرحموا وعاهدوا فوفوا فمن لم یفعل ذلک منہم فعلیہ لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین

ومن مسند عمرو بن عبسۃ رض

حدیثہ فی تقدم ابی بکر الصدیق فی الاسلام اخرج احمد بن حنبل عن سلیم بن عامر وغیرہ عن عمرو بن عبسۃ قال اتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وهو بعکاظ

صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین جارہے ہین حالانکہ خود انھین نے تم کو برا کہا ہی۔ مینے انکو جواب دیا کہ تم جانتے ہو یہ شخص کون ہو (سنو) یہ ابوبکر صدیق ہین یہ ثانی اثنین ہین اور یہ مسلمانون کے بوڑھے (اور بزرگ) ہین تم لوگ مجھسے الگ ہو (مبادا وہ پیچھے پھر کر اور) ادہر متوجہ ہوکر نظر کرین اور تم کو دیکھین کہ انکے مقابلے پر میری مدد کر رہے ہو اور انکو غصہ آجائے اور (اسی حالت سے) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہونچین اور آپ (انکو غضبناک دیکھکر) انکے غصے کے سبب سے مجھپر غضبناک ہون اور ان دونون کے غضب کے سبب سے اللہ عز وجل غضب فرمائے اور ربیعہ ہلاک ہوجائے۔ ان لوگون نے (مجھسے) کہا تو اب تم ہمکو کیا حکم کرتے ہو مینے کہا تم لوگ واپس جاؤ (اور مین تنہا خدمت نبوی مین جاتا ہون) حضرت ابوبکر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف چلے جاتے تھے اور مین بھی تنہا انکے پیچھے پیچھے تھا یہانتک کہ حضرت ابوبکر خدمت نبوی مین پہونچے (اور مین بھی انکے ساتھ تھا) پھر حضرت ابوبکر نے آپ کے سامنے سارا قصہ جو کچھ گذرا تھا بیان کیا پھر آپنے سر مبارک اٹھا کر مجھسے ارشاد فرمایا کہ اے ربیعہ تمھارے اور صدیق کے درمیان کیا نزاع ہی مینے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (دراصل معاملہ تو) ایسا ہی تھا انھون نے مجھے ایک ایسا ایک کلمہ کہا کہ جسے خود برا سمجھے پھر مجھسے کہا کہ تم بھی وہی کلمہ میرے حق مین کہدو تاکہ بدلا ادا ہوجائے مینے (ازراہ ادب ہی سے) انکار کیا (اسپر یہ ناخوش ہوکر آپکے پاس آئے ہین یہ سنکر) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہان (تمھارا کہنا درست ہی) تم انکو وہ کلمہ نہ کہو مگر انسے یہ کہدو کہ اے ابوبکر خدا انکو بخشدے (بموجب ارشاد نبوی) مینے کہا اے ابوبکر خدا آپکو بخشدے حسن کہتے ہین کہ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ (وہان سے) پھرے اور وہ (فرط مسرت سے) روتے تھے۔

مسند ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ (ایک روایت) {انکی حدیث اہل قریش کی خلافت مین} (امام) احمد نے سیار بن سلامہ سے روایت کی ہی وہ کہتے تھے کہ مین اپنے والد کے ہمراہ حضرت ابو برزہ اسلمی کے پاس گیا انھون نے کہا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سردار قریش سے ہین سردار قریش سے ہین۔ سردار قریش سے ہین تمھارا حق انپر ہی اور انکا حق تمپر ہی تا وقتیکہ وہ تین کام کرتے رہین جب حاکم بنائے جائین عدل کرین اور جب انسے رحم طلب کیا جائے رحم کرین اور جب وعدے کرین انھین پورا کرین اور انمین سے جو ایسا نہ کرے اسپر خدا کی لعنت اور فرشتون اور سب لوگون کی لعنت۔

مسند عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ (۲ روایت) {انکی حدیث حضرت ابوبکر صدیق کے متقدم الاسلام ہونے مین} (امام) احمد نے بروایت سلیم بن عامر وغیرہ نقل کیا ہی وہ عمرو بن عبسہ سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ مین بمقام (بازار) عکاظ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی

فقلت من تبعك على هذا الامر فقال حر وعبد ومعه ابوبكر وبلال فقال لى ارجع حتى يمكن الله عزوجل لرسوله وأ...

خدمت مین حاضر ہوا مینے عرض کیا کہ (یا رسول اللہ اس امر (حق) پر کون کون آپکے تابع ہوا ہی آپنے فرمایا ۔ ایک آزاد اور ایک غلام ۔ اُسوقت آپکے ساتھ حضرت ابوبکر اور حضرت بلال تھے (یہی دونوں اسوقت تک (اسلام لائے تھے) پھر آپنے مجھسے فرمایا کہ (فی الحال) تم (اپنے گھر) واپس جاؤ اور اپنے گھر مین رہو یہانتک کہ اللہ عزوجل اپنے رسول کو قدرت (اور شوکت) عطا فرمائے ۔ (امام) احمد نے بروایت عبدالرحمن بن ابی عبدالرحمن نقل کیا ہی وہ حضرت عمرو بن عبسہ سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ مین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا تو مینے عرض کیا کہ (یا رسول اللہ) آپ کے دین پر کون کون اشخاص آپ کے تابع ہین آپنے فرمایا کہ ایک آزاد اور ایک غلام یعنی ابوبکر اور بلال ۔ اسکے بعد حضرت عمرو (بن عبسہ) کہا کرتے تھے مینے اپنے کو دیکھا کہ مین اسلام مین چوتھا شخص تھا ۔

مسند سلمان فارسی رضی اللہ عنہ (ایک روایت) {حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت مین انکا قول} حاکم نے بروایت عمران بن خالد خزاعی بنانی نقل کیا ہی وہ حضرت انس بن مالک سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تکیہ لگائے بیٹھے تھے آپکے پاس حضرت سلمان فارسی آئے آپنے اُنکی طرف تکیہ بڑھا دیا تو حضرت سلمان نے کہا کہ اللہ اور اُسکے رسول نے سچ کہا حضرت عمر نے فرمایا کہ اے ابوعبداللہ بھلا اسوقت آپنے کیون کہا) ہمسے بیان کیجیے اُنھون نے کہا کہ مین (ایکدفعہ) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا آپ اُسوقت تکیہ لگائے بیٹھے تھے (مجھے دیکھکر) آپنے میری طرف تکیہ بڑھا دیا پھر مجھسے فرمایا کہ اے سلمان اگر کوئی مسلمان کسی اپنے مسلمان بھائی کے پاس جاتا ہے وہ (یعنی صاحب خانہ) اسکی عزت کے لیے اُسکی طرف تکیہ بڑھا دے تو اللہ تعالیٰ اُسے بخشدیتا ہی

مسند ذی مخمر رضی اللہ عنہ (ایک روایت) {انکی حدیث خلافت قریش کے متعلق} (امام) احمد نے ابوحی سے نقل کیا ہی وہ حضرت ذی مخمر سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (پہلے) یہ امر (یعنی حکومت) حمیر مین تھا پھر اللہ عزوجل نے اُنسے لے لیا اور اسکو قریش مین کر دیا اور عنقریب وہ وقت آئیگا کہ پھر اُنھین مین لوٹ جائیگا ۔

مسند عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ (۳ ۔ روایت) {انکی حدیث خلافت راشدہ کے بیان مین} (امام) مسلم نے عوف بن مالک اشجعی سے روایت کی ہی وہ کہتے تھے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہترین امام تمھارے وہ ہین جنکو تم دوست رکھتے ہو اور وہ (بھی) تمکو دوست رکھتے ہون اور تم اُنکے لیے دعاے خیر کرتے رہتے ہو اور وہ تمھارے لیے دعا کرتے ہون اور بدترین امام تمھارے وہ ہین کہ جنکو تم دشمن رکھتے ہو اور وہ تمکو دشمن رکھتے ہون اور تم اُنپر لعنت کرتے ہو اور وہ تمپر لعنت کرتے ہون ۔

احمد من طريق عبد الرحمن بن ابى عبد الرحمن عن عمرو بن عبسة قال اتيت النبى صلى الله عليه وسلم فقلت من تابعك على امرك هذا قال حر وعبد يعنى ابابكر وبلالا وكان عمرو يقول بعد ذلك فلقد رايتنى وانى لربع الاسلام

ومن مسند سلمان الفارسى رضـ

قوله فى فضل عمر رضى الله عنه اخرج الحاكم من طريق عمران بن خالد الخزاعى البنانى عن انس بن مالك قال دخل سلمان الفارسى على عمر بن الخطاب رضى الله عنهما وهو متكئ على وسادة فالقاها له فقال سلمان صدق الله ورسوله فقال عمر حدثنا يا اباعبدالله قال دخلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو متكئ على وسادة فالقاها الى ثم قال لى يا سلمان ما من مسلم يدخل على اخيه المسلم فيلقى له وسادة اكراما له الا غفر الله له

ومن مسند ذى مخمر رضـ

حديثه فى خلافة قريش اخرج احمد عن ابى حى عن ذى مخمر ان رسول الله صلى الله عليه سلم قال كان هذا الامر فى حمير فنزعه الله عزوجل منهم فجعله فى قريش وسيعود اليهم

ومن مسند عوف ابن مالك الاشجعى

حديثه فى صفة الخلافة الراشدة اخرج مسلم عن عوف بن مالك الاشجعى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال خيار ائمتكم الذين تحبونهم ويحبونكم وتصلون عليهم ويصلون عليكم وشرار ائمتكم الذين تبغضونهم ويبغضونكم وتلعنونهم ويلعنونكم

قال قلنا یا رسول اللہ افلا ننابذہم عند ذلک قال لا ما اقاموا فیکم الصلوٰۃ لا ما اقاموا فیکم الصلوٰۃ الا من ولی علیہ وال فراٰہ یاتی

راوی کا بیان ہے کہ ہمنے کہا اے رسول خدا کیا اسوقت (جبکہ یہ حالت ہو تو) ہم انکو چھوڑ دین آپنے فرمایا (خبردار) ایسا نکرنا تاوقتیکہ وہ تم مین نماز کو قائم رکھین (خبردار ایسا) نہ کرنا تاوقتیکہ وہ تم مین (نماز کو قائم رکھین خبردار رہو جس (قوم) پر کوئی شخص حاکم ہو پس وہ اپنے) حاکم کو دیکھے کہ وہ بھی اللہ کی نافرمانی کرتا ہے تو اُسے لازم ہے کہ جو نافرمانی خدا کی وہ (حاکم) کرتا ہے اُسے بُرا جانے اور اُسکی اطاعت سے اپنا ہاتھ نہ نکالے۔ اور ابو عمر نے عبد الملک بن عمیر سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے مجھسے ابو بردہ نے اور میرے بھائی نے عوف بن مالک اشجعی سے روایت کرکے بیان کیا کہ انھون نے (بعہد حضرت صدیق) خواب مین دیکھا کہ گویا سب لوگ جمع ہوئے ہین اور انمین ایک شخص ہے جو ان سب کا سردار ہے وہ ان سب سے تین گز اونچا ہے کہتے تھے مینے (خواب ہی مین) پوچھا کہ یہ کون شخص ہے کسی نے کہا یہ عمر ہین مینے کہا یہ (تین گز اونچے) کیون (ہین) لوگون نے کہا اس وجہ سے کہ انمین تین عادتین (حسب ذائق) ہین وہ اللہ کی راہ مین کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہین ڈرتے۔ وہ خلیفہ ہین اور خلیفہ سابق کے بنائے ہوئے خلیفہ ہین۔ وہ شہید ہین اور شہید کیے جائینگے پھر (صبح کو) عوف بن مالک حضرت ابو بکر کی خدمت مین گئے اور یہ خواب اُنسے بیان کیا انھون نے حضرت عمر کو بلوا بھیجا تاکہ انکو بشارت دین عوف بن مالک کہتے تھے کہ پھر حضرت عمر آئے تو مجھسے حضرت ابو بکر نے فرمایا کہ اپنا خواب بیان کرو چنانچہ (مینے بیان کرنا شروع کیا) جب مین اس مقام پر پہونچا کہ وہ خلیفہ ہین اور خلیفہ سابق کے بنائے ہوئے خلیفہ ہین تو حضرت عمر نے مجھکو ڈانٹا اور فرمایا کہ چپ ہو تم ایسی بات کہتے ہو اور ابو بکر زندہ ہین عوف بن مالک کہتے تھے کہ پھر جب حضرت عمر خلیفہ ہوئے تو مین شام مین گیا اور حضرت عمر (سے اس حال مین ملا کہ وہ اُسوقت) منبر پر (خطبہ پڑھ رہے) تھے انھون نے مجھے (دیکھتے ہی اپنے پاس) بلایا اور فرمایا کہ اپنا خواب (جو تمنے دیکھا تھا) بیان کرو چنانچہ مینے وہ خواب بیان (کرنا شروع) کیا جب مینے یہ بیان کیا کہ وہ اللہ کی راہ مین کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہین ڈرتے تو حضرت عمر نے فرمایا مین امید کرتا ہون کہ اللہ مجھے اُن لوگون مین کرے پھر مینے کہا کہ وہ خلیفہ اور خلیفہ سابق کے بنائے ہوئے خلیفہ ہین تو انھون نے فرمایا کہ بیشک مجھے اللہ نے خلیفہ بنا دیا اور تم خدا سے دعا مانگو کہ اُسنے جس کام پر مجھے والی کیا ہے اُسمین میری تائید کرتا رہے۔ پھر جب مینے یہ بیان کیا کہ وہ شہید ہین اور شہید کیے جائینگے فرمایا مجھے کیسے شہادت (نصیب) ہوگی۔ مین تو تم سب کے درمیان رہتا ہون تم لوگ جہاد (بھی) کرتے ہو اور مین جہاد نہین کرتا (پھر شہادت کی امید کسطرح کر سکتا ہون) پھر فرمایا ہان اگر اللہ چاہے تو یہ (نعمت مگر بیٹھے ہی مجھے) عطا فرمائے

مسند عبد اللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ عنہ (۱) روایت)

صحابہ کرام سے محبت رکھنے کے متعلق انکی حدیث (امام) احمد نے عبد اللہ بن عبد الرحمن سے انھون نے

شیئا من معصیۃ اللہ تعالیٰ فلیکرہ ما یاتی من معصیۃ اللہ ولا ینزعن یدا من طاعۃ واخرج ابو عمر عن عبد الملک بن عمیر قال حدثنی ابو بردۃ واخی عن عوف بن مالک الاشجعی انہ رای فی المنام کان الناس جمعوا فاذا فیہم رجل فرعہم فہو فوقہم بثلاث اذرع قال فقلت من ہذا قال عمر قلت لم قالوا لان فیہ ثلث خصال لانہ لا یخاف فی اللہ لومۃ لائم وانہ خلیفۃ مستخلف وشہید مستشہد قال فاتی ابا بکر فقصہا علیہ فارسل الی عمر فدعاہ لیبشرہ قال فجاء عمر قال فقال لی ابو بکر اقصص رؤیاک قال فلما بلغت خلیفۃ مستخلف زبرنی عمر وانتہرنی وقال اسکت تقول ہذا وابو بکر حی قال فلما کان بعد وولی عمر مررت بالشام وہو علی المنبر قال فدعانی قال قصص رؤیاک فقصصتہا فلما قلت لہ لا یخاف فی اللہ لومۃ لائم قال انی لارجو ان یجعلنی اللہ منہم قال فلما قلت خلیفۃ مستخلف قال قد استخلفنی اللہ فاسالہ ان یعیننی علی ما ولانی فلما ان ذکرت شہید مستشہد قال انی لی بالشہادۃ وانا بین اظہرکم تغزون ولا اغزو ثم قال بلی یاتی اللہ بہا ان شاء اللہ۔

ومن مسند عبد اللہ بن مغفل المزنی

حدیثہ فی حب الصحابۃ اخرج احمد عن عبد اللہ بن عبد الرحمن

عن عبد اللہ بن مغفل المزنی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصحابی لا تتخذوهم غرضا بعدی فمن احبهم فبحبی احبهم ومن ابغضهم فببغضی ابغضهم ومن اذاهم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ ومن اذی اللہ اوشک ان یاخذہ

ومن مسند حفصة زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حدیثها فی فضل عثمان اخرج احمد من حدیث ابن جریج عن ابی خالد عن عبد اللہ بن ابی سعید المزنی قال حدثتنی حفصة ابنة عمر بن الخطاب قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم قد وضع ثوبه بین فخذیه فجاء ابو بکر فاستاذن فاذن له وهو علی هیئته ثم جاء عمر فاستاذن فاذن له ثم ناس من اصحابه والنبی صلی اللہ علیہ وسلم علی هیئته ثم جاء عثمان فاستاذن فاذن له فاخذ ثوبه فتجلله فتحدثوا ثم خرجوا قلت یا رسول اللہ جاء ابو بکر وعمر وعلی وسائر اصحابک وکنت علی هیئتک فلما جاء عثمان تجللت بثوبک فقال الا استحیی ممن یستحیی منه الملائکة وحدیثها فی بشارة اهل بدر والحدیبیة اخرج مسلم عن حفصة قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لارجو ان لا یدخل النار ان شاء اللہ احد شهد بدرا والحدیبیة قالت قلت یا رسول اللہ الیس قد قال اللہ وان منکم الا واردها قال الم تسمعیه یقول ثم ننجی الذین اتقوا وفی روایة لا یدخل النار ان شاء اللہ من اصحاب الشجرة احد الذین بایعوا تحتها

عبد اللہ بن مغفل مزنی سے روایت کی ہو کہ وہ کہتے تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ای لوگو) میرے اصحاب کو میرے بعد (ملامت کا) نشانہ نہ بنانا جسنے اُنسے محبت رکھی اُسنے میری (ہی) محبت کی وجہ سے اُنسے محبت رکھی اور جسنے اُنکے ساتھ بغض رکھا اُسنے میرے (ہی) بغض کی وجہ سے اُنسے بغض رکھا اور جسنے اُنکو (یعنی میرے صحابہ کو) ایذا دی اُسنے بیشک مجھے ایذا دی اور جسنے مجھے ایذا دی اُسنے اللہ کو ایذا دی اور جسنے اللہ کو ایذا دی تو عنقریب اُسکو (اللہ اپنے عذاب مین) ماخوذ کریگا۔

مسند (ام المومنین حضرت) حفصہ رضی اللہ عنہا زوجۂ نبی صلے اللہ علیہ وسلم (۲- روایت)

{حضرت عثمان کی فضیلت مین انکی حدیث} (امام) احمد نے بروایت جریج ابو خالد سے اُنھوں نے عبد اللہ بن سعید مزنی سے نقل کیا ہو وہ کہتے تھے کہ مجھسے حضرت حفصہ بنت عمر نے بیان کیا وہ کہتی تھین کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ایک روز دونوں رانون سے کپڑا ہٹائے ہوئے (بیٹھے) تھے اتنے مین حضرت ابوبکر تشریف لائے اور اُنھون نے (اندر آنیکی) اجازت چاہی آپنے انکو اجازت دی اور (وہ اندر آئے) آپ اسی طرح (رانون کو کھولے) بیٹھے رہے پھر حضرت عمر آئے اور (اجازت آنیکی) چاہی آپنے اُنکو بھی) اجازت دی پھر دیگر اصحاب آئے مگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنی اُسی ہیئت سے بیٹھے رہے پھر حضرت عثمان آئے اور (اندر آنیکی) اجازت چاہی تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کپڑا اُٹھا کر اپنی رانون پر ڈال لیا بعد اُسکے صحابہ سے باتین کرتے رہے پھر سب چلے گئے (حضرت حفصہ فرماتی ہین کہ) مینے عرض کیا کہ ای رسول خدا (صلے اللہ علیہ وسلم) ابوبکر اور عمر اور علی اور دیگر صحابہ آپکی خدمت مین آئے اور آپ اپنی ہیئت پر بیٹھے رہے (اور اپنی رانون کو نہین چھپایا) مگر جب عثمان آئے تو آپنے (اپنی رانون پر) کپڑا ڈال لیا۔ آپنے جواب دیا کہ مین اُس شخص سے حیا نہ کرون جس سے فرشتے حیا کرتے ہین۔ {انکی حدیث بشارت اہل بدر اور اہل حدیبیہ کے متعلق} (امام) مسلم نے حضرت حفصہ سے روایت کی ہو وہ فرماتی ہین کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین امید کرتا ہون کہ جو لوگ جنگ بدر اور (صلح) حدیبیہ مین شریک ہوئے ہین اُنمین سے ایک بھی انشاء اللہ دوزخ مین نہ جائیگا مینے کہا ای رسول خدا (صلے اللہ علیہ وسلم) کیا اللہ نے (قرآن مین) یہ نہین فرمایا ہو کہ تم مین سے کوئی ایسا نہین کہ اُسپر (یعنی دوزخ پر) نہ وارد ہو آپنے فرمایا (یہ تو ہی مگر) کیا تمنے (اسکے بعد والی آیت کو) نہین سُنا کہ (اللہ تعالی) فرماتا ہو پھر ہم نجات دینگے اُن لوگونکو جو (اپنے پروردگار سے) ڈرتے رہے۔ اور ایک روایت مین یہ ہو۔ اصحاب شجرہ مین سے یعنی جنھون نے درخت کے نیچے (رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے) بیعت کی ہو کوئی شخص انشاء اللہ دوزخ مین نہ جائیگا۔

المشکوۃ عن ابی عبیدۃ ومعاذ بن جبل عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان ھذا الامر بدأ نبوۃ ورحمۃ ثم یکون خلافۃ ورحمۃ ثم ملکا عضوضا ثم کائن جبریۃ وعتوا وفسادا فی الارض یستحلون الحریر والفروج والخمور یرزقون علی ذلک وینصرون حتی یلقوا اللہ رواہ البیہقی فی شعب الایمان

ومن مسند ابی بن کعب رض

فی فضل عمر رضی اللہ عنہ اخرج الحاکم من حدیث یحیی بن سعید عن سعید ابن المسیب عن ابی بن کعب قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول اول من یعانقہ الحق یوم القیامۃ عمر واول من یصافحہ الحق یوم القیمۃ عمر واول من یوخذ بیدہ فینطلق بہ الی الجنۃ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

ومن مسند ابی ایوب الانصاری رض

حدیث فی الفتوح الامصار اخرج الحاکم عن عبد الرحمن بن ابی لیلی عن ابی ایوب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انی رایت فی المنام غنما سودا دخلت فیها غنم عفر یا ابا بکر اعبرها فقال ابو بکر یا رسول اللہ ھی العرب تتبعک ثم [illegible] حتی تغمرها فقال النبی صلی [illegible] ھکذا عبرھا الملک سحر

ومن مسند ابی الدرداء رض

[illegible]

مسانید انصار اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

مسند معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ (۱۔ روایت)

مشکوۃ میں بروایت ابو عبیدہ اور معاذ بن جبل کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہی کہ آپنے فرمایا یہ امر (یعنی دین اسلام) نبوت اور رحمت (ہوکر) شروع ہوا ہی پھر خلافت اور رحمت ہو جائیگا پھر کاٹنے والی بادشاہت ہو جائیگی پھر جبر اور سرکشی اور زمین میں فساد بن جائیگا۔ (اور ایسے لوگ ہونگے کہ) ریشمی کپڑوں کو اور شرمگاہوں کو اور شرابوں کو حلال کر لینگے اور اس (شرارت وظلم) پر بھی (خدا کی جانب سے) انکو رزق دیا جائیگا اور (من جانب اللہ اپنے مخالفوں پر) نصرت پاتے رہینگے یہانتک کہ وہ اللہ سے ملینگے (پھر وہاں اپنے اعمال ناسزا کی سزا پائینگے) اس حدیث کو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہی۔

مسند اُبَیّ بن کعب رضی اللہ عنہ (۱۔ روایت)

[حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں انکی حدیث] حاکم نے بروایت یحیی بن سعید انھوں نے سعید بن مسیب سے انھوں نے حضرت ابی بن کعب سے نقل کیا ہی وہ کہتے تھے کہ مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ فرماتے تھے۔ قیامت کے دن سب سے پہلے جس شخص سے حق تعالی معانقہ کریگا وہ عمر ہیں اور سب سے پہلے جس شخص سے حق تعالی مصافحہ کریگا وہ عمر ہیں اور سب سے پہلے (فرشتے) جس شخص کو ہاتھ پکڑ کر جنت میں لیجائینگے وہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔

مسند ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ (۱۔ روایت)

[ملکی فتوحات کے متعلق انکی حدیث] حاکم نے عبد الرحمن بن ابی لیلی سے انھوں نے ابو ایوب (انصاری) سے انھوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ آپنے فرمایا۔ مینے خواب میں سیاہ بکریوں کے (ایک گلہ) کو دیکھا کہ جنمیں کچھ بھورے رنگ کی بکریاں آکر شامل ہوگئیں (پھر آپنے حضرت ابو بکر سے فرمایا) ای ابو بکر تم اسکی تعبیر بیان کرو حضرت ابو بکر نے کہا ای رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم وہ (سیاہ بکریاں) عرب ہیں جو آپکے تابع ہونگے پھر انکے بعد عجم آئینگے یہانتک کہ عرب سے بڑھ جائینگے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ تعبیر سنکر) فرمایا ایسی ہی تعبیر صبح کو فرشتے نے دی ہی۔

مسند ابو الدرداء رضی اللہ عنہ (۲۔ روایت)

[انکی حدیث تعریف خلافت شیخین کے متعلق] حاکم نے سعید بن جبیر سے انھوں نے ابو الدرداء سے روایت کی ہی وہ کہتے تھے کہ (ایکمرتبہ) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مختصر خطبہ پڑھا جب آپ خطبہ سے فارغ ہوئے تو آپنے حضرت ابو بکر سے فرمایا کہ ای ابو بکر (اب) تم خطبہ پڑھو سو چنانچہ حضرت ابو بکر کھڑے ہوئے اور انھوں نے خطبہ پڑھا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ سے مختصر

[illegible] عن ابی الدرداء قال خطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبۃ خفیفۃ [illegible] قال یا ابا بکر قم فاخطب فقام ابو بکر فخطب فقصر دون النبی صلی اللہ علیہ وسلم

فلما فرغ ابوبکر من خطبتہ قال یا عمر قم فاخطب فقام عمر رضی اللہ عنہ فخطب فقصر دون النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ودون ابی بکر وحدیثہ فی منزلۃ
ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ عند
النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیہ
اخرج البخاری عن بسر بن عبید اللہ
عن عائذ اللہ ابی ادریس عن
ابی الدرداء قال کنت جالسا عند
النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذ اقبل
ابوبکر آخذا بطرف ثوبہ حتی ابدی
عن رکبتیہ فقال النبی صلی اللہ
علیہ وسلم اما صاحبکم فقد غامر
فسلم وقال انی کان بینی وبین ابن الخطاب
شیٔ فاسرعت الیہ ثم ندمت فسألتہ
ان یغفر لی فابی علی فاقبلت الیک
فقال یغفر اللہ لک یا ابابکر ثلثا
ثم ان عمر ندم فاتی منزل ابی بکر
فسأل اثم ابوبکر فقالوا لا فاتی النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فجعل وجہ النبی
صلی اللہ علیہ وسلم یتمعر حتی اشفق
ابوبکر فجثا علی رکبتیہ فقال
یارسول اللہ واللہ انا کنت اظلم
مرتین فقال النبی صلی اللہ علیہ
وسلم ان اللہ بعثنی الیکم
فقلتم کذبت وقال ابوبکر صدقت
وواسانی بنفسہ ومالہ فہل انتم تارکون
لی صاحبی مرتین فما اوذی بعدہا

ومن مسند اسید ابن حضیر رضی اللہ عنہ

حدیثہ فی منزلۃ ابی بکر رضی اللہ عنہ
عند الصحابۃ اخرج البخاری
عن مالک عن عبد الرحمن ابن القاسم عن ابیہ عن عائشۃ فی قصۃ نزول آیۃ التیمم فقال اسید بن الحضیر
ما ہی باول برکتکم یا آل ابی بکر

خطبہ پڑھا۔ جب حضرت ابوبکر اپنے خطبہ سے فارغ ہوئے تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر سے فرمایا کہ اے عمر (اب) تم (بھی) خطبہ پڑھو حضرت عمر نے بھی خطبہ پڑھا اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے خطبہ سے اور حضرت ابوبکر کے خطبہ سے مختصر خطبہ پڑھا

| رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے نزدیک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جو مرتبہ تھا اسکے متعلق انکی حدیث |

(امام) بخاری نے بسر بن عبید اللہ سے اُنھون نے عائذ اللہ یعنی ابو ادریس سے اُنھون نے ابو الدرداء سے روایت کی ہر وہ کہتے تھے کہ مین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین بیٹھا تھا کہ اتنے مین حضرت ابوبکر آتے ہوئے نظر آئے اس حالت سے کہ اپنی چادر کا کونا پکڑے ہوئے تھے اور اپنے گھٹنے کھولے ہوئے (انکو اس وضع سے) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے (دیکھکر صحابہ کی طرف متوجہ ہوکر) فرمایا معلوم ہوتا ہی کہ تمھارے صاحب (یعنی حضرت ابوبکر) ابھی کسی سے لڑکر آرہے ہین (غرضکہ حضرت ابوبکر آگئے) اور سلام کرکے کہا کہ میرے اور ابن خطاب (یعنی حضرت عمر) کے درمیان کچھ (رنجش) ہوگئی تھی مجھے جلدی سے اُنپر غصہ آگیا پھر مین نادم ہوا اور اُنسے درخواست کی کہ میرا قصور معاف کردو اُنھون نے اس سے انکار کیا لہذا اب مین آپ کی خدمت مین حاضر ہوا ہون۔ آپنے فرمایا ای ابوبکر خدا تمھین بخشدے۔ (راوی کا بیان ہو کہ) پھر حضرت عمر (بھی) نادم ہوئے اور حضرت ابوبکر کے مکان پر جاکر دریافت کیا کہ کیا (یہان) حضرت ابوبکر ہین گھر والون نے جواب دیا کہ نہین۔ پھر حضرت عمر (اُنکے مکان سے) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ (انکو دیکھتے ہی) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک (غصہ سے) متغیر ہوگیا یہانتک کہ حضرت ابوبکر ڈرنے اور اپنے دونون زانو ونکے بل کھڑے ہوگئے اور دوبار کہا ای رسول خدا مینے ہی ظلم کیا (اور میری ہی طرف سے زیادتی ہوئی) پھر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے (مسلمانون سے مخاطب ہوکر) فرمایا۔ اللہ نے مجھے تمھاری طرف بھیجا تو تمنے کہا تم جھوٹے ہو اور ابوبکر نے کہا آپ سچ کہتے ہین اور اپنے جان ومال کے ساتھ میری غمخواری (اور مدد) کی کیا تم میرے لیے میرے ساتھی (اور میرے دوست) (سے تعرض کرنے) کو ترک کرتے ہو یا نہین (یہ کلمہ آپنے دو بار فرمایا۔ پھر اسکے بعد حضرت ابوبکر کو کسی نے کوئی ایذا دینے والی بات نہین کی

| مسند اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ (۲۔ روایت) | انکی حدیث حضرت ابوبکر کی فضیلت مین صحابہ کرام کے نزدیک |

(امام) بخاری نے (امام) مالک سے اُنھون نے عبد الرحمن بن قاسم سے اُنھون نے اپنے والد سے اُنھون نے حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے آیت تیمم کے نازل ہونیکے قصہ مین روایت کی ہے (جسمین یہ مضمون ہی) کہا پھر اُسید بن حضیر نے کہا ای آل ابوبکر یہ (یعنی تیمم کا مشروع ہونا) تمھاری پہلی برکت نہین ہے بلکہ اس قسم کی

وقوله ان هذا لشیٔ لا یکون الا بعد عمر اخرجه ابو یعلی من طریق محمود بن لبید عن ابن شفیع وکان طبیبًا عن أسید بن حضیر سمعت

رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول انکم ستلقون اثرة بعدی فلما کان عمر بن الخطاب قسم حللا بین الناس فبعث الیَّ منها بحلة فاستصغرتها فاعطیتها ابنی فبینا انا اصلی اذ مر بی شاب من قریش علیه حلة من تلك الحلل یجرها فذکرت قول رسول الله صلی الله علیه وسلم انکم ستلقون اثرة بعدی فقلت صدق الله ورسوله فانطلق رجل الی عمر فاخبره فجاء وانا اصلی فقال صلّ یا أسید فلما قضیت صلوتی قال کیف قلت فاخبرته فقال تلك حلة بعثت بها الی فلان وهو بدری احدی عقبی فاتاه هذا الفتی فابتاعها منه فلبسها فظننت ان ذاك یکون فی زمانی قلت قد والله یا امیر المؤمنین ظننت ان ذاك لا یکون فی زمانك

ومن مسند زید ابن ثابت رض

قوله ان المهاجرین اولی بالخلافة من غیرهما اخرج الحاکم من حدیث وهیب عن داود بن ابی هند عن ابی نضرة عن ابی سعید الخدری قال لما توفی رسول الله صلی الله علیه وسلم قام خطباء الانصار فجعل الرجل منهم یقول یا معشر المهاجرین

عہد ہا برکتین تمہاری ذات سے ہمیشہ ہوتی رہی ہین) [انکا یہ قول کہ مفضول کو افضل پر ترجیح دینا حضرت عمر کے بعد ہوگا } ابو یعلی نے بروایت محمود بن لبید ابن شفیع سے نقل کیا ہی اور وہ طبیب تھے وہ اسید بن حضیر سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ مینے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہی کہ آپ فرماتے تھے عنقریب تم لوگ میرے بعد دیکھوگے کہ تمپر دوسرون کو) ترجیح دیگئی (اسید بن حضیر کہتے ہین کہ) حضرت عمر بن خطاب نے اپنی خلافت کے زمانہ مین ایکمرتبہ لوگونکو حلّے تقسیم کیے چنانچہ ایک حُلّہ میرے پاس (بھی) بھیجا وہ میرے جسم پر چھوٹا ہوا لہذا مینے اپنے دو بیٹون کو دیدیا پھر ایک دن مین نماز پڑھ رہا تھا کہ میرے پاس سے ایک جوان قریشی گذرا اور اُسکے جسم پر ایک حُلّہ اُسی قسم کے حلّوں مین سے تھا جنمین مجھے حضرت عمر نے بھیجا تھا مینے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا یاد کیا کہ عنقریب تم (اپنے اوپر) ترجیح دیا جانا دیکھوگے پھر مینے کہا اللہ اور اُسکے رسول نے سچ کہا۔ وہ جوان (مجھسے یہ سنکر) حضرت عمر کے پاس پہونچا اور اُنکو اس حال سے خبر دی (یہ سُنتے ہی) حضرت عمر تشریف لائے مین ابھی نماز پڑھ رہا تھا انھون نے فرمایا ای اسید نماز پوری کرلو پھر جب مین نماز پڑھ چکا تو حضرت عمر نے فرمایا تمنے (ابھی اس جوان سے) کیا کہا تھا مینے اُنسے سارا حال بیان کیا اُنھون نے فرمایا کہ مینے (یہ حُلّہ جو یہ جوان پہنے ہی اسے نہین دیا بلکہ) یہ حُلّہ فلان شخص کو بھیجا تھا جو جنگ بدر اور احد اور بیعت عقبہ مین شریک ہوئے تھے مگر اس جوان نے اس حلہ کو اُنسے خرید لیا ہی اور پہنے ہوئے ہی کیا تمنے گمان کیا کہ یہ بات (یعنی مفضول کو افضل پر ترجیح دینا) میرے زمانہ مین ہوگی مینے کہا قسم خدا کی ای امیر المومنین مجھے تو یہی خیال تھا کہ یہ (ترجیح) آپکے زمانہ مین نہوگی (ولیکن اس جوان کو یہ حُلّہ پہنے ہوئے دیکھکر مجھے تعجب ضرور رہوا)

مسند زید بن ثابت رضی اللہ عنہ (ا- روایت)

{ انکا یہ قول کہ مہاجرین سب سے زیادہ مستحق خلافت ہین } حاکم بروایت وہیب نقل کرتے ہین وہ داؤد بن ابی ہند سے وہ ابو نضرہ سے وہ ابو سعید خدری سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو انصار کے خطیب کھڑے ہوے اور ایک شخص نے اُنمین سے کہا کہ ای گروہ مہاجرین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب تم مین سے کسی کو عامل بناتے تھے تو اُسکے ساتھ ہم مین سے بھی کسی کو اُسکے ساتھ کردیا کرتے تھے (تاکہ دونون ملکر کام کرین) لہذا ہم اسوقت بھی یہی مناسب سمجھتے ہین کہ اس کام (یعنی خلافت) کے دو شخص والی ہون ایک تم مین سے اور دوسرا ہم مین سے راوی کا بیان ہے کہ پھر انصار کے اور خطیبون نے بھی اسی بات کو بیان کیا اور اسی پر زور دیا کہ

ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان اذا استعمل رجلا منکم قرن معه رجلا منا فنری ان یلی هذا الامر رجلان احدهما منکم والآخر منا قال فتتابعت خطباء الانصار علی ذلك

فقام زيد بن ثابت فقال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان من المهاجرين فان الامام يكون من المهاجرين ونحن انصاره كما كنا انصار رسول الله صلى الله عليه وسلم فقام ابو بكر رضي الله عنه فقال جزاكم الله خيرا يا معشر الانصار وثبت قائلكم ثم قال اما لو فعلتم غير ذلك لما صالحناكم ثم اخذ زيد بن ثابت بيد ابي بكر فقال هذا صاحبكم فبايعوه ثم انطلقوا فلما قعد ابو بكر على المنبر نظر في وجوه القوم فلم ير عليا فسال عنه فقام ناس من الانصار فاتوا به فقال ابو بكر ابن عم رسول الله صلى الله عليه وسلم وختنه اردت ان تشق عصا المسلمين فقال لا تثريب يا خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم فبايعه ثم لم ير الزبير بن العوام فسال عنه حتى جاؤا به فقال ابن عمة رسول الله صلى الله عليه وسلم وحواريه اردت ان تشق عصا المسلمين فقال لا تثريب يا خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم مثل قوله فبايعاه هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه

ومن مسند زيد بن خارجة رضه

تكلمه بعد موته بفضائل الثلثة اخرج ابو عمر من طريق سليمان بن بلال عن يحيى بن سعيد بن المسيب ان زيد بن خارجة الانصاري ثم من بني الحارث بن الخزرج توفي زمن عثمان ابن عفان فسجي بثوب ثم انهم سمعوا جلجلة في صدره ثم تكلم فقال احمد احمد في الكتاب الاول صدق صدق ابو بكر الصديق الضعيف في نفسه القوي في امر الله في الكتاب الاول صدق صدق عمر بن الخطاب القوي الامين في الكتاب الاول صدق صدق عثمان

شخص خلیفہ بنائے جائین) پھر حضرت زید بن ثابت (انصاری خطبہ پڑھنے) کھڑے ہوئے اور اُنھون نے کہا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مہاجرین مین سے تھے اسلیے خلیفہ مہاجرین ہی مین سے ہوگا اور ہم سب اُسکے انصار (و مددگار) رہینگے جیسا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے انصار تھے۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ (خطبہ پڑھنے) کھڑے ہوئے اور فرمایا ای گروہ انصار اللہ تمھین جزائے خیر دے اور تمھارے (اس قول کے) کہنے والے کو ثابت (قدم) رکھے۔ پھر فرمایا اگر تم اس لے (اخیر) کے سوا دوسری رائے تجویز کرتے تو ہم ہرگز تمسے صلح نہ کرتے۔ پھر حضرت زید بن ثابت نے حضرت ابوبکر کا ہاتھ پکڑ کر کہا (کہ ای انصار) یہ تمھارے خلیفہ ہین انسے بیعت کرو۔ انکے کہنے سے سب لوگ (حضرت ابوبکر کی طرف) بڑھے پھر جب حضرت ابوبکر منبر پر بیٹھے تو حاضرین مین (بغور) نظر کی مگر حضرت علی کو نہ پایا اُنکے متعلق لوگونسے دریافت کیا پھر کچھ لوگ انصار مین سے اُٹھے اور حضرت علی کو لے آئے حضرت ابوبکر نے فرمایا ای ابن عم و داماد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کیا تم چاہتے ہو کہ مسلمانون کی جماعت مین تفریق ڈالو۔ حضرت علی نے جواب دیا ای خلیفہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم آپ مجھے ملامت نہ کرین (میرا یہ مقصود نہین ہی) پھر اُنھون نے حضرت ابوبکر سے بیعت کرلی پھر حضرت ابوبکر نے حضرت زبیر کو نہ دیکھا انکے متعلق (بھی) لوگون سے دریافت کیا یہانتک کہ کچھ لوگ انکو بھی لے آئے حضرت ابوبکر نے فرمایا ای ابن عم و حواری رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کیا تم چاہتے ہو کہ مسلمانون کی جماعت مین تفریق ڈالو حضرت زبیر نے جواب دیا ای خلیفہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے ملامت نہ کرین (مین مسلمانون مین تفریق ڈالنا نہین چاہتا یہ کہکر) اُنھون نے (بھی) حضرت ابوبکر سے بیعت کرلی (الغرض) دونون نے حضرت ابوبکر سے بیعت کرلی۔ { یہ حدیث حسب شرط (امام) مسلم صحیح ہی مگر امام بخاری اور امام مسلم نے اس حدیث کو صحیحین مین درج نہین کیا۔ }

مسند زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ (۱- روایت)

{ انکا اپنی وفات کے بعد خلفای ثلثہ کے فضائل بیان کرنا }

ابو عمر نے بروایت سلیمان بن بلال کے یحیی بن سعید بن مسیب سے نقل کیا ہی کہ زید بن خارجہ انصاری۔ حارثی۔ خزرجی نے عہد خلافت حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ مین وفات پائی تو انکو ایک چادر اُڑھادی گئی پھر لوگون نے اُنکے سینہ سے کچھ آواز مثل گھنٹے کے سُنی بعد اسکے وہ بولے اور اُنھون نے کہا۔ احمد احمد اگلی کتاب مین (اسی نام سے مذکور) ہین۔ سچ کہا سچ کہا۔ ابوبکر صدیق وہ اپنے کام مین ضعیف ہین خدا کے کام مین قوی ہین۔ اگلی کتاب مین (اسی وصف کے ساتھ مذکور) ہین سچ کہا سچ کہا عمر بن خطاب قوی امانت دار اگلی کتاب مین (اسی وصف کے ساتھ مذکور) ہین سچ کہا سچ کہا عثمان بن عفان انھین کے

...بعد ما بئر اريس قال يحيى بن سعيد قال سعيد بن المسيب ثم هلك رجل من بني خطمة فسجي بثوب فسمعوا جلجلة في صدره ثم تكلم فقال ان اخا بني الحارث بن الخزرج صدق صدق قال ابو عمر وكانت وفاته في خلافة عثمان وقد عرض مثل قصته لاخي ربعي بن حراش

ومن مسند رفاعة ابن رافع الزرقي

حديثه في فضل اهل بدر اخرج البخاري عن رفاعة بن رافع قال جاء جبرئيل الى النبي صلى الله عليه وسلم قال ما تعدون اهل بدر فيكم قال من افضل المسلمين او كلمة نحوها قال وكذلك من شهد بدرا من الملائكة

ومن مسند رافع بن خديج رض

حديثه في فضل اهل بدر اخرج ابن ماجة من حديث سفيان عن يحيى بن سعيد عن عباية بن رفاعة عن جده رافع بن خديج قال جاء جبرئيل او ملك الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال ما تعدون من شهد بدرا فيكم قالوا خيارنا قال كذلك هم عندنا خيار الملائكة

ومن مسند ابي سعيد بن المعلى

حديثه في الخطبة التي خطبها النبي صلى الله عليه وسلم في مناقب ابي بكر الصديق رضي الله عنه اخرج الترمذي عن عبد الملك بن عمير عن ابن ابي المعلى عن ابيه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم ... ان الله خير ...

طریقہ پر ہیں چار برس گذر گئے اور (دو برس) باقی ہیں فتنے آپہونچے اور قوی نے ضعیف کو کھا لیا اور قیامت قائم ہوئی اور عنقریب تمھارے پاس چاہ اریس کی خبر آئیگی اور (تمھیں کیا خبر ہے کہ) کیا ہے چاہ اریس یحییٰ بن سعید کہتے ہیں کہ سعید بن مسیب نے کہا پھر ایک شخص نے قبیلہ بنی خطمہ سے وفات پائی بعد وفات کے انکے جسم پر چادر ڈال دی گئی تو لوگوں نے اُنکے سینہ سے آواز مثل گھنٹے کے سُنی پھر اُنھوں نے کلام کیا اور کہا کہ بنی حارث بن خزرج کے بھائی (یعنی زید بن خارجہ) نے سچ کہا سچ کہا ابو عمر کہتے ہیں اُس شخص کی وفات حضرت عثمان کی خلافت میں ہوئی ہے اور ایسا ہی واقعہ ربعی بن خراش کے بھائی کا بھی پیش آیا تھا۔

مسند رفاعہ بن رافع زرقی رضی اللہ عنہ (۱- روایت)

{انکی حدیث اہل بدر کی فضیلت میں} بخاری نے رفاعہ بن رافع سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے جبرئیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اُنھوں نے پوچھا کہ آپ اہل بدر کو اپنے گروہ میں کیسا سمجھتے ہیں حضرت نے فرمایا سب مسلمانوں سے افضل یا اور کوئی ایسا ہی کلمہ فرمایا حضرت جبرئیل نے کہا کہ جسقدر فرشتے بدر میں شریک تھے (انکو بھی ہم) اسی طرح (اپنے گروہ میں) افضل سمجھتے ہیں۔

مسند رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ (۱- روایت)

{انکی حدیث اہل بدر کی فضیلت میں} ابن ماجہ نے بروایت سفیان یحییٰ بن سعید سے اُنھوں نے عبایہ بن رفاعہ سے اُنھوں نے اُنکے دادا رافع بن خدیج سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت جبرئیل یا کوئی دوسرا فرشتہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور (کہا کہ آپ اپنے صحابہ سے پوچھیے) کہ تم اُن لوگوں کو جو جنگ بدر میں شریک ہوئے ہیں اپنے گروہ میں کیسا سمجھتے ہو سب نے جواب دیا۔ ہم اُنکو سب سے بہتر سمجھتے ہیں حضرت جبرئیل اس فرشتہ نے کہا اسیطرح جو فرشتے جنگ بدر میں مسلمانوں کے ساتھ شریک تھے ہیں تو ہم لوگ سب فرشتوں سے بہتر سمجھتے

مسند ابو سعید بن معلی رضی اللہ عنہ (۱ روایت)

{انکی حدیث اُس خطبہ کے متعلق جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مناقب میں پڑھا تھا} ترمذی نے عبد الملک بن عمیر سے اُنھوں نے ابن معلی سے اُنھوں نے اپنے والد سے روایت کی وہ کہتے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن خطبہ پڑھا اُسمیں فرمایا کہ ایک نیک مرد کو پروردگار نے اختیار دیا ہے کہ وہ جبتک چاہے دنیا میں رہے اور جو کچھ دنیا کی نعمتوں سے چاہے یا اپنے پروردگار کی ملاقات کو پسند کرے تو اُس نیک مرد نے اپنے پروردگار کی ملاقات کو پسند کیا راوی کہتے ہیں کہ ابو بکر رونے لگے {تو صحابہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کیا تم اس شیخ (یعنی حضرت ابو بکر کے حال) سے تعجب نہیں کرتے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہی فرمایا تھا کہ ایک نیک مرد کو اُسکے پروردگار نے اختیار دیا ہے کہ چاہے دنیا میں...

...من الدنيا ما شاء ان يعيش ويأكل في الدنيا ما شاء ان يأكل وبين لقاء ربه فاختار لقاء ربه قال فبكى ابو بكر ... الشيخ اذ ذكر رسول الله صلى الله عليه وسلم رجلا صالحا خيره ربه بين...

وبین لقاء ربہ فاختار لقاء ربہ قال فکان ابوبکر اعلمہم بہا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فبکی ابوبکر قال نفدیک بآبائنا وامہاتنا فقال رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم ما من الناس احد امن
الینا فی صحبتہ وذات یدہ من ابن ابی قحافۃ
ولو کنت متخذا خلیلا لاتخذت ابن ابی قحافۃ
خلیلا ولکن ود واخاء ایمان مرتین
او ثلاثا وان صاحبکم خلیل اللہ

ومن مسند براء بن عازب

حدیثہ فی فتوح الامصار اخرج ابو یعلی
عن ابی عبد اللہ میمون عن البراء قال
امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بحفر الخندق قال عرض لنا صخرۃ
لا یاخذ فیہ المعاول فشکونا ذلک الی
النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فاخذ
المعول قال واحسبہ قال ووضع ثوبہ
فضرب ضربۃ وقال بسم اللہ فکسر
ثلث الصخرۃ ثم قال اللہ اکبر اعطیت
مفاتیح الشام انی لانظر الی قصورہا
الحمر من مکانی ہذا ثم قال بسم اللہ
وضرب اخری فکسر ثلثیہا وقال اللہ اکبر
اعطیت مفاتیح فارس واللہ انی لانظر
الی المدائن وقصورہا الابیض من
مکانی ہذا ثم قال بسم اللہ وضرب اخری
وکسر بقیۃ الحجر وقال اللہ اکبر اعطیت مفاتیح
الیمن واللہ انی لانظر الی ابواب صنعاء من مکانی ہذا

ومن مسند ام حرام الانصاریۃ

حدیثہا فی الوعد بغزو البحر فکانت فی زمن
عثمان رضی اللہ عنہ اخرج البخاری [illegible]
معدان ان عمیر بن الاسود [illegible]
انہ اتی عبادۃ بن الصامت [illegible]
وہو نازل فی ساحل [illegible]
ام حرام [illegible]

اپنے پروردگار سے ملے تو اُسنے اپنے پروردگار کی ملاقات کو اختیار کیا (اسمین رمز کی گیا بات ہی) راوی کا بیان ہی کہ پھر (بعد وفات حضرت کے سب کو معلوم ہوگیا کہ) ابوبکر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کو سب سے زیادہ سمجھے تھے (اور انھون نے کہا ہم لوگ اپنے باپ دادا اور اپنے مال کو آپ پر فدا کرتے ہین (آپ ایسا قصد نہ فرمائین) پھر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی صحبت اور اپنے مال مین ابن ابی قحافہ سے زیادہ ہمپر احسان کرنیوالا کوئی نہین ہی اور اگر مین کسی کو خلیل بناتا تو ضرور ابن ابی قحافہ کو خلیل بناتا لیکن محبت اور ایمانکی برادری انکے ساتھ ہی یہ کلمہ آپنے دو بار یا تین بار فرمایا اور فرمایا) تمھارا صاحب اللہ کا خلیل ہی۔

مسند براء بن عازب رضی اللہ عنہ (۱) روایت) {انکی حدیث فتوح ممالک کے متعلق} ابویعلی نے

ابو عبد اللہ یعنی میمون سے اُنھون نے براء (بن عازب) سے روایت کی ہی وہ کہتے تھے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے (غزوہ احزاب مین) مدینہ منورہ کے گرد خندق کھودنے کا حکم دیا (چنانچہ ہم لوگ خندق کھودنے مین مصروف ہوئے ہم خندق کھود رہے تھے کہ) ایک (بڑا) پتھر ایسا سخت نکل آیا کہ جسپر کدال اثر نہ کرتی تھی ہمنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکی شکایت کی آپنے کدال لی میمون کہتے ہین مجھے خیال ہوتا ہی کہ براء نے کہا اور آپنے اپنے کپڑے اُتارے پھر بسم اللہ کہکر پتھر پر کدال کو مارا جس سے ایک تہائی پتھر ٹوٹ گیا۔ پھر آپنے فرمایا اللہ اکبر مجھے (مُلک) شام کی کنجیان عنایت ہوئین مین شام کے سُرخ محل یہانسے دیکھ رہا ہون۔ پھر بسم اللہ کہکر آپنے دوسری مرتبہ کدال ماری جس سے دو تہائی پتھر ٹوٹ گیا اور آپنے فرمایا اللہ اکبر مجھے فارس کی کنجیان عنایت ہوئین خدا کی قسم مین یہانسے فارس کے سفید محل دیکھ رہا ہون پھر آپنے تیسری مرتبہ بسم اللہ کہکر کدال ماری اور باقی پتھر ٹوٹ گیا اور فرمایا اللہ اکبر مجھے یمن کی کنجیان عنایت ہوئین قسم خدا کی مین یہانسے صنعاء کے دروازے دیکھ رہا ہون۔

مسند اُمّ حرام انصاریہ رضی اللہ عنہا (۱) روایت) {انکی حدیث غزوہ بحر کے وعدے کے بیان مین جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ مین ہوا}

(امام) بخاری نے خالد بن معدان سے روایت کی ہی وہ کہتے تھے کہ عمیر بن اسود عنسی نے اُنسے بیان کیا وہ کہتے تھے کہ مین حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور وہ ساحل حمص پر اپنے مکان مین رہتے تھے اور اُنکے ہمراہ ام حرام تھین عمیر کہتے ہین کہ ہمسے ام حرام رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے میری امت کا پہلا لشکر جو دریا مین جہاد کریگا وہ جنت کا مستحق ہوگیا ام حرام کہتی ہین کہ مینے عرض کیا یا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کیا مین انمین ہونگی آپنے فرمایا تم انمین ہوگی ام حرام کہتی ہین پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کا پہلا لشکر جو قیصر کے شہر مین جہاد کریگا وہ بخشا گیا مینے عرض کیا یا رسول خدا مین انمین ہون آپنے فرمایا نہین (تم انمین نہ ہوگی)

عنہا انہا سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول اول جیش من امتی یغزون البحر قد اوجبوا قالت ام حرام قلت یا رسول اللہ [illegible]
فیہم قال انت فیہم ثم قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اول جیش من امتی یغزون مدینۃ [illegible]

[illegible]

ومن مسند سهل بن سعد الساعدي حديثه في اثبات الصديقية لابي بكر والشهادة لهما اخرج ابو يعلى عن عبد الرزاق عن معمر عن ابي حازم عن سهل بن سعد ان احدًا ارتج وعليه رسول الله صلى الله عليه وسلم وابو بكر وعمر وعثمان فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اثبت احد فما عليك الا نبي او صديق او شهيدان وحديثه في منزلة ابي بكر عند النبي صلى الله عليه وسلم اخرج ابو يعلى عن حماد بن زيد عن ابي حازم عن سهل بن سعد قال كان قتال بين بني عمرو بن عوف فاتاهم النبي صلى الله عليه وسلم ليصلح بينهم وقد صلى الظهر فقال لبلال ان حضرت صلوة العصر ولم آت فمر ابا بكر فليصل بالناس فلما حضرت صلوة العصر اذن بلال واقام قال يا ابا بكر تقدم فتقدم ابو بكر فجاء رسول الله صلى الله عليه وسلم فشق الصفوف فلما رئي رسول الله صلى الله عليه وسلم صفّح القوم بالتصفيق قال وكان ابو بكر اذا دخل في صلوة لم يلتفت فلما رأى التصفيق لا يمسك عنه التفت فرأى رسول الله صلى الله عليه وسلم خلفه فاومأ اليه النبي صلى الله عليه وسلم ان امض فلبث ابو بكر هنية يحمد الله على قول رسول الله صلى الله عليه وسلم امض ثم مشى ابو بكر القهقرى يعني على عقبه فلما رأى ذلك النبي صلى الله عليه وسلم تقدم فصلى بالقوم صلوتهم فلما قضى صلاته قال يا ابا بكر ما منعك اذا اومأت اليك الا تكون مضيت قال ابو بكر لم يكن لابن ابي قحافة ان يؤم رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال للناس اذا نابكم في صلوتكم شيء فليسبح الرجال وليصفق النساء

ومن مسند نعمان بن بشير حديثه في القرون الثلثة اخرج احمد من حديث عاصم بن بهدلة عن خثيمة والشعبي عن النعمان بن بشير قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خير الناس قرني ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم ثم ياتي قوم تسبق ايمانهم شهاداتهم وشهاداتهم ايمانهم

مسند سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ (۲ - روایت)

{انکی حدیث حضرت ابو بکر کی صدیقیت اور حضرت عمر اور حضرت عثمان کی شہادت کے اثبات مین} ابو یعلی نے عبد الرزاق سے انھون نے معمر سے انھون نے ابو حازم سے انھون نے سہل بن سعد سے روایت کی ہے کہ کوہ احد ہلنے لگا اور اُسپر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر و عمر و عثمان تھے پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ای احد ٹھہر جا تیرے اوپر صرف ایک نبی ہین اور ایک صدیق اور دو شہید ہین {انکی حدیث حضرت ابو بکر کی منزلت کے بیان مین جو انکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک حاصل تھی} ابو یعلی نے حماد بن زید سے انھون نے ابو حازم سے انھون نے سہل بن سعد سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ قبیلۂ بنی عمرو بن عوف کے درمیان کچھ لڑائی ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُنمین صلح کرانیکے لیے اُنکے پاس تشریف لے گئے اور آپ (مدینہ سے) ظہر پڑھکر گئے تھے اور بلال کو یہ حکم دیا تھا کہ اگر عصر کا وقت آجائے اور مین نہ آؤن تو ابو بکر سے کہنا کہ وہ نماز پڑھا دین۔ جب عصر کا وقت آیا بلال نے اذان دی اور اقامت کہی اور حضرت ابو بکر سے کہا کہ ای ابو بکر آپ امامت کیجیے حضرت ابو بکر نے امامت کی (ابھی نماز ہو رہی تھی کہ) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور صفونکو چیر کر آگے بڑھے۔ جب لوگون کی نظر آپ پر پڑی تو انھون نے تالی بجانا شروع کی (تا کہ حضرت ابو بکر کو آپکا تشریف لانا معلوم ہو جائے) اور حضرت ابو بکر جب نماز مین مصروف ہوتے تو کسی طرف التفات نہ کرتے جبکہ انھون نے دیکھا کہ تالی بجانا موقوف نہین ہوتا تو وہ ملتفت ہوئے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پیچھے کھڑا ہوا دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو اشارے سے فرمایا کہ نماز پوری کر لو (اور اپنی جگہ سے نہ ہٹو) حضرت ابو بکر کچھ دیر ٹھہرے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمانے پر کہ نماز پوری کرو اللہ کی حمد کرتے رہے پھر حضرت ابو بکر الٹے پیرون پیچھے ہٹ آئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم یہ دیکھکر آگے بڑھے اور لوگونکو نماز پڑھائی پھر نماز پوری کر کے آپنے فرمایا ای ابو بکر جبکہ مینے اشارہ سے تمکو حکم دیدیا تھا کہ نماز پوری کرو تو پھر تمنے کیون نہ نماز پوری کی حضرت ابو بکر نے جواب دیا کہ ابن ابی قحافہ کو مناسب نتھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا امام بنے۔ پھر آپنے لوگونسے فرمایا کہ جب تمھین نماز مین کوئی واقعہ پیش آئے تو مرد (اپنی جماعت مین) سبحان اللہ کہین اور عورتین (اپنی جماعت مین) تالی بجائین۔

مسند نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ (۱ روایت)

{انکی حدیث قرون ثلثہ کے بیان مین} امام احمد نے بروایت عاصم بن بہدلہ خثیمہ اور شعبی سے انھون نے نعمان بن بشیر سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے - بہتر لوگون مین میرے زمانہ کے لوگ ہین پھر وہ لوگ جو انکے بعد ہونگے پھر وہ لوگ جو انکے بعد ہونگے پھر ایسے لوگ آئینگے کہ انکی قسمین انکی گواہی سے اور انکی گواہی انکی قسمون سے سبقت کریگی

ومن مسند عويم بن ساعدة حديثه في النهي عن سب الصحابة وبيان فضيلتهم اخرج الحاكم من حديث عبد الرحمن بن سالم

مسند عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہ (۱- روایت)

(انکی حدیث صحابہ کو برا کہنے کی ممانعت مین اور صحابہ کی فضیلت کے بیان مین)

حاکم نے بروایت عبدالرحمٰن بن سالم بن عبدالرحمٰن بن عویم بن ساعدہ اُنکے والد سے اُنھون نے اُنکے داداسے اُنھون نے عُوَیم بن ساعدہ سے نقل کیا ہی کہ وہ کہتے تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے مجھے پسند کیا اور میرے لیے میرے اصحاب کو منتخب فرمایا پھر اُنمین سے بعض کو (میرا) وزیر اور (بعض کو میرا) انصار اور (بعض کو میرا) سسرالی رشتہ دار بنا دیا لہذا جو کوئی صحابہ کو برا کہے اُس پر خدا کی اور اُسکے فرشتوں کی اور سب لوگونکی لعنت ہو اُس سے قیامت کے دن کوئی نفل یا فرض (عبادت) نہ قبول ہوگی

مسند شداد بن اوس رضی اللہ عنہ (۱- روایت)

(انکی حدیث فتوح ممالک کے متعلق) (امام احمد نے عبدالرزاق سے انھون نے معمر سے اُنھون نے ایوب سے اُنھون نے ابوالاشعث سے اُنھون نے ابو اسما رحبی سے اُنھون نے شداد بن اوس سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - اللہ عز وجل نے میرے لیے ساری زمین لپیٹ دی یہانتک کہ مینے اسکے مشارق اور مغارب کو دیکھا اور (اسکی تعبیر مین یہ سمجھتا ہون کہ) میری امت کی حکومت اس مقام تک پہونچیگی جہانتک زمین میرے لیے لپیٹی گئی اور مجھے دو خزانے سفید اور سرخ عطا کیے گئے اور مینے اپنے پروردگار عز وجل سے دعا کی کہ میری امت کو عام قحط مین (مبتلا کرکے) نہ ہلاک کرے اور یہ (بھی دعا کی) کہ کسی غیر قوم کے دشمن کو اُنپر مسلط نہ فرمائے تاکہ وہ انکو ہلاک کرے اور یہ (بھی دعا کی) کہ انمین اختلاف نہ پیدا کر اور وہ باہم جنگ خونریزی نہ کرین اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) مین جب کوئی حکم کرتا ہون تو وہ کسی طرح ٹل نہین سکتا اور مینے تمھاری امت کے لیے یہ بات تو (تمھاری دعا کی برکت سے) عطا کی ہی کہ اُنھین عام قحط مین (مبتلا کرکے) نہ ہلاک کرونگا اور نہ غیر قوم کے دشمن کو اُنپر مسلط کرونگا کہ وہ انکو بالکل ہلاک کردے مگر تمھاری امت کے لوگ آپسمین خونریزی کرینگے اور ایکدوسرے کو قید کرلینگے - (راوی کا بیان ہی) اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اپنی امت کے حق مین (اُنکے) گمراہ کرنیوالے سرداروں کے سوا اور کچھ خوف نہین پھر جب میری امت مین تلوار رکھ دی جائیگی (یعنی ان مین باہم شمشیر بازی شروع ہو جائیگی) تو پھر قیامت تک اُنسے نہ اُٹھائی جائیگی -

مسند حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ (۳- روایت)

(حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تعریف مین انکے اشعار) حاکم نے بروایت [illegible]

[illegible]

ابن عبد الرحمن بن عويم بن ساعدة عن
ابيه عن جده عويم بن ساعدة ان
رسول الله صلى الله عليه وسلم قال
ان الله تبارك وتعالى اختارني واختار
لي اصحابا فجعل لي منهم وزراء وانصارا
واصهارا فمن سبهم فعليه لعنة
الله والملائكة والناس اجمعين لا يقبل
منه يوم القيمة صرف ولا عدل

ومن مسند شداد بن اوس

حديثه في فتوح الامصار اخرج احمد عن
عبد الرزاق عن معمر عن ايوب عن
ابي الاشعث عن ابي اسماء الرحبي عن
شداد بن اوس ان النبي صلى الله
عليه وسلم قال ان الله عز وجل زوى
لي الارض حتى رايت مشارقها ومغاربها
وان ملك امتي سيبلغ ما زوي لي منها
واني اعطيت الكنزين الابيض والاحمر
واني سألت ربي عز وجل ان لا يهلك
امتي بسنة عامة وان لا يسلط
عليهم عدوا من غيرهم فيهلكهم
وان لا يلبسهم شيعا ولا يذيق بعضهم
باس بعض فقال يا محمد اني اذا
قضيت قضاء فانه لا يرد واني قد اعطيتك لامتك
ان لا اهلكهم بسنة عامة ولا اسلط
عليهم عدوا من غيرهم فيهلكهم
بعامة حتى يكون بعضهم يهلك بعضا
يقتل بعضهم بعضا ويسبي بعضهم بعضا
قال وقال النبي صلى الله عليه وسلم
واني لا اخاف على [illegible]

[illegible] الشيعة [illegible] يوم [illegible]
[illegible]

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم قال لحسان بن ثابت قلت فی ابی بکر شیئا قال نعم قال قل حتی اسمع قال قلت ؎ وثانی اثنین فی الغار المنیف وقد + طاف

صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر تھا (جبکہ) آپنے حضرت حسّان بن ثابت سے ارشاد فرمایا کیا تمنے ابوبکر کی تعریف مین کچھ (اشعار) کہے ہین وہ مجھے بھی سناؤ۔ حضرت حسّان نے جواب دیا ہان مینے (کچھ اشعار) کہے ہین (وہ یہ ہین) (ترجمہ اشعار) حضرت صدیق غار شریف مین رسولؐ خدا کے (ساتھ) ثانی اثنین تھے۔ جب (حضرت صدیق) اور (رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم) دونون پہاڑ پر چڑھے (اور غار مین مخفی ہوئے) تو دشمنون نے غار کو گھیر لیا۔ وہ (یعنی حضرت صدیق) رسول خدا (صلے اللہ علیہ وسلم) کے محبوب ہین (اس بات کو سب جانتے ہین) اور حضرت نے کسی مخلوق کو انکی برابر نہین سمجھا (یہ اشعار سنکر) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا۔ اور حاکم نے بروایت مجالد بن سعید نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ کسی نے شعبی سے سوال کیا کہ سب سے پہلے کون اسلام لایا۔ انھون نے جواب دیا کیا تمنے حسّان کا قول نہین سُنا وہ کہتے ہین (ترجمہ اشعار) (اے مخاطب) تو کسی ثقہ (یعنی معتبر شخص) کا غم یاد کرے تو اپنے بھائی ابوبکر کو اُنکے کام کے سبب سے یاد کر لیا کر وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر اور سب سے زیادہ پرہیزگار اور سب سے زیادہ عدل کرنیوالے تھے اور بار خلافت کے اُٹھانے مین سب سے کامل تھے (مصداق) ثانی اثنین (شریعت کے) متبع تھے انکی کارگزاری عمدہ ہے اور لوگون مین سب سے اول (خدا کے) رسولون کی اُنھون نے تصدیق کی تھی۔ اور ابو عمر نے بروایت ابوبکر بن ابی شیبہ نقل کیا ہے وہ کہتے تھے ہمسے ہمارے ایک شیخ (اُستاد) نے بیان کیا ہے وہ کہتے تھے ہمسے مجالد شعبی سے روایت کرکے بیان کرتے تھے وہ کہتے تھے مینے حضرت ابن عباس سے پوچھا یا کسی اور شخص نے اُنسے پوچھا کہ لوگون مین سب سے اول کون اسلام لایا تو انھون نے جواب دیا۔ کیا تمنے حسّان بن ثابت کا قول نہین سُنا وہ کہتے ہین۔ ترجمہ اشعار) جب تم کسی ثقہ (یعنی معتبر شخص) کا غم یاد کرو تو اپنے بھائی ابوبکر کو اُنکے کام کے سبب سے یاد کر لیا کرو (کیونکہ) وہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد بہترین خلق سب سے زیادہ پرہیزگار سب سے زیادہ عدل کرنیوالے تھے اور بار (خلافت) کے اُٹھانے مین سب سے کامل تھے (وہ مصداق) ثانی اثنین (شریعت کے) متبع تھے انکی کارگزاری عمدہ تھی اور لوگون مین سب سے پہلے (خدا کے) رسولونکی تصدیق انھون نے کی تھی۔ ابو عمر کہتے ہین مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حسّان سے فرمایا کیا تمنے ابوبکر کی تعریف مین کچھ (اشعار) کہے ہین اُنھون نے عرض کیا ہان اور یہ اشعار (مرقومہ بالا) پڑھے اور انمین (ایک) چوتھا شعر بھی تھا وہ یہ ہے (ترجمہ شعر) اور غار شریف مین حضرت صدیق ثانی اثنین تھے اور جب دونون پہاڑ پر چڑھے (اور غار مین جاکر چھپے) تو غار کو دشمنون نے گھیر لیا۔ (یہ اشعار سنکر) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے اور فرمایا اے حسّان تمنے اچھے شعر کہے ہین اور اس روایت مین پانچوان شعر بھی منقول ہے (وہ شعر یہ ہے) اور حضرت صدیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب تھے اور اسے سب جانتے ہین کہ وہ بہترین خلق تھے حضرت نے انکی برابر کسی کو نہین کیا۔

مسند ابوالہیثم بن تیہان رضی اللہ عنہ (اس روایت) | ابو عمر کہتے ہین کہ منجملہ اشعار منقبت حضرت

التعید [illegible] بہ اذ صعد الجبلا + وکان حِبّ رسول اللہ قد علموا + من الخلائق لم یعدل بہ بدلا + فتبسم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم واخرج الحاکم من حدیث مجالد بن سعید قال سئل الشعبی من اول من اسلم فقال اما سمعت قول حسان ؎ اذا تذکرت شجوًا من اخی ثقۃ + فاذکر اخاک ابابکر بما فعلا + خیر البریۃ اتقاھا واعدلھا + بعد النبی واوفاھا بما حملا + الثانی التالی المحمود مشھدہ + واول الناس منھم صدّق الرسلا + واخرج ابو عمر من حدیث ابی بکر بن ابی شیبۃ قال حدثنا شیخ لنا قال حدثنا مجالد عن الشعبی قال سالت ابن عباس او سئل ای الناس کان اول اسلامًا قال اما سمعت قول حسان بن ثابت ؎ اذا تذکرت شجوًا من اخی ثقۃ + فاذکر اخاک ابابکر بما فعلا + خیر البریۃ اتقاھا واعدلھا + بعد النبی واوفاھا بما حملا + الثانی التالی المحمود مشھدہ + واول الناس منھم صدق الرسلا + قال ابو عمر وروی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لحسان ھل قلت فی ابی بکر شیئا قال نعم وانشدہ ھذہ الابیات وفیھا بیت رابع وھو ؎ وثانی اثنین فی الغار المنیف وقد طاف العدو بہ اذ صعد الجبلا + فسر بذلک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] یا حسان

[illegible] وکان حِبّ رسول اللہ قد علموا + خیر البریۃ لم یعدل بہ رجلا ومن مسند ابی الہیثم بن التیہان قال ابو عمر ومما قیل

في ابي بكر قول ابي الهيثم بن التيهان فيما ذكروا ۔ واني لارجو ان يقوم بامرنا ۞ ويحفظه الصديق والمرء من عيلي ۞ اولئك خيار الحي فهر ابن مالك ۞ وانصاره الذين من كل محتد ۞

ابو بکر کے ابو الہیثم بن تیہان کا یہ قول ہو} (ترجمہ شعر) اور مین امید کرتا ہون کہ حضرت صدیق اور ایک شخص قبیلہ عدی سے یعنی حضرت عمر ہماری (حکومت کے) کام پر قائم ہون اور اُسکی حفاظت کرین یہ لوگ خاندان فہر بن مالک مین اشراف (اور معزز) ہین اور ہر (سرکش) حد سے بڑھنے والے کے ہاتھ سے امن دین کے مددگار ہین ۔

مسند کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ (۱- روایت) {انکی حدیث اس بارے مین کہ حضرت عثمان حق پر تھے} (امام) احمد نے بروایت مطر وراق ابن سیرین سے اُنھون نے کعب بن عجرہ سے نقل کیا ہو وہ کہتے تھے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنہ ذکر کیا اور اُسکا (واقع) ہونا قریب بیان فرمایا اور اُسکا بڑا ہونا ظاہر کیا راوی کا بیان ہو کہ پھر ایک شخص چادر سے سر چھپائے (اُدھر سے) نکلے تو آپنے فرمایا کہ یہ شخص اُس دن حق پر ہوگا ۔ (کعب بن عجرہ کہتے ہین) پھر مین جلدی سے یا دوڑ کر چلا اور اُس جانیوالے کے بازو پکڑ کر اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو دکھلاکر عرض کیا اے رسول خدا کیا (یہی شخص) ہین فرمایا (یہی) ہین پھر (ہمنے دیکھا تو) وہ حضرت عثمان بن عفان تھے

مسانید دیگر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین

مسند جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ (۲- روایت) (امام) بخاری وغیرہ نے جابر بن سمرہ سے روایت کی ہو وہ کہتے تھے کہ مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے ۔ یہ دین (اسلام) قائم رہیگا یہانتک کہ تمپر بارہ خلیفہ ہونگے وہ سب قریش سے ہونگے ۔ اور (امام) احمد نے عامر بن سعد بن ابی وقاص سے روایت کی ہو وہ کہتے تھے کہ مینے اپنے غلام کے ہاتھ جابر بن سمرہ کے پاس ایک خط لکھکر روانہ کیا اُسمین مینے لکھا تھا کہ کوئی حدیث جو آپنے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہو مجھے بتا بھیجئے اُنھون نے مجھے لکھا کہ مینے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے جمعہ کے دن یعنی جب (ماعز) اسلمی (زنا کی حد مین) سنگسار کیے گئے اسکے دوسرے وقت سُنا کہ آپنے فرمایا دین (اسلام) ہمیشہ قائم رہیگا یہانتک کہ تمپر بارہ خلیفہ ہونگے اور وہ سب قریش سے ہونگے ۔ اور مینے آپسے یہ بھی سُنا ہو کہ آپ فرماتے تھے مسلمانونکی ایک جماعت بیت ابیض یعنی بیت کسری یا بیت آل کسری (ملک فارس) کو فتح کریگی ۔ اور امام بخاری نے بروایت عبد الملک بن عمیر حضرت جابر بن سمرہ سے نقل کیا ہو ۔ جابر اسکو (حدیث) مرفوع کرکے بیان کرتے تھے اور کہتے تھے کہ جب کسری (بادشاہ فارس) ہلاک ہوجائیگا اُسکے بعد پھر کسری نہوگا اور جب قیصر (شاہ روم) ہلاک ہوگا تو اسکے بعد (پھر) قیصر نہوگا قسم اُسکی جسکے ہاتھ مین محمد کی جان ہو تم خدا کی راہ مین دونونکے خزانونکو خرچ کروگے ۔

مسند عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ (۱- روایت) {انکی حدیث فتوح ممالک کے متعلق} (امام) بخاری نے بروایت محل بن خلیفہ کے عدی بن حاتم سے نقل کیا ہو وہ کہتے تھے کہ ایک (روز) مین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین تھا اتنے مین ایک شخص آیا اور آپسے [illegible]

ومن مسند کعب بن عجرة

حديثه في ان عثمان على الحق اخرج احمد عن محمد بن مطر الوراق عن ابن سيرين عن كعب بن عجرة قال ذكر رسول الله صلى الله عليه وسلم فتنة فقربها وعظمها قال ثم مر رجل مقنع في ملحفة فقال هذا يومئذ على الحق فانطلقت مسرعا او محضرا فاخذت بضبعيه فقلت هذا يا رسول الله قال هذا فاذا هو عثمان بن عفان

مسانيد سائر الصحابة رضوان الله عليهم اجمعين

اولها

مسند جابر بن سمرة

اخرج البخاري وغيره عن جابر بن سمرة قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا يزال الدين قائما حتى يكون عليكم اثنا عشر خليفة كلهم من قريش واخرج احمد عن عامر بن سعد بن ابي وقاص قال كتبت الى جابر بن سمرة مع غلامي اخبرني بشيء سمعته من رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فكتب الي سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم الجمعة عشية رجم الاسلمي يقول لا يزال الدين قائما حتى يكون عليكم اثنا عشر خليفة كلهم من قريش قال وسمعته يقول عصبة المسلمين يفتحون البيت الابيض بيت كسرى او آل كسرى [illegible] البخاري من حديث عبد الملك بن عمير [illegible] بن سمرة يرفعه قال اذا هلك كسرى [illegible] بعده فلا كسرى بعده واذا هلك قيصر فلا قيصر بعده والذي نفس محمد بيده لتنفقن كنوزهما في سبيل الله ومن مسند عدي بن حاتم حديثه في فتح الامصار اخرج البخاري من حديث محل بن خليفة عن عدي بن حاتم قال بينا انا عند النبي صلى الله عليه وسلم اذ اتاه رجل فشكا اليه

(کشی اور محتاجی) کی شکایت کی پھر دوسرا شخص آیا اُسنے رہزنی کی شکایت کی آپنے فرمایا اے عدی کیا تمنے مقام حیرہ دیکھا ہی مینے عرض کیا مینے اُسے نہین دیکھا مگر مجھے اُسکے متعلق لوگونسے خبر ملی ہی (اور جانتا ہون کہ حیرہ کوئی مقام ہی) آپنے فرمایا کہ اگر تم زندہ رہے تو (ایکدن) دیکھ لوگے کہ عورت (تنہا) حیرہ سے چلکے مکہ مین کر کعبہ کا طواف کریگی اور خدا کے سوا (راستہ مین) وہ کسی سے نہ ڈریگی مینے اپنے جی مین کہا کہ اسوقت (قبیلہ) طی کے رہزن جنھون نے (اپنے ظلم و فساد کی) آگ شہرونمین لگا رکھی ہی کہان ہونگے (نیز آپنے فرمایا اے عدی) اگر تم زندہ رہے تو تم لوگ ضرور کسریٰ کے خزانونکو فتح کرو گے مینے عرض کیا کیا کسری بن ہرمز آپنے فرمایا (ہان) کسری بن ہرمز (نیز آپنے فرمایا) اگر تم زندہ رہے تو (ایکدن) دیکھ لوگے کہ انسان سونے یا چاندی سے ہتیلی بھر کر صدقہ دینے کے لیے) باہر نکلیگا اور خواہش کریگا کہ کوئی اُسے قبول کرے مگر کسی کو (ایسا محتاج) نہ پائیگا کہ وہ اُس سے (اُس سونے چاندی کو) لے۔ اور انسان ایکدن اپنے خدا سے اس حال مین ضرور ملیگا کہ اُسکے اور خدا کے درمیان کوئی ترجمان نہوگا پھر اللہ تعالیٰ اُس سے کہیگا کیا مینے تیری طرف رسول نہین بھیجا وہ جواب دیگا بیشک (خداوندا تونے رسول بھیجا) پھر اللہ فرمائیگا کیا مینے تجھے مال اور اولاد (دنیا مین) نہین دیا اور کیا مینے تجھپر (اپنا فضل (وکرم) نہین کیا وہ عرض کریگا بیشک (خداوندا تونے سب کچھ دیا) پھر وہ شخص اپنے داہنی جانب نظر کریگا تو اُسے دوزخ ہی نظر آئیگی اور اپنے بائین جانب نظر کریگا (پھر بھی) دوزخ ہی نظر آئیگی۔ عدی کہتے ہین کہ مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے (صدقہ دیکر) آگ سے بچو اگرچہ ایک ٹکڑا کھجور کا سہی پس جسے (صدقہ دینے کے لئے) ایک ٹکڑا کھجور بھی نملے تو وہ اچھی بات کہکر (سائل کو خوش کردے) عدی کہتے ہین۔ پھر مینے (وہ زمانہ پایا اور بچشم خود) دیکھ لیا کہ عورت (تنہا) حیرہ سے چلتی ہی اور (خانہ) کعبہ کا طواف کرتی ہی (اور اپنے گھر واپس جاتی ہی) اور (اپنے سفر مین) وہ خدا کے سوا کسی سے نہین ڈرتی ہی اور مین (بھی) اُن لوگونمین تھا کہ جنھون نے کسری بن ہرمز کے خزانے فتح کیے اگر تم لوگ (کچھ دنون اور) زندہ رہے تو جو نبی ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ انسان ہاتھ بھر کر سونا چاندی لئے لئے پھریگا (اور کسی قبول کرنیوالے کو نہ پائیگا) اسے بھی دیکھ لوگے۔

مسند کرز بن علقمہ خزاعی رضی اللہ عنہ (ا۔ روایت) {اُنکی حدیث فتوحات (ملکی) کے متعلق} حاکم بروایت سفیان اور معمر کے زہری سے اُنھون نے عروہ سے نقل کیا ہی وہ کہتے تھے کہ مینے کرز بن علقمہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ ایک شخص نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اے رسول خدا کیا اسلام (کی ترقی) کی کوئی انتہا ہی آپنے فرمایا ہان عرب ہون خواہ عجم جن گھر والونکے لیے خداوند تعالیٰ بھلائی چاہیگا تو اُنپر اسلام داخل ہوگا... (آسمان سے) بارش کیطرح برسینگے یہ حدیث موافق شرط شیخین کے صحیح ہی مگر اُنھون نے اسکو روایت نہین کیا۔ حاکم کہتے ہین مینے حافظ علی بن عمر سے سنا وہ کہتے تھے بخلاف ان امور کے جو امام بخاری و مسلم پر لازم تھے...

...توت بالكعبة لا تخاف ... فقلت فيما بيني وبين نفسي ... فاين دعار طي الذين قد سعروا البلاد ولئن طالت بك حيوة لتفتحن كنوز كسرى قلت كسرى بن هرمز قال كسرى بن هرمز ولئن طالت بك حيوة لترين الرجل يخرج ملأ كفه من ذهب او فضة يطلب من يقبله منه فلا يجد احدا يقبله منه وليلقين الله احدكم يوم يلقاه وليس بينه وبينه ترجمان يترجم فليقولن له الم ابعث اليك رسولا فيبلغك فيقول بلى فيقول الم اعطك مالا وولدا وافضل عليك فيقول بلى فينظر عن يمينه فلا يرى الا جهنم وينظر عن يساره فلا يرى الا جهنم قال عدي سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول اتقوا النار ولو بشق تمرة فمن لم يجد شق تمرة فبكلمة طيبة قال عدي فرأيت الظعينة ترتحل من الحيرة حتى تطوف بالكعبة لا تخاف الا الله قال وكنت فيمن افتتح كنوز كسرى بن هرمز ولئن طالت بكم حيوة لترون ما قال النبي ابو القاسم صلى الله عليه وسلم يخرج ملأ كفه

ومن مسند كرز بن علقمة الخزاعي

...الفتوح اخرج الحاكم من ... الزهري عن ... كرز ... يقول ... فقال

اخرجه حديث كرز بن علقمة هل للاسلام من منتهى **ومن مسند عبد الله بن حوالة** حديثه في خلافة عثمان رضي الله عنه اخرج الحاكم عن عبد الله

کرز بن علقمہ کی اس حدیث [یعنی اسلام (کی ترقی) کے لئے کوئی انتہا ہی] کا روایت کرنا بھی ہے

مسند عبد اللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ (۲- روایت) [انکی حدیث حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے متعلق] حاکم نے عبد اللہ بن شقیق سے انھون نے عبد اللہ بن حوالہ سے روایت کیا ہی وہ کہتے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ ایک روز (بیعت کرنیکے لیے) اس شخص پر ہجوم کروگے جو چادر کا عمامہ باندھے ہوگا اور لوگوں سے بیعت لے رہا ہوگا اور وہ شخص جنتی ہوگا (چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ) ہم لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گرد ہجوم کیے ہوئے تھے اور وہ اسوقت حیرہ کی چادر اپنے سر سے لپیٹے ہوئے تھے اور لوگون سے بیعت لے رہے تھے [انکی حدیث حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بغاوت کی ممانعت مین] حاکم نے بروایت لیث یزید بن ابی حبیب انھون نے ربیعہ بن لقیط تجیبی سے انھون نے عبد اللہ بن حوالہ اسدی سے نقل کیا ہی وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ آپنے فرمایا جس شخص نے تین چیزوں سے نجات پائی اسنے نجات پائی لوگون نے عرض کیا ای رسول خدا وہ تین چیزین کیا ہین آپنے فرمایا میری موت اور اس خلیفہ کا قتل جو حق پر صبر کرنیوالا ہوگا اور حق پر عمل کرتا ہوگا اور دجال

مسند ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (۱- روایت) [انکی حدیث فتوح ممالک کے متعلق] حاکم نے بروایت موسیٰ بن عبد الملک بن عمیر جابر بن سمرہ سے انھون نے ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص سے نقل کیا ہی وہ کہتے تھے کہ مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے مسلمان جزیرہ عرب پر غالب ہونگے اور مسلمان فارس پر غالب ہونگے اور مسلمان روم پر غالب ہونگے اور مسلمان کانے دجال پر غالب ہونگے۔

مسند نافع بن عتبہ بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (۱- روایت) [انکی حدیث فتوحات کے متعلق] حاکم نے بروایت موسیٰ بن عبد الملک بن عمیر انکے والد سے انھون جابر بن سمرہ سے انھون نے نافع بن عتبہ سے نقل کیا ہی وہ کہتے تھے کہ کچھ لوگ قوم عرب کے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آئے اور انھون نے آپ کو سلام کیا وہ لوگ اونی لباس پہنے تھے مین اٹھا اور مینے (اپنے دل مین) کہا کہ مین انکے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان مین بیٹھونگا (تاکہ باتین اچھی طرح سن سکون) پھر مینے اپنے دل مین کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تو لوگ سرگوشی کیا کرتے ہین (مجھے علیحدہ رہنا چاہیے شاید یہ لوگ بھی کوئی مخفی بات کہین) پھر میرے دل نے انکار کیا اور مین آپکے پاس کھڑا ہی ہوگیا مینے سنا کہ آپ فرماتے تھے۔ تم لوگ جزیرہ عرب مین جہاد کروگے اور اسے اللہ تعالیٰ (تمھارے ہاتھون پر) فتح کردیگا پھر تم فارس پر جہاد کروگے اور اللہ اسکو فتح کردیگا پھر تم روم پہ جہاد کروگے اسے (بھی) اللہ فتح کردیگا۔

مسند عبد اللہ بن ہشام بن زہرہ قریشی رضی اللہ عنہ (۲- روایت) [انکی حدیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت مین] (امام) بخاری نے بروایت ابن وہب نقل کیا ہی وہ کہتے تھے مجھ حیوۃ نے

ابن شقيق عن عبد الله بن حوالة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم تهجمون على رجل معتجر ببردة يبايع الناس من اهل الجنة فهجمت على عثمان رضي الله عنه وهو معتجر ببردة حبرة يبايع الناس وحديثه في التحذير من الخروج عليه اخرج الحاكم من حديث الليث عن يزيد بن ابي حبيب عن ربيعة بن لقيط التجيبي عن عبد الله ابن حوالة الاسدي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من نجا من ثلث فقد نجا قالوا ماذا يا رسول الله قال موتي وقتل خليفة مصطبر بالحق يعطيه ومن الدجال

ومن مسند هاشم بن عتبة بن ابي وقاص رض

حديثه في الفتوح اخرج الحاكم من حديث عبد الملك بن عمير عن جابر بن سمرة عن هاشم بن عتبة بن ابي وقاص قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول يظهر المسلمون على جزيرة العرب ويظهر المسلمون على فارس ويظهر المسلمون على الروم ويظهر المسلمون على الاعور الدجال

ومن مسند نافع بن عتبة بن ابي وقاص رض

حديثه في الفتوح اخرج الحاكم من حديث موسى بن عبد الملك بن عمير عن ابيه عن جابر بن سمرة عن نافع بن عتبة قال قدم ناس من العرب على رسول الله صلى الله عليه وسلم يسلمون عليه عليهم الصوف فقمت فقلت لاحولن بين هؤلاء وبين رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قلت في نفسي ونجى القوم ثم ابت نفسي الا ان اقوم اليه قال فسمعته يقول تغزون جزيرة العرب فيفتحها الله ثم تغزون فارس فيفتحها الله ثم تغزون الروم فيفتحها الله

ومن مسند عبد الله بن هشام بن زهرة القرشي رض حديثه في فضل عمر اخرج البخاري من حديث ابن وهب قال اخبرني حيوة

قال حدثني ابو عقيل زهرة بن معبد انه سمع عبد الله بن هشام قال كنا مع النبي صلى الله عليه وسلم وهو آخذ بيد عمر بن الخطاب وهذا حديث

خبر دی وہ کہتے تھے مجھسے ابو عقیل یعنی زہرہ بن معبد نے بیان کیا وہ کہتے تھے کہ مین نے عبد اللہ بن ہشام سے سنا وہ کہتے تھے کہ ہم رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر تھے آپ اسوقت حضرت عمر ابن خطاب کا ہاتھ پکڑے ہوے تھے۔ اس حدیث کو امام بخاری نے اس سے زیادہ نہین روایت کیا اور حاکم نے بروایت رشید بن سعید اور ابن لہیعہ کے زہرہ بن معبد سے انھون نے اپنے دادا عبد اللہ بن ہشام سے نقل کیا ہو وہ کہتے تھے کہ ہم رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے اور آپ اسوقت حضرت عمر بن خطاب کا ہاتھ پکڑے ہوے تھے۔ پھر حضرت عمر نے کہا اے رسول خدا (صلے اللہ علیہ وسلم) آپ مجھے میری جان کے سوا جو میرے دونون پہلوون کے درمیان ہی باقی سب چیزون سے زیادہ محبوب ہین (یہ سنکر) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ای عمر) تم ہرگز مومن (کامل) نہین ہوسکتے یہانتک کہ مین تمھارے نزدیک تمھاری جان سے زیادہ محبوب نہو جاؤن پھر حضرت عمر نے فرمایا کہ قسم اسکی جسنے آپ پر کتاب نازل فرمائی آپ بیشک میری جان سے زیادہ جو کہ میرے دونون پہلوون کے درمیان ہی مجھے محبوب ہین پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ای عمر اب (تم مومن کامل ہوے)۔

مسند عمران بن حصین خزاعی رضی اللہ عنہ (۱ - روایت) { انکی حدیث بروایات متعددہ قرون ثلثہ کے ذکر مین از انجملہ دو روایت جسے } حاکم نے بروایت اعمش ہلال بن یساف سے نقل کیا ہو وہ کہتے تھے کہ مین بصرہ مین گیا تو ایک مسجد مین داخل ہوا وہان ایک شیخ ستون سے تکیہ لگائے بیٹھے تھے اور حدیث بیان کر رہے تھے وہ کہتے تھے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بہتر میرے زمانہ کے لوگ ہین پھر وہ لوگ جو انکے بعد ہونگے پھر وہ لوگ جو انکے بعد ہونگے پھر ایسے لوگ آئینگے کہ گواہ بنائے جانے سے پہلے گواہی دینگے

مسند عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ (۱ - روایت) { انکی حدیث حضرت ابو بکر کی خلافت کی دلیل مین } حاکم نے بروایت ابن ابی ملیکہ عبد الرحمن بن ابی بکر سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے (اپنے مرض وفات مین) فرمایا میرے پاس (قلم) دوات اور شانہ کی ہڈی لاؤ کہ مین تمھین ایسی تحریر لکھا دون کہ پھر تم کبھی گمراہ نہوگے اسکے بعد آپنے ہماری طرف پیٹھ پھیر لی پھر ہماری طرف مونھ کر کے فرمایا نہ مانینگے اللہ اور مسلمان کسی کو سوا ابو بکر کے۔

مسند عثمان بن ارقم بن ابی ارقم مخزومی رضی اللہ عنہ (۱ - روایت) { انکی حدیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سوابق اسلامیہ کے متعلق } حاکم نے عثمان بن ارقم سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے مین اسلام کے ساتوین شخص کا بیٹا ہون میرے والد اسلام لانیوالون مین ساتوین شخص تھے اور انکا مکان (کوہ) صفا پر تھا یہ وہی مکان ہو جسمین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ابتداء اسلام مین

تفرد به البخاري وقد اخرجه الحاكم من حديث
رشيد بن سعد وابن لهيعة عن زهرة بن
معبد عن جده عبد الله بن هشام قال
كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو
آخذ بيد عمر بن الخطاب فقال عمر والله يا رسول الله
لانت احب الي من كل شيء الا نفسي التي
بين جنبي فقال له رسول الله صلى الله عليه
وسلم لا تكون مؤمنا حتى اكون احب اليك
من نفسك فقال عمر والذي انزل عليك
الكتاب لانت احب الي من نفسي التي بين
جنبي فقال النبي صلى الله عليه وسلم الآن يا عمر

ومن مسند عمران ابن حصين الخزاعي رض

حديثه في القرون الثلاثة من طرق كثيرة
منها ما اخرجه الحاكم من حديث الاعمش
عن هلال بن يساف قال انطلقت
الى البصرة فدخلت المسجد فاذا شيخ
مستند الى اسطوانة يحدث يقول
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خير
الناس قرني ثم الذين يلونهم ثم الذين
يلونهم ثم يأتي اقوام يشهدون قبل ان يستشهدوا

ومن مسند عبد الرحمن بن ابي بكر رض

حديثه في الدليل على خلافة ابي بكر اخرج
الحاكم من حديث ابن ابي مليكة عن عبد الرحمن
ابن ابي بكر قال قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم ائتوني بدواة وكتف اكتب لكم كتابا
لا تضلوا بعده ابدا ثم ولانا قفاه ثم اقبل
علينا فقال يأبى الله والمؤمنون الا ابا بكر

ومن مسند عثمان بن الارقم ابن ابي الارقم المخزومي رض

حديثه في سوابق عمر رضي الله عنه اخرج الحاكم عن عثمان بن الارقم انه كان يقول انا ابن
سبع في الاسلام اسلم ابي سابع سبعة وكانت داره على الصفا وهي الدار التي كان النبي صلى الله عليه وسلم يكون فيها في الاسلام

(مخفی ہوکر چند روز) رہتے تھے۔ اور اسی مکان مین لوگون کو اسلام کی دعوت دیتے تھے اور اسی مکان مین بہت سے لوگ اسلام لائے اور اسی مکان مین شب دوشنبہ کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اے اللہ عمر بن خطاب یا عمرو بن ہشام (یعنی ابوجہل) ان دونو شخصون مین سے جو تیرے نزدیک زیادہ محبوب ہو اُس (کے اسلام لانے) سے اسلام کو عزت دے (چنانچہ اپ کی دعا کی برکت سے) عمر بن خطاب دوسرے ہی دن علی الصباح (خدمت نبوی مین) آئے اور دار ارقم (یعنی میرے گھر) مین اسلام لائے (اور حضرت عمر کے اسلام لاتے ہی) سب مسلمان دار ارقم سے نکلے اور انکی تعداد بھی (اسوقت) زیادہ ہو چکی تھی اور علانیہ سبنے کعبہ کا طواف کیا اور دار ارقم (یعنی میرا گھر) دار الاسلام کے نام سے مشہور ہوا۔

مسند اسود بن سریع رضی اللہ عنہ (۱۔ روایت) {انکی حدیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت مین} حاکم نے بروایت ابراہیم بن سعد زہری سے اُنھون نے عبدالرحمن بن ابی بکرہ سے اُنھون نے اسود بن شریع تیمی سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ مین نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا مین نے عرض کیا کہ اے رسول خدا (صلے اللہ علیہ وسلم) مین نے کچھ اشعار کہے ہین جنمین اللہ تبارک و تعالی کی ثنا اور آپکی تعریف بیان کی ہے آپنے فرمایا کہ جن اشعار مین تم نے اللہ کی ثنا بیان کی ہے وہ سناؤ اور جنمین میری تعریف کی ہے انھین جانے دو مین (آپکی اجازت پاکر) شعر پڑھنے لگا اتنے مین ایک شخص دراز قد بلند بینی آئے آپنے انکو آتا ہوا دیکھکر مجھسے فرمایا ٹھیرو پھر جب وہ چلے گئے تو آپنے فرمایا پڑھو مین نے عرض کیا اے نبی اللہ یہ کون تھے کہ جنکے آنے سے آپنے مجھے شعر پڑھنے سے روک دیا اور جب وہ چلے گئے تو آپنے مجھے پھر اجازت دی آپنے فرمایا یہ عمر بن خطاب ہین یہ کسی بیکار کام مین متوجہ نہین ہوتے

مسند ابو جحیفہ سوائی رضی اللہ عنہ (۲۔ روایت) {انکی حدیث قریش کی خلافت مین} حاکم نے عون بن ابی جحیفہ سے اُنھون نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے مین اپنے چچا کے ساتھ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین تھا آپنے فرمایا میری امت کا کام برابر درست رہیگا یہانتک کہ اُنمین بارہ خلیفہ ہونگے پھر آپنے کچھ آہستہ سے فرمایا جسے مین نہ سمجھا تو مین نے اپنے چچا سے جو میرے ساتھ تھے پوچھا کہ اے چچا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا اُنھون نے کہا اے بیٹے آپنے یہ فرمایا کہ وہ سب قریش سے ہونگے

{انکی حدیث فضیلت شیخین مین} ابن ماجہ نے بروایت مالک بن مغول عون بن ابی جحیفہ سے اُنھون نے اپنے والد سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علاوہ انبیاء و مرسلین کے سب اگلے اور پچھلے لوگون مین ابوبکر اور عمر پیران اہل جنت کے سردار ہونگے

مسند عبداللہ بن زمعہ بن اسود رضی اللہ عنہ (۳۔ روایت) {انکی حدیث ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امامت (نماز) کے متعلق} ابوداود اور حاکم نے بروایت ابن اسحق زہری سے اُنھون نے عبدالملک

وفيها دعا الناس الى الاسلام فاسلم فيها قوم كثير وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلة الاثنين فيها اللهم اعز الاسلام باحب الرجلين اليك عمر بن الخطاب او عمرو بن هشام فجاء عمر بن الخطاب من الغد بكرة فاسلم في دار الارقم وخرجوا منها وكبّروا وطافوا بالبيت ظاهرين ودُعيت دار الارقم دار الاسلام

ومن مسند الاسود بن سريع

حديثه في فضل عمر رضي الله عنه اخرج الحاكم من حديث ابراهيم بن سعد عن الزهري عن عبد الرحمن بن ابي بكرة عن الاسود بن سريع التميمي قال قدمت على نبي الله صلى الله عليه وسلم فقلت يا نبي الله قد قلت شعراً اثنيت فيه على الله تبارك وتعالى ومدحتك فقال اما ما اثنيت على الله تعالى فهاته وما مدحتني به فدعه فجعلت انشده فدخل رجل طوال اقنى فقال امسك فلما خرج قال هات فقلت من هذا يا نبي الله الذي اذا دخل قلت امسك واذا خرج قلت هات قال هذا عمر بن الخطاب وليس من الباطل في شيء

ومن مسند ابي جحيفة السوائي

حديثه في خلافة قريش اخرج الحاكم عن عون ابن ابي جحيفة عن ابيه قال كنت مع عمي عند النبي صلى الله عليه وسلم فقال لا يزال امر امتي صالحا حتى يمضي اثنا عشر خليفة ثم قال كلمة وخفض بها صوته فقلت لعمي وكان امامي ما قال يا عم قال يا بني كلهم من قريش وحديثه في فضل الشيخين اخرج ابن ماجة من حديث مالك بن مغول عن عون بن ابي جحيفة عن ابيه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ابو بكر وعمر سيدا كهول اهل الجنة من الاولين والاخرين الا النبيين والمرسلين

ومن مسند عبد الله بن زمعة بن الاسود

حديثه في امامة ابي بكر الصديق رضي الله عنه اخرجه ابو داود والحاكم من حديث ابن اسحق عن الزهري عن عبد الملك

ابن ابی بکر بن عبد الرحمن سے انھون نے اپنے ... سے انھون نے عبد اللہ بن زمعہ بن اسود سے نقل کیا ہو کہ وہ کہتے تھے جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا مرض بہت بڑھ گیا اور مین اُسوقت آپکے پاس چند مسلمانون کے ساتھ (بیٹھا ہوا) تھا آپ کو حضرت بلال نے نماز کے لیے بلایا تو آپنے فرمایا کسی شخص سے کہدو کہ لوگون کو نماز پڑھادے (راوی کا بیان ہو کہ) پس عبد اللہ بن زمعہ باہر نکل آئے تو دیکھا کہ حضرت عمر موجود ہین اور حضرت ابو بکر نہین ہین (عبد اللہ بن زمعہ کہتے ہین) مین نے کہا اے عمر اُٹھیے اور لوگون کو نماز پڑھا دیجیے چنانچہ وہ آگے کھڑے ہوگئے اور اُنھون نے تکبیر (تحریمہ) کہی جیسے ہی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے انکی آواز سنی اور وہ ایک بلند آواز آدمی تھے تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو بکر کہان ہین اللہ اسکو نامنظور کرتا ہی اور مسلمان (بھی) اسکو نامنظور کرتے ہین (اللہ اسکو نامنظور کرتا ہی اور مسلمان (بھی) اسکو نامنظور کرتے ہین) پھر آپنے حضرت ابو بکر کو بلوایا مگر وہ بعد اُسکے آئے کہ حضرت عمر اس نماز کو ختم کر چکے تھے۔ پھر حضرت ابو بکر نے نماز پڑھائی (حاکم نے اسقدر مضمون اور زیادہ روایت کیا ہی کہ) عبد اللہ بن زمعہ بیان کرتے تھے کہ حضرت عمر نے فرمایا اے ابن زمعہ تمھاری خرابی ہو تمنے یہ کیا کیا جب تم نے مجھسے نماز پڑھانے کو کہا تو واللہ مین یہی سمجھا تھا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکا حکم دیا ہی اور اگر یہ خیال نہوتا تو مین ہرگز لوگون کو نماز نہ پڑھاتا۔ مین نے کہا کہ واللہ مجھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکا حکم نہین دیا تھا بلکہ جب مین نے حضرت ابو بکر کو نہ دیکھا تو تمام حاضرین سے زیادہ آپ کو مستحق نماز پڑھانے کا سمجھا (اسیواسطے مین نے آپ کو نماز پڑھانے کے لیے کہا) اور ابو داود کی ایک روایت مین بسند ابن شہاب عبید اللہ بن عبد اللہ سے مروی ہی وہ عبد اللہ بن زمعہ سے اسی قصہ مین روایت کرتے ہین کہ اُنھون نے کہا جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر کی آواز سنی تو آپ اُٹھے اور اپنا سر حجرے سے نکالکر فرمایا نہین نہین نہین چاہیے ابن ابی قحافہ لوگون کو نماز پڑھائین یہ جملہ آپ نہایت غصہ کی حالت مین فرماتے تھے۔

مسند ابو بکرہ ثقفی رضی اللہ عنہ (۲ روایتین)

(انکی حدیث وزن کے متعلق) ابو داود نے حسن (بصری) سے انھون نے حضرت ابو بکرہ سے روایت کی ہی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دن پوچھا کہ کسی نے تم مین سے کوئی خواب دیکھا ہی ایک شخص نے عرض کیا مین نے دیکھا ہی کہ گویا ایک ترازو آسمان سے اتری پھر آپ اور ابو بکر تولے گئے تو آپ ابو بکر سے وزنی نکلے پھر عمر اور ابو بکر تولے گئے تو ابو بکر وزنی نکلے پھر عمر اور عثمان تولے گئے تو عمر وزنی نکلے اسکے بعد ترازو اُٹھا لیگئی پس ہمنے کراہیت کے آثار رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک مین دیکھے۔ اور ابو داود کی دوسری روایت مین بسند عبد الرحمن بن ابی بکرہ اُنکے والد سے اسی مضمون کی حدیث منقول ہی مگر اسمین کراہیت کا لفظ نہین ہی بلکہ یہ عبارت ہی کہ اس خواب کو سنکر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم رنجیدہ ہوے اور آپنے فرمایا کہ خلافت نبوت (ختم ہوگئی) اسکے بعد اللہ جسکو چاہیگا سلطنت دیگا۔

عن ابيه عن عبد الله بن زمعة بن الاسود قال لما استُعِزَّ برسول الله صلى الله عليه وسلم وانا عنده في نفر من المسلمين دعاه بلال للصلاة فقال مروا من يصلي للناس فخرج عبد الله بن زمعة فاذا عمر في الناس وكان ابو بكر غائبا فقلت يا عمر قم فصل بالناس فتقدم فكبر فلما سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم صوته وكان عمر رجلا مجهرا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فاين ابو بكر يابى الله ذلك والمسلمون يابى الله ذلك والمسلمون فبعث الى ابي بكر فجاء بعد ان صلى عمر تلك الصلاة فصلى بالناس زاد الحاكم قال عبد الله بن زمعة فقال عمر ويحك ماذا صنعت بي يا ابن زمعة والله ما ظننت حين امرتني الا ان رسول الله صلى الله عليه وسلم امرني بذلك ولولا ذلك ما صليت بالناس قلت والله ما امرني رسول الله صلى الله عليه وسلم ولكن حين لم ار ابا بكر رايتك احق من حضر بالصلاة بالناس وفي رواية لابي داود من طريق ابن شهاب عن عبيد الله بن عبد الله عن عبد الله بن زمعة في هذا الخبر قال لما سمع النبي صلى الله عليه وسلم صوت عمر خرج النبي صلى الله عليه وسلم حتى اطلع راسه من حجرته ثم قال لا لا لا ليصل للناس ابن ابي قحافة يقول ذلك مغضبا

مسند ابي بكرة الثقفي

حديثه في الوزن اخرج ابو داود عن الحسن عن ابي بكرة ان النبي صلى الله عليه وسلم قال ذات يوم من رأى منكم رؤيا فقال رجل انا رأيت كان ميزانا نزل من السماء فوزنت انت وابو بكر فرجحت انت بابي بكر [illegible] ... ووزن عمر وعثمان فرجح عمر ثم رفع الميزان فرأينا الكراهية في وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم وفي رواية له من طريق عبد الرحمن بن ابي بكرة عن ابيه [illegible] رسول الله صلى الله عليه وسلم [illegible] فقال خلافة نبوة ثم يؤتي الله الملك من يشاء

ومن مسند سمرة بن جندب رض

حديثه في رؤيا دلو دلي من السماء اخرجه ابو داود عن الاشعث بن عبد الرحمن عن ابيه
عن سمرة بن جندب ان رجلا قال
يا رسول الله رأيت كان دلوا دلي من السماء
فجاء ابو بكر فاخذ بعراقيها فشرب شربا
ضعيفا ثم جاء عمر فاخذ بعراقيها فشرب
حتى تضلع ثم جاء عثمان فاخذ بعراقيها
فشرب حتى تضلع ثم جاء علي فاخذ
بعراقيها فانتشطت وانتضح عليه منها شيء

ومن مسند عباس ابن عبد المطلب رض

حديثه في امامة ابي بكر رضي الله عنه
اخرج ابو يعلى عن ابن شرحبيل عن
ابن عباس عن العباس قال دخلت
على رسول الله صلى الله عليه وسلم وعنده
نساؤه فاستترن مني الا ميمونة فدق
له سعطه فلد قال لا يبقين في البيت
احد الا لد الا العباس فانه لم تصبه
يميني ثم قال مروا ابا بكر يصلي بالناس
فقالت عائشة لحفصة قولي له ان
ابا بكر اذا قام ذلك المقام بكى فقالت
له فقال مروا ابا بكر يصلي بالناس
فصلى ابو بكر ثم وجد رسول الله صلى
الله عليه وسلم خفة فخرج فلما راه
ابو بكر تأخر فاومأ اليه بيده اي
مكانك فجاء فجلس الى جنبه فقرأ رسول الله
صلى الله عليه وسلم من حيث انتهى ابو بكر

ومن مسند ابي الطفيل رض

حديثه في رؤيا النبي صلى الله عليه
وسلم في ابي بكر وعمر اخرج ابو يعلى
من حديث حماد عن علي بن زيد عن
ابي الطفيل عن النبي صلى الله عليه وسلم وعن حبيب وحميد عن الحسن ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال
انزع الليلة اذ وردت علي غنم سود وغنم عفر فجاء ابو بكر

مسند سمرة بن جندب رضی اللہ عنہ (۱۔ روایت)

{ انکی حدیث اس خواب کے متعلق جسمین ایک ڈول آسمان سے لٹکتا ہوا دیکھا گیا } ابوداؤد نے اشعث بن عبد الرحمن سے انھون نے اپنے والد سے انھون نے سمرہ بن جندب سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا اے رسول خدا مینے (خواب مین) دیکھا کہ ایک ڈول آسمان سے لٹکا ہوا ہے پھر (دیکھا کہ) ابوبکر آئے اور انھون نے اُس ڈول کی دونون عروہ پکڑلین اور اُس سے پانی پیا مگر کمزور طریقہ سے پھر عمر آئے اور انھون نے اسکی دونون عروہ پکڑلین اور پانی پینا شروع کیا یہانتک کہ خوب سیراب ہوگئے پھر حضرت عثمان آئے اور انھون نے اُسکی دونون عروہ پکڑلین اور پانی پینا شروع کیا یہانتک کہ خوب سیراب ہوگئے پھر علی آئے اور انھون نے اسکی دونون عروہ پکڑلین تو وہ ڈول پھٹ گیا اور کچھ چھینٹین پانی کی اُنکے جسم پر پڑین۔

مسند عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ (۱۔ روایت)

{ انکی حدیث حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امامت (نماز) کے متعلق } ابو یعلی نے ابن شرحبیل سے اُنھون نے ابن عباس سے اُنھون نے حضرت عباس سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے مین (زمانۂ مرض وفات مین) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین گیا اور آپکے پاس آپکی ازواج بیٹھی ہوئی تھین وہ مجھسے چھپ گئین سوا میمونہ کے پھر حضرت کے واسطے دوا بنائی گئی اور (آپ اسوقت بیہوش تھے) آپکے مونھ مین ڈالی گئی (ہوش مین آنے کے بعد) آپنے فرمایا کہ گھر مین جسقدر لوگ ہین سب کے مونھ مین دوا ڈالی جائے سوا عباس کے کہ اُنکو میری قسم نہین پہونچی بعد اسکے آپنے فرمایا کہ ابوبکر سے کہو وہ لوگون کو نماز پڑھا دین تو حضرت عائشہ نے حضرت حفصہ سے کہا کہ تم (حضرت سے) کہو کہ ابوبکر جب آپکی جگہہ پر کھڑے ہونگے تو (بہت) روئینگے چنانچہ حضرت حفصہ نے آپ سے عرض کیا آپنے فرمایا ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگون کو نماز پڑھا دین چنانچہ حضرت ابوبکر (سے کہا گیا اور انھون) نے نماز شروع کردی اسکے بعد رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو کچھ خفت معلوم ہوئی تو آپ باہر تشریف لائے جب حضرت ابوبکر نے آپ کو دیکھا تو پیچھے ہٹنے لگے حضرت نے انکی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ تم اپنی جگہہ پر رہو پھر حضرت انکے پہلو مین بیٹھ گئے اور جہانتک حضرت ابوبکر پڑھ چکے تھے اُس سے آگے آپنے پڑھنا شروع کیا۔

مسند ابو الطفیل رضی اللہ عنہ (ایک روایت)

{ انکی حدیث اس خواب کے بیان مین جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر و حضرت عمر کے متعلق دیکھا تھا } ابو یعلی نے بروایت حماد علی بن زید سے انھون نے ابو الطفیل سے اُنھون نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے نیز ابو یعلی نے حبیب اور حمید سے انھون نے حسن بصری سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مرتبہ شب کو مین (خواب مین) ڈول (بھر کر کنوین سے) نکال رہا تھا کہ میرے پاس کچھ بکریان سیاہ رنگ کی اور کچھ بکریان گہرے رنگ کی آئین پھر ابوبکر آئے اور انھون نے

فنزع ذنوبا او ذنوبين فيما ضعف والله يغفر له ثم جاء عمر فاستحالت غربا فملأ الحياض واروى الواردة فلم ار عبقريا من الناس

احسن نزعا منه فاولت ان الغنم السود العرب والعفر العجم

ومن مسند مرة بن كعب رضي

حديثه في ان عثمان على هدى في الفتنة اخرجه الترمذي عن ابي قلابة عن ابي الاشعث الصنعاني ان خطباء قامت بالشام وفيهم رجال من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم فقام اخرهم رجل يقال له مرة بن كعب فقال لولا حديث سمعته من رسول الله صلى الله عليه وسلم ما قمت وذكر الفتن فقربها فمر رجل مقنع في ثوب فقال هذا يومئذ على الهدى فقمت اليه فاذا هو عثمان بن عفان فاقبلت عليه بوجهه فقلت هذا قال نعم واخرجه احمد من حديث جبير بن نفير قال كنا معسكرين مع معاوية بعد قتل عثمان رضي الله عنه فقام كعب بن مرة او مرة بن كعب فقال لولا اني سمعت من رسول الله صلى الله عليه وسلم ما قمت المقام فلما سمع بذكر رسول الله صلى الله عليه وسلم جلس الناس فقال بينما نحن عند رسول الله صلى الله عليه وسلم اذ مر عثمان بن عفان مرجلا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لتخرجن فتنة من تحت قدمي او من بين رجلي هذا يومئذ ومن اتبعه على الهدى قال فقام ابن حوالة الازدي من عند المنبر فقال انك لصاحب هذا قال نعم قال والله اني لحاضر ذلك المجلس ولو علمت ان لي في الجيش مصدقا كنت اول من تكلم به

میرے ہاتھ سے ڈول لیکر) ایک ڈول یا دو ڈول نکالے اور انکے نکالنے مین کچھ کمزوری تھی اللہ اسکو معاف کرے اسکے بعد عمر آئے اور (انھون نے ابو بکر کے ہاتھ سے ڈول لیا) تو وہ ڈول بڑا ہو گیا انھون نے ڈول بھرنا شروع کیے) یہانتک کہ حوضون کو انھون نے پر کر دیا اور جسقدر (آدمی اور مویشی پانی پینے) آئے تھے سب کو سیراب کر دیا مین نے کسی قوی آدمی کو نہین دیکھا جو عمر سے زیادہ عمدہ ڈول نکالتا ہو (اس خواب کی تعبیر مین نے یہ لی کہ سیاہ بکریان عرب ہین اور بھوری بکریان عجم ہین۔

مسند مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ (٢ ۔ روایت) {انکی حدیث اس بارہ مین کہ عثمان (زمانہ) فتنہ مین ہدایت پر ہون گے} ترمذی نے ابو قلابہ سے انھون نے ابو الاشعث صنعانی سے روایت کی ہے کہ (ایک مرتبہ) شام مین کچھ لوگ وعظ کہنے کھڑے ہوئے جنمین چند اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے تھے سب کے آخر مین ایک شخص جنکا نام مرہ بن کعب تھا کھڑے ہوئے اور انھون نے کہا کہ اگر مین نے ایک حدیث رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے نہ سنی ہوتی تو مین ہرگز نہ کھڑا ہوتا حضرت نے فتنون کا ذکر کیا اور انکو بہت قریب بتایا اسی اثنا مین ایک شخص چادر اوڑھے ہوئے اس طرف سے نکلا تو آپ نے فرمایا کہ یہ شخص اسدن ہدایت پر ہوگا مین نے اٹھکر اس شخص کو دیکھا تو وہ عثمان بن عفان تھے مین نے انکا منھ حضرت کے سامنے کر کے پوچھا کہ یہی شخص مین حضرت نے فرمایا ہان۔ اور امام احمد نے بروایت جبیر بن نفیر نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے ہم بعد شہادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حضرت معاویہ کے ہمراہ لشکر مین تھے کہ کعب بن مرہ یا مرہ بن کعب کھڑے ہوئے اور انھون نے کہا کہ اگر مین نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث نہ سنی ہوتی تو مین ہرگز نہ کھڑا ہوتا جب لوگون نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا نام سنا تو سب بیٹھ گئے اور متوجہ ہوکر سننے لگے) پس انھون نے بیان کیا کہ ایک روز ہم رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ عثمان بن عفان اپنے بال کھولے ہوئے اس طرف تشریف لائے تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یقینا ایک فتنہ میرے پیرون کے نیچے یا (فرمایا کہ) میرے پیرون کے درمیان سے (یعنی اسی مقام مدینہ منورہ) پیدا ہوگا یہ شخص اور جو اسکے ساتھ ہونگے اس دن ہدایت پر ہونگے پس ابن حوالہ ازدی منبر کے پاس سے اٹھے اور انھون نے کہا کہ (اے مرہ بن کعب) یہ واقعہ تمھارے سامنے کا ہے انھون نے کہا ہان تو ابن حوالہ نے کہا اللہ کی قسم مین بھی وہان موجود تھا اگر مین سمجھتا کہ لشکر مین کوئی شخص میری تصدیق کرے گا تو سب سے پہلے اس حدیث کو مین بیان کرتا۔

مسند ابی رمثہ رضی اللہ عنہ (١ ۔ روایت) {انکی حدیث شیخین کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے یہان مقرب ہونے کے متعلق} حاکم نے بروایت ازرق بن قیس نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے ہمکو ہمارے امام (مسجد) نے نماز پڑھائی جنکی کنیت ابو رمثہ تھی بعد اسکے انھون نے بیان کیا کہ مین نے یہی نماز یا (کہا کہ) ایسی ہی نماز رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پڑھی تھی انھون نے یہ بھی بیان کیا کہ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما پہلی صف مین

ومن مسند ابي رمثة حديثه في مرتبة الشيخين عند النبي صلى الله عليه وسلم اخرجه الحاكم من حديث ازرق بن قيس قال صلى بنا امام لنا يكنى ابا رمثة فقال صليت هذه الصلوة او مثل هذه الصلوة مع رسول الله صلى الله عليه وسلم قال وكان ابو بكر وعمر رضي الله عنهما يقومان في الصف

آپکی دا ہنی جانب کھڑے ہوا کرتے تھے (ایک روز) ایک شخص جو نماز کی تکبیر اولی مین شریک تھا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے اور دونون جانب سلام پھیر چکے یہانتک کہ ہمنے آپکے رخسارون کی سفیدی دیکھی اسکے بعد آپ اسی طرح (مقتدیون کی طرف) پھر کر بیٹھ گئے جسطرح مین (تمھاری طرف) پھر کر بیٹھا تو وہ شخص جو تکبیر اولی مین آپکے ساتھ شریک تھا اٹھا اور دو رکعت نماز پڑھنے لگا حضرت عمر نے اٹھکر اُسکے شانے پکڑ لیے اور اُسکو ہلایا اور کہا کہ بیٹھ جا اہل کتاب اسی سبب تو ہلاک ہوے کہ انکی نمازون کے درمیان مین فصل نہوتا تھا پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ) نظر اُٹھائی اور فرمایا کہ اللہ تمھارا بھلا کرے اے ابن خطاب۔

مسند نافع بن عبد الحارث رضی اللہ عنہ (۱۔ روایت) {انکی حدیث حضرت ابوبکر و عمر و عثمان کے جنتی ہونے کے متعلق مثل حدیث حضرت ابوموسی کے} امام احمد نے بروایت وہیب موسی بن عقبہ سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے مین نے ابوسلمہ سے سنا وہ بیان کرتے تھے اور میرے خیال مین نافع بن عبد الحارث سے روایت کرتے تھے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ کے کسی باغ مین تشریف لیگئے اور کنوین کی جگت پر بیٹھ گئے پھر ابوبکر آئے اور انھون نے اندر آنے کی اجازت مانگی حضرت نے فرمایا انکو اجازت دو اور جنت کی بشارت دو بعد اسکے حضرت عمر آئے اور انھون نے اندر آنے کی اجازت مانگی حضرت نے فرمایا انکو اجازت دو اور جنت کی بشارت دو بعد اسکے حضرت عثمان آئے اور انھون نے اندر آنے کی اجازت مانگی آپ نے فرمایا انکو اجازت دو اور جنت کی بشارت دو اور عنقریب وہ ایک مصیبت مین مبتلا ہونگے۔ اور نیز امام احمد نے یزید بن ہارون سے انھون نے محمد بن عمرو سے انھون نے ابوسلمہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے نافع بن عبد الحارث نے بیان کیا اور ویسی ہی حدیث انھون نے ذکر کی۔

مسند جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ (۱۔ روایت) {انکی وہ حدیث جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر دلیل ہے} بخاری نے ابراہیم بن سعد سے انھون نے اپنے والد سے انھون نے محمد بن جبیر مطعم سے انھون نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ایک عورت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور آپنے اُسکو حکم دیا کہ پھر آنا اس عورت نے کہا کہ بتلائیے اگر مین آؤن اور آپ کو نہ پاؤن اسکا اشارہ موت کی طرف تھا حضرت نے فرمایا کہ اگر مجھکو نہ پانا تو ابوبکر کے پاس جانا

مسند عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ (۳۔ روایت) {انکی حدیث ابوبکر صدیق کی فضیلت مین} بخاری نے بروایت حماد بن زید ایوب سے انھون نے عبد اللہ بن ابی ملیکہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے اہل کوفہ نے حضرت ابن زبیر کو دادا (کی میراث) کے متعلق (استفتا) لکھکر بھیجا تو انھون نے یہ جواب لکھا کہ اس شخص نے ... رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر مین اس امت مین سے کسی کو خلیل بناتا تو انھین کو ... یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دادا کا وہی حصہ قائم کیا ہے جو باپ کا ہے {انکی حدیث حضرت عمر

المقدم عن يمينه وكان رجل قد شهد التكبيرة الاولى من الصلوة فصلى نبي الله صلى الله عليه وسلم ثم سلم عن يمينه وعن يساره حتى رأينا بياض خده ثم انفتل كانفتال ابي رمثة يعني نفسه فقام الرجل الذي ادرك معه التكبيرة الاولى من الصلوة يشفع فوثب اليه عمر فاخذ بمنكبه فهزه ثم قال اجلس فانه لم يهلك اهل الكتاب الا انه لم يكن بين صلوتهم فصل فرفع النبي صلى الله عليه وسلم بصره فقال اصاب الله بك يا ابن الخطاب

ومن مسند نافع بن عبد الحارث

حديثه في بشارة ابي بكر وعمر وعثمان بالجنة مثل حديث ابي موسى اخرج احمد من طريق وهيب عن موسى بن عقبة قال سمعت ابا سلمة يحدث ولا اعلمه الا عن نافع بن عبد الحارث ان رسول الله صلى الله عليه وسلم دخل حائطا من حوائط المدينة فجلس على قف البئر فجاء ابو بكر يستاذن فقال ائذن له وبشره بالجنة ثم جاء عمر يستاذن فاذن له وبشره بالجنة ثم جاء عثمان يستاذن فقال ائذن له وبشره بالجنة وسيلقى بلاء واخرج احمد عن يزيد بن هارون عن محمد بن عمرو عن ابي سلمة قال قال نافع بن عبد الحارث فذكر نحوه

ومن مسند جبير بن مطعم رض

حديثه في الدليل على خلافة ابي بكر رضي الله عنه اخرج البخاري عن ابراهيم بن سعد عن ابيه عن محمد بن جبير بن مطعم عن ابيه قال اتت امرأة الى النبي صلى الله عليه وسلم فامرها ان ترجع اليه قالت ارأيت ان جئت ولم اجدك كانها تقول الموت قال ان لم تجديني فأتي ابا بكر

ومن مسند عبد الله بن الزبير رض

حديثه في فضل ابي بكر الصديق اخرج البخاري من طريق حماد بن زيد عن ايوب عن عبد الله بن ابي مليكة قال كتب اهل الكوفة الى ابن الزبير في الجد فقال اما الذي قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو كنت متخذا من هذه الامة خليلا لاتخذته انزله ابا يعني ابا بكر رضي الله عنه وحديثه في فضل عمر

عنه اخرج البخاري من حديث نافع بن عمر عن ابن ابي مُليكة قال كاد الخيّران يهلكان ابو بكر وعمر رفعا اصواتهما عند النبي صلى الله عليه وسلم حين قدم عليه ركب بني تميم فاشار احدهما بالاقرع بن حابس اخي بني مجاشع واشار الآخر برجل آخر قال نافع لا احفظ اسمه فقال ابو بكر لعمر ما اردت الا خلافي قال ما اردت خلافك فارتفعت اصواتهما في ذلك فانزل الله يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ الآية قال ابن الزبير فما كان عمر يُسمع رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد هذه الآية حتى يستفهمه ولم يذكر ذلك عن ابيه يعني ابا بكر واخرج البخاري من طريق ابن جريج عن ابن ابي مليكة ان عبد الله بن الزبير اخبرهم انه قدم ركب من بني تميم على النبي صلى الله عليه وسلم فذكر نحوا من الحديث المتقدم

ومن مسند عبد الرحمٰن ابن خبّاب السلمي رضی

حديثه في فضل عثمان اخرج احمد من حديث الوليد بن ابي هشام عن فرقد بن طلحة عن عبد الرحمٰن بن خبّاب السلمي قال خطب رسول الله صلى الله عليه وسلم فحضّ على جيش العسرة فقال عثمان بن عفان عليّ مائة بعير باحلاسها واقتابها قال ثم حضّ فقال عثمان عليّ مائة اخرى باحلاسها واقتابها ثم نزل مرقاة من المنبر ثم حضّ فقال عثمان علي مائة اخرى باحلاسها واقتابها قال فرأيت النبي صلى الله عليه وسلم يقول بيده هكذا ويحرّكها واخرج عبد الصمد يده كالمتعجب ما على عثمان ما عمل بعد هذا

ومن مسند عبد الرحمٰن بن سمرة القرشي

حديثه في فضل عثمان اخرج الحاكم من طريق ابي شوذب عن عبد الله بن القاسم عن كثير مولى عبد الرحمٰن بن سمرة عن عبد الرحمٰن بن سمرة قال جاء عثمان رضي الله عنه الى النبي صلى الله عليه وسلم بالف دينار

رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں } بخاری نے بروایت نافع بن عمر ابن ابی ملیکہ سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے (ایک مرتبہ) دونوں خیر مجسم یعنی ابوبکر و عمر قریب تھا کہ (باہم نزاع کر کے) ہلاک ہو جائیں) دونوں نے اپنی آوازیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے بلند کی جبکہ آپکے پاس بنی تمیم کا وفد آیا تو (حضرت نے شیخین سے مشورہ لیا کہ انپر کس شخص کو حاکم بنایا جائے) ایک نے (یعنی حضرت عمر نے) اقرع بن حابس برادر بنی مجاشع کی بابت مشورہ دیا اور دوسرے (یعنی حضرت صدیق) نے ایک دوسرے شخص کی بابت مشورہ دیا (نافع کہتے تھے کہ مجھے اس دوسرے شخص کا نام یاد نہیں رہا) پس حضرت ابوبکر نے حضرت عمر سے فرمایا کہ تم نے ہمیشہ میری مخالفت ہی کا ارادہ کیا حضرت عمر نے کہا میں نے آپکی مخالفت کا ارادہ نہیں کیا اسی کے متعلق دونوں کی آوازیں بلند ہوئیں پس اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی یَا أَیُّہَا الَّذِینَ آمَنُوا الآیۃ (ترجمہ) اے مسلمانو نہ بلند کرو آوازیں اپنی (نبی کی آواز پر) ابن زبیر نے بیان کیا کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد حضرت عمر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے اسقدر آہستہ بولتے تھے کہ آپ کے کان تک اپنی آواز نہ پہنچاتے تھے یہانتک کہ حضرت کو پھر اُن سے پوچھنا پڑتا تھا یہ کیفیت ابن زبیر نے اپنے باپ یعنی حضرت ابوبکر سے نقل نہیں کی اور بخاری نے بروایت ابن جریج ابن ابی ملیکہ سے روایت کی ہی کہ عبداللہ بن زبیر نے لوگوں سے بیان کیا کہ کچھ سوار قبیلہ بنی تمیم کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور میں آئے پھر گذشتہ حدیث کے مثل بیان کیا۔

مسند عبدالرحمٰن بن خباب سلمی رضی اللہ عنہ (۱۔ روایت)

{ انکی حدیث حضرت عثمان کی فضیلت میں } امام احمد نے بروایت ولید بن ابی ہشام فرقد بن طلحہ سے انھوں نے عبدالرحمٰن بن خباب سلمی سے نقل کیا ہی کہ وہ کہتے تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے (غزوۂ تبوک کی تیاری کے وقت) خطبہ پڑھا اور جیش العسرہ (کے سامان کی تیاری) کے لیے (مسلمانوں کو) ترغیب دی تو حضرت عثمان بن عفان نے عرض کیا کہ میرے ذمہ سو اونٹ ہیں مع انکے خوگیر اور کجاوے کے عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ حضرت نے پھر ترغیب دی تو حضرت عثمان نے پھر کہا میرے ذمہ سو اونٹ اور ہیں مع انکے خوگیر اور کجاوے کے اسکے بعد حضرت منبر کے نیچے والے زینہ پر اتر آئے اور آپ نے پھر ترغیب دی پھر حضرت عثمان نے کہا کہ میرے ذمہ سو اونٹ اور ہیں مع انکے خوگیر اور کجاوے کے عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ کو دیکھا کہ آپنے اپنے ہاتھ کو اسطرح حرکت دیکر (اس حرکت کی کیفیت عبدالصمد راوی حدیث نے بیان کی جسطرح متعجب آدمی اپنے ہاتھ کو حرکت دیتا ہی) فرمایا کہ عثمان پر بعد کچھ نہیں ہی اب اسکے بعد جو چاہیں کریں۔

مسند عبدالرحمٰن بن سمرہ قریشی رضی اللہ عنہ (۱۔ روایت)

{ انکی حدیث حضرت عثمان کی فضیلت کے متعلق } حاکم نے بروایت ابی شوذب عبداللہ بن قاسم سے انھوں نے کثیر سے جو عبدالرحمٰن بن سمرہ کے غلام تھے انھوں نے عبدالرحمٰن بن سمرہ سے نقل کیا ہی کہ وہ کہتے تھے حضرت عثمان نبی صلے اللہ کے حضور میں ہزار اشرفیاں لاے

حین جہّز جیش العسرۃ فنثرہا عثمان فی حجر النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فجعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقلبہا و یقول ما ضرّ عثمان ما عمل بعد الیوم مرارًا

جبکہ آپ جیش العسرہ کی تیاری کر رہے تھے اور لاکر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی گود میں ڈالدیں عبد الرحمن بیان کرتے تھے
کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اُن اشرفیوں کو اُلٹتے پلٹتے تھے اور بار بار فرماتے تھے کہ آج کے بعد عثمان جو کام بھی کریں اُنکو ضرر نہوگا۔

مسند معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ (۲- روایت)

{انکی حدیث خلافت قریش کے متعلق} بخاری نے بروایت شعیب زُہری سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے محمد بن جبیر بن مطعم بیان کرتے تھے
کہ ہم لوگ قریش کے ایک وفد کے ساتھ حضرت معاویہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اسی حال میں انکے پاس یہ خبر آئی کہ عبد اللہ
ابن عمرو بیان کرتے ہیں کہ عنقریب ایک بادشاہ قبیلہ قحطان سے ہوگا یہ سنکر حضرت معاویہ کو غصہ آیا اور وہ کھڑے ہوگئے
اور اُنھون نے اللہ کی تعریف بیان کی جیسی کہ اُسکے لائق ہے بعد اسکے کہا اما بعد مجھے یہ خبر ملی ہے کہ کچھ لوگ تم میں سے
ایسی باتیں بیان کرتے ہیں جو کتاب خدا میں نہیں ہیں اور نہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں یہ لوگ جاہل
ہیں لہذا خبردار ایسی باتیں مونھ سے نہ نکالو جو لوگوں کو گمراہ کریں میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے
آپ فرماتے تھے کہ یہ کام (خلافت کا) قریش میں رہیگا جو شخص اُنسے دشمنی کریگا اللہ اُسکو مونھ کے بل اوندھا گرادیگا
جب تک کہ قریش دین کو قائم رکھیں {حضرت معاویہ کا بیان اُن احادیث کی فضیلت میں جو حضرت عمر کے زمانہ میں
رائج تھیں} امام احمد نے عبد الرحمن بن مہدی سے اُنھون نے حضرت معاویہ بن صالح سے اُنھون نے ربیعہ
بن یزید سے اُنھون نے عبد اللہ بن عامر یحصبی سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے حضرت معاویہ کو یہ کہتے
ہوئے سنا کہ خبردار رسول خدا صلے اللہ کی حدیثیں نہ بیان کرو سوا اُن حدیثوں کے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں
رائج تھیں کیونکہ اُنھون نے خدا کی راہ میں لوگوں کو خوف دلایا تھا (اور حدیثوں کے بیان کرنے میں بہت کچھ
احتیاط کرائی تھی) میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ اللہ جسکے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا
ہے اُسکو دین کی سمجھ عنایت کرتا ہے اور میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سُنا کہ میں تو صرف بانٹنے والا ہوں اور دینے والا
اللہ عز وجل ہے لہذا میں جسکو کوئی چیز خوشی دل سے دوں تو سزاوار ہے کہ اُسمیں اُسے برکت دیجائے اور جسکو میں
تنگ دلی سے کچھ دون تو وہ مثل اس شخص کے ہوگا جو کھائے اور سیر نہو اور میں نے آپکو فرماتے ہوئے سُنا کہ ہمیشہ میری امت
میں سے کچھ لوگ غالب رہینگے اور وہ حق پر ہونگے جو شخص انکی مخالفت کریگا اُنکو نقصان نہ پہونچا سکیگا یہانتک کہ
اللہ کا حکم (یعنی قیامت) آجائے اور وہ اُسوقت بھی لوگوں پر غالب ہونگے۔

مسند عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ (۱- روایت)

{انکی حدیث حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت میں} بخاری نے بروایت ابو عثمان نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے مجھسے عمرو بن عاص نے بیان کیا کہ
نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو غزوۂ ذات السلاسل میں سردار لشکر بنا کر بھیجا کہتے تھے کہ میں حضرت کی خدمت
میں حاضر ہوا اور میں نے آپ سے پوچھا کہ آپ کو سب سے زیادہ محبوب کون ہے فرمایا عائشہ میں نے پوچھا مردوں میں

ومن مسند معاویۃ بن ابی سفیان
حدیثہ فی خلافۃ قریش اخرجہ البخاری من
حدیث شعیب عن الزہری قال کان محمد بن جبیر
بن مطعم یحدث انہ بلغ معاویۃ وہو عندہ
فی وفد من قریش ان عبد اللہ بن عمرو یحدث
انہ سیکون ملک من قحطان فغضب فقام
فاثنی علی اللہ بما ہو اہلہ ثم قال اما بعد فانہ
بلغنی ان رجالا منکم یحدثون احادیث لیست
فی کتاب اللہ ولا توثر عن رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم واولئک جہالکم فایاکم
والامانی التی تضل اہلہا فانی سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول
ان ہذا الامر فی قریش لا یعادیہم احد
الا کبہ اللہ علی وجہہ ما اقاموا الدین حدیثہ
فی فضل الاحادیث التی کانت فی زمن عمر
اخرج احمد عن عبد الرحمن بن مہدی عن
معاویۃ بن صالح عن ربیعۃ بن یزید عن
عبد اللہ بن عامر الیحصبی قال سمعت
معاویۃ یحدث وہو یقول ایاکم واحادیث
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا حدیثا کان
علی عہد عمر فان عمر رضی اللہ عنہ اخاف الناس
فی اللہ عز وجل سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من
یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین وسمعتہ
یقول انما انا قاسم وانما یعطی اللہ عز وجل
فمن اعطیتہ عطاء بطیب نفس فبورک لہ
ان یبارک لاحدکم ومن اعطیتہ [illegible]
نفس فہو کالذی یاکل ولا یشبع [illegible]
یقول لا تزال امۃ من امتی [illegible]
الحق لا یضرہم من [illegible]
امر اللہ [illegible]

ومن مسند عمرو بن العاص حدیثہ فی فضل ابی بکر وعمر رضی اللہ عنہما اخرجہ البخاری من [illegible]
[illegible]

فرمایا انکے والد ہین نے پوچھا پھر کون آپ نے فرمایا پھر عمر بن خطاب اسکے بعد آپنے اور چند آدمیون کا نام لیا -

مسند شخصے (غیر معلوم الاسم) از صحابہ (۱ - روایت)

ابو یعلی نے بروایت قتادہ محمد بن سیرین سے روایت کی ہی کہ ایک شخص نے کوفہ مین لوگون کے سامنے بیان کیا کہ عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوے تو اُسکو سپاہی نے گرفتار کر لیا اور لوگ اسکو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس لیگئے اور کہا کہ اگر آپنے ہمکو یہ ممانعت نہ کی ہوتی کہ کسی کو قتل نکرنا تو ہم اس شخص کو قتل کر دیتے یہ کہتا ہی کہ عثمان شہید ہوے تو اُس شخص نے حضرت علی سے کہا کہ آپ خود اسکی گواہی دیجیے آپکو یاد ہی کہ مین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور مین نے آپ سے سوال کیا آپنے مجھے دیا بعد اسکے مین ابو بکر کے پاس گیا اور مین نے ان سے سوال کیا انھون نے بھی مجھے دیا پھر مین عمر کے پاس گیا اور اُنسے مین نے سوال کیا اُنھون نے بھی مجھے دیا پھر مین عثمان کے پاس گیا اور انسے بھی مین نے سوال کیا اُنھون نے بھی مجھے دیا بعد اسکے مین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور مین گیا اور مین نے عرض کیا کہ آپ اللہ سے دعا کیجیے کہ مجھے برکت دے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمھین برکت کیون نہ دیجائیگی تمکو ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہیدون نے دیا ہی تمکو ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہیدون نے دیا ہی تمکو ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہیدون نے دیا ہی -

مسند شخصے (غیر معلوم الاسم) از صحابہ (۱ - روایت)

{ انکی حدیث خواب وزن کے متعلق } امام احمد نے بروایت اسود بن ہلال انکی قوم کے ایک شخص سے نقل کیا ہی کہ وہ حضرت عمر بن خطاب کی خلافت مین کہا کرتے تھے کہ عثمان بغیر خلیفہ ہوے نہ مرینگے ہمنے لوگون سے پوچھا کہ یہ آپ کو کیونکر معلوم ہوا انھون نے کہا مین نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی آپ فرماتے تھے کہ مین نے آج شب کو خواب مین دیکھا کہ میرے تین صحابی وزن کیے گئے یعنی ابو بکر وزن کیے گئے پھر عمر وزن کیے گئے پھر عثمان وزن کیے گئے عثمان (ان دونون سے) کم نکلے مگر وہ نیک مرد ہین -

مسند عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ (۱ - روایت)

{ انکی حدیث ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تعریف مین } حاکم نے بروایت یحیی بن سلیم جعفر بن محمد سے انھون نے اپنے والد سے انھون نے عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہی کہ وہ کہتے تھے ابو بکر ہمپر حاکم ہوے تو وہ تمام مخلوق الہی سے بہتر اور سب سے زیادہ ہمپر مہربان اور شفیق تھے -

مسند جریر بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ عنہ (۳ - روایت)

{ انکی حدیث ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے سابق الی الخیر ہونے مین } امام احمد نے بروایت شعبہ عون بن ابی جحیفہ سے انھون نے منذر بن جریر سے انھون نے اپنے والد سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے ہم ایک دن اول وقت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوے تھے آپکے پاس کچھ لوگ آئے جو برہنہ پا اور برہنہ جسم تھے صرف ایک چادر صوف کی یا ایک عبا پہنے ہوے تھے تلوارین حمائل کیے ہوے تھے اکثر لوگ انمین قبیلہ مضر کے تھے اُنکے فقر و فاقہ کی حالت دیکھکر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا

... ثم قال فمن بعد فقال عمر بن الخطاب فعد رجالا **ومن مسند رجل من الصحابة** اخرج ابو يعلى من حديث قتادة عن محمد بن سيرين ان رجلا بالكوفة شهد ان عثمان رضي الله عنه قتل شهيدا فاخذته الزبانية فرفعوه الى علي رضي الله عنه فقالوا لولا انك نهيتنا ان لا نقتل احدا لقتلناه هذا زعم انه يشهد ان عثمان قتل شهيدا فقال الرجل لعلي وانت تشهد انك تذكر اني اتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فسألته فاعطاني واتيت ابا بكر فسألته فاعطاني واتيت عمر فسألته فاعطاني واتيت عثمان فسألته فاعطاني قال فاتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت يا رسول الله ادع الله ان يبارك لي فقال النبي صلى الله عليه وسلم وكيف لا يبارك لك واعطاك نبي وصديق وشهيدان واعطاك نبي وصديق وشهيدان واعطاك نبي وصديق وشهيدان

ومن مسند رجل من الصحابة

حديث في رؤيا الوزن اخرج احمد من حديث اسود بن هلال عن رجل من قومه كان يقول في خلافة عمر بن الخطاب لا يموت عثمان حتى يستخلف قلنا من اين تعلم ذلك قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول رأيت الليلة في المنام كان ثلثة من اصحابي وزنوا فوزن ابو بكر ثم وزن عمر ثم وزن عثمان فنقص صاحبنا وهو صالح

ومن مسند عبد الله بن جعفر رض

حديث في الثناء على ابي بكر الصديق رضي الله عنه اخرج الحاكم من طريق يحيى بن سليم عن جعفر بن محمد عن ابيه عن عبد الله بن جعفر رضي الله عنهما قال ولينا ابو بكر فكان خير خليفة ارحمه بنا واحناه علينا

ومن مسند جرير بن عبد الله البجلي رض

حديث في تقديم ابي بكر وعمر الى الخير اخرج احمد حدثنا ... شعبة عن عون بن ابي جحيفة عن المنذر بن جرير عن ابيه قال كنا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم في صدر النهار فجاءه قوم حفاة عراة مجتابي النمار او العباء متقلدي السيوف عامتهم من مضر بل كلهم من مضر فتغير وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم لما رأى بهم

من القطيفة قال فدخل ثم خرج فأمر بلالا فأذن وأقام فصلى ثم خطب فقال يا أيها الناس اتقوا ربكم الذي خلقكم من نفس واحدة إلى آخر الآية وقرأ التي في الحشر ولتنظر نفس ما قدمت

چہرہ متغیر ہوگیا اور آپ اندر تشریف لیگئے پھر باہر آئے اور بلال کو حکم دیا تو انھوں نے اذان کہی اور اقامت کہی پھر حضرت نے نماز پڑھی اسکے بعد خطبہ پڑھا جسمین یہ آیت پڑھی یا ایھا الناس اتقوا الآیۃ (ترجمہ) اے لوگو ڈرو اپنے پروردگار سے جسنے پیدا کیا تم سب کو ایک شخص سے اور وہ آیت جو سورۂ حشر مین ہے پڑھی کہ ولتنظر نفس الآیۃ (ترجمہ) چاہیے کہ ہر شخص دیکھے کہ اُسنے کل کے لیے کیا کام کیا ہے (اسکے بعد فرمایا کہ ان لوگون کو صدقہ دو) کوئی اشرفی دے اور کوئی روپیہ کوئی کپڑے کوئی گیہون کوئی چھوارے یہانتک کہ آپنے فرمایا جس ایک ٹکڑا چھوارے کا ہو سکے وہ وہی دے پس انصار مین سے ایک شخص ایک تھیلی لے آیا جو اُسکے ہاتھ سے اُٹھتی نہ تھی پھر اور لوگون نے لانا شروع کیا یہانتک کہ مین نے دو ڈھیر غلہ کے اور کپڑے کے دیکھے اور مین نے دیکھا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک (خوشی سے) چمکنے لگا بالکل یہ معلوم ہوتا تھا کہ سونے کا رنگ آپکے چہرۂ مبارک پر ہے پھر آپنے فرمایا کہ جسنے کسی عمدہ کام کی بنیاد ڈالی اسکو اسکا بھی ثواب ملیگا اور جسقدر لوگ اسکے بعد اس کام کو کرینگے اسکا بھی ثواب ملیگا بغیر اسکے کہ اُنکے ثواب سے کچھ کم کیا جائے اور امام احمد نے اسی قصہ مین بروایت عبد الرزاق معمر سے انھون نے قتادہ سے انھون نے حمید بن ہلال سے انھون نے جریر بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص انصار مین سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک تھیلی سونے کی لایا جو اسکے ہاتھون کو بھرے ہوئے تھی اور اُسنے کہا کہ یہ اللہ کی راہ مین نذر ہے پھر حضرت ابو بکر کھڑے ہوئے اور انھون نے دیا پھر حضرت عمر کھڑے ہوئے اور انھون نے دیا بعد اسکے مہاجرین کھڑے ہوئے اور انھون نے دیا یہانتک کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک (خوشی سے) چمکنے لگا اور مین نے آپکے رخسارون پر اس چمک کو محسوس کیا بعد اسکے آپنے فرمایا جسنے اچھا طریقہ اسلام مین جاری کیا الخ {حضرت جریر کا ذو عمرو سے یہ قول نقل کرنا کہ مسلمان ہمیشہ بہتری پر رہینگے جبتک کہ خلافت کا انعقاد اجماع سے ہوتا رہیگا نہ تلوار سے} امام احمد نے بروایت اسمعیل بن ابی خالد قیس بن ابی حازم سے انھون نے جریر سے اس واقعہ مین کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو یمن بھیجا تھا بیان کیا ہے کہ مین ذو عمرو سے ملا تو انھون نے مجھسے کہا کہ اے جریر تم لوگ ہمیشہ بھلائی پر رہوگے (جبتک تم مین یہ دستور رہیگا کہ) جب ایک خلیفہ مر جائے تو دوسرے کو تم (اجماع سے) منتخب کر لو اور جب (تقرر خلیفہ کا) تلوار سے ہوگا تو تم بھی بادشاہون کا سا غصہ کرنے لگوگے اور بادشاہون کی سی خوشی کرنے لگوگے {انکی یہ حدیث کہ قریش کے طلقا دین مین مہاجرین کے برابر نہین ہین} امام احمد نے بروایت عاصم ابو وائل سے انھون نے حضرت جریر سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہاجرین و انصار باہم ایک دوسرے کے دوست اور ہمسر ہین اور قریش کے طلقا اور قبیلۂ ثقیف کے عتقا باہم ایک دوسرے کے دوست و ہمسر ہین قیامت تک یہی حال رہیگا

مسند جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ (۱ از روایت) {انکی حدیث نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اس خطبہ کے متعلق جسمین ابو بکر صدیق کے فضائل ہین} مسلم نے جندب بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے

لغد تصدق رجل من ديناره من درهمه من ثوبه من صاع بره من صاع تمره حتى قال ولو بشق تمرة قال فجاء رجل من الأنصار بصرة كادت كفه تعجز عنها بل قد عجزت ثم تتابع الناس حتى رأيت كومين من طعام وثياب حتى رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يتهلل وجهه حتى كأنه مذهبة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم من سن في الإسلام سنة حسنة فله أجرها وأجر من عمل بها من بعده من غير أن ينتقص من أجورهم شيء ومن سن في الإسلام سنة سيئة كان عليه وزرها ووزر من عمل بها من بعده من غير أن ينتقص من أوزارهم شيء

وأخرج أحمد في هذه القصة من طريق عبد الرزاق عن معمر عن قتادة عن حميد بن هلال عن جرير بن عبد الله أن رجلا من الأنصار جاء إلى النبي صلى الله عليه وسلم بصرة من ذهب تملأ ما بين أصابعه فقال هذه في سبيل الله ثم قام أبو بكر فأعطى ثم قام عمر فأعطى ثم قام المهاجرون فأعطوا فأشرق وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى رأيت الإشراق في وجنتيه ثم قال من سن سنة صالحة في الإسلام الحديث

وقوله على ذي عمرو إنكم لا تزالوا بخير إذا كانت الخلافة بالإجماع دون السيف

أخرج أحمد من طريق إسمعيل بن أبي خالد عن قيس بن أبي حازم عن جرير في قصة بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم إياه إلى اليمن فذكر القصة حتى قال ثم لقيت ذا عمرو فقال لي يا جرير إن بكم لن تزالوا بخير ما إذا هلك أمير تأمرتم في آخر فإذا كانت بالسيف غضبتم غضب الملوك ورضيتم رضا الملوك وحديثه الطلقاء من قريش ليسوا كالمهاجرين في الدين أخرج

أحمد من طريق عاصم عن أبي وائل عن جرير قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم المهاجرون والأنصار أولياء بعضهم لبعض والطلقاء من قريش والعتقاء من ثقيف بعضهم أولياء بعض إلى يوم القيامة

ومن مسند جندب بن عبد الله حديثه في خطبة النبي صلى الله عليه وسلم في مناقب أبي بكر الصديق أخرج مسلم عن جندب بن عبد الله

صلی اللہ علیہ وسلم قبل ان یموت بخمس وهو یقول انی ابرأ الی اللہ ان یکون لی منکم خلیل فان اللہ قد اتخذنی خلیلا کما اتخذ ابراهیم خلیلا ولو کنت متخذا من امتی

خلیلا لاتخذت ابا بکر خلیلا الا وان من کان قبلکم کانوا یتخذون قبور انبیائهم وصالحیهم مساجد الا فلا تتخذوا القبور مساجد انی انهاکم عن ذلک

ومن مسند محجن او ابی محجن

حدیثه فی الثناء علی جماعة من الصحابة منهم الاربعة قال ابو عمر حدیث عبد الحمید بن عبد الرحمن ابو یحیی الحمانی عن ابی سعد مولی حذیفة عن شیخ من الصحابة یقال له ابو محجن او محجن بن فلان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ان ارأف امتی بامتی ابو بکر واقواها فی امر اللہ عمر واصدقها حیاء عثمان واقضاها علی واقرأها ابی وافرضها زید واعلمهم بالحلال والحرام معاذ بن جبل ولکل امة امین وامین هذه الامة ابو عبیدة بن الجراح وقال ابو عمر فی ترجمة ابی بکر الصدیق وقال فیه ابو محجن الثقفی شعر
وسمیت صدیقا وکل مهاجر سواک یسمی باسمه غیر منکر +
سبقت الی الاسلام واللہ شاهد وکنت جلیسا بالعریش المشهر +
وبالغار اذ سمیت بالغار صاحبا + وکنت رفیقا للنبی المطهر +

ومن مسند زرارة بن عمرو النخعی والد عمرو بن زرارة

حدیثه فی رؤیا تدل علی ان عثمان علی الحق قال ابو عمر تعلیقا قدم علی النبی صلی اللہ علیه وسلم فی وفد النخع فقال یا رسول اللہ انی رأیت فی طریقی رؤیا هالتنی قال وما هی قال رأیت اتانا خلفتها فی اهلی ولدت جدیا اسفع احوی ورأیت نارا خرجت من الارض فحالت بینی وبین ابن لی یقال له عمرو وهی تقول لظی لظی

بصیر واعمی فقال النبی صلی اللہ علیه وسلم خلفت فی اهلک امة مسرة حملا قال نعم قال فانها قد ولدت غلاما وهو ابنک قال فانی له اسفع احوی قال ادن منی فدنا منه فقال أبک برص تکتمه قال والذی بعثک بالحق ما علمه احد قبلک قال فهو ذاک واما النار فهی فتنة تکون بعدی

مین نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے آپکی وفات کے پانچ دن پہلے سنا آپ فرماتے تھے مین خدا کے سامنے اس بات سے برارت ظاہر کرتا ہون کہ مین نے تم مین سے کسی کو خلیل بنایا ہو اور بے شک اللہ نے مجھے خلیل بنایا ہی جس طرح ابراہیم کو خلیل بنایا تھا اگر مین اپنی امت مین سے کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا آگاہ رہو جو لوگ تم سے پہلے تھے وہ اپنے پیغمبرون اور نیک لوگون کی قبرون کو مسجد بنا لیتے تھے مین تمھین اس بات سے منع کرتا ہون۔

مسند محجن یا ابو محجن رضی اللہ عنہ (۲- روایت)

{انکی حدیث چند صحابہ کی تعریف مین جنمین خلفاء اربعہ بھی ہین} ابو عمر نے بروایت عبد الحمید بن عبد الرحمن یعنی ابی یحیی حمانی ابو سعید سے جو حضرت حذیفہ کے غلام تھے انھون نے ایک شخص سے جو صحابی تھے انکو لوگ ابو محجن یا محجن بن فلان کہتے تھے روایت کی ہو کہ وہ کہتے تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میری امت مین سب سے زیادہ مہربان میری امت پر ابوبکر ہین اور سب سے زیادہ قوی خدا کے کام مین عمر ہین اور سب سے زیادہ کامل الحیا عثمان ہین اور سب سے عمدہ فیصلہ کرنیوالے علی ہین اور سب سے زیادہ قراءۃ کے ماہر ابی ہین اور سب سے زیادہ علم فرائض کے جاننے والے زید ہین اور سب سے زیادہ حلال و حرام کا علم رکھنے والے معاذ ابن جبل ہین اور ہر امت کے لیے ایک امین ہوتا ہی اس امت کے امین عبیدہ بن جراح ہین۔ اور ابو عمر نے حضرت ابوبکر صدیق کے تذکرہ مین لکھا ہی کہ انکے متعلق ابو محجن ثقفی نے یہ اشعار کہے تھے (ترجمۂ اشعار) آپکا نام صدیق رکھا گیا اور دوسرے مہاجرین + آپکے علاوہ اپنے اپنے اچھے نامون سے پکارے جاتے ہین + خدا گواہ ہی آپنے اسلام کی طرف سبقت کی + اور آپ عریش مین آشکارا (نبی کے) ہمنشین تھے + اور غار مین (بھی آپ نبی کے ہمنشین تھے) اسی وجہ سے آپکا نام یار غار رکھا گیا + آپ نبی مطہر کے رفیق تھے۔

مسند زرارہ بن عمرو نخعی والد عمرو بن زرارہ رضی اللہ عنہ (۱- روایت)

{انکی حدیث متعلق اس خواب کے جو حضرت عثمان کے برسر حق ہونے پر دلالت کرتا ہی} ابو عمر نے تعلیقاً روایت کی ہی کہ زرارہ بن عمرو قبیلۂ نخع کے وفد کے ساتھ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین نے اثنائے راہ مین ایک خواب دیکھا جس سے مجھے خوف طاری ہوا حضرت نے پوچھا وہ خواب کیا ہی یہ کہتے تھے کہ مین نے عرض کیا کہ مین نے یہ خواب دیکھا کہ ایک گدھی جسکو مین گھر مین چھوڑ آیا ہون اسنے ایک بچہ ابلق سیاہ رنگ کا جنا اور مین نے دیکھا کہ ایک آگ زمین سے نکلی اور وہ میرے اور میرے بیٹے عمرو کے درمیان مین حائل ہو گئی اور وہ آگ کہتی تھی لظی لظی بصیر و اعمی۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اپنے گھر مین کوئی لونڈی چھوڑ آئے ہو جو حاملہ تھی اور اپنا حمل چھپاتی تھی انھون نے عرض کیا کہ ہان تو حضرت نے فرمایا کہ اس سے بچہ پیدا ہوا اور وہ تمھارا بیٹا ہی پھر انھون نے پوچھا کہ اسکے ابلق اور سیاہ ہونے کا کیا مطلب حضرت نے فرمایا میرے قریب آؤ کیا تم کو برص (کی شکایت) ہی جسکو تم چھپاتے ہو انھون نے کہا قسم اسکی جسنے آپکو حق کے ساتھ بھیجا کوئی شخص آپ سے پہلے اسکو نہ جانتا تھا آپنے فرمایا تو اسکا ابلق اور سیاہ ہونے کا یہی مطلب ہی اور وہ آگ (جو تم نے دیکھی) ایک فتنہ ہی جو میرے بعد ہوگا

قال وما الفتنة يا رسول الله قال يقتل الناس امامهم ويتجهدوا باسيافهم ويتجالدوا الناس وخالف بين اصابعه ودم المؤمن عند المؤمن احل من الماء

انھون نے پوچھا کہ یا رسول اللہ فتنہ کیا چیز ہے حضور نے فرمایا لوگ اپنے امام کو قتل کر ڈالینگے اور باہم مین خونریزیان کرینگے اور آپ نے اپنی انگلیون کے درمیان مین فرق (کرکے اس لڑائی کی کیفیت کو بیان کیا اور فرمایا کہ) ایک مومن کا خون دوسرے مومن کے نزدیک پانی سے بھی زیادہ خوشگوار ہوگا بدکار اپنے کو نیکوکار سمجھیگا اگر تم (اس فتنہ سے پہلے) مرگئے تو یہ فتنہ تمھارے بیٹے پا ئیگا اور اگر تمھارا بیٹا مرگیا تو یہ فتنہ پوتا پائیگا انھون نے عرض کیا کہ اللہ سے دعا فرمائیے کہ وہ فتنہ مجھ پر نہ آئے چنانچہ آپ نے اُنکے لیے دعا کی۔

مسند سعید بن مسیب رحمۃ اللہ مرسلاً (ا - روایت) {انکی حدیث ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت مین} حاکم نے بروایت سعید بن ابی عبد الرحمٰن سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ابو بکر صدیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہان بجای وزیر کے تھے اور اسلیے آپ اپنے تمام کامون مین مشورہ کرتے تھے اور وہ آپکے ثانی تھے اسلام مین اور آپ کے ثانی تھے غار مین اور آپ کے ثانی تھے عریش بدر مین اور آپکے ثانی ہین قبر مین اور حضرت انکے اوپر کسی کو مقدم نکرتے تھے۔ اور ابو عمر نے حضرت ابوبکر صدیق کے تذکرہ مین تعلیقاً لکھا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے جو اہل بدر مین سے نہ تھا اور حضرت ابو بکر کے آگے چل رہا تھا فرمایا کہ تم اس شخص کے آگے چل رہے ہو جو تم سے بہتر ہے۔

مسند عبد اللہ بن حنطب رحمہ اللہ مرسلاً (ایک روایت) {انکی حدیث فضیلت شیخین رضی اللہ عنہما کے متعلق} ترمذی اور حاکم نے بروایت عبد العزیز بن عبد المطلب انکے والد سے انھون نے انکے دادا عبد اللہ بن حنطب سے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر و حضرت عمر کو دیکھا تو فرمایا کہ یہ دونون (جسم دین کے) کان اور آنکھ ہین۔

قول محمد بن سیرین رحمہ اللہ ترمذی نے بروایت حماد بن زید ایوب سے انھون نے محمد بن سیرین سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے مین نہین خیال کرسکتا کہ جو شخص ابو بکر و عمر کی تنقیص کرتا ہو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہے۔

چند اقوال سادات اشراف کے

قول حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما (۴ روایت) ابو یعلے نے بروایت ابو مریم جو جارود کے رضاعی بھائی تھے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے مین کوفہ مین تھا کہ حضرت حسن بن علی خطبہ پڑھنے کھڑے ہوے اور انھون نے فرمایا کہ اے لوگو مین نے آج شب کو ایک عجیب خواب دیکھا مین نے اللہ تعالے کو عرش کے اوپر دیکھا پھر دیکھا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور عرش کے ایک پایہ کے پاس کھڑے ہوگئے پھر ابو بکر آئے اور انھون نے اپنا ہاتھ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے شانہ پر رکھ دیا پھر عمر آئے

تجتنب المؤمن ان يحسن ان تُسقى ادركتك ابنك ومن مات ابنك ادركتك ابنه قال فادع الله ان لا تدركني فدعا له

ومن مسند سعيد ابن المسيب مرسلا

حديثه في فضل ابي بكر الصديق رضي الله عنه اخرج الحاكم من حديث سعيد بن عبد الرحمن عن سعيد بن المسيب قال كان ابو بكر الصديق من النبي صلى الله عليه وسلم مكان الوزير فكان يشاوره في جميع اموره وكان ثانيه في الاسلام وكان ثانيه في الغار وكان ثانيه في العريش يوم بدر وكان ثانيه في القبر ولم يكن رسول الله صلى الله عليه وسلم يقدم عليه احدا قال ابو عمر في ترجمة ابي بكر الصديق تعليقا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لبعض من لم يشهد بدرا وقد رآه يمشي بين يدي ابي بكر تمشي بين يدي من هو خير منك

ومن مسند عبد الله ابن حنطب مرسلا

حديثه في فضيلة الشيخين رضي الله عنهما اخرج الترمذي والحاكم من حديث عبد العزيز بن عبد المطلب عن ابيه عن جده عبد الله بن حنطب ان النبي صلى الله عليه وسلم رأى ابا بكر وعمر فقال هذان السمع والبصر

قول محمد بن سيرين

اخرج الترمذي من طريق حماد بن زيد عن ايوب عن محمد بن سيرين قال ما اظن رجلا ينتقص ابا بكر وعمر يحب النبي صلى الله عليه وسلم

ذكر شيء من اقوال السادات الاشراف

قول الحسن بن علي بن ابي طالب رضي الله عنهما اخرج ابو يعلى من طريق ابي مريم رضيع الجارود قال كنت بالكوفة فقام الحسن بن علي خطيبا فقال يا ايها الناس رأيت البارحة في منامي عجبا رأيت الرب تعالى فوق عرشه فجاء رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى قام عند قائمة من قوائم العرش فجاء ابو بكر فوضع يده على منكب رسول الله صلى الله عليه وسلم

اور اُنھوں نے اپنا ہاتھ ابو بکر کے شانہ پر رکھ لیا پھر عثمان آئے اور (اس ہیأت سے آئے کر) اُنکے ہاتھ میں اُنکا سر تھا اور اُنھوں نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار اپنے بندوں سے پوچھ کہ اُنھوں نے مجھے کس جرم میں قتل کیا پس آسمان سے دو پرنالے خون کے زمین کی طرف جاری کر دیئے گئے کسی نے حضرت علی سے کہا کہ کیا آپ نہین دیکھتے کہ حسن کیا بیان کر رہے ہین حضرت علی نے فرمایا کہ جو کچھ اُنھوں نے دیکھا ہی وہ بیان کر رہے ہین۔ اور ابو یعلے نے ایک دوسری سند کے ساتھ حضرت حسن بن علی سے روایت کی ہی کہ اُنھوں نے فرمایا کہ مین تو اب نہ لڑونگا بعد اس خواب کے جو مین نے دیکھا مین نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ عرش پر ہاتھ رکھے ہوے کھڑے ہین اور ابو بکر کو دیکھا کہ وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم (کے شانے) پر ہاتھ رکھے ہوے ہین اور عمر کو دیکھا کہ وہ ابو بکر (کے شانے) پر ہاتھ رکھے ہوے ہین اور حضرت عثمان کو دیکھا کہ وہ حضرت عمر (کے شانہ) پر ہاتھ رکھے ہوے ہین اور اُنکے پیچھے مین نے دیکھا کہ بہت (آدمیون کے) خون پڑے ہین مین نے پوچھا کہ یہ خون کیسے ہین کسی نے کہا کہ یہ خون وہ ہین جسکے ذریعہ سے اللہ عثمان کا قصاص لینا چاہتا ہی۔ اور محب طبری نے ابن السمان سے روایت کی ہی کہ اُنھوں نے ایک تحریر حضرت حسن بن علی کی نکالی (جسمین لکھا ہوا تھا) کہ میرے علم مین حضرت علی نے حضرت عمر کی مخالفت کبھی نہین کی نہ کوفہ مین آکر اُن باتون مین کچھ تغیر کیا جو حضرت عمر نے رائج کی تھین اور نیز محب طبری سے کتاب الموافقہ مین منقول ہی کہ اُنھون نے ابو جعفر (یعنی حضرت باقر) سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے ایک روز حضرت عمر مدینہ کی کسی گلی مین چلے جا رہے تھے کہ انکو حضرت علی ملے اور حضرت علی کے ہمراہ حسن و حسین رضی اللہ عنہم بھی تھے حضرت علی نے انھین سلام کیا اور انکا ہاتھ پکڑ لیا حسنین نے داہنی اور بائین جانب سے دونو نکو گھیر لیا راوی کہتا ہی کہ پھر حضرت عمر پر رونے کی حالت طاری ہوئی جیسا کہ اکثر ہوا کرتی تھی حضرت علی نے پوچھا کہ امیر المؤمنین آپ کیون روتے ہین اُنھون نے فرمایا کہ مجھسے زیادہ کسکو رونا چاہیے اے علی مین اس امت کے کامون کا والی ہوا اور اُسکے متعلق احکام نافذ کیا کرتا ہون اور مجھے معلوم نہین کہ مین بُرا کرتا ہون یا اچھا حضرت علی نے اُنسے کہا کہ اللہ کی قسم آپ ایسا انصاف کرتے ہین ایسا انصاف کرتے ہین مگر اُنکا رونا موقوف نہوا بعد اسکے حضرت حسن نے کچھ گفتگو کی جو اللہ کو منظور تھی اور اُنھون نے بھی نکی حکومت اور عدل کی تعریف کی مگر انکا رونا موقوف نہوا بعد اسکے حضرت حسین نے ویسی ہی گفتگو کی تو حضرت حسین کا کلام ختم ہوتے ہی انکا رونا موقوف ہوگیا اور اُنھون نے فرمایا کہ اے میرے بھتیجو کیا تم اس (میرے عدل و انصاف) کی گواہی (خدا کے سامنے) دوگے تو دونون چپ ہوگئے اور اپنے والد کی طرف دیکھنے لگے حضرت علی نے فرمایا کہ تم بھی اسکے گواہ بنو اور مین بھی تمھارے ساتھ (اسکا) گواہ ہون۔

قول الامام حسن بن علی رضی اللہ عنہ (۴۔ روایت) عبد اللہ بن احمد نے زوائد مسند مین حسن بن زید بن حسن سے روایت کی ہی

[illegible] بکر فجاء عثمان فکان بیده رأسه فقال رب سل عبادك فيم قتلوني قال فانبعث من السماء ميزابان من دم في الأرض قال فقيل [illegible] بالحسن قال [illegible] أخرجه أبو يعلى من طريق آخر عن الحسن بن علي قال لا أقاتل بعد رؤيا رأيتها [illegible] رسول الله صلى الله عليه وسلم [illegible] يده على العرش ورأيت أبا بكر واضعا يده على النبي صلى الله عليه وسلم ورأيت عمر واضعا يده على أبي بكر ورأيت عثمان واضعا يده على عمر ورأيت دماء دونهم فقلت ما هذه الدماء فقيل دماء عثمان يطلب الله به وذكر المحب الطبري عن ابن السمان أنه أخرج في كتابه عن الحسن بن علي قال لا أعلم عليا خالف عمر ولا غير شيئا مما صنع حين قدم الكوفة وذكر أيضا عنه في كتاب الموافقة أنه أخرج عن أبي جعفر قال بينا عمر يمشي في طريق من طرق المدينة إذ لقيه علي ومعه الحسن والحسين رضي الله عنهم فسلم عليه علي وأخذ بيده فاكتنفاهما الحسن والحسين عن يمينهما وشمالهما قال فعرض له من البكاء ما كان يعرض له فقال له علي ما يبكيك يا أمير المؤمنين قال عمر ومن أحق مني بالبكاء يا علي وقد وليت أمر هذه الأمة أحكم فيها ولا أدري أمسيء أنا أم محسن فقال له علي [illegible] إنك لتعدل في كذا وتعدل في كذا [illegible] فما تقطع عنه البكاء [illegible] الحسن بما شاء الله فذكر [illegible] فلم ينقطع [illegible] فتكلم الحسين بمثل كلام الحسن فانقطع بكاؤه عند انقطاع كلام الحسين فقال أتشهدان بذلك يا ابني أخي فسكتا فنظر إلى أبيهما [illegible]

قول اولاد حسن بن علی أخرجه عبد الله بن أحمد في زوائد المسند عن الحسن بن زيد بن حسن

قال حدثني ابي عن ابيه عن علي قال كنت عند النبي صلى الله عليه وسلم فاقبل ابو بكر وعمر فقال يا علي هذان سيدا كهول اهل الجنة وشبابها بعد

النبيين والمرسلين وذكر المحب الطبري

عن عبد الله بن الحسن بن حسين بن علي
ابن ابي طالب انه قد سئل عن ابي بكر وعمر فقال
افضلهما واستغفر لهما فقيل له لعل هذا
تقية وفي نفسك خلافه قال لا نالتني
شفاعة محمد صلى الله عليه وسلم ان كنت
اقول خلاف ما في نفسي وعنه وقد سئل عنهما
فقال صلى الله عليهما وسلم ولا صلى على
من لم يصل عليهما وروى عن الحسن المثلث
اخي عبد الله المذكور انه قال لرجل ممن يغلو
فيهم ويحكم احبونا بالله فان اطعنا
الله فاحبونا وان عصينا الله فابغضونا
فقال له رجل انكم ذوو قرابة من
رسول الله صلى الله عليه وسلم واهل بيته
فقال ويحكم لو كان الله نافعا بقرابة
رسول الله صلى الله عليه وسلم بغير عمل
بطاعته لنفع بذلك من هو اقرب اليه
منا اباه وامه والله اني اخاف ان يضاعف
الله للعاصي منا العذاب ضعفين
والله اني لارجو ان يؤتى المحسن منا اجره
مرتين ثم قال لقد اساء بنا اباؤنا
وامهاتنا ان كان ما تقولون من دين
الله ثم لم يخبرونا به ولم يطلعونا عليه
ولم يرغبونا فيه ونحن كنا اقرب منهم قرابة
منكم واوجب عليهم واحق ان يرغبونا
فيه منكم ولو كان الامر كما تقولون ان
الله جل وعلا ورسوله صلى الله عليه وسلم
اختارا عليا لهذا الامر والقيام على الناس
لكان علي اعظم الناس خطيئة وجرما
[illegible] ترك امر رسول الله صلى الله عليه [illegible]

وہ کہتے تھے مجھسے میرے والد نے اپنے والد سے اُنھون نے حضرت علی سے روایت کرکے بیان کیا وہ کہتے تھے مین
نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا کہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سامنے سے آئے حضرت نے فرمایا ای علی یہ دونون بعد انبیا
ومرسلین کے جنت کے بوڑھون اور جوانون سبکے سردار ہین اور محب طبری نے عبد اللہ بن حسن بن حسین بن علی
ابن ابی طالب سے روایت کی ہی کہ انسے حضرت ابوبکر وعمر کے متعلق پوچھا گیا تو اُنھون نے فرمایا کہ مین اُن دونون
کو (تمام صحابہ سے) افضل سمجھتا ہون اور اُنکے لیے دعای مغفرت کیا کرتا ہون کسی نے انسے کہا کہ شاید یہ تقیہ ہی
آپکے دل مین اسکے خلاف ہی اُنھون نے فرمایا مجھے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب نہو اگر مین اپنے
دل کے خلاف کہتا ہون۔ اور نیز انسے روایت ہی کہ انسے حضرت ابوبکر وحضرت عمر کی بابت پوچھا گیا
اُنھون نے فرمایا کہ اللہ ان دونون پر رحمت نازل کرے (یعنی صلوۃ وسلام نازل کرے انپر) اور جو شخص انکے لیے طلب رحمت
نکرے اسپر اللہ رحم نکرے۔ اور حضرت حسن مثلث برادر حضرت عبد اللہ مذکور سے روایت ہی کہ اُنھون نے
ایک شخص سے جو بنی فاطمہ کی محبت مین غلو رکھتا تھا فرمایا کہ تمھاری خرابی ہو ہم سے اللہ کے لیے محبت
کرو (یعنی) اگر ہم اللہ کی اطاعت کرین تو ہمسے محبت کرو اور اگر ہم اللہ کی نافرمانی کرین تو ہم سے بغض رکھو
تو ایک شخص نے انسے کہا کہ آپ لوگ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے قرابت دار اور آپکے اہل بیت ہین (ہم آپسے
بغض کیسے رکھ سکتے ہین) اُنھون نے فرمایا تمھاری خرابی ہو اگر اللہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی قرابت سے
بغیر اپنی عبادت کے کسی کو نفع دیتا تو جو ہم سب سے زیادہ حضرت کے قرابت دار ہین یعنی حضرت کے والدین
انکو ضرور نفع دیتا واللہ مین اس بات کا خوف رکھتا ہون کہ جو شخص ہم مین سے نافرمانی کریگا اللہ اسکو
دونا عذاب دیگا اور واللہ مین اس بات کی امید رکھتا ہون کہ جو شخص ہم مین سے نیک کام کریگا اللہ
اُسکو دونا ثواب دیگا بعد اسکے فرمایا کہ (ای لوگو) ہمارے باپ اور مان نے ہمارے ساتھ بہت بُرا سلوک
کیا اگر جو کچھ تم بیان کرتے ہو وہ دین خدا ہو کہ اُنھون نے ہم کو اسکی خبر ندی اور ہمکو اس سے مطلع نکیا اور ہمکو اسکی
ترغیب دی حالانکہ ہم تم سے زیادہ انکے قریب تھے اور تمسے زیادہ ہمارا حق انپر تھا کہ وہ ہمکو دین کی تعلیم دیتے اور
اگر بقول تمھارے اللہ عز وجل اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کو رسول کے بعد خلافت کے لیے منتخب کیا ہوتا
تو علی سب سے زیادہ خطاکار اور سب سے زیادہ مجرم ہوے کہ اُنھون نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کو ترک کر دیا اُنکو
چاہیے تھا کہ خلافت اپنے متعلق کر لیتے جیسا کہ اُنکو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا اور لوگون کے سامنے
(یہی) عذر کر دیتے (کہ مین مجبور ہون رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم یہی ہی) تو رافضی نے اُنسے کہا کیا نبی صلے
اللہ علیہ وسلم نے نہین فرمایا کہ من کنت مولاہ یعنی مین جسکا مولی ہون علی بھی اسکے مولی ہین تو اُنھون نے فرمایا
کہ قسم اللہ کی اگر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اس سے خلافت اور سلطنت اور لوگون کی حکومت مراد لیتے

ان يقوم فيه كما امره ويعذر الى الناس فقال له الرافضي الم يقل النبي صلى الله عليه وسلم لعلي من كنت مولاه
فعلي مولاه فقال اما والله لو يعني رسول الله صلى الله عليه وسلم بذلك الامر والسلطان والقيام على الناس

تو صاف صاف بیان فرمادیتے جس طرح نماز کو اور زکوٰۃ کو اور روزے کو اور حج کو صاف صاف بیان فرمادیا
اور یقینا اس طرح فرماتے کہ اے لوگو یہ میرے بعد والی ہیں تم لوگ (اسکا حکم) سنو اور مانو۔

قول اولاد حسین رضی اللہ عنہ (۸۔ روایت)

{مرفوع حدیثین} ترمذی نے زہری سے انھون نے علی بن حسین (زین العابدین) سے انھون نے حضرت علی بن ابی طالب سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے مین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا کہ ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہما) سامنے سے آئے تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دونون پیران اہل جنت کے سردار ہین اگلون کے بھی اور پچھلون کے بھی سوا انبیا و مرسلین کے اے علی تم (اسکی) خبر اُن دونون کو نہ دینا۔ {موقوف حدیثین} امام احمد نے حضرت ذو الیدین کے مسند مین ابو حازم سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ایک شخص علی بن حسین (زین العابدین) کے پاس آیا اور اُسنے پوچھا کہ ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہما) کا تقرب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے یہان کسقدر تھا فرمایا جسقدر اب تک ہے۔ اور حاکم نے بروایت عبد اللہ بن عمر بن ابان نقل کیا ہے وہ کہتے تھے ہمسے سفیان بن عیینہ نے جعفر (صادق) ابن محمد (باقر) سے انھون نے اپنے والد سے انھون نے حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ حضرت علی حضرت عمر کے جنازے پر گئے اُنکے جسم پر چادر پڑی ہوئی تھی تو حضرت علی نے کہا کہ (اے عمر) اللہ آپ پر رحمت نازل کرے بعد اسکے کہا کہ اس چادر پوش سے زیادہ کوئی شخص نہین ہے کہ اُسکے جیسے نامۂ اعمال کے ساتھ خدا سے ملنے کی مین آرزو کرون۔ اور (امام) محمد بن حسن نے (امام اعظم) ابو حنیفہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ہمسے ابو جعفر یعنی محمد بن علی (باقر) نے بیان کیا وہ کہتے تھے کہ حضرت علی بن ابی طالب حضرت عمر بن خطاب کے پاس گئے جبکہ وہ زخمی ہوئے اور انھون نے کہا کہ اللہ آپ پر رحم کرے اللہ کی قسم زمین مین آپکے بعد اب کوئی نہین ہے کہ اسکے ایسے اعمال نامہ کے ساتھ خدا سے ملنے کی مین آرزو کرون۔ اور نیز (امام) محمد نے ابن ابی حفصہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے مینے محمد بن علی (باقر) اور جعفر بن محمد (صادق) سے حضرت ابوبکر و حضرت عمر کی بابت پوچھا تو انھون نے کہا کہ وہ دونون امام تھے عادل تھے ہم انسے محبت رکھتے ہین اور انکے دشمن سے بیزار ہین بعد اسکے جعفر بن محمد میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے سالم کیا کوئی شخص اپنے نانا کو برا کہیگا ابوبکر صدیق میرے نانا ہین مجھے میرے جد محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب نہو اگر مین انسے محبت نہ رکھتا ہون اور انکے دشمن سے بیزار نہون۔ اور ابو جعفر (باقر) سے مروی ہے کہ انھون نے فرمایا جسنے حضرت ابوبکر و حضرت عمر کی فضیلت کو نجانا وہ سنت رسول سے جاہل رہا اور اُنسے پوچھا گیا کہ آپ حضرت ابوبکر و حضرت عمر کی نسبت کیا کہتے ہین انھون نے کہا مین اللہ سے محبت رکھتا ہون اور انکے لیے دعای مغفرت کرتا ہون اور مین نے اپنے گھر مین سب کو یہی کہا کہ انسے محبت کرتے تھے اور نیز اُنسے پوچھا گیا کہ جو لوگ حضرت ابوبکر و حضرت عمر کو برا کہتے ہین (وہ کیسے ہین) انھون نے فرمایا وہ بے دین ہین

...ين رضى الله عنهم
...مرفوعا فقد اخرج الترمذي عن ... عن علي بن الحسين عن علي بن ابي طالب قال كنت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم اذ طلع ابوبكر و عمر فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم هذان سيدا كهول اهل الجنة من الاولين والآخرين الا النبيين والمرسلين يا علي لا تخبرهما واما موقوفا فقد اخرج احمد في مسند ذي اليدين عن ابي حازم قال جاء رجل الى علي بن الحسين فقال ما كان منزلة ابي بكر و عمر من النبي صلى الله عليه وسلم فقال منزلتهما الساعة واخرج الحاكم من طريق عبد الله بن عمر بن ابان قال حدثنا سفيان بن عيينة عن جعفر بن محمد عن ابيه عن جابر بن عبد الله ان عليا دخل على عمر وهو مسجى فقال صلى الله عليك ثم قال ما من الناس احد احب الي ان القى الله بما في صحيفته من هذا المسجى واخرج محمد بن الحسن عن ابي حنيفة قال حدثنا ابو جعفر محمد بن علي قال جاء علي بن ابي طالب الى عمر بن الخطاب حين طعن فقال رحمك الله ... ما في الارض احد كنت القى الله ... بصحيفته منك ... وعن ابن ابي حفصة ... محمد بن علي و جعفر بن محمد عن ابي بكر و عمر فقالا اماما عدل تولاهما ... من عدوهما ... جعفر بن محمد ... ابو بكر الصديق ... صلى الله عليه ... ان لم اكن اتولاهما واتبرأ من عدوهما وعن ابي جعفر قال من جهل فضل ابي بكر و عمر جهل السنة وقيل له ما ترى في ابي بكر و عمر فقال اني اتولاهما ... من اهل بيتي الا وهو يتولاهما وسئل عن قوم يسبون ابا بكر و عمر فقال اولئك المراق

وعنه قال من شك فيهما كمن شك في السنة وبغض ابي بكر وعمر نفاق وبغض الانصار نفاق انه كان بين بني هاشم وبين بني علي وبني تيم شحناء في الجاهلية فلما اسلموا تحابوا ونزع الله ذلك من قلوبهم حتى ان ابا بكر اشتكى خاصرته فكان علي يسخن يده بالنار ويضمد بها خاصرة ابي بكر ونزلت فيهم هذه الآية وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِم مِّنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ

فذلكة الفصل

وآن موقوفست بر تمہید مقدمہ شرائع ملت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام دو قسم ست قسمی آنست کہ پردہ از روے حقیقت دران قسم بر انداختہ شد و تکلیف ناس بآن متحقق گشت اگر کسے بشبہۂ ضعیفہ متمسک شدہ بخلاف آن قائل شود معذور نگردد و مقلد آن قائل نیز معذور نباشد فی الحقیقۃ مدار شریعت ہمان احکام ست و تسنن و ابتداع بقبول ورد آن منوط و عندکم من اللہ فیہ برھان بران صادق و آن ماخوذ ست از صریح کتاب یا صریح سنت مشہورہ یا اجماع طبقۂ اولی یا قیاس جلی بر کتاب و سنت چون حکمے باین وجہ ثابت شود مجال خلاف نماند و مخالف معذور نباشد مثل انکار زکوۃ بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ رضوان اللہ علیہم دران باب مذاکرہ کردند آخر بالقول حضرت صدیق رضی اللہ عنہ رجوع نمودہ ہمہ باجمعہم قتال آن جماعہ پیش گرفتند قدریہ و مرجیہ و خوارج و روافض در ہمین مرتبت اند و در احادیث صحیحہ ذم و تشنیع ایشان ہمچنان کرد است قسم دیگر ست کہ پردہ از روئے کار بر انداختہ نشد و تکلیف ناس بآن بوجہ متحقق نگشت بلکہ اختلاف ادلہ یا عدم شیوع احادیث دران مسئلہ حجاب چہرۂ مقصود آمد یا دلیلے صریح در آن باب یافتہ نشد استنباطات و اقیسہ بتقدیر رفتند و این قسم مجتہد فیہ ست جمعے گویند کل مجتہد مصیب و طائفہ المصیب واحد گویند و آخرہم معذور گویند و تحقیق نزدیک بندہ ضعیف عفی عنہ تفصیل ست اگر حدیث صادق بیک جہتے

اور نیز انسے مروی ہے کہ انھون نے فرمایا جسنے حضرت ابوبکر و حضرت عمر (کی فضیلت) مین شک کیا وہ مثل اسکے ہے جسنے سنت (رسول کی حقیت) مین شک کیا۔ حضرت ابوبکر و حضرت عمر کا بغض علامت نفاق ہے اور انصار کا بغض دلیل نفاق ہے۔ زمانۂ جاہلیت مین بنی ہاشم اور بنی عدی اور بنی تیم کے درمیان مین کچھ کینہ تھا مگر جب یہ لوگ اسلام لائے تو باہم دوست بنگئے اور اللہ نے اُنکے دلون سے کینہ نکال دیا یہانتک کہ ایک روز حضرت ابوبکر کے کوکھ مین درد تھا تو علی اپنے ہاتھ کو گرم کرکے حضرت ابوبکر کے کوکھ کو سینکتے تھے انھین لوگون کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ونزعنا الآیۃ (ترجمہ) ہمنے نکال دیا جو کچھ انکے دلون مین کینہ تھا وہ بھائی بھائی (بنے ہوئے) تختون پر ایک دوسرے کے سامنے (جنت مین) بیٹھے ہونگے۔

فذلکہ فصل (چہارم)

وہ (مضمون جو ہم اب بیان کرنا چاہتے ہین) ایک مقدمہ کی تمہید پر موقوف ہے۔

(مقدمہ) ملت محمدیہ (علی صاحبہا الصلوۃ والسلام) کے احکام دو قسم کے ہین۔ ایک **قسم** وہ ہین کہ اُن سے اصل حقیقت سے پردہ اُٹھا دیا گیا (اور شریعت نے اُنکو صاف کھولکر بیان کر دیا) اور لوگون کا اُن احکام کے ساتھ مکلف ہونا ثابت ہو چکا اب اگر کوئی شخص کسی کمزور شبہہ کو دستاویز بنا کر ان احکام کی مخالفت کرے تو وہ (عند اللہ) معذور نہوگا اور نہ اس مخالف کا مقلد معذور ہوگا **درحقیقت** شریعت کی بنا انھین احکام پر ہے اور سنی اور بدعتی ہونا انھین احکام کے قبول اور رد سے وابستہ ہے (اگر قبول کیا تو سنی۔ رد کیا تو بدعتی) اور عندکم من اللہ فیہ برھان اسی قسم (کے احکام) پر صادق ہے اور یہ احکام (وہ ہین جو) صریح قرآن یا صریح حدیث مشہور سے یا طبقۂ اولی کے اجماع سے یا قرآن و حدیث پر قیاس جلی کرکے نکالے گئے ہین جب کوئی حکم (شریعت کا) اس طریقہ سے ثابت ہو جائے تو اُسکی مخالفت کی گنجائش نہین رہتی اور مخالف (ایسے حکم کا) معذور نہین ہوتا جیسے انکار زکوۃ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ رضوان اللہ علیہم نے اس بارہ مین مباحثہ کیا آخر سب نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے قول کی طرف رجوع کیا (کہ منکر زکوۃ معذور نہ سمجھا جائے) اور سب نے بالاتفاق منکرین زکوۃ سے قتال شروع کر دیا۔ قدریہ اور مرجیہ اور خوارج اور روافض اسی درجہ مین ہین (جسمین منکرین زکوۃ تھے) صحیح حدیثون مین ان چارون (فرقون) کی مذمت و تشنیع بکثرت ہے **دوسری قسم** وہ ہین کہ انمین اصل حقیقت سے پردہ نہین اُٹھایا گیا اور لوگون کا ان احکام کے ساتھ مکلف ہونا اور صحیح طور پر ثابت نہوا بلکہ دلائل کا اختلاف یا حدیثون کا شائع نہونا اس مسالہ مین چہرۂ مقصود کا حجاب بنگیا یا کوئی صریح دلیل اس مسالہ مین ملی ہی نہین استنباطات اور قیاسات مختلف جانب گئے اس قسم کے احکام مین اجتہاد کیا جاتا ہے ایک جماعت کا قول ہے کہ ہر مجتہد صواب پر ہے اور بعض لوگون کا قول ہے کہ صواب پر صرف ایک مجتہد ہے اور دوسرے مجتہد معذور ہین مگر اس بندۂ ضعیف کے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ یون تفصیل کیجائے کہ اگر حدیث اس قدر ایک مجتہد کو پہونچی

دوسرے کو نہ پہونچی تو جسکو پہونچی وہ صواب پر ہی جسکو نہ پہونچی وہ معذور رہی اور اگر منشا اختلاف کا جمع
بین الدلیلین کی صورتون کا متعدد ہونا یا کوئی قیاس خفی ہو تو (ایسی حالت مین) دونون مجتہد صواب پر ہین
کیونکہ مقصد (اصلی) ایسی حالت مین شارع کی موافقت کرنا اور اُسکے حکم پر گردن رکھدینا ہی اور (صورت مذکورہ
مین) ہر مجتہد اس موافقت کو بجالایا - فقہای اہل سنت کے مذاہب مین باہم اسی قسم کا اختلاف ہی اور سب
مقبول ہین - (ہماری) **غرض** اس فصل مین بلکہ ان تمام فصول مین اس بات کا بیان کرنا ہی کہ خلفاء راشدین
کے لیے قریشیت اور سوابق اسلامیہ کا اور جنتی ہونے کا اور نیز دیگر فضائل کا ثبوت قسم اول مین (داخل) ہی
اور حجت الٰہی اُن کے منکرون پر قائم ہی اور اُنکے کمزور شبہات نے اُنکو عند اللہ معذور نہین بنایا جو شخص انکا منکر
ہی وہ بدعتی ہی حق سے دور ہی برہان الٰہی نے اُسکو محمدیین {علی متبوعہم افضل الصلوات وایمن التحیات} کے مسند سے
نکالدیا ہی (یہ) بدعت (انکی) بعض (علما) کے نزدیک کافر بنانیوالی اور بعض کے نزدیک سخت فاسق بنادینے والی ہی
پھر (یہ بھی واضح رہے کہ) قریشیت اور باقی صفات ہفتگانہ مذکورہ کا خلافت خاصہ مین شرط ہونا آیات اور احادیث
صحیحہ اور آثار صحابہ سے ثابت ہی پھر (یہ بھی واضح رہے) کہ خلفا کی خلافت شریعت مین ثابت ہی صحابہ و تابعین نے
اسکے ثابت کرنے مین متعدد طریقے اختیار کیے ہین اور ہر طریقہ (حقیت خلافت پر) دلالت کرتا ہی خواہ وہ .
دلالت قطعی ہو یا ظنی جب ہم ان سب استدلالون کو جمع کرتے ہین تو وہ متواتر بالمعنے ہو جاتے ہین اور جب آیتون
کے عموم اور اشارے اور اُنکے قرینے ان استدلالون کے ساتھ ملجاتے ہین تو وہ استدلال قطعی ہو جاتے ہین -
جب یہ مقدمہ بیان ہو چکا تو اب ہم کہتے ہین کہ خلفا کا قریشی ہونا اور سابقین اسلام سے ہونا اور مہاجرین
اولین سے ہونا اور بدر و حدیبیہ اور دوسرے مشاہد خیر مین شریک ہونا قطعی ہی کسی مخالف کو انکار کی گنجایش
نہین ہی اسمین زیادہ گفتگو کرنا مثل لغو کلام کے معلوم ہوتا ہی تاہم کچھ حصہ ان مباحث کا خلفا کے مآثر مین
عمدہ طریقہ سے مذکور ہوگا (شیخین کے متعلق تو کوئی بات نکلتی ہی نہین) سوا اسکے کہ ذوالنورین رضی اللہ عنہ بدر اور
بیعۃ الرضوان مین اور حضرت مرتضے کرم اللہ وجہہ تبوک مین حاضر نہ تھے مگر وہ بھی حاضرین کا حکم رکھتے تھے جیسا کہ
آیندہ بیان ہوگا (اب اسوقت اُن صفات کا شرط خلافت ہونا اور خلفا مین پایا جانا نہایت اختصار کے
ساتھ بیان کیا جاتا ہی)
قریشی ہونا یہ اس خلافت کی شرط ہی جو اپنے اختیار سے قائم کیجانے ہماری گفتگو اس خلافت مین نہین ہی جو
بضرورت قائم ہوئی ہو پس (اسکا شرط ہونا) بہت حدیثون سے ثابت ہی از انجملہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
کی روایت کی ہوئی مرفوع حدیث ہی کہ خلفا قریش سے ہین اور نیز انکی موقوف حدیث ہی کہ یہ کام (خلافت کا)
نہین معلوم ہوتا مگر اسی قبیلۂ قریش کے لیے جو باعتبار خاندان کے تمام عرب سے بہتر ہی اور حضرت ذوالنورین رضی اللہ عنہ

و بدیگری نرسید اول مصیب ست و آخر معذور و اگر منشأ اختلاف تعدد طرق جمع بین الدلیلین ست یا قیاس خفی هر دو مصیب اند زیرا که مراد حالتئذ موافقت شارع
ست و گردن نهادن بحکم او و هر یکی آن موافقت
را بجا آورد و مذاهب فقهاء اهل سنت باهم بدین
قسم در پرده وهات افتاده اند و همه مقبول اند
غرض درین فصل بلکه درین فصول بیان آنست
که ثبوت قرشیت و سوابق اسلامیه و بشارت
بجنت و غیر آن خلفای راشدین را از قسم
اول ست حجة الله بر منکران آنها قائم ست
و شبهات رکیکه ایشان عند الله معذور
نساخت ایشان را و منکر ایشان مبتدع ست
دور از حق برهان الله او را از بساط محمدیین
علی متبوعهم افضل الصلوات وایمن
التحیات مطرود و مهجور گردانید و بدعة
مکفرة عند البعض ومفسقة اشد
الفسق عند الآخرین باز اشتراط قرشیت
و سائر خصال سبعه مذکوره در خلافت خاصه
بآیات و احادیث صحیحه و آثار صحابه ثابت ست
باز خلافت خلفا در شریعت ثابت ست صحابه و تابعین
در اثبات آن مسالک متعدده سلوک نموده اند هر مسلکی
دلالت دارد اما قطعیة و اما ظنیة چون همه را باجمعها
تامل کنیم متواتر بالمعنے گردد و عمومات آیات و اشارات
و قرائن آن چون بآن یار شود افاده قطع فرماید
چون این مقدمه ممهد شد میگوییم اما بودن خلفا
از قریش و بودن ایشان از سابقین در اسلام
و بودن ایشان از مهاجرین اولین و شهود ایشان
در بدر و حدیبیه و سائر مشاهد خیر مقطوع به است
مخالف را مجال انکار نیست و اطالت کلام در آن
شبیه بلغو می نماید مع هذا فصلی از آن در مآثر ایشان
بابلغ وجه مذکور خواهد شد غیر آنکه ذو النورین رضی الله عنه
در بدر و بیعة الرضوان و مرتضی کرم الله وجهه در
تبوک حاضر نبودند لیکن بحکم حاضرین داشتند
چنانکه بجایه اما آنکه قرشیت شرط خلافت اختیاریه ست ولیس الکلام فی الخلافة الضروریة پس باحادیث بسیار ثابت ست از انجمله حدیث صدیق اکبر رضی الله عنه مرفوعا
الائمة من قریش و موقوفا لم تعرف هذا الامر الا لهذا الحی من قریش هم اوسط العرب دارا و حدیث حضرت ذی النورین رضی الله عنه

اور سعد بن ابی وقاص کی مرفوع حدیث ہے کہ جو شخص قریش کو ذلیل کرنا چاہے اللہ اُسکو ذلیل کرے اور حضرت مرتضی
کی مرفوع حدیث ہے کہ آگاہ رہو خلفا قریش مین سے ہونے چاہیین جب تک انمین یہ تین صفتین قائم رہین اگر
حکم بنائے جائین تو انصاف کرین اور وعدہ کرین تو پورا کرین اور اگر اُنسے رحم کی خواہش کیجائے تو رحم کرین اور حضرت
ابن عمر کی مرفوع حدیث ہے کہ یہ کام قریش مین رہیگا جب تک کہ دو قریشی بھی باقی رہین اور حضرت ابن عباس
کی مرفوع حدیث ہے کہ (حضرت نے دعا مانگی) یا اللہ جسطرح تو نے پہلے قریش کو بلا مین مبتلا کیا اسیطرح اخیر مین انپر انعام کر
ترمذی نے اسکو روایت کیا ہے اور حضرت ابو موسی کی مرفوع حدیث ہے کہ یہ کام قریش مین رہیگا جبتک کہ اُنمین
یہ صفتین قائم رہین کہ) اگر انسے رحم کی خواہش کیجائے تو رحم کرین الخ۔ اور حضرت ابو ہریرہ کی مرفوع حدیث ہے کہ لوگ
اس کام مین قریش کے تابع ہین مسلمان لوگ مسلمان قریشیون کے اور کافر لوگ کافر قریشیون کے اور نیز حضرت
ابو ہریرہ کی مرفوع حدیث ہے کہ قریش کا حق ہے جب تک (کہ انمین یہ صفتین رہین کہ اگر) حکم بنائے جائین تو
انصاف کرین امین بنائے جائین تو (حق امانت) ادا کرین اور اُنسے رحم کی خواہش کیجائے تو رحم کرین۔
اور نیز حضرت ابو ہریرہ کی مرفوع حدیث ہے کہ منصب خلافت قریش مین ہے اور عہدۂ قضا انصار مین اور عہدۂ
اذان حبشیون مین اور صفت امانت قبیلۂ ازد مین اور حضرت جابر کی مرفوع حدیث ہے کہ لوگ قریش کے
تابع ہین نیکی مین بھی بدی مین بھی اور حضرت انس کی مرفوع حدیث ہے کہ خلفا قریش سے ہین بیشک (ای لوگو)
قریش کا تمپر حق ہے اور اسیطرح تمھارا حق بھی قریش پر ہے جب تک (کہ قریش مین یہ صفتین رہین کہ اگر) انسے رحم کی
خواہش کیجائے تو رحم کرین اور وعدہ کرین تو اُسکو پورا کرین اور حاکم بنائے جائین تو انصاف کرین جو شخص
انمین سے ایسا نکرے اسپر اللہ کی اور فرشتون کی اور سب آدمیون کی لعنت اور ابو برزہ اسلمی کی مرفوع حدیث ہے کہ
خلفا قریش سے ہین (ای لوگو) تمھارا حق قریش پر اور قریش کا حق تمپر ہے جبتک کہ انمین تین صفتین باقی رہین اسکے بعد
حضرت انس کی حدیث کے مثل ہے اور حضرت ذی مخمر کی حدیث ہے کہ یہ کام (خلافت کا) قبیلۂ حمیر مین تھا مگر اب اللہ نے
انسے نکالکر اسکو قریش مین رکھا اور حضرت معاویہ بن ابی سفیان کی مرفوع حدیث ہے کہ یہ کام (خلافت کا) قریش مین ہے
جو شخص انسے دشمنی کریگا اللہ اسکو سرنگون کردیگا جب تک کہ قریش دین کو قائم رکھین اور حضرت جابر بن سمرہ اور
ابو جحیفہ کی مرفوع حدیث ہے کہ بارہ خلفا کے وقت تک اسلام غالب رہیگا یہ سب خلفا قریش سے ہونگے اور حضرت عمرو بن
عاص کی مرفوع حدیث ہے کہ قریش قیامت تک سب لوگون کے سردار ہین نیکی مین بھی اور بدی مین بھی اسکو ترمذی
نے روایت کیا ہے اور امام شافعی نے ابن ابی فدیک سے انھون نے ابن ابی ذئب سے انھون نے اپنے مثل نسخہ سے چند
حدیثین روایت کی ہین از انجملہ ابن شہاب سے روایت ہے کہ انکو یہ خبر ملی کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
قریش کو مقدم کرو اور تم خود انسے مقدم نہ ہو قریش سے علم حاصل کرو اور تم خود انکے معلم نہ بنو اور از انجملہ حارث بن عبد الرحمن سے

وسعد بن ابی وقاص مرفوعاً من اراد هوان قریش اهانه الله وحدیث حضرت مرتضی مرفوعاً الا ان الامراء من قریش ما قاموا بثلاث ما حکموا فعدلوا واوعاهدوا
فوفوا وما استرحموا فرحموا وحدیث ابن عمر مرفوعاً
لا یزال هذا الامر فی قریش ما بقی فی الناس
اثنان وحدیث ابن عباس مرفوعاً اللهم اذقت
اول قریش نکالا فاذق آخرهم نوالا اخرجه الترمذی
وحدیث ابی موسی مرفوعاً ان هذا الامر فی
قریش ما داموا اذا استرحموا فرحموا الحدیث وحدیث
ابی هریرة مرفوعاً الناس تبع لقریش فی هذا
الشان مسلمهم لمسلمهم وکافرهم لکافرهم وایضا
حدیث ابی هریرة مرفوعاً ان لقریش حقا
ما حکموا فعدلوا وائتمنوا فادوا واسترحموا
فرحموا وایضا حدیث ابی هریرة مرفوعاً الملک
فی قریش والقضاء فی الانصار والاذان فی
الحبشة والامانة فی الازد وحدیث جابر
مرفوعاً الناس تبع لقریش فی الخیر والشر
وحدیث انس مرفوعاً الائمة من قریش ان
لهم علیکم حقا ولکم علیهم حقا مثل ذلک
ما ان استرحموا رحموا وان عاهدوا وفوا
وان حکموا عدلوا فمن لم یفعل ذلک منهم
فعلیه لعنة الله والملائکة والناس اجمعین
وحدیث ابی برزة الاسلمی مرفوعاً الامراء من
قریش لکم علیهم حق ولهم علیکم حق ما فعلوا
ثلاثا مثل حدیث انس وحدیث ذی مخمر کان
هذا الامر فی حمیر فنزعه الله منهم فجعله فی قریش الخ
وحدیث معویة بن ابی سفیان مرفوعاً ان هذا
الامر فی قریش لا یعادیهم احد الا کبه الله علی
وجهه ما اقاموا الدین وحدیث جابر بن سمرة و
ابی جحیفة مرفوعاً لا یزال الاسلام عزیزا الی
اثنی عشر خلیفة کلهم من قریش وحدیث عمرو بن
العاص مرفوعاً قریش ولاة الناس فی الخیر والشر الی یوم
القیامة اخرجه الترمذی واخرج الشافعی عن ابن ابی فدیک
عن ابن ابی ذئب عن مثل نسخة احادیث منها عن ابن شهاب انه بلغه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال قدموا قریشا ولا تقدموها وتعلموا من قریش ولا تعلموها [illegible]
ابن عبد [illegible] عن حکیم بن ابی حکیم انه سمع عمر بن عبد العزیز وابن شهاب یقولان قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من اهان قریشا اهانه الله ومنها عن العلاء بن عبد الرحمن

[illegible] ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لولا ان تبطر قریش لاخبرتها بالذی لها عند الله عز وجل ومنها عن شریک بن ابی نمر عن عطاء بن یسار ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لقریش انتم اولی الناس بهذا الامر ما کنتم مع الحق الا ان تعدلوا عنه فتلحون کما تلحی هذه الجریدة یشیر الی جریدة فی یده وأخرج الشافعی عن یحیی ابن سلیم عن عبد الله بن عثمان بن خثیم عن اسماعیل بن عبید بن رفاعة الانصاری عن ابیه عن جده رفاعة ان النبی صلی الله علیه وسلم نادی ایها الناس ان قریشا اهل امانة من بغاها العواثر کبه الله لمنخریه یقولها ثلثا وأخرج الشافعی عن عبد العزیز بن محمد عن یزید بن الهاد ان محمد بن ابراهیم حدثه ان قتادة بن النعمان وقع بقریش فکانه نال منهم فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم مهلا یا قتادة لا تشتم قریشا فانک لعلک تری فیها رجالا او یاتی منهم رجال تحقر عملک مع اعمالهم وتغبطهم اذا رأیتهم لولا ان تطغی قریش لاخبرتها بالذی لها عند الله وأخرج الشافعی عن سفیان بن عیینة عن ابن ابی نجیح عن مجاهد فی قوله تعالی وَإِنَّهُ لَذِكْرٌ لَكَ وَلِقَوْمِكَ قال یقال ممن الرجل فیقال من العرب فیقال من ای العرب فیقال من قریش وذکر الشافعی متن الحدیث تعلیقا ثم وصله البیهقی باسناده عن جبیر بن مطعم قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم للقرشی مثل قوة الرجلین من غیرهم فقیل للزهری بم ذلک قال بنبل الرأی ذکر هذه الاحادیث کلها البیهقی فی اوائل سننه الصغری بالجمله جمعی کثیر از صحابه و تابعین این مدار روایت کرده اند بالفاظ مختلفه و طرق متغایره و بعض از ان صریح است در خلافت قریش و بعض اشارة است بآن و بعض قرینه هست که ذهن را بآن نزدیک میگرداند بعد از ان نزدیک وفات آنحضرت صلی الله علیه وسلم انصار گفتند منا امیر ومنکم امیر ومهاجرین بهمین حدیث ایشان را از خلافت باز داشتند و بر همین معنی اجماع منعقد شد و [illegible] ساکت گشت و این قصه را طرق بسیار است بعض روایات آن در قصه انعقاد خلافت حضرت صدیق بیان خواهیم کرد بالجمله بعد آن مناظره اجماع منعقد شد

روایت ہے کہ وہ کہتے تھے ہمکو خبر ملی ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر قریش میں فخر نہ پیدا ہو جاتا تو میں انکو اس نعمت سے آگاہ کر دیتا جو انکے لیے اللہ عزوجل کے یہاں ہے اور ازانجملہ شریک بن ابی نمر سے روایت ہے کہ وہ عطاء بن یسار سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے قریش سے فرمایا تم اس کام کے سب سے زیادہ حقدار ہو جبتک تم حق کے ساتھ رہو ہاں جب تم حق سے ہٹ جاؤگے تو اسطرح چھیل کر پھینک دیے جاؤگے جسطرح یہ شاخ خرما (ایک شاخ خرما آپکے ہاتھ میں تھی اسکی طرف آپنے اشارہ فرمایا) چھیلی جاتی ہے۔ اور امام شافعی نے یحیی بن سلیم سے انھوں نے عبد اللہ بن عثمان بن خثیم سے انھوں نے اسماعیل بن عبید بن رفاعہ انصاری سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے انکے دادا رفاعہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے (ایک مرتبہ) بلند آواز سے پکار کر فرمایا کہ اے لوگو قریش اہل امانت میں جو شخص انپر کوئی حادثہ لانا چاہیگا اللہ اسکو ناک کے بل گرا دیگا (یہی جملہ آپنے) تین مرتبہ (فرمایا) اور امام شافعی نے عبد العزیز بن محمد سے انھوں نے یزید بن ہادی سے روایت کی ہے کہ محمد بن ابراہیم نے انسے بیان کیا کہ قتادہ بن نعمان قریش کا ذکر کرنے لگے اور انکی برائی بیان کی تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے قتادہ چپ رہو قریش کو برا نہ کہو کیونکہ امید ہے کہ تم انمیں کچھ لوگ ایسے دیکھوگے یا (فرمایا) کہ انمیں کچھ لوگ ایسے ہونگے جنکے اعمال کے سامنے تم اپنے اعمال کو حقیر سمجھوگے اور جب تم انکو دیکھوگے تو انپر غبطہ کروگے اگر قریش کے مغرور ہو جانیکا اندیشہ نہوتا تو بیشک میں انکو آگاہ کر دیتا اس نعمت سے جو انکے لیے اللہ کے یہاں ہے اور امام شافعی نے سفیان بن عیینہ سے انھوں نے ابن ابی نجیح سے انھوں نے مجاہد سے اللہ تعالی کے قول وانہ لذکر لک ولقومک کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ (قریش کا اسقدر نام ہوگا کہ) پوچھا جائیگا فلاں شخص کس قوم کا ہے کہا جائیگا عرب کا ہے تو پوچھا جائیگا کہ عرب کے کس خاندان سے تو جواب دیا جائیگا کہ خاندان قریش سے (یہ سنکر پوچھنے والا چپ ہو جائیگا کہ جب قریشی ہے تو اسکا کیا کہنا) اور امام شافعی نے تعلیقاً ذکر کیا بیہقی نے موصولاً اپنی سند کے ساتھ حضرت جبیر بن مطعم سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک قریشی دو غیر قریشیوں کے برابر ہے زہری سے پوچھا گیا کہ یہ کیوں انھوں نے جواب دیا کہ یہ بوجہ انکی عقلمندی کے۔ ان تمام حدیثوں کو (جو امام شافعی سے نقل کی گئیں) بیہقی نے اپنی سنن صغرے کے شروع میں لکھا ہے الحاصل صحابہ و تابعین کی ایک جماعت نے اس مضمون کو بالفاظ مختلفہ و اسانید متعددہ روایت کیا ہے جن میں بعض خلافت قریش پر صراحۃً اور بعض اشارۃً دلالت کرتی اور بعض میں کوئی قرینہ ایسا موجود ہے کہ ذہن خلافت کی طرف جاتا ہے۔ ان سب باتوں کے بعد (یہ دیکھو کہ) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد انصار نے (مہاجرین سے) کہا کہ ایک خلیفہ ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے مہاجرین نے اسی حدیث (خلافت قریش) کے ذریعہ سے انکو خلافت سے روک دیا اور اسی پر اجماع ہو گیا اور مخالف چپ ہو گئے اس واقعہ کی بہت سندیں ہیں جنمیں سے چند روایتیں ہم حضرت صدیق کی خلافت کے منعقد ہونیکے بیان میں ذکر کرینگے حاصل یہ کہ بعد ان مناظروں کے اجماع ہو گیا کہ خلافت غیر قریش کو

نہیں مل سکتی) اور (وہ) مجلس اسی اجماع پر ختم ہو گئی۔

مہاجرین اولین میں سے ہونا خلافت خاصہ کے لیے شرط ہے بدلیل قول حق تعالیٰ لا یستوی الآیۃ (ترجمہ) برابر نہیں ہیں تم میں سے وہ لوگ جنھوں نے (راہ خدا میں) خرچ کیا فتح سے پہلے اور قتال کیا (ان لوگوں کے جنھوں نے بعد فتح خرچ و قتال کیا) قبل از فتح خرچ و قتال کرنیوالے بہت زیادہ ہیں رتبہ میں اُن لوگوں سے جنھوں نے بعد فتح کے خرچ کیا اور قتال کیا اور بدلیل قول حق تعالیٰ اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ الآیۃ اور حضرت فاروق نے اپنے آخری خطبہ میں جبکہ انھوں نے خلافت کو بطور مشورہ کے چھ آدمیوں کے درمیان میں دائر کیا فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ کچھ لوگ اس بارہ میں طعن کرینگے (مگر انکے طعن کا کچھ اعتبار نہیں وہ نو مسلم ہیں) میں نے اپنے ہی ہاتھ سے انھیں اسلام پر مارا ہے اگر وہ لوگ ایسا کریں تو وہ خدا کے دشمن اور کافر اور گمراہ ہیں اور حضرت ابن عمر نے (حضرت معاویہ کی نسبت) فرمایا کہ خلافت کا تم سے زیادہ حقدار وہ شخص ہے جس نے تم سے اور تمھارے والد سے اسلام پر قتال کیا اور حضرت زید بن ثابت نے بروز انعقاد خلافت صدیقیہ فرمایا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مہاجرین (کے گروہ) سے تھے لہذا خلیفہ بھی مہاجرین سے ہونا چاہیے اور ہم اس خلیفہ کے مددگار رہینگے جس طرح ہم رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے مددگار رہے اور رفاعہ بن رافع زُرقی بدری نے اُس وقت جبکہ طلحہ و زبیر (رضی اللہ عنہما) نے حضرت علی پر خروج کیا اور حضرت علی کو اسکی خبر ملی (فرمایا جیسا کہ استیعاب میں مذکور ہے کہ اللہ نے جب اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اُٹھالیا تو ہم نے سمجھا تھا کہ اس کام کا استحقاق سب سے زیادہ ہمکو ہے کیونکہ ہم نے رسول کی مدد کی ہے اور دین میں ہماری یہ منزلت ہے مگر آپ لوگوں نے کہا کہ ہم مہاجرین اولین ہیں اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے بہت قریب حق دار ہیں ہم تمھیں اللہ کو یاد دلاتے ہیں کہ حضرت کی جانشینی کے متعلق ہم سے نزاع نکرو پھر ہم نے خلافت کے متعلق آپ لوگوں سے کچھ نہ کہا کیونکہ آپ لوگ اپنی حالت کو خوب جانتے ہیں ہم نے تو جب یہ دیکھا کہ حق پر عمل ہو رہا ہے اور قرآن کی پیروی کی جا رہی ہے اور سنت (نبوی) قائم ہے تو ہم راضی ہو گئے اور ہمکو اسکے سوا اور کچھ چاہیے بھی نہ تھا مگر جب ہم نے دیکھا کہ (ہمپر) دوسروں کو ترجیح (دیجاتی) ہے تو ہم نے اختلاف کیا الی آخرہ اور حضرت عبدالرحمن بن غنم اشعری نے حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابو الدرداء سے کہا تھا کہ (آپ لوگ حضرت معاویہ کی طرف سے حضرت علی کو شوریٰ کا پیغام دینے کیوں آئے) معاویہ کو شوریٰ سے کیا دخل ہے معاویہ تو طلقا میں سے ہیں جنکے لیے خلافت ہو ہی نہیں سکتی وہ اور اُنکے والد دونوں سرداران احزاب میں تھے یہ سنکر حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابو الدرداء اپنے آنے پر نادم ہوئے اور دونوں نے حضرت عبدالرحمن کے سامنے توبہ کی یہاں سے معلوم ہوا کہ حضرت ابو الدرداء اور حضرت ابوہریرہ نے بالآخر حضرت عبدالرحمن کے قول کی طرف رجوع کیا۔ اور جریر بن عبداللہ کی مرفوع حدیث ہے کہ مہاجرین و انصار باہم ایک دوسرے کے ولی (دوست اور مددگار ہیں) اور قریش کے طلقا اور ثقیف کے عتقا باہم ایک دوسرے کے ولی ہیں قیامت تک

درمجلس بہمان اتفاق گذشت اما آنکہ از مہاجرین اولین بودن شرط خلافت خاصہ است پس بقول خدای تعالیٰ لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ اُولٰٓئِکَ اَعْظَمُ دَرَجَۃً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ الآیۃ وبقول وی عزوجل اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ الآیۃ وقول حضرت فاروق در خطبۂ آخر چون خلافت را شوری ساخت درمیان شش کس وانی قد علمت ان اقواما سیطعنون فی ھذا الامر انا ضربتھم بیدی ھذہ علی الاسلام فان فعلوا فاولئک اعداء اللہ الکفار الضلال وقول ابن عمر احق بھذا الامر من قاتلک وقاتل اباک علی الاسلام وقول زید بن ثابت روز انعقاد خلافت حضرت صدیق ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان من المہاجرین فان الامام یکون من المہاجرین ونحن انصارہ کما کنا انصار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقول رفاعۃ بن رافع زرقی بدری فی قصۃ خروج طلحۃ والزبیر علی علی وبلوغ الخبر الی علی فی الاستیعاب فقال رفاعۃ بن رافع الزرقی ان اللہ لما قبض رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم ظننا انا احق الناس بھذا الامر لنصرتنا الرسول ومکاننا من الدین فقلتم نحن المہاجرون الاولون واولیاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الاقربون انا نذکرکم اللہ ان لا تنازعونا مقامہ فی الناس فخلینا لکم الامر فانتم اعلم وما کان بینکم غیر انا لما راینا الحق معمولا بہ والکتاب متبعا والسنۃ قائمۃ رضینا ولم یکن لنا الا ذلک فلما راینا الاثرۃ انکرنا الی اخرہا قال وقول عبد الرحمن بن غنم الاشعری لابی ہریرۃ وابی الدرداء وای مدخل لمعاویۃ فی الشوری وھو من الطلقاء الذین لا تجوز لھم الخلافۃ وھو وابوہ رؤس الاحزاب فندما علی مسیرھما وتابا

بین یدیہ وازینجا معلوم شد کہ ابو درداء و ابو ہریرہ آخر بقول عبد الرحمن بن غنم رجوع کردند و حدیث جریر بن عبداللہ مرفوعا المہاجرون والانصار اولیاء بعضہم لبعض والطلقاء من قریش والعتقاء من ثقیف بعضہم اولیاء بعض الی یوم القیامۃ

و از دلائل این مدعا قول حضرت مرتضے ست کہ چون بنفرہ بطرف اہل شام نوشت کہ امر خلافت مفوض ست بمہاجرین وانصار دیگر برا در حل و عقد آن مدخل نہ چون بیشان بیعت کنند دیگرانرا مجال خلاف نماند واز قرائن این مدعا حدیث آنحضرت ست صلے اللہ علیہ وسلم در حق بامامت صلوۃ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فان کانوا فی السنۃ سواء فاقدمہم ہجرۃ و آیت کریمہ اِنَّا اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الی ان قال اللَّاتِي هَاجَرْنَ مَعَكَ وام ہانی بسبب قید ہجرت از شرف تزوج آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم محروم ماند واز قرائن این معنی آنست کہ حضرت عباس با وجود عمومت پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم ومقدم بنی ہاشم بودن در امر خلیفہ خلافت دخل نبود و با او اعتداد نے نہ وبعض در ردو با نیمعنی اشارہ کردہ ست اخرجہ الحاکم عن ابی اسحٰق قال سألت قُثَم بن العباس کیف ورث علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونکم قال لانہ کان اوّلنا بہ لحوقًا واشدّنا بہ لزوقًا بالجملہ این مدعا کہ از مہاجرین اولین بودن اعظم شرف ست در اسلام و مطلوب ست در خلافت بمآخذ بسیار ثابت ست و در مجلس انعقاد اجماع بر خلافت صدیق اکبر مذکور شدہ ست قرشیت و ہجرت اولیہ باہم عموم و خصوص من وجہ ازند و صدیق اکبر و نظراء او مادۂ اجتماع بودند لہٰذا صرف انصار بہر دو وصف واقع شد و در مناظرۂ حضرت مرتضے ومعاویہ بن ابی سفیان صفت ہجرت مدار فرق گشت و اینجا بحثے ست شریف اخرجہ البخاری عن عاصم عن ابی عثمان النہدی عن مجاشع بن مسعود قال انطلقتُ بابی معبد الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیبایعہ علی الہجرۃ فقال مضت الہجرۃ لاہلہا ابایعہ علی الاسلام والجہاد فلقیتُ ابا معبد فسألتہ فقال صدق مجاشع وآخرجہ البخاری عن ابن عمر لا ہجرۃ الیوم او بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واخرجہ عن مجاہد کان ابن عمر یقول لا ہجرۃ

(تو نہین رہیگا) اور اس بات کی ایک عمدہ دلیل حضرت مرتضے کا یہ قول ہے جو اُنھون نے کئی بار اہل شام کو لکھا کہ خلافت کا معاملہ مہاجرین وانصار کے اختیار مین ہی کسی دوسرے کو منعقد کرنے نکرنے مین کچھ دخل نہین جب مہاجرین وانصار نے (کسی کے ہاتھ پر) بیعت کر لی (تو وہ خلیفہ ہوگیا) دوسرون کو مخالفت کی گنجائش نہین رہی اور اس مقصد کے قرائن مین سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث ہی جو اس بارہ مین ہی کہ امامت نماز کا حقدار کون ہی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اگر بہت سے لوگ اتباع سنت مین مساوی ہون تو جسنے پہلے ہجرت کی ہو وہ امامت نماز کا مستحق ہی اور یہ آیت بھی اس مقصد کا قرینہ بن سکتی ہی اِنَّا اَحْلَلْنَا الآیہ (ترجمہ اے نبی ہمنے بیشک حلال کین واسطے آپکے بیبیان آپکی یہانتک کہ فرمایا جنھون نے ہجرت کی ہو آپکے ساتھ) ام ہانی اسی قید ہجرت کے سبب سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجیت کے شرف سے محروم ہوگئین - اور اس مدعا کا ایک قرینہ یہ بھی ہی کہ حضرت عباس کو باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہونے اور بنی ہاشم کے سردار ہونیکے خلافت کے معاملہ مین کچھ دخل نہ تھا اور اُنکا ذکر ہی نہ آتا تھا - اُنکی اولاد مین بعض لوگون نے اسکا سبب بیان کیا ہی چنانچہ حاکم نے ابو اسحاق سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے مین نے قُثم بن عباس سے پوچھا کہ علی کیون رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے وارث (یعنی جانشین) ہوے اور آپ لوگ نہوئے قثم نے کہا (علی چچا کے بیٹے ہونیکی وجہ سے جانشین نہین ہوے بلکہ اس سبب سے) کہ وہ ہم سب سے پہلے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے ملگئے تھے اور ہم سب سے زیادہ آپکی ملازمت مین رہتے تھے **المختصر** یہ بات کہ مہاجرین اولین مین سے ہونا (شریعت) اسلام مین ایک بہت بڑی بزرگی ہی اور خلافت مین اسکی حاجت ہی بہت سے دلائل سے ثابت ہی چنانچہ حضرت صدیق اکبر کی خلافت کے منعقد ہونے کے بیان مین ان دلائل کا ذکر کیا گیا ہی -

قرشیت اور اولیت ہجرت مین باہم عموم وخصوص من وجہ (کی نسبت) ہی صدیق اکبر اور اُنکے مثل دوسرے حضرات خصوصاً باقی تین خلفا) مادۂ اجتماع تھے لہذا انصار کو ان دونون صفتون کے ذریعہ سے روک دیا گیا اور حضرت مرتضی وحضرت معاویہ کے مناظرہ مین صرف یہی صفت مدار فرق ٹھہری (کیونکہ دوسری صفت قرشیت کی مشترک تھی) -

اس مقام پر ایک بہت عمدہ بحث ہی کہ آیا ہجرت تاقیامت باقی ہی یا کسی زمانہ خاص کے لیے تھی قول صحیح یہ ہی کہ فتح مکہ کے بعد ہجرت باقی نہین رہی - بخاری نے عاصم سے اُنھون نے ابو عثمان نہدی سے اُنھون نے مجاشع بن مسعود سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے مین ابو معبد کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور مین لیگیا تاکہ وہ آپ سے ہجرت پر بیعت کرین حضرت نے فرمایا ہجرت تو اب مہاجرین پر ختم ہوچکی ہان اسلام پر اور جہاد پر مین انسے بیعت لے لونگا (ابو عثمان راوی حدیث کہتے تھے کہ) پھر مجھسے ابو معبد سے ملاقات ہوگئی تو مین نے انسے اس حدیث کو پوچھا اُنھون نے کہا مجاشع نے صحیح بیان کیا اور بخاری نے حضرت ابن عمر سے روایت کی ہی کہ اُنھون نے فرمایا اب یا (فرمایا کہ) بعد رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ہجرت باقی نہین رہی اور نیز بخاری نے مجاہد سے روایت کی ہی کہ حضرت ابن عمر فرماتے تھے کہ فتح کے بعد

بعد الفتح وآخرج عن عائشة قالت لا هجرة اليوم كان المومن يفر احدهم بدينه الى الله والى رسوله مخافة ان يفتن عليه فاما اليوم فقد اظهر الله الاسلام
فالمومن يعبد ربه حيث شاء ولكن جهاد
ونية وآخرج الطبراني في الصغير عن شحنة
ابي هند يحيى بن عبد الله بن حجر بن عبد الجبار
بن وائل بن حجر الحضرمي الكوفي بالكوفة
قال حدثنا عمي محمد بن حجر بن عبد الجبار
قال حدثني سعيد بن عبد الجبار عن ابيه
عبد الجبار عن امه ام يحيى عن وائل بن
حجر حديثا طويلا في قصة وفوده على النبي
صلى الله عليه وسلم ثم رجوعه الى وطنه
ثم اعتزاله الناس في فتنة عثمان ثم قدومه
على معاوية فقال له معاوية فما منعك من
نصرنا وقد اتخذك عثمان ثقة وصهرا
قلت انك قاتلت رجلا هو احق بعثمان
منك قال وكيف يكون احق بعثمان مني
وانا اقرب الى عثمان في النسب قلت ان النبي
صلى الله عليه وسلم كان اخا بين علي وعثمان
فالاخ اولى من ابن العم ولست اقاتل
المهاجرين قال اولسنا مهاجرين قلت
اولسنا قد اعتزلناكما جميعا وحجة
اخرى حضرت رسول الله صلى الله عليه
وسلم وقد رفع راسه نحو المشرق
وقد حضره جمع كثير ثم ردّ اليه بصره
فقال اتتكم الفتن كقطع الليل
المظلم فشدد امرها وعجّله وقبحه فقلت
له من بين القوم يا رسول الله وما الفتن
فقال يا وائل اذا اختلف سيفان في
في الاسلام فاعتزلهما فقال اصبحت
شيعيا فقلت لا ولكن اصبحت ناصحا
للمسلمين فقال معاوية لو سمعت
ذا وعلمته ما اقدمتك فقلت
اوليس قد رايت ما صنع محمد بن سلمة عند مقتل عثمان انتهى بسيفه الى الصخرة فضربه حتى انكسر فقال اولئك قوم يحملون
علينا قلت فكيف تصنع بقول رسول الله صلى الله عليه وسلم

ہجرت باقی نہیں رہی اور نیز بخاری نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتی تھیں اب ہجرت باقی نہیں رہی (ہجرت اس زمانہ میں تھی جب) مؤمن اپنا دین بچا کر اللہ اور رسول کی طرف بھاگتا تھا اس خوف سے کہ کہیں فتنہ میں نہ مبتلا ہو جائے مگر اب اللہ نے اسلام کو غالب کر دیا ہے مؤمن جہاں چاہے اپنے پروردگار کی عبادت کر سکتا ہے (لہذا اب ہجرت نہیں رہی) بلکہ جہاد اور نیت نیک کا ثواب رہ گیا ہے (ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہجرت فتح مکہ سے ختم ہو گئی) اور طبرانی نے معجم صغیر میں بروایت ابو ہند یحییٰ بن عبداللہ بن حجر بن عبدالجبار بن وائل بن حجر حضرمی کوفی نقل کیا ہے کہ وہ کوفہ میں بیان کرتے تھے کہ مجھسے میرے چچا محمد بن حجر بن عبدالجبار نے بیان کیا وہ کہتے تھے مجھ سے سعید بن عبدالجبار نے اپنے والد عبدالجبار سے انھوں نے اپنی والدہ ام یحییٰ سے انھوں نے وائل بن حجر سے ایک طویل حدیث نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں انکی حاضری اور پھر وطن کی واپسی اور حضرت عثمان کے فتنہ میں انکی گوشہ نشینی پھر حضرت معاویہ کے پاس انکے جانے کی کیفیت کے متعلق روایت کی ہے (اسی روایت میں ہے) کہ حضرت وائل بن حجر سے حضرت معاویہ نے کہا کہ آپ ہماری مدد سے کیوں باز رہے حالانکہ حضرت عثمان نے آپکو معتمد اور اپنا داماد بنایا تھا (وائل بن حجر کہتے ہیں) میں نے جواب دیا کہ یہ وجہ تھی کہ آپ نے ایسے شخص سے قتال شروع کیا جو آپ سے زیادہ حضرت عثمان کا حقدار تھا حضرت معاویہ نے کہا علی کیونکر مجھسے زیادہ عثمان کے حقدار ہو سکتے ہیں حالانکہ میں بہ نسبت انکے عثمان سے قریب النسب ہوں میں نے جواب دیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے علی اور عثمان کے درمیان میں مواخاۃ کرائی تھی (لہذا علی انکے بھائی ہوے اور آپ انکے چچا کے بیٹے ہیں) اور بھائی چچا کے بیٹے سے زیادہ حقدار ہوتا ہے اور (ایک وجہ میرے شریک نہونے کی یہ بھی ہے کہ) میں مہاجرین سے لڑنا نہیں چاہتا حضرت معاویہ نے کہا کیا ہم لوگ مہاجر نہیں ہیں میں نے جواب دیا اسی وجہ تو ہم آپ سے اور اُنسے دونوں سے الگ ہے اور ایک وجہ (میرے شریک نہونے کی) یہ بھی ہے کہ میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں (ایک روز) حاضر تھا اور اور بھی بہت سے لوگ حاضر تھے حضرت نے سر مبارک مشرق کی طرف بلند فرمایا اور پھر جھکا لیا بعد اسکے فرمایا کہ ایسے (تاریک) فتنے تمپر آ رہے ہیں جیسے شب تاریک کے ٹکڑے اور آپنے اُن فتنوں کی حالت بہت سخت بیان فرمائی اور اُنکا زمانہ قریب بتایا اور اُنکی برائی بیان کی منجملہ حاضرین کے میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ فتنے کیا ہیں حضرت نے فرمایا اے وائل جب اسلام میں دو تلواریں باہم مختلف ہو جائیں تو تم دونوں سے علٰحدہ رہنا حضرت معاویہ نے فرمایا کہ (اے وائل) آپ تو شیعی ہو گئے میں نے کہا نہیں بلکہ میں مسلمانوں کا خیرخواہ ہوں پھر حضرت معاویہ نے کہا اگر میں پہلے سے سن چکا ہوتا اور مجھے (آپ کا یہ قول) معلوم ہو جاتا تو میں آپ کو نہ بلاتا میں نے کہا کیا آپنے نہیں دیکھا کہ محمد بن سلمہ نے حضرت عثمان کی شہادت کے وقت کیا کیا وہ اپنی تلوار ایک پتھر کے پاس لیگئے اور اس پتھر سے کوٹ کر اُسے چور کر دیا حضرت معاویہ نے کہا یہ عجب لوگ ہمارے مخالف ہیں میں نے کہا اچھا آپ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے اس قول کو کیا کرینگے

کا انصار سے جو محبت رکھیگا وہ میری محبت کے سبب اور جو انسے بغض رکھیگا وہ میرے بغض کے سبب اور ابو یعلی نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان سے روایت کی ہو کہ وہ کہتے تھے مین نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ ہجرت اسوقت تک ختم نہوگی جب تک توبہ (کا دروازہ بند نہو) یہی آپنے تین مرتبہ فرمایا اور (فرمایا کہ) توبہ (کا دروازہ) بند نہوگا جب تک کہ آفتاب مغرب سے طلوع نکرے (ان روایات سے معلوم ہوتا ہو کہ ہجرت تا قیامت باقی رہیگی) ان دونون مختلف حدیثون مین تطبیق کی صورت یہ ہو کہ ہجرت لغت مین اپنے وطن مالوف سے چلے جانے کو کہتے ہین مگر فرد کامل ہجرت کا یہ ہو کہ مسلمان بوقت غربت اسلام و غلبۂ کفار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کرے اس نیت سے کہ آپکی ملازمت کا شرف حاصل کرے اور کلمۂ الٰہی کے بلند کرنے مین آپکے جھنڈے کے نیچے عمدہ عمدہ کوششین عمل مین لائے اور غلبۂ کفار سے کہ جو ارکان اسلام کے قائم کرنے سے مانع تھا نجات پائے ہجرت کے معنی حقیقی شرعی یہی فرد کامل ہین جو عرف شرع مین بغیر کسی قرینہ کے (لفظ ہجرت سے) سمجھے جاتے ہین یہ معنی (ہجرت کے) فتح مکہ سے ختم ہوگئے (جیساکہ حدیث مین آیا ہو کہ) بعد فتح کے ہجرت باقی نہین رہی۔ اور دوسرے معنی ہجرت کے یہ ہین کہ مسلمان اپنے وطن سے دینی فضائل حاصل کرنے کے لیے مثلاً طلب علم کے لیے یا بزرگون کی زیارت کے لیے یا فتنون سے محفوظ رہنے کے لیے (کسی مقام پر) چلا جائے ہجرت کی یہ قسم بھی نہایت عمدہ ہو گو باعتبار قسم اول کے کم رتبہ کی ہو ؎ (ترجمہ شعر) آسمان عرش سے نیچا ہو مگر خاک کے ٹیلے کے سامنے پھر بھی بہت بلند ہو۔ ہجرت کی یہ قسم ختم نہین ہوئی (نہوگی) اور اس ہجرت مین اعلے درجہ کی ہجرت یہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین علم حاصل کرنے کے لیے اور آپکے اخلاق حسنہ سیکھنے کے لیے اور جہاد کے سامان کے لیے حاضر ہو۔ حضرت معاویہ بن ابی سفیان کو ہجرت کے ان دونون معانی مین فرق نہین معلوم ہوسکا اسی وجہ سے انھون نے علی الاطلاق کہدیا کہ ہجرت تا قیامت باقی ہو) واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

(قرشیت و ہجرت کے علاوہ) اور اوصاف کے شرط خلافت ہونے کا اصل سبب یہ ہو کہ خلافت خاصہ یا خلافت کاملہ جو کچھ بھی ہو جب ہم اسکے معنی کو تنقیح کرتے ہین تو اسکا (حاصل) یہ نکلتا ہو کہ خلیفہ ان صفات کے ساتھ موصوف ہو جو کاملون اور مقربون کے ساتھ مخصوص ہین اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بحیثیت اسکے کہ نبی تھے اور اللہ تعالی کی طرف سے بھیجے گئے تھے ان صفات کے ساتھ موصوف ہون اور خلیفہ سے ایسے افعال صادر ہون جنکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بحیثیت نبی مبعوث من اللہ ہونے کے کرتے تھے اور خلیفہ کا ان افعال و صفات کے ساتھ موصوف ہونا یقینی طور پر شریعت سے معلوم ہوگیا ہو پھر جب پورا استقرار کرتے ہین تو ان افعال کی تین قسمین پاتے ہین پہلی قسم یہ ہو کہ جو معاملات اسکے اور اللہ کے درمیان ہین اور جو معاملات اسکے اور مخلوق الٰہی کے درمیان مین ہین اچھے ہون دوسری قسم یہ ہو کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی اعانت دشمنان خدا سے جہاد کرنے مین اور کلمۂ الٰہی کے بلند کرنے مین کی ہو

حب الانصار فيحبني ومن ابغض الانصار فيبغضني واخرج ابو يعلى عن معاوية بن ابی سفيان قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا تنقطع الهجرة حتى تنقطع التوبة ثلث مرات ولا تنقطع التوبة حتى تطلع الشمس من مغربها وجہ تطبیق درمیان این دو حدیث مختلف آنست کہ ہجرت در لغت انتقال است از وطن مالوف خود و فرد اکمل آن ہجرت مسلمان است در وقت غربت اسلام و غلبۂ کفار بجانب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بنیت آنکہ بشرف ملازمت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مشرف شود و در اعلاء کلمۃ اللہ تحت رایت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مساعی جمیلہ بکار برد و از تسلط کفار کہ مانع اقامت ارکان اسلام است خلاص یابد و این فرد اکمل حقیقت شرعیہ لفظ ہجرت است کہ بغیر توسط قرینہ در عرف شرع فہمیدہ میشود و آن معنی بفتح مکہ منقضی شد لا ہجرۃ بعد الفتح و بمعنی دیگر انتقال از وطن خود برای طلب فضیلت دینیہ از طلب علم و زیارت صالحین و فرار از فتن و این نیز از رغائب تمنی است ہر چند بہ نسبت معنی اول مفضول است ؎ آسمان نسبت بعرش آمد فرود ٭ ورنہ بس عالی ست پیش خاک تود ٭ و این معنی تا قیامت منقرض نیست و افضل اصناف این ہجرت انتقال ست بجناب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم برای تحصیل علم و تادب باداب او علیہ الصلوۃ والسلام و تہیا برای جہاد بر معویہ بن ابی سفیان تفریق بین المعنیین مشتبہ شد واللہ اعلم بحقیقۃ الحال تا آنکہ اشتراط خصال دیگر در خلافت پس سر وران آنست کہ خلافت خاصہ یا خلافت کاملہ ہر چگونہ باشد چون تنقیح معنی آن کنیم راجع شود بآنکہ خلیفہ متصف بصفاتی باشد کہ مخصوص بکاملان و مقربان است و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بآن صفات متصف بود من حیث انہ نبی مبعوث من اللہ تعالی و مصدر افعالی گردد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آنرا میکرد من حیث انہ نبی مبعوث من اللہ تعالی و تحقیق این خلیفہ بدین افعال و صفات بوجہ تاکد از شریعت معلوم باشد و چون استقراء کلی بکار بریم این افعال را بر سہ قسم یابیم قسم اول حسن عبادات میان وے و میان اللہ و حسن معاملات با خلق اللہ قسم دوم اعانت حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم در جہاد اعداء اللہ و اعلاء کلمۃ اللہ

تیسری قسم یہ ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد اسے وہ افعال صادر ہوں جو جناب نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے افعال کا تتمہ ہوں اور جو وعدے (منجانب اللہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئے تھے وہ وعدے اُن افعال سے پورے ہوں مثلاً ملت کسریٰ و قیصر کے برہم کر دینے کا اور ممالک کے فتح ہو جانے کا اور علم دین کے شائع ہونے کا اور اسی کے مثل دوسری چیزوں کا وعدہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا یہ وعدے اُس خلیفہ کے ہاتھ سے پورے ہوں) اسیطرح صفات نفسانیہ کی بھی تین قسمیں ہیں قسم اول یہ کہ سابقین اور مقربین میں سے ہونا دیکھو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی تین قسمیں بیان فرمائی ہیں چنانچہ فرمایا ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتٰبَ الآیہ (ترجمہ) پھر ہمنے وارث بنایا کتاب (آسمانی) کا اُن لوگوں کو جنھیں برگزیدہ کیا ہمنے اپنے بندوں سے تو انمیں بعض لوگ وہ ہیں جو اپنے نفس پر ظلم کرتے ہیں اور بعض لوگ درمیانی حالت میں ہیں اور بعض لوگ نیکیوں کی طرف سبقت کرنیوالے ہیں- اور نیز فرمایا وَکُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَۃً الآیہ (ترجمہ) تم لوگوں کے تین حصے ہو جائینگے تو داہنے ہاتھ والے کیا ہیں داہنے ہاتھ والے اور بائیں ہاتھ والے کیا ہیں بائیں ہاتھ والے اور سبقت کرنیوالے (سب سے) آگے بڑھنے والے وہی لوگ مقرب ہیں- اور نیز فرمایا- وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ الآیہ (ترجمہ) ای نبی تمکو کسنے بتایا کہ علیون کیا چیز ہی وہ ایک کتاب ہی جسکو دیکھیں گے مقرب لوگ- اور ہمیں ہمارے شیخ ابو طاہر محمد بن ابراہیم کردی مدنی نے اپنے گھر میں جو مدینہ منورہ کی بلندی پر تھا سنہ ۱۱۴۴ھ میں خبر دی یہ روایت انکے سامنے پڑھی جا رہی تھی اور میں سن رہا تھا شیخ مذکور نے بیان کیا کہ مجھے میرے والد شیخ ابراہیم کردی نے خبر دی وہ کہتے تھے مجھے شیخ احمد قشاشی نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں شمس رملی نے اجازۃً زین زکریا سے اُنھوں نے ابن فرات سے اُنھوں نے عمر بن حسن مراغی سے اُنھوں نے فخر بن بخاری سے اُنھوں نے فضل اللہ بن سعد نوقانی سے اُنھوں نے محی السنۃ ابو محمد حسین بن مسعود بغوی سے روایت کرکے خبر دی کہ اُنھوں نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ ہمیں ابو سعید یعنی احمد بن ابراہیم شریحی نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں ابو اسحاق یعنی احمد بن محمد بن ابراہیم ثعلبی نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں ابو عبد اللہ حسین بن محمد بن فنجویہ ثقفی دینوری نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمسے قاضی محمد بن علی بن حسین بن قافا نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہمسے بکر بن محمد مروزی نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہمسے ابو قلابہ نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہمسے عمرو بن حسین نے فضل بن عمیرہ سے اُنھوں نے میمون کردی سے اُنھوں نے ابو عثمان نہدی سے روایت کرکے خبر دی کہ وہ کہتے تھے میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ اُنھوں نے منبر پر آیت ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتٰبَ الَّذِیْنَ الآیہ کو پڑھا اور کہا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہماری امت کے سابق لوگ تو سبقت لیجانیوالے ہیں اور متوسط لوگ بھی ناجی ہیں اور ظالم لوگ بھی بخشدیے جائینگے- ابو قلابہ کہتے تھے میں نے یہ حدیث یحییٰ بن معین سے بیان کی تو وہ اس حدیث کو سنکر تعجب کرنے لگے پس خلیفہ کو چاہیے کہ قسم اول سے ہو

قسم سوم افعالیکہ بعد آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم بظہور آید از قبیل تتمیم افعال جناب نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام مثل برہم زدن ملت کسری و قیصر و فتح بلدان و نشر علوم و امثال آن قسم چہارم صفات نفسانیہ ہم سہ قسم اند قسم اول بودن شخص از سابقین و مقربین خدای تعالیٰ مسلمین را سہ قسم ساخت وقال عز وجل ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَیْرٰتِ وقال تعالیٰ وَکُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَۃً فَاَصْحٰبُ الْمَیْمَنَۃِ مَآ اَصْحٰبُ الْمَیْمَنَۃِ وَاَصْحٰبُ الْمَشْئَمَۃِ مَآ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَۃِ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ اُولٰٓئِکَ الْمُقَرَّبُوْنَ وقال تعالیٰ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ اخبرنا شیخنا ابو طاہر محمد بن ابراہیم الکردی المدنی بدارہ بظاہر المدینۃ المشرفۃ ۱۱۴۴ سنۃ قراءۃ علیہ وانا اسمع قال اخبرنی ابی الشیخ ابراہیم الکردی قال اخبرنی الشیخ احمد القشاشی قال انبانا الشمس الرملی اجازۃ عن الزین زکریا عن ابن الفرات عن عمر بن حسن المراغی عن الفخر بن البخاری عن فضل اللہ بن سعد النوقانی عن محی السنۃ ابی محمد الحسین بن مسعود البغوی قال فی تفسیرہ انا ابو سعید احمد بن ابراہیم الشریحی انا ابو اسحٰق احمد بن محمد بن ابراہیم الثعلبی انا ابو عبد اللہ الحسین بن محمد بن فنجویہ یعنی الثقفی الدینوری ثنا محمد بن علی بن الحسین بن القافا القاضی ثنا بکر بن محمد المروزی ثنا ابو قلابۃ ثنا عمرو بن الحصین عن الفضل بن عمیرۃ عن میمون الکردی عن ابی عثمان النہدی قال سمعت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قرأ علی المنبر ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا الآیۃ فقال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سابقنا سابق ومقتصدنا ناج وظالمنا مغفور لہ قال ابو قلابۃ فحدثت بہ یحیی بن معین فجعل یتعجب منہ پس خلیفہ میباید کہ از قسم اول باشد

واز شریعت قطعاً معلوم شود کہ وی از سابقین مقربین ست نہ صدیقین یا شہدا یا صالحین و قسم دوم علم بحکمت و باحکام اللہ بوجہے کہ نائب پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم در تبلیغ
شرائع و حکم تواند شد و قسم سوم اتصاف بحزم و
امور یکہ ریاست عالم بآن میسر آید از شجاعت و کفایت
و مردم شناسی رعیت و رفق در تدبیر و غیر آن باز
تحقق تشبہ بانبیا من حیث النبوۃ بسہ چیز ست
اول دادن بشارت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
بجنت از جہت وحی دوم بیان فرمودن آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم قولاً و فعلاً استحقاق او خلافت را
سوم تلویح و تصریح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بآنکہ
افضل امت است بموجب وحی اما عبادات پس لازم
مقربین ست و حسن معاملہ با خلق اللہ لازم
رعیت پروری و این ہر دو صفت مندرج شد
دران دو قسم و اما اعانت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
در اعلای کلمۃ اللہ بحضور آن حضرت و ایام حیات او
صلے اللہ علیہ وسلم پس مسمی ست بسوابق اسلامیہ
و آیت لَا يَسْتَوِي مِنكُم مَّنْ أَنفَقَ مِن قَبْلِ
الْفَتْحِ وَقَاتَلَ اشارہ باوست و ہجرت نیز ازین باب
است اما اشتراط سوابق اسلامیہ پس ثابت ست بوجوہ
بسیار از شریعت مطہرہ و بالقطع معلوم ست کہ مدار
فضیلت عند اللہ و مدار شرف در اسلام سوابق اسلامیہ
بودہ است چندین آیت درین باب نازل شد لا یستوی
منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل و در وقت انعقاد
خلافت صدیق اکبر چیزہا گذشت کہ بالقطع دلالت
میکند بر اعتنا بسوابق اسلامیہ قال ابوبکر رضی اللہ عنہ
الست احق الناس بہا الست اول من اسلم
الست صاحب کذا الست صاحب کذا و قال عمر
رضی اللہ عنہ ان ابابکر صاحب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم و ثانی اثنین و انہ اولی المسلمین باموركم
فقوموا فبایعوہ و عد عثمان رضی اللہ عنہ
سوابقہ الاسلامیۃ حین قدحوا فی خلافتہ و اعترضوا
علیہ و احتج علی بسوابقہ فی ایام خلافتہ باصح ما یکون
حین اراد اثبات خلافتہ و ترجیح نفسہ علی غیرہ و روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعل اللہ اطلع علی اهل بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم و قال ابو عبیدۃ تاتونی و فیکم
ثالث ثلثۃ و روی ابن عمر یبلغ ربك لعل اللہ اطلع علی اهل بدر فقال اعملوا ما شئتم و روی ابو ہریرۃ اطلع اللہ علی اهل بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم و روت حفصۃ

اور شریعت سے یقین کے ساتھ معلوم ہو چکا ہو کہ وہ سابقین مقربین سے ہی یعنی صدیقین سے یا شہدا و صالحین سے (صفات نفسانیہ کی) قسم دوم حکمت اور احکام الٰہی کا اسطور پر جاننا کہ شریعت و حکمت کی تبلیغ مین پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کا نائب بن سکے قسم سوم حزم کی صفت اور نیز اُن تمام اوصاف کے ساتھ موصوف ہونا جنسے سرداری عالم کی حاصل ہوتی ہی مثل شجاعت و کفایت و مردم شناسی و خوش تدبیری وغیرہ کے پھر (یہ بھی سمجھ لو کہ) انبیا علیہم السلام کے ساتھ مشابہت بحیثیت نبوت تین چیزون سے حاصل ہوتی ہی اول اس سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بذریعہ وحی کے اُسکے جنتی ہونے کی بشارت دین دوسرے اس بات سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے قول و فعل سے اسکا مستحق خلافت ہونا بیان کردین تیسرے اس بات سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بذریعہ وحی کے اسکے افضل امت ہونے کی طرف اشارہ فرماوین۔ باقی رہین عبادتین تو وہ مقرب ہونے کو لازم ہین اور خلق اللہ کے ساتھ خوش معاملگی رعیت پروری کو لازم لہذا یہ دونون صفتیں اُن دونون قسمون مین مندرج ہو گئین۔ باقی رہی اعانت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کلمۂ خدا کے بلند کرنے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یعنی آپکی حیات مین اسی کا نام سوابق اسلامیہ ہی لَا يَسْتَوِي مِنكُم مَّنْ أَنفَقَ مِن قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ اسی طرف اشارہ ہے اور ہجرت بھی انھین سوابق اسلامیہ مین سے ہی (اب دیکھو) سوابق اسلامیہ کا شرط (خلافت) ہونا بہت دلائل سے ثابت ہے شریعت مطہرہ سے یقین کے ساتھ معلوم ہو چکا ہی کہ عند اللہ فضیلت کا مدار اور اسلامی بزرگیون کا مدار سوابق اسلامیہ ہین بہت سی آیتین اس بارہ مین نازل ہوئی ہین چنانچہ آیہ لَا يَسْتَوِي الخ بھی اسی کے متعلق ہی اور حضرت صدیق اکبر کی خلافت کے انعقاد کے وقت بہت سی باتین پیش ہوئین جو قطعاً سوابق اسلامیہ کے قابل لحاظ ہونے پر دلالت کرتی ہین چنانچہ حضرت ابوبکر نے فرمایا تھا کہ کیا مین سب سے زیادہ مستحق خلافت نہین ہون کیا مین سب سے پہلے اسلام نہین لایا کیا مجھے فلان اور فلان فضیلت نہین ہی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ حضرت ابوبکر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے رفیق اور ثانی اثنین تھے اور وہ سب مسلمانون سے زیادہ مستحق خلافت ہین اُٹھو اور انسے بیعت کرو اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے سوابق اسلامیہ کو بتایا تھا جبکہ لوگون نے انکی خلافت مین قدح کیا تھا اور اُنپر اعتراض کیا تھا اور حضرت علی نے بھی اپنے سوابق اسلامیہ اپنے زمانۂ خلافت مین نہایت تصریح کے ساتھ بیان فرمائے تھے جبکہ اُنھون نے اپنی خلافت کے ثابت کرنے اور اپنے کو دوسرون پر مرجح ثابت کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہی کہ آپنے فرمایا اللہ اہل بدر کے حال سے مطلع ہی اُسنے (انسے) فرما دیا ہی کہ جو چاہو کرو مین نے تمھین بخشدیا اور حضرت ابو عبیدہ نے (لوگون سے) کہا تھا کہ تم لوگ ثالث ثلثہ (یعنی ابوبکر صدیق) کے ہوتے ہوئے میرے پاس کیون آئے۔ اور حضرت ابن عمر نے روایت کی ہی کہ (حضرت نے فرمایا) تمھین کیا معلوم اللہ اہل بدر کے حال سے مطلع ہی اُسنے (انسے) فرما دیا ہی کہ جو چاہو کرو (مین نے تمھین بخشدیا) اور حضرت ابو ہریرہ نے روایت کی ہی کہ اللہ اہل بدر کی حالت سے مطلع ہی (اسی لیے) اسنے (انسے) فرما دیا ہی کہ جو چاہو کرو مینے تمھین بخشدیا اور حضرت حفصہ نے

روایت کی ہے کہ (حضرت نے فرمایا) بیشک مین امید کرتا ہون کہ جو لوگ بدر و حدیبیہ مین شریک تھے انمین سے کوئی شخص آگ مین نہ داخل ہوگا۔ اور حضرت جابر نے روایت کی ہے کہ جن لوگون نے درخت کے نیچے بیعۃ الرضوان کی تھی انمین سے کوئی دوزخ مین نہ جائیگا۔ اور یہ بھی انھین نے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگون سے (صلح حدیبیہ کے دن) فرمایا کہ آج تم لوگ روی زمین کے لوگون سے بہتر ہو۔ اور رفاعہ بن رافع نے روایت کی ہے کہ حضرت جبرئیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انھون نے کہا کہ (یا رسول اللہ) آپ اہل بدر کو اپنے گروہ مین کیسا سمجھتے ہین حضرت نے فرمایا کہ تمام مسلمانون سے افضل یا اور کوئی بات اسی قسم کی فرمائی تو جبرئیل نے کہا کہ اسیطرح جو فرشتے بدر مین شریک تھے (انکو ہم لوگ تمام فرشتون سے افضل سمجھتے ہین) اور رافع بن خدیج نے بھی اسی کے مثل روایت کی ہے۔ اور سعید بن مسیب کہتے تھے کہ ابوبکر صدیق رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین بجای وزیر کے تھے حضرت انسے اپنے تمام امور مین مشورہ لیا کرتے تھے اور وہ حضرت کے ثانی تھے اسلام مین اور ثانی تھے غار مین اور ثانی تھے عریش مین بروز بدر اور قبر مین بھی ثانی ہین اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم انپر کسی کو مقدم نہ رکھتے تھے۔ اور ابو عمر نے تعلیقاً روایت کی ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص کو جو بدر مین شریک نہ تھا حضرت ابوبکر کے آگے چلتے ہوے دیکھا تو فرمایا کہ تم اس شخص کے آگے چلتے ہو جو تم سے بہتر ہے اور عارف سہروردی نے عوارف کے باب ۵۵ مین یہ روایت لکھی ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم (ایک روز) تنگ مقام مین بیٹھے ہوے تھے کچھ لوگ اہل بدر مین سے آئے تو انکو بیٹھنے کی جگہہ نہ ملی پس رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ان لوگون کو جو اہل بدر مین سے نہ تھے (اپنے پاس سے) اٹھا دیا اور انکی جگہہ پر اہل بدر بیٹھ گئے یہ بات ان لوگون کو ناگوار گذری اسی پر یہ آیت اتری اِذَا قِیْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا ترجمہ۔ جب تم سے کہا جائے کہ اٹھ جاؤ تو اٹھ جایا کرو) پھر حضرت عمر رضی اللہ نے (اپنے عہد مین) اہل بدر کو اور انکے بعد اہل حدیبیہ کو تمام صحابہ پر مقدم رکھا کیا دفتر مجاہدین مین نام لکھنے کے اعتبار سے اور کیا وظائف کے اعتبار سے اور کیا محفلون اور مجلسون مین نشست کے اعتبار سے اور کیا معاملات استحقاق خلافت کے اعتبار سے اور کیا انسے دعا کرانے اور برکت حاصل کرنیکے اعتبار سے حضرت فاروق کے بعد تمام امت مرحومہ آجتک انکی تعظیم و توقیر کرتی رہی۔ واقدی نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انھون نے عمرو بن عاص کو یہ بھی وصیت کی تھی کہ اللہ سے ظاہر اور پوشیدہ (ہر حال مین) ڈرتے رہنا کیونکہ وہ تمکو دیکھتا ہے اور تمھارے کام کو بھی دیکھتا ہے۔ مین دیکھتا ہون کہ مین نے تمکو ان لوگون پر مقدم کیا ہے جو تم سے بہت آگے ہین اور عمر مین تمھارے ساتھ مہاجرین و انصار مین جو اہل بدر مین سے ہین تم انکی عزت کرنا اور انکا حق سمجھتے رہنا اپنی ایسی حکومت کی وجہ سے دست درازی نکرنا دیکھو کہین شیطانی نخوت نہ تم مین پیدا ہوجائے اور تم کہو کہ مجھے ابوبکر نے اس سبب سے حاکم بنایا کہ مین تم سب سے بہتر ہون خبردار نفس کے فریب سے بچتے رہنا تم مثل انھین مین کے ایک شخص کے رہنا اور جو کام کرنا چاہو انسے مشورہ کر لیا کرنا۔ اور بخاری نے قیس بن ابی حازم سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے

انی لارجو ان لا یدخل النار احد شہد بدرا والحدیبیۃ وروی جابر لا یدخل النار احد ممن بایع تحت الشجرۃ وروی انہ قال لنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم انتم الیوم خیر اہل الارض وروی رفاعۃ بن رافع جاء جبریل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما تعدون اہل بدر فیکم قال من افضل المسلمین او کلمۃ نحوہا فقال کذلک من شہد بدرا من الملائکۃ وروی رافع ابن خدیج نحوا من ذلک وقال سعید بن المسیب کان ابوبکر الصدیق من النبی صلی اللہ علیہ وسلم مکان الوزیر فکان یشاورہ فی جمیع امورہ وکان ثانیہ فی الاسلام وکان ثانیہ فی الغار وکان ثانیہ فی العریش یوم بدر وکان ثانیہ فی القبر ولم یکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقدم علیہ احدا واخرج ابو عمر تعلیقا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لبعض من لم یشہد بدرا وقد رآہ یمشی بین یدی ابی بکر تمشی بین یدی من ہو خیر منک قال العارف السہروردی فی باب الخامس والخمسین من العوارف روی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان جالسا فی صفۃ ضیقۃ فجاءہ قوم من البدریین فلم یجدوا موضعا یجلسون فیہ فاقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم یکن من اہل بدر فجلسوا مکانہم فاشتد ذلک علیہم فانزل اللہ تعالی وَاِذَا قِیْلَ انْشُزُوْا الآیۃ باز حضرت عمر رضی اللہ عنہ اہل بدر را بعد ازان اہل حدیبیہ را مقدم ساخت بر سائر صحابہ چہ باعتبار اثبات در دفتر غزاۃ و چہ باعتبار اعطاء عطیات و چہ باعتبار تقدم در محافل و مجالس و چہ در استحقاق خلافت و چہ در طلب دعا ازایشان و تبرک بایشان بعد ازان امت مرحومہ در تعظیم و توقیر ایشان گذشت الی الیوم واخرج الواقدی عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ فی وصیتہ عمرو بن العاص اتق اللہ فی سرائرک وعلانیتک فانہ یراک ویری عملک فقد بایت نقدمی لک علی من ہو اقدم منک سابقۃ واعظم بلاء من المہاجرین والانصار من اہل بدر فاکرمہم واعرف لہم حقہم ولا تطاول علیہم بسلطانک ولا تدخلک نخوۃ الشیطان فتقول انما ولانی ابوبکر لانی خیرہم وایاک وخداع النفس فکن کاحدہم وشاورہم فیما ترید من امرک واخرج البخاری عن قیس بن ابی حازم قال

کہ اہل بدر کا وظیفہ پانچ پانچ ہزار روپیہ تھا اور حضرت عمر فرمایا کرتے تھے کہ میں انکو انکے بعد والے مسلمانوں سے زیادہ دونگا (یہانتک تو ان صفات کا بیان تھا جو خلافت خاصہ کے لیے ضروری ہیں اب دیکھو یہ صفات خلفای راشدین میں کیسے کامل تھے) خلفا کے جنتی ہونیکی بشارت بسندہای بسیار ثابت ہے اول تو قرآن کی وہ عام آیتیں ہیں جو مہاجرین اور مجاہدین (فتح مکہ) اور حاضرین شہد حدیبیہ و تبوک وغیرہ کے متعلق ہیں۔ دوسرے وہ حدیثیں جو اہل بدر کے فضائل میں ہیں مثل اس حدیث کے کہ اللہ اہل بدر کے حال سے آگاہ ہے اور اُسنے فرما دیا ہے کہ (اے اہل بدر) تم جو چاہو کرو میں نے تمہیں بخشدیا جسکو حضرت عمر اور حضرت علی اور ابن عمر اور ابن عباس اور ابو ہریرہ نے روایت کیا ہے اور مثل اس حدیث کے کہ جبریل آئے اور اُنھوں نے کہا کہ (یا رسول اللہ) آپ اہل بدر کو اپنے گروہ میں کیسا سمجھتے ہیں آپنے فرمایا کہ سب مسلمانوں سے افضل جسکو رفاعہ بن رافع اور رافع ابن خدیج نے روایت کیا ہے اور مثل حدیث حضرت حفصہ و حضرت جابر کے کہ میں اس بات کی امید رکھتا ہوں کہ جو لوگ بدر اور حدیبیہ میں شریک ہوچکے ہیں انمیں سے کوئی دوزخ میں نجائیگا تیسرے وہ حدیثیں ہیں جو اہل حدیبیہ کے فضائل میں ہیں مثل اس حدیث کے کہ دوزخ میں اُن لوگوں میں سے کوئی نہ داخل ہوگا جنھوں نے درخت کے نیچے بیعت کی اور مثل اس حدیث کے کہ (اے اہل حدیبیہ) تم تمام روی زمین کے لوگوں سے افضل ہو اس حدیث کو حضرت جابر نے روایت کیا ہے چوتھے وہ حدیثیں ہیں جو دس صحابہ کے جنتی ہونیکے متعلق حضرت عبدالرحمن اور سعید بن زید سے مروی ہیں پانچویں وہ حدیثیں ہیں جو خلفای اربعہ کے جنتی ہونیکے متعلق وارد ہیں جیسے حضرت جابر بن عبداللہ کی حدیث چھٹے وہ حدیثیں جو خلفای ثلٰثہ کے جنتی ہونیکے متعلق ہیں مثل حدیث حضرت ابو موسی و نافع بن عبدالحارث کے ساتویں وہ حدیثیں جو شیخین کے جنتی ہونیکے متعلق ہیں مثل حدیث حضرت ابو سعید خدری کے کہ (جنت میں) اوپر کے درجہ والوں کو نیچے والے ایسا (روشن اور چمکتا ہوا) دیکھینگے جیسے تم ستارے کو جو آسمان کے کنارہ میں طلوع کر رہا ہو (چمکتا ہوا) دیکھتے ہو اور بیشک ابو بکر و عمر انھیں (اوپر کے درجہ والوں) میں سے ہیں اور (بلکہ انسے بھی) اچھے ہیں اور مثل حدیث حضرت مرتضے و حضرت انس کے کہ یہ دونوں پیران اہل جنت کے سردار ہیں اور مثل حدیث حضرت ابن مسعود کے کہ حضرت ابو بکر و عمر دونوں کی نسبت حضرت نے فرمایا عنقریب تمپر ایک شخص اہل جنت میں سے طلوع کرنا چاہتا ہے آٹھویں وہ حدیثیں جو (خاصکر) صدیق اکبر کی بشارت کے متعلق ہیں مثل حدیث حضرت ابو ہریرہ کے کہ وہ جنت کے سب دروازوں سے بلائے جائینگے اور مثل حدیث حضرت انس کے جو جنت کے پرندہ کی صفت میں ہے جسمیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر سے فرمایا تھا کہ میں امید رکھتا ہوں کہ تم بھی ان لوگوں میں سے ہو جو اس پرندہ کو کھائینگے۔ نویں وہ حدیثیں جو (خاصکر) حضرت فاروق اعظم کی بشارت کے متعلق ہیں مثل اس حدیث کے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سونے کا ایک محل خواب میں دیکھا جسکو حضرت جابر و انس و ابو ہریرہ و بریدہ اسلمی نے روایت کیا ہے۔ دسویں وہ حدیثیں جو (خاصکر) حضرت ذو النورین کی بشارت کے متعلق ہیں جیسے حضرت عبداللہ

کان مسلمو بدر بین خمسة آلاف خمسة آلاف وقال عمر لأفضلنهم علی من بعدهم تا بشارت خلفا به بهشت پس ثابت ست بطرق بسیار اول عمومات قرآن درباب مهاجرین مجاهدین وحاضران شهد حدیبیه و تبوک و غیرها ثانی احادیث وارده در فضل اهل بدر حدیث ان الله اطلع علی اهل بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم از مسند عمر و علی و ابن عمر و ابن عباس و ابو هریره و حدیث جاء جبرئیل فقال ما تعدون اهل بدر فیکم قال من افضل المسلمین از مسند رفاعه بن رافع و رافع بن خدیج و حدیث حفصه و جابر انی لارجو ان لا یدخل النار احد شهد البدر و الحدیبیة ثالث احادیث وارده در فضل اهل حدیبیه مانند حدیث لا یدخل النار احد ممن بایع تحت الشجرة و حدیث انتم خیر اهل الارض از مسند جابر رابع احادیث وارده در بشارت عشره از مسند عبدالرحمن و سعید بن زید خامس احادیث وارده در بشارت اربعه از انجمله حدیث جابر بن عبدالله سادس احادیث وارده در بشارت ثلثه مثل حدیث ابی موسی و نافع بن عبدالحارث سابع احادیث وارده در بشارت شیخین از حدیث ابو سعید خدری ان اهل الدرجات العلی یراهم من تحتهم کما ترون النجم الطالع فی افق السماء وان ابا بکر و عمر منهم و انعما و حدیث مرتضے و انس هذان سیدا کهول اهل الجنة و حدیث ابن مسعود سیطلع علیکم رجل من اهل الجنة فیهما جمیعا ثامن احادیث وارده در بشارت صدیق اکبر از انجمله حدیث ابی هریره انه یدعی من ابواب الجنة کلها و حدیث انس فی وصف طیر الجنة فی آخره قوله صلی الله علیه وسلم لابی بکر وانی لارجو ان تکون ممن یاکل منها تاسع احادیث وارده در بشارت فاروق اعظم از انجمله حدیث رأی النبی صلی الله علیه وسلم قصرا من ذهب من حدیث جابر و انس و ابی هریرة و بریدة الاسلمی عاشر احادیث وارده در بشارت ذی النورین از انجمله حدیث عبدالله

ابن حوالة تهجمون علی رجل یا ایہا الناس وهو معتجر ببردة من اهل الجنة فکان عثمانؓ حادی عشر احادیث وارده در بشارت مرتضی از انجملہ حدیث علی ان لک خیرا منہا فی الجنة

ابن حوالہ کی حدیث کہ تم لوگ ایک ایسے شخص پر ہجوم کروگے جو چادر کا عمامہ باندھے ہوگا وہ اہل جنت میں سے ہوگا چنانچہ وہ حضرت عثمان تھے گیارھویں وہ حدیثیں جو (خاص کر) حضرت مرتضی کی فضیلت میں وارد ہوئی ہیں از انجملہ یہ حدیث کہ آپ نے حضرت علی سے فرمایا کہ تمھارے لیے جنت میں اس سے بہتر گھر ہے۔

خلفا کا سابقین مقربین میں ہونا بہت سی حدیثوں سے ثابت ہے از انجملہ کوہ اُحُد کے جنبش کرنیکی حدیث ہے جسمیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اے احد ٹھیر جا تیرے اوپر ایک نبی اور ایک صدیق اور ایک شہید ہیں یہ حدیث بکثرت سندوں سے مروی ہے منجملہ انکے حضرت عثمان اور سعید بن زید اور ابو ہریرہ اور ابن عباس اور انس اور بریدہ اور سہل بن سعد کی روایت ہے اور از انجملہ جبرئیل کے فضائل شیخین بیان کرنیکی حدیث ہے جو حضرت عمار نے روایت کی ہے اور از انجملہ خواب میں خلفائے ثلاثہ کے پلّے کو بھاری دیکھنے کی حدیث ہے جو حضرت ابو بکرہ اور عرفجہ وغیرہما نے روایت کی ہے اور از انجملہ شیخین کے دو مقرب فرشتوں کے مشابہ ہونے کی حدیث ہے جو حضرت ابن مسعود وغیرہ نے روایت کی ہے اور از انجملہ شیخین کے پیران اہل جنت کے سردار ہونے کی حدیث جو حضرت علی اور انس نے روایت کی ہے اور از انجملہ حضرت ابو بکر کے مناقب میں یہ حدیث کہ وہ جنت کے سب دروازوں سے بلائے جائینگے اور از انجملہ یہ حدیث ہے کہ تم سے پہلے کچھ لوگ محدَّث ہوتے تھے بغیر اسکے کہ نبی ہوں میری امت میں اگر کوئی ایسا ہے تو وہ عمر ہیں اور از انجملہ شیطان کے حضرت عمر کے سایہ سے بھاگنے کی حدیث ہے اور از انجملہ یہ حدیث ہے کہ عثمان جنت میں میرے رفیق ہیں۔

خلفا کے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وہ برتاؤ کرنا جو ولیعہد کے ساتھ کیا جاتا ہے بہت سندوں سے ثابت ہے چنانچہ حضرت سہل بن سعد کی یہ حدیث ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم قبیلہ بنی عمرو بن عوف میں صلح کرانے کے لیے تشریف لیگئے اور امامت نماز حضرت صدیق اکبر کے متعلق کر گئے اور مرض وفات میں بتاکید انکو امام نماز بنایا یہ واقعہ متواتر بالمعنے ہے اور امیر حج بنانے کی حدیث بھی مشہور ہے اور حضرت ابو الدرداء کی حدیث میں فرمایا ہے کہ کیا تم لوگ میرے لیے میرے رفیق (یعنی ابو بکر صدیق) کو نہ چھوڑوگے چنانچہ اسکے بعد حضرت صدیق کو پھر کسی نے نہیں ستایا اور حضرت ابو سعید خدری کی روایت میں شیخین کا وزیر (حضرت رسالت) ہونا بیان کیا گیا۔ اور حضرت علی نے حضرت عمر سے مخاطب ہوکر انکی وفات کے بعد کہا تھا کہ مجھے (پہلے ہی سے یہ امید تھی کہ اللہ آپکو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق کے ساتھ کردیگا کیونکہ میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا کرتا تھا کہ آیا میں اور ابو بکر اور عمر اور داخل ہوا میں اور ابو بکر و عمر اور نکلا میں اور ابو بکر و عمر (غرض ہر کام میں آپ انکو اپنے ساتھ شریک کرتے تھے) اور حضرت علی بن حسین (زین العابدین) سے پوچھا گیا کہ ابو بکر و عمر کا تقرب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے یہاں کس قدر تھا انھوں نے کہا جسقدر اب ہے اور وہ دونوں اس وقت حضرت کے پاس ہی (قبر میں) لیٹے ہوئے تھے۔ اور بہت سی حدیثوں میں حضرت صدیق کو امت پر سب سے زیادہ مہربان اور حضرت

اما بودن خلفا از سابقین مقربین پس بسیار ثابت ست باحادیث بسیار از انجملہ حدیث تحرک الجبل وقوله صلی اللہ علیہ وسلم اثبت فانما علیک نبی وصدیق وشہید من طرق کثیرة جدا من مسند عثمان وسعید بن زید وابی هریرة وابن عباس وانس وبریدة وسهل بن سعد وحدیث ان الشیخین من النجباء من مسند علی وحدیث ان اهل الدرجات العلی یراهم من تحتهم الحدیث من مسند ابی سعید وحدیث تحدیث جبرئیل بفضائلهما من مسند عمار وحدیث رؤیا رجحانهم فی المیزان من مسند ابی بکرة وعرفجة وغیرهما وحدیث تشبیه الشیخین بملکین مقربین من حدیث ابن مسعود وغیره وحدیث هما سیدا کهول اهل الجنة من مسند علی وانس وحدیث یدعی من ابواب الجنة کلها فی مناقب ابی بکر وحدیث لقد کان فیما کان قبلکم من الناس محدثون من غیر ان یکونوا انبیاء فان یکن فی امتی احد فانه عمر وحدیث فرار الشیطان من ظل عمر وحدیث رفیقی فی الجنة عثمان وآما آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم با خلفا معامله منتظر الاماره میکردند پس ثابت ست بطرق بسیار در حدیث سهل بن سعد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برای صلح قبیله بنی عمرو بن عوف رفتند وصدیق اکبر را امامت صلوات تفویض نمودند ودر وقت مرض موت امامت صلوة بتاکید فرمودند واین قصه متواتر المعنی است وامارت حج ارشاد فرمودند ودر حدیث ابو الدرداء فرمودند فهل انتم تارکو لی صاحبی فما اوذی بعدها ودر

حدیث ابو سعید خدری بودن وزیر گفته شد وقال علی لعمر حین توفی انی کنت کا رجوان یجعلک اللہ معهما انی کنت کثیرا ما اسمع رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول جئت انا وابو بکر وعمر ودخلت انا وابو بکر وعمر وخرجت انا وابو بکر وعمر وسئل علی بن الحسین عن منزلة ابی بکر وعمر من النبی صلی اللہ علیه وسلم فقال کمنزلتهما الیوم وهما ضجیعاه ودر حدیث رحیم بودن صدیق از امت

وعمر فاروق را اشد هم فی امر الله وذی النورین را اصدق هم حیاءً و مرتضی را اقضاهم گفته شد و هر یکے ازین خصال اشارہ جلیہ ست بآنکه ایشان استحقاق ریاست عظمی مسلمین دارند

عمر فاروق کو خدا کے کام مین سب سے زیادہ سخت اور حضرت ذوالنورین کو سب سے زیادہ کامل الحیا اور حضرت مرتضے کو سب سے زیادہ عمدہ فیصلہ کرنیوالا فرمایا انمین سے ہر صفت اس بات کی طرف اشارہ کر رہی ہی کہ یہ لوگ مسلمانون کے سردار اعظم بن سکتے ہین اور حضرت حذیفہ اور ابن مسعود کی حدیث مین وارد ہوا ہی کہ تم لوگ میرے بعد ابوبکر و عمر کی اقتدا کرو اور مطلب بن ابی وداعہ کی حدیث مین ہی کہ (حضرت نے فرمایا) اللہ کا شکر ہے جسنے ابوبکر و عمر سے میری تائید کی اور حضرت حذیفہ کی حدیث مین ہی جسکو حاکم نے روایت کیا ہی کہ (حضرت نے فرمایا) مجھے ابوبکر و عمر سے (کسی وقت) بے نیازی نہین ہی کیونکہ وہ دونون دین مین وہ مرتبہ رکھتے ہین جو بدن مین سر کا رتبہ ہی اور عبد الرحمن بن غنم اشعری کی روایت مین ہی کہ (حضرت نے شیخین سے فرمایا) اگر تم دونون کسی مشورہ مین متفق ہو جاؤگے تو مین اسکے خلاف نکرونگا اور حضرت انس کی حدیث مین ہی کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب مسجد مین تشریف لاتے تھے تو ہم مین سے کوئی شخص (ادب سے) اپنا سر نہ اٹھاتا تھا سوا ابوبکر و عمر کے کہ وہ دونون آپ کی طرف دیکھکر مسکراتے تھے اور آپ ان دونون کیطرف دیکھکر مسکراتے تھے۔

خلفا کے ہاتھ پر خدای تعالی کے اُن وعدون کا پورا ہونا جو امت مرحومہ سے تھے اس مقام مین تین بحثین ہین پہلی بحث یہ ہی کہ یہ امر خلافت خاصہ کے لوازم سے ہی اور یہ بہت واضح ہی۔ کیونکہ خلافت بمعنی جانشینی ہی اور عرف شرع مین اُن امور کے قائم کرنے کی کوشش کرنا جنکے قائم کرنے کے لیے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوے اور خلافت خاصہ اُسی وقت حاصل ہوتی ہی کہ جب جانشینی کے ساتھ یہ بات بھی حاصل ہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی مشابہت بھی پائی جائے اور منجملہ سیرت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بلکہ سب مین عمدہ بلاد کفار کا فتح کرنا تھا دوسری بحث یہ ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت سے وعدہ فرمایا تھا کہ تم لوگ بلاد شام و عراق کو فتح کروگے اور یہ بات متواتر المعنے حدیثون مین وارد ہی چنانچہ حضرت ابوہریرہ اور عقبہ بن عامر اور عدی ابن حاتم اور خباب وغیرہ بیشمار صحابہ نے اسکو روایت کیا ہی۔ تیسری بحث یہ ہی کہ یہ سب وعدے خلفا کے ہاتھ پر ظاہر ہوے جمہور اہل اسلام یعنی فقہا و محدثین و مورخین کے اقوال اس مقصد کے ثابت کرنے کے لیے کافی ہین معنا یہ حدیث کہ اللہ کا شکر ہے جسنے ابوبکر و عمر سے میری تائید کی اور یہ حدیث کہ آسمان والے حضرت عمر کے اسلام سے خوش ہوے اور اسکے علاوہ اور حدیثین بھی اس بات پر دلالت کرتی ہین۔

خلفا کے قول کا حجت ہونا کہ جب خلفا کوئی حکم نافذ کرین اور وہ مسلمانون مین نافذ ہو جائے تو وہ حکم قیاس سے بالاتر ہے اسکا ثبوت بھی ان بزرگون کے لیے باسانید بسیار ثابت ہی چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ اور نیز فرمایا الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ ۗ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ۔ اور عرباض بن ساریہ کی حدیث مین ہی کہ تم لوگ اپنے اوپر میری سنت اور میرے خلفا کی سنت لازم سمجھو

ودر حدیث حذیفہ و مرتضیٰ ثابت شد ان تؤمروا ابابکر الحدیث و در حدیث حذیفہ و ابن مسعودؓ اقتدوا باللذین من بعدی ابی بکر و عمر و در حدیث حذیفہ و مرتضیٰ ثابت شد ان تؤمروا ابابکر الحدیث و در حدیث حذیفہ و ابن مسعودؓ اقتدوا باللذین من بعدی ابی بکر و عمر و در حدیث مطلب بن ابی وداعہ الحمد للہ الذی ایدنی بہما و در حدیث حذیفہ نزدیک حاکم لا غنی لی عنہما انہما من الدین کالرأس من الجسد و در حدیث عبد الرحمن بن غنم اشعری لو اجتمعتما فی مشورة ما خالفتکما و در حدیث انس کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا دخل المسجد لم یرفع احد منا رأسہ غیر ابی بکر و عمر فانہما کانا یتبسمان الیہ و یتبسم الیہما و اما آنکہ موعود خدای تعالی برای این امت مرحومہ بر دست خلفا ظاہر شد پس متضمن سہ مطلب است مطلب اول آنکہ این معنی یکے از لوازم خلافت خاصہ است و آن از اجلی معلومات ست زیرا کہ خلافت بمعنے جانشینی ست و آن بعرف شرع راجع ست بتصدی اقامت امورے کہ پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم برای اقامت آن مبعوث بود و خلافت خاصہ وقتی متحقق شود کہ با خلافت بمعنی اول زیادۃ مشابہت بسیرت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حاصل گردد و از جملہ سیر افعال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بلکہ عمدۂ آنہا فتح بلاد کفار بود مطلب ثانی آنکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وعدہ فرمودہ است امت خود را کہ بلاد شام و عراق فتح خواہند کرد و این معنی ثابت ست باحادیث متواترۃ المعنے از حدیث ابی ہریرہ و عقبہ بن عامر و عدی بن حاتم و خباب و غیرہم ممن لا یحصی عددہم مطلب سوم آنکہ این موعود بر دست خلفا ظاہر شد و نقل متواتر از جماہیر مسلمین از فقہا و محدثین و مورخین در اثبات این مطلب کافی ست مع ہذا حدیث الحمد للہ الذی ایدنی بہما و حدیث استبشار اہل السموات باسلام عمر و غیر آن بر همین معنی دلالت میکنند و اما آنکہ قول خلیفہ حجت ست چون آنرا امضا کنند و آن قول ممکن شود در مسلمین فوق القیاس ست و این خصلت ثابت ست درین بزرگواران پس ثابت ست بطرق بسیار قال اللہ تعالی وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ و قال عز و جل الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ ۗ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ و در حدیث عرباض بن ساریہ علیکم بسنتی و سنۃ الخلفاء من بعدی

وفي حديث ابن مسعود وحذيفة اقتدوا باللذين من بعدي ابي بكر وعمر وفي حديث عبد الرحمن بن غنم الاشعري لو اجتمعتما في مشورة ما خالفتكما وازادل دلائل يعني احاديث متواترة

اور حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت حذیفہ کی حدیث مین ہے کہ تم لوگ اقتدا کرو اُن دونون کی جو میرے بعد ہونگے یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ کا اور حضرت عبدالرحمن بن غنم اشعری کی حدیث مین ہے کہ حضرت نے (شیخین سے) فرمایا تم دونون جس مشورہ مین متفق ہوجاؤ گے مین تمھاری مخالفت نکرونگا اور اس بات کی واضح دلیلین وہ حدیثین ہین جو متواتر المعنے ہین (مثلاً حدیث) سکینہ عمر کی زبان بولتا ہے جو حضرت علیؓ و ابوذر و ابن عمر وغیرہم سے مروی ہے اور نیز وہ متواتر المعنے حدیثین جو حضرت عمر فاروق کی رای کے موافق وحی ہونیکے متعلق ہین اور نیز بہت بڑی دلیل اس بات کی یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مصالح اور احکام شرعیہ مین شیخین سے مشورہ کرتے تھے اور اُنکے مشورہ کو قبول کرتے تھے اور یہ متواتر المعنے حدیث کہ (اے لوگو) سواد اعظم کی پیروی تمپر لازم ہے یہ حدیث بہت سندون سے مروی ہے جسکو امام شافعی نے اجماع کے ثابت کرنے مین روایت کیا ہے علما ان احادیث کے مطلب مین مختلف ہین کچھ لوگ یہ مطلب لیتے ہین کہ خلیفہ کی اطاعت واجب ہے بشرطیکہ کوئی گناہ کی بات نہو اور کچھ لوگ اس سے اجماع کا حجت ہونا نکالتے ہین۔ مگر یہ فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ مطلب (ان احادیث کا) یہ ہے کہ خلیفہ کا قول حجت ہے جبکہ وہ مسلمانون مین نافذ ہوجائے لہذا خلیفہ کی اطاعت اور اجماع کی حجیت دونون باتین اس حدیث سے نکل رہی ہین **تفصیل** اس اجمال کی یہ ہے کہ خدای تعالی نے ان بزرگون کے نفس مین ایک ملکہ پیدا کیا ہے اور بعد اسکے اپنی تائید اُنکے شامل حال کی ہے جسکی وجہ سے یہ حضرات حکمتون کے اور احکام کے سمجھنے مین اور سیاست ملکی کے مصالح معلوم کرنے مین اکثر و بیشتر صواب پر رہتے ہین اور اسیطرح حق تعالی نے اس امت مین یہ بزرگی رکھی کہ اسکا اتفاق باطل پر نہو سکے اور اُسکی تائید بھی (اپنی شریعت مین) نازل کردی پس جب یہ دونون فضیلتین جمع ہوجائین (یعنی خلیفہ کا حکم بھی ہو اور اس حکم کو اسکے لوگ مان بھی لین) تو بلاشبہہ وہ قول دین مین حجت ہوگا اور نور علے نور (کا مصداق ہوگا) اللہ اپنے نور کی طرف جسکو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے۔ اور حاکم نے حضرت عمرؓ کا وہ خطبہ جو انھون نے مقام جابیہ مین پڑھا تھا بہت سندون سے روایت کیا ہے۔ ازانجملہ بسند عبداللہ بن دینار حضرت ابن عمر سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت عمر نے مقام جابیہ مین خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ مین (آج) تم مین اسیطرح (خطبہ پڑھنے) کھڑا ہوا ہون جسطرح رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان مین کھڑے ہوا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اے لوگو مین تمھین اپنے اصحاب (کے بزرگداشت) کی وصیت کرتا ہون پھر ان لوگون کی جو بعد اُنکے ہون پھر ان لوگون کی جو بعد اُنکے ہون اسکے بعد جھوٹ کا اسقدر رواج ہوگا کہ آدمی بغیر اسکے کہ اس سے حلف لیجائے حلف کریگا اور بغیر اسکے کہ اُس سے گواہی طلب کیجائے گواہی دیگا۔ پس جو شخص تم مین سے جنت کی خواہش رکھتا ہو اُسے چاہیئے جماعت کے ساتھ رہے کیونکہ شیطان تنہا آدمی پر قابو پاتا ہے اور دو سے دور رہتا ہے آگاہ رہو جبکوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی مین بیٹھتا ہے تو تیسرا شخص وہان شیطان ہوتا ہے اسکو آپنے تین بار فرمایا اور (فرمایا) کہ تم جماعت کو اپنے اوپر لازم سمجھو کیونکہ شیطان ایک کے ساتھ ہوتا ہے اور دو سے بہت بھاگتا ہے سنو جس شخص کو نیک کام کرنے سے خوشی ہو

بالمعنے السکینۃ تنطق علی لسان عمر من طرق علی و ابی ذر و ابن عمر و غیرھم و احادیث متواترہ بالمعنے در موافقات عمر فاروق با وحی الٰہی و ازادل دلائل یعنی مشورت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در مصالح جہاد و اوضاع شریعت با شیخین و قبول مشاورت ایشان و حدیث متواتر بالمعنے علیکم بالسواد الاعظم با کثرت طرق خویش کہ امام شافعی آنرا در اثبات اجماع روایت کردہ و علما در فقہ این احادیث مختلف اند جمعے بر وجوب طاعت خلیفہ اذا لم یکن فی معصیۃ حمل نمودہ اند و طائفہ بر وجوب قبول با اجماع و فقیر میگوید عفی عنہ مراد آنست کہ قول خلیفہ حجت ست چون ممکن شود در مسلمین پس معنی طاعت خلیفہ و قول با اجماع ہردو مجموع ست **تفصیل** این اجمال آنکہ خدای تعالی در نفوس این عزیزان ملکہ نہادہ ست بعد ازان تائید از نزدیک خویش دادہ است کہ بسبب آن در فہم حکم و احکام و مصالح سیاست ملک غالبا اصابت کنند و ہمچنان در حق این امت فضلے خواست کہ مجتمع نشوند بر باطل و تائیدی درین باب نازل کردہ پس چون ہر دو فضیلت جمع شوند آن رای حجت باشد در دین نور علے نور یہدی اللہ لنورہ من یشاء اخرج الحاکم حدیث عمر فی خطبتہ بالجابیۃ من طرق منہا طریق عبد اللہ بن دینار عن ابن عمر قال خطبنا عمر بالجابیۃ فقال انی قمت فیکم کمقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فینا فقال اوصیکم باصحابی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ثم یفشو الکذب حتی یحلف الرجل ولا یستحلف ویشہد الرجل ولا یستشہد فمن اراد منکم بحبحۃ الجنۃ فلیلزم الجماعۃ فان الشیطان مع الواحد وہو من الاثنین ابعد الا لا یخلون رجل بامرأۃ الا کان ثالثہما الشیطان

قالہا ثلثا وعلیکم بالجماعۃ فان الشیطان مع الواحد وہو من الاثنین ابعد الا ومن سرتہ حسنتہ

سيئته فهو مؤمن ومنها طريق عامر بن سعد بن ابي وقاص عن ابيه قال وقف عمر بن الخطاب بالجابية فقال رحم الله رجلا سمع مقالتي

فوعاها اني رأيت رسول الله صلى الله عليه
وسلم وقف فينا كمقامي فيكم ثم قال احفظوني
في اصحابي ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم
ثم يكثر الهرج ويظهر الكذب ويشهد الرجل
ولا يستشهد ويحلف ولا يستحلف من احب
منكم بحبوحة الجنة فعليه بالجماعة فان
الشيطان مع الواحد وهو من الاثنين ابعد
لا يخلون رجل بامرأة فان الشيطان ثالثهما
من سرته حسنته وساءته سيئته فهو مؤمن
واخرج البيهقي من طريق الشافعي عن ابن عيينة
عن عبد الله بن ابي لبيد عن ابن سليمان بن
يسار عن ابيه ان عمر بن الخطاب قام بالجابية
للناس خطيبا فقال ان رسول الله صلى الله
عليه وسلم قام فينا كمقامي فيكم فقال اكرموا
اصحابي ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم
ثم يظهر الكذب حتى ان الرجل ليحلف ولا
يستحلف ويشهد ولا يستشهد الا فمن سره
بحبوحة الجنة فيلزم الجماعة فان الشيطان
مع الفذ وهو من الاثنين ابعد ولا يخلون
رجل بامرأة فان الشيطان ثالثهما ومن
سرته حسنته وساءته سيئته فهو مؤمن
قال الشافعي في اثناء كلام فلم يكن للزوم
جماعتهم معنى الا ما عليه جماعتهم من التحليل
والتحريم والطاعة فيهما ومن قال بما تقول
جماعة المسلمين فقد لزم جماعتهم وانما تكون
الغفلة في الفرقة فاما الجماعة فلا يمكن فيها
كافة غفلة عن معنى كتاب الله ولا سنة
ولا قياس ان شاء الله واخرج الحاكم
من حديث معتمر بن سليمان عن رجل عن عبد الله
بن دينار عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم لا يجمع الله هذه الامة على الضلالة ابدا وقال يد الله على الجماعة فاتبعوا السواد الاعظم فانه من شذ شذ في النار واختلف الرواة على معتمر بن
سليمان في تسمية الرجل الواقع بينه وبين عبد الله بن دينار بين الحاكم كل ذلك واخرج الحاكم من حديث عبد الله بن طاؤس

اور بُرا کام کرنے سے رنج ہوتا ہو وہ مومن ہے۔ اور ازانجملہ بسند عامر بن سعد بن ابی وقاص انکے والد سے روایت ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت عمر بن خطاب بمقام جابیہ میں (خطبہ پڑھنے) کھڑے ہوئے اور انھون نے کہا اللہ اُس شخص پر رحم کرے جو میری بات سنے اور اُسکو یاد رکھے مینے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ (ایک روز) ہم لوگون کے درمیان مین کھڑے ہو بعد اسکے آپنے فرمایا کہ میرے (حق کی) حفاظت میرے صحابہ کے بارے مین کرو انکے بعد وہ لوگ ہین جو اُنکے پیچھے ہین اُنکے بعد وہ لوگ ہین جو اُنکے پیچھے ہین پھر فتنہ بہت ہو جائیگا اور جھوٹ کا رواج ہو جائیگا آدمی بغیر اسکے کہ اسسے گواہی مانگی جائے گواہی دیگا اور بغیر اسکے کہ اُس سے حلف لیا جائے حلف کریگا پس جو شخص تم مین سے جنت کی آرزو رکھتا ہو وہ جماعت کے ساتھ رہنا لازم سمجھے کیونکہ شیطان ایک شخص پر قابو پاتا ہے اور دو سے بہت دور رہتا ہے سنو کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی مین نہ بیٹھے ورنہ تیسرا شخص وہان شیطان ہوگا سنو جس شخص کو نیک کام کرنے سے خوشی اور برا کام کرنے سے رنج ہوتا ہو وہ مومن ہے۔ اور بیہقی نے بسند امام شافعی ابن عیینہ سے انھون نے عبد اللہ بن ابی لبید سے انھون نے ابن سلیمان بن یسار سے انھون نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب مقام جابیہ مین خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم بھی ہم لوگون کے درمیان مین (ایک روز) اسطرح (خطبہ پڑھنے) کھڑے ہوئے تھے جسطرح مین تمھارے درمیان مین کھڑا ہوا ہون اور آپنے فرمایا تھا کہ میرے صحابہ کی تعظیم کرو پھر اُن لوگون کی جو صحابہ کے بعد ہون پھر اُن لوگون کی جو انکے بعد ہون اسکے بعد جھوٹ کا اس قدر رواج ہو جائیگا کہ آدمی بغیر اسکے کہ اس سے حلف لیا جائے حلف کریگا اور بغیر اسکے کہ اس سے گواہی لیجائے گواہی دیگا پس جسکو جنت کی خواہش ہو وہ جماعت کو لازم سمجھے کیونکہ شیطان تنہا آدمی کے اوپر قابو پاتا ہے اور دو سے دور رہتا ہے اور (یاد رکھو) جو کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی مین بیٹھے گا وہان تیسرا شخص شیطان ہوگا (سنو) جس شخص کو نیک کام کرنے سے خوشی اور برے کام کرنے سے رنج ہوتا ہو وہ مومن ہے۔ امام شافعی نے اپنے اثنای کلام مین یہ بھی بیان کیا ہے کہ جماعت کو لازم سمجھنے کا کوئی مطلب سوا اسکے نہین ہو سکتا کہ جس طریقہ پر جماعت کے لوگ ہون اور حلال و حرام کے متعلق جو اُنکا مذہب ہو (اس مذہب کی پیروی کیجائے) جو شخص اس قول کا قائل ہو جو جماعت اہل اسلام کا قول ہو وہ شخص جماعت اہل اسلام کے ساتھ ہے۔ (خدا اور رسول کے احکام سے) غفلت کا اندیشہ تنہائی کی حالت مین ہوتا ہے مگر تمام سب کو انشاء اللہ قرآن و حدیث سے غفلت ناممکن ہے۔ اور حاکم نے بسند معتمر بن سلیمان ایک شخص سے اُسنے عبد اللہ بن دینار سے انھون نے حضرت ابن عمر سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اس امت کو گمراہی پر کبھی متفق نہ کریگا اور فرمایا کہ جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے لہذا بڑی جماعت کی پیروی کرو جو شخص جماعت سے نکل جائیگا وہ دوزخ مین جائیگا معتمر بن سلیمان کے شاگردون نے اس راوی کے نام مین جو معتمر بن سلیمان کے اور عبد اللہ بن دینار کے درمیان ہین بہت اختلاف کیا ہے حاکم نے ان تمام اختلافات کو ذکر کیا ہے۔ اور حاکم نے بروایت عبد اللہ بن طاؤس

انکے والد سے اُنھون نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ میری امت کو یا (فرمایا کہ) اس امت کو گمراہی پر کبھی متفق نکریگا اور اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے اور حاکم نے حضرت انسؓ سے انھون نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک طویل حدیث روایت کی ہے جسمین یہ مضمون بھی ہے کہ آپنے خدا سے دعا کی کہ میری امت گمراہی پر کبھی متفق نہو چنانچہ یہ دعا قبول ہوگئی اور حاکم نے حضرت ابوذر سے روایت کی ہے کہ اُنھون نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص جماعت سے ایک بالشت بھر بھی علیحدہ ہوا اُسنے اسلام کا رشتہ اپنی گردن سے نکالدیا اور حاکم نے بروایت نافع عبد اللہ بن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جماعت سے ایک بالشت برابر بھی جدا ہوا اُسنے اسلام کا رشتہ اپنی گردن سے نکالڈالا یہانتک کہ وہ پھر جماعت کی طرف رجوع کرے اور فرمایا کہ جو شخص اس حال مین مرجائے کہ وہ امام جماعت کی ماتحتی مین نہو تو وہ جاہلیت کی موت مریگا اور حاکم نے بروایت حارث اشعری ایک طویل حدیث روایت کی ہے جسکے آخر مین یہ مضمون ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین تمھین پانچ باتون کا حکم دیتا ہون جنکے ساتھ اللہ نے مجھے مامور فرمایا ہے جماعت کا اتباع لازم سمجھو اور (خلیفہ کا حکم) سنو اور اطاعت کرو اور (دار الحرب سے) ہجرت کرو اور اللہ کی راہ مین جہاد کرو پس جو شخص جماعت سے ایک بالشت کے برابر جدا ہوا اسنے اسلام کا حلقہ اپنی گردن سے نکالدیا مگر یہ کہ وہ پھر (جماعت کی طرف) رجوع کرے اور حاکم نے حضرت معاویہ سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جماعت سے ایک بالشت برابر بھی علیحدہ ہوا وہ دوزخ مین جائیگا اور حاکم نے حضرت ابن عمر سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے مین نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص اپنی جماعت سے الگ ہوا یا ہجرت کے بعد پھر اعرابی بنگیا تو (خدا کے سامنے) اسکا کوئی عذر نہ قبول ہوگا۔ اور حاکم نے بروایت حذیفہ ربعی بن حراش سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے مین حذیفہ بن یمان کے پاس گیا اُس زمانہ مین جبکہ لوگ حضرت عثمان پر خروج کر رہے تھے تو حضرت حذیفہ نے کہا مین نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے جو شخص جماعت سے ایک بالشت برابر بھی علیحدہ ہوا اور (اپنے سردار کو) اُسنے ذلیل کیا وہ خدا سے اس حال مین ملیگا کہ کوئی حجت اسکے پاس نہوگی اور حاکم نے فضالہ بن عبیدؓ سے انھون نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپنے فرمایا تین آدمی ایسے ہین کہ انسے کچھ پوچھا نہ جائیگا (اور دوزخ مین بھیجدیے جائینگے) ایک وہ شخص جو جماعت سے علیحدہ ہوا اور اپنے حاکم کی نافرمانی کرے اور نافرمانی کی حالت مین مرجائے دوسرے وہ غلام جو اپنے آقا سے بھاگا ہوا ہو اور (اسی حال مین) مرجائے تیسری وہ عورت جسکا شوہر باہر گیا ہوا ہو اور وہ اس عورت کے تمام دنیاوی مصارف کا سامان کرگیا ہو پھر وہ عورت بعد اسکے چلے جانے کے گھر سے باہر نکل جائے لہذا ان لوگون سے کچھ سوال نہوگا اور حاکم نے حضرت ابوہریرہ سے

عن ابیہ عن ابن عباس ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال لا یجمع اللہ امتی او قال ھذہ الامۃ علی الضلالۃ ابداً وید اللہ علی الجماعۃ واخرج الحاکم عن انس عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم فی حدیث طویل وسأل ربہ ان لا یجتمعوا علی ضلالۃ فاعطی ذلک واخرج الحاکم عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من فارق الجماعۃ قید شبر فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ واخرج الحاکم من حدیث نافع عن عبد اللہ بن عمر ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال من خرج من الجماعۃ قید شبر فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ حتی یراجعہ وقال من مات ولیس علیہ امام جماعۃ فان موتتہ میتۃ جاھلیۃ واخرج الحاکم من حدیث الحارث الاشعری حدیثاً طویلاً فی اخرہ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آمرکم بخمس کلمات امرنی اللہ بھن الجماعۃ والسمع والطاعۃ والھجرۃ والجھاد فی سبیل اللہ فمن خرج من الجماعۃ قید شبر فقد خلع ربقۃ الاسلام من راسہ الا ان یرجع واخرج الحاکم عن معاویۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من فارق الجماعۃ شبراً دخل النار واخرج الحاکم عن ابن عمر قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول من فارق امتہ او عاد اعرابیاً بعد ھجرتہ فلا حجۃ لہ واخرج الحاکم من حدیث حذیفۃ عن ربعی بن حراش قال اتیت حذیفۃ بن الیمان لیالی سار الناس الی عثمان فقال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول من فارق الجماعۃ واستذل الامارۃ لقی اللہ ولا حجۃ لہ واخرج الحاکم عن فضالۃ بن عبید عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انہ قال ثلثۃ لا یسأل عنھم رجل فارق الجماعۃ وعصی امامہ فمات عاصیاً وامۃ وعبد ابق من سیدہ فمات وامرأۃ غاب عنھا زوجھا وقد کفاھا مؤنۃ الدنیا فتبرجت بعدہ فلا یسأل عنھم واخرج الحاکم عن ابی ھریرۃ

قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الصلوٰۃ المکتوبۃ الی الصلوٰۃ المکتوبۃ التی بعدھا کفارۃ لما بینھما والجمعۃ الی الجمعۃ وشہر رمضان الی شہر رمضان
کفارۃ لما بینہما ثم قال بعد ذلک الا من ثلث
کانہ لا اشراک باللہ ونکث الصفقۃ وترک
السنۃ قلنا یا رسول اللہ اما الاشراک
باللہ فقد عرفناہ فما نکث الصفقۃ و
ترک السنۃ قال اما نکث الصفقۃ ان تبایع
رجلا بیمینک ثم تخالف الیہ فتقاتلہ
بسیفک واما ترک السنۃ فالخروج من
الجماعۃ واخرج الحاکم فی حدیث حذیفۃ
الطویل حین ذکر قوما یہدون بغیر ھدیہ
وقوما یدعون الی ابواب جہنم قلت
فما تامرنی ان ادرکت ذلک قال تلزم
جماعۃ المسلمین وامامھم قلت فان لم یکن
لھم امام ولا جماعۃ قال فاعتزل تلک
الفرق کلھا واخرج الشیخان من حدیث
عمر بطرق مختلفۃ انتم شہداء اللہ فی الارض
واخرج الحاکم من حدیث ابی زہیر الثقفی
قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یقول یوشک ان تعرفوا اھل الجنۃ
من اھل النار او قال خیارکم من شرارکم
قیل یا رسول اللہ بما ذا قال بالثناء الحسن
والثناء السیٔ وانتم شہداء بعضکم
علی بعض واخرج مسلم من حدیث
ثوبان والمغیرۃ وجابر بن سمرۃ وجابر بن
عبد اللہ ومعٰویۃ بن ابی سفیان الفاظھم
متقاربۃ لا تزال طائفۃ من امتی قائمۃ
بامر اللہ لا یضرھم من خذلھم او خالفھم
حتی یاتی امر اللہ وھم ظاھرون علی الناس
محتمل ست کہ حدیث لا یجتمع امتی علی الضلالۃ
بر موافقت این حدیث محمول باشد بر آنکہ طائفہ
برحق باشد آخذ بسنت و قائم بواجبات ملت

روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ہر فرض نماز دوسری فرض نماز کے وقت تک کے گناہوں کا کفارہ ہے اور ایک نماز جمعہ دوسری نماز جمعہ تک کے گناہوں کا کفارہ ہے اور ایک ماہ رمضان دوسرے ماہ رمضان تک کے گناہوں کا کفارہ ہے اسکے بعد آپنے فرمایا مگر تین باتوں کا کچھ کفارہ نہیں ایک تو اللہ کے ساتھ شرک کرنا دوسرے بیعت کو توڑنا تیسرے سنت کو ترک کرنا ہم لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ شرک باللہ کو تو ہم جانتے ہیں مگر بیعت توڑنا اور سنت کو ترک کرنا (ہم نہیں جانتے آپ بتا دیجیے کہ) کیا چیز ہے حضرت نے فرمایا بیعت توڑنے کا مطلب یہ ہے کہ تم کسی شخص سے بیعت کرو پھر اسکی مخالفت کرو اور اس سے تلوار لیکر قتال کرو اور سنت کے ترک کرنے کا یہ مطلب ہے کہ جماعت سے علیحدہ ہو جاؤ۔ اور حاکم نے حضرت حذیفہ کی طویل حدیث میں روایت کیا ہے کہ حضرت نے کچھ لوگوں کا ذکر کیا جو آپکے روش کے خلاف روش پر چلینگے اور کچھ لوگ ایسے ہونگے جو جہنم کیطرف لوگوں کو بلائینگے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر میں اس زمانہ کو پاؤں تو آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں حضرت نے فرمایا مسلمانوں کی جماعت اور انکے امام کو لازم پکڑنا میں نے عرض کیا اگر مسلمانوں کا کوئی امام اور انکی کوئی جماعت نہ ہو حضرت نے فرمایا تو تم تمام فرقوں سے علیحدہ رہنا۔ اور شیخین نے بروایت حضرت عمر باسانید متعددہ روایت کیا ہے کہ حضرت نے (صحابہ کرام سے) فرمایا تم لوگ زمین میں اللہ کے گواہ ہو۔ اور حاکم نے بروایت ابو زہیر ثقفی نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے عنقریب تم لوگ اہل جنت اور اہل دوزخ کو پہچان لوگے یا فرمایا کہ اچھے بُروں کو پہچان لوگے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ کیونکر آپنے فرمایا تعریف و مذمت سے (جسکی پیٹھ پیچھے مسلمان تعریف کریں وہ اچھا جسکی مذمت کریں وہ بُرا) تم لوگ باہم ایک دوسرے پر گواہ ہو۔ اور مسلم نے بروایت حضرت ثوبان و مغیرہ و جابر بن سمرہ و جابر بن عبد اللہ و معاویہ بن ابی سفیان نقل کیا ہے الفاظ سب کے قریب قریب ہیں کہ (حضرت نے فرمایا) میری امت میں سے ایک گروہ ہمیشہ اللہ کے حکم کے ساتھ قائم رہیگا جو شخص انکی رفاقت چھوڑ دیگا یا (فرمایا کہ) انکی مخالفت کریگا وہ انکو کچھ نقصان نہ پہونچا سکے گا یہانتک کہ اللہ کا حکم (یعنی قیامت) آجائے اور وہ سب لوگوں پر غالب رہینگے۔ ممکن ہے کہ جس حدیث میں امت کا گمراہی پر متفق نہ ہونا بیان کیا گیا ہے اسکا مطلب موافق اس حدیث کے یہ لیا جائے کہ امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر رہے گا سنت پر عمل کریگا اور واجبات ملت کو قائم رکھیگا۔ اجماع کی حجیت کا مفہوم نہ نکالا جائے گو پہلے ہی معنی زیادہ مشہور ہیں اور اسی پر جمہور فقہا نے (اس حدیث کو) محمول کیا ہے۔ ان احادیث کثیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مفارقت جماعت کی ممانعت ہے اور سواد اعظم کی پیروی کا حکم (جن جن الفاظ میں ہے) اُن الفاظ میں جب ہم غور کرتے ہیں تو دو علتیں انسے ظاہر ہوتی ہیں اور دو مصلحتیں ان کے اشارات سے مفہوم ہوتی ہیں

نہ بمعنی حجیت اجماع لکن المعنی الاول ھو المشہور الذی حمل علیہ جماھیر الفقہاء واللہ اعلم و ازین طرق کثیرہ معلوم می شود کہ احادیث نہی از مفارقت جماعت و امر باتباع سواد اعظم چون در الفاظ آن تامل کنیم ہر دو علت از بیان آنہا می تراود و ہر دو مصلحت از اشارات آن مفہوم می شود

ایک اقامت خلافت جسمین بقدر فوائد ہین دوسرے شریعت کا باہمی اختلاف سے محفوظ رکھنا یس بات سمجھ مین آتی ہی کہ صریح حکم تو اُسی مقام کے لیے ہی جہان خلیفۂ راشد کوئی حکم دے بعد مشورۂ اہل علم کے خواہ سب سے مشورہ لے یا بعض سے اور وہ حکم مسلمانون مین نافذ ہو جائے - باقی رہے جمہور فقہاء کے اجماعی مسائل جبکہ صولت خلافت انکے ساتھ نہو اسیطرح خلیفہ کا حکم کسی ایسے مسئلہ مین جو اجتہادی ہو انکا اتباع بھی واجب ہی اور اُسی اصل منصوص کے ساتھ اسکا بھی الحاق کیا گیا ہی کیونکہ یہان دو علتون مین سے ایک علت پائی جاتی ہی یہ قصہ اسی کے مشابہ ہی کہ امام شافعی نے آیہ {وَاِذَا ضَرَبْتُمْ الآیۃ (ترجمہ) جب تم سفر کرو زمین مین تو نہین ہی تمپر کچھ گناہ کہ کم کرو نماز سے اگر خوف کرو تم کہ فتنہ مین ڈالینگے تمکو کافر} مین کہا ہی کہ منطوق آیت سے تو صرف اس صورت مین قصر کی اجازت نکلتی ہی جسمین سفر اور خوف دونون ہون مگر احادیث و اجماع امت نے اسکے ساتھ ہر سفر مین گو بغیر خوف کے ہو قصر کرنے کو الحاق کر دیا ہی اصل اس مسئلہ مین یہ ہی کہ سفر اور خوف دونون مین سے ہر ایک سبب تخفیف بن سکتا ہی (لہذا جہان صرف سفر پایا جائے خوف نہو وہان بھی قصر ہونا چاہیے) اسیطرح خلفای راشدین کے احکام مین انکی رای کے صائب ہونیکا علم ان دو مصلحتون (یعنی اقامت خلافت و حفاظت شریعت) کے ساتھ جمع ہوا اور یہ علم نہایت مضبوط ہو گیا اگر جس مقام مین صرف ایک ہی مصلحت پائی جائے وہان بھی صائب الرای ہونے کا علم حاصل ہو جائیگا اور اتباع ضروری ہوگا) صائب الرای ہونے کے خیال مین حضرت عبداللہ بن مسعود حدیث و قرات مین اور حضرت ابی بن کعب قرات مین اور حضرت علی مرتضے قضا مین اور حضرت زید بن ثابت فرائض مین خلفای راشدین کے ہمپلہ ہین اسلیے کہ ان امور کے متعلق انکی عمدہ تعریف زبان غیب ترجمان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے گذر چکی ہی مگر باعتبار دوسری دو مصلحتون کے (جنکا ذکر ابھی ہوا خلفای راشدین سے) پیچھے ہین اور فقہاے بلاد (اسلامیہ) کا جن امور پر اتفاق ہو جائے بغیر حکم خلیفہ کے انہین بھی صائب الرای ہونے کا خیال ہی باعتبار اس مصلحت کے جو امام شافعی نے بیان کی ہی اور فرمایا ہی کہ غفلت تو تنہائی مین ممکن ہی مگر ایک پوری جماعت سے قرآن و حدیث و قیاس کے معنی سے غفلت ہو جانا ناممکن ہی (اسی وجہ سے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا ہی کہ جو فیصلہ اگلے نیک لوگ کر گئے ہین اسی کے موافق فیصلہ کرو اور یہ بھی یقین کے ساتھ معلوم ہی کہ اگر اجتہادی مسئلہ مین خلیفہ کے حکم کو نہ مانین اور ہر شخص اپنی رای پر عمل کرے تو حکم خلافت کا مضبوط نہوگا اور اقامت خلافت کی مصلحت فوت ہو جائیگی انہین مراتب کے لحاظ سے امام شافعی نے فرمایا کہ اگر ہم تقلید کرین تو ائمہ یعنی ابوبکر و عمر و عثمان کا قول ہمین زیادہ محبوب ہے اور مذہب قدیم مین انھون نے حضرت علی کے قول کو بھی خلفای ثلاثہ کے ساتھ شامل کیا تھا - مذہب جدید مین حضرت مرتضے کے قول مین تردد کی وجہ یہ ہوئی کہ انکے قول کو تمکین نہین ملی اور امت انکے قول پر متفق نہین ہوئی اور واجب الاتباع ہونیکے لیے یہ بھی ایک ضروری چیز ہی -

سیم آنکه اقامت خلافت کہ منبع چندین فوائد ست و دیگر حفاظت از اختلاف اہل آن پس تبادر بفہم آنست کہ صریح حکم در ان محل ست کہ خلیفۂ راشد حکمی فرماید بعد مشاورت اہل علم کل ایشان یا جمہور ایشان وآن حکم ممکن شود در مسلمین اما اتفاقیات جمہور فقہا چون صولت خلافت باآن یار نباشد و ہمچنین مذہب خلیفہ چون در مسئلہ مجتہد فیہ قضا کند واجب الاتباع ست ملحق باآن اصل منصوص از جہت مشارکت در احدی شطری العلۃ و این قصہ بہمان میماند کہ امام شافعی در آیت وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ یَّفْتِنَکُمُ الخ گفتہ است کہ منطوق آیت اباحت قصر ست در صورت اجتماع سفر و خوف ہر دو و سنت و اجماع امت ملحق کردہ است باو قصر فی السفر من غیر خوف و سر درین مسئلہ آنست کہ سفر و خوف ہر یکے از انہا مناسب تخفیف ست و در احکام خلفای راشدین ظن اصابت رای ایشان با این دو مصلحت جمع شدہ الفرتا گردیدست غایۃ الوکادۃ در ظن اصابت عبداللہ بن مسعود در سنت و قراءۃ و ابی بن کعب در قرات و علی مرتضے در قضا و زید بن ثابت در فرائض با خلفا ہمعنان اند از جہت ثنای جمیل ایشان کہ بر زبان غیب ترجمان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم گذشتہ و باعتبار دو مصلحت دیگر متخلف اند و اتفاقیات فقہای امصار بے حکم خلیفہ باعتبار مصلحت کہ امام شافعی بآن اشارہ کردہ حیث قال انما الغفلۃ فی الفرقۃ فاما الجماعۃ فلا یمکن فیہا کافۃ غفلۃ عن معنی کتاب ولا سنۃ ولا قیاس ملحقہ اصابت ست قال عمر رضی اللہ عنہ فاقض بما قضی بہ الصالحون و این نیز معلوم بالقطع است کہ اگر در مسئلہ مجتہد فیہ حکم خلیفہ را قبول نکنند و ہر یکے برای خود رود حکم خلافت مضبوط نگردد و مصلحت اقامت خلافت متحقق نشود و بملاحظۂ ہمین مراتب امام شافعی گفتہ واذا رجعنا الی التقلید فقول الائمۃ ابی بکر و عمر و عثمان قال فی القدیم و علی احب الینا و توقف در قول مرتضے بمذہب جدید از جہت عدم تمکین ست و عدم اجماع امت بر قول او کہ یکے از اوصاف موثرہ است

خلفا کا اپنے اپنے وقت مین تمام امت سے افضل ہونا بھی بدلائل قطعیہ ثابت ہی) چنانچہ حضرت ابن عمر کی حدیث ہی کہ ہم جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین اسکا چرچہ کرتے تھے کہ سب سے بہتر کون ہی تو کہتے تھے کہ اس امت مین سب سے بہتر ابوبکر ہین پھر عمر پھر عثمان اور حضرت مرتضے کی حدیث ہی کہ شیخین پیران اہل جنت کے سردار ہین اور وزن کی حدیث اور حضرت ابوبکر کے وزنی ہونے کی جو بروایت ابو بکرہ ثقفی و عرفجہ وغیرہ ثابت ہی اور عمر فاروق نے ابوبکر صدیق کی افضلیت کو بیان کیا ہی جو انسے بتواتر منقول ہی اور حضرت صدیق نے فرمایا کہ مین خدا کو یہ جواب دونگا کہ یا اللہ مین نے اس شخص کو خلیفہ بنایا جو سب سے بہتر تھا (یعنی عمر کو) اور حضرت عبد الرحمن بن عوف نے بوقت عقد خلافت حضرت ذو النورین فرمایا تھا کہ جس شخص کو انتخاب خلیفہ کا اختیار دیا جائے اسکو اللہ کی قسم ہی کہ وہ اپنی طرف سے افضل کے انتخاب کرنے مین کوتاہی نکرے - اور حضرت مرتضے نے کوفہ مین برسر منبر فرمایا کہ اس امت مین سب سے بہتر ابوبکر ہین انکے بعد عمر - سفیان ثوری نے انھین اجماعیات کے لحاظ سے کہا ہی کہ جسنے گمان کیا کہ علی شیخین سے زیادہ مستحق خلافت تھے اُسنے ابوبکر و عمر اور تمام مہاجرین و انصار کو خطا پر سمجھا اور مین نہین سمجھتا کہ ان سب کو خطا پر سمجھنے کے بعد اسکا کوئی نیک کام آسمان تک جاسکے اور امام شافعی نے فرمایا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگ مجبور ہو کر حضرت ابوبکر کے پاس گئے تو انھون نے آسمان کے نیچے ابوبکر سے بہتر کسی کو نپایا لہذا انکو اپنی گردنون کا مالک بنالیا اور بہت سے صحابہ و تابعین نے کہا ہی کہ صدیق اکبر نے قتال مرتدین مین وہ کام کیا جو انبیا کے کرنے کا تھا -

خلفا کی خلافت کا اثبات بہت طریقون سے ہو سکتا ہی - از انجملہ حضرت صدیق اکبر کی خلافت پر صحابہ کا اجماع کرنا اس مسلک کو حضرت عبد اللہ بن مسعود نے اختیار کیا ہی چنانچہ حضرت عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا کہ مسلمان جس کام کو اچھا سمجھین وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہی اور مسلمان جس کام کو برا سمجھین وہ اللہ کے نزدیک بھی برا ہی اور تمام صحابہ نے اسی کو اچھا سمجھا کہ ابوبکر کو خلیفہ بنائین - اور از انجملہ حضرت صدیق اکبر کا فاروق اعظم کو خلیفہ بنانا حضرت عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا کہ سب سے زیادہ کامل الفراست تین آدمی تھے ایک ابوبکر کہ انھون نے حضرت عمر کو خلیفہ بنایا اور مسلمانون کا حضرت عمر فاروق کی خلافت پر متفق ہو جانا اسطرح کہ کسی کو اسمین کوئی اعتراض نہ رہا اسقدر ظاہر ہی کہ بیان کرنے کی حاجت نہین پس اجماع کی صورت یہان بھی پائی گئی لیکن بعد خلیفہ بنجانے اور تسلط حاصل ہو جانے کے - اسیطرح حضرت ذو النورین کے اوپر لوگون کا متفق ہونا وہ بھی مشہور ہی - **متاخرین اشاعرہ** نے (خلافت خلفا کے ثبوت مین) اسی مسلک کو اختیار کیا ہی اور انھون نے اسی مسلک پر قناعت کی ہی - **از انجملہ** (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے) زمانۂ مرض مین حضرت صدیق اکبر کو امامت نماز تفویض کرنا - اس دلیل کو صحابہ نے عین وقت استخلاف مین پیش کیا اور مہاجرین و انصار کی جماعت نے اس دلیل کا

خلفا در وقت خلافت خویش افضل است بوده است از حدیث ابن عمر کنا نخیر فی زمان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فنقول ابوبکر خیر ھذہ الامۃ ثم عمر ثم عثمان و حدیث مرتضے ھذان سیدا کہول اہل الجنۃ و حدیث وزن و ظہور رجحان ابوبکر بروایت ابوبکرہ ثقفی و عرفجہ وغیر ایشان و عمر فاروق افضلیت ابوبکر صدیق را بیان کرد و آن متواتر است از وے و صدیق گفت اللہم استخلفت علیہم خیر خلقک و عبد الرحمن بن عوف در وقت عقد خلافت برائے ذی النورین گفت و اللہ علیہ ان لا یالو عن افضلہم فی نفسہ و مرتضی بر سر منبر کوفہ فرمود خیر ھذہ الامۃ ابوبکر ثم عمر سفیان ثوری بملاحظہ ہمین اجماعیات گفتہ است من زعم ان علیا کان احق بالولایۃ منہما فقد خطأ ابابکر و عمر و المہاجرین و الانصار وما اراہ یرتفع مع ھذا لہ عمل الی السماء و شافعی گفتہ اضطر الناس بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الی ابی بکر فلم یجدوا تحت ادیم السماء خیرا من ابی بکر فولوہ رقابہم و جمعی از صحابہ و تابعین گفتہ اند کہ صدیق اکبر در قتال مرتدین بمنزلۂ قائم شد کہ کار انبیا بود و اما اثبات خلافت خلفا پس طرق بسیار دارد از انجملہ اجماع صحابہ بر خلافت صدیق اکبر و این مسلک را عبد اللہ بن مسعود اختیار نمودہ است قال عبد اللہ ما رای المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن وما راوہ سیئا فہو عند اللہ سیئ وقد رای الصحابۃ جمیعا ان یستخلفوا ابابکر و استخلاف صدیق اکبر در خلافت فاروق اعظم قال عبد اللہ بن مسعود افرس الناس ثلثۃ ابوبکر حین استخلف عمر الحدیث و اتفاق ناس بخلافت عمر فاروق بوجہے کہ ہیچکس را دران اشکالے نماند اظہر است از انکہ احتیاج بیان داشتہ باشد پس معنی اجماع اینجا ہم متحقق شد لیکن بعد از استخلاف و تسلط ہم چنین قصۂ اتفاق بر ذی النورین معلوم و مشہور است متاخرین اشاعرہ ہمین مسلک را اختیار نمودند و بر ہمان مسلک اکتفا کردہ و از انجملہ تفویض امامت صلوٰۃ بصدیق اکبر در ایام مرض در عین وقت استخلاف برین دلیل اعتماد نمودند جماعۂ مہاجرین و انصار

ازعان آن کردند اصل قصۂ امامت صدیق از متواترات ست و استدلال بامامت بر خلافت مستفیض از اکابر فقہای صحابہ مثل عمر فاروق و علی مرتضی و ابن مسعود رضی اللہ عنہم و قصۂ ذکر امامت

در وقت انعقاد خلافت صدیق اکبر و اذعان مخالفت
و باز ماندن انصار بسبب ہمین حدیث صحیح ثابت شد
از حدیث ابو بکر صدیق و عمر فاروق و عبد اللہ بن
مسعود و وجہ استدلال اما اجمالا پس از انجہت
کہ اکابر صحابہ بآن استدلال فرمودند و جمیع امت
آن استدلال را تلقی بقبول نمودند و بسبب الزام
مخالف ہمان دلیل آمد پس اجماع بر صحت استدلال
منعقد گشت اما تفصیلا پس باید دانست کہ
اقامت شخصے شخص آخر را بر مقام خود گاہی بقول
میباشد و گاہے بفعل و میباید کہ فعل مفہم باشد
و افہام در ہر طبقہ و در ہر زمان مختلف میباشد
محترف خلیفہ خود را بر دکان می نشاند و مدرس
در حلقۂ درس و پادشاہان عجم بر تخت می نشانند
چون در اسلام اشد طاعات صلوٰۃ آمد
و ہمیشہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم امامت میفرمودند
تفویض امامت صلوٰۃ بصدیق اکبر دلیل جلی
بر استخلاف او آمد و از انجملہ حدیث عائشہ
و عبد الرحمن لقد ہممت ان ادعو ابا بکر
فاعہد الیہ و از انجملہ خطبۂ آخرہ کہ قبل از وفات
بہ پنج شب بودہ ست رواہا جماعۃ من الصحابۃ
منہم ابن مسعود و ابو سعید و جندب بن
عبد اللہ و ابو ہریرۃ وغیرہم و ابو عمر صاحب استیعاب
این طریقہ اختیار نمودہ ست و بران اعتماد کردہ
و از انجملہ رؤیا ہای بسیار کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم دیدہ اند یا صحابہ بحضور آنحضرت عرض کردہ اند
و تعبیر جملۂ آنہا خلافت خلفا بودہ ست گوئی آنہا تفسیر
آیۂ استخلاف و آیۂ تمکین فی الارض ہستند رؤیای قلیب
رواہا ابو ہریرۃ و ابن عمر و دیگر رؤیای وزن در حدیث
ابو بکرۃ ثقفی شخصے دیدہ ست و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
تعبیر فرمودند بخلافت و فرمود جماعت روایت کردند کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم خود دیدہ و نیز محتمل ست کہ ہر دو صورت واقع شدہ باشد سوم حدیث نوط بعضہم ببعض من حدیث جابر چہارم رؤیا دلو من حدیث سمرۃ بن جندب پنجم رؤیا ظلۃ و حبل کہ از آسمان فرود آمد من حدیث
ابی ہریرۃ و ابن عباس ششم مرسل حسن بصری و از انجملہ تعریض جلی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بخلافت خلفای ثلثہ بجا آوردن امورے کہ تعلق ببیت المال داشت باین مردمان حدیث جبیر بن مطعم

یقین کیا اصل واقعہ حضرت صدیق کی امامت نماز کا متواتر ہے امامت نماز کو خلافت کی دلیل قرار دینا اکابر فقہای صحابہ سے بسند مستفیض منقول ہے مثل حضرت عمر فاروق و علی مرتضی و ابن مسعود رضی اللہ عنہم کے اور صدیق اکبر کی خلافت کے منعقد ہوتے وقت امامت کو ذکر کرنا اور مخالفین کا مان لینا اور انصار کا مخالفت سے باز آنا اسی امامت نماز کی حدیث بروایت صحیحہ ثابت ہے جسکے ناقل حضرت ابو بکر صدیق و عمر فاروق و عبد اللہ بن مسعود ہیں۔ (امامت نماز سے خلافت پر) استدلال کی تقریر (ایک اجمالی ہے ایک تفصیلی) اجمالی یہ ہے کہ اکابر صحابہ نے اس سے استدلال کیا اور تمام امت نے اس استدلال کو مان لیا اور مخالفین پر اسی دلیل سے الزام بھی قائم ہوگیا پس اس استدلال کی صحت پر بھی اجماع ہوگیا۔ اور تفصیلی یہ ہے کہ کسی شخص کا دوسرے کو اپنا قائم مقام بنانا کبھی تو قول سے ہوتا ہے اور کبھی فعل سے مگر فعل ایسا ہونا چاہیے کہ لوگ سمجھ جائیں لوگوں کا سمجھنا ہر طبقہ اور ہر زمانے میں مختلف ہوتا ہے مثلاً پیشہ ور اپنے خلیفہ کو (اپنی) دکان پر بٹھا دیتا ہے مدرس حلقۂ درس میں بٹھا دیتا ہے عجم کے بادشاہ (اپنے) تخت پر بٹھا دیا کرتے تھے اسلام میں چونکہ سب سے بڑی عبادت نماز ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ امامت فرمایا کرتے تھے لہذا صدیق اکبر کو امامت نماز سپرد کرنا روشن دلیل انکے خلیفہ بنانے پر ہے۔ از انجملہ حضرت عائشہ اور عبد الرحمن کی حدیث ہے کہ (حضرت نے فرمایا) میں نے ارادہ کیا تھا کہ ابو بکر کو بلاؤں اور انکو کچھ وصیت کروں آتھا اور از انجملہ (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا) آخری خطبہ جو آپنے اپنی وفات سے پانچ دن پہلے بیان فرمایا تھا جسکو صحابہ کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے جنمیں حضرت ابن مسعود اور ابو سعید اور جندب بن عبد اللہ اور ابو ہریرہ وغیرہم بھی ہیں ابو عمر مصنف کتاب استیعاب نے اسی طریقہ کو اختیار کیا ہے اور اسی پر اعتماد کیا ہے اور از انجملہ بہت سے خواب جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھے یا صحابہ نے (دیکھے اور) آپسے عرض کیے اور ان سب کی تعبیر خلفا کی خلافت ہوئی یہ سب خواب آیت استخلاف اور آیت تمکین کی تفسیر ہیں (یہ خواب کئی قسم کے ہیں) اول کنوین والا خواب جسکو حضرت ابو ہریرہ اور ابن عمر نے روایت کیا ہے دوسرے وزن کا خواب جو بروایت ابو بکرہ ثقفی کسی اور شخص نے دیکھا تھا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکی تعبیر خلافت کے ساتھ فرمائی آتو عرفجہ اور نیز اور بہت سے لوگوں نے روایت کی ہے کہ یہ خواب خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تھا کچھ بعید نہیں ہے کہ دونوں صورتیں واقع ہوئی ہوں تیسرے بعض خلفا کا بعض (کے دامن) سے لٹکنا جسکو حضرت جابر نے روایت کیا ہے چوتھے ڈول کا خواب جسکو حضرت سمرہ بن جندب نے روایت کیا ہے۔ پانچویں ابر والا خواب اور رسی کا خواب آسمان سے لٹک رہی ہے جسکو حضرت ابو ہریرہ اور ابن عباس نے روایت کیا ہے چھٹے وہ خواب جو حسن بصری نے مرسلاً روایت کیا ہے اور از انجملہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خلفای ثلثہ کی خلافت پر کھلی ہوئی تعریض کرنا ان کاموں کو انکے متعلق کر کے جو بیت المال سے علاقہ رکھتے ہیں چنانچہ حضرت جبیر بن مطعم کی حدیث ہے

کہ ایک عورت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی آلخ جسکو شیخین نے روایت کیا ہے۔ امام شافعی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حضرت ابوبکر کی خلافت کی دلیل ہے اور حضرت انس کی حدیث کہ مجھے بنی المصطلق نے بھیجا الخ اور حضرت سہل بن ابی حثمہ کی حدیث ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے کچھ معاملہ قرض کا کیا اور حضرت ابوہریرہ نے اسی کے قریب المعنے حدیث روایت کی ہے اور از انجملہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خلفای ثلاثہ کی خلافت پر کھلی ہوئی تعریض کرنا خلافت خاصہ کے بعض خصوصیات کو ان بزرگون مین بیان کرکے مثل حضرت ابوذر کی اس حدیث کے کہ علے الترتیب خلفای ثلثہ کے ہاتھ مین کنکریون نے تسبیح پڑھی اور حضرت انس کی حدیث بھی اسی کے قریب ہے۔ اور حضرت ابوالدرداء کی حدیث کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق کو خطبہ پڑھنے کا حکم دیا انکے بعد حضرت عمر کو خطبہ پڑھنے کا حکم دیا اور حضرت ابوموسی اشعری کی حدیث باغ کے قصے کے متعلق اور از انجملہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مسجد کی بنیاد رکھتے وقت خلفای ثلثہ کی نسبت فرمانا کہ یہ لوگ خلفا ہین جسکو حضرت عائشہ اور سفینہ نے روایت کیا ہے اور از انجملہ وہ حدیثین جو خلفا کے ساتھ ولیعہدی کے برتاؤ پر دلالت کرتی ہین جب خلافت انکی منعقد ہو گئی تو ان حدیثون نے انکی صحت خلافت پر دلالت کی مثل حدیث حضرت مرتضے و حضرت حذیفہ کے کہ اگر تم لوگ ابوبکر کو خلیفہ بناؤ الخ اور حدیث حضرت حذیفہ کے کہ مجھے ان دونون سے بے نیازی نہین ہے کیونکہ یہ دونون دین مین وہ مرتبہ رکھتے ہین جو (جسم انسان مین) کان اور آنکھ کا رتبہ ہے اور ایک روایت مین (بجای کان اور آنکھ کے) یہ ہے کہ جو رتبہ سر کو جسم مین ہے اور مثل حدیث ابوسعید خدری کے زمین مین میرے دو وزیر ابوبکر و عمر ہین۔ اور از انجملہ وہ حدیثین جو اس بات پر دلالت کرتی ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دولت اس ترتیب سے ہوگی پہلے نبوت و رحمت اسکے بعد خلافت اور رحمت اور ایک روایت مین خلافت بر منہاج نبوت اسکے بعد کاٹنے والی بادشاہت۔ اور خارج مین ابعد زمانۂ نبوت کے خلفا کی خلافت حاصل ہوئی اور اسکے بعد کاٹنے والی بادشاہت ہوئی پس معلوم ہوا کہ خلافت ان بزرگون کی منہاج نبوت پر تھی اور خلافت و رحمت تھی۔ اس مضمون کی حدیثین حضرت ابوعبیدہ اور معاذ بن جبل و حضرت حذیفہ وغیرہ سے منقول ہین اور از انجملہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اس بات کو بیان فرمانا کہ سب سے بہتر میرا قرن ہے پھر وہ لوگ جو میرے قرن کے بعد ہین پھر وہ لوگ جو انکے بعد ہین اسکے بعد کچھ لوگ ایسے ہونگے جنکی قسمین انکی شہادت سے آگے چلینگی اور انکی شہادت انکی قسم سے آگے چلیگی اس حدیث کو بہت بڑی جماعت صحابہ نے روایت کیا ہے جنمین حضرت عمر اور ابن مسعود اور عمران اور حذیفہ وغیرہم ہین۔ قرن اول تو زمانہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے بعد ہجرت کے وفات تک اور قرن دوم زمانہ شیخین کا ہے اور قرن سوم زمانہ حضرت ذوالنورین کا ہے بعد اسکے اختلاف پیدا ہوے اور فتنے ظاہر ہوے

ان امرأة اتت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فوجد الشیخان قال الشافعی وفیہ دلیل علی خلافة ابی بکر وحدیث انس بعثنی بنو المصطلق وحدیث سہل بن ابی حثمة بایع اعرابی النبی صلے اللہ علیہ وسلم وحدیث ابی ہریرة قریبا من معناہ و از انجملہ تعریض جلی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بخلافت خلفای ثلثہ ببعض خواص خلافت خاصہ در حق این بزرگان حدیث ابی ذر فی قصة تسبیح الحصیات فی یدی الخلفاء الثلثة علی الترتیب و حدیث انس نحو من ذلک و حدیث ابی الدرداء فی امرہ صلی اللہ علیہ وسلم الصدیق بالخطبة ثم امرہ عمر بالخطبة و حدیث ابی موسی الاشعری فی قصة الحائط و از انجملہ فرمودن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خلفای ثلثہ را کہ ہولاء الخلفاء فی قصة تاسیس المسجد من حدیث عائشة و سفینة و از انجملہ احادیث دالہ بر معاملہ منتظر الامارة و قتیکہ خلافت برای ایشان منعقد شد دلالت نمود بر صحت خلافت ایشان حدیث علی مرتضی و حذیفہ ان تؤمروا ابابکر الحدیث و حدیث حذیفة وغیرہ لا غنی لی عنہما انہما من الدین بمنزلة السمع والبصر و فی لفظ بمنزلة الراس من الجسد و حدیث ابی سعید خدری واما وزیرای فی الارض فابوبکر و عمر و از انجملہ احادیث دالہ بر آنکہ ترتیب دولت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برین طریق خواہد بود کہ نبوة و رحمة ثم خلافة و رحمة و فی لفظ خلافة علی منہاج النبوة ثم یکون ملکا عضوضا و در خارج بعد زمان نبوت خلافت خلفا حاصل شد و بعد از ان ملک عضوض پس دانستہ شد کہ خلافت ایشان خلافت علی منہاج النبوة است و خلافت و رحمت است الحدیث ابو عبیدة و معاذ بن جبل و حذیفة وغیر ایشان و از انجملہ اخبار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آنکہ خیر الناس قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ثم یجئ قوم تسبق ایمانہم شہادتہم و شہادتہم ایمانہم بروایة جماعة عظیمة منہم عمر و ابن مسعود و عمران و حذیفة وغیرہم قرن اول زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از ہجرت تا وفات و قرن ثانی زمان شیخین و قرن ثالث زمان ذی النورین بعد از ان اختلافہا پدید آمد و فتنہا ظاہر گردید بعد

تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس فتنہ کو جو بعد شہادت حضرت عثمان کے ظاہر ہوا بہت سی حدیثوں میں جو بہت سندوں کے ساتھ مروی ہین بیان فرمایا ہی جیسا کہ عنقریب (فصل آیندہ مین) بیان ہوگا اور اس فتنہ سے پیشتر کے زمانہ کو کئی طرح سے عمدہ صفات کے ساتھ مخصوص کیا اور اس فتنہ کے بعد کے زمانہ کو بہت برائیون سے یاد فرمایا جب ہم ان تمام روایتون کو جو عبارت مین مختلف اور اصل مقصود مین متحد ہین لحاظ کرتے ہین تو حدث قوی حاصل ہو جاتا ہی کہ قرون ثلاثہ سے مراد اسی مدت کی تفصیل ہے اور اس مدت کو تین قرنون پر تقسیم کرنا اور ان قرنون کی تعریف کرنا نہین ہی مگر اس سبب سے کہ ان قرنون کے مدبر اور صاحبان حکومت نہایت کامل تھے اور اعمال خیر کی اشاعت اور دولت اسلامیہ کا غلبہ اور خدا عزوجل کے وعدون کا پورا ہونا ان قرنون مین خوب تھا۔ اور از انجملہ وہ حدیثین ہین جو اس بات پر دلالت کرتی ہین کہ ملت اسلامیہ کو ایک حد تک نشو و نما ہوگا بعد اسکے پھر تنزل شروع ہوگا مثل حدیث حضرت علقمہ بن کرز کے اور اس حدیث کے کہ اسلام پہلے ثنی ہوگا پھر ربعے پھر سدیس پھر بازل وغیر ذلک اور خارج مین بھی ایسا ہی دیکھا گیا کہ حضرت عثمان کے زمانہ تک اسلام ترقی پر رہا بعد اسکے کم ہوتا ہوا دیکھا گیا معلوم ہوا کہ ان تینون خلفاء کی خلافت خلافت راشدہ ہی جسکی بشارت (آیات و احادیث مین) دیگئی ہے۔ اور از انجملہ حضرت ابن مسعود کی حدیث کہ اسلام کی چکی چھتیس سال چلتی رہیگی بعد اسکے آپنے ایک فتنہ عظیمہ سے ڈرایا اور فرمایا کہ اگر (اس فتنہ مین) لوگ ہلاک ہوگئے تو انکی وہی راہ ہی جو اور ہلاک ہونیوالون کی راہ تھی۔ اسلام کی چکی کا چلنا دلالت کرتا ہی اس بات پر کہ اسلامی کام بہت ٹھیک رہینگے اور تمام دینون پر اسکو غلبہ رہیگا اور فتوحات کی کثرت ہوگی اور خلافت راشدہ کے یہی معنی ہین پس ان بزرگون کی خلافت خلافت راشدہ ہوگئی۔ اور از انجملہ حضرت ابوہریرہ کی حدیث ہی کہ خلافت مدینہ مین ہوگی اور سلطنت شام مین۔ اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ خلافت راشدہ مدینہ مین ہوگی اور خارج مین سوا خلفاء ثلثہ کے مدینہ مین کسی خلیفہ نے قیام نہین کیا اور از انجملہ وہ حدیثین جو اس بات پر دلالت کرتی ہین کہ حضرت عمر بن خطاب فتنہ کے (دروازہ کے) لیے قفل تھے اور فتنون سے امت کے بچانیوالے تھے مثل حدیث حضرت حذیفہ کے جو اس باب کی تمام حدیثون سے زیادہ صحیح ہی اور مثل حدیث عبداللہ بن سلام اور ابوذر وغیرہ کے اور خارج مین بھی ایسا ہی ہوا کہ حضرت عمر کے زمانہ مین کوئی فتنہ پیدا نہوا اس سے حضرت عمر بن خطاب کی خلافت کے خلافت راشدہ ہونے کی بشارت نکلتی ہی۔ اور از انجملہ وہ حدیثین ہین جو اس بات پر دلالت کرتی ہین کہ حضرت عثمان فتنہ کے وقت حق پر ہونگے اور انکے مخالف باطل پر ہونگے ان حدیثون کی سندین بہت زیادہ ہین حضرت ابن عمر اور عبداللہ بن حوالہ اور مرہ بن کعب اور کعب بن عجرہ اور ابوہریرہ اور حذیفہ اور حضرت عائشہ وغیرہ ان حدیثون کے راوی ہین اور حضرت عثمان

تفصیل این اجمال آنکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فتنہ کہ بعد مقتل حضرت عثمان بظہور پیوست در احادیث متواترہ متکثرۃ الطرق بیان فرمودند چنانچہ عنقریب مذکور میگردد و ما قبل آنرا بوجوہ متعددہ از صفات مدح مخصوص گردانیدند و ما بعد آنرا بانواع بسیار از صفات ذم نکوہیدند چون احادیث آنحضرت مختلف اند در تعبیر و متحد اند در اصل مقصود حدس قوی بہم رسید کہ مراد از قرون ثلثہ تفصیل ہمان مدت است و تقسیم بقرون ثلثہ و مدح آن قرون نیست الا باعتبار کمال مدبران آن قرون و کاملان بالامور انہا و باعتبار شیوع اعمال خیر و ظہور دولت اسلامیہ و انجاز موعود اللہ عزوجل در ظہور دین حق و از انجملہ احادیث دالہ بر آنکہ ملت اسلامیہ را نشو و نمای خواہد بود تا غایتی بعد از ان متناقص شدن گیرد مثل حدیث علقمہ بن کرز و حدیث یکون ثنیا ثم ربعیا ثم سدیسا ثم بازلا الی غیر ذلک و ہمچنین مشاہد افتاد در خارج کہ تا زمان حضرت عثمان اسلام متزاید بود بعد از ان متناقص و پیشتر دانستہ شد کہ خلافت ایشان خلافت راشدہ مبشر بہا است و از انجملہ حدیث ابن مسعود تدور رحی الاسلام لخمس و ثلثین سنۃ بعد از ان بظہور فتنہ عظیمہ انذار فرمودند کہ فان یہلکوا فسبیل من قد ہلک پس دوران رحی الاسلام دلالت میکند بر استقامت امور و غلبہ او بر سائر ادیان و کثرت فتوحات و این است معنی خلافت راشدہ است پس خلافت این عزیزان خلافت راشدہ آمد و از انجملہ حدیث ابی ہریرہ الخلافۃ بالمدینۃ و الملک بالشام و ازینجا دانستہ شد کہ خلافت راشدہ بمدینہ خواہد بود و در خارج غیر خلفای ثلثہ در مدینہ اقامت ننمودند و از انجملہ احادیث دالہ بر آنکہ عمر بن الخطاب غلق فتنہ است و نگاہبان امت از فتن مثل حدیث حذیفہ و آن اصح این باب است و حدیث عبداللہ بن سلام و ابی ذر و غیر ایشان و در خارج ہمچنان شد کہ در عہد حضرت عمر ہیچ فتنہ بر نخاست و این بشارت است بخلافت راشدہ عمر بن الخطاب و از انجملہ احادیث دالہ بر آنکہ حضرت عثمان در وقت فتنہ بر حق باشد و مخالفان او بر باطل و در طرق این احادیث کثرت است از مسند ابن عمر و عبداللہ بن حوالہ و مرہ بن کعب و کعب بن عجرہ و ابوہریرہ و حذیفہ و عائشہ و غیر ایشان و حضرت عثمان

فتنہ کے وقت بھی خلیفہ تھے اور انکے مخالف انسے خلافت کو نکال لینا چاہتے تھے پس معلوم ہوا کہ خلافت انکی اللہ و رسول کے نزدیک ثابت تھی اور از انجملہ وہ حدیثیں ہیں جو خلافت خاصہ کے لوازم پر دلالت کرتی ہیں یہ حدیثیں بھی بہت ہیں اور بہت سندوں سے مروی ہیں ان لوازم سے استدلال کرنے کی بھی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ پہلے ہم خلافت خاصہ کے معنی کی تنقیح کریں اور وہ اوصاف جنکی وجہ سے خلافت خاصہ اور خلافت عامہ صحیحہ اور خلافت جابرہ میں باہم امتیاز پیدا ہوتا ہے معلوم کریں پھر ہم خلافت خاصہ کے اوصاف کو دلائل کے ساتھ خلفا میں ثابت کریں یہ صورت بھی یقیناً مقصود پر دلالت کرتی ہے اور دوسری صورت یہ ہے کہ صرف بعض لوازم کو بیان کریں اور انکو دلائل کے ساتھ خلفا میں ثابت کریں اور ہر لازم کو جداگانہ دلیل سے ثابت کریں (یہ صورت بھی کافی ہے) اکثر صحابہ و تابعین نے اسی صورت کو اختیار کیا ہے اور خلافت خلفا کی حقیت کو اسی طریقہ سے پہچانا ہے (صحابہ و تابعین کے) ان آثار میں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ انھون نے بعض لوازم کو ذکر کیا اور بعض کو اس خیال سے چھوڑ دیا کہ اوروں کو معلوم ہیں جیسا کہ بعض اوقات دلیل کے دو مقدمون میں سے ایک ذکر کر دیتے ہیں اور دوسرے کو چھوڑ دیتے ہیں اس صورت میں اصل استدلال پورا ہوتا ہے مگر تقریر میں کچھ مسامحہ ہوتا ہے دوسرے یہ کہ غرض انکی صرف اسی ایک لازم سے استدلال کرنا ہو کیونکہ ہر لازم اصل غرض اور اصل مقصد کے لیے مفید ہے اسوقت میں دلیل ظنی یا خطابی ہو جائیگی پس ایک جماعت صحابہ نے صرف سوابق اسلامیہ سے استدلال کیا اور ایک جماعت نے جنتی ہونے کی بشارت سے اور ایک جماعت نے اس بات سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق و حضرت فاروق کے ساتھ ولیعہدی کا برتاؤ کیا کرتے تھے اور اسی قسم میں داخل ہے حضرت عائشہ کے اس قول سے استدلال کرنا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اگر کسی کو خلیفہ بناتے تو ابوبکر کو بناتے انکے بعد عمر کو اور ایک جماعت نے اس بات سے استدلال کیا ہے کہ خلفا کیلیے شریعت میں سابقین مقربین کی صفت ثابت کی ہے اور اسی قبیل سے ہے شیخ محی الدین بن عربی کا استدلال حضرت عمر فاروق کی خلافت راشدہ پر بایں مضمون کہ نبوت کی حقیقت وحی اور عصمت ہے اور خلافت نبوت کی حقیقت یہ ہے کہ ان دونوں چیزوں کا نمونہ خلیفہ میں موجود ہو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جب فرمادیا کہ فاروق محدث ہیں اللہ سکینہ انکی زبان پر بولتا ہے اور فرمایا کہ شیطان فاروق کے سایہ سے بھاگتا ہے تو آپنے (اس بیان سے) انکی خلافت نبوت کو ثابت کر دیا۔ اور ایک جماعت نے خلفای راشدین کی فضیلت سے جو حدیث وزن اور حدیث خیر الناس سے ثابت ہے استدلال کیا (المختصر) اس (استدلال) کے بہت طریقے ہیں جو شمار میں نہیں آسکتے ذہین عقلمند ہمارے کلام سے بہت طریقے نکال سکتا ہے لہذا ہم انکو ذکر کرکے کلام کو طول دینا نہیں چاہتے

(چوتھی فصل ختم ہو گئی)

(والحمد للہ رب العلمین)

بالجملہ فتنہ خلیفہ بود و مخالفان او نزع خلافت او میخواستند پس خلافت او عند اللہ و عند رسولہ ثابت بود و از انجملہ احادیث دالہ بر لوازم خلافت خاصہ با کثرت آن و تشعب طرق آن و استدلال باین لوازم دو صورت دارد یکے آنکہ معنی خلافت خاصہ منقح کنیم و معانی کہ خلافت خاصہ بآن از خلافت عامہ صحیحہ و خلافت جابرہ متمیز شود بشناسیم باز ہر یکے را از آن معانی بادلہ متکاثرہ در خلفا اثبات نمائیم و این صورت بالقطع دلالت میکند بر مقصود صورت دیگر آنکہ بر بعض لوازم اکتفا نمائیم و آنرا با دلہ او در خلفا اثبات کنیم و ہر لازمی را دلیلے علیحدہ تقریر نمائیم و اکثر صحابہ و تابعین باین نوع سلوک کردہ اند در حقیت خلافت خلفا باین مسلک شناختہ و این آثار محتمل دو وجہ است یکے آنکہ بعضی را ذکر کردند و بعض دیگر را حذف نمودند اعتماداً علی ما ہو معلوم عندہم چنانکہ در بعض اوقات از مقدمتی الدلیل یکے را ذکر کنند و از دیگرے سکوت ورزند و حینئذ اصل استدلال تمام باشد و در تقریر مسامحے بکار بردہ باشند و وجہ دیگر آنکہ غرض ایشان استدلال بیک لازم فقط چون ہر یکے مناسب ست باصل غرض و منفعت مطلوب و حینئذ دلیل ظنی باشد یا خطابی پس جمعی از صحابہ بسوابق اسلامیہ فقط استدلال نمودند و جمعے بہ بشارت بالجنۃ فقط و جمعے بآنکہ با حضرت صدیق و فاروق معاملہ منتظر الامارۃ میفرمودند و ازین قبیل ست استدلال بقول حضرت عائشہ لوکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مستخلفاً لاستخلف ابابکر ثم عمر و جمعے بآنکہ خلفا را در شرع وصف سابقین مقربین اثبات نمودہ اند و ازین قبیل ست استدلال شیخ محی الدین بن عربی بر خلافت راشدہ عمر فاروق باین مضمون کہ حقیقت نبوت وحی و عصمت ست و حقیقت خلافت نبوت وجود نمونہ از ہر یکے در خلیفہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چون تصریح نمود کہ فاروق محدث ست و سکینہ بر زبان او نطق میفرماید و فرمود کہ شیطان از ظل فاروق میگریزد اثبات کرد در خلافت نبوت او را و جمعے بافضلیت ہر یکے کہ ماخوذ از حدیث وزن ست و از حدیث کنتم خیر الناس و درین مسلک طرق بسیار ست کہ در احصا نیاید و شخص لبیب ذکی از انداز کلام ما طرق بسیار راست کردن تواند فلا نطول الکلام۔

ضمیمہ متعلق فصل چہارم از مترجم عافاہ اللہ تعالیٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً ومصلیاً

چونکہ مصنف نے فصل چہارم میں صحابہ کرام اور چند تابعین و تبع تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین کے مسانید متعلق خلافت جمع فرمائے ہین لہذا مناسب معلوم ہوا کہ اس فصل کے آخر مین بطور ضمیمہ کے اُن حضرات کے مختصر حالات لکھدیے جائین تاکہ اس فصل کے پڑھنے والے کے لیے موجب مزید بصیرت ہو۔ صحابہ کرام کے حالات اسد الغابہ و الکمال سے لیے گئے ہین اور تابعین و تبع تابعین کے تہذیب التہذیب سے۔

نام اُن صحابہ کرام کے جنکے مسانید ازالۃ الخفا فصل چہارم مین ہین مع مختصر حالات و تعداد احادیث

نمبر	نام صحابی	تعداد احادیث	مختصر حالات صحابی
۱	ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	۹	نام عبد اللہ لقب صدیق اور عتیق۔ کنیت ابوبکر۔ والد کا نام ابو قحافہ۔ قریشی تیمی ہین ساتوین پشت مین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے ملجاتے ہین۔ آزاد مردون مین سب سے پہلے اسلام لانیوالے یہی ہین۔ خود بھی صحابی والدین بھی صحابی اولاد بھی صحابی۔ اسلام لاتے ہی اشاعت اسلام مین کوشش شروع کی اور اکابر صحابہ انکے ہاتھ پر مسلمان ہو۔ دین کے لیے جسقدر مصائب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو پہونچے سب مین شریک ہے۔ اور جیسی جان نثاری انھون نے کی کسی سے ظاہر نہوئی۔ سفر ہجرت مین یہی رفیق تھے جسکا ذکر قرآن شریف مین وارد ہوا۔ تمام مشاہد خیر مین حصہ وافر لیا۔ انکی صاحبزادی حضرت عائشہ ام المؤمنین تھین۔ احادیث مین بکثرت اور بے نظیر فضائل وارد ہوے ہین خصوصًا وہ خطبہ جو وفات سے پانچ دن پہلے آپنے فرمایا عشرۂ مبشرہ مین ہین اور نبی کے بعد تمام امت سے افضل ہین۔ مرض وفات مین حضرت نے انکو اپنی جگہہ پر امام کردیا تھا۔ بعد وفات حضرت کے جانشین ہوے اور فتنۂ ردت مین وہ کام کیا جو ایک نبی اولو العزم کرتا۔ جمع قرآن کا کام بھی انھین کے عہد مین ہوا۔ دو برس تین مہینے نو دن سریر خلافت پر جلوہ افروز رہکر تریسٹھ برس کی عمر مین بروز جمعہ تاریخ ۲۲ جمادی الآخر ۱۳ھ ہجری وفات پائی حضرت فاروق اعظم نے نماز جنازہ پڑھائی اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو مین خاص اُسی قبۂ خضرا کے اندر مدفون ہوے۔
۲	عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ	۲۷	لقب فاروق کنیت ابو حفص۔ قریشی عدوی ہین۔ نوین پشت مین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے ملجاتے ہین۔ سابقین اولین مین ہین انسے پہلے انتالیس آدمی مسلمان ہوچکے تھے۔ انکے اسلام کے لیے حضرت نے دعا مانگی تھی۔ انکے مسلمان ہوتے ہی اسلام کی قوت و شوکت روز بروز بڑھنے لگی۔ انکی صاحبزادی حضرت حفصہ ام المؤمنین تھین۔ عشرۂ مبشرہ مین ہین حضرت صدیق کے بعد تمام امت سے افضل ہین۔ احادیث مین بکثرت اور بے مثل فضائل وارد ہوے خصوصًا یہ کہ میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتے اور یہ کہ شیطان انکے سایہ سے بھاگتا ہے۔ تمام مشاہد خیر مین بہ ہوادانی لیا۔ حضرت صدیق کی وفات کے بعد خلیفہ ہوے خلافت کا کام جس خوبی سے کیا محتاج بیان نہین جسقدر فتوحات ہوے اور کسریٰ و قیصر کے ملکون مین نعرۂ توحید بلند ہوا سب انھین کی کوشش تھی۔ جمع قرآن کا ارادہ سب سے پہلے انھین کے دل مین پیدا ہوا تھا۔ دس برس چھ مہینے پانچ دن خلافت کرکے ابو لؤلؤ مجوسی غلام کے ہاتھ سے زخمی ہوے اور یکم محرم ۲۴ھ مین بعمر ۶۳ سال وفات پائی اور اُسی قبۂ خضرا مین اپنے صاحبین کے ساتھ مدفون ہوے۔

نمبر	نام صحابی	[illegible]	مختصر حالات صحابی
۳	عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ	۱۷	کنیت ابوعبداللہ۔ لقب ذو النورین۔ قریشی اموی ہین۔ پانچوین پشت مین انکا نسب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہی۔ سابقین اولین مین ہین عشرہ مبشرہ مین ہین۔ اور جمہور امت کے نزدیک بعد حضرت فاروق کے تمام امت سے افضل ہین۔ دو مرتبہ ہجرت کی اول بجانب حبش دوم بجانب مدینہ منورہ یہ اُن لوگون مین ہین جو حضرت صدیق کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوے۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیان، رقیہ اور ام کلثوم یکے بعد دیگرے انکے نکاح مین آئین اسی سبب سے انکو ذوالنورین کا لقب ملا۔ تمام مشاہد مین کامل حصہ پایا۔ حضرت نے انکی حیا کی بہت تعریف کی اور جنت مین اپنی رفاقت کا مژدہ سنایا۔ بیر رومہ کا خریدنا غزوۂ تبوک کا سامان کرنا کئی کام انسے ایسے ہوے کہ حضرت نے بار بار انکو جنت کی بشارت دی۔ انکی شہادت کی خبر مستفیض حدیثون مین ہی۔ بعد حضرت فاروق کے خلیفہ ہوے اپنی خلافت مین فتوحات اسلامی کو بڑھایا اور شیخین کے جمع کیے ہوے قرآن کو شائع کیا اور دوسرے مصاحف کو جن سے اختلاف پھیلنے کا اندیشہ تھا معدوم کر دیا۔ بارہ دن کم بارہ برس خلافت کے بعد روز جمعہ ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ مین ظلماً باغیون کے ہاتھ سے شہید ہوے اور جنۃ البقیع مین مدفون ہوے اسوقت عمر آپ کی بیاسی سال تھی۔
۴	علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ	۲۶	کنیت ابوتراب اور ابوالحسن۔ لقب اسد اللہ۔ قریشی ہاشمی۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے ہین نابالغ بچون مین سب سے پہلے اسلام لانیوالے یہی ہین۔ عشرۂ مبشرہ مین ہین اور اہل حق کے نزدیک بعد حضرت ذوالنورین کے تمام امت سے افضل ہین۔ سیدۃ النسا فاطمہ بنت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے شوہر ہین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد سب انہین کی نسل سے چلی۔ تمام مشاہد مین شریک رہے اور کار ہاے نمایان کیے احادیث مین بہت فضائل وارد ہوے حضرت نے انکو شہادت کی بشارت دی اور انکے قاتل کو اشقی فرمایا۔ حضرت ذوالنورین کے بعد خلیفہ ہوے زمانۂ خلافت مین فتنون اور فسادون سے مقابلہ رہا۔ تریسٹھ برس کی عمر مین تین دن کم پانچ سال خلافت کرکے ۱۹ رمضان ۴۰ھ مین بمقام کوفہ عبدالرحمن بن ملجم خارجی کے ہاتھ سے شہید ہوے۔
۵	ابوعبیدہ ابن الجراح رضی اللہ عنہ	۲	نام عامر کنیت ابوعبیدہ۔ لقب امین الامۃ۔ قریشی فہری۔ ساتوین پشت مین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے ملجاتے ہین۔ انکے والد کا نام عبداللہ ہے۔ جراح دادا کا نام ہی یہ اپنے دادا کی طرف منسوب ہین۔ سابقین اولین مین سے ہین حضرت عثمان بن مظعون کے ساتھ ایمان لائے تھے۔ دو مرتبہ ہجرت کی اول بجانب حبش اور دوسری مرتبہ بجانب مدینہ منورہ۔ عشرۂ مبشرہ مین سے ہین۔ تمام غزوات مین شریک رہے اور کارہاے نمایان کیے۔ حضرت فاروق کی خلافت مین افواج شامی کے سپہ سالار تھے اللہ تعالے نے انکے ہاتھ پر بہت فتوحات دین۔ حضرت فاروق اپنی وفات کے وقت فرماتے تھے کہ ابوعبیدہ زندہ ہوتے تو مین انکو خلیفہ بنادیتا اب مین کسی کو نہ بناؤنگا تم لوگ فلان فلان چھ آدمیون مین سے کسی کو منتخب کرلو۔ اٹھاون برس کی عمر مین بمرض طاعون عمواس ۱۸ھ مین انتقال فرمایا اور مقام بیسان علاقۂ شام مین مدفون ہوے۔
۶	معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ	۲	انصاری خزرجی۔ ان ستر انصار مین ہین جو بیعت عقبہ اولی مین تھے۔ کل غزوات مین ہمرکاب نبوت رہے۔ اٹھارہ برس کی عمر مین مشرف باسلام ہوے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن چار آدمیون سے سیکھو ابن مسعود ابی بن کعب معاذ بن جبل سالم مولای ابوحذیفہ اور انکو حلال حرام کا اعلم بھی فرمایا یہ ان لوگون مین ہین جو حضرت کے سامنے فتوی دیا کرتے تھے۔ حضرت نے انکو یمن کا حاکم مقرر کیا تھا۔ ۱۸ھ ہجری مین بمرض طاعون عمواس بعد وفات حضرت عبیدہ کے وفات پائی۔
۷	عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ	۳	قریشی زہری کنیت ابومحمد۔ مہاجرین اولین سے ہین۔ منجملہ اُن پانچ آدمیون کے ہین جو حضرت ابوبکر صدیق کے ذریعہ سے ایمان لائے تھے پہلے حبش کی طرف ہجرت کی پھر مدینہ منورہ کی طرف۔ تمام غزوات مین ہمرکاب سعادت رہے عشرۂ مبشرہ مین سے ہین اور ان چھ شخصون مین سے ہین جنکو

نمبر	نام صحابی	تعداد روایات	مختصر حالات صحابی
			حضرت فاروق نے اپنے بعد خلافت کے لیے تجویز کیا تھا۔ ایک مرتبہ سفر مین حضرت نے انکے پیچھے نماز پڑھی۔ بڑے مالدار تاجر تھے۔ جب انتقال ہوا تو اسقدر سونا چھوڑا کہ کلھاڑیون سے کاٹ کر ورثہ مین تقسیم ہوا۔ ۳۲ھ ہجری مین بعمر ۷۵ سال مدینہ منورہ مین وفات پائی۔
۸	زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ	۱	کنیت ابو عبداللہ۔ لقب حواری رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ قریشی اسدی۔ انکی والدہ صفیہ بنت عبد المطلب ہین جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھین۔ انکے والد عوام اور ام المؤمنین خدیجہ سگے بھائی بہن تھے۔ قدیم الاسلام ہین انسے پہلے صرف تین چار آدمی مسلمان ہوئے تھے۔ بوقت اسلام انکی عمر ۱۵ سال تھی۔ دونون ہجرتین حبش اور مدینہ کی طرف کی تھین۔ عشرۂ مبشرہ مین ہین۔ تمام غزوات مین ہمرکاب سعادت رہے اور کارہائے نمایان کیے۔ فرماتے تھے میرے جسم مین کوئی عضو ایسا نہین جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ زخمی نہوا ہو۔ اسلام لانے کی وجہ سے انکے چچا نے انکو دھوین کے مقام مین بند کر دیا بہت ستایا مگر ثابت قدم رہے۔ حضرت فاروق نے اپنے بعد خلافت کے لیے جن چھ آدمیون کو منتخب کیا تھا انہین نام انکا بھی تھا۔ جنگ جمل مین حضرت علی مرتضے سے قتال کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضے سے فرمایا تھا کہ ابن صفیہ کے قاتل کو دوزخ کی خبر دینا چنانچہ ابن جرموز نے جس وقت جا کر حضرت علی کو یہ خبر دی کہ مین نے آپکے دشمن زبیر کو قتل کر دیا اور یہ انکی تلوار ہے حضرت علی نے فرمایا واللہ یہ وہی تلوار ہے جسنے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بہت مصائب کو دفع کیا ہے اور تو دوزخی ہے۔ حضرت زبیر کی شہادت بروز پنجشنبہ ۱۰ جمادی الاولی ۳۶ھ ہجری مین بعمر ۶۴ سال واقعہ جمل مین ہوئی۔
۹	طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ	۳	کنیت ابو محمد۔ لقب طلحۃ الخیر۔ قریشی تیمی۔ ساتوین پشت مین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے ملجاتے ہین۔ سابقین اولین سے ہین حضرت صدیق کی ترغیب سے مشرف باسلام ہوئے عشرۂ مبشرہ مین ہین۔ تمام غزوات مین شریک رہے خصوصًا احد مین خوب کام کیے اپنے آپ کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر سپر بنادیا تھا تیرکو اپنے ہاتھ سے روکتے تھے اسکے سبب سے اس ہاتھ کی انگلی بیکار ہوگئی تھی۔ احد کے دن چوبیس زخم انکے لگے تھے۔ حضرت فاروق نے جن چھ آدمیون کو اپنے بعد خلافت کے لیے منتخب کیا تھا انمین یہ بھی تھے۔ جنگ جمل مین انھون نے بھی حضرت علی سے قتال کیا تھا اور اسی جنگ مین شہید ہوے حضرت علی جبکہ مقتولون کی لاشین دیکھ رہے تھے انکی طرف سے گذرے تو بیٹھ گئے اور انکے چہرہ سے مٹی پونچھی اور روئے فرمایا کہ ای ابو محمد مجھپر بہت شاق ہے کہ تمکو اس حالت مین دیکھون۔ کاش مین آج سے بیس برس پہلے مرچکا ہوتا۔ بروز پنجشنبہ ۱۰ جمادی الاولی ۳۶ھ بعمر ۶۰ سال واقعہ جمل مین شہید ہوے۔
۱۰	سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ	۵	قریشی زہری۔ والد کا نام مالک اور کنیت ابو وقاص۔ پانچوین پشت مین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے ملجاتے ہین۔ کلاب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دادا کے دادا کے دادا ہین اور انکے دادا کے دادا کے دادا کے والد۔ حضرت آمنہ سے بہت قریب کا رشتہ ہے حضرت آمنہ اور انکے والد چچیرے بھائی بہن ہین قدیم الاسلام ہین عشرۂ مبشرہ مین ہین۔ یہ پہلے شخص ہین جنھون نے فی سبیل اللہ کافرون کا خون بہایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے بڑے مستجاب الدعوۃ ہوگئے تھے جو دعا مانگتے تھے پوری ہوتی تھی۔ بڑے تیرانداز تھے۔ حضرت فاروق کے زمانہ مین افواج عراق کے سپہ سالار تھے۔ ایران کو انھین نے فتح کیا اور شہر کوفہ کو انھین نے آباد کیا حضرت فاروق نے جن چھ اصحاب کو اپنے بعد خلافت کے لیے تجویز کیا تھا انمین یہ بھی تھے۔ حضرت عثمان کی شہادت کے بعد خانہ نشین ہوگئے تھے اور کسی لڑائی مین کسی کی طرف شرکت نہ کی حضرت معاویہ نے جب انکو اپنی مدد کے لیے بلایا تو صاف کہدیا کہ جب مین علی کا کہنا نہ مانا جو تم سے بدرجہا افضل ہین تو تمکو مجھسے کچھ امید نہ رکھنی چاہیے۔ بوقت وفات انھون نے ایک پرانا جبہ اون کا منگایا اور کہا مجھے اسی مین کفنانا یہ وہ جبہ ہے جسکو پہنکر مین بدر کے دن مشرکون سے لڑا تھا۔ عمر بن سعد انھین کا نا خلف بیٹا ہے وہ اپنے باپ کے بھی کچھ عہدہ

[illegible]	نام صحابی	[illegible]	مختصر حالات صحابی
			برتاؤ کرتا تھا۔ حضرت سعد نے ستر برس سے زائد عمر پاکر ۵۵ھ ہجری مین اپنے مکان واقع عقیق مین مدینہ منورہ کے قریب وفات پائی وہان سے اُنکی نعش مبارک لوگون کے کندھون پر آئی اور جنۃ البقیع مین مدفون ہوے عشرۂ مبشرہ مین سب سے اخیر مین انھین کی وفات ہے۔
۱۱	سعید بن زید رضی اللہ عنہ	۴۸	کنیت ابوالاعور۔ قریشی عدوی۔ حضرت فاروق کے چچیرے بھائی ہین اور اُنکے بہنوئی بھی فاطمہ بنت خطاب کے شوہر ہین۔ قدیم الاسلام ہین مہاجرین اولین سے ہین۔ عشرۂ مبشرہ مین ہین۔ مستجاب الدعوۃ تھے انکی زوجہ فاطمہ بنت خطاب ہی حضرت عمر کے اسلام کا سبب ہوئین ستر برس سے زائد عمر پاکر مقام عقیق مین ۵۱ھ ہجری مین وفات پائی نعش مدینہ منورہ آئی اور جنۃ البقیع مین دفن ہوے۔
۱۲	عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ	۲۲	کنیت ابوعبدالرحمن۔ لقب صاحب السواک والنعلین۔ یہ لقب اس سبب سے ہوا کہ سفر مین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی مسواک اور نعلین وغیرہ انھین کے پاس رہتی تھین۔ انکی والدہ کی کنیت ام عبد تھی اسلیے بعض احادیث مین انکو ابن ام عبد فرمایا گیا۔ قدیم الاسلام ہین سابقین اولین مین ہین انسے پہلے صرف پانچ آدمی مسلمان ہوے تھے انکی آمد و رفت حضرت کے یہان اسقدر تھی کہ لوگ انکو بھی آپ ہی کے گھر کا ایک آدمی سمجھتے تھے۔ تمام غزوات مین شریک رہے اور کار ہای نمایان کیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو امت کا مقتدا بنایا تھا فرمایا کہ جو کچھ ابن ام عبد تمکو حکم دین اسکو مانو حضرت فاروق نے اپنے عہد مین انکو کوفہ بھیجا تھا اور اہل کوفہ کو لکھا تھا کہ مین نے عمار بن یاسر کو حاکم اور عبداللہ بن مسعود کو معلم اور وزیر بناکر بھیجا ہے تم لوگ انکی پیروی کرو یہ دونون رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے منتخب اصحاب مین ہین بدری ہین۔ مین تمھارے لیے عبداللہ بن مسعود کو اپنے سے بہتر سمجھتا ہون نیز حضرت فاروق انکو کہا کرتے تھے کہ ایک ظرف ہے علم سے بھرا ہوا۔ سیرت اور روش مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بہت مشابہ تھے۔ حضرت نے انکو بھی جنتی ہونے کی بشارت دی تھی۔ انھون نے اپنے طور پر قرآن شریف کو بھی جمع کیا تھا جسمین بعض بعض تفسیری الفاظ بھی لکھدیے تھے اور بعض منسوخ التلاوۃ آیتین بھی۔ حضرت عثمان نے جب اپنی خلافت مین یہ انتظام کیا کہ شیخین کا جمع کیا ہوا مصحف شائع کیا جائے اور دوسرے مصاحف جنسے آیندہ نسلون کے اشتباہ مین پڑنے کا اندیشہ ہے معدوم کردیے جائین تو حضرت ابن مسعود نے اس سے اختلاف کیا اور اپنا مصحف کسی طرح نہ دیتے تھے اسی کے متعلق حضرت عثمان کے غلامون سے کوئی حرکت خلاف انکی شان کے ظہور مین آئی اور اُنکو حضرت عثمان سے تکدر ہوگیا تھا جو آخر مین رفع ہوگیا ۳۲ھ مین بمقام مدینہ منورہ ساٹھ برس سے زائد عمر مین وفات پائی جنۃ البقیع مین مدفون ہوے۔
۱۳	عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ	۲۴	امیر المومنین فاروق اعظم کے صاحبزادے ہین اپنے والد کے ساتھ بچپن مین مسلمان ہوگئے تھے۔ بدر اور احد مین بوجہ کم سنی کے شریک نہین کیے گئے سب سے پہلا غزوہ جسمین یہ شریک ہوے خندق ہے اسکے بعد کے تمام غزوات مین شریک رہے جنگ یرموک اور فتح مصر مین بھی شریک تھے۔ اتباع سنت اور زہد و تقوی مین ضرب المثل تھے۔ تمام فتنون سے علیحدہ رہے۔ حضرت علی مرتضے نے جب انکو اپنے ہمراہ لڑنے کے لیے بلایا تو انھون نے کہا اے ابوالحسن اگر آپ مجھے اژدہے کے منھ مین ہاتھ ڈالنے کا حکم دین تو مین بے تامل ڈالدونگا مگر مجھسے یہ نہوگا کہ کسی مسلمان پر تلوار اٹھاؤن۔ حضرت عثمان کے بعد اہل شام نے بہت چاہا کہ یہ خلافت قبول کرلین مگر کسی طرح راضی نہوے ۷۳ھ ہجری مین ابن زبیر کی شہادت کے تین ماہ بعد چوراسی برس کی عمر مین حجاج کے اشارہ سے ایک شخص نے زہر آلود نیزہ انکے پیر مین مارا اُسی سے وفات پائی۔ مقام ذی طوی مین مدفون ہوے۔
۱۴	عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ	۱۲	کنیت ابوالعباس۔ قریشی ہاشمی۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے چچیرے بھائی ہین۔ لقب حبر الامۃ۔ ہجرت سے تین برس پہلے پیدا ہوے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت تیرہ برس کے تھے۔ انھون نے دو مرتبہ حضرت جبرئیل کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس دیکھا تھا حضرت نے انکو دعا دی تھی کہ یا اللہ انکو کتاب اور حکمت کا علم عنایت کر چنانچہ تفسیر قرآن کے بڑے ماہر تھے۔ حضرت فاروق اعظم باوجود اسکے کہ ان

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد حدیث	مختصر حالات صحابی
			وہمارت کے اکثر مسائل مین انسے مشورہ لیتے تھے۔ اخیر عمر مین نابینا ہو گئے تھے۔ انکو دفن کر کے محمد بن حنفیہ نے فرمایا کہ واللہ آج اس امت کا عالم مرگیا۔ ستر برس کی عمر مین بمقام طائف ۶۸ھ ہجری مین وفات پائی۔
۱۵	ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ	۸	نام عبداللہ بن قیس۔ یمن کے رہنے والے ہین۔ قدیم الاسلام ہین قبل از ہجرت مکہ مین جاکر مسلمان ہوے تھے پھر اپنے وطن لوٹ گئے۔ ہجرت کی خبر سنکر اپنے قبیلہ کے پچاس آدمیون کو ساتھ لیکر بقصد مدینہ منورہ چلے مگر ہوا کی ناموافقت سے انکی کشتی حبش مین پہونچی اُن دنون حضرت جعفر طیار حبش ہی مین تھے انکے ساتھ یہ بھی وہان ٹھیر گئے پھر انھین کے ساتھ مدینہ آئے جسوقت یہ سب لوگ مدینہ پہونچے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خیبر فتح کر چکے تھے غنیمت خیبر مین ان سب کو بھی حصہ ملا۔ حضرت ابو موسیٰ مقام زبید اور عدن مین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حاکم رہے اور حضرت فاروق نے انکو بصرہ کا حاکم مقرر کیا پھر حضرت عثمان نے انکو معزول کیا اور چند روز بعد کوفہ کی حکومت دی پھر حضرت علی نے اپنے عہد مین انکو معزول کیا۔ ۲۱ھ ہجری مین انھون نے اصفہان کو فتح کیا اور اس سے پہلے اہواز فتح کر چکے تھے۔ جنگ صفین مین جب لڑائی کو طول ہوا تو حضرت علی نے اپنی طرف سے انکو اور حضرت معاویہ نے اپنی طرف سے حضرت عمرو بن عاص کو حکم مقرر کیا اسی کو واقعہ تحکیم کہتے ہین تحکیم مین انھون نے حضرت علی کو معزول کر دیا مگر حضرت عمرو بن عاص نے حضرت معاویہ کو معزول نہ کیا۔ حضرت ابو موسیٰ نے تریسٹھ برس کی عمر مین بمقام کوفہ ۴۲ھ ہجری مین وفات پائی۔
۱۶	عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ	۳	کنیت ابو محمد۔ انکے والد بھی صحابی ہین مگر یہ اپنے والد سے پہلے اسلام لائے تھے احادیث کے لکھنے کی اجازت انھون نے لی تھی۔ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہین کہ مجھسے زیادہ احادیث کا کوئی حافظ نہ تھا سوا عبداللہ بن عمرو بن عاص کے مگر وہ لکھکر یاد کرتے تھے اور مین بغیر لکھے ہوے۔ جنگ صفین مین اپنے والد کے اصرار سے شریک ہوے مگر لڑے نہین۔ انکے والد حضرت معاویہ کے وزیر تھے۔ جنگ صفین کے بعد حضرت حسین بن علی نے ان سے ترک کلام کر دیا تھا یہ بات انپر بہت شاق تھی بالآخر انھون نے جب اپنی مجبوری بیان کی تو باہم صفائی ہوگئی۔ بہتر سال کی عمر مین ۶۳ھ ہجری مین بمقام مصر وفات پائی۔
۱۷	ابوہریرہ	۲۳	نام و نسب مین بڑا اختلاف ہے مگر سب سے زیادہ مشہور قول یہ ہے کہ قبل از اسلام انکا نام عبد شمس یا عبد عمرو تھا اور بعد اسلام کے عبد اللہ یا عبد الرحمن نام ہوا۔ قبیلہ دوس کے ہین۔ ابوہریرہ انکی کنیت ہے اور یہی زیادہ مشہور ہے یہ کنیت اس سبب سے ہوئی کہ ہریرہ عربی زبان مین چھوٹی بلی کو کہتے ہین اور انھون نے ایک بلی کا بچہ پالا تھا ہر وقت اسکو ساتھ رکھتے تھے۔ غزوۂ خیبر کے زمانہ مین اسلام لائے اور غزوۂ خیبر مین شریک ہوے اور برابر حضرت کی خدمت مین رہے حضر و سفر مین کہین ساتھ نہین چھوڑا نہ کسی دوسرے کام مین سوا حفظ احادیث نبوی کے مشغول ہوے جسقدر حدیثین انسے مروی ہین کسی صحابی سے مروی نہین خود کہتے تھے کہ جسقدر حدیثین مجھے یاد ہین کسی کو یاد نہین سوا عبداللہ بن عمرو بن عاص کے مگر ان مین اور مجھ مین فرق یہ ہے کہ وہ لکھکر یاد کرتے تھے اور مین بغیر لکھے ہوے۔ اٹھتر برس کی عمر مین بمقام مدینہ منورہ ۵۷ھ ہجری مین وفات پائی۔
۱۸	ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا	۱۹	حضرت ابوبکر صدیق کی صاحبزادی ہین۔ حضرت خدیجہ کی وفات کے بعد ہجرت سے تین برس پہلے مکہ مین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے انسے نکاح کیا اسوقت انکی عمر چھ برس کی تھی اور مدینہ منورہ مین جبکہ ان کی عمر نو برس کی ہوئی خلوت فرمائی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت انکی عمر اٹھارہ سال کی تھی۔ حضرت خدیجہ کے بعد تمام ازواج مطہرات سے محبوب تر تھین بڑی عالمہ فاضلہ تھین۔ ۱۷ رمضان

[illegible]	نام صحابی	[illegible]	مختصر حالات صحابی
			سنہ [illegible] ہجری میں بمقام مدینہ منورہ وفات پائی اور جنۃ البقیع میں مدفون ہوئیں نماز جنازہ حضرت ابوہریرہ نے پڑھائی۔
۱۹	انس بن مالک رضی اللہ عنہ	۱۲	انصاری خزرجی۔ دس برس تک رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی۔ انکی والدہ ام سلیم بارگاہ نبوت میں بہت تقرب رکھتی تھیں۔ حضرت انس کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مال اور اولاد میں برکت کی دعا دی تھی چنانچہ انکا باغ سال میں دو مرتبہ پھلتا تھا اور انکی اولاد لڑکے اور لڑکیوں کے لڑکے ملاکر ایک سو بیس تھے۔ نوے برس سے زائد عمر پاکر سنہ ۹۳ ہجری میں بصرہ کے قریب مقام طف میں وفات پائی اور وہین مدفون ہوئے۔ بصرہ میں جسقدر صحابہ تھے سب سے آخر میں انکی وفات ہوئی۔
۲۰	ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ	۶	نام سعد بن مالک ہے۔ انصاری خزرجی ہیں۔ سب سے پہلا غزوہ جس میں یہ شریک ہوئے خندق تھا۔ انکے والد احد میں شہید ہوئے تھے۔ افاضل صحابہ سے ہیں سنہ ۷۴ ہجری میں بمقام مدینہ منورہ وفات پائی اور جنۃ البقیع میں دفن ہوئے۔
۲۱	جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما	۸	انصاری خزرجی۔ بیعت عقبہ ثانیہ میں بحالت صغر سنی اپنے والد کے ہمراہ شریک ہوئے تھے۔ غزوۂ بدر و احد میں انکی شرکت مختلف فیہ ہے بعد کے تمام غزوات میں شریک رہے۔ جنگ صفین میں حضرت علی کے ساتھ تھے۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی بشارت کے موافق محمد بن علی بن حسین (یعنی امام باقر) کی تعلیم و تربیت انھین نے کی۔ احادیث کے حافظ تھے۔ چورانوے برس کی عمر پاکر سنہ ۷۴ ہجری میں بمقام مدینہ منورہ وفات پائی۔ شرکای بیعت عقبہ میں سب سے آخر میں انھین کی وفات ہوئی۔
۲۲	عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ	۲	کنیت ابو الیقظان۔ یہ اور انکے والد یاسر اور انکی والدہ سمیہ سابقین اولین میں سے ہیں۔ حضرت عمار سے پہلے صرف تیس آدمی مسلمان ہوئے تھے۔ سمیہ چونکہ لونڈی تھیں اسوجہ سے انکے مالک نے عمار کو بھی غلام بنا لیا تھا۔ یہ تینوں راہ خدا میں بہت ستائے جاتے تھے کبھی انکی طرف سے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا گذر ہوتا تو آپ کو بڑا ملال ہوتا اور فرماتے صبرًا یا آل یاسر صبر کرو حضرت عمار کو ایک مرتبہ کلمات کفر کہنے پر ان لوگون نے مجبور کیا اور انکو کہنا پڑے انکی والدہ کو ستاتے ستاتے مار ڈالا انکی شرمگاہ مین نیزہ مارا گیا جس سے وہ شہید ہو گئیں۔ حضرت عمار بارگاہ نبوت مین بہت مقرب تھے حضرت نے فرمایا تھا کہ تمکو گروہ باغی قتل کریگا۔ حضرت فاروق نے انکو کوفہ کا حاکم بنایا اور اہل کوفہ کو لکھا کہ مین نے عمار کو تمپر حاکم اور عبداللہ بن مسعود کو انکا وزیر اور تمہارا معلم بناکر بھیجا ہے یہ دونوں برگزیدہ اصحاب نبی سے ہین تم لوگ انکی پیروی کرو۔ پھر حضرت فاروق نے جب انکو معزول کیا تو پوچھا کہ تم معزولی سے ناخوش تو نہین ہوئے انھون نے کہا معزولی سے تو ناخوش نہین ہوا ہان البتہ تقرری سے ناخوش ہوا تھا۔ جنگ جمل و صفین مین حضرت علی کے ساتھ تھے جنگ صفین مین شہید ہوئے انکی شہادت کے بعد حضرت علی نے حضرت معاویہ سے کہلوا بھیجا کہ عمار کو تم لوگون نے شہید کیا اور حضرت فرما چکے ہین کہ عمار کو گروہ باغی قتل کریگا معلوم ہوا تم لوگ باغی ہو حضرت معاویہ نے اسکی تاویل کی۔ حضرت عمار کی شہادت سنہ ۳۷ ہجری مین بعمر ۹۴ سال ہوئی۔
۲۳	حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ	۹	انکے والد کا نام حسل یا حسیل ہے۔ یمان لقب ہے۔ جب ہجرت کرکے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی حضور مین حاضر ہوئے تو حضرت نے انکو اختیار دیا چاہے مہاجرین مین رہین چاہے انصار مین شامل ہو جائین۔ انکے والد غزوۂ احد مین شہید ہوئے۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے منافقین کے اسرار اور حالات انکو بتائے تھے حضرت عمر انسے منافقون کے اور فتن کے حالات اکثر پوچھا کرتے تھے ایک مرتبہ پوچھا کہ میرے عمال مین کوئی منافق تو نہین ہے انھون نے ایک شخص کو بتایا حضرت فاروق نے فوراً اسکو موقوف کر دیا۔ حضرت فاروق نے انکو مدائن کا حاکم مقرر کیا تھا اور انسے بہت راضی رہے۔

[illegible]	نام صحابی	[illegible]	مختصر حالات صحابی
۲۴	ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ	۲	نام جندب بن جنادہ ۔ کنیت ابو ذر ۔ غفار اس قبیلہ کا نام ہے جسکی طرف یہ منسوب ہیں ۔ قدیم الاسلام ہیں ہجرت سے پہلے مکے جاکر اسلام لائے اور پھر لوٹ کر اپنے وطن میں مقیم رہے یہانتک کہ ہجرت کے بعد جب غزوۂ بدر و اُحد و خندق ہوچکے یہ مدینہ منورہ میں آئے اور برابر رہے ہیں حضرت نے انکی نسبت فرمایا کہ انسے زیادہ سچ بولنے والا روی زمین پر کوئی نہیں ۔ حضرت ابوبکر صدیق کی وفات کے بعد شام چلے گئے اور وہان رہنے لگے حضرت عثمان کے زمانہ میں حضرت معاویہ نے جو اسوقت شام کے حاکم تھے انکی شکایت کی ۔ بات یہ تھی کہ حضرت ابو ذر کے مزاج میں زہد غالب تھا اور بعض حدیث سے انکو ایسا سمجھ میں آیا تھا کہ مال جمع کرنا قطعاً ناجائز ہے انھون نے اسی کا وعظ ملک شام میں کہا اور حضرت معاویہ پر اعتراض کیا کہ وہ مال جمع کرتے ہیں حضرت معاویہ نے حضرت عثمان کو شکایت لکھی حضرت عثمان نے انکو وہان سے بلا کر مقام ربذہ میں بھیجدیا باقی عمر انکی وہین گزری ربذہ ایک جنگل کا نام تھا نہ وہان آبادی تھی نہ کوئی چیز ملتی تھی جب انکی وفات کا وقت آیا تو انکی بی بی رونے لگیں کہ اس جنگل میں تجہیز و تکفین کیسے ہوگی کفن کے لیے کپڑا بھی نہ تھا تو اُنھون نے کہا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک روز فرمایا تھا کہ تم مین سے ایک شخص کی وفات جنگل میں ہوگی اور اسکی تجہیز و تکفین میں مومنون کی ایک جماعت شریک ہوگی چنانچہ ایسا ہی ہوا ۔ حضرت ابن مسعود اور نیز اور چند لوگ آگئے اور اُنھون نے تجہیز و تکفین کی ۳۲ سنہ ہجری میں وفات پائی ۔
۲۵	مقداد ابن اسود رضی اللہ عنہ	۱	انکے والد کا نام عمرو بن ثعلبہ ہے اسود انکے والد نہ تھے بلکہ اسود نے انکو متبنّٰی کیا تھا ۔ سابقین اولین میں ہیں انسے پہلے صرف چھ آدمی مشرف باسلام ہوچکے تھے حبش کی طرف بھی انھون نے ہجرت کی تھی پھر حبش سے لوٹ کر مکہ آئے اور جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تو یہ ہجرت نہ کرسکے چندروز بعد ہجرت کی ۔ غزوہ بدر میں شریک تھے اور اس غزوہ میں انسے کارنمایان ظاہر ہوے ۔ بہت صاحب شجاعت تھے ۳۳ سنہ ہجری میں بعمر ۷۰ سال مقام جرف میں جو مدینہ منورہ سے تین میل ہے وفات پائی اور وہان سے انکی نعش مدینہ منورہ میں آئی اور جنۃ البقیع میں مدفون ہوے ۔
۲۶	خباب بن ارت رضی اللہ عنہ	۱	کنیت ابو محمد ہے ۔ زمانۂ جاہلیت میں لوگون نے انکو گرفتار کرکے اہل مکہ کے ہاتھ بیچڈالا تھا ۔ سابقین اولین میں سے ہیں یہان لوگون میں ہیں جنپر راہ خدا میں سخت مظالم کیے گیے ۔ آگ کے انگارون پر لٹائے جاتے تھے اور سر پر گرم لوہا رکھا جاتا تھا ۔ پیٹھ میں اُنکی داغ پڑگئے تھے جو اخیر عمر تک رہے ۔ تمام مشاہد خیر میں شریک ہوے ۔ کوفہ میں سکونت اختیار کی تھی ۔ اخیر عمر میں ایک سخت اور طویل مرض میں مبتلا ہوے جسمیں ایسی سخت تکلیف انکو تھی کہ کہتے تھے اگر موت کی دعا مانگنا منع نہوتا تو میں موت کی دعا مانگتا جب انکی وفات کا وقت قریب آیا تو صحابہ کرام نے انسے کہا کہ آپ خوش ہون کہ وہ وقت آگیا کہ آپ اپنے بھائیون کے پاس حوض کوثر پر جائیں اُنھون نے کہا آپ لوگ میرے اُن بھائیون کا ذکر کرتے ہیں جو گذر چکے جنھون نے دنیا میں کچھ آرام نہیں پایا میں نے تو بہت نعمتیں پائیں میں ڈرتا ہون کہ کہیں میرے اعمال کا بدلا دنیا میں نہ ملگیا ہو ۔ شدت مرض کی وجہ سے جنگ صفین میں نہیں شریک ہوسکے اور ۳۷ سنہ ہجری میں بعمر ۷۳ سال وفات پائی اور یہ پہلے صحابی ہیں جو کوفہ میں مدفون ہوے ۔
۲۷	بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ	۵ [illegible]	کنیت ابو عبداللہ ہے ۔ سفر ہجرت کے وقت جب حضرت انکے یہان پہونچے انکا وطن راستہ ہی میں تھا تو یہ سب لوگ جو تقریباً اسی گھر کے تھے اسلام لائے ۔ پھر غزوۂ احد کے بعد حاضر خدمت ہوے اور حدیبیہ اور بیعۃ الرضوان میں شرکت کی حضرت کے بعد انھون نے بصرہ میں سکونت اختیار کی پھر وہان سے جہاد کے لیے خراسان گئے بعد اسکے مرو میں قیام کیا اور وہین ۶۲ سنہ ہجری میں بعہد یزید بن معاویہ وفات پائی ۔

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد روایت	مختصر حالات صحابی
۲۸	عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ	۳	اس نام کے دو صحابی ہین دونون کے باپ کا نام بھی ایک ہی دادا کے نام مین اختلاف ہی ایک کے دادا کا نام عابس ہی اور دوسرے جنکے دادا کا نام نابی ہی وہ مرتبہ مین افضل و اشرف ہین - قدیم الاسلام ہین - بیعت عقبۂ اولی اور بدر و احد مین شریک تھے جنگ یمامہ مین بعہد حضرت صدیق شہید ہوے اور وہ عقبہ جنکے دادا کا نام عابس ہی جہنی کے ساتھ مشہور ہین وہ ہجرت کے بعد اسلام لائے تھے اور حضرت معاویہ کے ساتھیون مین سے تھے مصر کے والی بنائے گئے تھے اور وہین رہتے تھے وہین ۵۹ھ ہجری مین وفات پائی مصنف نے جو روایتین نقل کی ہین وہ عقبہ بن عامر بن عابس جہنی کی ہین جیساکہ ایک سند مین اسکی تصریح ہی-
۲۹	سفینہ رضی اللہ عنہ	۲	رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ہین انکا نام پہلے اور کچھ تھا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے انکا نام سفینہ رکھا بوجہ اسکے کہ یہ بوجھ زیادہ اٹھاتے تھے جب ان سے کوئی انکا پہلا نام پوچھتا تو نہ بتاتے اور کہتے کہ مین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے رکھے ہوئے نام کو دوست رکھتا ہون - ایک مرتبہ انکو سفر مین ایسا اتفاق ہوا کہ کشتی پر سوار تھے کشتی ٹوٹ گئی اسکے ایک تختہ پر یہ بیٹھے ہوے تھے وہ تختہ نہ ڈوبا اور کنارے آلگا یہ اُترے تو دیکھا کہ ایک شیر کھڑا ہی ایک مصیبت سے بچے تو دوسری سامنے ہی شیر انکی طرف آنے لگا اسوقت کہا کہ ای شیر مین سفینہ ہون رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا غلام یہ سنتے ہی شیر دم ہلانے لگا اور انکو راستہ پر پہونچا گیا-
۳۰	عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ	۲	کنیت ابو نجیح ہی - اصحاب صفہ مین سے ہین - اخیر عمر مین ملک شام چلے گئے تھے وہین رہتے تھے اور وہین ۷۵ھ ہجری مین وفات پائی -
۳۱	عبد الرحمن بن غنم رضی اللہ عنہ	۲	اشعری - صحابی نہین ہین - مخضرم ہین - رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین مسلمان ہوگئے تھے مگر شرف زیارت سے مشرف نہو سکے جب حضرت معاذ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یمن کا قاضی بنایا یہ حضرت معاذ کے ساتھ رہے بہت بڑے فقیہ تھے اکابر صحابہ سے مثل حضرت فاروق و حضرت معاذ کے روایت کرتے ہین ۷۸ھ ہجری مین وفات پائی -
۳۲	ابو الرداد رضی اللہ عنہ	۱	حجازی ہین - نام انکا نہین معلوم ہوسکا ذو الحلیفہ مین رہتے تھے بڑے تیز رفتار تھے کہتے ہین مین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز پڑھتا تھا پھر وہان سے روانہ ہوکر غروب آفتاب سے پہلے اپنے مقام پر پہونچ جاتا تھا -
۳۳	ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ	۱	نام صدی بن عجلان ہی مگر کنیت زیادہ مشہور ہی باہلہ ایک قبیلہ ہی جسکی طرف یہ منسوب ہین - احادیث نبویہ انھون نے بہت روایت کی ہین - مقام حمص مین جو ملک شام کا ایک صوبہ ہی رہتے تھے اور وہین اکانوے برس کی عمر مین ۸۶ھ ہجری مین وفات پائی بعض لوگون نے کہا ہی کہ ملک شام مین یہ سب کے بعد وفات پانیوالے صحابی ہین مگر صحیح یہ ہی کہ شام مین سب کے بعد وفات پانیوالے صحابی عبد اللہ بن بسر ہین -
۳۴	سالم بن عبید اشجعی	۱	اشجع قبیلہ کا نام ہی جسکی طرف یہ منسوب ہین - انکا شمار اہل صفہ مین ہی - آخر مین کوفہ کی سکونت اختیار کرلی تھی -
۳۵	عرفجہ بن شریح	۱	انکے والد کا نام شریح ہی - کوفہ کی سکونت اختیار کی تھی -
۳۶	عیاض بن حمار مجاشعی رضی اللہ عنہ	۱	مجاشع قبیلہ کا نام ہی جسکی طرف یہ منسوب ہین - بصرہ مین رہتے تھے - رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے اور ان سے پرانی دوستی تھی -
۳۷	ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ	۱	کنیت انکی ابو فراس ہی - قدیم الصحبۃ ہین - اصحاب صفہ مین ہین شب کو حجرۂ مقدسہ کے دروازہ پر رہتے تھے اور تہجد کے وقت وضو کے لیے پانی دیا کرتے تھے واقعہ حرہ کے بعد ۶۳ھ ہجری مین وفات پائی -

نمبر	نام صحابی	[illegible]	مختصر حالات صحابی ۱
۳۸	ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ	۱	نام نضلہ بن عبید۔ قدیم الاسلام ہین۔ تمام غزوات مین شریک رہے حضرت کی وفات کے بعد بصرہ چلے گئے پھر خراسان مین جہاد کیا اور مقام مرو مین سنہ ۶۰ ہجری مین وفات پائی۔
۳۹	عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ	.	کنیت ابونجیح۔ قدیم الاسلام ہین مکہ مین اسلام لانیکے بعد اپنے وطن چلے گئے اور خبر ہجرت کے منتظر رہے جسوقت یہ مدینہ منورہ ہو پہنچے غزوۂ بدر و احد و خندق ہو چکا تھا۔ اخیر مین شام چلے گئے تھے اور وہین رہے۔
۴۰	سلمان فارسی رضی اللہ عنہ	۱	کنیت ابوعبداللہ۔ ملک فارس کے رہنے والے تھے۔ پہلے آتش پرست تھے یکایک انکو اس مذہب سے نفرت پیدا ہوئی اور دین حق کی تلاش مین گھر سے نکلے چنانچہ یہ نصرانی ہوگئے اور مذہب نصرانیت کا علم خوب حاصل کیا اسکے بعد دیگرے کئی نصرانی علما کی خدمت مین رہے آخری عالم نے انکو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ظہور کا زمانہ قریب آجانے کی بشارت دی اور آپکے ہجرت گاہ کی علامتین بتائین اور کہا تم وہین چلے جاؤ اور انپر ایمان لاؤ چنانچہ انھون نے عرب کا قصد کیا اتنے مین ایک قافلہ عرب کا انکو ملا یہ اس قافلہ کے ساتھ ہوگئے قافلہ والون نے انکو غلام بناکر مکہ مین بیچ ڈالا مکہ والون سے انکو مدینہ کے یہودیون نے مول لے لیا چنانچہ یہ مدینہ مین رہے یہانتک کہ حضرت ہجرت کرکے تشریف لائے اور یہ دولت ایمان سے مشرف ہوے حضرت نے انکو فرمایا کہ سلمان ہمارا اہل بیت مین سے ہین۔ انکے فضائل بہت ہین انکی عمر بہت طویل تھی ڈھائی سو برس مین توکچھ شک نہین اور بعض لوگون نے ساڑھے تین سو برس بیان کیے ہین۔ بمقام مدائن سنہ ۳۵ ہجری مین وفات پائی۔
۴۱	ذی مخمر رضی اللہ عنہ	۱	بعض لوگ انکا نام ذی مخبر کہتے ہین۔ نجاشی بادشاہ حبش کے بھتیجے ہین۔ حبش سے بہتر آدمیون کے ساتھ آئے تھے حضرت کی خدمت کیا کرتے تھے اسی وجہ سے بعض لوگ انکو حضرت کا غلام سمجھتے تھے۔ اخیر مین ملک شام چلے گئے تھے
۴۲	عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ	۳	کنیت ابوعبدالرحمن۔ سب سے پہلا غزوہ جسمین یہ شریک ہوے خیبر تھا۔ فتح مکہ کے دن قبیلۂ اشجع کا جھنڈا انھین کے ہاتھ مین تھا۔ مقام دمشق مین سنہ ۷۳ ہجری مین وفات پائی۔
۴۳	عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ	۱	کنیت ابوسعید۔ اصحاب بیعۃ الرضوان سے ہین۔ انکو حضرت عمر نے تعلیم دین کے لیے بصرہ بھیجا تھا جب شہر تستر فتح ہوا تو سب سے پہلے اُسکے دروازہ مین یہی داخل ہوے۔ بمقام بصرہ سنہ ۵۹ ہجری مین وفات پائی اور حضرت ابوبرزہ نے انکے جنازے کی نماز پڑھائی۔
۴۴	ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا	۲	حضرت فاروق اعظم کی صاحبزادی ہین انکے پہلے شوہر خنیس بن حذافہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد شعبان سنہ ۳ ہجری مین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے انسے نکاح کیا۔ حضرت جبریل نے انکے متعلق کہا تھا کہ یہ آپکی زوجہ ہین دنیا و آخرت مین بڑی عبادت گذار تھین۔ ساٹھ برس کی عمر مین شعبان سنہ ۴۵ مین وفات پائی۔
۴۵	معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ	۱	کنیت ابوعبداللہ۔ انصاری خزرجی۔ یہ اُن ستر آدمیون مین ہین جو بیعت عقبۂ ثانیہ مین شریک تھے بدر و احد اور نیز تمام مشاہد مین شریک ہوے حضرت نے انکو یمن کا قاضی مقرر فرمایا تھا اور حضرت عمر نے انکو بعد حضرت ابوعبیدہ کے شام کا عامل مقرر کیا تھا اسی سال سنہ ۱۸ھ مین بعمر ۳۸ سال طاعون عمواس مین وفات پائی۔
۴۶	اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ	۱	انصاری خزرجی۔ سید القرا۔ کنیت ابوالمنذر۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم انکو سید الانصار اور حضرت فاروق اعظم سید المسلمین فرماتے تھے یہ اُن لوگون مین ہین جنھون نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے قرآن حفظ کر لیا تھا اور حضرت کے سامنے فتوی دیتے تھے کتابت وحی کی خدمت سے بھی ممتاز ہوے ہین۔ ایکمرتبہ حضرت نے انسے فرمایا کہ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ انکو سورۂ لم یکن سناؤن سنہ ۳۰ ہجری مین بعہد حضرت عثمان وفات پائی۔

نمبر	نام صحابی	[illegible]	مختصر حالات صحابی
۴۷	ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ	۱	نام خالد بن زید ہے- انصاری خزرجی ہیں- قدیم الاسلام ہیں بیعت عقبہ اور بدر اور تمام مشاہد میں شریک ہوے جب حضرت ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو انھیں کے یہاں اُترے اور جبتک مسجد اقدس اور حجرۂ شریفہ تیار نہیں ہو انھیں کے یہاں رہے یہ شرف و عزت انکی بہت نمایاں ہے حضرت علی مرتضے کے ساتھ انکی تمام لڑائیوں میں شریک رہے ۵۲ھ ہجری میں وفات پائی اور بموافق وصیت قسطنطنیہ کے قریب دفن کیے گئے ان کی قبر زیارت گاہ ہے اور لوگ وہاں پانی برسنے کی دعا مانگتے ہیں-
۴۸	ابوالدرداء رضی اللہ عنہ	۲	نام عویمر بن عامر- درداء انکی صاحبزادی کا نام تھا- انصاری خزرجی ہیں- غزوۂ بدر کے بعد اسلام لائے تھے اُحد اور اُسکے بعد کے تمام مشاہد میں شریک رہے افاضل صحابہ سے ہیں- بوقت وفات بہت روتے تھے بڑے خائف تھے کلمہ طیبہ پڑھتے پڑھتے روح قبض ہو گئی- اخیر عمر میں شام کی سکونت اختیار کی تھی- حضرت عثمان کی شہادت سے دو برس پہلے یعنی ۳۳ھ ہجری میں بمقام دمشق وفات پائی-
۴۹	اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ	۲	کنیت انکی ابو یحیی ہے- انصاری اوسی ہیں- قدیم الاسلام ہیں- بیعت عقبہ ثانیہ میں شریک تھے- شرکت بدر میں اختلاف ہے مگر احد اور اسکے بعد تمام غزوات میں شریک رہے- آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو نعم الرجل یعنی کیا اچھا آدمی فرمایا تھا انھیں کا واقعہ ہے کہ سورۂ بقرہ شب کو اپنے گھر میں پڑھ رہے تھے کہ انھوں نے دیکھا آسمان سے ایک چیز مثل سائبان کے اتر رہی ہے اسمیں شمعیں روشن ہیں گھوڑا انکا قریب تھا وہ بھڑکنے لگا انھوں نے تلاوت موقوف کر دی حضرت نے فرمایا وہ فرشتے تھے- فتح بیت المقدس میں حضرت فاروق کے ہمراہ تھے- شعبان ۲۰ھ ہجری میں بعہد حضرت فاروق وفات پائی جنۃ البقیع میں دفن ہوے
۵۰	زید بن ثابت رضی اللہ عنہ	۱	کنیت ابو سعید- انصاری خزرجی- بوقت ہجرت انکی عمر گیارہ برس کی تھی- بدر میں کم سنی کے سبب شریک نہو سکے اور احد میں اختلاف ہے مگر خندق اور اسکے بعد تمام غزوات میں بالاتفاق شریک رہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور شیخین رضی اللہ عنہما کی طرف سے خط کتابت کا کام کرتے تھے حضرت کے پاس بعض بعض خطوط سریانی زبان میں آتے تھے لہذا انکو سریانی زبان سیکھنے کا حکم ہوا تھا شیخین رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں کتابت مصحف کی عظیم الشان خدمت انھیں سے لیگئی- علم فرائض کے خاصکر بہت بڑے ماہر تھے جب انکی وفات ہوئی تو حضرت ابوہریرہ نے کہا واللہ آج اس امت کا بہت بڑا عالم مرگیا ۴۵ھ ہجری میں بعمر ۵۶ سال مدینۂ منورہ میں وفات پائی-
۵۱	زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ	۱	انصاری خزرجی ہیں- یہ وہی ہیں جنکا بعد وفات کلام کرنا مروی ہے انکے والد حضرت خارجہ بھی صحابی ہیں وہ احد میں شہید ہو گئے تھے حضرت زید بوجہ صغر سنی کے غزوۂ بدر میں نہیں شریک ہو سکے-
۵۲	رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ	۱	انصاری خزرجی- قدیم الاسلام ہیں بیعت عقبہ میں شریک تھے بدر اور احد اور تمام مشاہد میں شریک رہے جنگ جمل و صفین میں حضرت علی مرتضے کے ہمراہ تھے-
۵۳	رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ		انصاری اوسی ہیں کنیت ابو عبد اللہ بدر میں بوجہ کم سنی کے شریک نہو سکے احد اور خندق اور اکثر مشاہد میں شریک رہے- احد کے دن انکی چھاتی یا گردن میں تیر لگ گیا تھا تیر تو انھوں نے نکال لیا مگر گانسی اسکی رہ گئی وہ تمام عمر رہی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن میں تمہارے لیے شہادت دونگا انکا وہ زخم عبد الملک بن مروان کے زمانہ میں کھل گیا اور چھیاسی برس کی عمر میں ۷۴ھ ہجری میں وفات پائی-
۵۴	ابو سعید بن معلی رضی اللہ عنہ	۱	نام حارث ہے- انصاری ہیں جس سال رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے اسی سال انکی ولادت ہوئی ۷۴ھ میں وفات پائی-
۵۵	براء بن عازب رضی اللہ عنہ	۱	انصاری اوسی کنیت ابو عمارہ- غزوۂ بدر میں بوجہ کم سنی کے شریک نہو سکے اسکے بعد کے غزوات میں شریک رہے- ۲۴ھ میں انھوں نے رے کو فتح کیا اور تستر کی لڑائی میں بھی حضرت ابو موسی کے ساتھ تھے حضرت علی کے ہمراہ جنگ جمل و صفین و نہروان میں شریک ہوے اور بالآخر کوفہ ہی میں رہ گئے وہیں بعہد مصعب بن زبیر وفات پائی
۵۶	ام حرام بنت ملحان	۱	انصاریہ ہیں حضرت انس بن مالک کی سگی خالہ ہیں حضرت عبادہ بن صامت کی بی بی ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اکثر انکے گھر میں تشریف لیجایا کرتے تھے

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد روایات	مختصر حالات صحابی
			حضرت عثمان کی خلافت میں اپنے شوہر کے ہمراہ جہاد روم میں وفات پائی۔ اور مقام قبرص میں انکی قبر ہے۔
۵۷	سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ	۲	پہلے نام انکا حزن تھا حضرت نے اسکو بدلکر سہل رکھا۔ کنیت ابو العباس۔ انصاری ہیں بوقت وفات نبوی پندرہ برس کے تھے بڑی عمر پائی یہانتک کہ حجاج بن یوسف کا زمانہ انکو ملا۔ حجاج نے سنہ ۷۴ھ میں انکو خط لکھا کہ تمنے امیر المومنین عثمان کی مدد کیوں نہ کی انھوں نے لکھا میں نے مدد کی تھی حجاج نے لکھا کہ تم جھوٹ بولتے ہو اور حاکم مدینہ کو لکھا کہ انکی گردن میں مہر لگادی جائے اس قسم کی مہر حضرت انس کی گردن میں اور حضرت جابر کے ہاتھ میں بھی لگائی گئی تھی مطلب یہ تھا کہ انکی تذلیل ہو۔ مدینہ منورہ میں سب صحابہ کے آخر میں انکی وفات ہوئی چنانچہ یہ خود کہا کرتے تھے کہ میرے مرجانے کے بعد پھر تم لوگ کسی کو قَالَ رَسُولُ اللہ کہتے ہوے نہ سنوگے۔ چھیانوے برس کی عمر پاکر سنہ ۹۱ ہجری میں وفات پائی۔
۵۸	نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ	۱	کنیت ابو عبد اللہ انصاری ہیں۔ یہ سب سے پہلے شخص ہیں جو بعد ہجرت کے انصار کے یہان پیدا ہوے بوقت وفات نبوی انکی عمر ۸ برس کی تھی انکے والدین بھی صحابی ہیں۔ کوفہ کی سکونت اختیار کی تھی اور حضرت معاویہ کے زمانہ میں وہان کے حاکم بھی تھے حضرت عمر کی طرف سے نہاوند کے لشکر کے سردار تھے اور اسی جہاد میں سنہ ۲۱ ہجری میں شہید ہوے۔
۵۹	عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہ	۱	انصاری اوسی۔ قدیم الاسلام ہیں۔ بیعت عقبہ ثانیہ میں شریک تھے۔ اور بدر واحد وغیرہ تمام مشاہد خیر میں ہمرکاب نبوت رہے۔ بقول بعض رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں اور بقول بعض حضرت فاروق کی خلافت میں بعمر ۶۵ سال وفات پائی۔
۶۰	شداد بن اوس رضی اللہ عنہ	۱	دو صحابی اس نام کے ہیں دادا کے نام میں اختلاف ہے انکے دادا کا نام ثابت ہے یہ حضرت حسان بن ثابت کے بھتیجے ہیں آخر میں بیت المقدس کی سکونت اختیار کی تھی حضرت عبادہ بن صامت اور حضرت ابو الدرداء انکی نسبت فرماتے تھے کہ یہ اہل علم و فضل سے ہیں۔ ملک شام میں بعمر ۷۵ سال سنہ ۵۸ھ میں وفات پائی
۶۱	حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ	۳	کنیت ابو الولید۔ انصاری خزرجی۔ لقب شاعر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم۔ اعلے درجہ کے شاعروں میں تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی مدح اور کفار کی ہجو میں انکے بہت اشعار ہیں حضرت فرماتے تھے کہ انکا شعر کافروں پر تیر سے بھی زیادہ کارگر ہے۔ حضرت مسجد شریف میں انکے لیے منبر رکھوا دیتے تھے یہ اسپر کھڑے ہو کر نعت کے اشعار پڑھتے تھے سنہ ۴۰ ہجری سے پہلے حضرت علی مرتضے کی خلافت میں وفات پائی۔
۶۲	ابو الہیثم بن تیہان رضی اللہ عنہ	۱	نام مالک ہے۔ انصاری ہیں۔ قدیم الاسلام ہیں۔ بیعت عقبہ میں شریک تھے بدر میں اور احد میں اور تمام مشاہد میں ہمرکاب نبوت رہے سنہ ۲۰ ہجری میں بعہد خلافت حضرت فاروق وفات پائی۔
۶۳	کعب بن عجرہ	۱	انصار کے حلیف تھے۔ متاخر الاسلام ہیں۔ بعد اسلام کے تمام مشاہد میں شریک ہوے بمقام مدینہ منورہ سنہ ۵۱ھ میں بعمر ۷۵ سال وفات پائی۔
۶۴	جابر بن سمرہ	۲	حضرت سعد بن ابی وقاص کی بہن کے بیٹے ہیں۔ بالآخر کوفہ میں رہتے تھے اور وہیں سنہ ۷۴ ہجری میں وفات پائی۔
۶۵	عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ	۲	انکے والد حاتم طائی سخاوت میں ضرب المثل ہیں شعبان سنہ ۹ ہجری میں حضور نبوی میں حاضر ہوے اور پہلے عیسائی تھے زمانہ ردت میں ثابت قدم رہے جنگ جمل و صفین میں حضرت علی کے ساتھ تھے جنگ جمل میں انکی ایک آنکھ شہید ہوگئی سنہ ۶۷ ہجری میں وفات پائی۔
۶۶	کرز بن علقمہ رضی اللہ عنہ	۱	فتح مکہ میں اسلام لائے تھے اور بڑی عمر پائی تھی۔ حضرت معاویہ کے زمانہ میں نشانات حرم کی تجدید انھیں نے کی تھی۔ یہ کرز وہی شخص ہیں جنھوں نے شب غار میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تعاقب کیا تھا مگر جب غار کے موضع پر انھوں نے مکڑی کا جالا دیکھا تو کہا کہ یہیں سے نشان گم ہوگیا ہے۔ اعلے درجہ کے قدم شناس تھے انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پیر کو دیکھکر کہا تھا کہ یہ قدم اسی قدم کی نسل سے ہے جسکا نشان مقام ابراہیم میں ہے۔
۶۷	عبد اللہ بن حوالہ	۲	ملک شام کے مقام اردن میں رہتے تھے انھوں نے حضرت سے پوچھا تھا کہ آپ فتنہ کے زمانہ میں مجھے کہان رہنے کا حکم دیتے ہیں حضرت نے فرمایا

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد احادیث	۱ مختصر حالات صحابی
			ملک شام کا انہوں نے ملک شام میں سنہ ۱۸ ہجری میں وفات پائی ۔
۶۸	ہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہ		کنیت ابو عمرو ۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بھتیجے ہیں ۔ فتح مکہ میں اسلام لائے ۔ بڑے بہادر تھے ۔ یرموک کے واقعہ میں انکی ایک آنکھ شہید ہو گئی تھی ملک فارس کا صوبہ جلولا انہیں نے فتح کیا تھا ۔ جنگ صفین میں حضرت علی مرتضیٰ کے ساتھ تھے اور اسی میں شہید ہوئے
۶۹	نافع بن عتبہ	۱	حضرت سعد بن ابی وقاص کے بھتیجے ہیں ۔ فتح مکہ میں اسلام لائے تھے ۔ انکا شمار اہل کوفہ میں ہے ۔
۷۰	عبد اللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ	۱	قریشی تیمی انکی والدہ زینب بنت حمید انکو صغر سنی میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لیگئی تھیں حضرت نے انکے سر پر ہاتھ پھیرا تھا اور انکو برکت کی دعا دی تھی مگر بوجہ صغر سن کے انسے بیعت نہیں لی ۔
۷۱	عمران بن حصین	۱	فتح خیبر کے سال اسلام لائے تھے فضلای صحابہ میں سے تھے ۔ انکے والد بھی مسلمان ہو گئے تھے ۔ اخیر میں بصرہ کی سکونت اختیار کی تھی اور وہیں سنہ ۵۲ھ میں وفات پائی ۔
۷۲	عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ	۱	حضرت صدیق کے فرزند اور ام المومنین عائشہ کے سگے بھائی ہیں ۔ صلح حدیبیہ کے سال اسلام لائے حضرت صدیق کی اولاد میں سب سے بڑے یہی تھے سنہ ۵۳ ہجری میں وفات پائی ۔
۷۳	عثمان بن ارقم	۱	انکے والد وہی ارقم بن ابی ارقم ہیں جنکے گھر میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم قبل ہجرت رہے تھے ۔ یہ عثمان اہل بدر میں سے ہیں ۔
۷۴	اسود بن سریع	۱	تیمی اسدی ہیں کنیت ابو عبد اللہ ۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہادوں میں شریک ہوئے ہیں ۔ یہ سب سے پہلے شخص ہیں جنھوں نے بصرہ کی جامع مسجد میں وعظ کہا ۔
۷۵	ابو جحیفہ سوائی رضی اللہ عنہ	۳	نام انکا وہب بن عبد اللہ ہے ۔ صغار صحابہ میں ہیں ۔ جب حضرت کی وفات ہوئی تو یہ سن بلوغ کو نہ پہنچے تھے مگر آپ سے احادیث سنی تھیں اور انکی روایت کرتے تھے ۔ کوفہ کی سکونت اختیار کی تھی اور وہیں سنہ ۷۴ ہجری میں وفات پائی ۔
۷۶	عبد اللہ بن سعد رضی اللہ عنہ	۳	قریشی اسدی ۔ انکی والدہ ام المومنین ام سلمہ کی بہن تھیں ۔ کچھ دنوں حضرت کی دربانی کی خدمت پر مقرر رہے ہیں ۔ انکا شمار اہل مدینہ میں ہے ۔ یہ عبد اللہ حضرت عثمان کے ساتھ انکے محاصرہ کے زمانہ میں شہید ہوئے
۷۷	ابو بکرہ ثقفی	۲	نام انکا نفیع بن حارث ہے غزوہ طائف میں اسلام لائے تھے انکی کنیت ابو بکرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی تھی ۔ بصرہ کی سکونت اختیار کی تھی اور وہیں سنہ ۵۱ھ میں وفات پائی ۔
۷۸	سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ	۱	کنیت ابو سعید ۔ بصرہ میں رہتے تھے ۔ انکے والد کے انتقال کے بعد انکی والدہ انکو لیکر مدینہ میں آئیں ۔ احد کی لڑائی میں شریک تھے حضرت نے ایک مرتبہ بیان فرمایا کہ تم میں سے سب کے بعد جو شخص مریگا وہ آگ میں ہوگا اس مجلس میں آٹھ آدمی تھے جنمیں ایک یہ تھے اور ایک حضرت ابو ہریرہ لوگ یہ سمجھتے تھے کہ آگ سے جہنم کی آگ مراد ہے چنانچہ اس مجلس کے سب لوگوں کا انتقال ہو گیا صرف یہ اور حضرت ابو ہریرہ باقی رہگئے حضرت ابو ہریرہ کو بڑی فکر تھی کہ کہیں وہ شخص میں تو نہیں ہوں چنانچہ اکثر سمرہ کی حالت پوچھا کرتے تھے اگر کوئی کہدیتا کہ انکا انتقال ہو گیا تو انکو غش آجاتا اس خوف سے کہ سب کے بعد مرنے والا میں ہی ہوں مگر حضرت ابو ہریرہ کا انسے پہلے انتقال ہو گیا اور سنہ ۵۹ ہجری میں بمقام بصرہ انکو مرض کزاز لاحق ہوا سردی کی شدت سے یہ گرم پانی دیگوں میں بھروا کر انپر بیٹھتے تھے ایک مرتبہ اسیطرح بیٹھے ہوئے تھے کہ دیگ میں گر گئے دیگ کا پانی خوب گرم تھا اسی سے وفات پائی اور حضرت کی پیشین گوئی کا مطلب کھل گیا کہ آگ سے جہنم کی آگ مراد نہ تھی ۔
۷۹	عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ	۱	قریشی ہاشمی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں ۔ عمر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دو سال بڑے تھے کنیت ابو الفضل تھی زمانہ جاہلیت میں قریش کے سردار تھے کعبہ کی خدمت اور حاجیوں کو آب زمزم پلانا انہیں کے متعلق تھا غزوہ بدر میں کافروں کی طرف تھے اور مشرکین بدر کا فرونکے ہمراہ یہ بھی قید ہو کر آئے تھے بندش انکی سخت تھی جس سے کراہتے تھے اور انکے کراہنے سے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو بے چینی تھی ایک صحابی نے اس کیفیت کو محسوس کر کے انکی بندش ڈھیلی کر دی اس قید سے فدیہ دیکر چھوٹے اور اسکے بعد اسلام لائے اور بعض لوگوں کا قول ہے کہ قدیم الاسلام ہیں مگر اپنا اسلام مخفی رکھتے تھے ۔ بدر میں

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد روایات	مختصر حالات صحابی
			کافرون کے ساتھ بخوشی نہین آئے تھے۔ زمانۂ قحط سالی مین حضرت فاروق نے انھین کا واسطہ دلا کر پانی برسنے کی دعا مانگی تھی اور خوب پانی برسا تھا۔ علاوہ بیٹیون کے دس بیٹے انکے تھے اخیر عمر مین نابینا ہو گئے تھے۔ بمقام مدینۂ منورہ ١٢ رجب سنہ ٣٢ ہجری کو جمعہ کے دن انکی وفات ہوئی حضرت عثمانؓ نے انکے جنازہ کی نماز پڑھائی اور جنت البقیع مین دفن کیا اسوقت انکی عمر اٹھاسی برس کی تھی۔
٨٠	ابو الطفیل رضی اللہ عنہ	١	نام انکا عامر بن واثلہ ہے جس سال غزوۂ احد ہوا اُسی سال اُنکی ولادت ہے بوقت وفات نبوی آٹھ برس کے تھے۔ پہلے کوفہ مین رہتے تھے پھر مکہ مین چلے آئے تھے حضرت کا حلیہ مبارک انکو یاد تھا سنہ ١٠٠ ہجری مین اور بقولے سنہ ١١٠ مین اُنھون نے وفات پائی تمام صحابہ مین سبکے بعد انھین کی وفات ہوئی۔
٨١	مرّہ بن کعب رضی اللہ عنہ	٢	پہلے بصرہ مین رہتے تھے پھر شام چلے گئے انکا شمار اہل شام مین ہے بمقام اردن ملک شام سنہ ٥٥ھ مین وفات پائی۔
٨٢	ابو رمثہ رضی اللہ عنہ	١	انکے نام مین اختلاف ہے مگر مشہور رفاعہ ہے انکا شمار اہل کوفہ مین ہے یہ اپنے والد کے ہمراہ خدمت نبوی مین حاضر ہوکے تھے اور حضرت کی زیارت سے مشرف ہوے تھے۔
٨٣	نافع بن عبد الحارث	٢	فضلای صحابہ مین سے ہین۔ فتح مکہ مین اسلام لائے تھے اور مکہ ہی مین مقیم رہے ہجرت نہین کی۔ حضرت فاروق اعظم نے انکو مکہ اور طائف کا حاکم بنایا تھا۔
٨٤	جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ	١	قریشی نوفلی۔ کنیت ابو محمد۔ فتح مکہ سے پہلے اسلام لائے اور مدینہ کی سکونت اختیار کی اور وہین سنہ ٥٤ ہجری مین وفات پائی۔ قریش کے نسب نامون کے بڑے ماہر تھے۔
٨٥	عبد اللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ	٣	کنیت ابو بکر۔ حضرت زبیر بن عوام کے صاحبزادے ہین۔ والدہ انکی اسماء بنت ابی بکر صدیق ہین سنہ ١ ہجری مین پیدا ہوے مہاجرین کے یہان سب سے پہلے ولادت انھین کی ہے بڑے عبادت گزار تھے کئی کئی دن متواتر روزے رکھتے تھے شب کو بھی افطار نکرتے تھے آٹھ برس کی عمر مین انھونے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی۔ کوسج تھے یعنی انکے داڑھی مونچھ نہ تھی۔ یزید کی بیعت سے انھون نے انکار کیا اور خود اپنی خلافت کی طرف لوگون کو بلایا چنانچہ سنہ ٦٤ ہجری مین انکے ہاتھ پر بیعت خلافت ہوئی اور حجاز اور یمن اور عراق و خراسان وغیرہ مین انکا قبضہ ہو گیا بالآخر یزید کے ساتھ انکو لڑنا پڑا یزید کے لشکر نے انکا محاصرہ کیا یہانتک کہ حجاج بن یوسف نے یوم سہ شنبہ جمادی الاخری سنہ ٧٣ ہجری مین خاص مکہ کے اندر انکو شہید کیا۔
٨٦	عبد الرحمن بن خباب رضی اللہ عنہ	١	انکے صحابی ہونے مین اختلاف کیا گیا ہے مگر ترمذی کی روایت مین ہے کہ انھون نے کہا مین غزوۂ تبوک مین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا تھا۔
٨٧	عبد الرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ	١	کنیت ابو سعید۔ فتح مکہ کے دن اسلام لائے تھے۔ زمانۂ جاہلیت مین انکا نام عبد الکعبہ تھا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے انکا نام عبد الرحمن رکھا۔ شہر سجستان کو انھین نے فتح کیا تھا بالآخر بصرہ مین رہتے تھے اور وہین سنہ ٥٠ ہجری مین وفات پائی۔
٨٨	معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ	٢	قریشی اُموی۔ صلح حدیبیہ کے سال اسلام لائے اور انکے والد فتح مکہ مین مسلمان ہوے پہلے مؤلفۃ القلوب مین تھے مگر بعد مین انکا اسلام اچھا ہو گیا۔ غزوۂ حنین مین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے اور کچھ دنون کتابت وحی کی خدمت انکے سپرد تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ مین دمشق کے حاکم مقرر ہوے اور برابر اس عہدہ پر رہے یہانتک کہ حضرت علی مرتضی کا زمانہ آیا تو پھر انھون نے مستقل خلافت اپنے لیے چاہی اور حضرت علی مرتضی سے قتال کیا جسکا نام جنگ صفین ہے۔ پھر سنہ ٤١ ہجری مین بعد حضرت علی مرتضی کے حضرت حسن بن علی نے خلافت انکے حوالہ کر دی انھونے دمشق مین بعمر ٧٠ سال سنہ ٦٠ ہجری مین وفات پائی۔ انکے پاس رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا قمیص اور آپکے کچھ ناخون اور موے مبارک تھے بوقت انتقال وصیت کی تھی کہ اسی قمیص کا مجھے کفن پہنانا اور ناخون اور موے مبارک میری آنکھون مین اور منہ مین رکھدینا اور مجھے ارحم الراحمین کے حوالہ کر دینا۔

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد روایت	مختصر حالات صحابی
۸۹	عمرو رضی اللہ عنہ	۱	قریشی سہمی، ۸ھ ہجری مین اسلام لائے، انکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمان کا حاکم مقرر کیا تھا۔ مصر کو انھین نے فتح کیا پھر حضرت معاویہ نے انکو اپنا وزیر بنایا۔ مصر مین بعمر ۹۰ سال ۴۳ھ ہجری مین وفات پائی۔
۹۰	مرد از صحابہؓ		انکا نام نہین معلوم ہو سکا۔
۹۱	مرد از صحابہؓ		انکا بھی نام نہین معلوم ہو سکا۔
۹۲	عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ	۱	قریشی ہاشمی، حضرت جعفر طیار کے بیٹے ہین حضرت علی مرتضٰے کے سگے بھتیجے تھے جب حضرت جعفر حبش ہجرت کر کے گئے تھے تو یہ وہین پیدا ہوے حبش مین مسلمانون کے یہان سب سے پہلی ولادت انھین کی ہے بڑے سخی تھے۔ مدینۂ منورہ مین بعمر ۹۰ سال ۸۰ھ مین وفات پائی۔
۹۳	جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ	۴	کنیت ابو عمرو ہے جس سال رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اُسی سال مشرف باسلام ہوے اور آخر مین کوفہ کی سکونت اختیار کی پھر ایک مدت کے بعد وہان سے شام چلے گئے اور مقام قرقیسیا مین ۵۱ھ ہجری مین وفات پائی۔
۹۴	جندب بن عبد اللہؓ	۱	صحابی ہین مگر قدیم الاسلام نہین ہین کوفہ مین رہتے تھے بعد اسکے بصرہ چلے گئے۔ فتنۂ ابن زبیر کے چار برس بعد وفات پائی۔
۹۵	محجن یا ابو محجن رضی اللہ عنہ	۲	ثقفی۔ نام انکا عمرو بن حبیب ہے۔ رمضان ۹ھ ہجری مین اپنے قبیلہ کے لوگون کے ساتھ اسلام لائے تھے۔ شاعر تھے اور بہت عمدہ شعر کہتے تھے شراب پینے کی عادت تھی کسی طرح ترک نہ کرتے تھے یہانتک کہ فاروق اعظم نے انکو کئی مرتبہ حد لگائی پھر انکو جلاوطن کیا یہ بھاگ کر حضرت سعد بن ابی وقاص کے پاس چلے گئے اُنھون نے انکو قید کر دیا یہانتک کہ ایران مین جب جنگ قادسیہ شروع ہوئی تو اُنھون نے حضرت سعد کی بی بی سلمٰی کی خوشامد کی کہ مجھے چھوڑ دو مین میدان مین جاکر لڑونگا اور زندہ بچگیا تو پھر اپنے کو اسی قید مین داخل کر دونگا چنانچہ اُنھون نے منظور کیا یہ میدان مین گئے اور خوب لڑے حضرت سعد انکی لڑائی دیکھکر خوش ہوے اور انکو قید سے آزاد کر دیا اور کہا اب شراب نوشی پر تمھین نہ سزا دونگا اُسی روز سے اُنھون نے شراب نوشی ترک کر دی اور کہا اب تک مین نے اس سبب سے ترک نہ کیا تھا کہ لوگ کہتے حد سے ڈر گیا اب بخوف خدا اسکو ترک کرتا ہون۔ وفات انکی آذربیجان مین ہوئی۔
۹۶	زرارہ بن عمروؓ	۱	قبیلۂ نخع کے وفد کے ساتھ رجب ۹ھ ہجری مین حضور نبوی صلے اللہ علیہ وسلم مین حاضر ہوے اور اسلام لائے۔
۹۷	سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ	۲	کبار تابعین مین سے ہین۔ کنیت ابو محمد ہے۔ قریشی مخزومی مدنی ہین۔ حضرت فاروق کی خلافت کے دو سال گذرنے کے بعد پیدا ہوے۔ فقہ اور حدیث دونون کے جامع تھے حضرت ابو ہریرہ کی احادیث اور فاروق اعظم کے فیصلون کا علم سب سے زیادہ رکھتے تھے صحابہ کرام کی ایک بڑی جماعت کو اُنھون نے دیکھا تھا مکحول کا بیان ہے کہ مین نے طلب علم مین تمام دنیا دیکھ ڈالی مگر سعید بن مسیب سے زیادہ عالم مین نے کسی کو نہ پایا۔ ۹۴ھ مین وفات پائی۔
۹۸	المطلب بن عبد اللہ بن حنطب	۱	مخزومی۔ تابعی ہین جیسا کہ ترمذی نے تصریح کی ہے۔ اور بعض لوگون نے انکو صحابی بھی کہا ہے۔
۹۹	محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ	۱	کنیت ابو بکر ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے غلام تھے۔ حضرت انس اور ابن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہین۔ مشاہیر تابعین مین ہین اور تمام علوم شرعیہ کے ماہر تھے زاہد عابد تھے مورق عجلی نے بیان کیا ہے کہ مین نے ابن سیرین سے زیادہ کسی کو فقیہ اور صاحب ورع نہین دیکھا ۷۷ برس کی عمر مین ۱۱۰ھ ہجری مین وفات پائی۔
۱۰۰	حسن بن علی رضی اللہ عنہ	۴	قریشی ہاشمی۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے نواسے حضرت علی مرتضے اور حضرت فاطمۂ زہرا کے صاحبزادے ہین کنیت ابو محمد ہے۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو جوانان جنت کا سردار فرمایا رمضان ۳ھ ہجری مین پیدا ہوے۔ صورت اور سیرت مین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے بڑے کریم اور بڑے صائب الرای تھے اپنے والد حضرت علی مرتضی کی شہادت کے بعد ۴۱ھ ہجری مین حضرت معاویہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی

[illegible]	نام	[illegible]	مختصر حالات
			اورخلافت انکے حوالہ کردی یہ واقعہ انکے کرم اور سیادت کا ایک عظیم الشان کارنامہ ہی ۵۰ سنہ ہجری مین زہر دیکر شہید کیے گئے اور جنۃ البقیع مین مدفون ہوے انکی بی بی جعدہ بنت اشعث بن قیس نے انھین زہر دیا تھا حضرت حسین نے ہر چند انسے پوچھا کہ آپ کو کسنے زہر دیا مگر انھون نے بتقضای کرم طبعی نہ بتایا۔
۱۰۱	حسن بن حسن ابن حسن رضی اللہ عنہ	۱	حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پوتے اور حضرت علی مرتضے کے پرپوتے۔کنیت ابو محمد ہی۔ابن اسحق اور امام مالک نے انسے احادیث کی روایت کی ہی۔ خلیفہ منصور عباسی نے انکو مدینہ کا حاکم بنا دیا تھا پانچ برس تک برسر حکومت رہے بعد اسکے خلیفہ انسے ناخوش ہوا اور قید کر دیا پھر منصور کے بیٹے مہدی نے اپنے عہد مین انکو قید خانہ سے نکالا مدینۂ منورہ سے پانچ میل کے فصل پر ۱۶۹ سنہ ہجری مین بعمر ۸۵ سال وفات پائی۔
۱۰۲	عبد اللہ ابن حسن ابن حسن رضی اللہ عنہ	۲	یہ بھی حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے پوتے ہین کنیت انکی بھی ابو محمد ہی۔والدہ انکی فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہا ہین۔انسے امام مالک نے اور سفیان ثوری نے احادیث کی روایت کی ہی۔مغیرہ جب انکی روایت کی ہوئی حدیث بیان کرتے تو کہتے کہ یہ بڑی سچی روایت ہی مصعب زبیری نے کہا ہی کہ مین نے اپنے علما مین سے کسی کو نہین دیکھا کہ وہ حضرت عبد اللہ کے برابر کسی کی بزرگی کرتے ہون۔ابن معین جو فن جرح و تعدیل کے امام ہین انکی نسبت کہتے ہین ثقہ مامون۔خلیفہ عمر بن عبد العزیز کے یہان انکی بڑی عزت تھی خلیفہ ابو جعفر منصور کے قید خانہ مین بعمر ۷۰ سال اپنے صاحبزادہ کی شہادت سے چند ماہ پہلے وفات پائی۔انکے صاحبزادہ کی شہادت رمضان ۱۴۵ سنہ ہجری مین ہوئی۔
۱۰۳	حسن مثلث رضی اللہ عنہ	۱	انکو حسن مثلث اس وجہ سے کہتے ہین کہ انکے نسب مین تین مرتبہ پے در پے حسن کا نام آیا۔انکا نام بھی حسن ہی اور انکے والد کا نام بھی اور انکے دادا کا نام بھی حسن ہی۔انکے والد کو حسن مثنی کہتے ہین۔یہ بھی حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے پوتے اور حضرت عبد اللہ مذکور کے حقیقی بھائی ہین حدیث کی روایت بہت کم کرتے تھے۔حضرت فاطمہ بنت حسین سے جب ہشام نے انکی اولاد کی کیفیت پوچھی تو انھون نے کہا کہ حسن ہم لوگون کی زبان ہین۔۶۸ سال کی عمر مین خلیفہ منصور کے قید خانہ مین ۱۴۵ سنہ مین وفات پائی۔
۱۰۴	علی بن حسین رضی اللہ عنہ		لقب زین العابدین۔حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ شہید کربلا کے صاحبزادے ہین۔کنیت ابو الحسن ہی اپنے زمانہ مین اکابر اہل بیت اور اجلۂ تابعین اور علمای دین سے تھے۔زہری نے کہا ہی کہ مین نے خاندان قریش مین انسے بہتر کسی کو نہین دیکھا۔انکی والدہ شہربانو تھین جو یزدگرد شاہ ایران کی بیٹی تھین اور حضرت فاروق اعظم کے زمانہ مین قید ہوکر مال غنیمت کے ساتھ آئی تھین اس مضمون کو ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہی وان غلاما بین کسری وهاشم لافضل من نیطت علیه التمائم ترجمہ ایک لڑکا جو کسرے اور ہاشم کے درمیان مین وہ تمام ان بچون سے افضل ہی جنکی گردن مین تعویذ ڈالے گئے ہون۔۹۴ سنہ ہجری مین بعمر ۵۹ سال وفات پائی اور جنۃ البقیع مین خاص اپنے چچا حضرت حسن کی قبر کے پاس دفن کیے گئے۔
۱۰۵	جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ		حضرت محمد بن علی باقر کے صاحبزادے ہین۔کنیت ابو عبد اللہ اور لقب صادق ہی۔مدینۂ منورہ مین رہتے تھے انکی والدہ ام فروہ ہین جو حضرت صدیق کی پوتی بھی ہین نواسی بھی ہین تبع تابعین مین ہین اجلۂ تابعین سے روایت کرتے ہین اور انسے سفیان ثوری اور سفیان بن عیینہ اور امام مالک اور امام ابو حنیفہ جیسے اکابر نے روایت کی ہی۔چونکہ انکے عہد مین ذریت ابن سبا کی قوت کچھ بڑھی ہوئی تھی اور کچھ ایسی صورتین پیش آئین کہ انکو ممدوح پر افترا کرنے کا زیادہ موقع ملا اور انہین سے بعض بعض لوگ بطور تقیہ کے انکے یہان آمد و رفت بھی زیادہ رکھتے تھے یہی وجہ ہی کہ شیعہ اثنا عشریہ اپنے کو جعفری کہتے ہین اور اپنے مذہب باطل کا شائع کرنے والا

نمبر	نام	[illegible]	مختصر حالات
			انکو بیان کرتے ہین اور کتب شیعہ مین جسقدر روایتین حضرت صادق سے منقول ہین کسے سے منقول نہین لہذا اُس زمانے مین بعض اکابر اہل سنت کو صادق سے سوءظن ہوگیا تھا وہ لوگ یہ سمجھے کہ شاید یہ بھی بدمذہب ہوگئے اور اپنے آبای کرام کے طریقہ سے جدا ہوکر شیعہ ہوگئے چنانچہ کتب اسماء الرجال مین مذکور ہی کہ یحیے بن سعید قطان سے جو امام جرح و تعدیل ہین اور امام بخاری کے شیخ ہین جعفر صادق کے متعلق پوچھا گیا تو انھون نے کہا فی نفسی منہ شیٔ ومجالد احب الی منہ یعنی میرا دل اُنکی طرف سے صاف نہین ہی اور مجالد مجھے انسے زیادہ پسند ہین اور امام ابن سعد نے کہا کہ جعفر کی روایت قابل اعتبار نہین اور مصعب زبیری نے کہا ہی کہ امام مالک جعفر کی روایت بغیر کسی دوسرے راوی کی موافقت کے نہ لیتے تھے مگر جب تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ شیعون کا انتساب ان کی طرف محض ایک بے بنیاد افترا ہی اور وہ ٹھیک ٹھیک اپنے آبای کرام کی طرح پابند طریقۂ اہل سنت و جماعت ہین تو وہ سوءظن دفع ہوگیا اور ائمہ نے اُنسے روایتین لین انکی توثیق کی چنانچہ ابن ابی حاتم نے کہا ثقۃ لا یسال عن مثلہ یعنی جعفر معتبر شخص ہین ان جیسے شخص کا حال پوچھنے کی ضرورت نہین اور ابن عدی اور ابن معین نے کہا ھو من ثقات الناس یعنی وہ معتبر لوگون سے ہین عمرو بن ابی المقدام کہتے ہین کنت اذا نظرت الی جعفر بن محمد علمت انہ من سلالۃ النبیین یعنی جب مین جعفر بن محمد کو دیکھتا تھا تو سمجھ لیتا تھا کہ وہ نبیون کے خاندان سے ہین ابن حبان نے بھی انکو ثقات مین ذکر کیا ہی اور کہا ہی کہ مین نے انکی روایت کو جانچا تو جس قدر حدیثین انسے معتبر راویون نے نقل کی ہین انمین ایک بات بھی خلاف نہ پائی اور یہ محال ہی کہ دوسرون کے گناہ کا بار انپر رکھا جائے یعنی افترا پردازی شیعون نے کی اس مین اُنکا کچھ قصور نہین۔ ساجی نے کہا کان صدوقا مامونا اذا حدث عنہ الثقات فحدیثہ مستقیم یعنی جعفر سچ بولنے والے اور قابل اطمینان تھے جب معتبر لوگ انسے کوئی روایت نقل کرین تو وہ روایت قابل وثوق ہوتی ہی۔ امام نسائی نے کہا ہی ثقۃ یعنی وہ معتبر شخص ہین۔ حتی کہ جن ائمہ جرح و تعدیل نے انپر جرح کی تھی انمین سے اکثر نے بعد تحقیق کے اپنے قول سابق سے رجوع کیا چنانچہ تہذیب التہذیب مین دو جگہہ لکھا ہی کہ یحیے بن سعید قطان نے انسے روایت کی۔ اور امام مالک کی نسبت لکھا ہی کہ وہ فرماتے تھے کہ مین بہت دنون تک جعفر کے پاس جاتا آتا رہا مین نے انکو یا تو نماز پڑھتے ہوئے یا تلاوت قرآن کرتے ہوئے یا روزہ رکھے ہوے پایا اور حدیث بغیر طہارت کے نہ بیان کرتے تھے حضرت صادق ۸۰ھ مین پیدا ہوئے اور ۱۴۸ھ مین وفات پائی۔
۲۶	محمد بن علی رضی اللہ عنہ		حضرت زین العابدین کے صاحبزادے اور حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے پوتے ہین کنیت ابو جعفر اور لقب باقر ہے۔ تابعین مین ہین حضرت جابر بن عبداللہ سے احادیث کی روایت کی ہی۔ انسے بڑے بڑے اکابر ائمہ نے روایت کی ہے ۱۱۷ھ ہجری مین بعمر ترسٹھ سال وفات پائی اور جنۃ البقیع مین مدفون ہوے۔

[illegible]

[illegible]

ضمیمہ ختم ہوا

فصل پنجم در تقریر فتنے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بیان فرمودہ اند کہ بعد انقضای ایام خلافت خاصہ بظہور رسد و آن مشتمل ست بر دو مقصد یکے بیان فتنہ کہ متصل بانقضای خلافت خاصہ پیش آید دوم بیان فتن دیگر کہ تا قیام قیامت پیدا شود **مقصد اول** باید دانست کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در احادیث متواترہ بالمعنے افادہ فرمودند کہ حضرت عثمان مقتول خواہند شد و نزدیک بقتل او فتنۂ عظیمہ خواہد برخاست کہ تغییر اوضاع و رسوم مردم کند و بلای آن مستطیر باشد زمانے کہ پیش از آن فتنہ ست آنرا باوصاف مدح ستودند و ما بعد آنرا باصناف ذم نکوہیدند و استقصا نمودند در بیان آن فتنہ تا آنکہ مطابقت موصوف بر آنچہ واقع شد بر ہیچ فردے مخفی نماند و بابلغ بیان واضح ساختند کہ انتظام خلافت خاصہ بآن فتنہ منقطع خواہد شد و بقیۂ برکات ایام نبوت بالمرہ مختفی خواہد آمد و این معنی را تا بحدے ایضاح کردند کہ پردہ از روی کار برخاست و حجۃ اللہ بہ ثبوت آن قائم شد و آن خبر در خارج متحقق گشت بآن وجہ کہ حضرت مرتضے باوجود رسوخ قدم در سوابق اسلامیہ و توفر اوصاف خلافت خاصہ و انعقاد بیعت برای او و وجوب انقیاد رعیت فی حکم اللہ بہ نسبت او متمکن نشد در خلافت و در اقطار ارض حکم او نافذ نگشت و تمامہ مسلمین تحت حکم او سر فرو نیاوردند و جہاد در زمان وی رضی اللہ عنہ بالکلیہ منقطع شد و افتراق کلمۂ مسلمین بظہور پیوست و ایتلاف ایشان رخت بعدم کشید و مردم بحروب عظیمہ با او پیش آمدند و دست او را از تصرف ملک کوتاہ ساختند و ہر روز دائرۂ سلطنت او لا سیما بعد تحکیم تنگ تر شدن گرفت تا آنکہ در آخر بجز کوفہ و ما حول آن برای ایشان صافی نماند و ہر چند این خللہا در صفات کاملۂ نفسانیۂ ایشان خللے نینداخت لیکن مقاصد خلافت علے وجہہا متحقق نگشت و بعد حضرت مرتضے چون معاویہ بن ابی سفیان متمکن شد و اتفاق ناس بروی بحصول پیوست و تفرقت جماعۂ مسلمین از میان

فصل پنجم

اُن فتنوں کے بیان میں جنکے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ بعد زمانہ خلافت خاصہ کے ظاہر ہونگے۔

فصل دو مقصد پر شامل ہے۔ پہلا مقصد اُس فتنہ کے بیان میں جو خلافت خاصہ کے ختم ہونیکے ساتھ ساتھ پیش آیا۔ دوسرا مقصد اُن فتنوں کے بیان میں جو قیامت تک پیدا ہونگے۔

(فصل پنجم کا) **مقصد اول**۔ جاننا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن حدیثوں میں جو تواتر معنوی کی حد کو پہونچ گئی ہیں بیان فرمایا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہونگے اور انکی شہادت کے قریب ایک فتنۂ عظیم برپا ہوگا جو لوگوں کی وضع اور رسموں کو بدل دیگا اور اُسکی آفت عالمگیر ہوگی۔ جو زمانہ کہ اُس فتنہ کے پہلے کا ہے اُسکو آپ نے طرح طرح کی خوبیوں کے ساتھ موصوف کیا اور جو زمانہ اُسکے بعد کا ہے اسکو انواع و اقسام کی بُرائیوں سے یاد فرمایا۔ اور اُس فتنہ کے بیان میں آپنے انتہا درجہ کی توضیح کی یہانتک کہ اُس بیان کا اُس (فتنہ) پر منطبق ہونا جو واقع ہوا کسی شخص پر پوشیدہ نرہا۔ اور حضرت نے نہایت واضح عبارت میں بیان فرمایا کہ اُس فتنہ سے خلافت خاصہ کا انتظام ٹوٹ جائیگا اور زمانۂ نبوت کی جو برکتیں باقی ہونگی وہ چھپ جائینگی اس بات کو بھی آپنے ایسا کھول کر بیان کیا کہ اصل حقیقت کے اوپر سے پردہ اُٹھ گیا اور حجت الٰہی اُسکے ثبوت سے قائم ہوگئی۔ اس خبر کا ظہور خارج میں اسطرح ہوا کہ حضرت مرتضیٰ باوجود سوابق اسلامیہ میں راسخ القدم ہونے اور باوصف کثرت اوصاف خلافتِ خاصہ کے (انکی ذات میں پائے جانے کے) اور باوجود اسکے کہ انکے لیے بیعت کا انعقاد ہوا اور رعیت کا احکام الٰہی میں انکے لیے مطیع ہونا ثابت ہوگیا خلافت میں متمکن نہوئے اور اطراف ملک میں انکا حکم نافذ نہوا اور تمام مسلمانوں نے انکے حکم کے آگے سر نہ جھکایا اور جہاد انکے زمانے میں بالکل بند ہوگیا اور مسلمانوں کی یکجہتی میں فرق آگیا اور انکا باہمی اتفاق معدوم ہوگیا اور لوگوں نے بڑی بڑی لڑائیاں انکے ساتھ کیں اور انکے ہاتھ کو ملک میں تصرف کرنے سے کوتاہ کر دیا۔ ہر روز انکی سلطنت کا دائرہ خصوصاً بعد واقعۂ تحکیم کے تنگ ہوتا گیا یہانتک کہ آخر میں سوا کوفہ اور اُسکے مضافات کے انکے لیے صاف نرہا۔ ہر چند ان خرابیوں نے آنجناب رضی اللہ عنہ کے صفات کاملۂ نفسانیہ میں کوئی خلل نہیں پیدا کیا مگر مقاصد خلافت جیسا کہ چاہیے حاصل نہوئے۔ اور حضرت مرتضیٰ کے بعد جب معاویہ بن ابی سفیان متمکن ہوئے اور لوگوں کا اتفاق اُن (کی خلافت) پر حاصل ہوگیا اور مسلمانوں کی جماعت سے باہمی نااتفاقیاں

اُٹھ گئین (اگرچہ انکو خلافت مین تمکین حاصل ہوگئی مگر انکی خلافت خلافت خاصہ نہ تھی کیونکہ) وہ سوابق اسلامیہ نہ رکھتے تھے اور خلافت خاصہ کے لوازم انمین نہ پائے جاتے تھے۔ اسکے بعد اور بادشاہ تو مرکز حق سے بہت دور رہے جیسا کہ پوشیدہ نہین ہے الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خلافت خاصہ منتظمہ کے ختم ہونے کی خبر دی تھی وہ اسطرح ظاہر ہوئی۔

(اب دیکھو اس فتنہ کا بیان کس کس تفصیل کے ساتھ احادیث مین وارد ہوا ہے)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خبر دینا کہ حضرت عثمان رضؓ شہید ہونگے اور وہ حق پر ہونگے بہت سندون سے ثابت ہے۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنہ کا ذکر کیا اور فرمایا کہ یہ شخص اس مین ظلما شہید کیا جائیگا۔ اس روایت کو ترمذی نے لکھا ہے۔ اور حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عثمانؓ امید ہے کہ اللہ تمکو ایک قمیص پہنائے گا اگر لوگ اسکے اُتارنے کا ارادہ کرین تو اسکو تم نہ اُتارنا اس روایت کو بھی ترمذی نے لکھا ہے۔ اور مُرّہ بن کعب اور عبداللہ بن حوالہ اور کعب بن عجرہ سے روایت ہے ان سب کے الفاظ قریب قریب ہین کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنہ کا ذکر کیا اور اسکو بہت قریب بتایا اسی اثنا مین ایک شخص سر سے چادر اوڑھے ہوئے ادھر سے نکلا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شخص اُسوقت ہدایت پر ہوگا راوی کہتے ہین کہ مین اُٹھا اور مین نے دونون شانے حضرت عثمان رضؓ کے پکڑے اور انکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لایا اور مین نے پوچھا کہ وہ یہی شخص ہین حضرتؐ نے فرمایا ہان یہی ہین یہ روایت ابن ماجہ کی ہے جو انھون نے کعب بن عجرہ سے نقل کی ہے اور ترمذی اور حاکم نے اس روایت کو دوسرے صحابہ سے اسی کے قریب الفاظ مین روایت کیا ہے۔ اور حضرت ابوہریرہؓ کی روایت مین ہے کہ (حضرت نے فرمایا) عنقریب ایک فتنہ اور اختلاف یا (فرمایا) اختلاف اور فتنہ پیدا ہوگا صحابہ نے عرض کیا کہ آپ ہمکو کیا حکم دیتے ہین حضرت نے فرمایا تم امیر اور اُسکے اصحاب کے ساتھ رہنا اور آپ نے حضرت عثمانؓ کی طرف اشارہ فرمایا اور حضرت عثمان رضؓ نے اپنے زمانہ محاصرہ مین فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھسے ایک وصیت فرمائی تھی اور مین اسپر قائم ہون اور حضرت ابو موسی کی روایت مین ہے کہ حضرت عثمانؓ کی بابت (حضرتؐ نے فرمایا) انکو جنت کی بشارت دو بعوض اس مصیبت کے جو انکو پہونچیگی۔

اس فتنہ کے زمانہ کی تعیین۔ حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث مین آیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام کی چکی پینتیس یا (فرمایا) چھتیس یا (فرمایا) سینتیس برس کے بعد بند ہوجائیگی پھر اگر لوگ ہلاک ہوگئے تو انکا بھی وہی راستہ ہے جو اور ہلاک ہونے والون کا ہے اور اگر ان کا دین انکے لیے قائم رہگیا تو ستر برس تک قائم

برخاسته [illegible] سوابق اسلامیه نداشت و لوازم خلافت خاصه در وے متحقق نبود بعد ازان بادشاہان دیگر از مرکز حق دور تر افتادند کما لا یخفے پس خبر آنحضرت صلی الله علیه وسلم بانقطاع خلافت خاصه منتظمه نافذ و از ین جہت متحقق گشت اما آنکه آنحضرت صلی الله علیه وسلم اخبار فرموده اند بمقتول شدن حضرت عثمان و آنکه او بر حق خواہد بود پس ثابت است بطرق بسیار عن ابن عمر ذکر رسول الله صلی الله علیه وسلم فتنة فقال یقتل هذا فیها مظلوما اخرجه الترمذی وعن عائشة ان النبی صلی الله علیه وسلم قال یا عثمان لعل الله یُقَمِّصُك قمیصا فان ارادوك علی خلعه فلا تخلعه لهم اخرجه الترمذی وعن مرة بن کعب وعبد الله بن حوالة وكعب بن عجرة و الفاظهم متقاربة ذكر رسول الله صلی الله علیه وسلم فتنة فقربها فمر رجل مقنع راسه فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم هذا یومئذ علی الهدی فوثبت فاخذت بضبعی عثمان واستقبلت الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقلت هذا قال هذا وهذا لفظ ابن ماجة من حدیث کعب بن عجرة واخرجه الترمذی والحاكم عن آخرین قریبا منه وفی حدیث ابی هریرة ستكون فتنة واختلاف او اختلاف وفتنة قالوا فما تامرنا قال علیكم بالامیر واصحابه واشار الی عثمان ومن حدیث عثمان یوم الدار ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قد عهد الی عهدا وانا صابر علیه وفی حدیث ابی موسی لعثمان وبشره بالجنة علی بلوی تصیبه اما تعیین زمان این فتنه پس در حدیث ابن مسعود آمده قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان رحی [illegible] تزول بخمس وثلثین او ست وثلثین او سبع وثلثین سنة فان یهلكوا فسبیل من قد هلك وان یقم لهم دینهم یقم سبعین سنة

قال عمر رضی اللہ عنہ یا نبی اللہ بما مضی و بما بقی قال لا بل بما بقی و مضمون این حدیث در خارج ظہور یافت زیرا کہ در سن خمس وثلثین حضرت عثمان مقتول شد و امر جہاد برہم خورد و باز در زمان معاویہ بن ابی سفیان امر جہاد قائم گشت و از ان تاریخ بعد ہفتاد سال دولت بنی امیہ متلاشی شد اما تعیین جہتے کہ این فتنہ آنجا خواہد بود پس در حدیث ابن عمر و جماعہ من الصحابہ وھذا حدیث مستفیض الا ان الفتنۃ ھھنا حیث تطلع قرن الشیطان و در خارج ہم چنان واقع شد فتنہائے کہ بعد مقتل حضرت عثمان پیدا شد ہمہ در عراق بودہ است و آن شرقی مدینہ ست و اما تعیین صورت و صفت فتنہ اخرج الترمذی عن حذیفۃ بن الیمان ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال والذی نفسی بیدہ لا تقوم الساعۃ حتی تقتلوا امامکم و تجتلدوا باسیافکم و یرث دنیاکم شرارکم ھذا حدیث حسن و اخرج احمد عن ابن عون الانصاری ان عثمان قال لابن مسعود ویحک انی قد سمعت وحفظت ولیس کما سمعت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال سیقتل امیر و ینتزی منتز و انی انا المقتول ولیس عمر انما قتل عمر واحد وانہ یجتمع علی و ذکر ابو عمران زرارۃ بن عمرو قص علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم رؤیاہ فقال رأیت نارا خرجت من الارض فحالت بینی و بین ابن لی یقال لہ عمرو ھی تقول لظی لظی بصیر و اعمی فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی تعبیرھا اما النار فھی فتنۃ تکون بعدی قال وما الفتنۃ یا رسول اللہ قال یقتل الناس امامھم و یشتجرون اشتجار اطباق الراس و خالف بین اصابعہ دم المؤمن علی المؤمن احلی من الماء یحسب المسیٔ انہ محسن ان مت ادرکتک وان مات ابنک ادرکتہ قال فادع اللہ ان لا تدرکنی فدعا لہ اما تعیین جمعے کہ تہیج این فتنہ خواہند کرد فقد اخرج الحاکم عن عبد اللہ بن مسعود

رہیگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یا نبی اللہ گذشتہ زمانہ ملا کر ستر برس، یا صرف آیندہ کے حضرت نے فرمایا صرف آیندہ کے۔ اس حدیث کا مضمون خارج مین ظاہر ہوا کیونکہ ۳۵ھ ہجری مین حضرت عثمان شہید ہوئے اور انتظام جہاد کا بگڑ گیا پھر حضرت معاویہ بن ابی سفیان کے زمانے مین انتظام جہاد کا قائم ہوا اور اس تاریخ سے ستر برس کے بعد بنی امیہ کی سلطنت زائل ہوگئی۔

اس سمت کی تعیین جہان سے یہ فتنہ پیدا ہوگا حضرت ابن عمر اور صحابہ کی ایک جماعت کی روایت مین ہے یہ روایت مستفیض ہے (الفاظ اسکے حسب ذیل ہین) آگاہ رہو فتنہ یہان ہوگا جہان سے شیطان کا سینگ (یعنے آفتاب) نکلتا ہے خارج مین بھی ایسا ہی واقع ہوا جو فتنے کہ بعد شہادت حضرت عثمان کے پیدا ہوئے سب عراق مین تھے اور عراق مدینہ سے شرقی جانب مین ہے۔

اس فتنہ کی صورت وصفت کی تعیین ترمذی نے حضرت حذیفہ بن یمان سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اسکی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے کہ قیامت نہ قائم ہوگی یہانتک کہ تم قتل کروگے اپنے امام کو اور باہم شمشیر بازی کروگے اور تمھاری دنیا کے حاکم تمھارے بدتر لوگ ہونگے یہ حدیث حسن ہے۔ اور امام احمد نے ابن عون انصاری سے روایت کی ہے کہ حضرت عثمان رض نے حضرت ابن مسعود سے فرمایا کہ وائے ہو تجھ پر مین نے سنا ہے اور مجھے یاد ہے جیسا تم نے سنا وہ صحیح نہین ہے (مین نے سنا ہے) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ایک امیر قتل کیا جائے گا اور کوئی حملہ کرنے والا حملہ کریگا امیر مقتول مین ہی ہون حضرت عمر نہین ہین حضرت عمر کو تو صرف ایک شخص نے قتل کیا تھا اور میرے اوپر مجمع ہوگا اور ابو عمران نے بیان کیا ہے کہ زرارہ بن عمرو نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا خواب بیان کیا کہا کہ مین نے ایک آگ دیکھی جو زمین سے نکلی اور میرے اور میرے بیٹے کے درمیان مین جسکا نام عمرو ہے حائل ہوگئی اس آگ سے یہ آواز نکل رہی ہے لظی لظی البصیر و الاعمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خواب کی یہ تعبیر بیان کی کہ آگ سے مراد فتنہ ہے جو میرے بعد ہوگا زرارہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ فتنہ کیا چیز ہے حضرت نے فرمایا لوگ اپنے امام کو قتل کردینگے اور باہم سر پھٹول کرینگے اور آپنے اپنی انگلیون کے درمیان مین فرق کرکے بتایا (کہ اسطرح) ایک دوسرے سے جدا ہو جائینگے ایک مومن کا خون دوسرے مومن کے نزدیک پانی سے بھی زیادہ شیرین ہوگا (اس فتنہ مین) گنہگار سمجھیگا کہ مین اچھا کام کر رہا ہون (اے زرارہ) اگر تم مرگئے تو وہ فتنہ تمھارے بیٹے پر آئیگا اور اگر تمھارا بیٹا مرگیا تو تم پر آئیگا۔ زرارہ بن عمرو نے عرض کیا کہ آپ دعا فرمایئے کہ وہ فتنہ مجھ پر نہ آئے پس حضرت نے انکے لیے دعا فرمائی۔

اس جماعت کی تعیین جو اس فتنہ کو برپا کرینگے۔ حاکم نے حضرت ابن مسعود سے روایت کی ہے

دفعه أخذ ذكر سبع فتن تكون من بعدي وعدّها وأولها فتنة تفشى من المدينة قال الراوي فكانت فتنة المدينة من قبل طلحة والزبير بازآنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرمودند که جمع کر خلافت ایشان منتظم شود بعد از ایشان منقطع گردد چند شخص خواهند بود و اسامی ایشان چیست

في حديث ابي هريرة وابن عباس في رؤيا رجل رأى فيها ظلة تنطف سمنا وعسلا وسببا واصلا من السماء الى الارض فاخذ به النبي صلى الله عليه وسلم فعلا ثم رجل آخر ثم رجل آخر ثم انقطع بالثالث ثم وصل له فعبّرها الصديق بما يدل على ابتلاء الثالث وأخرج ابوداود عن الحسن عن ابي بكرة ان النبي صلى الله عليه وسلم قال ذات يوم من رأى منكم رؤيا فقال رجل انا رأيت كان ميزانا نزل من السماء فوزنت انت وابوبكر فرجحت انت بابي بكر ووزن ابوبكر وعمر فرجح ابوبكر ووزن عمر وعثمان فرجح عمر ثم رفع الميزان فرأينا الكراهية في وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم واخرج ابوداود عن سمرة بن جندب ان رجلا قال يارسول الله كان دلوا دلي من السماء فجاء ابوبكر فاخذ بعراقيها فشرب شربا ضعيفا ثم جاء عمر فاخذ بعراقيها فشرب حتى تضلع ثم جاء عثمان فاخذ بعراقيها فشرب حتى تضلع ثم جاء علي فاخذ بعراقيها فانتشطت وانتضح عليه منها شيء وعن سهل بن ابي حثمة قال بايع اعرابي النبي صلى الله عليه وسلم فقال علي للاعرابي ايت النبي صلى الله عليه وسلم فاسأله ان اتى عليه اجله من يقضيه قال الاعرابي النبي صلى الله عليه وسلم فساله فقال يقضيك ابوبكر فخرج الى علي واخبره فقال ارجع فاسأله ان اتى على ابي بكر اجله من يقضيه فاتى الاعرابي النبي صلى الله عليه وسلم فساله فقال يقضيك عمر فقال علي للاعرابي سله من بعد عمر

وہ اسکو مرفوع کرکے بیان کرتے تھے کہ حضرت نے فرمایا مین تمکو سات فتنون سے خوف دلاتا ہون جو میرے بعد ہون گے اور آپنے ان فتنون کو شمار کرکے بتایا سب پہلے وہ فتنہ ہے جو مدینہ سے شروع ہوگا راوی کا بیان ہے کہ مدینہ کا فتنہ حضرت طلحہ و زبیر کی طرف سے ہوا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی بیان فرمادیا کہ جن خلفاء کی خلافت منتظم رہے گی اور انکے بعد خلافت ختم ہوجائیگی وہ کتنے شخص ہین اور انکے نام کیا ہین حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابن عباس کی حدیث مین ہے کہ ایک شخص نے خواب دیکھا تھا کہ ایک ٹکڑا ابر کا ہے جس سے گھی اور شہد ٹپک رہا ہے اور ایک رسی آسمان سے زمین تک لٹک رہی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رسی کو پکڑا اور اوپر چڑھ گئے پھر ایک اور شخص نے اسی طرح اوپر چڑھ گیا اسکے بعد ایک اور شخص اسی طرح اوپر چڑھ گیا پھر تیسرے شخص کی باری مین وہ رسی کٹ گئی مگر اسکے لیے جوڑ دی گئی اس خواب کی تعبیر حضرت صدیق نے آنحضرت کے سامنے ایسی کی جس سے تیسرے خلیفہ کا مبتلائے مصیبت ہونا سمجھا جاتا ہے۔ اور ابوداود نے حسن بصری سے انھون نے حضرت ابوبکرہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز صحابہ سے فرمایا کہ تم مین سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے تو بیان کرے ایک شخص نے عرض کیا کہ مین نے دیکھا ہے کہ گویا ایک ترازو آسمان سے اترا اسمین آپ اور ابوبکر تولے گئے تو آپ ابوبکر سے وزنی نکلے پھر ابوبکر اور عمر تولے گئے تو ابوبکر وزنی نکلے پھر عمر و عثمان تولے گئے تو عمر وزنی نکلے اسکے بعد ترازو اٹھالی گئی تو ہم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مین کراہیت کے آثار دیکھے۔ اور ابوداود نے حضرت سمرہ بن جندب سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ مین نے خواب مین دیکھا کہ گویا ایک ڈول آسمان سے لٹکایا گیا پھر دیکھا کہ ابوبکر آئے اور انھون نے اسکی عرقوہ پکڑی اور پانی پیا مگر وہ بہت کم پیا پھر عمر آئے اور انھون نے اسکی عرقوہ پکڑلی اور پانی پیا یہانتک کہ شکم سیر ہوگئے پھر عثمان آئے اور انھون نے اسکی عرقوہ پکڑلی اور پانی پیا یہانتک کہ شکم سیر ہوگئے پھر علی آئے اور انھون نے اسکی عرقوہ پکڑی مگر وہ کھل گئی اور پانی کی کچھ چھینٹین بھی ان پر پڑین۔ اور حضرت سہل بن ابی حثمہ سے روایت ہے وہ کہتے تھے کہ ایک اعرابی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اونٹ بطور قرض کے فروخت کیا حضرت علی نے اس اعرابی سے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور آپ سے پوچھو کہ اگر آپکو موت آجائے تو یہ قرض کون دیگا چنانچہ اعرابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور آپ سے پوچھا آپ نے فرمایا ابوبکر تجھے دین گے پس اعرابی حضرت علی کے پاس گیا اور انسے یہی بیان کردیا انھون نے کہا پھر جاؤ اور آپ سے پوچھو کہ اگر ابوبکر کو موت آجائے تو یہ قرض کون ادا کریگا چنانچہ وہ اعرابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین گیا اور آپ سے پوچھا آپ نے فرمایا عمر ادا کرین گے اعرابی نے یہی جاکر حضرت علی سے بیان کردیا حضرت علی نے اس سے کہا کہ آپ سے پوچھو کہ عمر کے بعد کون دیگا چنانچہ وہ اعرابی

پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین گیا اور آپ سے پوچھا آپنے فرمایا عثمان ادا کرین گے (اعرابی نے یہی جاکر حضرت علی سے بیان کیا) پھر حضرت علی نے اُس سے کہا تم (پھر) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین جاؤ اور آپ سے پوچھو کہ اگر عثمان کو موت آجائے تو یہ قرض کون ادا کریگا (وہ اعرابی پھر خدمت نبوی مین لوٹ آیا اور آپ سے پوچھا) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ابوبکر کو موت آجائے اور عمر کو موت آجائے اور عثمان کو (بھی) موت آجائے تو اگر تجھ سے ہو سکے تو بھی مرجانا۔ اور حاکم نے (حضرت) انس سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ مجھے قبیلہ بنی مصطلق نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہ بات دریافت کرنے کے لیے بھیجا کہ ہم لوگ آپ کے بعد اپنے زکوۃ کا مال کسکو دین۔ حضرت انس کہتے ہین۔ مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور آپ سے پوچھا آپنے فرمایا میرے بعد ابوبکر کو دینا پھر مین بنی مصطلق کے پاس گیا اور اُنھین (آنحضرت کے فرمانے سے) خبر دی اُنھون نے کہا تم پھر جاؤ اور آپ سے یہ پوچھو کہ اگر ابوبکر کو موت آجائے تو پھر کسکو دین۔ مین پھر خدمت نبوی مین حاضر ہوا اور آپ سے پوچھا آپ نے فرمایا تو عمر کو (دینا) یہ حکم پاکر مین بنی مصطلق کے پاس گیا اور اُنکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے (ارشاد سے خبر دی) اُنھون نے (پھر) مجھ سے کہا کہ تم پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور آپ سے پوچھو کہ اگر عمر کو موت آجائے تو پھر کسے دین۔ مین (پھر) خدمت نبوی مین حاضر ہوا اور آپ سے پوچھا تو آپنے فرمایا پھر عثمان کو دینا مین نے (خدمت نبوی سے واپس ہوکر) اُن لوگون کو خبر دی اُنھون نے پھر مجھ سے کہا کہ تم پھر خدمت نبوی مین جاؤ اور آپ سے پوچھو کہ اگر عثمان کو (بھی) موت آجائے تو پھر کسکو دین۔ مین پھر آپ کی خدمت مین آیا اور آپ سے پوچھا تو آپ نے جواب دیا کہ اگر عثمان کو بھی موت آجائے تو پھر تمھارے لیے ہمیشہ خرابی ہی ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ بھی خبر دی کہ آپکی) امت حضرت مرتضی پر اتفاق نہ کریگی اور اس سبب سے آپنے اپنی خاطر مبارک کی آزردگی ظاہر فرمائی۔ حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے منجملہ اُن چیزون کے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمائین یہ ہے کہ آپ کے بعد آپکی امت مجھ سے نفرت کریگی۔ اور حاکم نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت علی سے فرمایا اے علی) تم میرے بعد تکلیف پاؤگے۔ (حضرت علی) نے کہا (یہ تکلیف) میرے دین کی سلامتی کے ساتھ ہوگی آپنے فرمایا (ہان) تمھارے دین کے سلامتی کے ساتھ ہوگی۔ اور ابو یعلی نے حضرت علی بن ابی طالب سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ (ایک مرتبہ) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور ہم (دونون) مدینہ کے کسی کوچہ سے گذرتے تھے (چنانچہ بستی سے نکل کر) ہم ایک باغ مین پہونچے مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ کیا اچھا باغ ہے آپنے فرمایا تمھارے لیے جنت مین اس سے اچھا باغ ہے پھر ہم دوسرے باغ مین پہونچے مین نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کیا اچھا باغ ہے آپنے فرمایا

فَنَادَاں بقضیك عثمان فقال علیٌ للاعرابی ایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسئلہ ان اتی علی عثمان اجلہ من یقضیہ فقال صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتی علی ابی بکر اجلہ وعمر اجلہ وعثمان اجلہ فان استطعت ان تموت فمت واخرج الحاکم عن انس قال بعثنی بنو المصطلق الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا سل لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی من ندفع صدقاتنا بعدك قال فاتیته فسألته فقال الی ابی بکر فاتیتهم فاخبرتهم قالوا ارجع الیه فاسأله فان حدث بابی بکر حدث فالی من فاتیته فاخبرته فقال الی عمر فقالوا ارجع الیه فسله فان حدث بعمر حدث فالی من فاتیته فسألته فقال الی عثمان فاتیتهم فاخبرتهم فقالوا ارجع فسله فان حدث بعثمان حدث فالی من فاتیته فسألته فقال ان حدث بعثمان حدث فتبا لکم الدهر فتبا

باز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خبر دادند کہ امت بر حضرت مرتضی جمع نشوو تا آنکہ خاطر مبارک خود تقریر فرمودند

اخرج الحاکم عن علی رضی اللہ عنہ قال ان مما عهد الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان الامة ستغدر بی بعده واخرج الحاکم عن ابن عباس قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعلی اما انك ستلقی بعدی جهدا قال فی سلامة من دینی قال فی سلامة من دینك واخرج ابو یعلی عن علی بن ابی طالب قال بینما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخذ بیدی ونحن نمشی فی بعض سكك المدینة اذ اتینا علی حدیقة فقلت یا رسول اللہ ما احسنها من حدیقة قال لك فی الجنة احسن منها ثم مررنا باخری فقلت یا رسول اللہ ما احسنها من حدیقة قال

المجنة الجنة احسن منها حتى مررنا بسبع حدائق كل ذلك اقول ما احسنها ويقول لك في الجنة احسن منها فلما خلاله الطريق اعتنقني ثم اجهش باكيا

قال قلت يا رسول الله ما يبكيك
قال ضغائن في صدور اقوام
لا يبدونها لك الا من بعدي قلت
يا رسول الله في سلامة من ديني قال في
سلامة من دينك واخرج احمد
عن علي حديثا في اخره وان تؤمروا
عليا ولا اراكم فاعلين تجدوه هاديا
مهديا ياخذ بكم الطريق المستقيم
واخرج الطبراني عن جابر بن سمرة
قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
لعلي انك مؤمر مستخلف وانك
مقتول وان هذه مخضوبة من هذه
يعني لحيته من راسه و آنحضرت
صلى الله عليه وسلم براے قعود از ان فتنہ
فرمودند و درین باب تاکید تمام نمودند و فرمودند
شمشیرہا را دران فتنہ بشکنید و زہ
کمانہا قطع کنید من حديث سعد بن
ابي وقاص قال عند فتنة عثمان
بن عفان اشهد ان رسول الله صلى
الله عليه وسلم قال انها ستكون
فتنة القاعد فيها خير من القائم
والقائم خير من الماشي والماشي
خير من الساعي قال قلت افرايت
ان دخل علي بيتي وبسط يده
الي ليقتلني قال كن كابن ادم
ومن حديث ابي موسى انه قال
في الفتنة كسروا فيها قسيكم
وقطعوا فيها اوتاركم والزموا
فيها اجواف بيوتكم وكونوا

كابن ادم ومن حديث ام مالك البهزية ذكر رسول الله صلى الله عليه وسلم فتنة فقربها قالت قلت يا رسول الله من خير الناس فيها قال رجل في
ماشيته يؤدي حقها ويعبد ربه ورجل اخذ براس فرسه يخوف العدو ويخوفونه ومن حديث اهبان بن صيفي حين دعاه علي

تمہارے لیے جنت میں اس سے اچھا باغ ہے پھر ہم (دونون) دوسرے باغ میں ہونچے مینے عرض کیا یا رسول اللہ
یہ کیا اچھا باغ ہے آپنے فرمایا تمہارے لیے جنت میں اس سے اچھا باغ ہے حضرت علی کہتے ہیں کہ پھر اس دن ہم
سات باغون میں گئے اور ہر ایک باغ کو دیکھکر میں کہتا تھا کہ کیا اچھا باغ ہے اور آپ یہی فرماتے تھے کہ تمہارے لیے
جنت میں اس سے اچھا باغ ہے۔ پھر جب راستہ میں ہم اور آپ تنہا رہ گئے تو آپنے مجھے اپنے گلے سے لگایا اور
زار زار رونے لگے میں نے عرض کیا اے رسول خدا آپ کیون روتے ہیں۔ آپنے فرمایا۔ کینون کے سبب سے
جو بعضے لوگون کے دلون میں ہیں اور وہ لوگ کینون کو میرے بعد تم سے ظاہر کرین گے۔ مینے عرض کیا یا رسول اللہ
اسمین میرے دین کی سلامتی ہے آپنے فرمایا (ہان) تمہارے دین کی سلامتی رہیگی۔ اور (امام) احمد نے حضرت
علی سے ایک روایت نقل کی ہے جسکے آخر مین یہ مضمون ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم علی کو اپنا
سردار بناؤگے اور مین نہین جانتا کہ تم انکو اپنا سردار بناؤگے تو انکو ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ پاؤگے اور
وہ تمکو سیدھی راہ پر چلائین گے۔ اور طبرانی نے (حضرت) جابر بن سمرہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت) علی سے فرمایا (اے علی) تم سردار اور خلیفہ بنائے جاؤگے اور تم قتل (بھی) کیے
جاؤگے اور یہ یعنے تمہاری داڑھی اسکے یعنے سر کے خون سے رنگین ہوگی۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
(لوگون کو) اس فتنہ سے بیٹھ رہنے کا حکم دیا اور اس باب مین تاکید تمام کی اور یہ ارشاد فرمایا کہ اس فتنہ مین اپنی
تلوارین توڑ ڈالنا اور کمانون کے چلے کاٹ دینا چنانچہ بروایت سعد بن ابی وقاص منقول ہے کہ انھون نے
حضرت عثمان کے فتنہ کے زمانہ مین کہا مین گواہی دیتا ہون کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب
(ایک) ایسا فتنہ ہوگا کہ اُس (فتنہ) مین بیٹھ رہنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والا چلنے
والے سے اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا مین نے عرض کیا اے رسول خدا یہ تو فرمائیے کہ اگر کوئی شخص میرے گھر
مین داخل ہوکر میرے قتل کرنے کو اپنا ہاتھ اُٹھائے (تو مین کیا کرون) آپنے فرمایا تم (اُس وقت) مثل آدم علیہ
السلام کے بیٹے (یعنے ہابیل) کے ہوجانا۔ اور بروایت ابو موسی (اشعری) منقول ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے فتنہ کے متعلق فرمایا کہ اس فتنہ مین اپنی کمانون کو توڑ دینا اور انکے چلے کاٹ ڈالنا اور اپنے گھر (مین چھپے ہوئے)
بیٹھے رہنا اور مثل فرزند آدم کے ہوجانا۔ اور بروایت ام مالک (منقول ہے کہ) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
فتنہ کا ذکر کیا اور اُسکا قریب ہونا بیان فرمایا ام مالک کہتی ہین کہ مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (اس فتنہ کے
زمانے مین) سب لوگون سے بہتر کون ہے آپنے فرمایا (ایک تو) وہ شخص جو اپنے مویشیون کو لیکر جنگل مین رہے اور
انکی خدمت کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت کرتا رہے اور (دوسرا) وہ شخص کہ اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے ہوئے
اپنے دشمن کو ڈراتا ہو اور وہ اُسے ڈراتے ہون۔ اور بروایت اہبان بن صیفی منقول ہے کہ جب حضرت علی نے انکو

الى الخروج معه فقال ان خليلى وابن عمك عهد الىّ اذا اختلف الناس ان اتخذ سيفا من خشب ومن حديث خباب بن الارت عن
رسول الله صلى الله عليه وسلم انه ذكر
فتنة القاعد فيها خير من القائم
والقائم فيها خير من الماشى والماشى
فيها خير من الساعى فان ادركت
ذلك فكن عبد الله المقتول ولا تكن
عبد الله القاتل ومن حديث عبد الله
بن مسعود عن رسول الله صلى الله عليه
وسلم تكون فتنة المضطجع فيها خير
من القاعد والقاعد فيها خير من القائم
والقائم خير من الماشى والماشى خير
من الراكب والراكب خير من المجرى
قلت يا رسول الله ومتى ذلك قال
ذلك ايام الهرج حين لا يأمن الرجل
جليسه قلت فبم تامرنى ان ادركت
ذلك الزمان قال اكفف نفسك
ويدك وادخل دارك الحديث
ومن حديث ابى هريرة قال ايها الناس
اظلتكم فتن كانها قطع الليل المظلم
خير الناس فيها صاحب شاء ياكل
من رأس غنمه ورجل من وراء الدروب
اخذ بعنان فرسه ياكل من سيفه
ومن حديث ابى بكرة قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم الا انها ستكون فتن
الا ثم تكون فتنة القاعد فيها خير من
القائم والقائم فيها خير من الماشى
والماشى فيها خير من الساعى فاذا
نزلت الا من كان له ابل فليلحق بابله
ومن كان له غنم فليلحق بغنمه ومن كانت
له ارض فليلحق بارضه فقال له رجل
يا رسول الله ارايت ان لم يكن له ابل
ولا غنم ولا ارض قال فليعمد الى سيفه فليدق على حده بحجر ثم لينج ان استطاع النجا ثم قال اللهم هل بلغت ثلثا ومن حديث محمد بن مسلمة قلت يا رسول الله
كيف اصنع اذا اختلف المصلون قال تخرج بسيفك الى الحرة فتضربها به ثم تدخل بيتك حتى تأتيك منية قاضية او يد خاطئة

اپنے ساتھ (جنگ صفین) مین چلنے کو فرمایا تو اُنھون نے یہ جواب دیا کہ میرے خلیل اور آپکے ابن عم (یعنی رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھے یہ نصیحت فرمائی تھی کہ جب مسلمانون مین اختلاف پیدا ہو تو تم اُسوقت اپنے لیے لکڑی
کی تلوار بنا لینا۔ اور بروایت خباب بن ارت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپنے فتنہ کو ذکر کیا اور فرمایا
کہ اُسمین بیٹھے رہنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہے اور اُسمین کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہے اور اُسمین
چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہے پس اگر تم اس زمانے کو پاؤ تو اللہ کے مقتول بندہ بننا قاتل بندہ نہ بننا اور بروایت
حضرت عبداللہ بن مسعود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپنے فرمایا ایک ایسا فتنہ ہوگا کہ اس
فتنہ مین لیٹے رہنے والا بیٹھنے والے سے بہتر ہوگا اور بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والا
پیدل چلنے والے سے بہتر ہوگا اور پیدل چلنے والا سوار سے بہتر ہوگا اور سوار گھوڑا دوڑانے والے سے بہتر
ہوگا۔ مین نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ فتنہ کب ہوگا آپنے فرمایا زمانہ کثرت خون مین جبکہ انسان کو اپنے
ہمنشین سے امن نہ ہوگا۔ مین نے عرض کیا کہ آپ مجھے (ایسے وقت مین) کیا ارشاد فرماتے ہین اگر مین اس
زمانہ کو پاؤن (تو کیا کرون) آپنے فرمایا اپنے نفس کو اور اپنے ہاتھ کو روک کر اپنے گھر بیٹھ رہو۔ الی آخرہ۔ اور بروایت
حضرت ابوہریرہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپنے فرمایا اے لوگو تمپر عنقریب وہ فتنے آنے چاہتے
ہین جو اندھیری رات کے ٹکڑون کی طرح (تاریک) ہین، اُن فتنون مین سب سے بہتر وہ شخص ہوگا کہ اپنی بکریون کو
لیے ہوئے جنگل مین پڑا ہو اور اُنمین محنت کرکے کھاتا ہو اور وہ شخص کہ سرحد کفار پر اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے
اپنے تلوار کے زور سے کھاتا ہے۔ اور بروایت ابوبکرہ منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے لوگو)
آگاہ رہو کہ عنقریب فتنے ہونگے آگاہ رہو کہ پھر فتنے ہونگے جن مین بیٹھ رہنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر
ہوگا اور اُسمین کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور اُسمین چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ اور جب فتنہ نازل
ہو تو آگاہ رہو کہ جسکے اونٹ (کسی جنگل مین چرتے) ہون تو وہ (شہر چھوڑکر) اپنے اونٹون (کے ساتھ جنگل) مین
مل جائے (اور وہان کا قیام اختیار کرے) اور جسکی بکریان (کسی جنگل مین چرتی) ہون تو وہ (شہر چھوڑکر) اپنی
بکریون ہی کے ساتھ جنگل) مین مل جائے۔ اور جسکی کوئی زمین ہو تو وہ اپنی زمین مین جا رہے۔ اسپر کسی شخص نے
آپ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ اگر کسی کے اونٹ اور بکریان اور زمین نہ ہو تو کیا کرے۔ آپنے فرمایا پتھر لیکر اپنی تلوار
کچل ڈالے اور اگر بچ سکے تو (فتنہ سے) بچا رہے پھر آپنے تین بار فرمایا کیا مین نے (حکم خدا) پہونچا دیا۔ اور بروایت
محمد بن مسلمہ منقول ہے وہ کہتے تھے کہ مین نے کہا اے رسول خدا جب مسلمانون کے درمیان اختلاف واقع ہو تو
مین کیا کرون۔ آپنے فرمایا۔ تم اپنی تلوار لیکر مقام حرہ مین چلے جانا اور اسکو پتھرون سے کچل ڈالنا پھر اپنے گھر
مین (چھپکر) بیٹھ رہنا یہانتک کہ تمکو موت آجائے اور تمام جھگڑون کو ختم کردے یا کوئی خطا کار ہاتھ تم تک

ومن حديث وائل بن حجر حضرت رسول الله صلى الله عليه وسلم وقد رفع رأسه نحو المشرق وقد حضره جمع كثير ثم رد اليه بصره فقال تكون الفتن تقطع الليل المظلم فشدد امرها وعجله وقبحه فقلت له من بين القوم يا رسول الله وما الفتن فقال يا وائل اذا اختلفت سيفان في الاسلام فاعتزلهما

باز آنحضرت صلى الله عليه وسلم خبرثبت حال مسلمين پیش از فتنه و شر ثبت حال ایشان بعد فتنه با فصح بیانی افاده فرمودند و درین باب استقصا نمودند بوجوه بسیار یکے آنکه فرمودند تزول رحى الاسلام لخمس وثلثين سنة فان يهلكوا فسبيل من قد هلك پس دوران رحى اسلام عبارتست از وجود جهاد و غلبه دین حق بر ادیان کلها بسبب ائتلاف نفوس و اجتماع جموع بر خیر و هلاک لفظی ست جامع جمیع انواع شر و در که عمده آن انقطاع جهاد و وقوع فرقت ست درمیان مسلمين دوم در حديث ابي هريرة آمده الخلافة بالمدينة والملك بالشام و في المشكوة عن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم رأيت عمودا من نور خرج من تحت راسي ساطعا حتى استقر بالشام پس ریاست را بدو قسم تقسیم یکے را خلافت مسمى کردن و دیگر را بملک مع ماتقدم من حديث ان هذا الامر بدأ نبوة ورحمة ثم يكون خلافة ورحمة ثم يكون ملكا عضوضا و مع قوله تعالى وَعَدَ اللهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ اول دلیل ست بر تباین حالتین و تغایر منزلتین و در خارج چنان واقع شد که خلفای ثلثه بمدینه اقامت نمودند و من بعد هیچ پادشاه مدینه را وطن نگرفت و اگر حال ملک شام را واضح تر میخواهی حدیثے دیگر بشنو عن عبد الله بن حوالة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا ابن حوالة اذا رأيت الخلافة قد نزلت الارض المقدسة فقد دنت الزلازل والبلابل والامور العظام والساعة يومئذ اقرب من الناس من يدي هذه الى راسك سوم نزع امانت از صدور رجال اخرج البغوي من حديث حذيفة

آئے (اور تمکو قتل کرے) اور بروایت وائل بن حجر منقول ہو (وہ کہتے تھے کہ) مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اسوقت بہت سے لوگ آپکی خدمت مین تھے آپ نے مشرق کی جانب سر اُٹھا کر نظر ڈالی پھر اُدھر سے نگاہ ہٹائی (اور صحابہ کی جانب مخاطب ہوکر) فرمایا تاریک رات کے ٹکڑون کی طرح تمپر فتنے آپہونچیے پھر آپنے اُن فتنون کی شدت بیان فرمائی اور اُنکا جلد آنا اور بُرا ہونا ظاہر کیا۔ اُس مجمع مین سے مین نے عرض کیا یا رسول اللہ فتنون سے کیا مطلب آپنے فرمایا جب اسلام (کے دو گروہون) مین (باہم) تلوارین چلین تو اُسوقت تم دونون (گروہون) سے علیحدہ رہنا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانون کے حال کا فتنہ سے پہلے اچھا ہونا اور انکے حال کا فتنہ کے بعد بُرا ہونا واضح بیان کیساتھ ارشاد فرمایا اور اسبارہ مین بڑی تفصیل کی اور بہت سی صورتین بیان فرمائین اول یہ کہ آپنے فرمایا۔ اسلام کی چکی پینتیس سال کے بعد بند ہوجائیگی پس اگر وہ ہلاک ہوئے تو اُس شخص کی راہ پر گئے جو ہلاک ہوا [اسلام کی چکی چلنے کا مطلب یہ ہے کہ (اس مدت تک) جہاد ہوتا رہیگا اور مسلمانونکے اتفاق و اجتماع کے سبب سے دین حق تمام دینون پر غالب رہیگا۔ اور ہلاک ایک لفظ ہے جو تمامی اقسام شر کو شامل ہے اور اقسام شر مین سب سے سخت جہاد کا بند ہوجانا اور مسلمانون کے درمیان نااتفاقی کا واقع ہونا ہے] دوسرے یہ کہ حضرت ابوہریرہ کی حدیث مین آیا ہے کہ خلافت مدینہ مین ہوگی اور سلطنت شام مین اور مشکوۃ مین حضرت عمر سے مروی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین نے (خواب مین) دیکھا کہ میرے سر کے نیچے سے ایک نور کا ستون نکلا اور وہ بڑھنے لگا یہانتک کہ شام مین پہونچکر اُسنے قرار لیا۔ پس (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس حدیث مین) ریاست کو دو (مختلف) حصون پر تقسیم کرنا ایک کا نام خلافت اور دوسرے کا نام ملک (سلطنت) رکھنا مع اس حدیث کے جو اوپر ہوچکی کہ یہ امر (اسلام) نبوت اور رحمت ہوکر شروع ہوا پھر خلافت و رحمت ہو جائیگا پھر کاٹنے والی سلطنت ہوجائیگا] اور مع اس آیۂ کریمہ (وَعَدَ اللهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الآیۃ ترجمہ۔ وعدہ دیا ہے اللہ نے اُن لوگون کو جو ایمان لائے تم مین سے اور اُنھون نے اچھے کام کیے کہ اُنکو ضرور ضرور خلیفہ بنائے گا) بہت بڑی دلیل اس بات کی ہے کہ دونون حالتون (یعنی خلافت و سلطنت) مین فرق ہے اور دونون مرتبون مین مغایرت ہے اور خارج مین (بھی) ایسا ہی واقع ہوا کہ خلفائے ثلثہ نے مدینہ مین سکونت اختیار فرمائی اور انکے بعد کسی بادشاہ نے مدینہ کو اپنا وطن نہین بنایا۔ اور اگر تم سلطنت شام کا حال اس سے بھی زیادہ واضح (سننا) چاہتے ہو تو سنو۔ عبد اللہ بن حوالہ سے مروی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابن حوالہ جب تم دیکھو کہ خلافت (یعنی حکومت) ارض مقدس (یعنی شام) مین پہونچ گئی تو سمجھ لو کہ اب غم اور مصیبتین اور بڑے بڑے حوادث قریب آگئے اور قیامت اُسوقت (لوگون سے) اس سے بھی زیادہ نزدیک ہوجائیگی جتنا میرا یہ ہاتھ تمہارے سر سے تیسرے لوگون سے امانت کا نکل جانا۔ بغوی نے بروایت حذیفہ

قال حدثنا رسول الله صلی الله علیہ وسلم حدیثین قد رأیت احدھما وانا انتظر الآخر حدثنا ان الامانۃ نزلت فی جذر قلوب الرجال و نزل
القرآن فقرأوا من القرآن وعلموا من
السنۃ ثم حدثنا عن رفعھا قال
ترفع الامانۃ فینام الرجل ثم یستیقظ
وقد رفعت الامانۃ من قلبہ فیبقی اثرھا
کالوکت او کالمجل کجمر دحرجتہ علی
رجلک فتراہ منتبرا ولیس فیہ
شیء ثم ترفع حتی یقال ان فی بنی فلان رجلا
امینا ولقد رأیتنی وما ابالی ایکم بایعت
لئن کان مسلما لیردنہ علی اسلامہ
ولئن کان معاھدا لیردنہ علی ساعیہ
فاما الیوم لما کنت ابایع منکم الا فلانا
وفلانا — شک نیست کہ مشاہدہ کردن
حذیفہ اختلال امانت را بعد ہمین فتنہ
مستطیرہ بود واست چہارم ظہور کذب
خصوصا در حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم و آثار سلف صالح فی خطبۃ عمر
رضی الله عنہ بالجابیۃ عن النبی
صلی الله علیہ وسلم اوصیکم باصحابی
ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم
ثم یفشو الکذب حتی یحلف الرجل
ولا یستحلف ویشھد الرجل ولا یستشھد
اخرج مسلم عن ابی ھریرۃ عن رسول الله
صلی الله علیہ وسلم انہ قال سیکون
فی آخر امتی اناس یحدثونکم بما لم
تسمعوا انتم ولا اباؤکم فایاکم وایاھم
واخرج مسلم عن مجاھد قال جاء
بشیر بن کعب العدوی الی ابن عباس
فجعل یحدث ویقول قال رسول الله
صلی الله علیہ وسلم قال فجعل
ابن عباس لا یأذن لحدیثہ ولا ینظر
الیہ فقال یا ابن عباس مالی لا اراک تسمع لحدیثی احدثک عن رسول الله صلی الله علیہ وسلم ولا تسمع فقال ابن عباس

نقل کیا ہے وہ کہتے تھے ہم سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دو باتیں بیان فرمائی تھیں جنمیں سے ایک تو میں نے چشم خود
دیکھ لی اور اب دوسری کا منتظر ہوں۔ آپ نے ہم سے یہ بیان فرمایا تھا کہ امانت لوگوں کے دلوں میں (فطرۃً) اتری ہے
(یعنی خلقی چیز ہے کسب سے یہ صفت پیدا نہیں ہوتی) اور قرآن اترا تو لوگوں نے (امانت کی فضیلت کو) قرآن سے پڑھا
اور حدیث سے (اسکا مرتبہ) جانا پھر آپ نے اس امانت کا اٹھ جانا بیان فرمایا کہ امانت اٹھ جائیگی (اسطرح) کہ آدمی سوئیگا
(تو اسوقت اسکے دل میں امانت ہوگی) پھر سو کر اٹھیگا تو یہ حال ہوگا کہ امانت اسکے دل سے اٹھ گئی ہوگی اور امانت
کا اثر (اسکے دلمیں) مثل ایک نقطہ کے باقی رہ گیا ہوگا مانند گھٹے کے (جو کام کرنے سے پڑجاتا ہے) یا جیسے تمہارے
پیر پر آگ کی چنگاری گرنے سے (آبلہ) پڑ جائے اور ایسا معلوم ہو کہ اسمیں کوئی چیز ہے حالانکہ درحقیقت اسمیں (پانی
کے سوا) کچھ نہیں ہوتا۔ اور (امانت اسطرح) اٹھا لیجائیگی (اور دنیا سے ایسی کم ہو جائیگی) کہ (لوگوں میں یہ) کہا جائیگا
کہ فلاں خاندان میں ایک شخص امانتدار ہے (حضرت حذیفہ کا قول ہے کہ ایک وقت ایسا تھا کہ) میں نے اپنے کو دیکھا کہ مجھے
کوئی پروا نہ ہوتی تھی بے تامل تم میں سے جسکے ساتھ چاہتا معاملہ بیع و شرا کا کر لیتا تھا اور (یہ سمجھتا تھا کہ اسوقت تو
امانت لوگوں میں ہے) اگر یہ شخص مسلمان ہے تو اسکا اسلام میرے پاس لٹ پھیلائیگا۔ اور اگر ذمی کافر ہے تو اس کا
ساعی اسکو میرے پاس پھیر لائیگا مگر آج کے دن تو میں بس فلاں اور فلاں کے ساتھ معاملہ بیع و شرا کا کرتا ہوں۔ اور
اسمیں شک نہیں ہے کہ حضرت حذیفہ کا امانت کو خلل پذیر مشاہدہ کرنا اس عالمگیر فتنہ کے بعد ہوا ہے۔ چوتھے (عالم میں)
جھوٹ کا ظاہر ہو (کر پھیل جانا) بالخصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث اور آثار سلف صالح (کے روایت کرنے)
میں چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (مقام) جابیہ خطبہ پڑھا (اسمیں) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث نقل کی کہ
(اے لوگو) میں تمکو اپنے صحابہ کے بارے میں نصیحت کرتا ہوں پھر اُن لوگوں کے لیے جو صحابہ کے بعد ہونگے پھر
اُنکے لیے جو اُنکے بعد ہونگے پھر (زمانہ میں) جھوٹ پھیل جائیگا یہانتک کہ انسان (جھوٹی) قسم کھائیگا حالانکہ
اُس سے قسم نہ لیجائیگی اور (جھوٹی) گواہی دیگا حالانکہ وہ گواہ نہ بنایا جائیگا۔ امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ سے
(انھوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا عنقریب میری اخیر امت میں کچھ لوگ ایسے
ہونگے کہ تم سے وہ حدیثیں بیان کرینگے جنکو نہ تم نے سنا ہوگا اور نہ تمھارے باپ دادا نے سنا ہوگا لہذا ایسے
لوگوں سے تم بچے رہنا اور اُنکو اپنے سے بچانا۔ اور امام مسلم نے مجاہد سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ بشیر بن کعب
عدوی حضرت ابن عباس کے پاس آئے اور اُن سے باتیں کرنے لگے اور (ہر بات میں) کہتے تھے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجاہد کہتے ہیں حضرت ابن عباس اُنکی کوئی بات نہ سنتے تھے اور نہ اُنکی طرف متوجہ ہوتے تھے
بالآخر انھوں نے کہا اے ابن عباس کیا وجہ ہے کہ آپ میری باتیں نہیں سنتے میں تو آپ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم کی حدیثیں بیان کرتا ہوں مگر آپ کچھ نہیں سنتے۔ حضرت ابن عباس نے جواب دیا (پہلے زمانہ میں تو یہ حال

الکت امرھاالا سمعنا رجلا یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابتدرتہ ابصارنا واصغینا الیہ باذاننا فلما رکب الناس الصعبۃ والذلول
لم ناخذ من الناس الا ما نعرف و شک
نیست کہ اول عصر ابن عباس کہ بامانت و
صدق وصف نمودہ است پیش ازین فتنہ
بودہ است و آخر آن کہ بوصف رکبوا الصعب
الذلول بیان کردہ است بعد وقوع این فتنہ
است واکثر این کذب در عراق شیوع یافت
در احادیث حضرت مرتضی مرفوعا وموقوفا
آخرجہ مسلم عن ابی اسحق قال لما
احدثوا تلک الاشیاء بعد علی قال
رجل من اصحاب علی قاتلھم اللہ ای علم
افسدوا وآخرج مسلم عن ابی بکر بن
عباس قال سمعت المغیرۃ یقول لم یکن
یصدق علی علی فی الحدیث عنہ الا من
اصحاب عبد اللہ بن مسعود وآخرج
مسلم عن ابن ابی ملیکۃ قال کتبت الی
ابن عباس اسالہ ان یکتب لی کتابا
ویخفی عنی فقال ولد ناصح انا اختار
لہ الامور اختیارا واخفی عنہ قال
فدعا بقضاء علی رضی اللہ عنہ فجعل
یکتب منہ اشیاء ویمر بہ الشیٔ فیقول
واللہ ما قضی بھذا علی الا ان یکون ضل
وآخرج مسلم عن طاؤس قال اُتی
ابن عباس بکتاب فیہ قضاء علی
فمحاہ الا قدر واشار سفیان بن عیینۃ
بذراعہ وآخرج مسلم عن سالم
ابن عبد اللہ بن عمر قال یا اھل العراق
ما اسألکم عن الصغیرۃ وارکبکم الکبیرۃ
سمعت ابی عبد اللہ بن عمر یقول سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول
ان الفتنۃ تجیٔ من ھٰھنا واومی بیدہ
نحو المشرق من حیث یطلع قرنا الشیطان وانتم یضرب بعضکم رقاب بعض وانما قتل موسی الذی قتل من آل فرعون

تھا کہ جب ہم ایک مرتبہ (بھی) کسی شخص (کی زبان) سے سُن لیتے تھے کہ وہ کہہ رہا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو ہماری نظرین اُسی طرف متوجہ ہو جاتین اور ہمارے کان اُسی کی بات پر لگ جاتے تھے پھر جب لوگون کی حالت مختلف ہوگئی (سچے اور جھوٹے ہر قسم کے لوگ پیدا ہونے لگے) تو اب ہم لوگون کی وہی روایت لیتے ہین جسکو ہم پہچانتے ہین۔ اور اسمین کوئی شک نہین کہ اول زمانہ جسکی حضرت ابن عباس نے امانت و صدق کے ساتھ تعریف کی وہ اس فتنہ سے پہلے ہو چکا ہے اور اخیر زمانہ جسکی بابت یہ فرمایا کہ لوگون کی حالت مختلف ہوگئی فتنہ واقع ہونے کے بعد کا ہے اور اس قسم کا جھوٹ اُن روایتون مین جو حضرت علی مرتضی کے نام سے بمقام عراق روایت کی گئین زیادہ شائع ہوا کیا مرفوع روایتین اور کیا موقوف (چنانچہ اسی بارے مین) امام مسلم نے ابو اسحق سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ جب لوگون نے حضرت علی کے بعد چند باتین ایجاد کین (یعنی خرافات ابن سبا کو حضرت علی کی طرف منسوب کیا) تو اصحاب علی مین سے ایک شخص نے کہا ان لوگون کو خدا ہلاک کرے کیسے (نفیس) علم کو انھون نے خراب کر دیا۔ اور امام مسلم نے ابو بکر بن عباس سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ مین نے حضرت مغیرہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ حضرت علی سے روایت کرتے ہین بجز اصحاب عبد اللہ مسعود کے کسی دوسرے کا قول صحیح نہ سمجھا جاتا تھا۔ اور (امام) مسلم نے ابن ابی ملیکہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ مین نے حضرت ابن عباس کو (خط) لکھا اسمین اُنسے یہ درخواست کی کہ مجھے ایک کتاب لکھ دین مگر اور لوگون پر میرا نام ظاہر نہ کرین۔ حضرت ابن عباس نے (میرا یہ خط پڑھکر) فرمایا۔ وہ فرزند سعادتمند ہین مین انکے لیے مسائل انتخاب کرونگا اور انکا نام ظاہر نہ کرونگا۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر حضرت ابن عباس نے حضرت علی کے فیصلے اور احکام منگائے اور اُنمین سے انتخاب کرنا شروع کیا بعضے احکام دیکھکر کہتے تھے قسم خدا کی حضرت علی نے (کبھی) ایسا حکم نہ کیا ہوگا اور اگر کیا تو انھون نے غلطی کی۔ اور (امام) مسلم نے طاؤس سے روایت کی وہ کہتے تھے کہ حضرت ابن عباس کے سامنے ایک کتاب پیش ہوئی جسمین حضرت علی کے فیصلے لکھے تھے تو انھون نے سب فیصلے قلم زد کر دیے صرف بقدر اسکے باقی رکھے۔ سفیان بن عیینہ نے اپنے ہاتھ کے جانب اشارہ کیا (یعنی تھوڑے فیصلے قائم رکھے باقی سب کاٹ دیے) اور (امام) مسلم نے سالم بن عبد اللہ بن عمر سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ اے اہل عراق مین تمسے چھوٹے چھوٹے گناہون کے متعلق کیا باز پرس کرون تم نے تو اپنے اوپر بڑے بڑے گناہون کو سوار کر لیا (کیونکہ) مین نے اپنے والد یعنی عبد اللہ بن عمر سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ فتنہ اس طرف سے آئیگا اور آپ اپنے ہاتھ سے مشرق کی جانب اشارہ کرتے تھے یعنی جس جگہ سے شیطان کے دو سینگ (آفتاب کے ساتھ) طلوع کرتے ہین اور تم ایک دوسرے کی گردنین مارو گے۔ (اور حضرت موسی علیہ السلام کے قصہ سے تم دھوکا نہ کھانا کیونکہ) حضرت موسی علیہ السلام نے جو فرعون کے خاندان سے ایک شخص کو قتل کیا تھا

خطأ فقال عزوجل قَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنَاكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنَّاكَ فُتُونًا و لهذا ابواسحٰق سبیعی و امثال او از علماے کوفہ کہ در حفظ احادیث
حضرت مرتضٰے جد بلیغ دارند اخذ حدیث
نمیکردند از لشکریان حضرت مرتضٰے بلکہ
از اصحاب عبداللہ بن مسعود و لهذا السبب
بعینہ اہل مدینہ از اہل عراق اخذ نمی نمودند
قال مالك لم یاخذ عنهم اولنا
فلا یاخذ عنهم اخرنا و اینهمہ بجہت
آنست کہ قبل جمع احادیث بلاد میسر نشد
تمییز رجال و ضبط احوال رواۃ علی ما ینبغی
پس راہ احتیاط گرفتند و ترک آن
احادیث نمودند بالمرۃ و بحدیث اہل مدینہ
و فتواہاے ایشان اکتفا کردند چون
امام شافعی و امام احمد پیدا شدند احادیث
بلاد مجموع گشت و در بحث احوال رواۃ
متمکن شدند پس حدیث ثقات ضابطین
اخذ نمودند بشرط اتصال و تسمیہ رواۃ
و احادیث مرسلہ و اخبار متہمین و مبہمین
ترک کردند و جمیع اہل حدیث ہمان راہ
اختیار نمودند و ہمین سبب اہل حدیث
و اہل رای از ہم ممتاز شدند پنجم تعمق
مردم در تجوید قرآن زیادہ از انچہ ہم
زبان عرب جاری بود و اکتفا بر قراءت
و عدم تفقہ در ان اخرج ابوداؤد عن
جابر بن عبد اللہ قال خرج علینا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونحن
نقرأ القرآن وفینا الاعرابی والعجمی
فقال اقرؤا فکل حسن وسیجئ اقوام
یقیمونہ کما یقام القدح یتعجلونہ
ولا یتأجلونہ واخرج ابوداؤد عن
سهل بن سعد الساعدی قال خرج
علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ونحن نقترئ فقال الحمد للہ کتاب اللہ واحد وفیکم الاحمر وفیکم الابیض وفیکم الاسود اقرؤوہ قبل ان یقرأہا اقوام یقیمونہ کما یقوم السہم یتعجل اجرہ ولا یتأجلہ

وہ غلطی سے قتل کیا تھا اسپر اللہ عزوجل نے فرمایا قَتَلْتَ نَفْسًا الآیۃ (ترجمہ۔ اور قتل کیا تم نے ایک شخص کو پھر ہم نے تمکو غم سے نجات دی اور تمہاری خوب آزمایش کی) (چونکہ اہل عراق کا کذب اور انکی افترا پردازی حضرت علی پر مشہور ہوگئی تھی) اسی واسطے ابواسحٰق سبیعی اور انکے ہمعصر علماے کوفہ جو حضرت مرتضی کی حدیثیں یاد کرنے میں کوشش بلیغ کرتے تھے حضرت مرتضی کے اہل لشکر سے آپ کی حدیثیں قبول نہ کرتے تھے بلکہ حضرت عبداللہ بن مسعود کے اصحاب سے (مرویات حضرت علی) لیتے تھے اور خاص اسی سبب سے اہل مدینہ اہل عراق سے روایت نکرتے تھے (امام مالک فرماتے ہین (انسے یعنے اہل عراق سے) ہمارے پہلے لوگون نے حدیث نہین لی اسی لیے ہمارے پچھلے لوگ بھی انسے حدیث نہین لیتے۔ اور یہ سارا اہتمام اس سبب سے تھا کہ مختلف شہرون کی حدیثون کے جمع ہونے سے پہلے راویان حدیث کے درمیان تمیز کرنا اور انکے احوال کا ضبط کرنا پوری طرح میسر نتھا پس ائمہ حدیث نے) راہ احتیاط کی اختیار کی اور اہل عراق کی حدیثین بالکل ترک کین اور صرف اہل مدینہ کی حدیثون اور انکے فتوون پر کفایت کی۔ جب امام شافعی اور امام احمد پیدا ہوئے تو اسوقت مختلف شہرون کی حدیثین جمع ہوگئین اور راویون کے حالات دریافت کرنے پر انکو پوری پوری قدرت حاصل ہوئی لہذا ان لوگون نے ثقہ اور قوی الحافظہ راویون کی حدیثین لین۔ مگر اسمین بھی یہ شرط تھی کہ سند متصل ہو اور راویون کے نام مذکور ہون اور جو احادیث مرسل تھین یا انکے راوی متہم یا مبہم تھے انکی حدیث ترک کی اور تمام اہل حدیث نے اسی راہ روش کو اختیار کیا اور اسی سبب سے اہل حدیث اور اہل رائے ایک دوسرے سے ممتاز ہوگئے۔ پانچوین تجوید قرآن کے متعلق جسقدر کہ (اسوقت) زبان عرب پر جاری تھا اس سے زیادہ لوگون کا اسمین غور و خوض کرنا اور قراءت پر قناعت کرکے معنی قرآن کی طرف متوجہ نہونا۔ ابوداؤد نے حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے (ایک مرتبہ) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگون کے پاس تشریف لائے ہم لوگ اسوقت قرآن پڑھ رہے تھے اور ہمارے مجمع میں اعرابی اور عجمی دونون قسم کے لوگ تھے آپنے فرمایا تم سب پڑھو تم سب اچھا پڑھتے ہو اور عنقریب (تمہارے بعد) کچھ ایسے لوگ آئینگے کہ قرآن کو تیر کی طرح (قواعد تجوید کے ساتھ) سیدھا کرین گے اور اسے جلد جلد پڑھینگے اور اسکے معنے مین کچھ غور و فکر نکرین گے اور ابوداؤد نے سہل بن سعد ساعدی سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ (ایک مرتبہ) ہمارے پاس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ہم لوگ قرآن پڑھ رہے تھے آپنے (ہمکو قرآن پڑھتے دیکھکر) فرمایا الحمد للہ اللہ کی کتاب ایک ہے اور پڑھنے والون کا لہجہ مختلف ہے جسطرح تم سب بنی آدم ایک نوع ہو اور تم مین بعضے سرخ ہین اور بعضے سفید ہین اور بعضے کالے ہین تم اسے پڑھو قبل اسکے کہ کچھ لوگ ایسے آئین جو اسے سیدھا تو خوب کرین گے جیسا کہ تیر سیدھا کیا جاتا ہے (یعنے ظاہری قواعد تجوید کے ساتھ اور خوش آوازی سے پڑھین گے) وہ لوگ اسے جلد جلد پڑھین گے اور اسکے معنی مین

بالکل غور نکرین گے۔ اور بغوی نے حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ اُنھون نے ایک شخص سے کہا۔ تم ایسے زمانہ مین ہو کہ اُسمین قرآن کے پڑھنے والے کم ہین اور فقیہ (سمجھدار) بکثرت ہین اور اس (زمانہ) مین قرآن کے حدود (و آداب) کی حفاظت کی جاتی ہے اور اسکے حروف (و الفاظ) کا چندان اہتمام نہین کیا جاتا سائل (اسوقت) کم ہین اور دینے والے بہت ہین۔ اس زمانہ مین نمازین (خوب) دیر تک پڑھتے ہین اور خطبے مختصر پڑھتے ہین۔ اور (تم) زمانہ مین خواہشون سے پہلے اعمال کرتے ہین اور عنقریب وہ زمانہ آجائے گا کہ (اس زمانہ کے برعکس معاملہ ہوگا) اُسمین قرآن کے پڑھنے والے بکثرت اور فقیہ قلت کے ساتھ ہون گے۔ اُسوقت قرآن کے حروف یاد کیے جائینگے اور اسکے حدود (و آداب) ضائع کر دیے جائین گے۔ سائل بہت ہونگے اور دینے والے کم۔ بڑے بڑے خطبے پڑھینگے مگر نماز کو مختصر کر دینگے اپنے اعمال سے پہلے اپنی خواہشین ظاہر کرین گے۔ چھٹے آیات متشابہات قرآنی کی تاویل مین لوگون کا غور و خوض کرنا۔ دارمی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے وہ فرماتی تھین کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی هُوَ الَّذِي أَنزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ الآیۃ (ترجمہ۔ اللہ وہ ہے جسنے (اے محمد) تمپر کتاب اُتاری کہ جسمین بعضی آیتین تو محکم ہین وہ اصل کتاب ہین اور بعضی متشابہ) پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم اُن لوگون کو دیکھو جو آیات متشابہات مین بحث کرتے ہین تو تم اُن سے پرہیز کرو۔ اور دارمی نے سلیمان بن یسار سے روایت کی ہے کہ ایک شخص جسکا نام صبیغ تھا (حضرت عمر کے زمانے مین) مدینہ مین آیا اور لوگون سے آیات متشابہات کے معنے پوچھنے لگا حضرت عمر کو معلوم ہوا تو آپنے اُسے اپنے پاس بلایا اور اُسکو سزا دینے کے لیے آپنے کھجور کی شاخین منگا رکھی تھین پھر اُنھون نے اُس سے پوچھا کہ تو کون ہے اُسنے جواب دیا مین خدا کا بندہ صبیغ ہون حضرت عمر نے کھجور کی شاخ لیکر اُسے مارا اور فرمایا کہ مین خدا کا بندہ عمر ہون پھر اُسے اتنا مارا کہ اُسکے سر کو خون سے رنگ دیا پھر اُس شخص نے کہا اے امیر المومنین اب بس کیجیے میرے سر سے وہ خیال دفع ہوگیا جسے مین محسوس کر رہا تھا۔ اور دارمی نے عمرو بن اشج سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا عنقریب ایسے لوگ آئین گے کہ تمھارے ساتھ بذریعہ متشابہات قرآنی کے بحث کرین گے لہذا اُنکو مناسب ہے کہ اُنکو سنت رسول اللہ کے ساتھ (جواب دیکر) پکڑنا کیونکہ سنت رسول اللہ کے جاننے والے کتاب اللہ کو خوب جانتے ہین ساتوین لوگون کا مسائل فقہیہ مین غور و خوض کرنا اور فرضی صورتین مسئلون کی جو کہ ابھی واقع نہین ہوئین (اپنے ذہن سے تراش کر لوگون کے سامنے) بیان کرنا۔ اگلے لوگ اسے جائز نہ رکھتے تھے۔ اور فقہا کا بلا ضرورت (اور بے ڈھنگ) فتوی دینے مین جلدی کرنا اگلے لوگ فتوے دینے سے بہت ڈرتے تھے۔ دارمی نے وہب بن عمرو جمحی سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قبل واقع ہونے کسی واقعہ کے اس کے احکام معلوم کرنے مین جلدی نہ کرو کیونکہ اگر تم قبل اسکے واقع ہونے کے اسمین جلدی نہ کروگے تو مسلمان ہمیشہ اس

کالایتکلم و اخرج البغوی عن عبد اللہ بن مسعود انہ قال لانسان انک فی زمان قلیل قراءہ کثیر فقہاؤہ یحفظ فیہ حدود القرآن و یضیع حروفہ قلیل من یسأل کثیر من یعطی یطیلون فیہ الصلوۃ و یقصرون فیہ الخطبۃ یبدون فیہ باعمالھم قبل اھوائھم و سیأتی علی الناس زمان کثیر قراءہ قلیل فقہاؤہ یحفظ فیہ حروف القرآن و یضیع حدودہ کثیر من یسأل قلیل من یعطی یطیلون فیہ الخطبۃ و یقصرون الصلوۃ یبدون باھوائھم قبل اعمالھم ششم تعمق مردم در تاویلات متشابہ قرآن اخرج الدارمی عن عائشۃ رضی اللہ عنھا قالت تلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھو الذی انزل علیک الکتاب منہ آیات محکمات ھن ام الکتاب و اخر متشابھات قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رأیتم الذین یتبعون ما تشابہ منہ فاحذروھم و اخرج الدارمی عن سلیمان بن یسار ان رجلا یقال لہ صبیغ قدم المدینۃ فجعل یسأل عن متشابہ القرآن فارسل الیہ عمر و قد اعد لہ عراجین النخل فقال من انت قال انا عبد اللہ صبیغ فاخذ عمر عرجونا من تلک العراجین فضربہ فقال انا عبد اللہ عمر فجعل لہ ضربا حتی دمی رأسہ فقال یا امیر المؤمنین حسبک قد ذھب الذی کنت اجد فی رأسی و اخرج الدارمی عن عمرو بن الاشج ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال انہ سیأتی ناس یجادلونکم بشبھات القرآن فخذوھم بالسنن فان اصحاب السنن اعلم بکتاب اللہ ہفتم تعمق مردم در مسائل فقہیہ و تکلم بر صورہ مفروضہ کہ ہنوز واقع نشدہ است و سابق ایمعنی را جائز نمیداشتند و اسراع فقہا در فتوی بغیر ضرورت و سابق از فتوے ہیبت بسیار میخوردند اخرج الدارمی عن وھب بن عمرو الجمحی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تعجلوا بالبلیۃ قبل نزولھا فانکم ان لا تعجلوھا قبل نزولھا لا ینفک المسلمون

حالت مین نہین کہ جب وہ واقعہ پیش آئے گا تو کوئی نہ کوئی ایسا موجود ہوگا کہ جب وہ جواب دیگا تو اسے توفیق ملیگی اور اچھی بات اسکی زبان سے نکلیگی اور اگر جلدی کروگے تو نفسانیت سے تم مین اختلاف پیدا ہوجائے گا اور ادھر اودھر بھٹک جاؤگے اور آپنے اپنے سامنے اور اپنے دائین بائین جانب اشارہ فرمایا۔ اور دارمی نے طاؤس سے روایت کی ہو وہ کہتے تھے کہ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے بر سر منبر فرمایا۔ مین اُس شخص کو جو ایسا مسألہ دریافت کرے کہ ابھی تک پیش نہین آیا خدا کی قسم دلاکر (اس حرکت سے) روکتا ہون کیونکہ جو کچھ ہونے والا ہی اللہ نے (تو اسے) بیان کردیا ہی۔ (لہذا اطمینان رکھو جب کوئی واقعہ پیش آئیگا اُسکا حکم شریعت مین تمھین ملیگا) اور دارمی نے حضرت (عبد اللہ) بن عمر سے روایت ہی کہ حضرت ابن عمر سے کسی شخص نے کوئی مسألہ پوچھا تو اُنھون نے جواب دیا کہ مجھسے وہ بات پوچھو جو (ابھی) نہین ہوئی کیونکہ مین نے (اپنے والد) حضرت عمر بن خطاب سے سُنا ہی کہ وہ اُس شخص پر لعنت کرتے تھے جو ایسی بات کے متعلق سوال کرے جو ابھی نہین ہوئی۔ اور دارمی نے زہری سے روایت کی ہو وہ کہتے تھے ہمین خبر پہونچی ہی کہ جب حضرت زید بن ثابت انصاری سے کسی امر کے متعلق سوال کیا جاتا تو وہ کہتے تھے کیا یہ امر (واقع) ہوچکا ہی اگر لوگ کہتے کہ ہان (ہوچکا ہی) تو اُسکے متعلق جو اُنکو معلوم ہوتا یا اُنکی رائے ہوتی بیان کردیتے اور اگر لوگ کہتے کہ نہین ہوا تو فرماتے کہ ابھی اسکو چھوڑدو یہانتک کہ واقع ہو۔ اور دارمی نے عامر شعبی سے روایت کی ہی وہ کہتے تھے کہ کسی شخص نے حضرت عمار بن یاسر سے کوئی مسألہ پوچھا اُنھون نے کہا کیا یہ صورت پیش آئی ہی لوگون نے کہا نہین۔ اُنھون نے کہا تو (ہم کو ابھی) چھوڑدو یہانتک کہ پیش آئے اور جب ایسی صورت ہوگی تو اُسوقت ہم تمھین اسکا جواب تلاش کردینگے۔ اور دارمی نے مسروق سے روایت کی ہی وہ کہتے تھے کہ مین ابی بن کعب کے ساتھ کسی جگہ جارہا تھا ایک جوان نے اُنسے پوچھا کہ اے چچا آپ فلان فلان صورت مین کیا حکم دیتے ہین اُنھون نے کہا اے بھتیجے کیا یہ بات ہوئی ہی اُس جوان نے کہا نہین (ابھی ہوئی تو نہین ہی) ابی بن کعب نے کہا تو (ابھی ہمکو اس کے جواب دینے سے) معاف رکھو یہانتک کہ وہ ہوجائے اور دارمی نے سعید بن جبیر سے روایت کی ہی وہ کہتے تھے کہ مینے کسی قوم کو اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر نہ دیکھا اصحاب رسول خدا نے آپسے آپکی مدت حیات مین صرف تیرہ مسئلون کے متعلق سوال کیا وہ سب مسئلے قرآن مین مذکور ہین يَسْأَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ اور يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ وغیرہ وغیرہ صحابہ وہی بات پوچھتے تھے جو اُنھین فائدہ پہونچائے اور دارمی نے عبادہ بن نسئی سے روایت کی ہی کہ عبادہ سے سوال کیا گیا کہ ایک عورت ایسے لوگون کے یہان مری جن مین اُسکا کوئی ولی نہین ہی (اُس کو غسل کون دے) عبادہ نے جواب دیا کہ مین نے ایسے لوگون کو دیکھا ہی کہ وہ تمھاری طرح سختی نکرتا اور نہ تمھارے ایسے مسئلے پوچھتے تھے۔ اور دارمی نے عطاء بن سائب سے روایت کی ہی وہ کہتے تھے مین اسی مسجد مین ایک سو بیس انصاری سے ملا اُنمین سے جو شخص حدیث بیان کرتا تھا وہ

وفيهم اذا هي نزلت من اذا قال وُفِّقَ وسُدِّدَ وانكم ان تعجلوها تختلف بكم الأهواء فتأخذوا هكذا او هكذا واشار بين يديه وعن يمينه وعن شماله واخرج الدارمي عن طاؤس قال قال عمر على المنبر احرّج بالله على رجل سأل عما لم يكن فان الله قد بيّن ما هو كائن واخرج الدارمي عن ابن عمر سأله رجل عن شئ فقال لا تسأل عما لم يكن فاني سمعت عمر بن الخطاب يلعن من سأل عما لم يكن واخرج الدارمي عن الزهري قال بلغنا ان زيد بن ثابت الانصاري كان يقول اذا سئل عن الامر أكان هذا فان قالوا نعم قد كان حدّث فيه بالذي يعلم والذي يرى وان قالوا لم يكن قال ذروه حتى يكون واخرج الدارمي عن عامر الشعبي قال سئل عمار بن ياسر عن مسئلة فقال هل كان هذا بعد قالوا لا قال دعونا حتى يكون فاذا كانت تجشمناها لكم واخرج الدارمي عن مسروق قال كنت امشي مع ابي بن كعب فقال فتى يا عماه ما تقول في كذا وكذا قال يا ابن اخي كان هذا قالوا لا قال فاعفنا حتى يكون واخرج الدارمي عن سعيد بن جبير قال ما رأيت قوما كانوا خيرا من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ما سألوه الا عن ثلث عشرة مسئلة حتى قبض كلهن في القران منهن يَسْأَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قال ما كانوا يسألون الا عما ينفعهم واخرج الدارمي عن عبادة بن نسي وسئل عن امرأة ماتت مع قوم ليس لها ولي فقال ادركت اقواما ما كانوا يشددون تشديدكم ولا يسألون مسائلكم واخرج الدارمي عن عطاء بن السائب قال سمعت عبد الرحمن بن ابي ليلى يقول ادركت في هذا المسجد عشرين ومائة من الانصار ما منهم من احد يحدث بحديث

الا وَدَّ انّ اخاه كفاه الحديث ولا يسأل عن فتيا الا وَدَّ انّ اخاه كفاه الفتيا وآخرج الدارمي عن داؤد قال سألت الشعبي كيف كنتم

(پہلے یہی چاہتا تھا کہ کوئی دوسرا اس کام کو کرے (مگر جب کوئی دوسرا نہ ملتا تو مجبور ہو کر بیان کرتا) اور اگر اُنمین جس شخص سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تھا تو اُسکی یہی خواہش ہوتی تھی کہ کوئی دوسرا شخص اس مسئلہ کا جواب دیدے اور دارمی نے داؤد سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ مین نے شعبی سے پوچھا کہ جب تم سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تھا تو تم کیا کرتے تھے اُنھون نے کہا تم نے خبردار شخص سے اس بات کو پوچھا سنو ہم یہ کرتے تھے کہ جب کسی شخص سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تو وہ اپنے پاس والے (عالم) سے کہتا کہ تم اسکو فتویٰ دیدو (پھر وہ بھی اپنے ساتھی پر حوالہ کرتے تھے) اسی طرح برابر ہوتا رہتا یہانتک کہ سائل پھر پہلے ہی شخص کی طرف رجوع کرتا اور بمجبوری وہی جواب دیتا اور دارمی نے ابن منکدر سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے عالم اللہ تعالیٰ اور اُسکے بندون کے درمیان واسطہ ہوتا ہے تو اُسے چاہیے کہ اپنے بچاؤ کی کوئی راہ ڈھونڈھ لے (یعنی اپنے فرائض کو خوب ادا کرے) اور دارمی نے مسعر سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ معن بن عبدالرحمن نے ایک کتاب نکال کر مجھے دکھلائی اور اُنھون نے خدا کی قسم کھا کر مجھسے کہا کہ وہ اُنکے والد کی لکھی ہوئی ہے اسمین یہ مضمون تھا عبداللہ (بن مسعود) نے فرمایا قسم اُسکی جسکے سوا کوئی معبود نہین مین نے بہت باتین کرنے والون کے حق مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ سخت کسی کو نہین دیکھا اور آنحضرت کے بعد ان لوگون کے حق مین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے زیادہ سخت کسیکو نہین دیکھا اور مین دیکھتا ہون کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ان لوگون کے حق مین بہت خوفناک تھے۔ آٹھوین (مسائل) الہیات مین (یعنے ذات و صفات حق سبحانہ کے متعلق) لوگون کے سوالات کا بکثرت ہونا یہانتک کہ لوگ کہنے لگین کہ اللہ کو کس نے پیدا کیا یہ بات حضرت ابوہریرہ کے زمانہ مین پائی گئی (امام) مسلم نے بروایت محمد بن سیرین ابوہریرہ سے اُنھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپنے فرمایا۔ تمہیشہ لوگ تم سے علم کی باتین پوچھتے رہینگے یہانتک کہ کہین یہ اللہ ہے لیس کسنے اللہ کو پیدا کیا۔ راوی کا بیان ہے کہ یہ حدیث بیان کرتے وقت حضرت ابوہریرہ ایک شخص کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے کہا اللہ اور اُسکے رسول نے سچ کہا مجھسے دو شخص سوال کر چکے ہین اور اب یہ تیسرا شخص ہے یا یہ فرمایا کہ ایک سوال کرنیوالا تو یہ ہے دوسرا شخص ہے اور (امام) مسلم نے بروایت ابوسلمہ حضرت ابوہریرہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوہریرہ لوگ ہمیشہ سوال کرتے رہینگے (کہ فلان چیز کو کسنے پیدا کیا فلان چیز کو کسنے) یہانتک کہ کہینگے اچھا اسکو تو خدا نے پیدا کیا تو خدا کو کسنے پیدا کیا حضرت ابوہریرہ کہتے ہین کہ مین (ایک مرتبہ) مسجد (نبوی) مین تھا کہ کچھ دیہاتی لوگ آئے اور مجھسے کہا اے ابوہریرہ (یہ تو ہمکو معلوم ہے کہ) یہ خدا ہے پھر خدا کو کسنے پیدا کیا۔ حضرت ابوہریرہ نے ایک مٹھی کنکر زمین سے اُٹھائے اور اُن پر مارے اور کہا تم لوگ یہان سے چلے جاؤ میرے خلیل نے مجھسے سچ فرمایا تھا نوین اخبار بنی اسرائیل کا (لوگون مین) شائع ہونا اور انکو اہل کتاب سے روایت کرنا یہ پہلا بیگانہ علم ہے جو

اذا سئلتم قال على الخبير كنتم اذا سئل الرجل قال لصاحبه أفتهم فلا يزال حتى يرجع الى الاول وآخرج الدارمي عن ابن المنكدر قال ان العالم يدخل فيما بين الله تم وبين عباده فليطلب لنفسه المخرج وآخرج الدارمي عن مسعر قال اخرج الى معن بن عبدالرحمن كتابا فحلف لى بالله انه خط ابيه فاذا فيه قال عبد الله والذى لا اله الا هو ما رايت احدا كان اشد على المتنطعين من رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا رايت احدا كان اشد عليهم من ابى بكر رضى الله عنه وانى لارى عمر رضى الله عنه كان اشد خوفا عليهم او لهم هشتم فاش شدن سوالات مردم در الٰهیات تا آنکه گویند من خلق الله وآن معنی در زمان ابوہریرہ متحقق شد اخرج مسلم من حديث محمد بن سيرين عن ابى هريرة عن النبى صلى الله عليه وسلم قال لا يزال الناس يسألونكم عن العلم حتى يقولوا هذا الله فمن خلق الله قال وهو آخذ بيد رجل فقال صدق الله ورسوله قد سألنى اثنان وهذا الثالث او قال سألنى واحد وهذا الثانى وآخرج مسلم من حديث ابى سلمة عن ابى هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يزالون يسألونك يا ابا هريرة حتى يقولوا هذا الله فمن خلق الله قال فبينا انا فى المسجد اذ جاء ناس من الاعراب فقالوا يا ابا هريرة هذا الله فمن خلق الله قال فاخذ حصى بكفه فرماهم ثم قال قوموا صدق خليلى نهم فاش شدن اخبار بنی اسرائیل و روایت آن از اہل کتاب وآن اول علم بیگانہ است کہ

باعلوم دینیہ مختلط بشد آخرجہ الدارمی عن جابر ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنسخۃ من التوراۃ فقال

علوم دینیہ کے ساتھ ملا دارمی نے حضرت جابر سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ توریت کا ایک
نسخہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین لائے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ توریت کا نسخہ ہے آپ یہ سنکر
خاموش ہو رہے پھر حضرت عمر نے اُسے پڑھنا شروع کیا اُنکے پڑھنے سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک
متغیر ہوتا جاتا تھا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے (یہ دیکھکر) کہا دلے عمر تمپر رونے والیان روئین تم رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک نہین دیکھتے (کہ تمہارا پڑھنا حضرت کو کیسا ناگوار گزر رہا ہے) حضرت عمر نے رسول خدا کے
چہرۂ مبارک پر نظر کی تو کہا مین خدا کی پناہ مانگتا ہون اُسکے غضب سے اور اُسکے رسول کے غضب سے ہم نے اللہ کو (اپنا)
پروردگار اور اسلام کو (اپنا دین) اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو (اپنا نبی) پسند کیا پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا قسم اُس ذات کی جسکے ہاتھ مین محمد کی جان ہے کہ اگر موسی تمہارے سامنے آجائین اور تم مجھے چھوڑ کر انکی پیروی
کرو تو بھی یقیناً تم سیدھے راستے سے بہک جاؤگے اور اگر موسی زندہ ہوتے اور میری نبوت کو پاتے تو یقیناً وہ میری
پیروی کرتے۔ اور امام بخاری نے حضرت عبد اللہ بن عباس سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ اے مسلمانو (مجھے
تعجب ہے کہ) تم اہل کتاب سے کیون باتین پوچھا کرتے ہو حالانکہ تمہاری کتاب جو اللہ نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
پر اُتاری ہے وہ بہ نسبت اور کتب سماویہ کے اللہ کے ساتھ قریب العہد ہے (یعنے ابھی نازل ہوئی ہے) اور خالص ہے یعنی
(کسی اور کے کلام کی) آمیزش نہین ہوئی اور تم سے اللہ نے یہ بیان فرما دیا ہے کہ اہل کتاب نے اللہ کی کتابون کو بدل
دیا اور اُنمین تغیر کر دیا اور اپنے ہاتھ سے کتابین لکھین اور (اُنکی نسبت) کہا کہ یہ خدا کی طرف سے نازل ہوئی ہین انکی
غرض اس (تبدیل و تغیر) سے یہ تھی کہ اسکے بدولت تھوڑے سے دام حاصل کرین اور (کیا کم جانے تعجب ہے کہ)
جو علم تمکو ملا ہے وہ تمکو انسے سوال کرنے سے باز نہین رکھتا حالانکہ قسم خدا کی ہم تو اہل کتاب مین سے کسی کو نہین
دیکھتے کہ وہ تم سے اُس علم کی کوئی بات پوچھتے ہون جو تمپر اُتارا گیا ہے دسوین سنت ماثورہ مین جو اوراد و وظائف
آگئے ہین اُنکے علاوہ اپنی طرف سے اوراد و وظائف کا بہ نیت تقرب الی اللہ عز و جل (یعنے ثواب پانے کی غرض سے)
اختراع کرنا اور امور مستحبہ کو مثل واجبات کے اپنے ذمہ لازم کر لینا۔ اور لوگون مین اُن وظائف کے پھیلانے کی
رغبت کا دلون مین پیدا ہونا۔ دارمی نے حکم بن مبارک سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے ہمین عمرو بن یحیی نے
خبر دی وہ کہتے تھے مین نے اپنے والد سے سنا وہ اپنے والد سے نقل کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ ہم نماز فجر سے
پہلے حضرت عبد اللہ بن مسعود کے دروازہ پر جا کر بیٹھ رہتے تھے جب وہ اپنے گھر سے نکلتے تو ہم انکے ساتھ ساتھ
مسجد مین جاتے تھے (ایک روز حضرت ابن مسعود کے مکان پر بوقت معہود) حضرت ابو موسی اشعری ہمارے
پاس آئے اور ہم سے پوچھا کیا ابو عبد الرحمن (یعنے حضرت عبد اللہ بن مسعود) گھر سے نکلے ہم نے جواب دیا کہ
(ابھی) نہین نکلے (یہ سنکر) وہ ہمارے پاس بیٹھ گئے یہانتک کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود گھر سے برآمد ہوئے

یا رسول اللہ ھذہ نسخۃ من التوراۃ
فسکت فجعل یقرأ ووجہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یتغیر فقال ابو بکر
رضی اللہ عنہ ثکلتک الثواکل ما تری
بوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فنظر عمر الی وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فقال اعوذ باللہ من غضب اللہ
ومن غضب رسولہ رضینا باللہ ربا
وبالاسلام دینا وبمحمد صلی اللہ علیہ
وسلم نبیا فقال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم والذی نفس محمد بیدہ
لو بدا لکم موسی فاتبعتموہ وترکتمونی
لضللتم عن سواء السبیل ولو کان حیا
وادرک نبوتی لاتبعنی آخرجہ البخاری
عن عبد اللہ بن عباس انہ قال یا معشر
المسلمین کیف تسالون اھل الکتاب
عن شیء وکتابکم الذی انزل اللہ علی
نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم احدث الاخبار
باللہ محضا لم یشب وقد حدثکم اللہ
ان اھل الکتب قد بدلوا من کتب اللہ
وغیروا وکتبوا بایدیھم الکتب قالوا
ھو من عند اللہ لیشتروا بذلک ثمنا
قلیلا ولا ینھاکم ما جاءکم من العلم
من مسألتھم فلا واللہ ما رأینا رجلا منہم
یسئلکم عن الذی انزل علیکم دھم
اوراد و احزاب بنیت تقرب الی اللہ
عز و جل زیادہ بر سنت ماثورہ والتزام مستحبات
مانند التزام واجبات وظہور دواعی نفس
در دعوت مردمان بآن آخرجہ الدارمی
عن الحکم بن المبارک انا عمرو بن یحیی
قال سمعت ابی یحدث عن ابیہ قال کنا نجلس علی باب عبد اللہ بن مسعود قبل صلوۃ الغداۃ فاذا خرج مشینا معہ الی المسجد فجاءنا
ابو موسی الاشعری فقال اخرج الیکم ابو عبد الرحمن بعد قلنا لا فجلس معنا حتی خرج فلما خرج

ثم أتى إليه جميعاً فقال له أبو موسى يا أبا عبد الرحمن إني رأيت في المسجد آنفاً أمراً أنكرته ولم أر والحمد لله إلا خيراً قال فما هو

قال إن عشت فستراه قال رأيت
في المسجد قوماً حلقاً جلوساً ينتظرون
الصلاة في كل حلقة رجل وفي أيديهم
حصى فيقول كبروا مائة فيكبرون مائة
ويقول هللوا مائة فيهللون مائة
ويقول سبحوا مائة فيسبحون مائة
قال فماذا قلت لهم قال ما قلت لهم
شيئاً انتظار رأيك وانتظار أمرك قال
أفلا أمرتهم أن يعدوا سيئاتهم
وضمنت لهم أن لا يضيع من حسناتهم
ثم مضى ومضينا معه حتى أتى حلقة
من تلك الحلق فوقف عليهم فقال
ما هذا الذي أراكم تصنعون قالوا
يا أبا عبد الرحمن حصى نعد به التكبير
والتهليل والتسبيح قال فعدوا سيئاتكم
فأنا ضامن أن لا يضيع من حسناتكم
شيء ويحكم يا أمة محمد صلى الله
عليه وسلم ما أسرع هلكتكم هؤلاء
صحابة نبيكم صلى الله عليه وسلم
متوافرون وهذه ثيابه لم تبل و
آنيته لم تكسر والذي نفسي في يده
إنكم لعلى ملة هي أهدى من ملة
محمد صلى الله عليه وسلم أو مفتتحو
باب ضلالة قالوا والله يا أبا عبد الرحمن
ما أردنا إلا الخير قال وكم من مريد
للخير لن يصيبه إن رسول الله صلى
الله عليه وسلم حدثنا أن قوماً
يقرؤون القرآن لا يجاوز تراقيهم
وايم الله ما أدري لعل أكثرهم
منكم ثم تولى عنهم فقال عمرو بن سلمة
رأينا عامة أولئك الحلق يطاعنونا يوم النهروان مع الخوارج وفي مصنف أبي بكر بن أبي شيبة قيل لابن عمر تصلي الضحى قال لا
قيل صلاها عمر قال لا قيل صلاها أبو بكر قال لا قيل

اور ہم لوگ انکے ساتھ اٹھکر چلے پھر آنسے حضرت ابو موسی نے کہا اے ابو عبد الرحمن مین نے ابھی مسجد مین ایک نئی بات دیکھی گر الحمد للہ مین نے اچھی بات دیکھی حضرت عبد اللہ بن مسعود نے پوچھا تمنے کیا دیکھا حضرت ابو موسی نے کہا اگر (مسجد پہونچنے تک آپ زندہ رہے تو آپ بھی اسکو دیکھ لین گے پھر کہا کہ مین نے مسجد مین لوگون کو دیکھا کہ وہ (جدا جدا) حلقے کرکے بیٹھے ہین اور نماز کا انتظار کر رہے ہین اور ہر حلقہ مین ایک ایک شخص ہے جسکے ہاتھ مین سنگریزے ہین وہ کہتا ہے سو مرتبہ اللہ اکبر پڑھو سب لوگ سو بار اللہ اکبر پڑھتے ہین (اور ان سنگریزون پر گنتے جاتے ہین) پھر وہ کہتا ہے سو بار لا الہ الا اللہ پڑھو سب لوگ سو بار لا الہ الا اللہ پڑھتے ہین پھر وہ کہتا ہے سو بار سبحان اللہ پڑھو سب لوگ سو بار سبحان اللہ پڑھتے ہین (یہ سنکر) حضرت عبد اللہ بن مسعود نے پوچھا کہ پھر تم نے انسے کیا کہا حضرت ابو موسی نے جواب دیا آپکی رائے اور آپکے حکم کے انتظار مین مین نے انسے کچھ نہین کہا۔ انھون نے کہا تم نے انکو کیون نہ حکم کیا کہ (ان سنگریزون پر بجائے تکبیر و تہلیل و تسبیح کے) وہ لوگ اپنے اپنے گناہ گنین اور تم نے انسے اس بات کی ذمہ داری کیون نہ کی کہ ان کی نیکیون مین کچھ ضائع نہوگا (گننا بیکار ہے) - یہ کہکر حضرت ابن مسعود چلے اور ہم سب انکے ساتھ ساتھ چلے۔ یہانتک کہ وہ ان حلقون مین سے ایک حلقہ کے پاس پہونچکر ٹھہر گئے اور ان لوگون سے پوچھا کہ تم یہ کیا کر رہے ہو انھون نے جواب دیا اے ابو عبد الرحمن ہم ان سنگریزون سے تکبیر اور تہلیل اور تسبیح کو شمار کرتے ہین انھون نے کہا (بجائے اسکے) تم لوگ اپنے اپنے گناہ شمار کرو اور مین ضامن ہوتا ہون کہ تمھاری نیکیون مین سے کوئی نیکی نہ ضائع ہوگی۔ اے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم وائے ہو تم پر تمھاری ہلاکت کس قدر جلد آگئی ابھی یہ اصحاب تمھارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بکثرت (موجود) ہین اور تمھارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے بوسیدہ نہین ہوئے اور انکے برتن نہین ٹوٹے (مگر تم ابھی سے بدعتین ایجاد کرنے لگے) قسم اسکی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے کیا تم ایک ایسے دین پر ہو جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے زیادہ راہ راست پر ہے یا تم گمراہی کے دروازہ پر پہونچ گئے ہو اور وہ دروازہ کھلنے والا ہے۔ ان لوگون نے جواب دیا اے ابو عبد الرحمن قسم خدا کی کہ ہم (اس فعل سے) نیکی ہی کا ارادہ رکھتے ہین حضرت ابن مسعود نے کہا بہت سے نیکی کا ارادہ کرنے والے ایسے ہین کہ انھین نیکی نہین ملتی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمسے فرمایا ہے کہ بہت سے لوگ قرآن پڑھین گے مگر قرآن انکے گلے سے نہ تجاوز کریگا قسم خدا کی مین نہین جانتا کہ شاید ایسے اکثر لوگ تم مین ہون۔ پھر حضرت ابن مسعود ان لوگون کے پاس سے چلے گئے۔ عمرو بن سلمہ کہتے ہین (ان لوگون کا انجام) ہم نے یہ دیکھا کہ جنگ نہروان مین خوارج کے ساتھ ہوکر یہ لوگ ہمپر برچھے مار رہے تھے اور مصنف ابو بکر بن ابی شیبہ مین ہے کہ کسی شخص نے حضرت (عبد اللہ) بن عمر سے سوال کیا کیا آپ چاشت کی نماز پڑھتے ہین انھون نے جواب دیا کہ نہین (پڑھتا) پھر سائل نے پوچھا کیا حضرت عمر (یہ نماز) پڑھتے تھے انھون نے جواب دیا نہین۔ پھر انسنے پوچھا کیا ابو بکر (یہ نماز) پڑھتے تھے انھون نے جواب دیا نہین۔ پھر اسنے دریافت کیا کیا

فصلاها رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا إخالُ وفي شرح السنة كان ابن عمر اذا سئل عن سبحة الضحى فقال لا آمر بها ولا انهى عنها ولقد
أصيب عثمان وما أدري احداً يصليها
وانها لمن احب ما احدث الناس الي
وآخرج الدارمي عن ربيعة بن يزيد
قال قال معاذ بن جبل رضي الله عنه
يُفتح القرآن على الناس حتى يقرأه
المرأةُ والصبيُّ والرجل فيقول الرجل
قد قرأتُ القرآن فلم أُتَّبَع والله لأقومنَّ
به فيهم لعلي أُتَّبَع فيقوم به فيهم
فلا يتبع فيقول قد قرأتُ القرآن
فلم اتبع وقد قمتُ به فلم اتبع
وقد احتظرت في بيتي مسجدا فلم اتبع
والله لآتينَّهُم بحديثٍ لا يجدونه
في كتاب الله ولم يسمعوه عن رسول الله
صلى الله عليه وسلم لعلّي اتبع قال
معاذ فاياكم فانّ ما جاء به ضلالةٌ

یازدہم سابق وعظ و فتوے موقوف بود
بر رای خلیفہ بدون امر خلیفہ وعظ نمی گفتند
و فتوی نمیدادند و آخرا بغیر توقف بر رای
خلیفہ وعظ میگفتند و فتوے می دادند
و درین وقت مشاورۂ جماعۂ صالحین
در فتوے موقوف ماند آخرج ابو داؤد
عن عوف بن مالك الاشجعي قال
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
لا يقُصُّ الا اميرٌ او مأمورٌ او مُختالٌ
وآخرج الدارمي عن ابن عون عن محمد
قال قال عمر لابن مسعود ألم أُنبأ
او أُنبِئتُ انك تُفتي ولست بأمير
ولِّ حارّها من تولّى قارّها وآخرج
الدارمي عن المسيب بن رافع قال
كانوا اذا نزلت فيهم قضية ليس فيها
عن رسول الله صلى الله عليه وسلم
اثر اجتمعوا لها واجمعوا فالحق

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ نماز) پڑھی تھی۔ انھون نے جواب دیا میرے خیال مین نہین پڑھتے تھے۔ اور شرح السنہ
مین ہے کہ حضرت (عبداللہ) بن عمر سے جب کوئی شخص نماز چاشت کے بارے مین سوال کرتا تھا تو وہ کہتے تھے کہ مین نہ اس
نماز کے پڑھنے کا حکم دیتا ہون اور نہ کسیکو اسکے پڑھنے سے منع کرتا ہون اور حضرت عثمان کی شہادت تک مین نہین
جانتا کہ کوئی شخص اس نماز کو پڑھتا ہو مگر جو امور کہ لوگون نے اب ایجاد کر لیے ہین اُن سب مین یہ نماز مجھے محبوب ہے
اور دارمی نے ربیعہ بن یزید سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ حضرت معاذ بن جبل نے فرمایا قرآن آسان کر دیا جائیگا
یہانتک کہ عورتین اور لڑکے اور مرد (سب کے سب) قرآن پڑھنے لگین گے پھر ایک شخص کہیگا مین نے قرآن
پڑھا مگر مین (لوگون کا) مقتدا نہ بنا (اور میری کچھ قدر و منزلت نہ ہوئی) قسم خدا کی اب مین لوگون مین قرآن
کو قائم کرونگا تاکہ مین مقتدا بنون۔ پھر وہ لوگون مین قرآن کو قائم کریگا مگر (اسپر بھی) مقتدا نہ بنیگا پھر کہیگا
مین نے قرآن پڑھا اور لوگون مین قرآن کو قائم کیا مگر مین مقتدا نہ بنا اب مین اپنے گھر مین مسجد بناؤنگا اور سب سے
علیحدہ رہکر اسمین عبادت کرونگا تاکہ مین (لوگون کا) مقتدا بنون۔ پھر وہ اپنے گھر مین مسجد بنا لیگا (اور اسمین
عبادت کریگا) مگر (اسپر بھی) مقتدا نہ بنے گا پھر تو وہ کہیگا مین نے قرآن پڑھا اور مقتدا نہ بنا اور مین نے
لوگون مین قرآن کو قائم کیا پھر بھی مقتدا نہ بنا اور مین نے اپنے گھر مین مسجد بنائی (اور سب سے علیحدہ رہکر عبادت
کرتا رہا) (اسپر بھی) مقتدا نہ بنا۔ قسم خدا کی اب مین لوگون کے سامنے ایک ایسی نئی بات پیش کرونگا کہ جسکو
وہ کتاب اللہ مین نہ پائینگے اور نہ انھون نے اُسکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہوگا مین امید کرتا ہون کہ
پھر مین مقتدا بن جاؤنگا حضرت معاذ نے (یہ بیان کرکے) فرمایا (اے لوگو تم ایسے شخص سے بچتے رہنا کیونکہ
جو کچھ وہ ظاہر کریگا (سراسر) گمراہی ہوگی۔ گیارھوین اگلے زمانہ مین وعظ گوئی اور فتوی دینا خلیفہ کی رائے
پر موقوف تھا بدون حکم خلیفہ کے لوگ وعظ نہ کہتے تھے اور نہ فتوے دیتے تھے اور اخیر زمانہ مین بغیر حکم خلیفہ کے
وعظ کہنے اور فتوے دینے لگے (البتہ) اسوقت فتوی نیک لوگون کے مشورہ پر موقوف رہا ابوداؤد نے
عوف بن مالک اشجعی سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وعظ نہ بیان کرے
مگر خلیفہ یا وہ شخص جو (وعظ گوئی پر) مامور ہو یا وہ شخص جو متکبر اور ریاکار ہے اور دارمی نے ابن عون سے
انھون نے محمد سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے حضرت ابن مسعود سے
فرمایا مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تم فتوے دیتے ہو حالانکہ تم خلیفہ نہین ہو (فتوے نہ دیا کرو بلکہ) خلافت کی تکلیف
اور زحمت کا بار اُسکے اوپر ڈالو جو اُسکی راحت کا مالک ہوا ہے۔ اور دارمی نے مسیب بن رافع سے
روایت کی ہے وہ کہتے تھے صحابہ کرام کا یہ دستور تھا کہ جب کوئی معاملہ ان کو پیش آتا اور اس واقعہ کے متعلق
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث نہ ملتی تو سب یکجا ہو کر اُسکے حکم پر اجماع کر لیتے تھے پس حق

فیها ابا فاما الحق فیما اُحا و تحقیق آنست کہ تا زمانِ حضرت عثمان اختلافِ مسائل فقہیہ واقع نمیشد و در محل اختلاف بخلیفہ رجوع میکردند و خلیفہ بعد مشاورہ امری اختیار میکرد و ہمان امر مجمع علیہ می شد و بعد وجود فتنہ ہر عالمی برأس خود فتوی میداد و درین زمانہ اختلاف واقع شد و آنچہ شہرستانی درکتاب ملل و نحل گفت کہ بمجرد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اختلاف پدید آمد خطاست اختلاف آن نیست کہ در اثنای مشاورت اقوال متغایرہ گویند و بآخر امرے منقح شود و بر ہمان امر اجماع کنند اختلاف آنست کہ ہر دو قول مستقر پیدا شود ہر یکے بجانب خود کشد و ہم وضع مخالف خواہد بالجملہ ہمین ہفت نوع تغیر در بہترین امت کہ علماء و عباد و قراء اند پیدا شد و مفسدۂ عظیمہ کہ بران مترتب گشت آنست کہ طبقات متاخر این تغیر را بہیئتہا و صفتہا سنت خیال کردند از جہت کہ اصل و ماخوذ از سنت بود و لائمہ قائم نمودند بر تارک آن یا مقصر دران اخرج الدارمی عن ابراہیم عن علقمۃ عن عبد اللہ قال کیف انتم اذا لبستم فتنۃ یھرم فیھا الکبیر ویربو فیھا الصغیر اذا ترک منھا شیء قیل ترکت السنۃ قالوا ومتی ذلک قال اذا ذھبت علماؤکم وکثرت جھلاؤکم وکثرت قراؤکم وقلت فقھاؤکم وکثرت امراؤکم وقلت امناؤکم والتمست الدنیا بعمل الآخرۃ وتفقہ لغیر الدین و دوازدہم وقوع قتال درمیان مسلمین اخرج ابن ماجۃ من حدیث اسید بن المتشمس قال حدثنا ابو موسی حدثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان بین یدی الساعۃ لھرجا قال قلت یا رسول اللہ ما الھرج قال القتل فقال بعض المسلمین یا رسول اللہ انا نقتل الآن فی العام الواحد من المشرکین کذا وکذا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس بقتل المشرکین ولکن یقتل بعضکم بعضا حتی یقتل الرجل

وہی ہے جسکو ان لوگون نے حق سمجھا پس حق وہی ہے جسکو ان لوگون نے حق سمجھا اور اسمین ما بدمین تحقیق یہ ہے کہ حضرت عثمان کے زمانہ تک مسائل فقہیہ مین اختلاف واقع نہ ہوتا تھا (اسوقت اگر موقع اختلاف مین) لوگ خلیفہ کی جانب رجوع کرتے تھے اور خلیفہ مشورہ کے بعد کوئی بات تجویز کردیتا تھا اور اسی بات پر اجماع ہوجاتا تھا اور فتنہ کے بعد بذات خود ہر عالم فتوی دینے لگا اور اسی زمانہ مین (مسائل کے اندر) اختلاف واقع ہوا اور جو کہ شہرستانی نے (اپنی) کتاب ملل و نحل مین لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوتے ہی اختلاف پیدا ہوگیا (انکا یہ کہنا) غلط ہے اختلاف اسکا نام نہین ہے کہ اثناے مشورہ مین (چند اشخاص) ایک دوسرے کے مخالف اقوال کہین اور بالآخر ایک امر منقح ہوکر اسی پر سب اتفاق کرلین (بلکہ) اختلاف یہ ہے کہ دو (مختلف) قول جو راجح ہوجائین پیدا ہون اور ہر شخص (لوگون کو) اپنی جانب کھینچے اور جو (دعوی) اسکے مخالف وضع کیا ہے اسکا باطل کرنا چاہے الحاصل یہی سات قسم کا تغیر (یعنی اختلاف مسائل فقہیہ) اس امت کے بہترین اشخاص مین جو کہ عالم اور عابد اور قاری ہین پیدا ہوا اور اس تغیر پر جو فساد عظیم کہ مرتب ہوا یہ ہے کہ طبقات متاخرین نے اس تغیر کو باین ہیئت و صفت سنت خیال کرلیا اس وجہ سے کہ اس اختلاف کی اصل سنت (رسول) سے ماخوذ تھی اور (اسی بنا پر) متاخرین نے اپنے اپنے مذہب کے تارک و مقصر کو قابل ملامت جانا۔ دارمی نے ابراہیم سے انھون نے علقمہ سے انھون نے حضرت عبد اللہ (بن مسعود) سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ تمھارا کیا حال ہوگا جب تمکو وہ فتنہ پامال کرڈالیگا کہ جسمین جوان شخص بوڑھا ہوجائے گا اور لڑکا جوان ہوجائے گا جب اس فتنہ کی رائج کی ہوئی باتون سے کوئی چیز متروک ہوجائیگی تو کہا جائیگا کہ سنت متروک ہوئی۔ لوگون نے انسے پوچھا کہ یہ کب ہوگا انھون نے جواب دیا کہ جب تمھارے علما (دنیا سے) چلے جائین اور تم مین جاہل کثرت سے (پیدا ہوجائین) اور تم مین قاری بکثرت ہون مگر لوگ تم مین دین کے سمجھنے والے کم ہون اور تمھارے سردارون کی کثرت ہو اور تم مین امانت دار اشخاص کم ہوجائین اور بذریعہ عمل آخرت کے دنیا طلب کیجائے اور دین کے سوا اور کچھ حاصل کرنے کی غرض سے علم دین سیکھے جائین (تو اسوقت سمجھ لینا کہ یہ فتنہ آگیا)۔ بارھوین مسلمانون کے درمیان قتل (و خونریزی) کا واقع ہونا۔ ابن ماجہ نے بروایت اسید بن متشمس روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ ہمسے ابو موسی (اشعری) نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہمسے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت سے قریب بیشک ہرج واقع ہوگا۔ مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہرج کیا ہے آپنے فرمایا قتل کسی شخص نے عرض کیا کہ اے رسول خدا ہم (اب بھی تو) ایک سن مین اتنے اتنے مشرکون کو قتل کرتے ہین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مشرکون کو قتل کرنا (ہرج) نہین ہے بلکہ مسلمان ایک دوسرے کو قتل کرین گے یہانتک کہ آدمی اپنے

جاره وابن عمه وذا قرابته فقال بعض القوم يا رسول الله ومعنا عقولنا ذلك اليوم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تنزع عقول
اكثر ذلك الزمان ويخلف له هباء
من الناس لا عقول لهم ثم قال ابو موسى الاشعري
وايم الله لاظنها مدركتي واياكم
وايم الله ما لي ولكم منها مخرج ان
ادركتنا فيما عهد الينا نبينا صلى
الله عليه وسلم الا ان نخرج منها كما دخلنا
فيها واخرج ابن ماجه من حديث عبد الله
بن شداد بن الهاد عن معاذ بن جبل
قال صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم
يوما صلوة فاطال فيها فلما انصرف
قلنا او قالوا يا رسول الله اطلت اليوم
الصلوة قال اني صليت صلوة رغبة
ورهبة سالت الله عز وجل لامتي ثلثا
فاعطاني اثنتين ورد على واحدة سالته
ان لا يسلط عليهم عدوا من غيرهم
فاعطانيها وسالته ان لا يهلكهم غرقا
فاعطانيها وسالته ان لا يجعل باسا
بينهم فردها على واخرج ابن ماجة
من حديث ابي قلابة الجرمي عن ابي اسماء
الرحبي عن ثوبان مولى رسول الله صلى
الله عليه وسلم عن رسول الله صلى الله
عليه وسلم قال زويت لي الارض حتى
رايت مشارقها ومغاربها واعطيت
الكنزين الاصفر والاحمر والابيض
يعني الذهب والفضة وقيل لي ان ملكك
الى حيث زوي لك واني سالت الله
عز وجل ثلثا ان لا يسلط على امتي
جوعا فيهلكهم به عامة وان لا يلبسهم
شيعا ويذيق بعضهم باس بعض
فانه قيل لي اذا قضيت قضاء فلا
مرد له واني لن اسلط على امتك جوعا فيهلكهم ولن اجمع عليهم من بين اقطارها حتى يفني بعضهم بعضا ويقتل بعضهم بعضا
واذا وضع السيف فلن يرفع عنهم الى يوم القيمة وان مما اتخوف على امتي ائمة

ہمسایہ کو اور اپنے بھائی کو اور اپنے قرابتدار کو قتل کر ڈالیگا اسپر کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ (کیا) اسدن
ہماری عقلیں ہمارے ساتھ ہونگی (یا ہماری عقلیں ہمسے سلب کر لیجائینگی) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا اس زمانہ کے اکثر اشخاص کی عقلیں تو سلب کر لیجائینگی (مگر یہ ضرور ہوگا کہ) کمینے لوگ جن کو
عقلیں نہ ہونگی (اسوقت اہل عقل کے) جانشین ہونگے (اور حکومت کی باگ ایسے ہی اشخاص کے
ہاتھ میں ہوگی) پھر (ابو موسی) اشعری نے کہا قسم خدا کی میں گمان کرتا ہوں کہ وہ فتنہ مجھکو اور تمکو ضرور
پانے والا ہے قسم خدا کی اگر فتنہ نے ہمکو پالیا تو میرے اور تمھارے لیے حسب ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
اُس سے بچاؤ کی کوئی راہ نہیں مگر یہ کہ ہم اُس سے (بچکر) نکل جائیں جسطرح کہ اُسمیں داخل ہوئے۔ اور ابن ماجہ
نے بروایت عبد اللہ بن شداد بن الہاد حضرت معاذ بن جبل سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ ایک دن رسولخدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو نماز پڑھائی اور دیر تک پڑھی پھر جب آپ نماز سے فارغ ہوئے ہم نے یا اور لوگوں نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ آج آپنے (خلاف معمول) نماز دیر تک پڑھی آپنے فرمایا میں نے (آج) رغبت اور
خوف کی نماز پڑھی اور اللہ عز وجل سے یہ سوال کیا کہ میری امت کو تین چیزیں عطا فرمائے اُسنے مجھے
دو چیزیں تو عطا کیں اور تیسری چیز نہیں عطا کی۔ میں نے اس سے یہ سوال کیا تھا کہ میری امت کے غیر کو ان پر
دشمن کر کے مسلط نہ کرے یہ تو اللہ نے قبول فرمایا اور میں نے اس سے یہ سوال کیا تھا کہ انکو غرق کر کے نہ
ہلاک کرے یہ بھی اُسنے قبول فرمایا اور میں نے اُس سے سوال کیا تھا کہ وہ آپس میں نہ لڑیں اسے اللہ نے
قبول نہیں کیا اور ابن ماجہ نے بروایت ابو قلابہ جرمی ابو اسمار رحبی سے انھوں نے ثوبان سے جو مولی
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے انھوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپ فرماتے تھے
میرے لیے زمین لپیٹ دی گئی یہانتک کہ میں نے اسکے مشرق اور مغرب کو دیکھ لیا اور مجھے دونوں قسم
کے خزانے زرد اور سُرخ یعنے سونے اور چاندی کے عطا ہوئے اور مجھسے کہا گیا کہ تمھاری حکومت اس مقام
تک پہنچ جائیگی جو تمھارے لیے لپیٹا گیا ہے اور میں نے خدا سے یہ سوال کیا تھا کہ میری امت پر بھوک (اور
فاقہ) کو (اسطرح) نہ مسلط کرے کہ وہ سب کے سب اسکے سبب سے ہلاک ہوں اور انمیں باہم اختلاف نہ پیدا
کرے کہ وہ ایک دوسرے کو قتل کر ڈالیں تو مجھ سے (اسکے جواب میں) یہ کہا گیا کہ جب میں حکم کر کے بات مقرر کر دیتا
ہوں تو وہ ٹل نہیں سکتی اور میں تمھاری امت پر بھوک نہ مسلط کرونگا کہ انکو ہلاک کر دے اور میں اُن پر زمین
کے اطراف سے (انکے غیر کو) نہ جمع کرونگا (تاکہ وہ انکو ہلاک کر دیں) بلکہ وہ خود آپس میں ایک دوسرے
کو فنا کر دینگے اور ایک دوسرے کو قتل کرینگے اور جب (انمیں) تلوار رکھ دیجائیگی تو قیامت تک اُنسے
نہ اُٹھائی جائیگی اور (فرمایا) مجھے اپنی امت کے حق میں جن امور کا خوف ہے منجملہ انکے یہ ہے کہ گمراہ کرنے والے

كذابين وستعبد قبائل من امتي الاوثان وستلحق قبائل من امتي بالمشركين وان بين يدي الساعة دجالين كذابين قريبا من ثلثين كلهم يزعم انه نبي ولا تزال

حاکم ان پر مسلط ہونگے اور عنقریب میری امت کے کچھ قبیلے بتون کی پرستش کرینگے اور عنقریب میری امت کے کچھ قبیلے مشرکون سے ملجائینگے اور قیامت کے قریب تقریباً تیس دجال کذاب ہونگے انمین سے ہر ایک دعوی کریگا کہ مین نبی ہون اور فرمایا میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر اور فتحمند رہیگی انکا مخالف انکو کوئی ضرر نہ پہونچا سکیگا یہانتک کہ اللہ عز وجل کا حکم آجائے (اور جنگ قتال اور اسکی شدت کا حضرت ذو النورین کی شہادت کے بعد واقع ہونا ظاہر ہی محتاج بیان نہین) تیرھوین سلف صالحین کی بدگوئی کا رواج ہونا علامات قیامت کی تعداد مین (جامع) ترمذی مین ہی اور یہ کہ اس امت کے پچھلے لوگ اگلون کو برا کہین۔ اور ابن ماجہ نے بروایت محمد بن منکدر حضرت جابر سے نقل کیا ہی وہ کہتے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اس امت کے پچھلے لوگ اگلون پر لعنت کرین تو (اسوقت) جس کسی نے کوئی حدیث چھپائی (اور اگلونکی فضیلت ظاہر کی) تو اسنے (گویا) اس (پوری) شریعت کو چھپایا جسکو اللہ عز وجل نے اتارا ہی (اور (یہ بھی) ظاہر ہی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد اہل شام حضرت مرتضی (رضی اللہ عنہ) کے برا کہنے مین مبتلا ہوئے اور مستدرک مین ہی کہ حضرت مرتضی کے لشکر مین شیخین کی بدگوئی ظاہر ہوئی اور حضرت مرتضی نے بہت سے لوگون کو اسی قصور پر اپنے لشکر سے نکال دیا اور اسی طرح حضرت عثمان کی بدگوئی (بھی) خوب شائع ہوئی) چودھوین مسلمانون کا افتراق (اور انکا مختلف فرقے ہوجانا) ابن ماجہ نے بروایت ابو سلمہ حضرت ابوہریرہ سے نقل کیا ہی وہ کہتے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہود مین اکہتر فرقے ہوئے تھے اور میری امت مین تہتر فرقے ہوجائینگے اور ابن ماجہ نے بروایت راشد بن سعد عوف بن مالک سے نقل کیا ہی وہ کہتے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہود اکہتر فرقے ہوئے تھے انمین سے ایک فرقہ تو جنت مین جائیگا (باقی) ستر (فرقے) دوزخ مین پڑینگے اور نصاری بہتر فرقے ہوگئے تھے (انمین سے) اکہتر فرقے دوزخ مین جائینگے اور ایک جنت مین قسم اسکی جسکے ہاتھ مین محمد کی جان ہی میری امت تہتر فرقے ہوجائیگی (انمین سے) ایک (فرقہ) جنت مین جائیگا اور باقی بہتر فرقے دوزخ مین کسی نے پوچھا کہ یا رسول اللہ وہ ایک فرقہ کون لوگ ہین۔ آپنے فرمایا جماعت (یعنی اہل سنت جماعت) ہین اور ابن ماجہ نے بروایت قتادہ حضرت انس بن مالک سے نقل کیا ہی وہ کہتے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل اکہتر فرقے ہوگئے تھے اور میری امت عنقریب بہتر فرقے ہوجائینگے کل فرقے دوزخ مین جائینگے سوا ایک کے اور وہ (فرقہ اہل) جماعت ہی پندرھوین خوارج کا ظاہر ہونا حفاظ (حدیث) نے ایک بڑی جماعت صحابہ کی روایت سے خوارج کا ذکر نقل کیا ہی اور یہ حدیث متواتر بالمعنی ہی ابن ماجہ نے بروایت زر بن حبیش حضرت عبد اللہ بن مسعود سے نقل کیا ہی وہ کہتے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخر زمانہ مین کچھ لوگ ہونگے نو عمر جنکی عقلین کم ہونگی باتین وہ

طائفة من امتي على الحق منصورين لا يضرهم من خالفهم حتى ياتي امر الله عز وجل و وقوع قتال و شدت آن بعد قتل حضرت ذي النورين اظهر است از آنکه به بیان محتاج باشد سیزدهم شیوع سب سلف صالح في الترمذي في تعداد علامات القيمة وان يلعن آخر هذه الامة اولها واخرج ابن ماجه من حديث محمد بن المنكدر عن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا لعن آخر هذه الامة اولها فمن كتم حديثا فقد كتم ما انزل الله عز وجل و ظاهر است که بعد قتل حضرت عثمان رضي الله عنه اهل شام مبتلا شدند بسب حضرت مرتضی و در مستدرک مذکور است که در لشکر حضرت مرتضی سب شیخین ظاهر شد و حضرت مرتضی چندین کس را بهمین گناه از لشکر اخراج کردند و همچنین سب حضرت عثمان شیوع تام پیدا کرد چهاردهم افتراق مسلمین اخرج ابن ماجه من حديث ابي سلمة عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تفرقت اليهود على احدى وسبعين فرقة وتفرقت امتي على ثلث وسبعين فرقة واخرج ابن ماجه من حديث راشد بن سعد عن عوف بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم افترقت اليهود على احدى وسبعين فرقة فواحدة في الجنة وسبعون في النار وافترقت النصارى على ثنتين وسبعين فرقة فاحدى وسبعون في النار وواحدة في الجنة والذي نفس محمد بيده لتفترقن امتي على ثلث وسبعين فرقة فواحدة في الجنة وثنتان وسبعون في النار قيل يا رسول الله من هم قال الجماعة واخرج ابن ماجه من حديث قتادة عن انس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان بني اسرائيل افترقت على احدى وسبعين فرقة وان امتي ستفترق على ثنتين وسبعين فرقة كلها في النار الا واحدة وهي الجماعة پانزدهم ظهور خوارج اخرج الحفاظ ذكر الخوارج من حديث جماعة عظيمة من الصحابة وهذا حديث متواتر بالمعنى اخرج ابن ماجه من حديث زر عن عبد الله بن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يخرج في آخر الزمان قوم احداث الاسنان سفهاء الاحلام يقولون

کرین گے جو لوگون کی بہترین باتون مین سے ہونگی قرآن پڑھینگے (مگر) قرآن اُنکے گلون سے تجاوز نکریگا
اسلام سے ایسے صاف نکل جائینگے کہ جیسے تیر شکار سے (پار ہو) نکل جاتا ہی (تم مین) جو کوئی اُنسے ملے تو
اُسے چاہیئے کہ انکو قتل کر ڈالے کیونکہ اُنکے قتل کرنے مین اُنکے قاتل کے لیے اللہ کے نزدیک (بڑا) اجر ہی۔ اور
ابن ماجہ نے بروایت ابوسلمہ نقل کیا ہی وہ کہتے تھے کہ مین نے ابوسعید خدری سے پوچھا کیا تم نے رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی کہ آپ خوارج کے بارے مین کچھ ارشاد فرماتے تھے۔ ابوسعید نے جواب دیا (ہان) مین نے
آپ سے سُنا ہی کہ آپ کچھ لوگون کا ذکر کرتے تھے کہ وہ ایسی عبادتین کرین گے کہ تم لوگ اپنی نمازون کو اُنکی
نمازون کے سامنے اور اپنے روزون کو اُنکی (روزون) کے سامنے حقیر سمجھوگے (مگر باوجود اس کے) یہ لوگ
دین سے ایسے نکل جائین گے کہ جیسے تیر شکار سے (پار) نکل جاتا ہی (شکاری) اپنے تیر کو لیکر اُسکی کانسی مین نظر
کرتا ہی تو کچھ نشان خون کا نہین دیکھتا پھر اسکے پیکھے کو دیکھتا ہی اُسمین (بھی) کچھ (اثر خون کا) نہین پاتا پھر
تیر کی لکڑی مین نظر کرتا ہی اُسمین (بھی) کچھ (اثر خون کا) نہین پاتا پھر لکڑی کے سرے کو دیکھتا ہی تو شک کرتا
ہی کہ کیا (اُسمین) کچھ (اثر خون کا) دیکھا یا نہین (دیکھا) اسی طرح خوارج بھی دین سے بالکل نکل جائین گے
(اُنکے دلون مین کوئی اثر اسلام کا نہ رہیگا) اور ابن ماجہ نے عبداللہ بن صامت سے اُنھون نے حضرت ابوذر
سے روایت کی ہی وہ کہتے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے بعد میری اُمت سے یا فرمایا
کہ عنقریب میرے بعد میری اُمت سے کچھ لوگ ایسے ہون گے کہ قرآن پڑھینگے (مگر) وہ اُنکے گلون سے تجاوز نکریگا
وہ دین سے اسطرح نکل جائین گے جیسے کہ تیر شکار سے (پار) نکل جاتا ہی پھر وہ دین مین لوٹ کر نہ آئین گے وہ
تمام مخلوق مین سب سے بدتر ہونگے۔ عبداللہ بن صامت کہتے ہین پھر مین نے یہ حدیث رافع بن عمرو یعنی حکم
غفاری کے بھائی سے بیان کی تو انھون نے کہا مین نے بھی اس کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی اور
ابن ماجہ نے ابوالزبیر سے اُنھون نے حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہی وہ کہتے تھے کہ رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم (مقام) جعرانہ مین (مقیم) تھے اور آپ سونا اور دیگر اموال غنیمت تقسیم کر رہے تھے مال
حضرت بلال کی گود مین تھا (ہنوز تقسیم کر ہی) رہے تھے اُسی اثنا مین) ایک شخص نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ انصاف
(کے ساتھ تقسیم) کیجیے کیونکہ آپ نے انصاف نہین کیا آپ نے فرمایا خرابی ہو تیری اگر مین انصاف
کرون گا تو اور کون انصاف کریگا (اُس شخص کی گستاخی پر) حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ آپ مجھے اجازت
دیجیے کہ مین اس منافق کی گردن ماردون رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شخص (تنہا نہین ہی بلکہ)
اسکے بہت سے ساتھی ہین جو قرآن پڑھتے ہین (مگر) وہ اُنکے گلون سے تجاوز نہین کرتا وہ دین سے ایسے
نکل جائین گے کہ جسطرح تیر شکار سے (پار) نکل جاتا ہی (تم کس کو کس کو ماروگے) اور ابن ماجہ نے بروایت

من خير قول الناس يقرؤن القرآن لا يجاوز تراقيهم يمرقون من الاسلام كما يمرق السهم من الرمية فمن لقيهم فليقتلهم فان قتلهم اجر عند الله
لمن قتلهم واخرج ابن ماجة من حديث
ابی سلمة قال قلت لابی سعيد الخدری هل
سمعت رسول الله صلی الله عليه وسلم يذكر
فی الحرورية شيئا فقال سمعته يذكر قوما
يتعبدون يحقر احدكم صلواته مع
صلوتهم وصومه مع صومهم يمرقون
من الدين كما يمرق السهم من الرمية
اخذ سهمه فنظر فی نصله فلم ير شيئا
فنظر فی رصافه فلم ير شيئا فنظر فی قدحه
فلم ير شيئا فنظر فی القذذ فتمارى هل
يرى شيئا ام لا واخرج ابن ماجة عن
عبد الله بن الصامت عن ابی ذر قال
قال رسول الله صلی الله عليه وسلم ان
بعدی من امتی او سيكون بعدی من امتی
قوما يقرؤن القرآن لا يجاوز حلوقهم
يمرقون من الدين كما يمرق السهم من
الرمية ثم لا يعودون فيه هم شرار الخلق
والخليقة قال عبد الله بن الصامت
فذكرت ذلك لرافع بن عمرو اخی الحكم
الغفاری فقال انا ايضا قد سمعته من
رسول الله صلی الله عليه وسلم واخرج ابن ماجة
عن ابی الزبير عن جابر بن عبد الله قال
كان رسول الله صلی الله عليه وسلم
بالجعرانة وهو يقسم التبر والغنائم
وهو فی حجر بلال فقال رجل اعدل يا محمد
فانك لم تعدل فقال ويلك ومن يعدل
بعدی اذا لم اعدل فقال عمر دعنی
يا رسول الله حتی اضرب عنق هذا
المنافق فقال رسول الله صلی الله عليه
وسلم ان هذا فی اصحاب او اصيحاب له
يقرؤن القرآن لا يجاوز تراقيهم يمرقون من الدين كما يمرق السهم من الرمية واخرج ابن ماجة من حديث

نافع حضرت ابن عمر سے نقل کیا ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ ایسے لوگ پیدا ہون گے جو قرآن کو پڑھین گے (مگر) وہ اُنکے گلون سے تجاوز نکریگا جب کوئی جماعت اُنکی نکلیگی وہ ہلاک کردیجائے گی حضرت ابن عمر کہتے ہین مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے جب اُنکی (یعنی خوارج کی) کوئی جماعت نکلیگی تو وہ ہلاک کردیجائیگی ایسا واقعہ بیس مرتبہ سے زیادہ ہوگا یہانتک کہ اسی اثنا مین دجال نکل آئیگا اور ابن ماجہ نے بروایت قتادہ حضرت انس بن مالک سے نقل کیا ہی وہ کہتے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ لوگ آخر زمانہ مین یا فرمایا اس امت مین نکلین گے جو قرآن پڑھین گے (مگر) وہ اُنکے گلون سے نتجاوز کریگا اُنکی علامت یہ ہی کہ انکا سر منڈا ہوا ہوگا جب تم انکو دیکھو یا یہ فرمایا جب تم اُنسے ملو تو انکو قتل کرو۔ سولھوین اور سترھوین قدریہ اور مرجیہ پیدا ہوئے۔ ابن ماجہ نے بروایت حضرت جابر بن عبد اللہ نقل کیا ہی وہ کہتے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس امت کے مجوس وہ لوگ ہین جو اللہ کی تقدیر کی تکذیب کرتے ہین اگر وہ لوگ بیمار ہون تو تم انکی عیادت کو نہ جاؤ اور اگر وہ مرجائین تو تم انکے جنازہ کے ساتھ نہ جاؤ اور اگر تم اُنکو (راستہ مین) ملو تو اُنکو سلام نہ کرو۔ اور ابن ماجہ نے بروایت عکرمہ حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس امت مین دو گروہ ایسے ہین کہ انکو اسلام سے کوئی حصہ نہین ہی وہ مرجیہ اور قدریہ ہین۔ اٹھارھوین رافضی پیدا ہو گئے حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی وہ کہتے تھے کہ مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بلاکر فرمایا اے علی تم مین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ایک مثال ہی اُنسے یہود نے بغض رکھا یہانتک کہ اُنکی والدہ کو بہتان لگایا اور اُنکو نصاریٰ نے دوست رکھا یہانتک کہ اُنکو اس مرتبہ پر پہونچا دیا جو اُنکے لائق نہ تھا۔ راوی کہتے ہین کہ حضرت علی نے فرمایا میرے متعلق بھی دو گروہ ہلاک ہونگے ایک وہ جو میرے ساتھ محبت رکھے اور مجھ مین اُس بات کا قائل ہوجائے جو مجھ مین نہین ہی اور (دوسرا) وہ جو مجھ سے بغض رکھے اور امیرے اوپر افترا کرے میری عداوت اسکو اس بات پر برانگیختہ کرے کہ وہ مجھپر بہتان باندھے۔ آگاہ رہو مین نہ نبی ہون اور نہ مجھپر وحی نازل ہوتی ہی بلکہ مین کتاب اللہ پر اور اُسکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر بقدر طاقت خود عمل کرتا ہون اگر مین طاعت الٰہی کے متعلق تمکو حکم دون تو تمپر میری اطاعت فرض ہی وہ حکم تمھارے موافق ہو یا مخالف اور اگر تمکو خدا کی نافرمانی کا حکم دیا جائے خواہ مین دون یا کوئی اور دے تو اللہ عز وجل کی نافرمانی مین کسی (بندہ) کی اطاعت نکرنا چاہیے اطاعت دین (ہی) کے کامون مین ہی۔ یہی چارون مذاہب باطلہ (یعنی مذہب قدریہ۔ مذہب مرجیہ۔ مذہب خوارج۔ مذہب روافض) باقی مذاہب باطلہ کے پیدا ہونے کے سبب ہین جیسا کہ چار خلط (یعنے خون صفرا بلغم سودا) امراض مختلفہ کے پیدا ہونیکے سبب ہوتے ہین انیسوین (عورتونکی) شرمگاہون کو متعہ کی آڑ سے

نافع عن ابن عمر ... رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ينشأ نشء يقرءون القرآن لا يجاوز تراقيهم كلما خرج قرن قطع قال ابن عمر سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول كلما خرج قرن قطع أكثر من عشرين مرة حتى يخرج في عراضهم الدجال وأخرج ابن ماجة من حديث قتادة عن انس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يخرج قوم في آخر الزمان او في هذه الامة يقرءون القرآن لا يجاوز تراقيهم او حلوقهم سيماهم التحليق اذا رأيتموهم او اذا لقيتموهم فاقتلوهم شانزدہم وہفدہم قدریہ و مرجیہ پیدا شدند أخرج ابن ماجة من حديث جابر بن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان مجوس هذه الامة المكذبون بأقدار الله ان مرضوا فلا تعودوهم وان ماتوا فلا تشهدوهم وان لقيتموهم فلا تسلموا عليهم وأخرج ابن ماجة من حديث عكرمة عن ابن عباس قال رسول الله صلى الله عليه وسلم صنفان من هذه الامة ليس لهما في الاسلام نصيب المرجئة والقدرية ہیژدہم روافض پیدا شدند أخرج الحاكم عن علي رضي الله عنه قال دعاني رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا علي ان فيك من عيسى عليه السلام مثلا ابغضته اليهود حتى بهتوا امه واحبته النصارى حتى انزلوه بالمنزلة التي ليس له قال وقال علي الا وانه يهلك في محب مطر بما ليس في ومبغض مفتر يحمله شنآني على ان يبهتني الا واني لست بنبي ولا يوحى الي ولكني اعمل بكتاب الله وسنة نبيه صلى الله عليه وسلم ما استطعت فما امرتكم به من طاعة الله فحق عليكم طاعتي فيما احببتم وكرهتم وما امرتكم بمعصية انا وغيري فلا طاعة لاحد في معصية الله عز وجل انما الطاعة في المعروف واين چار مذہب باطل منشاء تولد سائر مذاہب باطلہ شدند بمنزلہ چار خلط نسبت تولد امراض شتیٰ نوزدہم استحلال فروج بمتعہ دیل آنکہ

حلال کر لینا اور شراب کو نبیذ کی تاویل کے ساتھ حلال کر لینا اور راگ کے باجون کا حلال کر لینا اس زمانہ (فتنہ) مین پیدا ہوا امام بخاری نے ابو عامر یا ابو مالک اشعری سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ میری امت مین ایسے لوگ ضرور ہونگے جو خز ملکا ہونگے اور ریشمی لباس کو اور شراب کو اور باجون کو حلال کر لین گے اور کچھ لوگ ایک پہاڑ کے نیچے فروکش ہونگے اور شام کے وقت انکے مویشی (چراگاہ سے) انکے پاس آتے ہونگے۔ پھر ایک شخص (مویشیون کی موجودگی مین) اپنی حاجت لیکر انکے پاس آئے گا اور ان سے سوال کریگا (انمین سے کوئی شخص) اسکو جواب دیگا کہ کل آنا پس رات مین اللہ تعالی انکا استیصال کر دیگا کہ پہاڑ کچھ لوگون پر گرا دیگا اور کچھ لوگون کو مسخ کر کے بندر اور سور بنا دیگا۔ اور وہ قیامت تک اسی عذاب مین مبتلا رہین گے۔ اور ابن ماجہ نے بروایت خالد بن معدان ابو امامہ باہلی سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپنے فرمایا۔ یہ رات دن نہ جائینگے یہانتک کہ میری امت کے کچھ لوگ شراب پئین گے اور اسکا نام دوسرا رکھ لین گے۔ اور ابن ماجہ نے بروایت ثابت ابن سمط عبادہ بن صامت سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری امت کے کچھ لوگ شراب پئین گے اور اسکا نام دوسرا رکھ لینگے۔ اور مینے حافظ ابن حجر عسقلانی کی کتاب تخریج احادیث رافعی مین یہ دیکھا کہ انھون نے لکھا ہے کہ عبد الرزاق نے معمر سے روایت کی ہے کہ اگر کوئی شخص غنا سننے کے اور عورتون کے ساتھ لواطت کرنے کے بارے مین اہل مدینہ کے قول پر عمل کرے اور متعہ اور بیع صرف کے متعلق اہل مکہ کے قول پر عمل کرے اور نشہ والی چیز کی حلت (مین) اہل کوفہ کے قول پر عمل کرے تو وہ اللہ کے بندون مین سب سے برا ہوگا کہ ہر مذہب کی بری باتون کو اسنے چن چن کر لے لیا۔ بیسوین مسلمانون مین ایک دوسرے سے امن اٹھ جانا بسبب اسکے کہ ایک مسلمان نے دوسرے مسلمان کے باپ کو مار ڈالا تھا اور ایک نے دوسرے کے بھائی کو قتل کیا تھا یہانتک کہ ایک دوسرے سے (خوف رکھکر) اپنے گھرون مین چھپ رہے اور مسجد مین نماز نہین پڑھ سکتے (امام) مسلم نے بروایت شقیق حضرت حذیفہ سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ ہم (ایک مرتبہ) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے آپنے فرمایا شمار کرو کہ کسقدر لوگ (کلمہ) اسلام کے پڑھنے والے ہین ہم نے کہا اے رسول خدا کیا آپ کو ہمپر کچھ خوف ہے حالانکہ (اسوقت) ہم لوگ (کلمہ گو) چھ سو اور سات سو کے درمیان مین ہین آپ نے فرمایا تمکو خبر نہین شاید کہ تم مبتلا ہو جاؤ حذیفہ کہتے ہین کہ پھر ہم مبتلا ہو گئے یہانتک کہ ہم لوگون مین کوئی شخص چھپکر نماز پڑھتا تھا۔ اکیسوین ان لوگون کا ریاست پانا جنکو ریاست کا بالکل استحقاق ہی نہ تھا یا بہ نسبت اور مستحقین خلافت کے کم درجہ کے تھے (اور) خلیفہ بنا دیے گئے یہ مضمون حذیفہ کی اس حدیث مین گذرا کہ تم لوگون سے کئے گئے اشخاص تمہاری دنیا کے وارث ہوجائینگے امام بخاری وغیرہ نے

صلی اللہ علیہ وسلم یقول لیکونن فی امتی اقوام یستحلون الحر والحریر والخمر والمعازف ولینزلن اقوام الی جنب علم تروح علیہم سارحتہم فیاتیہم رجل لحاجتہ فیقول ارجع الینا غدا فیبیتہم اللہ ویضع العلم ویمسخ آخرین قردۃ وخنازیر الی یوم القیمۃ اخرج ابن ماجۃ من حدیث خالد بن معدان عن ابی امامۃ الباھلی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تذھب اللیالی والایام حتی تشرب طائفۃ من امتی الخمر یسمونھا بغیر اسمھا واخرج ابن ماجۃ من حدیث ثابت بن السمط عن عبادۃ بن الصامت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یشرب ناس من امتی الخمر باسم یسمونھا ایاہ ووجدت فی کتب تخریج احادیث الرافعی للحافظ ابن حجر العسقلانی قال روی عبد الرزاق عن معمر لو ان رجلا اخذ بقول اھل المدینۃ فی استماع الغناء واتیان النساء فی ادبارھن وبقول اھل مکۃ فی المتعۃ والصرف وبقول اھل الکوفۃ فی المسکر کان شر عباد اللہ بستم ارتفاع امن از مسلمانان درمیان خود ہا بسبب آنکہ یکے پدر دیگرے کشتہ بود و یکے برادر دیگرے تا آنکہ مختفی شدند از یکدیگر و نماز در مسجد نتوانستند خواند اخرجہ مسلم من حدیث شقیق عن حذیفۃ قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال احصوا لی کم یلفظ الاسلام قال فقلنا یا رسول اللہ اتخاف علینا ونحن ما بین الست مائۃ

الی السبع مائۃ قال انکم لا تدرون لعلکم ان تبتلوا قال فابتلینا حتی جعل الرجل منا لا یصلی الا سرا بست و یکم ریاست جمعے کہ استحقاق ریاست نداشتند یا مفضول بودند بنسبت مستحقین خلافت مقرون حدیث حذیفۃ وتورث دنیا کم شرارکم اخرج البخاری وغیرہ

بروایت ابوہریرہ نقل کیا ہی کہ ابوہریرہ کہتے تھے (ایک روز) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کسی مجلس مین لوگون سے کچھ فرماتے تھے اسی اثنا مین ایک اعرابی آیا اور آپ سے پوچھا کہ قیامت کب ہوگی آپنے فرمایا جب امانت ضایع کردیجائے تو قیامت کا انتظار کرو پھر اس اعرابی نے پوچھا امانت کیسے ضایع ہوگی آپنے فرمایا جب امر حکومت نااہل کے سپرد ہو تو تم قیامت (کے آنے) کا انتظار کرو۔ اور بغوی نے بروایت عبد اللہ بن دینار حضرت (عبد اللہ) بن عمر سے نقل کیا ہی وہ کہتے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میری امت تکبر کی چال چلے اور شاہان فارس و روم کی اولاد (ملکی فتوحات کے سبب غلام بنکر) انکی خدمت کرین تو اللہ تعالیٰ انکے برے لوگون کو انکے اچھے لوگون پر مسلط کردیگا۔ (یہ بات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے مین پائی گئی کہ بائیسوین ارکان اسلام کے قائم رکھنے مین فتور عظیم واقع ہوا۔ ابن ماجہ نے بروایت عثمان بن خثیم کے قاسم بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن مسعود سے انھون نے اپنے والد سے انھون نے انکے دادا حضرت عبد اللہ بن مسعود سے نقل کیا ہی وہ کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد تمہارے کام ایسے لوگون کے اختیار مین چلے جائینگے جو سنت (کے نور) کو بجھادینگے اور بدعت پر عمل کرینگے اور نمازون کو انکے وقتون سے ہٹاکر کے پڑھینگے۔ مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر مین ان لوگون کو پاؤن تو کیا کرون آپنے فرمایا اے ابن ام عبد تم مجھسے پوچھتے ہو کہ کیا کرون (سنو) جو خدا کی نافرمانی کرے اسکی اطاعت (جائز) نہین۔ اور امام بخاری وغیرہ نے ثابت سے انھون نے حضرت انس سے روایت کی ہی اور یہ الفاظ بغوی کے ہین کہ حضرت انس کہتے تھے مین تم مین اب وہ کوئی بات نہین دیکھتا جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین دیکھتا تھا سوا اسکے کہ تم لا الہ الا اللہ کہتے ہو ہم نے کہا اے ابو حمزہ نماز (تو ہم پڑھا کرتے ہین) انھون نے کہا (ہان) نماز پڑھا کرتے ہو مگر یہ نماز بھی کس کام کی (جب آفتاب غروب ہونے لگا (تم اٹھے اور عصر کی) نماز پڑھلی) کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی نماز تھی (ہرگز نہین) پھر انھون نے کہا باوجودے کہ مین عبادت کرنے والے کے لیے تمہارے اس زمانہ سے بہتر کوئی زمانہ نہین دیکھتا سوا اس زمانہ کے جو نبی کے ساتھ ہو (اس حالت پر تمہاری سستی اور زیادہ جاے تعجب ہی) حضرت انس وغیرہ کی یہ حدیث (اوپر) گذری کہ جب ابوبکر اور عمر اور عثمان مرجائین تو پھر تمہارے لیے ہلاکت ہی۔ اور ایک روایت مین اسقدر اور زیادہ ہی۔ پس اگر تم سے ہوسکے تم مرجانا۔ اور (واقعات) تاریخ سے یہ (امر بھی) بخوبی معلوم (ہوچکا) ہی کہ حضرت عثمان کے بعد کوئی خلیفہ بذات خود حج کو قائم نکرسکا بلکہ خلفا (حج قائم کرنے کے لیے) اپنا نائب مقرر کرتے تھے (بنفس خود اقامت حج مین معذور تھے) اور حضرت مرتضیٰ بھی اسی وجہ سے بذات خود حج کو قائم نکرسکے بلکہ بعض بعض سال (اپنا) نائب بھی نہ بھیج سکے جیسا کہ مسند کے

حدیث ابی ہریرۃ قال بینما النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی مجلس یحدث القوم جاءہ اعرابی قال متی الساعۃ قال اذا ضیعت الامانۃ فانتظر الساعۃ قال کیف اضاعتہا قال اذا وسد الامر الی غیر اہلہ فانتظر الساعۃ وآخرج البغوی من حدیث عبد اللہ ابن دینار عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا مشت امتی المطیطاء وخدمتہم ابناء الملوک ابناء فارس والروم سلط اللہ شرارہا علی خیارہا (این معنی در زمان حضرت عثمانؓ متحقق شد بسبب آنکہ در وی فتور عظیم افتاد در اقامت ارکان اسلام) آخرجہ ابن ماجہ من حدیث عثمان بن خثیم عن القاسم بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن مسعود عن ابیہ عن جدہ عبد اللہ بن مسعود ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال سیلی امورکم بعدی رجال یطفئون من السنۃ ویعملون بالبدعۃ ویؤخرون الصلوۃ عن مواقیتہا قلت یا رسول اللہ ان ادرکتہم کیف افعل قال تسألنی یا ابن ام عبد کیف تفعل لا طاعۃ لمن عصی اللہ وآخرج البخاری وغیرہ وہذا لفظ البغوی عن ثابت عن انس قال ما اعرف منکم شیئا کنت اعہدہ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس قولکم لا الہ الا اللہ قلنا یا ابا حمزۃ الصلوۃ فقال قد صلیتم حین تغرب الشمس افکانت تلک صلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال علی انی لم ار زمانا خیرا للعامل من زمانکم ہذا الا ان یکون زمان مع نبی وقد مر حدیث انس وغیرہ اذا مات ابوبکر وعمر وعثمان فان استطعت ان تموت فمت ومعلوم است از تاریخ کہ اقامت حج بعد حضرت عثمان ہیچ خلیفہ بذات خود نکردہ است بلکہ نائبے مقرر میکردند و حضرت مرتضیٰ نیز بسبب آن اقامت حج بذات خود نتوانست نمود بلکہ در بعض سنین نائب ہم نتوانست فرستاد کما ہو مذکور فی المسند

مین مذکور ہی اور حضرت معاویہ بن ابی سفیان نے اپنی خلافت کے زمانہ مین ابان بن عثمان کو امیر حج
کردیا تھا حالانکہ خلفاے سابقین بذات خود حج کو قائم کرتے تھے مگر کسی عذر سے (نہ جا سکتے تو وہ دوسری
بات ہی) اور حج کا قائم کرنا خلافت کا ضمیمہ تھا بلکہ خلیفہ کی خصوصیات مین سے تھا جسطرح تخت پر بیٹھنا
اور سر پر تاج رکھنا اگلے بادشاہون کے محل مین پہنا شاہان فارس قدیم مین بادشاہی کی علامتیں تھا
تیئیسوین عبادات مین تشدد (اور سختی) اختیار کرنا اور رخصت شرعی کے ساتھ راضی نہونا مصابیح
مین ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک دین (سراپا) آسانی ہی اور ہرگز کوئی شخص دین مین
تشدد نہ کریگا مگر یہ کہ دین اسپر غالب آئیگا (اور وہ نیک عمل کرنے سے عاجز ہوگا) لہذا تم سیدھے
رہو اور (عمل کے) قریب ہوجاؤ اور بشارت پاؤ اور صبح و شام اور کچھ رات (کی عبادت) سے مدد چاہو۔
اور بغوی نے عمیر سے روایت کی ہی وہ کہتے تھے مین جن صحابہ سے ملا ہون وہ ستر سے زیادہ تھے مین نے
کسی قوم کو سیرت (و عادت) مین آسان (اور امور دین مین) کم تشدد کرنے والا انسے بڑھکر نہ دیکھا۔ ابراہیم
(نخعی) کہتے ہین جب تمکو اسلام مین دو کام معلوم ہون (اور) ایک انمین آسان ہو اور دوسرا مشکل ہو تو ان
دو مین جو آسان ہو اُسے اختیار کرو اور امام شعبی کہتے ہین جب دو کام تمکو پیش آئین تو انمین سے جو آسان
ہو اُسے اختیار کرو کیونکہ جو اُن دونون مین آسان ہی وہی حق سے قریب ہی۔ اسلیے کہ اللہ سبحانہ و تعالے
فرماتا ہی یرید اللہ بکم الیسر تا آخر (ترجمہ اللہ تمھارے ساتھ آسانی چاہتا ہی اور تمھارے ساتھ دشواری
نہین چاہتا) ان آثار سے مفہوم ہوتا ہی کہ مذاہب اربعہ مین سے رخصت کے مسائل کو چن چن کر
اختیار کرلینا بعد اسکے کہ نص قرآن اور حدیث مشہور اور اجماع سلف اور قیاس جلی اور حدیث صحیح اُنسے
نہ روکے مستحسن ہی مگر فقہاء متاخرین کا اسمین خلاف ہی بلکہ بعض فقہا نے اس فعل کو فسق کیطرف منسوب کیا ہی
چوبیسوین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو فتنے ذکر فرمائے۔ بغوی نے بروایت حذیفہ نقل کیا ہی وہ
کہتے تھے کہ مین نے (خدمت نبوی مین) عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا اس خیر (و برکت کے زمانہ) کے بعد شر
(و فساد) بھی ہوگا جیسا کہ اس سے پہلے شر تھا۔ آپنے فرمایا ہان (ہوگا) مین نے عرض کیا کہ اے رسول خدا
پھر (اُس سے) بچاؤ (کی) کیا (صورت) ہی آپ نے فرمایا تلوار۔ مین نے عرض کیا۔ کیا تلوار کے بعد بھی کچھ فتنہ
باقی رہجائے گا آپنے فرمایا ہان امارت ہوگی کدورت کے ساتھ اور صلح ہوگی تیرگی کے ساتھ۔ حذیفہ کہتے ہین
مین نے عرض کیا پھر اسکے بعد کیا ہوگا آپنے فرمایا گمراہی کی طرف بلانے والے پیدا ہونگے۔ پس اسوقت
اگر زمین پر اسکا (کوئی) خلیفہ ہو گو وہ تمکو مارے اور تمھارا مال چھین لے تم اُسکے ساتھ ہی رہنا ورنہ (در صورت
نہونے خلیفہ کے) تم اس حال مین جان دینا کہ درخت کی جڑ دانتون سے پکڑے ہو اور ایک روایت مین

دمعٰویہ بن ابی سفیان ابان بن عثمان را امیر الحج ساختہ بود در ایام خلافت خود حال آنکہ خلفاے سابق اقامت حج بنفس خود میکردند الا بعذر و اقامت حج ضمیمہ
خلافت بود بلکہ از خواص خلیفہ چنانکہ
بر تخت نشستن و تاج بر سر نہادن و در
کوشک بادشاہان پیشین نشستن
دراکاسرہ و قیاصرہ علامت بادشاہی بود
بست و سوم اختیار تشدد در عبادات
و راضی برخص شرعیہ نشدن فی المصابیح
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان الدین یسر ولن یشاد الدین احد
الا غلبہ فسددوا وقاربوا وابشروا
واستعینوا بالغدوۃ والروحۃ وشیٔ
من الدلجۃ ذکر البغوی عن عمیر
قال من ادرکت من اصحاب النبی
صلی اللہ علیہ وسلم اکثر من سبعین
فما رایت قوما اھون سیرۃ ولا اقل
تشدیدا منھم قال ابراہیم اذا بلغک
فی الاسلام امران فخذ ایسرھما
وقال الشعبی اذا اختلف علیک
فی امرین فخذ ایسرھما وقال الشعبی
اذا اختلف علیک فی امرین فخذ
ایسرھما فان ایسرھما اقربھما من
الحق لان اللہ سبحانہ وتعالی یقول یرید
اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر
و ازین آثار مفہوم میشود کہ تلقط رخص از
مذاہب اربعہ بعد ازانکہ نص قرآن و حدیث
مشہور و اجماع سلف و قیاس جلی
و حدیث صحیح ازان باز نداشتہ باشد
حسن ست خلافا للفقہاء المتاخرین
بل نسبہ بعضھم الی الفسق بست و چہارم
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو فتنہ را ذکر نمود
اخرج البغوی حدیث حذیفۃ قال قلت

یا رسول اللہ ایکون بعد ھذا الخیر شر کما کان قبلہ شر قال نعم قلت فما العصمۃ یا رسول اللہ قال السیف قلت وھل بعد السیف بقیۃ قال نعم یکون امارۃ علی اقذاء وھدنۃ
علی دخن قال قلت ثم ماذا قال ثم ینشأ دعاۃ الضلال فان کان للہ فی الارض خلیفۃ جلد ظھرک واخذ مالک فالزمہ والا فمت وانت عاض علی جذل شجرۃ وفی لفظ

(اسلام) ہے مین نے عرض کیا اے رسول خدا ہم لوگ جاہلیت اور شر مین (مبتلا) تھے پھر اللہ تعالی اس خیر (وبرکت یعنی دین اسلام) کو لایا تو کیا اس خیر کے بعد (پھر) شر ہوگا۔ آپنے فرمایا ہان (ہوگا) مین نے عرض کیا کیا اس شر کے بعد (بھی) خیر ہوگی آپنے فرمایا ہان (ہوگی) مگر تیرگی کے ساتھ۔ مین نے عرض کیا اسکی تیرگی کیا ہے آپنے فرمایا کچھ ایسے لوگ ہونگے جو میری روش چھوڑکر دوسری روش پر چلینگے تم انمین نیک و بد (دونون قسم کی باتین) دیکھوگے۔ مینے عرض کیا۔ کیا اس خیر کے بعد بھی شر ہوگا آپنے فرمایا ہان کچھ لوگ دوزخ کے دروازون پر کھڑے ہوئے (لوگون کو) بلاتے ہونگے جسنے انکا کہنا مانا انھون نے اُسے دوزخ مین ڈال دیا مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ ہم سے ان لوگونکی پہچان بیان فرماوین۔ آپنے فرمایا وہ لوگ ہمارے ہی ملک کے ہون گے اور ہماری ہی زبان مین گفتگو کرین گے۔ مین نے عرض کیا۔ پھر آپ میرے لیے کیا حکم کرتے ہین اگر مین انکا زمانہ پاؤن (توکیا کرون) آپنے فرمایا مسلمانون کی جماعت اور اُنکے امام کے ساتھ رہنا مین نے عرض کیا کہ اگر (اسوقت) جماعت اور امام نہ ہون (توکیا کرون) آپنے فرمایا۔ تو ان تمام فرقون سے علیحدہ رہنا اور اگرچہ تم (سب سے الگ رہکر) کسی درخت کی جڑ دانتون سے مضبوط پکڑے ہو اور اسی حال مین تمہاری موت آجائے (تو تمہارے حق مین بہتر ہوگا) اور امام مسلم نے عتبہ بن غزوان سے ایک طویل حدیث روایت کی ہے جسکے آخر مین یہ مضمون ہے کہ کوئی نبوت ایسی نہین ہوئی ہے کہ وہ رفتہ رفتہ سلطنت نہ بنگئی ہو اور عنقریب تمہاری آزمائش ہوگی اور تمکو ہمارے بعد سرداروں کا تجربہ ہوجائیگا۔ اور ان دو فتنون کی تفسیر سعید بن مسیب کے کلام سے واضح ہوتی ہے۔ سعید بن مسیب کہتے ہین کہ جب پہلا فتنہ پھیلا تو اُمین حاضرین بدر سے کوئی نہ باقی رہا پھر دوسرا فتنہ ہوا تو حاضرین حدیبیہ مین سے ایک بھی نہ رہا اور مین گمان کرتا ہون کہ اگر اب تیسرا (فتنہ) ہوا تو وہ کسی صاحب طباخ کو باقی نہ رکھیگا۔ بغوی (اس قول کی شرح مین) کہتے ہین کہ سعید بن مسیب نے پہلے فتنہ سے حضرت عثمان کی شہادت مراد لی اور دوسرے فتنہ سے واقعہ حرہ (جو یزید کے زمانہ مین ہوا ہے) اور لفظ طباخ کے معنی خیر و نفع کے ہین (عرب کے محاورہ مین) کہا جاتا ہے فلان شخص کے لیے طباخ نہین یعنی اُسکو عقل نہین۔ پس فتنہ اولی (کی مدت) حضرت عثمان کی شہادت اور اُسکے بعد اسوقت تک کہ حضرت معاویہ بن ابو سفیان کی خلافت قائم ہوئی اور فتنہ ثانیہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان کی وفات سے شروع ہوا اور عبد الملک کی خلافت کے قرار پذیر ہونے تک رہا پہلی روایت مین واقعہ ردت کو جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ مین پیش آیا فتنہ مین شمار کیا ہے اس اعتبار سے کہ (اس فتنہ مین) مسلمانون پر شدت ہوئی (اور بوجہ اس) قتال کے مصائب پیش آئے اور دوسری روایت مین ردت کو فتنہ نہین شمار کیا کیونکہ یہ واقعہ مسلمانون کے درمیان نہ تھا بلکہ مسلمانون اور کافرون کے درمیان مین تھا اور فتنہ آپس کی

قلت يا رسول الله انا كنا في جاهلية وشر فجاءنا الله بهذا الخير فهل بعد هذا الخير من شر قال نعم قلت وهل بعد ذلك الشر من خير قال نعم وفيه دخن قلت وما دخنه قال قوم يهدون بغير هديي تعرف منهم وتنكر قلت فهل بعد ذلك الخير من شر قال نعم دعاة على ابواب جهنم من اجابهم اليها قذفوه فيها قلت يا رسول الله صفهم لنا قال هم من جلدتنا ويتكلمون بألسنتنا قلت فما تامرني ان ادركني ذلك قال تلزم جماعة المسلمين وامامهم قلت فان لم يكن جماعة ولا امام قال فاعتزل تلك الفرق كلها ولو ان تعض باصل شجرة حتى يدركك الموت وانت على ذلك واخرج مسلم عن عتبة بن غزوان حديثا طويلا الى اخره وانها لم تكن نبوة قط الا تناسخت حتى يكون عاقبتها ملكا فستخبرون وتجربون الامراء بعدنا و تفسیر این دو فتنہ در کلام سعید بن المسیب ست قال سعيد بن المسيب ثارت الفتنة الاولى فلم يبق ممن شهد بدرا احد ثم كانت الثانية فلم يبق ممن شهد الحديبية احد قال واظن لو كانت الثالثة لم ترتفع وفي الناس طباخ قال البغوي اراد بالفتنة الاولى مقتل عثمان وبالثانية الحرة وقوله طباخ اي خير ونفع يقال فلان لا طباخ له اي لا عقل له پس فتنہ اولی مقتل حضرت عثمان وما بعد او ست تا آنکہ خلافت معاویہ بن ابی سفیان مستقر شد و فتنہ ثانیہ بعد فوت معاویہ بن ابی سفیان تا استقرار خلافت عبد الملک در روایت اولی واقعہ ردت کہ در زمان

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ واقع شدہ بود فتنہ شمردہ اند باعتبار شدت بر مسلمین و در روایت ثانیہ ردت را فتنہ نشمردہ اند زیرا کہ این واقعہ مین المسلمین نبود بلکہ درمیان مسلمین و کفار

جو مسلمانوں کے درمیان ہو۔ پچیسویں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نشو و نماے ملت اسلامیہ کے لیے ایک صورت مقرر فرمائی تھی جو اخیر عہد حضرت عثمان تک متحقق ہوئی پھر اسکے بعد آپنے فتنہ سے ڈرایا۔ بغوی نے عروہ بن زبیر سے انھوں نے کرز بن علقمہ خزاعی سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ ایک اعرابی نے (خدمت نبوی میں) عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا اسلام (کی ترقی) کی کوئی حد ہے آپنے فرمایا ہاں (ہے) عرب یا عجم جن گھر والوں کے لیے اللہ بہتری چاہیگا اُن پر اسلام کو داخل کریگا اُس اعرابی نے عرض کیا یا رسول اللہ پھر اسکے بعد کیا ہوگا آپنے فرمایا۔ پھر مثل ابر کے فتنے گھیر لینگے پھر اعرابی نے عرض کیا یا رسول اللہ ایسا تو ہرگز نہوگا۔ آپ نے فرمایا۔ ایسا تو ضرور ہوگا قسم ہے اُس ذات کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے تم اساود صبا (یعنی سانپ بن کر اور بے دین ہو کر) ان فتنوں میں ضرور پڑ جاؤگے [اساود اسود کی جمع یعنی سانپ اور صبا صابی کی جمع ہے عرب کہتے ہیں صبا جب کوئی شخص ایک دین چھوڑ کر دوسرے دین کی طرف میلان کرے چھبیسویں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کی تعداد میں بیان فرمایا۔ بغوی نے عوف بن مالک اشجعی سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غزوہ تبوک میں حاضر ہوا (اسوقت) آپ چمڑے کے خیمہ میں تشریف فرما تھے آپنے فرمایا۔ قیامت (آنے) سے پہلے چھ (کاموں کا ہونا) شمار کرو میری وفات پھر بیت المقدس کا فتح ہونا پھر ایک مرگ عام تم میں شروع ہوگی جسطرح بکریوں میں پھیل جاتی ہے (اور سب کی سب مرجاتی ہیں) پھر مال کی کثرت یہانتک کہ (ایک ایک) آدمی کو (سو سو) دینار ملینگے پھر بھی وہ ناخوش رہیگا پھر وہ (عام) فتنہ کہ عرب کا کوئی گھر باقی نہ رہیگا جسمیں وہ نہ داخل ہو۔ پھر تمھارے اور بنی اصفر (یعنی روم) کے درمیان صلح ہو جائیگی پھر وہ عہد شکنی کرینگے اور تم پر اسی علم لیکر چڑھائی کرینگے اور ہر علم کے نیچے بارہ بارہ ہزار کی جماعت ہوگی [آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے رفیق اعلی کی طرف انتقال فرمانے کے بعد بیت المقدس فتح ہوا۔ بعد فتح بیت المقدس کے طاعون عمواس پھیلا بعد اسکے حضرت عثمان کے زمانہ میں مال کی کثرت ہوئی۔ پھر اسکے بعد عالمگیر اور عام فتنہ ہوا جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے سبب سے پیدا ہوا] ستائیسویں۔ بغوی نے بروایت جبیر بن نفیر کے مالک بن یخامر سے انھوں نے حضرت معاذ بن جبل سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیت المقدس کا آباد ہونا مدینہ کی ویرانی کا سبب ہوگا اور مدینہ کا ویران ہونا سخت لڑائی کو برپا کریگا اور اسی لڑائی سے قسطنطنیہ فتح ہوگی اور قسطنطنیہ کی فتح کے بعد دجال نکلیگا۔ پھر آپنے جس سے یہ حدیث بیان فرمائی تھی یعنی حضرت معاذ کے دونوں شانوں یا شانہ پر ہاتھ مارکر فرمایا کہ۔ بالیقین حق ہے جسطرح تمھارا یہاں ہونا یا (فرمایا) تمھارا یہاں بیٹھا ہونا (یقینی ہے) [اس جگہ بیت المقدس سے مراد اقلیم شام ہے کیونکہ بیت المقدس ملک شام کے جوف میں ہے

بست و پنجم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برای نشو و نمای ملت اسلامیہ صورتے معین فرمود کہ تا آخر عہد حضرت عثمان متحقق شد و بعد ازان انذار بفتن نمود اخرج البغوی عن عروۃ بن الزبیر عن کرز بن علقمۃ الخزاعی قال قال اعرابی یا رسول اللہ ھل للاسلام منتھی قال نعم ایما اھل بیت من العرب والعجم اراد اللہ بھم خیرا ادخل اللہ علیھم الاسلام قال ثم ماذا یا رسول اللہ قال ثم یقع الفتن کانھا الظلل قال فقال الاعرابی کلا یا رسول اللہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم بلی والذی نفسی بیدہ ثم لتعودن فیھا اساود صبا یضرب بعضکم رقاب بعض قولہ اساود ای حیات وقولہ صبا جمع صابئ وصبا اذا مال من دین الی دین بست و ششم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تعداد فتن بیان فرمودند اخرج البغوی عن عوف بن مالک الاشجعی قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی غزوۃ تبوک وھو فی قبۃ ادم فقال اعدد ستا بین یدی الساعۃ موتی ثم فتح بیت المقدس ثم موتان یاخذ فیکم کقعاص الغنم ثم استفاضۃ المال حتی یعطی الرجل مائۃ دینار فیظل ساخطا ثم فتنۃ لا یبقی بیت من العرب الا دخلتہ ثم ھدنۃ تکون بینکم وبین بنی الاصفر فیغدرون فیاتونکم تحت ثمانین غایۃ تحت کل غایۃ اثنا عشر الفا بعد انتقال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برفیق اعلی فتح بیت المقدس واقع شد بعد ازان طاعون عمواس بعد ازان کثرت مال در زمان حضرت عثمان بعد ازان فتنہ مستطیرہ عامہ کہ بسبب شہادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پدید ار گشت بست و ہفتم اخرج البغوی من حدیث جبیر بن نفیر عن مالک بن یخامر عن معاذ بن جبل ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال عمران بیت المقدس خراب یثرب وخراب یثرب خروج الملحمۃ وخروج الملحمۃ فتح القسطنطینیۃ وفتح القسطنطینیۃ خروج الدجال ثم ضرب بیدہ علی فخذ الذی حدثہ او منکبہ ثم قال ان ھذا الحق کما انک ھھنا او کما انت قاعد یعنی معاذا بیت المقدس اینجا کنایہ از اقلیم شام است زیرا کہ بیت المقدس

مقدم اور فضل ہوا (حضرت انبیاء بنی اسرائیل علیہم السلام کی اور بنی اسرائیل کے بادشاہون کی نشستگاہ اسی جگہ تھی) پس مقام افضل کو بدل کر پوری ملایت مرادلیگئی ہو اور ملک شام کی آبادی (اور ترقی) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت مین جبکہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان حضرت عثمان کی طرف سے وہان کے حاکم تھے ہوئی اور مدینہ کا ویران ہونا حضرت عثمان کی شہادت اور حضرت مرتضی کے (مدینہ چھوڑکر) بجانب عراق جانے سے اور واقعات حرب جمل وصفین پیش آنے سے ہوئی۔ اور فتح قسطنطنیہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان کی امارت مین ظاہر ہوئی اس مقام مین (اس حدیث کے سننے سے دل مین سخت حیرت پیدا ہوتی ہو کہ دجال کا خروج فتح قسطنطنیہ کے بعد ہی بیان ہوا ہو حالانکہ فتح قسطنطنیہ سے ابتک ہزار سال سے زیادہ زمانہ گذر گیا (مگر) ابتک دجال کے خروج کی بو بھی (کسی) دماغ مین نہ پہونچی۔ اور اسی طرح حضرت حذیفہ کی حدیث مین بھی حیرت لاحق ہوتی ہو جو اوپر مذکور ہوئی (وہ حدیث یہ ہو کہ) قیامت نہ قائم ہوگی یہانتک کہ تم لوگ اپنے خلیفہ کو قتل نہ کرو اور باہم شمشیر زنی نہ کرو۔ اس حدیث کے الفاظ بھی خبر دیتے ہین کہ واقعہ قتل خلیفہ اور مسلمانون کا باہم شمشیر زنی کرنا قیامت کی علامت ہو حالانکہ ہزار سال سے زیادہ مدت گذر گئی اور ابتک قیامت آنے کا کوئی اثر ظاہر نہ ہوا اور اسی طرح یہ حدیث (بھی حیرت پیدا کرتی ہو) حضرت نے (فرمایا) مین اور قیامت اسطرح (ملا ہوا) بھیجا گیا ہون جیسے یہ دو (انگلیان ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہین) اور اسی طرح یہ آیۂ کریمہ (بھی حیرت پیدا کرتی ہو) کہ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ (ترجمہ قریب آگئی قیامت اور پھٹ گیا چاند) علاوہ اسکے اور بھی آیات اور احادیث اس بارے مین بشمار ہین (پھر کیا سبب ہو کہ باوجود ظہور ان علامات کے قیامت کا ابتک کوئی نشان ہی نہین) اسکا جواب یہ ہو کہ دجال کا نکلنا اور قیامت کا آنا یا ہر فتنہ جو مذکور ہوا ہو (اسکو قیامت کے ساتھ) ایک قسم کا ربط اور تعلق ہو جیسا کسی درخت کا لگانا اور اسکا پھلنا ان دونون مین باہم ربط ہو (یعنی درخت لگانے کی غایت اور غرض یہی ہو کہ وہ پھلے) گویا کہ اس حرکت (یعنی آمد قیامت) کی ابتدا یہ فتنہ ہو اور اس حرکت کی غایت دجال کا نکلنا اور قیامت کا آنا ہو اسلیے حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو دجال سے ڈرایا باوجودیکہ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ کو دجال سے بعد تھا۔ (اسکو اس مثال مین سمجھ لو کہ جب کوئی شخص ایک درخت لگاتا ہو تو کہتا ہو کہ اس درخت کے لگانے کا نتیجہ اسکا پھلنا ہو اور وہ شخص جو کچھ کوشش (اور محنت) کرتا ہو اور اس درخت کو پانی دیتا ہو ان سب کی غایت اُس درخت کا پھلنا ہوتا ہو غرض سلسلہ اس گفتگو (یعنی ذکر فتن) کا اسی وقت ختم ہوگا جب دجال نکل آئیگا یہان ایک دقیق ادعا ہو جو بدون تمہید (چند) مقدمات کے بیان نہین ہو سکتا مگر یہ مقام ان مقدمات کے ذکر کرنے کا نہین ہو اٹھائیسوین حضرت ابو عبیدہ بن جراح اور حضرت معاذ بن جبل کی

فضل مقدم بمقام اوست و نشست انبیای بنی اسرائیل علیہم السلام و ملوک ایشان آنجا بود و عمران شام در زمان خلافت حضرت عثمان و امارت معاویہ بن ابی سفیان از جانب حضرت عثمان و انتقال خراب یثرب قتل حضرت عثمان و برآمدن حضرت مرتضی بجانب عراق و خروج ملحمہ حرب جمل و صفین ست و فتح قسطنطنیہ در زمان امارت معاویہ بن ابی سفیان بظہور آمد اینجا حیرتے بخاطر میرسد کہ خروج دجال را متعاقب قسطنطنیہ آوردہ شد حالانکہ زیادہ از ہزار سال از فتح قسطنطنیہ گذشت و ہنوز بوئی از خروج دجال بشام نرسید ہمچنین در حدیث حذیفہ کہ مذکور شد کہ لا تقوم الساعة حتی تقتلوا امامکم و تجتلدوا باسیافکم این لفظ مُنبی ست از آنکہ واقعۂ قتل امام و اجتلاد باسیاف علامت قیامت ست حالانکہ زیادہ از ہزار سال منقضی شد و اثرے از ساعت ظہور نکرد و ہمچنین بعثت انا والساعة کہاتین و ہمچنین آیت اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ الی غیر ذلک من احادیث و آیات فی ہذا المعنی مما لا یحصی و جوابش آنست کہ خروج دجال و قیام ساعت یا ہر فتنہ کہ مذکور شد ربطے دارد مانند ربط نشاندن نہال بہار آوردن آن نہال گویا ابتداے حرکت این فتنہ ست و غایت آن خروج دجال و قیام ساعت لہذا حضرت نوح علیہ السلام انذار قوم خود فرمود بدجال باوجود بُعد حضرت نوح بزمان ظہور دجال وقتے کہ شخصے نہالے می نشاند میگوید کہ عقب نشاندن آن نہال بار آوردن ست و ہر سعیے کہ میکند از سقی و ساختن شربت تحلہ و غیر آن غایتش بار آوردن ست سخن ہر جا منتہی بشود تا خر آن خروج دجال ست تا اینجا سرے ست دقیق کہ بدون تمہید مقدمات نتوان بآن دہان کشاد و لیس ہذا مقامہ بست و ہشتم حدیث عبیدة بن الجراح و معاذ بن جبل

حدیث۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ امر (اسلام) نبوت و رحمت کے ساتھ شروع ہوا پھر خلافت اور رحمت بننے والا ہی پھر کاٹنے والی سلطنت ہونے والا ہی پھر سرکشی اور جبر اور امت کے اندر باعث فساد ہو جائیگا لوگ ریشمی لباس اور شرابین اور شرمگاہین اور امت مین فساد کرنا حلال سمجھ لینگے۔ اور باوجود ان کامون کے انکو مدد دیجائیگی اور ہمیشہ رزق پاتے رہینگے یہانتک کہ اللہ سے مل جائین۔ انتیسوین ابن ماجہ نے بروایت زید بن وہب عبدالرحمن بن عبد رب الکعبہ سے نقل کیا ہی وہ کہتے تھے کہ مین حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص کے پاس پہونچا اور وہ کعبہ کے سایہ مین بیٹھے تھے اور گرد انکے لوگ جمع تھے مین نے انسے سُنا کہ وہ کہتے تھے (ایک مرتبہ) ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کسی سفر مین تھے (اثنا سفر مین) آپ کسی مقام مین فروکش ہوئے ہم لوگون مین بعضے اپنا خیمہ لگا رہے تھے اور بعضے تیراندازی کی مشق کر رہے تھے اور بعضے اپنے اسباب کے پاس تھے کہ اتنے مین حضرت کے منادی نے ندا کی کہ الصلوۃ جامعۃ۔ یہ سنتے ہی ہم سب ایک جگہ جمع ہوگئے پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر خطبہ پڑھا اور فرمایا مجھ سے پہلے کوئی نبی ایسا نہین ہوا مگر یہ کہ اُسپر یہ واجب تھا کہ جو نیک بات وہ جانتا ہی اپنی امت کو تعلیم کرے اور جسکو برا سمجھتا ہی اس سے انکو ڈرائے (لہذا مجھپر بھی ایسا کرنا ضروری ہی) پس آگاہ ہو جاؤ کہ تمھاری یہ امت ایسی ہی کہ اُسکے اول حصہ مین عافیت ہی اور اُسکے اخیر کے لوگون پر بلائین اور ایسے امور پیش آئین گے کہ جنکو تم ناپسند کروگے۔ پھر فتنے آئین گے (ایک سے ایک بڑھا ہوا) کہ ایک فتنہ دوسرے فتنہ کو (لوگون کی نظر مین) بے حقیقت کر دیگا جب ایک فتنہ آئیگا، تو مومن کہیگا کہ یہ فتنہ تو مجھے ہلاک کرنے والا ہی پھر وہ فتنہ دفع ہوگا تو اُسکے بعد دوسرا فتنہ آئیگا اُسے بھی دیکھکر مومن کہیگا کہ یہ (ضرور) مجھے ہلاک کرنے والا ہی پھر وہ بھی دفع ہو جائیگا (پس اے لوگو تم مین سے جسکو یہ اچھا معلوم ہوتا ہو (کہ ایسے وقت مین) وہ دوزخ سے دور ہوکر جنت مین داخل ہو تو اُسے لازم ہی کہ ایسی حالت پر مرے کہ اللہ پر اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہو اور چاہیے کہ لوگون کے ساتھ وہ معاملہ کرے جو دوسرون سے اپنے لیے چاہتا ہو اور جسنے کسی خلیفہ کی بیعت کی یعنے اُسکے ہاتھ مین اپنا ہاتھ دیدیا اور اپنے دل سے اُسکو مان لیا تو اُسے لازم ہی کہ تا امکان خود اُسکی اطاعت کرے۔ پھر اگر دوسرا شخص آکر اُس خلیفہ سے منازعت کرنا چاہے تو تم لوگ اُسکی گردن مارو۔ عبدالرحمن کہتے ہین کہ پھر مین نے مجمع مین سر داخل کرکے حضرت عبداللہ بن عمرو سے پوچھا کہ مین آپ کو خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہون کہ کیا آپنے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہی انھون نے اپنے ہاتھ سے اپنے دونون کانون کی طرف اشارہ کرکے کہا۔ کہ میرے ان دونون کانون نے سنا اور میرے دل نے یاد رکھا۔ تیسوین بغوی نے بروایت قیس بن ابی حازم کے مرداس اسلمی سے نقل کیا ہی وہ کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا سے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ بدأ ھذا الامر نبوۃ ورحمۃ ثم کائن خلافۃ ورحمۃ ثم کائن ملکا عضوضا ثم کائن عتوا وجبریۃ وفسادا فی الامۃ یستحلون الحریر والخمور والفروج والفساد فی الامۃ ینصرون علی ذلک ویرزقون ابدا حتی یلقوا اللہ ۲۹ ثم اخرج ابن ماجۃ من حدیث زید بن وھب عن عبد الرحمن ابن عبد رب الکعبۃ قال انتھیت الی عبد اللہ ابن عمرو بن العاص وھو جالس فی ظل الکعبۃ والناس مجتمعون علیہ فسمعتہ یقول بینا نحن مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر اذ نزل منزلا فمنا من یضرب خباءہ ومنا من ینتضل ومنا من ھو فی جشرہ اذ نادی منادیہ الصلوۃ جامعۃ فاجتمعنا فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخطبنا فقال انہ لم یکن نبی قبلی الا کان حقا علیہ ان یدل امتہ علی ما یعلمہ خیرا لھم وینذرھم ما یعلمہ شرا لھم وان امتکم جعلت عافیتھا فی اولھا وان اخرھم یصیبھم بلاء وامور تنکرونھا ثم تجیٔ فتن یرقق بعضھا بعضا فیقول المومن ھذہ مھلکتی ثم تنکشف ثم تجیٔ فتنۃ فیقول المومن ھذہ مھلکتی ثم تنکشف فمن سرہ ان یزحزح عن النار ویدخل الجنۃ فلتدرکہ موتتہ وھو یومن باللہ والیوم الاخر ولیات الی الناس الذی یحب ان یاتوا الیہ ومن بایع اماما فاعطاہ صفقۃ یمینہ وثمرۃ قلبہ فلیطعہ ما استطاع فان جاء اخر ینازعہ فاضربوا عنق الاخر قال فادخلت راسی من بین الناس فقلت انشدک اللہ انت سمعت ھذا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فاشار بیدہ الی اذنیہ فقال سمعتہ اذنای ووعاہ قلبی ۳۰ ثم اخرج البغوی من حدیث قیس بن ابی حازم عن مرداس الاسلمی قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

يذهب الصالحون الاول فالاول ويبقى حفالة كحفالة الشعير او التمر لا يباليهم الله بالة ومر تفسير هذا الحديث من قول سعيد بن المسيب

لا طاعة فی معصیة انما الطاعة فی المعروف ومن حدیث النواس بن سمعان قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق ومن حدیث عبادة بن الصامت قال دعانا النبی صلی الله علیه وسلم فبایعنا فقال فیما اخذ علینا ان بایعنا علی السمع والطاعة فی منشطنا و

وتعیین قیاس چیزہاے بسیاری را آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بیان فرمودہ اند کہ در باب فتن وباب تغیر الناس و در ابواب متفرقہ میتوان یافت لیکن در ینجا ہم بدین قدر اکتفا کنیم الغرفة تنبئ عن الغدیر والحفنة تحکی عن البیدر الکبیر باز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم براے زمان ظہور شرور احکام و مصالح علی حدہ تشریع نمودند و در احادیث بسیار فرمودند کہ چون زمان کذا و کذا ظاہر شود باید کہ شما چنین کار کنید و چنان عمل نمائید اول غیر مستحق خلافت چون مسلط شود واجب ست اطاعت او فیما وافق الشرع لا فیما خالفه دوم خروج کردہ نشود بروے وقتال نمودہ نشود با وے مگر آنکہ کفر صریح از وے ظاہر گردد و این مضمون متواتر بالمعنے است فمن حدیث انس ان النبی صلے الله علیه وسلم قال لابی ذر اسمع واطع ولو لعبد حبشی کان راسه زبیبة ومن حدیث ام الحصین انها سمعت النبی صلے الله علیه وسلم یخطب فی حجة الوداع وهو یقول ولو استعمل علیکم عبد یقودکم بکتاب الله اسمعوا له واطیعوا ومن حدیث عبد الله بن عمر عن النبی صلے الله علیه وسلم قال السمع والطاعة علی المرء المسلم فیما احب وکره ما لم یؤمر بمعصیة اذا امر بمعصیة فلا سمع ولا طاعة ومن حدیث علی ان رسول الله صلے الله علیه وسلم قال

پہلے پہلے نیک لوگ یکے بعد دیگرے (اس دنیا سے) چلے جائینگے اور جیسا کہ جو یا کھجور ناقص ہوتی ہے ایسے ہی ناقص لوگ باقی رہجائینگے ان لوگون کی اللہ تعالی کچھ پروا نہ کریگا (اور نہ خدا کے نزدیک انکی قدر ہوگی) اس حدیث کی تفسیر سعید بن مسیب کے قول سے (اوپر) گذر چکی۔ اسیطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی ایسی چیزون کو بیان فرمایا ہے جو کتب احادیث کے، باب فتن اور باب تغیر الناس اور متفرق مقامات مین مل سکتی ہین لیکن ہم نے اس جگہ اسی قدر پر کفایت کی (کیونکہ موافق مثل مشہور کے) ایک چلو سے سارے حوض کا حال معلوم ہوجاتا ہے اور ایک مٹھی غلہ بڑے کھلیان کی حالت بتا دیتا ہے (یہ مثل اردو فارسی مین مشتے نمونہ از خروارے کے فقرہ سے مشہور ہے) پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زمانہ ظہور شر وفساد کے (بعضے) احکام ومصالح (جو اسوقت کے مناسب ہین) جداگانہ بیان فرمائے اور اکثر احادیث مین ارشاد فرمایا کہ جب ایسا ایسا زمانہ ظاہر ہو تو تمکو چاہیے کہ اسطرح کام کرو اور اسطرح عمل کرو (منجملہ اُن احکام زمانہ فتنہ و فساد کے) پہلا حکم یہ کہ جب (تم پر) کوئی شخص غیر مستحق خلافت مسلط ہوجائے تو اُن احکام مین جو شرع کے موافق ہون تم پر اُسکی اطاعت واجب ہے نہ اُن احکام مین جو شرع کے مخالف ہون دوسرا حکم یہ کہ اس سے بغاوت نہ کی جائے اور نہ اس سے جنگ کیجائے ہان اگر اُس سے کفر صریح ظاہر ہو (تو اس حالت مین بغاوت اور لڑائی درست ہے) یہ مضمون متواتر بالمعنی ہے (چنانچہ) بروایت انس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپنے حضرت ابوذر سے فرمایا (اپنے حاکم کا) حکم سنو اور (اسکی) اطاعت کرو اگرچہ وہ (ذلیل) حبشی غلام ہو اور اُسکا سر مثل مویز کے چھوٹا اور حقیر ہو اور بروایت ام حصین منقول ہے (وہ کہتی تھین کہ) انھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ حجۃ الوداع مین خطبہ پڑھ رہے تھے اسمین آپنے فرمایا اگرچہ غلام تمھارا حاکم کردیا جائے اور وہ تمپر کتاب اللہ کے ساتھ حکومت کرے تو تم اُسکا حکم سنو اطاعت کرو۔ اور بروایت حضرت عبد اللہ بن عمر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپنے فرمایا (حاکم وقت کا) حکم سننا اور اطاعت کرنا ہر مرد پر واجب ہے چاہے وہ اُسے پسند کرے یا ناپسند تاوقتیکہ اُسکو خدا کی نافرمانی کے ساتھ حکم نہ کیا جائے اور جب خدا کی نافرمانی کے ساتھ حکم کیا جائے تو اس صورت مین نہ حکم سننا واجب ہے اور نہ اطاعت اور بروایت حضرت علی منقول ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی نافرمانی مین (کسی کی) اطاعت (واجب) نہین اطاعت تو انھین امور مین ہے جو مشروع ہین۔ اور بروایت نواس بن سمعان منقول ہے وہ کہتے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خالق کی نافرمانی مین کسی مخلوق کی اطاعت نہین اور بروایت عبادہ بن صامت منقول ہے وہ کہتے تھے کہ ہمین نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا اور ہمسے بیعت لی تو منجملہ اُن باتون کے جنکا آپنے ہمسے عہد لیا تھا ایک بات یہ تھی کہ آپنے ہم سے اس شرط پر بیعت لی کہ ہم اپنی خوشی اور

کرھنا و عسرنا و یسرنا و اثرۃ علینا و ان لا ننازع الامر اھلہ الا ان تروا کفرا بواحا عندکم من اللہ فیہ برھان ۔ و من حدیث ام سلمۃ
قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یکون علیکم امراء تعرفون
وتنکرون فمن انکر فقد برئ
و من کرہ فقد سلم ولکن من رضی
و تابع قالوا افلا نقتلھم قال
لا ما صلوا الا ما صلوا ۔ و من حدیث
الحارث الاشعری ان نبی اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ تعالی
امر یحیی بن زکریا بخمس
کلمات ان یعمل بھن و ان یامر
بنی اسرائیل ان یعملوا بھن فکاد
یبطئ فقال لہ عیسی انک
قد امرت بخمس کلمات ان
تعمل بھن و ان تامر بنی اسرائیل
ان یعملوا بھن فاما ان تبلغھم و
اما ان ابلغھم فقال یا اخی
انی اخشی ان سبقتنی ان اعذب
او یخسف بی فجمع بنی اسرائیل
فی بیت المقدس حتی امتلأ المسجد
و قعدوا علی الشرف فحمد اللہ
و اثنی علیہ ثم قال ان اللہ امرنی
بخمس کلمات ان تعملوا بھن
اولھن ان تعبدوا اللہ ولا تشرکوا
بہ شیئا فان مثل ذلک کمثل رجل
اشتری عبدا من خالص مالہ
بورق او ذھب فقال ھذہ داری
و ھذا عملی فاعمل و اد الی
عملی فجعل یعمل و یودی عملہ
الی غیر سیدہ فایکم یسرہ
ان یکون عبدہ کذلک
ان اللہ عزوجل خلقکم و رزقکم فاعبدوہ ولا تشرکوا بہ شیئا و امرکم بالصلوۃ فان اللہ ینصب وجھہ لعبدہ
ما لم یلتفت فاذا صلیتم فلا تلتفتوا و امرکم

ناخوشی میں اور سختی اور آسانی میں اور اپنے اوپر دوسرے کو ترجیح دیے جانے میں آپ کا حکم سنینگے اور آپکی
اطاعت کرینگے اور یہ کہ کسی اہل حکومت سے اسکی حکومت کے متعلق ہم منازعت نہ کرینگے (پھر فرمایا) مگر یہ
کہ تم اس سے ظاہر کفر دیکھ لو اور تمہارے پاس اللہ کی طرف سے کوئی دلیل بھی اسکے (کفر ہونے کے) متعلق ہو
اور بروایت ام سلمہ منقول ہے وہ کہتی تھیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہارے اوپر ایسے حاکم ہونگے
کہ تم انکے (بعضے امور) پسند کروگے اور (بعضے) ناپسند کروگے پس جس نے ان کاموں کو برا کہدیا وہ بری الذمہ ہوگیا
اور جس نے (برملا برا نہ کہا مگر دل سے) برا جانا وہ بھی سلامت رہا مگر جو ان کاموں سے راضی ہوا اور انکی پیروی کی
وہ ہلاک ہوا، لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ، کیا ایسی صورت میں ہم ایسے سرداروں کو قتل نہ کردیں
آپ نے فرمایا۔ نہیں جبتک وہ نماز پڑھتے ہیں (انکا قتل کرنا درست نہیں) اور بروایت حارث اشعری منقول ہے
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالی نے حضرت یحیی بن زکریا علیہما السلام کو پانچ باتوں کا حکم دیا کہ
خود ان پر عمل کریں اور بنی اسرائیل کو بھی انکے کرنے کا حکم دیں حضرت یحیی علیہ السلام (تعمیل حکم الہی میں) کچھ تاخیر
کرنے لگے تو ان سے حضرت عیسی علیہ السلام نے کہا کہ تمکو پانچ باتوں کا حکم ہوا ہے کہ خود ان پر عمل کرو اور
بنی اسرائیل کو بھی ان پر عمل کرنے کا حکم کرو۔ یا تو تم ان باتوں کو بنی اسرائیل تک پہونچادو یا میں ان تک
پہونچادوں حضرت یحیی علیہ السلام نے جواب دیا۔ اے بھائی میں ڈرتا ہوں کہ اگر ان احکام کے پہونچانے
میں تم مجھ پر سبقت کروگے تو مجھ پر (آسمان سے کوئی) عذاب نازل ہوگا یا میں زمین میں دھنس جاؤنگا
(لہذا ان احکام کی تبلیغ میں خود کرونگا)، پھر حضرت یحیی علیہ السلام نے بیت المقدس میں بنی اسرائیل کو جمع
کیا یہانتک کہ مسجد بھر گئی اور وہ لوگ بلند مقام پر بیٹھے (تاکہ سب حضرت یحیی علیہ السلام کو دیکھیں اور انکا
کلام سنیں)، پھر حضرت یحیی علیہ السلام نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور فرمایا کہ اللہ نے مجھے پانچ باتوں کا حکم دیا
ہے کہ تم لوگ ان پر عمل کرو۔ انمیں پہلی بات یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اسکے ساتھ کسیکو شریک نہ کرو
اور تحقیق اسکی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے اپنے خاص مال چاندی یا سونے سے ایک غلام خرید کیا
اور اس سے کہدیا کہ یہ میرا گھر ہے اور یہ میرا (منصبی) کام ہے (اسکی اجرت مجھے ملتی ہے) اب تو یہ کام کیا کرنا اور
اسکی اجرت مجھے دیا کرنا وہ غلام کام کرنے لگا مگر اپنے کام کی اجرت اپنے مولی کے سوا کسی اور کو دیتا ہے پس
تم میں سے کسکو یہ اچھا معلوم ہوگا کہ اسکا غلام ایسا (نافرمان) ہو اور بیشک اللہ عزوجل نے تمکو
پیدا کیا اور تمکو رزق دیا لہذا تمکو چاہیے کہ تم اسکی عبادت کرو اور اسکے ساتھ کسیکو شریک نہ کرو اور میں
تمکو نماز (قائم رکھنے) کا حکم کرتا ہوں کیونکہ اللہ تعالی اپنی توجہ اپنے بندہ کی طرف رکھتا ہے جبتک کہ وہ بندہ
کسی طرف التفات نہ کرے پس جب تم نماز پڑھا کرو تو کسی طرف التفات نہ کیا کرو اور میں تمکو روزہ رکھنے کا

بالصیام فان مثل الصیام کمثل رجل معہ صُرّۃ من مسك فی عصابۃ کلّھم یحبّ ان یجد ریح المسك وامُرکم بالصدقۃ فان مثل ذلك مثل رجل اسرہ العدو فشدوا یدیہ الی عنقہ فقدموہ لیضربوا عنقہ فقال ھل لکم الی ان افدی نفسی فجعل یفتدی نفسہ وامُرکم بذکر اللہ کثیرًا فان مثل ذلك کمثل رجل طلبہ العدو سراعًا فی اثرہ فاتی حصنًا حصینًا فتحصّن فیہ فان العبد احصن ما یکون من الشیطان اذا کان فی ذکر اللہ عز وجل قال وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا امرکم بخمس امرنی بہ بالجماعۃ والسمع والطاعۃ والھجرۃ والجہاد فی سبیل اللہ وانہ من خرج من الجماعۃ قید شبر فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ الا ان یراجع ومن حدیث ابی ھریرۃ قال سمعتُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من فارقَ الجماعۃ وخرج من الجماعۃ فمات فمیتۃ جاھلیۃ ومن خرج علی امتی بسیفہ یضرب برّھا وفاجرھا لا یحاشی مؤمنًا لایمانہ ولا یفی لذی عھد بعھدہ فلیس من امتی ومن حدیث عبد اللہ بن مسعود قال قال لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکم ستَرَوْنَ بعدی اثرۃً وَامورًا تُنکرونھا قالوا فما تامرنا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ادّوا الیھم حقّھم وسلوا اللہ حقکم ومن حدیث وائل بن حُجر قال سال سلمۃ بن یزید الجعفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا نبی اللہ ارایتَ ان قامت علینا امراء یسئلونا حقھم ویمنعونا حقنا قال اسمعوا واطیعوا فانما علیھم ما حُمِّلوا وعلیکم ما حُمِّلتم اخرج ھذہ الاحادیث کلھا البغوی

حکم دیتا ہون کیونکہ روزہ (دار) کی مثال ایسی ہی کہ ایک شخص کسی جماعت مین ہو اور اُسکے پاس مشک کی ایک تھیلی ہو ہر ایک یہی چاہتا ہی کہ مشک کی خوشبو سونگھے (اسی طرح روزہ دار کے روزہ کی خوشبو حق تعالے اور ملائکہ کو مرغوب ہی) اور مین تمکو زکوۃ دینے کا حکم کرتا ہون کیونکہ اسکی مثال ایسی ہی کہ جیسے کسی شخص کو اسکے دشمنون نے قید کرلیا اور اُسکے ہاتھ اسکے گردن سے ملا کر باندھ دیے اور گردن مارنے کے لیے آگے بڑھا دیا پھر اُسنے اپنے دشمنون سے کہا کیا تم مجھسے میری جان کا فدیہ لوگے (اور میری جان چھوڑ دوگے دشمنون نے اُسے منظور کرلیا) پھر اُسنے اپنی جان کا فدیہ دیدیا اور قتل سے بچ گیا۔ اسی طرح زکوۃ عذاب الٰہی کا فدیہ ہی) اور مین تمکو حکم کرتا ہون کہ اللہ کا ذکر بہت کیا کرو کیونکہ اسکی مثال ایسی ہی کہ جیسے کسی شخص کا اُسکے دشمن نے تعاقب کیا اور اُسکے پیچھے دوڑا پھر وہ شخص ایک مضبوط قلعہ کے اندر داخل ہو گیا اور اُسمین محفوظ ہو گیا کیونکہ بندہ کے لیے شیطان کے شر سے محفوظ ہونے کا سب سے عمدہ طریقہ یہی ہی کہ اللہ کا ذکر کرے راوی کا بیان ہی کہ (یہانتک بیان فرما کر پھر) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین (بھی) تمکو پانچ باتون کا جن کا حکم مجھے (میرے خدا نے) دیا ہی حکم دیتا ہون (مسلمانون کی) جماعت کے ساتھ رہنا اور (اپنے حاکم کا) حکم سننا اور (اُسکی) اطاعت کرنا اور (راہ خدا مین) ہجرت کرنا اور فی سبیل اللہ جہاد کرنا اور جو شخص بقدر ایک بالشت کے (بھی) جماعت سے جدا ہوا تو اُسنے اپنی گردن سے اسلام کی رسی نکال ڈالی مگر یہ کہ وہ پھر (جماعت کی طرف) رجوع کرے۔ اور بروایت ابوہریرہ منقول ہی وہ کہتے تھے مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے جو شخص جماعت سے جدا ہوا اور جماعت سے نکل گیا پھر مرگیا تو وہ جاہلیت کی سی موت سے مرا اور جو شخص میری امت پر تلوار لیکر نکلا اور نیک و بد ہر طرح کے لوگون کو قتل کرنے لگا اور وہ نہ کسی مومن (کے قتل) سے بلحاظ اُسکے ایمان کے پرہیز کرتا ہی اور نہ کسی ذمی (کے قتل) سے بلحاظ اُسکے عہد کے تو وہ شخص میری امت سے نہین ہی اور بروایت حضرت عبد اللہ بن مسعود منقول ہی وہ کہتے تھے کہ ہمسے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ عنقریب میرے بعد (اپنے سردارون سے) اپنے اوپر دوسرون کو ترجیح پاتے ہوئے دیکھوگے اور ایسے امور کو دیکھوگے کہ تم اُنسے انکار کروگے صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ایسے وقت مین) آپ ہمین کیا حکم دیتے ہین۔ آپنے فرمایا۔ تم اُنکو اُنکے حقوق دیدینا اور اپنے حق کو خدا سے طلب کرنا۔ اور بروایت وائل بن حجر منقول ہی وہ کہتے تھے کہ سلمہ بن یزید جعفی نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا اور یہ کہا کہ یا نبی اللہ ارشاد فرمائیے کہ اگر ہمارے اوپر ایسے سردار ہو جائین جو اپنے حق (تو) ہمسے طلب کرین اور ہمارے حق سے ہمکو روکین (تو اس صورت مین ہم کیا کرین) آپنے فرمایا تم (اُنکا حکم) سنو اور (اُنکی) اطاعت کرو کیونکہ اُن پر وہ (بار) ہی جو اُن پر رکھا گیا ہی اور تم پر وہ (بار) ہی جو تم پر رکھا گیا ہی۔ ان تمام حدیثونکو بغوی نے

دوم چون بیعت برائے شخصے منعقد شد و تسلط او مستقر گشت اگر دیگرے برو خروج نماید قتال کند او را اگرچہ ہست افضل باشد از وے یا مساوی یا مفضول

ایت کیا ہی تیسرا حکم جب کسی شخص کے لیے بیعت منعقد ہوگئی اور اُسکا تسلط قرار پذیر ہوا اگر دوسرا شخص
پر خروج کرے اور اُس سے لڑے تو اسکو قتل کرنا چاہیے وہ خروج کرنے والا خواہ پہلے شخص سے افضل ہو
سکے برابر ہو یا اُس سے مفضول ہو دہر حال بعد انعقاد بیعت سب مسلمانون کو اُس باغی کا دفع کرنا واجب
گا) بغوی نے عرفجہ سے انھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہی کہ آپ فرماتے تھے۔ جسنے میری امت
من حال مین خروج کیا کہ وہ متفق ہون اور وہ (خروج کرنے والا) اُنکے درمیان تفرق پیدا کرنا چاہتا ہی تو تم
ب لوگ اُسے قتل کر ڈالو چاہے کوئی ہو۔ اور بغوی نے بروایت ابو نضرہ کے ابو سعید خدری سے نقل کیا ہی وہ
تے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دو خلیفون سے بیعت کی جائے تو جو انمین پچھلا ہو اُسے
ل کر ڈالو۔ اور بغوی نے بروایت ابو حازم کے حضرت ابو ہریرہ سے انھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
ل کیا ہی کہ آپنے فرمایا بنی اسرائیل مین تو یہ (طریقہ) تھا کہ اُنکے انبیا اُنکے سردار ہوا کرتے تھے اور جب کوئی
ن ہلاک ہوتا تو اُسکی جگہ دوسرا نبی سردار ہو جاتا اور میرے بعد کوئی نبی نہوگا اور عنقریب (میرے بعد
یفہ ہونگے اور بکثرت ہونگے صحابہ نے عرض کیا پھر آپ ہمین کیا حکم دیتے ہین آپنے فرمایا۔ سب سے پہلے جو
یفہ بنا ہو اسکی بیعت پوری کرو (الغرض) تم اپنے حکام کا حق ادا کرتے رہو یہ نہ خیال کرو کہ وہ تمھارا حق ادا
ین کرتے) کیونکہ اللہ تعالی خود ان سے ان لوگون کے حق کی باز پرس کریگا جن پر اُسے حاکم بنایا تھا اور ابن
جہ نے بروایت عبد اللہ بن عمرو بن عاص ایک طویل قصہ مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہی کہ آپ نے
رمایا۔ جسنے کسی خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور دل سے اُسکو مان لیا تو چاہیے کہ تا امکان خود اسکی اطاعت
رے پھر اگر کوئی دوسرا شخص اُس (خلیفہ) سے جھگڑنے کے لیے آئے تو تم لوگ اُس دوسرے کی گردن مار دو۔ چوتھا
حکم جب فتنہ کے زمانہ مین خلفا نماز ادا کرنے مین تاخیر کرین تو کیا کرنا چاہیے۔ امام مسلم نے حضرت ابوذر
سے روایت کی ہی وہ کہتے تھے کہ مجھسے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ (اے ابوذر) تم (اسوقت) کیا کروگے
ب تمھارے اوپر ایسے سردار ہونگے جو نمازین خراب کرین گے اور اُنکو اُنکے وقت سے تاخیر کرکے ادا کرینگے
ین نے عرض کیا۔ آپ مجھے کیا حکم فرماتے ہین آپ نے فرمایا۔ تم اپنی نماز اپنے وقت پر پڑھ لیا کرنا بعد اسکے
گر تمکو نماز اُنکے ساتھ مل جائے تو دیکھو پھر پڑھ لیا کرنا کیونکہ وہ تمھارے لیے نفل ہوگی پانچوان حکم جب زمانہ فتنہ
کے سردار زکوۃ وصول کرنے مین تعدی کرین تو اسکی کیا تدبیر ہی۔ ابو داؤد نے جابر بن عتیک سے روایت کی وہ
کہتے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب تمھارے پاس (زکوۃ تحصیل کرنے کے لیے) کچھ
سوار آئین گے کہ جنکو لوگ بُرا جانین گے پس جب وہ تمھارے پاس آئین تو تم اُنکو مرحبا کہو اور اُنکے اور
ان مال کے درمیان مین جو وہ طلب کرتے ہین حائل نہو پھر اگر وہ انصاف کرین گے تو اپنی جانون کے لیے

اخرج البغوی عن عرفجۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من خرج علی امتی وھم مجتمعون یرید ان یفرق بینھم فاقتلوہ کائنا من کان واخرج البغوی من حدیث ابی نضرۃ عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا بویع لخلیفتین فاقتلوا الاخر منھما واخرج البغوی من حدیث ابی حازم عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفہ نبی وانہ لا نبی بعدی وسیکون خلفاء فیکثرون قالوا فما تامرنا قال فوا ببیعۃ الاول فالاول اعطوھم حقھم فان اللہ سائلھم عما استرعاھم واخرج ابن ماجہ من حدیث عبد اللہ بن عمرو بن العاص فی قصۃ طویلۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من بایع اماما فاعطاہ صفقۃ یمینہ وثمرۃ قلبہ فلیطعہ ما استطاع فان جاء اخر ینازعہ فاضربوا عنق الاخر چہارم چون در زمان فتنہ خلفا صلوات را تاخیر کنند چہ باید کرد اخرج مسلم عن ابی ذر قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف انت اذا کانت علیک امراء یمیتون الصلوۃ ویؤخرون عن وقتھا قلت فما تامرنی قال صل الصلوۃ لوقتھا فان ادرکتھا معھم فصل فانھا لک نافلۃ پنجم چون امرائے زمان فتن تعدی در اخذ زکوۃ واقع شود تدبیر

چیست اخرج ابو داؤد عن جابر بن عتیک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیاتیکم رکیب مبغضون فاذا جاءکم فرحبوا وخلوا بینھم وبین ما یبتغون فان عدلوا فلانفسھم

ان ظلموا فعلیہم وارضوھم فان تمام زکوٰتکم رضاھم ولیدعوا لکم واخرج ابوداؤد عن جریر بن عبد اللہ قال جاء ناس یعنی من الاعراب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا
ان ناسا من المصدقین یاتونا فیظلمونا
فقال ارضوا مصدقیکم قالوا یا رسول اللہ
وان ظلمونا قال ارضوا مصدقیکم
وان ظلمتم ششم تخلی برائے عبادت
در زمان اول ممنوع بود و در زمان فتنہ محبوب
و مطلوب شد اخرج الترمذی عن ابی ھریرۃ
قال مر رجل من اصحٰب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بشعب فیہ عیینۃ
من ماء عذبۃ فاعجبتہ فقال لو
اعتزلت الناس فاقمت فی ھذا الشعب
فذکر ذلک لرسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فقال لا تفعل فان مقام
احدکم فی سبیل اللہ افضل من صلوٰتہ
فی بیتہ سبعین عاما الا تحبون
ان یغفر اللہ لکم ویدخلکم الجنۃ
اغزوا فی سبیل اللہ من قاتل فی
سبیل اللہ فواق ناقۃ وجبت لہ
الجنۃ واخرج احمد عن ابی امامۃ
قال خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فی سریۃ فمر رجل بغار فیہ شیء
من ماء وبقل فحدث نفسہ بان یقیم
فیہ ویتخلی من الدنیا فاستاذن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فی ذلک فقال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی
لم ابعث بالیھودیۃ ولا بالنصرانیۃ
ولکنی بعثت بالحنیفیۃ السمحۃ والذی
نفس محمد بیدہ لغدوۃ او روحۃ
فی سبیل اللہ خیر من الدنیا وما فیہا
ولمقام احدکم فی الصف
خیر من صلوٰتہ ستین سنۃ اخرج البغوی عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوشک ان یکون خیر مال المسلم الغنم

اور اگر ظلم کرین گے تو اسکا وبال اُن کی (گردنون) پر ہوگا اور اُنکو راضی رکھو کیونکہ تمھاری زکوٰۃ اسی وقت پوری ہوگی جب وہ لوگ تم سے راضی رہین اور چاہیے کہ وہ (تم سے ایسے راضی رہین کہ) تمھارے لیے دعا کرین اور ابو داؤد نے جریر بن عبد اللہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ کچھ اعرابی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ (یا رسول اللہ) زکوٰۃ لینے والے ہمارے پاس آتے ہین اور ہم پر ظلم کرتے ہین آپ نے فرمایا۔ تم اپنے زکوٰۃ لینے والون کو راضی رکھو پھر اُن لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ تو ہم پر ظلم کرتے ہین آپنے (پھر وہی) فرمایا کہ اپنے زکوٰۃ لینے والون کو راضی رکھو اگرچہ تم پر ظلم کیا جائے چھٹا حکم زمانہ اول مین عبادت کے لیے خلوت اختیار کرنا منع تھا اور فتنہ کے زمانہ مین محبوب اور مطلوب ہوگیا۔ ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مین سے ایک شخص کسی گھاٹی مین (جو) میٹھے پانی کے ایک چشمہ پر گذرے وہ چشمہ اُنکو مرغوب ہوا اُنھون نے (اپنے دل مین) کہا کہ اگر مین لوگون سے علیحدہ ہو کر اس گھاٹی مین رہون (تو عبادت الٰہی خوب ہو) چنانچہ اُنھون نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکا ذکر کیا حضرت نے فرمایا (ایسا) نہ کرنا۔ کیونکہ تم مین سے کسی ایک کا راہ خدا مین قائم ہونا اپنے گھر مین ستر برس نماز پڑھنے سے افضل ہے کیا تم اس بات کو دوست نہین رکھتے کہ خدا تمکو بخش دے اور تمکو جنت مین لیجائے۔ راہ خدا مین جہاد کرو (کیونکہ) جس شخص نے بقدر فواق ناقہ کے راہ خدا مین جہاد کیا اُسکے لیے جنت واجب ہوگئی۔ اور (امام) احمد نے ابو امامہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک سریّہ مین (جہاد کرنے) نکلے (ہمارے ہمراہیون مین سے) ایک شخص غار مین گیا کہ وہان کچھ پانی تھا اور کچھ سبزی تھی وہ مقام دیکھکر اس شخص کے دل مین آیا کہ اُس غار مین اقامت پذیر ہو اور دنیا سے علیحدہ رہے (اور خدا کی عبادت کرے یہ سوچکر) اُسنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے (اُس غار مین رہنے کی) اجازت چاہی تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (یہ تو یہود و نصاریٰ کا طریقہ ہے اور) مین یہودیت یا نصرانیت کے ساتھ مبعوث نہین ہوا بلکہ (مین شریعت) ابراہیمی کے ساتھ جو آسان اور (سہل) ہے مبعوث ہوا ہون قسم اُس ذات کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان اُسکے ہاتھ مین ہے کہ خدا کی راہ مین (بہ نیت جہاد) تھوڑا سا بھی سفر کرنا دنیا و ما فیہا سے بہتر ہے اور بیشک تم مین سے کسی ایک کا صف (مجاہدین) مین خدا کی راہ مین قیام کرنا ساٹھ برس کی نماز سے بہتر ہے ان حدیثون سے اول زمانہ مین عبادت کے لیے خلوت اختیار کرنے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے اور زمانۂ فتنہ مین عزلت کا بہتر ہونا احادیث ذیل سے مفہوم ہوتا ہے بغوی نے حضرت ابو سعید خدری سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قریب ہے کہ مسلمان کا بہتر مال بکریان

يَتَّبِعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ يَفِرُّ بِدِينِهِ مِنَ الْفِتَنِ وَأَخْرَجَ الْبَغَوِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہونگی جنکو وہ لیکر پہاڑون کی چوٹیون ورگھاٹیون مین رہتا اور اپنے دین کو بچا کر فتنون سے بھاگ جائے اور بغوی نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی ہو وہ کہتے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب ایسا فتنہ ہوگا کہ اُسمین بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور اسمین کھڑا ہونیوالا اُسمین چلنے والے سے بہتر ہوگا اور اُسمین چلنے والا اُسمین دوڑنے والے سے بہتر ہوگا جو اس فتنہ کے قریب گیا وہ فتنہ اُسکو لے لیگا پس جو شخص کوئی پناہ یا بچاو کی جگہ پائے تو اُسے چاہیے کہ وہین پناہ گزین ہو جائے ساتوان (حکم) جس شخص نے (حضرت کے دست مبارک پر) ہجرت کرنے پر (اور مدینہ مین رہنے پر) بیعت کی ہو اُسکو زمانۂ فتنہ مین مدینہ چھوڑکر بادیہ نشینی (اختیار کرنا) جائز ہوگی۔ نسائی نے سلمہ بن اکوع سے روایت کی ہو وہ کہتے تھے کہ میرے پاس حجاج (بن یوسف ثقفی) آیا اُسنے (مجھسے) کہا اے ابن اکوع تم اپنے پچھلے پیرون لوٹ گئے (یعنے دار الہجرت سے بھاگ گئے) اور ایک جملہ کہا جسکے یہ معنی ہین کہ تم بادیہ نشین ہو گئے مین نے کہا نہین (مین پچھلے پیرون نہین لوٹا) بلکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بادیہ نشینی کی اجازت دی تھی آٹھوان (حکم) (پہلے زمانہ مین) امر معروف اور نہی منکر منجملہ واجبات اسلام تھا اور فتنہ کے زمانہ مین (وجوب جاتا رہا۔ ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہو وہ فرماتے تھے کہ اے لوگو تم یہ آیت پڑھتے ہو يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا الآية (ترجمہ اے ایمان والو تم پر اپنے نفسون کی ہدایت لازم ہی تمکو کچھ نقصان نہ پہونچا سکے گا جو گمراہ ہوا درصورتیکہ تم ہدایت پر ہو) اسکا یہ مطلب نہ سمجھنا کہ امر معروف ونہی منکر کی کچھ ضرورت نہین) مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی کہ آپ فرماتے تھے جب لوگ کوئی برا کام (ہوتا) دیکھین پھر اُسے نہ بدلین تو قریب ہی کہ اُس برے کام کے عذاب مین (برون کے ساتھ ان کو بھی اللہ تعالی شامل کرلیگا اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابو ثعلبہ خشنی سے اللہ تعالی کے اس قول عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ الآية کی تفسیر مین روایت کیا ہو وہ کہتے تھے آگاہ رہو کہ مین نے اس آیت کا مطلب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا (یہ مطلب نہین ہی کہ امر معروف ونہی منکر نکرو) بلکہ امر معروف اور نہی منکر کرتے رہو) یہانتک کہ جب تم دیکھو کہ بخل پسندیدہ ہوا اور خواہش نفسانی کی پیروی ہونے لگی اور دنیا کو دین پر ترجیح دیجاتی ہو اور ہر اہل الراے اپنی رائے کو پسند کرنے لگا اور تم کسی امر کو دیکھو کہ تمکو اُس سے چارہ نہین تو (اس حالت مین) اپنے نفس کی ہدایت لازم پکڑو اور عوام کو (اُنکے حال پر) چھوڑ دو کیونکہ تمھارے آگے صبر کرنے کے دن (آنے والے) ہین جسنے ان دنون مین صبر کیا تو گویا اُسنے آگ کی چنگاری کو اپنے ہاتھ مین لے لیا اُن دنون مین (شریعت کے احکام پر) عمل کرنے والے کو پچاس آدمیون کے عمل کا ثواب ملیگا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اُن

سَتَكُونُ فِتْنَةٌ الْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِي وَالْمَاشِي فِيهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِي مَنْ تَشَرَّفَ لَهَا تَسْتَشْرِفْهُ فَمَنْ وَجَدَ مَلْجَأً أَوْ مَعَاذًا فَلْيَعُذْ بِهِ هفتم کسے کہ بیعت بر ہجرت کردہ باشد تعرب درین زمان جائز باشد أَخْرَجَ النَّسَائِيُّ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى الْحَجَّاجِ فَقَالَ يَا ابْنَ الْأَكْوَعِ ارْتَدَدْتَ عَلَى عَقِبَيْكَ وَذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا وَبَدَوْتَ قَالَ لَا وَلَكِنْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذِنَ لَنَا فِي الْبَدْوِ هشتم امر بمعروف ونہی از منکر از واجبات اسلام بود در زمان فتنہ ساقط شد أَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ تَقْرَءُونَ هٰذِهِ الْآيَةَ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ النَّاسَ إِذَا رَأَوْا مُنْكَرًا فَلَمْ يُغَيِّرُوهُ يُوشِكُ أَنْ يَعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابِهِ وَأَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ قَالَ أَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ سَأَلْتُ عَنْهَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَلِ ائْتَمِرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَتَنَاهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ حَتَّى إِذَا رَأَيْتَ شُحًّا مُطَاعًا وَهَوًى مُتَّبَعًا وَدُنْيَا مُؤْثَرَةً وَإِعْجَابَ كُلِّ ذِي رَأْيٍ بِرَأْيِهِ وَرَأَيْتَ أَمْرًا لَا بُدَّ لَكَ مِنْهُ فَعَلَيْكَ نَفْسَكَ وَدَعْ أَمْرَ الْعَوَامِّ فَإِنَّ وَرَاءَكُمْ أَيَّامَ الصَّبْرِ مَنْ صَبَرَ فِيهِنَّ كَانَ كَمَنْ قَبَضَ عَلَى الْجَمْرِ لِلْعَامِلِ فِيهِنَّ أَجْرُ خَمْسِينَ رَجُلًا يَعْمَلُونَ مِثْلَ عَمَلِهِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ

وقت کے پچاس (آدمیوں) کا ثواب ملیگا آپ نے فرمایا (نہین بلکہ) تمھارے زمانے کے پچاس آدمیوں کا
اور ترمذی نے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت کی ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمھارا کیا حال
ہوگا جبکہ تم ناکارہ لوگوں کے درمیان مین رہجاؤگے جنکے عہد وپیمان اور جنکی امانتین برباد ہوگئی ہونگی
اور وہ (باہم) مختلف ہونگے اور اسطرح ایک دوسرے سے لڑینگے (یہ کہکر) آپنے اپنی انگلیان ایک دوسرے
مین داخل کین حضرت عبد اللہ بن عمرو نے عرض کیا۔ پھر آپ مجھے کیا حکم دیتے ہین آپنے فرمایا مشروع باتون
کو اپنے اوپر لازم کرلو اور غیر مشروع کو چھوڑدو اور تم خاص اپنے ہی نفس کا خیال رکھو اور عوام کو چھوڑ دو۔ اور
ایک روایت مین ہو کہ (اسوقت) تم اپنے گھر مین بیٹھے رہو اور اپنی زبان روکے رکھو اور جس بات کو اچھا جانو
اسے اختیار کرلو اور جسے برا سمجھو اسے چھوڑدو اور خاص اپنی ہی نفس کا خیال رکھو عوام کو چھوڑ دو نوان
(حکم) جب قریش ملک (وسلطنت) پر آپسمین لڑین تو اسوقت مال غنیمت سے حصہ نہ لینا چاہیے ابوداؤد
نے بروایت ذو الزوائد جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے نقل کیا ہو وہ کہتے تھے کہ مین نے حجۃ الوداع
مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے لوگون کو (نیک کامون کا) حکم کیا اور (برے کامون
سے) منع کیا پھر فرمایا کیا مین نے (تمکو خدا کے احکام) پہونچادیے سب نے جواب دیا کہ بار خدایا ہان (آپنے
پہونچادیے) پھر آپنے فرمایا جب قریش ملک پر باہم ایک دوسرے سے جنگ وجدال شروع کردین اور
عطا (یعنی حصہ مال غنیمت یا وظیفہ از خود) ملے یا بذریعہ رشوت کے ملے تو اسکو تم نہ لو۔ دسوان (حکم) اول
زمانہ مین خلفا کی صحبت ایک بڑی سعادت تھی اور فتنہ کے زمانہ مین بادشاہون کی صحبت سے پرہیز کرنا
لازم ہو مشکوۃ مین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہو وہ فرماتے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا۔ آخر زمانہ مین میری امت کو انکے بادشاہون کے ہاتھون سے (بہت کچھ) تکلیفین پہونچین گی
ان سے وہی شخص نجات پائے گا جسنے خدا کے دین کو پہچان لیا پھر دین کے لیے اپنی زبان سے اور اپنے
ہاتھ سے اور اپنے دل سے جہاد کیا پس یہی وہ شخص ہی جو نیکیون مین سابق القدم ہو اور وہ شخص نجات
پائیگا جسنے اللہ کے دین کو پہچان لیا اور اسکی سچائی بیان کی (یعنی زبان سے امر معروف ونہی منکر کرتا رہا)
اور وہ شخص (ہی نجات پائیگا) جسنے اللہ کا دین پہچانا اور اسپر سکوت کیا (یعنی امر معروف ونہی منکر زبان
سے نہ کیا لیکن) اگر اسنے کسی کو دیکھا کہ عمل خیر کرتا ہو تو اسنے اسکو دوست رکھا اور اگر کسی کو عمل باطل کرتے
دیکھا اسے (جی سے) برا جانا تو یہ شخص باوجود (امر معروف ونہی منکر کے) پوشیدہ رکھنے سے نجات پائیگا
گیارھوان (حکم) پہلے زمانہ مین خلیفہ کے قول پر عمل کرنا (شرعی) دلیل تھا اور فتنہ کے زمانہ مین یہ بات
نہ رہی (یعنی قول خلیفہ دلیل شرعی نہ رہا) (امام) مسلم نے حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہو وہ کہتے تھے

خمسين منهم قال اجر خمسين منكم واخرج الترمذي عن عبد الله بن عمرو بن العاص ان النبي صلى الله عليه وسلم
قال كيف بكم اذا ابقيت في حثالة
من الناس مرجت عهودهم وامانتهم
واختلفوا فكانوا هكذا وشبك بين
اصابعه قال فبم تامرني قال عليك
بما تعرف ودع ما تنكر وعليك بخاصة
نفسك واياك وعوامهم وفي رواية
الزم بيتك واملك عليك لسانك
وخذ ما تعرف ودع ما تنكر وعليك
بامر خاصة نفسك ودع امر العامة
نهم چون قریش بر ملک تجاحف کنند حصہ
از آن نباید گرفت اخرج ابوداود من
حديث ذي الزوائد صاحب رسول الله
صلى الله عليه وسلم يقول سمعت رسول الله
في حجة الوداع امر الناس ونهاهم
ثم قال هل بلغت قالوا اللهم نعم
ثم قال اذا تجاحفت قريش الملك
فيما بينها وعاد العطاء او كان رشا
فدعوه دہم صحبت خلفا در زمان اول
سعادتے عظیم بود ودر عہد فتنہ احتراز
از صحبت ملوک لازم ست في المشكوة
عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه
قال قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم انه تصيب امتي في آخر الزمان
من سلطانهم شدائد لا ينجو منه
الا رجل عرف دين الله فجاهد عليه
بلسانه ويده وقلبه فذلك الذي
سبقت له السوابق ورجل عرف
دين الله فصدق به ورجل عرف
دين الله فسكت عليه فان راى من
يعمل الخير احبه عليه وان راى
من يعمل بباطل ابغضه عليه فذلك ينجو على ابطانه كله یازدہم امضای قول خلیفہ در زمان سابق حجت بود ودر ایام فتنہ آن معنی
منقود شد اخرج مسلم عن ابن مسعود قال

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھسے پہلے اللہ نے کوئی نبی اسکی امت مین ایسا نہین بھیجا جسکے لیے اس امت مین سے حواری اور اصحاب ہون اور وہ انکی سنت پر عمل نہ کرتے ہون اور اس نبی کے حکم کی اقتدا نہ کرتے ہون پھر انکے بعد ایسے لوگ پیدا ہونگے جو (دوسرون سے) کہتے ہین وہ خود نہین کرتے اور ایسے کام کرتے ہین جنکا حکم (شریعت سے) انکو نہین دیا گیا ان لوگون کے ساتھ جو شخص اپنے ہاتھ سے جہاد کرے وہ مومن ہی اور جو انکے ساتھ اپنی زبان سے جہاد کرے (وہ بھی) مومن ہی اور جو انکے ساتھ اپنے دل سے جہاد کرے وہ (بھی) مومن ہی اور اس درجہ کے بعد (پھر کسی مین) رائی کے برابر بھی ایمان نہین ہی۔ مشکوۃ مین حضرت ابن مسعود سے مروی ہی وہ کہتے تھے جو شخص سنت پر عمل کرنا چاہے تو وہ ان (اصحاب نبی) کے طریقہ پر چلے جو دنیا سے جا چکے کیونکہ جو لوگ زندہ ہین انکے فتنہ سے محفوظ رہنے کا اطمینان نہین ہی یہ لوگ (جو دنیا سے جا چکے حقیقی طور پر) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تھے اس امت مین سب سے افضل تھے اور سب سے زیادہ نیک دل تھے اور انکا علم سب سے وسیع تھا اور انمین تکلف بہت کم تھا اللہ نے انکو اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی صحبت کے لیے اور انکے دین کے قائم کرنے کے لیے منتخب فرمایا تھا لہذا تم لوگ انکی فضیلت کو جان لو اور انکی پیروی کرو اور تا امکان خود انکے اخلاق اور عادات سے تمسک کرو کیونکہ یہ لوگ راہ مستقیم پر تھے۔ اس حدیث کو رزین نے روایت کیا ہی ابن ماجہ نے عرباض بن ساریہ سے روایت کی ہی وہ کہتے تھے کہ ایک دن ہم لوگون مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (خطبہ پڑھنے) کھڑے ہوئے اور ہمکو بڑی نصیحت کی کہ جس سے ہمارے دل ڈر گئے اور ہماری آنکھون سے آنسو جاری ہو گئے کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ۔ آپنے ہمکو رخصت ہونے والے کی سی نصیحت فرمائی ہی اب آپ ہمکو کچھ حکم بھی دیجیے آپنے فرمایا اے لوگو اللہ سے ڈرنے کو اور (اپنے حاکم کا حکم) سننے اور اطاعت کرنے کو اپنے اوپر لازم سمجھو اگرچہ وہ حبشی غلام ہو اور عنقریب تم میرے بعد سخت اختلاف دیکھوگے پس تم میری سنت کو اور میرے خلفاء راشدین ہدایت یافتہ کی سنت کو اپنے ذمہ لازم سمجھنا اور اسکو دانتون سے پکڑنا اور نئی باتون سے دور رہنا کیونکہ (ہر نئی بات بدعت ہی اور) ہر بدعت گمراہی ہی۔ اور دارمی نے اعمش سے روایت کی ہی وہ کہتے تھے حضرت عبد اللہ (بن مسعود) نے فرمایا۔ تم لوگ نئی نئی باتین نکالوگے اور تمکو نئی باتین پیش آئین گی پس جب تم نئی بات دیکھنا تو پرانے طریقہ کو اپنے اوپر لازم سمجھنا۔ اور دارمی نے سفیان سے انھون نے واصل سے انھون ایک عورت سے جسکا نام عائذہ تھا روایت کی ہی وہ کہتی تھین کہ مین نے حضرت ابن مسعود کو دیکھا وہ اسوقت مردون کو اور عورتون کو نصیحت کر رہے تھے اور کہتے تھے کہ جو کوئی تم مردون یا عورتون مین سے نئی نئی باتین پائے تو پہلی روش (اختیار کرے) اور پہلی روش اختیار کرے دیکھو ہم تو فطرت اسلام

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من نبي بعثه الله في امته قبلي الا كان له من امته حواريون واصحاب ياخذون بسنته ويقتدون بامره ثم انها تخلف من بعدهم خلوف يقولون ما لا يفعلون ويفعلون ما لا يؤمرون فمن جاهدهم بيده فهو مؤمن ومن جاهدهم بلسانه فهو مؤمن ومن جاهدهم بقلبه فهو مؤمن وليس وراء ذلك من الايمان حبة خردل وفي المشكوة عن ابن مسعود قال من كان مستنا فليستن بمن قد مات فان الحي لا يؤمن عليه الفتنة اولئك اصحاب محمد صلى الله عليه وسلم كانوا افضل هذه الامة ابرها قلوبا واعمقها علما واقلها تكلفا اختارهم الله لصحبة نبيه ولاقامة دينه فاعرفوا لهم فضلهم واتبعوهم وتمسكوا بما استطعتم من اخلاقهم وسيرهم فانهم كانوا على الهدى المستقيم رواه رزين اخرج ابن ماجة عن العرباض بن سارية يقول قام فينا رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم فوعظنا موعظة بليغة وجلت منها القلوب وذرفت منها العيون فقيل يا رسول الله وعظتنا موعظة مودع فاعهد الينا بعهد فقال عليكم بتقوى الله والسمع والطاعة وان عبدا حبشيا وسترون من بعدي اختلافا شديدا فعليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين عضوا عليها بالنواجذ واياكم والامور المحدثات فان كل بدعة ضلالة اخرج الدارمي عن الاعمش قال قال عبد الله ايها الناس انكم ستحدثون ويحدث لكم فاذا رأيتم محدثة فعليكم بالامر الاول واخرج الدارمي عن سفيان عن واصل عن امرأة يقال لها عائذة قالت رأيت ابن مسعود يوصي الرجال والنساء يقول ومن ادرك منكم من امرأة او رجل فالسمت الاول والسمت الاول فانا على الفطرة

و معلوم ست کہ وفات عبداللہ بن مسعود در آخر ایام خلافت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ واقع شدہ دوازدہم در حالت اولی خدائے تعالیٰ فرمودہ است سَتُدْعَوْنَ
إِلَىٰ قَوْمٍ أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ تُقَاتِلُونَهُمْ
أَوْ يُسْلِمُونَ ودر حالت ثانیہ آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم منع نمود ملازم قتال و امر موکد فرمودند
بقعود باید دید چہ قدر فرق ست در آنکہ دعوت
خلیفہ سبب وجوب امتثال امر گردد و تحریم
تخلف و آنکہ واجب باشد قعود و حرام باشد
خوض در نصرت سیزدہم قضا عف اجور
آنانکہ درین زمان متمسک بسنت باشند
أخرج الترمذي عن بلال بن الحارث قال
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من
أحيى سنة من سنتي قد أميتت
بعدي فإن له من الأجر مثل أجور من
عمل بها من غير أن ينقص من أجورهم
شيئا ومن ابتدع بدعة ضلالة لا يرضاها
الله ورسوله كان عليه من الإثم مثل آثام
من عمل بها لا ينقص ذلك من أوزارهم
شيئا وأخرج الترمذي وابن ماجة
عن أبي ثعلبة الخشني عن النبي صلى
الله عليه وسلم قال فإن وراءكم
أيام الصبر فمن صبر فيهن كان
كمن قبض على الجمر للعامل فيهن
أجر خمسين رجلا يعملون مثل عمله
قالوا يا رسول الله أجر خمسين منهم
قال أجر خمسين منكم مختصر وأخرج
البغوي عن معقل بن يسار أن
رسول الله صلى الله عليه وسلم
قال العبادة في الهرج كهجرة إليّ
چہاردہم مرگ دران ایام بہتر باشد از
زندگانی عن أبي هريرة قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم
إذا كان أمراؤكم خياركم وأغنياؤكم أسخياءكم وأموركم شورى بينكم فظهر الأرض خير لكم من بطنها وإذا كان أمراؤكم
شراركم وأغنياؤكم بخلاءكم وأموركم إلى نسائكم فبطن الأرض خير لكم

ہے ہین [اور یہ معلوم ہی کہ حضرت ابن مسعود کی وفات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آخر عہد خلافت مین واقع ہوئی] **بارھوان (حکم)** فتنہ کے پہلے جہاد شارع کو مطلوب تھا چنانچہ (اسی) پہلی حالت کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی ستدعون الی قوم الآیۃ (ترجمہ عنقریب تم بلائے جاؤگے ایسے لوگون (کی لڑائی) کیطرف کہ وہ سخت لڑائی والے ہونگے تم اُنسے لڑوگے یا وہ اسلام لائین گے) اور دوسری حالت (یعنی زمانہ فتنہ) مین جہاد ممنوع ہو گیا چنانچہ اس حالت کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑائی سے منع کیا اور بہت تاکید کے ساتھ آپ نے گھر مین بیٹھ رہنے کا حکم دیا اب دیکھنا چاہیے کہ (ان دونون حالتون مین) ایک یہ کہ خلیفہ (کا جنگ کے لیے لوگون کو) بلانا اسکے تعمیل حکم کے واجب ہونے اور لڑائی سے بیٹھ رہنے کی حرمت کا سبب ہو دوسرے یہ کہ لڑائی سے بیٹھ رہنا واجب ہوا اور (خلیفہ کی) مدد کرنا حرام ہو (دونون حالتون مین بڑا فرق ہی پہلی حالت خلفائے ثلاثہ کی تھی اور دوسری حالت حضرت علی مرتضی کی) **تیرھوان (حکم)** اس زمانہ (فتنہ وفساد) مین جو لوگ سنت (نبوی) کے عامل ہین انکو دو چند ثواب ملنا۔ ترمذی نے بلال بن حارث سے روایت کی ہی وہ کہتے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جسنے میری کسی ایسی سنت کو جاری کیا جو میرے بعد متروک ہو گئی ہو تو جسقدر لوگ اسپر عمل کرینگے ان سب کا ثواب اسے ملیگا بدون اسکے کہ انکے ثواب مین سے کچھ کم کر لیا جائے اور جس شخص نے کوئی بری بدعت نکالی جس سے اللہ اور اُسکا رسول خوش نہین تو جس قدر لوگ اُس بدعت پر عمل کرین گے اُن سب کا گناہ اس شخص پر ہوگا بدون اسکے کہ انکے گناہ سے کچھ کم کر لیا جائے۔ اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابو ثعلبہ خشنی سے اُنھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی وہ کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمھارے آگے صبر کرنے کے دن آنے والے ہین جو شخص اُنمین صبر کریگا تو وہ ایسا ہوگا کہ جیسے کسی نے آگ کی چنگاری ہاتھ مین اُٹھالی اُن دنون مین ایک نیکی کرنے والے کو ان پچاس آدمیون کا سا ثواب ملیگا جنھون نے اس نیکی کو کیا ہو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا اُسی زمانے کے پچاس نیکی کرنے والون کا ثواب اسکو ملیگا آپنے فرمایا (اس زمانے کے) نہین تمھارے زمانہ کے پچاس نیکی کرنے والون کا ثواب اسکو ملیگا۔ حدیث مختصر ہی **چودھوان (حکم)** اس (فتنہ کے) زمانہ مین مرجانا زندہ رہنے سے بہتر ہوگا۔ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہی وہ کہتے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تک تمھارے بہترین اشخاص تمھارے سردار ہوتے رہین اور تمھارے مالدار لوگ سخاوت کرتے رہین اور تمھارے کام تمھارے درمیان مشورے سے ہوتے رہین تو زمین کی پیٹھ تمھارے لیے اُسکے پیٹ سے بہتر ہی اور جب تمھارے شریر لوگ تمھارے سردار ہو جائین اور تمھارے مالدار لوگ بخل کرنے لگین اور تمھارے کامون کا اختیار تمھاری عورتون کو دے دیا جائے تو اسوقت زمین کا پیٹ تمھارے لیے

ت ظلم‌ها پانزدهم اظهار کلمهٔ حق نزدیک سلطان جابر افضل از جهاد باشد آخرج البغوی عن ابی امامة ان رجلا قال یا رسول الله ای الجهاد افضل

لی مٹھی سے بہتر ہے - پندرھواں (حکم) ظالم سلطان کے سامنے حق بات کہنا جہاد سے افضل ہے -
وی نے ابوامامہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے سوال کیا یا رسول اللہ کون سا جہاد افضل ہے رسول خدا
ن وقت جمرۂ اولی کی رمی فرما رہے تھے آپنے اس سائل سے اعراض کیا پھر اُسنے جمرۂ وسطی کے پاس
ن سوال کیا آپنے پھر اُس سے اعراض کیا - پھر جب آپ جمرۂ عقبہ کی رمی سے فارغ ہوئے اور آپنے
پائے مبارک (اونٹ کے) پالان میں رکھا اور اونٹ پر سوار ہونے لگے) تو آپنے فرمایا سائل کہا
اُسنے عرض کیا یا رسول اللہ میں یہ (کھڑا) ہوں آپنے فرمایا افضل جہاد یہ ہے کہ حق بات ظالم بادشاہ کے
سامنے کہدے (یہ احکام تو وہ تھے جو احادیث میں زمانہ فتنہ کے متعلق وارد ہوئے ہیں) پھر اسکے بعد
ہ واقعات عجیبہ پیش آئے جو بزبان حال اس امر پر دلالت کرتے تھے کہ اس فتنہ کے ہوتے ہی زمانہ نبوت
ی برکتیں چھپ گئیں مشکوۃ میں حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے وہ کہتے تھے کہ (ایک مرتبہ) میں نبی
ملی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ کھجوریں لایا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ انمیں برکت کے واسطے خدا
سے دعا کیجیے آپ نے انکو یکجا کیا پھر میرے لیے انمیں برکت کی دعا فرمائی اور مجھسے فرمایا کہ انکو لے لو
ور اپنے توشہ دان میں رکھو جب انمیں سے کچھ کھجوریں لینا ہوں تو توشہ دان میں اپنا ہاتھ ڈال کر نکال
یا کرنا اور ان سب کو یکبارگی (توشہ دان سے) نہ نکال لینا (حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ) میں نے اُن کھجور
سے اتنے اتنے وسق راہ خدا میں (محتاجوں کو) دیے اور خود اُنمیں سے کھائیں اور دوستوں کو کھلائیں اور وہ
توشہ دان (کسی وقت حضر و سفر میں) میری کمر سے جدا نہ ہوتا تھا یہانتک کہ حضرت عثمان کی شہادت کا
ن آیا تو وہ توشہ دان (کہیں) کٹ (کر گر) گیا اسیکے متعلق بروز شہادت حضرت عثمان حضرت ابوہریرہ
نے (یہ شعر) کہا تھا ؎ سب لوگوں کو ایک غم ہے مگر مجھے دو غم ہیں ❊ ایک غم تو توشہ دان کا دوسرا غم
شیخ یعنی حضرت عثمان کا ❊ اور (امام) بخاری نے نافع سے اُنھوں نے حضرت ابن عمر سے روایت کی ہے
وہ کہتے تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی ایک مُہر بنوائی تھی وہ آپکے ہاتھ میں رہتی تھی
پھر آپکے بعد حضرت ابوبکر کے ہاتھ میں رہی پھر انکے بعد حضرت عمر کے ہاتھ میں رہی پھر انکے بعد حضرت عثمان
کے ہاتھ میں رہی یہانتک کہ وہ (حضرت عثمان کے ہاتھ سے) چاہ اریس میں گر گئی اُسپر محمد رسول اللہ
کندہ تھا - اور (امام) بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر آپکے ہاتھ میں رہتی تھی اور آپکے بعد حضرت ابوبکر کے ہاتھ میں رہی اور حضرت ابوبکر
کے بعد حضرت عمر کے ہاتھ میں رہی پھر حضرت عثمان خلیفہ ہوئے (انکے ہاتھ میں رہی پھر ایک روز وہ
چاہ اریس پر بیٹھے تھے اور مہر کو اتار کر ہاتھ میں لئے ہوئے تھے وہ مہر ہاتھ سے چھوٹی اور کنوئیں میں گر پڑی

ورسول الله صلى الله عليه وسلم يرمي الجمرة
الاولى فاعرض عنه ثم قال له عند الجمرة الوسطى
فاعرض عنه فلما رمى جمرة العقبة ووضع
رجله في الغرز قال اين السائل قال انا
ذا يا رسول الله قال افضل الجهاد من
قال كلمة حق عند سلطان جائر
باز وقائع عجیبه واقع شد که بلسان حال
دلالت کردند برانکه بعد ازین تاریخ برکات
ایام نبوت مختفی شد في المشكوة عن
ابي هريرة قال اتيت النبي صلى الله
عليه وسلم بتمرات فقلت يا رسول الله
ادع الله فيهن بالبركة فضمهن ثم
دعا لي فيهن بالبركة قال خذهن
فاجعلهن في مزودك كلما اردت
ان تاخذ منه شيئا فادخل فيه يدك
فخذه ولا تنثره نثرا فقد حملت
من ذلك التمر كذا وكذا من وسق
في سبيل الله فكنا ناكل منه ونطعم
وكان لا يفارق حقوي حتى كان
يوم قتل عثمان فانه انقطع
وقد قال ابو هريرة في ذلك يوم
قتل عثمان ؎ للناس هم
ولي اليوم همان + هم الجراب
وهم الشيخ عثمان + آخرج
البخاري عن نافع عن ابن عمر
قال اتخذ رسول الله صلى الله عليه
وسلم خاتما من ورق وكان في
يده ثم كان بعد في يد ابي بكر ثم
كان بعد في يد عمر ثم كان بعد في
يد عثمان حتى وقع بعد في بئر

اريس نقشه محمد رسول الله وآخرج البخاري عن انس رضي الله عنه قال كان خاتم النبي صلى الله عليه وسلم في يده وفي يد
ابي بكر بعده وفي يد عمر بعد ابي بكر قال فلما كان عثمان جلس على بئر اريس فاخرج الخاتم فجعل يعبث به فسقط

قال فاختلفنا ثلثة ایام مع عثمان فنزحوا البیر فلم یجهدوه واخرج ابوعمر قال قام عامر بن ربیعة یصلی من اللیل حین نشب الناس فی الطعن علی عثمان
فصلی من اللیل ثم نام فأتی فی المنام فقیل
لہ قم فاسال اللہ ان یعیذک من الفتنة التی
اعاذ منها صالح عبادہ فقام فصلی ودعا
ثم اشتکی فما خرج بعد الا بجنازتہ اخرج
ابو یعلی من اقوال السید المجتبی الحسن
بن علی رضی اللہ عنهما انہ قام خطیبا فقال
ایها الناس رأیتُ البارحة عجبا
رأیتُ الرب تعالی فوق عرشہ
فجاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی
قام عند قائمة من قوائم العرش فجاء
ابوبکر فوضع یدہ علی منکب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ثم جاء عمر فوضع یدہ
علی منکب ابی بکر ثم جاء عثمانُ فکان
بیدہ راسہ فقال سَلْ عبادک فیم قتلونی
فانبعث من السماء میزابان من دم فی الارض
قال فقیل لعلی الا تری ما یحدث بہ الحسن
قال یُحدّث بما رأی اخرج ابوعمر عن سعید
ابن المسیب ان زید بن خارجة توفی
زمن عثمان بن عفان فسجی بثوب ثم
انهم سمعوا جلجلةً فی صدرہ ثم تکلم
فقال احمد احمد فی الکتاب الاول صدق
ابوبکر الصدیق الضعیف فی نفسہ
القوی فی امر اللہ فی الکتاب الاول صدق
صدق عمر بن الخطاب القویُّ الامین فی
الکتاب الاول صدق صدق عثمان بن عفان
علی منهاجهم مضت اربع وبقیت
سنتان اتت الفتن واکل الشدید
الضعیف وقامت الساعة وسیأتیکم
خبر بیر اریس وما بیر اریس
ثم هلک رجل من بنی خطم فسجی
بثوب فسمعوا جلجلة فی صدرہ ثم تکلم فقال ان اخا بنی الحارث بن الخزرج صدق صدق ومر قول سعید بن المسیب
قریبا فی ذهاب الصالحین بسبب الفتن آثار احبار اهل کتاب باین مضمون خبر داوند اخرج الطبرانی ان عمر بن الخطاب

پھر ہم لوگ تین دن تک حضرت عثمان کے ساتھ اُس کنوین پر گئے (اور صبح سے شام تک اسکا پانی نکلواتے
مین مشغول رہے) کنوین کا سارا پانی نکلوایا مگر وہ مہر پائی۔ ابوعمر کہتے ہین کہ جس زمانہ مین لوگ حضرت عثمان
پر طعن او تشنیع کرنے لگے تھے تو ایک شب کو عامر بن ربیعہ نے (تہجد کی) نماز پڑھی پھر سو گئے تو خواب مین
دیکھا کہ کوئی اُن سے کہ رہا ہے اُٹھو اور اللہ سے دعا مانگو کہ تمکو اس فتنہ سے پناہ دے جس سے اسنے اپنے نیک
بندون کو پناہ دی۔ عامر یہ خواب دیکھکر اٹھے اور نماز پڑھکر دعا مانگی پھر وہ (اسی وقت سے بیمار پڑے اور انکا
جنازہ ہی نکلا۔ ابو یعلی نے منجملہ اقوال سید مجتبی حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے نقل کیا ہے کہ حضرت
حسن خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے تو اُسمین فرمایا اے لوگو مین نے رات کو ایک عجیب خواب دیکھا مین نے
خداوند تعالی کو عرش کے اوپر دیکھا پھر (دیکھا کہ) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور عرش
کے پایہ کے پاس کھڑے ہو گئے پھر حضرت ابوبکر تشریف لائے اور اپنا ہاتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کے شانہ پر رکھکر کھڑے ہوئے پھر حضرت عمر تشریف لائے اور اپنا ہاتھ حضرت ابوبکر کے شانہ پر رکھکر
کھڑے ہوئے پھر حضرت عثمان تشریف لائے اور انکا سر اُنکے ہاتھ پر (رکھا) تھا انھون نے بارگاہ
الٰہی مین عرض کیا (خداوندا) تو اپنے بندون سے دریافت کر کہ انھون نے مجھے کس گناہ مین قتل کیا
اسکے بعد (کیا دیکھتا ہون کہ) آسمان سے دو پرنالے خون کے زمین مین گرنے لگے راوی کا بیان ہے
کہ کسی نے حضرت علی سے کہا کیا آپ نہین دیکھتے کہ حضرت حسن کیا بیان کر رہے ہین انھون نے جواب
دیا جو انھون نے دیکھا ہو وہی بیان کر رہے ہین ابوعمر نے سعید بن مسیب سے روایت کی کہ حضرت زید بن خارجہ
نے حضرت عثمان کے زمانہ مین وفات پائی اور اُن پر ایک چادر ڈال دی گئی پھر لوگون نے انکے سینہ سے
گھنٹے کی جیسی آواز سُنی بعد اسکے وہ بولے اور کہا احمد احمد پہلی کتاب مین (مذکور ہین) سچ کہا سچ
کہا۔ ابوبکر صدیق جسم مین ضعیف ہین خدا کے کام مین قوی ہین۔ سچ کہا سچ کہا عمر بن خطاب قوی امانتدار
پہلی کتاب مین (مذکور) ہین سچ کہا سچ کہا عثمان بن عفان انکے طریقہ پر ہین۔ چار برس (گذر گئے
اور دو باقی رہین فتنے آپہونچے اور قوی نے ضعیف کو کھالیا اور قیامت قائم ہوئی اور عنقریب تمہارے
پاس چاہ اریس کی خبر آئیگی اور کیا ہی چاہ اریس۔ پھر انکے بعد ایک اور شخص نے قبیلہ بنی خطم مین سے
وفات پائی اور اُن پر ایک چادر ڈال دی گئی تو اُنکے سینے سے گھنٹے کی جیسی آواز سنی گئی پھر وہ بولے
اور انھون نے کہا بنی حارث ابن خزرج کے بھائی (یعنی حضرت زید بن حارثہ) نے سچ کہا سچ کہا اور سعید بن
مسیب کا یہ قول کہ نیک لوگ فتنہ مین (دنیا سے) کوچ کر جائینگے قریب ہی گذر چکا ہے پھر علمائے
اہل کتاب نے اسی مضمون (یعنی وقوع فتنہ) کی خبر دی طبرانی نے روایت کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے

بِ احبار سے فرمایا کہ تم میری صفت توریت میں کسطرح پاتے ہو انھون نے جواب دیا۔ (توریت مین) آپکا
ین اوصاف کے ساتھ ہی) ایک خلیفہ ہوگا مضبوطی مین لوہے کا سینگ سردار ہوگا سخت (مضبوطی
دے کام) مین کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریگا۔ پھر آپکے بعد (جو خلیفہ) ہوگا اس کے
لق توریت مین ہی کہ) اسکو ایک گروہ ظالم قتل کریگا پھر اُسکے بعد بلا نازل ہوگی۔ اور ریاض (النضرہ)
ن کعب سے منقول ہی وہ کہتے تھے قسم اُس کی جسکے ہاتھ مین میری جان ہی کہ اسکی کتاب (یعنی
یت مین (اسطرح) ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیق عمر فاروق عثمان مین (ان مین سے بعض جو
م نہین ہین) ہین اے معاویہ تم اس امت کی حکومت (کے بارے) مین اللہ سے ڈرو اور اپنے لیے
فت راشدہ کا دعوی نکرو) پھر کعب نے دوبارہ پکار کر کہا کہ اسکی اتاری ہوئی کتاب مین ہی تم تیسری
بھی یہی کلمہ کہا۔ ابو عمر نے استیعاب مین حضرت عبد اللہ بن سلام سے نقل کیا ہی وہ کہتے تھے کہ بیشک
ن نے حضرت عثمان کو شہید کرکے اپنے اوپر فتنہ کا دروازہ کھول لیا جو اب قیامت تک (نہ) بند
وگا۔ اور (ابوبکر (بن ابی شیبہ) نے یوسف بن عبد اللہ بن سلام سے انھون نے اپنے والد سے روایت
ہی کہ وہ حضرت عثمان کے محاصرہ کے وقت کہتے تھے (اے لوگو) اپنی تلوارین (میان سے) نہ
لو) کیونکہ اگر تم تلوارین نکال لوگے تو یاد رکھو کہ پھر وہ قیامت تک میان مین نہ جائین گی (امام
د نے جریر سے اُس قصہ مین کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو یمن کی طرف بھیجا تھا نقل کیا ہی وہ
پر کا قصہ بیان کرکے کہنے لگے کہ پھر مین ذو عمرو سے ملا تو انھون نے مجھسے کہا اے جریر تم لوگ ہمیشہ خیر و
فلاح کے ساتھ رہوگے اُسوقت تک کہ تم اپنے ایک سردار کے مرنے کے بعد دوسرے کو (مشورہ
انتخاب سے) سردار بناتے رہو اور جب یہ حکومت تلوار کے زور سے ملنے لگے (مشورہ اور انتخاب پر
ہے) تو تمھارا غصہ اور خوشی بادشاہون کے غصے اور خوشی کے مثل ہو جائیگا پھر خیر نہ رہیگی پھر آنحضرت
لی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے اس واقعہ (شہادت حضرت عثمان) کی اہمیت بیان کی اور اس پر افسوس
ہر کیا۔ ابوبکر (ابن ابی شیبہ) نے حضرت ابن مسعود کے مولی ابو سعید سے روایت کی ہی وہ کہتے تھے حضرت
عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا قسم خدا کی اگر لوگ حضرت عثمان کو شہید کر دین گے تو پھر انکا مثل نہ پائین گے
ی نے نقل کیا ہی کہ ابو الدرداء کہتے تھے (فتنہ سے پہلے) لوگ مثل برگ (گل) کے تھے جسمین کوئی
نا نہو پھر (بعد فتنہ کے) وہ سراپا کانٹا بن گئے جسمین (کوئی) پتی نہو۔ ابو عمر نقل کرتے ہین کہ ثمامہ
عدی (کہ جو) حضرت عثمان کی جانب سے صنعا کے حاکم تھے جب حضرت عثمان کی شہادت کی خبر
نچی تو وہ خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے اور بہت روئے پھر کہا۔ یہ وہ وقت ہی کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے

...كعب الاحبار كيف تجد نعتي في التورية قال خليفة قرنا من حديد امين شديد لا يخاف في الله لومة لائم ثم يكون من بعده خليفة تقتله امته
ظالمون ثم يقع البلاء بعده وفي الرياض
عن كعب قال والذي نفسي بيده ان
في كتاب الله المنزل محمد صلى الله عليه وسلم
ابوبكر الصديق عمر الفاروق عثمان كلاون
فالله الله يا معوية في امر هذه الامة
ثم نادى الثانية ان في كتاب الله المنزل
ثم اعاد الثالثة اخرجه ابو عمر في الاستيعاب
عن عبد الله بن سلام قال لقد فتح الناس
على انفسهم بقتل عثمان باب فتنة
لا يغلق عليهم الى قيام الساعة واخرج
ابوبكر عن يوسف بن عبد الله بن سلام
عن ابيه قال لا تسلوا سيوفكم فلئن
سللتموها لا تغمد الى يوم القيامة اخرج
احمد عن جرير في قصة بعث رسول الله
صلى الله عليه وسلم اياه الى اليمن حتى
قال ثم لقيت ذا عمرو فقال لي يا جرير
انكم لن تزالوا بخير ما اذا هلك امير
تامرتم في اخر واذا كانت بالسيف
غضبتم غضب الملوك ورضيتم
رضى الملوك تا اصحاب آنحضرت
رسول الله صلى الله عليه وسلم خبر دادند
بعظم اين قضيه ورقت نمودند اخرج
ابوبكر عن ابي سعيد مولى ابن مسعود
قال قال عبد الله والله لئن قتلوا
عثمان لا يصيبوا منه خلفا اخرج
البغوي قال ابو الدرداء ان الناس
كانوا ورقا لا شوك فيه فاصبحوا شوكا
لا ورق فيه اخرج ابو عمر ان ثمامة
ابن عدي امير عثمان على الصنعاء
خطبهم بلغه موت عثمان فاطال البكاء
ثم قال هذا حين انتزعت خلافة
النبوة من امة محمد صلى الله عليه وسلم

بصاره تحتها وجعل رقيته من غلبته على شيء اكله سخن دربيان اختلاف زمان سابق ولاحق بطول انجاميد ونزديك آمد كه رشته ترتيب از هم گسسته شود

خلافت نبوت نکال لیگئی اور سلطنت جبر و تعدی والی ہوگئی جو جس چیز پر قابو پائیگا اُسے کھا لے گا زمانۂ سابق و لاحق کا اختلاف بیان کرنے مین بات کو بہت طول ہوگیا اور قریب ہی کہ ترتیب مضامین کا سلسلہ ٹوٹ جائے ؎ سخن از حد خود بگذشت بس کن ❊ نفس شد آتشین ضبط نفس کن ❊ لہذا اب ہم اصل مقصد کی جانب رجوع کرتے ہین (اور کہتے ہین کہ) نقل متواتر سے کہ جس سے زیادہ معتبر شرعیات مین کوئی نقل نہین ہی یہ امر ثابت ہوچکا ہی کہ جو فتنہ حضرت عثمان کی شہادت کے قریب پیدا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے جانب اشارہ کیا اور ایسی (واضح) تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا جس سے زیادہ تفصیل دوسرے احکام شرعیہ مین نہین پائی جاتی اور آپ نے حضرت عثمان کی شہادت کو زمانہ خیر اور زمانہ شر کے درمیان مین حد فاصل قرار دیا ہی اور فرمایا کہ بعد شہادت حضرت عثمان کے خلافت برطریق نبوت نرہیگی اور کاٹنے والی سلطنت ظاہر ہوگی کاٹنے والی کے لفظ سے واقعات حرب و قتال کا پیش آنا اور ایک کا دوسرے پر حملہ کرنا اور سلطنت کے لیے ایک کا دوسرے کے ساتھ جھگڑنا بخوبی معلوم ہوتا ہی اور اسی وجہ سے (کہ پہلی خلافتین بطریق نبوت تھین اور فتنہ سے محفوظ تھین) اکثر احادیث مین خلفائے ثلثہ کو ایک ہی حکم مین جمع کیا ہی یہانتک کے ظن قوی کے ساتھ معلوم ہوا کہ تینون بزرگوار ایسی کسی مرتبہ مین (یعنی خلافت کے برطریق نبوت ہونے اور فتنہ سے محفوظ رہنے مین باہم برابر ہین اور انکے ساتھ اُس مرتبہ مین انکا کوئی شریک نہین ہی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے) بعض حدیثون مین (صاف صاف) ایسے الفاظ فرمادیے (جن سے بعد شہادت حضرت عثمان) خلافت (برمنہاج نبوت) کا ختم ہوجانا مفہوم ہوتا ہی (چنانچہ) اُس حدیث مین جسمین پہاڑ کا حرکت کرنا بیان ہوا ہی (جو) بروایت حضرت عثمان و انس منقول ہی خلفائے ثلثہ کا (ایک ساتھ) ذکر ہی اور باغ والے قصہ مین (جو) بروایت ابو موسی (اشعری) منقول ہی انھین تین حضرات کا ذکر ہوا اور اس حدیث مین جسمین اُمت کے ساتھ وزن کیا جانا مذکور ہی جو ایک جماعت صحابہ کی روایت سے (مروی ہی) یہی تین حضرات مذکور ہین۔ (اس حدیث کی بعضی روایتون مین (صاف صاف) یہ لفظ بھی ہی پھر ترازو اُٹھالی گئی۔ اور ابر والے خواب مین بھی انھین تینون کا ذکر ہوا اور حضرت ابن عمر کی اس حدیث مین کہ ہم لوگ حضرت صدیق کو سب سے بہتر سمجھتے تھے تا آخر حدیث انھین تین صاحبون کا نام مذکور ہی بعد ذکر حدیث کے ابن عمر کہتے ہین کہ پھر انکے بعد ہم سکوت کرتے تھے اور اُس خواب مین جسمین ایک کا دوسرے کے دامن سے لٹکنا بیان ہوا ہی انھین تینون کا ذکر ہی اور اُس خواب مین جسمین آسمان سے ڈول کا لٹکنا مذکور ہی یہی تینون مذکور ہین اور (اس حدیث مین خلافت ختم ہوجانے کے صاف صاف الفاظ بھی ہین چنانچہ مروی ہی کہ) چوتھے مرتبہ مین تو وہ کھل گئی

سخن از حد خود بگذشت بس کن ❊
نفس شد آتشین ضبط نفس کن ❊
اکنون باصل مقصد عود کنیم بنقل متواتر
که در شرعیات نقلے معتبر تر ازان یافته نمیشود
بثبوت پیوسته که آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم فتنه را که نزدیک مقتل حضرت عثمان
پیدا شد معلوم اشاره ساخته اند و آنرا بتفصیلے
که زیاده ازان در شرائع یافته نشود
بیان فرموده اند و آنرا حد فاصل نهاده اند
درمیان زمان خیر و زمان شر و گواهی داده اند
که درین وقت خلافت على منهاج النبوة
منقطع شود و ملک عضوض پیدا آید و معنی
لفظ عضوض دلالت میکند بر حروب
و مقاتلات و جهیدن یکے بر دیگرے
و منازعت یکے با دیگرے در ملک و لهذا
در احادیث بسیار خلفاے ثلثه را در یک
حکم جمع کردند تا آنکه ظن قوی بهم رسید
که هر سه بزرگ فی مرتبة من المراتب
متفق اند و غیر ایشان دران مرتبه
شریک ایشان نیست و در بعض احادیث
لفظے که مشعر بانقطاع خلافت باشد ارشاد
فرمودند و در حدیث تحرک جبل بروایت
حضرت عثمان و انس ذکر هر سه بزرگ
رفت و در قصه حائط بروایت ابو موسی
مذکور هر سه فقط و در حدیث وزن با امت
بروایت جمعے ذکر هر سه و در بعض الفاظ
ثم رفع الميزان و در رویاے ظله
همچنان و در حدیث ابن عمر كنا نخير
الحديث بیان همین سه بزرگ بعد
ازان ابن عمر گفته است ثم نسكت و در
رؤیای منوط بعضهم ببعض ذکر همین هر سه و در رؤیا، دلو دلي من السماء مذکور هر سه و در مرتبه چهارم انتشاط عرقوه ظاهر گردید.

و در قصہ سوال بنی مصطلق بعد ذکر ہر سہ فتنہ ہلاکت و در قصہ تاسیس مسجد و وضع احجار بلفظ حصر گفتہ خلفاء اند و در قصہ اشترای خوائص بعد ذکر ہر سہ فتنہ

خبیالک و در لفظ تسبیح حصی بر ہمین قدر

اکتفا رفت و در قصہ تحوّل رحی الاسلام زمانے معین گشت کہ بابلغ وجہ برین فتنہ دلالت نمودند بعد ازان فرمودند فان یهلکوا فسبیل من هلك وان یقم لهم دینهم یقم لهم سبعین عاما قال البغوی اراد بالدین الملك قال ابوسلیمان یشبه ان یکون اُرید بهذا ملك بنی امیة وانتقاله عنهم الی بنی العباس وکان مابین ان استقر الملك لبنی امیة الی ان ظهرت الدعاة بخراسان وضعف امر بنی امیة ودخل الوهن فیه نحوا من سبعین سنة و در حدیث الخلافة بالمدینة والملك بالشام تعیین مکان واقع شد الی غیر ذلك مما لا یحصی باقی ماند آنکہ در حدیث ابی بکرۃ ثقفی وارد شد الخلافة بعدی ثلثون سنة تحقیق معنی آن نیز باید دانست کہ خلافت خاصہ منتظمہ مرکب ست از دو وصف وصف اول وجود خلیفۂ خاص و وصف ثانی نفاذ تصرف و اجتماع کلمۂ مسلمین و انتفاء مجموع حاصل میشود بنفی یکے ازین دو وصف و بنفی ہر دو معا و حکمت الٰہی مقتضی تدریج ست بین کل ضدین پس در حالت اولی این مجموع مفقود شد بفقد وصف اجتماع کلمۂ مسلمین و عدم انتظام ملک پس حضرت مرتضی بصفات کاملۂ خلافت خاصہ اتصاف داشتند و خلافت ایشان شرعا منعقد شد لیکن فرقت مسلمین پیدا گشت و تصرف ایشان در اقطار ارض نفاذ نیافت

اور قصۂ سوال بنی مصطلق مین (بھی) ان تینون کے ذکر کے بعد مذکور ہے کہ پھر تمھاری ہلاکت ہے اور مسجد کی بنیاد قائم کرنے کے قصہ مین اور اسکی بنیاد مین پتھر رکھنے کے بیان مین لبطور حصر کے بیان کیا گیا کہ یہی تینو تم خلیفہ ہین اور اونٹنیون کے خریدنے کے قصہ مین ان تینون کے ذکر کے بعد ہے کہ پھر تجھے ہلاکی ہے۔ اور کنکریون کی تسبیح کے قصہ مین انھین تین (خلفا) پر اکتفا کی گئی ہے۔ اور اسلام کی چکی چلنے کے قصہ مین (خاص) ایک زمانہ (خلافت کے لیے) مقرر کر دیا گیا جسنے پورے طور سے اس فتنہ پر دلالت کی بعد اسکے آپنے فرمایا۔ کہ پھر اگر وہ ہلاک ہوے تو اُسکی راہ پر گئے جو ہلاک ہوا اور اگر انکے لیے دین قائم ہو گیا تو ستر برس قائم رہے گا بغوی کہتے ہین مین خیال کرتا ہون کہ دین سے مراد سلطنت ہے۔ اور ابو سلیمان کہتے ہین کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس حدیث مین سلطنت کا بنی امیہ مین آنا اور پھر بنی امیہ سے بنی عباس مین آنا مراد ہو اور قرینہ اس مراد کا یہ ہے کہ بنی امیہ کی حکومت قرار پذیر ہونے سے اُس زمانہ تک کہ مدعیان حکومت خراسان مین ظاہر ہوئے اور حکومت بنی امیہ کی ضعیف ہو گئی اور انکی حکومت مین سستی آگئی قریب قریب ستر برس کے فاصلہ ہے اور اس حدیث سے کہ خلافت مدینہ مین ہو گی اور حکومت شام مین (خلافت کے لئے) مقام مقرر کر دیا گیا علاوہ ان روایات کے اور احادیث (اس مضمون کے متعلق) بشمار ہین باقی رہا یہ کہ ابو بکرہ ثقفی کی حدیث مین ہے کہ (حضرت نے فرمایا) خلافت میرے بعد تیس برس رہیگی (اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خلافت صحابہ حضرت عثمان کی شہادت سے ختم نہین ہوئی بلکہ حضرت مرتضی کا زمانہ بھی اسمین داخل ہے کیونکہ انکا زمانہ لیے بغیر تیس برس پورے نہین ہوتے لہذا) اس حدیث کے معنی کی تحقیق بھی سمجھ لو۔ اصل یہ ہے کہ خلافت خاصہ دو وصفون سے مرکب ہے پہلا وصف خلیفہ خاص کا موجود ہونا۔ دوسرا وصف اُسکے تصرف (یعنی احکام) کا جاری ہونا اور سب مسلمانون کا اُس پر متفق ہو جانا اگر اس مجموعہ کا انتفا ان دو وصفون مین سے کسی ایک کی نفی سے بھی ہو سکتا ہے اور دونون کی نفی سے بھی مگر حکمت الٰہی چونکہ دو ضدون کے درمیان مین تدریج کو چاہتی ہے لہذا (خلفائے ثلثہ کے بعد) اول اول اس مجموعہ (یعنی خلافت خاصہ) کا انتفا صرف ایک وصف کے نفی یعنی مسلمانون کے باہمی اتفاق اور انتظام سلطنت کے ٹھیک نہ رہنے سے ہوا چنانچہ حضرت مرتضی خلافت خاصہ کے اوصاف سے موصوف تھے اور انکی خلافت شرعاً منعقد بھی ہوئی (لہذا خلافت خاصہ کا ایک جز تو پایا گیا لیکن دوسرا جز نہین پایا گیا یعنی) مسلمانون مین باہم اختلاف پیدا ہو گیا اور انکا تصرف اطراف ملک مین نافذ نہوا۔ (لیکن بوجہ اسکے کہ خلافت خاصہ کا ایک وصف منتفی ہو چکا تھا احادیث سابقہ کا یہ مضمون صحیح ہوا کہ خلافت خاصہ بعد حضرت عثمان کے نہین اور بوجہ اسکے کہ خلافت خاصہ کا ایک وصف باقی تھا اس حدیث کا یہ مضمون بھی صحیح ہوا کہ

چنانکہ بادشاہے عادل مدرسے را در مدرسہ نصب میفرماید و طلبہ علم را امر کند کہ از جناب او استفادہ کنند لیکن طلبہ علم را باتفاقات بسیار کہ بعض آن باختیار ایشان باشد و بعض بغیر اختیار وجود استفادہ بالفعل صورت نگرفت درین وقت ہر دو استعمال صحیح باشد میتوان گفت درین مدرسہ مدرسے ہست اما مردم بروے نمی خوانند و جمع نمیشوند و نیز میتوان گفت کہ درین مدرسہ مدرسے نیست یعنی متصف بمدرسی بالفعل فیما نحن فیہ ہم چنان خلیفہ خاص متصف باوصاف کاملہ موجود ست و خلافت او بالفعل نیست ثانیا مردم مجتمع شدند و فرقت از میان برخاست لیکن خلیفہ باوصاف معتبرہ در خلیفہ خاص متصف نبود ھُدْنَۃٌ عَلٰی دَخَنٍ ہمین معنی دارد و در فتنۂ ثانیہ نہ اتصاف باوصاف خلافت خاصہ بود و نہ اجتماع مسلمین مردم شذر و مذر رفتند و ہر یکے دعوی خلافت نمود و جنود مجندہ پیدا شدند دُعَاۃٌ عَلٰی اَبْوَابِ جَہَنَّمَ حکایت این فرقہ ہست بعد ازان چون عبد الملک تسلط یافت فرقت از میان رفت و احکام خلافت جابرہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در چندین احادیث تشریح آن فرمودہ بود بر منصۂ ظہور آمد این مسئلہ کسے را کہ جملہ صالحہ از احادیث یاد دارد و سلیقۂ تطبیق بعض بابعض و فرود آوردن ہر چیزے در محل آن داشتہ باشد مقطوع بہ ست اگر شخصے سلیقۂ استنباط احکام از احادیث متفرقہ نداشتہ باشد میباید کہ خود را از دخول در معارک استنباط معذور دارد و کسیکہ دانستہ را نادانستہ می نماید و دیدہ را نادیدہ و شنیدہ را ناشنیدہ بسبب دا رخفی کہ یُعْرَفُ الْحَقُّ بِالرِّجَالِ وَلَا یُعْرَفُ الرِّجَالُ بِالْاَحْوَالِ بحث ما او نیست و خطاب ما متوجہ باو نہ چون این بحث تمام شد تنبیہاتے چند بنویسیم و مقصد اول را بران ختم نمائیم

تنبیہ اول سبب حقیقی در تغیر احوال عالم و اختلاف زمان سابق و لاحق

خلافت خاصہ حضرت مرتضی کے وقت تک باقی تھی) (انھین دونون صفون کے مجموعہ کا نام خلافت خاصہ ہی) جیسے ایک بادشاہ عادل کسی مدرسین ایک مدرس کو مقرر کردے اور طلبہ کو حکم دے کہ اُس مدرس سے پڑھین لیکن طلبہ کو بوجہ چند اتفاقات کے جنمین سے کچھ انکے اختیاری تھے کچھ غیر اختیاری اُس مدرس سے کچھ فائدہ حاصل نہوا اس صورت مین دونون استعمال صحیح ہین یعنی یہ بھی کہسکتے ہین کہ اس مدرسہ مین مدرس ہی مگر لوگ اس سے نہین پڑھتے اور اسکے پاس جمع نہین ہوتے اور یہ بھی کہسکتے ہین کہ مدرسہ مین کوئی مدرس نہین ہی یعنی (ایسا مدرس نہین ہی جو) بالفعل درس دیتا ہو (علی ہذا القیاس جس بحث مین ہم گفتگو کررہے ہین آسمین بھی یہ بات حاصل ہی کہ خلیفہ خاص (یعنی حضرت مرتضی) متصف باوصاف کاملہ (خلافت خاصہ) موجود ہین مگر انکی خلافت بالفعل موجود نہین۔ پھر دوسرے زمانے مین لوگون نے اتفاق کرلیا اور انکا باہمی اختلاف رفع ہوگیا لیکن اُسوقت (کے) خلیفہ (یعنی حضرت معاویہ) اُن اوصاف کے ساتھ جو خلیفہ خاص مین معتبر ہین متصف نہ تھے صلح تیرگی کے ساتھ (جو کہ اس زمانہ کا وصف حدیث مین مذکور ہی اس) کے یہی معنی ہین (ہماری اس تقریر سے دونون حدیثون کا تعارض دفع ہوگیا) اور فتنۂ ثانیہ مین (خلافت خاصہ کے دونون وصف جاتے رہے) یعنے اس زمانہ کے خلیفہ مین) نہ تو اوصاف خلافت خاصہ کے ساتھ متصف ہونا پایا گیا نہ مسلمانون کا (اُسپر) اتفاق پایا گیا لوگ متفرق ہوکر ادھر اُدھر چل دیے اور ہر ایک نے خلافت کا دعوی کیا اور (مسلمانون کے) متعدد لشکر پیدا ہوگئے۔ دوزخ کے دروازون پر کھڑے ہوکر لوگون کو) بلانے والے (اسی فرقہ کی شان مین ہی) اسکے بعد جب عبد الملک نے تسلط پایا اور مسلمانون کا (باہمی) اختلاف اُٹھ گیا اور خلافت جابرہ کے احکام جسکی تشریح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف حدیثون مین فرمائی تھی ظاہر ہوئے یہ مسالہ (یعنی ان دونون حدیثون مین تطبیق کی تقریر جو ہمنے کی) اس شخص کے نزدیک قطعی ہی جسکو احادیث کا ایک معتدبہ حصہ یاد ہو اور اُسکو تطبیق دینے کا سلیقہ بھی حاصل ہو اور وہ ہر حدیث کو اُسکے موقع پر اُتار سکتا ہو اور اگر کوئی شخص احادیث متفرقہ سے استنباط احکام کا سلیقہ نہ رکھتا ہو تو اُسکو چاہیے کہ معرکہ استنباط مین داخل ہونے سے اپنے کو معذور رکھے اور اگر کوئی شخص کسی علاوہ مرض کے سبب (موافق دستور جہال کے) کہ بات (کی خوبی) کہنے والے کے عالی مرتبہ ہونے سے معلوم کرتا ہو نہ یہ کہ کہنے والے (کی خوبی) کو بات (کی عمدگی) سے سمجھے دانستہ کو نادانستہ اور دیدہ کو نادیدہ اور شنیدہ کو ناشنیدہ بنائے (یعنی جان بوجھکر حق پوشی کرے) تو ہمارا خطاب اُس شخص سے نہین ہی جب یہ بحث ختم ہوگیا تو اب ہم چند تنبیہات لکھتے ہین اور (فصل پنجم کے) مقصد اول کو انپر ختم کرتے ہین

پہلی تنبیہ (کچھ جانتے ہو کہ) دنیا کی حالتون مین تغیر کا (سبب) اور زمانہ سابق و لاحق مین اختلاف کا

آراو حضرت مبدا است کہ ہر طبقہ را بوصفے مخصوص ساختہ ست و در ہر زمانے حکمے جاری فرمودہ کُلَّ یَوۡمٍ هُوَ فِیۡ شَاۡنٍ و در ازل الآزال سلسلۂ کائنات
و عنایت اولی بسوط ساختہ اند و در ہر موضع
اختصاص و وصفے معین نہادہ اند و آنرا اصلا
تغیر و تبدیل نتواند بود مَا یُبَدَّلُ الۡقَوۡلُ
لَدَیَّ وَ مَاۤ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلۡعَبِیۡدِ و تشریع
عبارت از ان ست کہ ظلم در افراد بشر
شائع شود بوجہے کہ انتظام عالم برہم خورد
و اعمال سیئہ و اخلاق رذیلہ در میان ایشان
فاش گردد بنحوے کہ اگر ہمین کیفیت از عالم
انتقال کنند ہمہ معذب شوند الا ما شاء اللہ
و بغیر اللہ را عبادت نمایند تا آنکہ غیرت الٰہی
بجوش شد و مدبر السموات والارض رحمتے در
حق ایشان ارادہ میفرماید و در قلب ازکی
خلق اللہ و اعدل ایشان داعیۂ ارشاد
اندازد و قوانینے مبسوط سازد کہ موجب
صلاح ایشان گردد بالجملہ حکم این عنایت
موزع بر آجال غالب تر ست بر حکم تشریع
پس اگر اصلاح عالم خواہند بعث پیغامبرے
یا نصب خلیفۂ راشدے آنرا موقوف
میگذارند تا آن اجزائے زمان کہ مناسب
بعث و نصب باشد لِکُلِّ اَجَلٍ کِتَابٌ
و اگر عقوبت کفار خواہند این نیست کہ
بغیر تراخی عقوبت کنند بلکہ انتظار اجل
موعود نمایند ع مہلتے بایست تا خون
شیر شد ٭ باز عقوبت گوناگون میباشد
بر قواعد عنایت موزعہ بآجال و چون
تشریع ضوابطے خواہند کہ سبب عدل باشد
در میان افراد بنی آدم نظر کنند
بجبلت این قوم و بمقتضائے مقدرات
آن زمان پس اصلاح ہیئت فاسدہ
بوجہے

(باعث کیا ہوتا ہے) اصلی سبب (اس کا) حضرت مبدا یعنی حق تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ اُسنے (اپنے ارادہ کے موافق) ہر طبقہ کو ایک صفت کے ساتھ مخصوص کر دیا ہے اور ہر زمانہ میں ایک جدا گانہ حکم جاری فرمایا ہے (یہی مطلب ہے اس آیت کا) کُلَّ یَوۡمٍ هُوَ فِیۡ شَاۡنٍ یعنی ہر روز وہ (ذات پاک) ایک نئے کام میں ہے (تفصیل اسکی یہ ہے کہ کارکنان قضا و قدر نے) ازل الآزال میں کائنات کے سلسلہ کو (مثل ایک فرش کے) (حق تعالیٰ کی عنایت اولی (یعنی پہلی توجہ کے میدان) میں بچھا دیا ہے اور (اس فرش کے) ہر مقام میں ایک خاص وضع اور ایک خاص صفت قائم کر دی جسمین بالکل تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا (یہی مطلب ہے اس آیت کا) مَا یُبَدَّلُ الۡقَوۡلُ الآیۃ (ترجمہ نہیں بدلی جاتی بات میرے یہان اور نہیں ہون مین ظلم کرنے والا بندون پر۔

اور تشریع اسکو کہتے ہین کہ افراد بشر مین باہم ایک دوسرے پر ظلم اسطرح شائع ہو جائے کہ انتظام عالم برہم ہو جائے اور برے اعمال اور رذیل عادتین لوگون مین اسطرح پھیل جائین کہ اگر وہ اسی حالت پر دنیا سے چل بسین تو سب مبتلائے عذاب ہون سوا معدودے چند کے اور (لوگون کی حالت یہانتک ردی ہو جائے کہ) غیر اللہ کی عبادت کرنے لگین یہانتک کہ غیرت الٰہی جوش مین آئے اور مدبر السموات والارض انکے حق مین مہربانی کا ارادہ فرمائے اور مخلوق الٰہی مین جو سب سے زیادہ پاکیزہ اور سب سے زیادہ معتدل المزاج ہو اسکے دل مین (لوگون کی) ہدایت کرنے کا داعیہ پیدا کر دے اور ایسے قواعد بنا دے جو ان کی صلاحیت کا سبب بنین المختصر اس عنایت کا اثر جو کہ ہر زمانے کے ساتھ جداگانہ تعلق رکھتی ہے تشریع کے اثر پر غالب ہے چنانچہ اگر اصلاح عالم کی بذریعہ کسی پیغمبر کے بھیجنے یا کسی خلیفہ راشد کے مقرر کرنے کے منظور ہوتی ہے تو اسکو (کارپردازان قضا و قدر) اس زمانے تک موقوف رکھتے ہین جو بعثت (پیغمبر) اور تقرر (خلیفہ راشد) کے مناسب ہو (جیسا کہ ارشاد ہوا کہ) لِکُلِّ اَجَلٍ کِتَابٌ (یعنی ہر زمانے کے لیے ایک نوشتہ ہے) اور اگر کافرون کو عذاب کرنا منظور ہوتا ہے تو بھی یہ نہین ہوتا کہ (کارسازان قضا و قدر) فوراً عذاب کر دین بلکہ اسی وقت کا انتظار کرتے ہین جو (عنایت اولی مین اس عذاب کے لیے) مقرر ہو چکا ہے ع مہلتے بایست تا خون شیر شد ٭ پھر عذاب بھی کئی قسم کا ہوتا ہے موافق اُن قواعد کے جو اس عنایت نے مقرر کیے ہین جنکا تعلق ہر زمانے سے جداگانہ ہے (جس زمانہ مین قاعدہ عنایت جس قسم کے عذاب کو چاہتا ہے اس زمانہ مین اسی قسم کا عذاب ہوتا ہے) اور اگر کچھ ایسے قاعدون کا جاری کرنا منظور ہوتا ہے جو افراد بنی آدم کے درمیان مین انصاف کا سبب بنین تو (بھی کارکنان قضا و قدر) اس قوم کی جبلت پر اور اُس زمانہ کے لیے جو امور (عنایت اولی مین) مقدر ہو چکے ہین ان پر نظر کرتے ہین پھر (بنی آدم کی) بگڑی ہوئی حالت کی اصلاح اسی طریقہ کے ساتھ

کرتے ہین جو مقتضاے عنایت سے باہر جائے (الغرض) دنیا کے تغیرات اور انبیا کا بھیجنا اور خلفاے راشدین کا مقرر کرنا اور ظالم بادشاہون کا مسلط کرنا سب اُسی عنایت (اولی) کا کرشمہ ہے جو ہر زمانے کے ساتھ متعلق ہے اور قرون و طبقات پر منقسم ہے۔ تشریع (عنایت اولی کی) اس حکمت کو بدل نہین سکتی نہ اسکے انتظام کو توڑ سکتی ہے۔ ہان جب زمانہ بعثت کا آجائے گا تو تدبیر الٰہی پیغمبر کو اپنے فیوض کا ذریعہ بناوے گی اور ہر زمانے مین جو طریقہ اس زمانہ کے مناسب ہوگا مقرر کر دیگی اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ کے طریقے کو بھی بیان فرمایا اور زمانہ فتنہ کے حکم بھی ارشاد فرما دیے۔ یہ مسالہ بہت دقیق ہے اگرچہ (کارکنان قضا و قدر نے) یہ مسالہ کسی بندہ کے دل مین ڈالدیا تو وہ بہت سی مشکلات کو حل کر سکتا ہے ورنہ ایسی گرہین پڑ جاتی ہین جنکا کھولنا سخت مشکل ہے۔ اور بظاہر نظر اس تغیر کی تدبیر جس حالت کے (پیدا ہوجانے) پر موقوف ہے وہ یہ ہے کہ خلیفہ راشد دنیا مین نہ ہے کیونکہ خلیفہ راشد کو زمانہ کی گردشین اور تغیر کے معنی اور اُسکا سبب اور اُسکا علاج کہ جسکے سبب سے رسوم و اوضاع (حالات) بدل سکتے ہین اور پرہیز کہ جسکے ترک سے اسقدر امراض زمانہ (پیدا) ہوتے ہین (منجانب خدا) تعلیم فرما دیتے ہین اور اُس خلیفہ کا ہاتھ تصرف مین کشادہ کر دیتے ہین تاکہ عالم کی سرداری اُسکے حق مین درست ہوجائے جسطرح طبیب حاذق مریض کی صحت کی تدبیر اور ازالہ مرض (مین کوشش) کرتا ہے اور پرہیز کا حکم دیتا ہے اسیطرح یہ خلیفہ راشد طبیعت عالم کی صحت (زائلہ) کو کھینچ لاتا ہے اور مادہ مرض کا ازالہ کرتا ہے اور (عالم کو) پرہیز کا حکم دیتا ہے اور یہ جملہ امور خلیفہ راشد کے کلام اور اسکے اشارات سے بخوبی ظاہر ہوتے ہین برتن مین جو کچھ ہوتا ہے وہی اُس سے ترشح ہوتا ہے خلیفہ (راشد) کے سوا دوسرا شخص اگرچہ اولیاء اللہ مین سے ایک ولی (کامل) ہو (پھر بھی) یہ تدبیر بیان نہین کرتا اور اگر بیان بھی کرے تو اپنے بیان کے موافق خلق اللہ کے اندر تصرف نہین کر سکتا ع ہر کسے را بہر کارے ساختند ٭ میل او اندر دلش انداختند ٭ اس رمز کا جاننے والا آدمی کی بات اور اُسکے حرکات و سکنات سے پہچان لیتا ہے کہ یہ باتین کہان سے ہو رہی ہین اور شخص نادان ایک علم کو دوسرے علم سے اور ایک رمز کو دوسرے رمز سے اور ایک منصب کو دوسرے منصب سے خلط کر دیتا ہے۔ اور بعد اسکے اخلاق شہویہ (جیسے حرص و طمع وغیرہ) اور سبعیہ (جیسے غضب وغیرہ) کا وجود جو نفوس غیر معتدبہا مین پیدا کیا گیا ہے اور مال کا زیادہ ہو جانا اُن رذائل کو قوت سے فعل مین لاتا ہے (چنانچہ آیہ کریمہ اسپر شاہد ہے) اِنَّ الْاِنْسَانَ الاٰیۃ (ترجمہ بیشک انسان نے سرکشی کی باوجہ سے کہ اُسنے اپنے کو بے نیاز دیکھا) یا (بمضمون حدیث) ہر ذی رای اپنی رای کو اچھا جانے (اور کسی امر مین دوسرے سے مشورہ نہ طلب کرے) اگرچہ طلب (مشورہ) کی حقیقت اسکی نظر مین اچھی معلوم ہو جنس اول (یعنے مال کی کثرت اخلاق ذمیمہ کا پیدا ہونا اس) کو فتنہ ملل کہتے ہین اور جنس ثانی

آن حکمت تقتضای عنایت بیرون نرود تغیرات عالم و بعث انبیا و نصب خلفاء راشدین و تسلیط ملوک جابره همه از رنگ همان عنایت ست که منبسط است بر اجزاء زمان و موزع ست بر قرون و طبقات تشریع بعقل آن حکمت نخواهد کرد و نه خرم آن نظام آری چون زمان بعثت آمد تدبیر الهی پیغامبر را جارحه فیض خود ساخت و چون نصب خلیفهٔ راشد رسید تدبیر الهی آن خلیفه را جارحه خود در اتمام مواعید پیغامبر خواهد گردانید و در هر زمانے طریقے که مصلحت آن زمان ست معین خواهد فرمود لهذا آنحضرت صلے الله علیه وسلم بیان شریعت زمان خود فرمودند و بعد از ان حکم ایام فتن نیز ارشاد نمودند و این مسئله ایست بس دقیق اگر آنرا در دل بندهٔ انداختند حل بسیاری از مشکلات خواهد شد و الا عقدها افتاد که حل آن بس مشکل گشت و دقیقه که بحسب ظاهر تدبیر این تغیر بران ایست فقد خلیفه راشد ست زیرا که خلیفه را گردشهاے زمانه و معنی تغیر و سبب آن و معالجه که بسبب آن تغیر رسوم و اوضاع تواند شد و حمیه که ترک آن موجب چندین مرض زمانه خواهد بود تعلیم میفرمایند و دست او را گشاده میسازند در تصرف تا ریاست عالم بر روی راست شود چنانکه طبیب حاذق تدبیر صحت مریض و ازالهٔ مواد مرض او مینماید و حمیه میفرماید همچنان این خلیفهٔ راشد جلب صحت طبیعت عالم میکند و ازالهٔ مادهٔ مرض میسازد و ارشاد در حمیه مینماید و اینهمه از کلام خلیفهٔ راشد و اشارات او می تراود کُلُّ اِنَاءٍ یَتَرَشَّحُ بِمَا فِیْهِ غیر خلیفه هر چند ولی باشد از اولیاء الله باین تدبیر نطق نمیکند و اگر بکند تصرف در خلق بر وفق آن نمی تواند ع هر کسے را بهر کارے ساختند ٭ میل آنرا در دلش انداختند ٭ داننده این رمز از سخن مرد و حرکات و سکنات او می شناسد که این از کجاست و شخص نادان علمی را بعلمے خلط میکند و رمزے را برمزے و منصبے را بمنصبے و بعد از ان وجود اخلاق شهویه و سبعیه که در نفوس غیر معتد به مخلوق شده و کثرت مال آن رذائل را از قوت بفعل آورده کما قال تعالی اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰی اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰی و اعجاب کل ذی رأی برأیه اگرچه طلب در خاطر او مشول شده باشد جنس اول را فتنه ملل گویند و جنس ثانی را

بہو اتسمیہ نمایند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در بسیارے از احادیث ازان دو جنس خبر داده اند اخرج ابن ماجہ عن انس بن مالک قال قیل یا رسول الله
متی نترک الامر بالمعروف والنہی عن
المنکر قال اذا ظہر فیکم ما ظہر فی الامم قبلکم
قلنا یا رسول الله وما ظہر فی الامم
قبلنا قال الملک فی صغارکم والفاحشۃ
فی کبارکم والعلم فی رذالتکم قال
زید تفسیر معنی قول النبی صلی
الله علیہ وسلم والعلم فی الفساق
وآخرج الدارمی عن حیۃ بنت ابی حیۃ
عن ابی بکر الصدیق فی قصۃ
طویلۃ قالت فذکرت غزونا خثعما
وغزوۃ بعضنا بعضا فی الجاہلیۃ
وما جاء الله بہ من الالفۃ والطناب
الفساطیط فقلت یا عبد الله حتی
تری امر الناس ہذا قال ما استقامت
الائمۃ قلت ما الائمۃ قال ما رأیت
السید یکون فی الحواء فیتبعونہ
ویطیعونہ فما استقام اولئک
وآخرج ابن ماجۃ عن عیاض بن عبد الله
انہ سمع ابا سعید الخدری یقول
قام رسول الله صلی الله علیہ وسلم
فخطب الناس فقال لا والله ما اخشی
علیکم ایہا الناس الا ما یخرج الله
لکم من زہرۃ الدنیا فقال لہ رجل
یا رسول الله یاتی الخیر بالشر فصمت
رسول الله صلی الله علیہ وسلم ساعۃ
ثم قال کیف قلت قال قلت وہل
یاتی الخیر بالشر فقال رسول الله
صلی الله علیہ وسلم ان الخیر
لا یاتی الا بخیر او خیر ہو ان کل
ما ینبت الربیع یقتل حبطا او
یلم الا آکلۃ الخضر اکلت حتی اذا امتلأت خاصرتاہا استقبلت الشمس فثلطت وبالت ثم اجترت فعادت فاکلت فمن

(یعنی خود رائی و خود پرستی کا پیدا ہونا اس) کو فتنہ ہوا کہتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر حدیثوں
میں ان دو قسم (کی حالتوں) کی خبر دی ہی۔ چنانچہ۔ ابن ماجہ نے حضرت انس بن مالک سے روایت کی ہو
وہ کہتے تھے کہ کسی شخص نے (رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے) سوال کیا کہ یا رسول اللہ ہم کس حالت میں
امر معروف اور نہی منکر ترک کریں آپنے فرمایا جب تمھارے اندر وہ بات ظاہر ہو جو تم سے پہلے دوسری امتوں
میں ظاہر ہوتی تھی ہم نے عرض کیا کہ ہم سے پہلے دوسری امتوں میں کیا ظاہر ہوا تھا آپنے فرمایا۔ تمھارے
ذلیل لوگوں میں حکومت۔ اور تمھارے بڑوں میں گناہ اور تمھارے کمینے لوگوں میں علم۔ زید نے نبی صلی اللہ
وسلم کے اس قول (یعنے تمھارے کمینے لوگوں میں علم) کی تفسیر میں بیان کیا ہی کہ فاسق لوگوں میں علم ظاہر
ہو اور دارمی نے حیہ بنت ابی حیہ سے انھوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ایک طویل قصہ
میں روایت کی ہی وہ (دیگر حالات بیان کرنے کے بعد) کہتی تھیں کہ پھر میں نے غزوہ خثعم کو اور ان لڑائیوں
کو جو ہمارے درمیان زمانہ جاہلیت میں ہوا کرتی تھیں ذکر کیا اور (اس اسلام کی وجہ سے) ہمارے اندر جو بھی
الفت اللہ تعالی نے پیدا کر دی اور ہمکو اسلام میں فراخی عطا فرمائی (اسکا بھی ذکر کیا) پھر میں نے پوچھا اے
عبد اللہ لوگوں میں یہ کیفیت (الفت و محبت کی) آپکے نزدیک کب تک رہیگی انھوں نے جواب دیا
جبتک (مسلمانوں کے) سردار سیدھی راہ پر چلیں میں نے پوچھا سردار کون ہیں انھوں نے جواب دیا
تم نے سرداروں کو نہیں دیکھا۔ سردار وہ ہیں جو اپنی خرگاہ میں رہتے ہیں اور لوگ انکی پیروی اور انکی اطاعت
کرتے ہیں (پھر حضرت صدیق نے فرمایا) تو جبتک سردار سیدھی راہ پر رہیں گے (یہی حالت رہیگی
اور ابن ماجہ نے عیاض بن عبد اللہ سے روایت کی ہی وہ کہتے تھے کہ میں نے ابو سعید خدری سے سنا
وہ کہتے تھے ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے تو آپنے یہ فرمایا کہ اے
لوگو قسم خدا کی میں تمھارے حق میں دنیا کی اس تازگی سے جو تمھارے لیے اللہ ظاہر کریگا ڈرتا ہوں اسپر
ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا خیر (بھی) شر کو پیدا کرتا ہی یہ سنکر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ
دیر سکوت کیا پھر آپ نے سائل سے فرمایا تم نے کیا کہا تھا سائل نے کہا میں نے یہ عرض کیا تھا کہ کیا خیر
(بھی) شر کو پیدا کرتا ہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیر تو خیر ہی کو پیدا کرتا ہی اگر چہ کبھی اسکے برخلاف بھی
ہو جاتا ہی دیکھو جو سبز گھاس کہ فصل ربیع اسکو اگاتی ہی وہ (اپنے کھانے والے) کو مار ڈالتی ہی یا قریب
مرنے کے ہو جاتی ہی مگر اس سبز گھاس کا کھانے والا وہ جانور کہ جسنے گھاس خوب کھائی یہانتک کہ شکم سیر
ہو گیا اور آفتاب کی طرف منہ کر کے بیٹھ رہا پھر اسنے پاخانہ پیشاب کیا پھر جگالی کرتا رہا۔ پھر چراگاہ میں گیا
پھر گھاس کھائی (تو یہ جانور زندہ رہا اور جسنے کھانے میں کثرت کی وہ مر گیا اسیطرح جس شخص نے حق سے

فعاشا لا یجد شیئًا لہ ومن یاخذہ الا بغیر حقہ فمثلہ کمثل الذی یاکل ولا یشبع واخرج ابن ماجۃ عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص عن رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال اذا فتحت علیکم خزائن فارس والروم ای قوم انتم قال عبد الرحمن بن عوف نکون کما امرنا اللہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او غیر ذلک تتنافسون ثم تتحاسدون ثم تتدابرون ثم تتباغضون او نحو ذلک ثم تنطلقون فی مساکین المهاجرین فتجعلون بعضهم علی رقاب بعض و اخرج ابن ماجۃ عن عروۃ الزبیر ان المسور بن مخرمۃ اخبرہ عن عمرو بن عوف وکان شهد بدرا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعث ابا عبیدۃ بن الجراح الی البحرین یاتی بجزیتها وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم هو صالح اهل البحرین وامر علیهم العلاء بن الحضرمی فقدم ابو عبیدۃ بمال من البحرین فسمعت الانصار بقدوم ابی عبیدۃ فوافوا صلوۃ الفجر مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصرف فتعرضوا لہ فتبسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین راٰهم ثم قال اظنکم انکم سمعتم ان ابا عبیدۃ قدم بشیء من البحرین قالوا اجل یا رسول اللہ قال ابشروا واملوا ما یسرکم فواللہ ما الفقر اخشی علیکم ولکن اخشی علیکم ان تبسط الدنیا کما بسطت علی من کان قبلکم فتنافسوها کما تنافسوها فتهلککم کما اهلکتهم وفی المشکوۃ انہ سیخرج فی امتی اقوام تتجاری بهم تلک الاهواء کما یتجاری الکلب لصاحبہ

اُسکے حق کے ساتھ مال لیا تو اُسکو برکت دیجاتی ہے (اور ہضم بھی ہوجاتا ہے) اور جسنے ناحق طور سے مال لیا تو اُسکی مثال اُس شخص کی جیسی ہے کہ کھاتا ہے مگر اُسکا پیٹ نہین بھرتا۔ اور ابن ماجہ نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے اُنھون نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ آپنے فرمایا جب تم فارس اور روم کے خزانے فتح کروگے تو اس وقت تم لوگ کیسے ہوجاؤگے عبد الرحمن بن عوف نے عرض کیا ہم ویسے ہی رہینگے جیسا اللہ نے ہمکو حکم دیا ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور کچھ (دکھوگے سنو) تم دنیا مین) رغبت کرنے لگوگے پھر باہم حسد کروگے پھر ایک دوسرے سے قطع رحمی کروگے یا (اسی طرح کی کچھ اور باتین آپنے فرمائین۔ (پھر فرمایا) پھر تم مسکین مہاجرین کے پاس جاکر اُنمین سے بعض کو بعض کی گردنون پہ سوار کردوگے۔ اور ابن ماجہ نے عروہ بن زبیر سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ مسور بن مخرمہ نے انکو عمرو بن عوف سے روایت کرکے خبر دی اور وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جنگ بدر مین تھے وہ کہتے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح کو بحرین کی طرف اہل بحرین سے جزیہ لینے کے لیے بھیجا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بحرین سے صلح کرلی تھی اور علا حضرمی کو وہان کا عامل کردیا تھا جب حضرت ابو عبیدہ بحرین سے مال لیکر واپس آئے تو انکے آنے کی خبر انصار نے سنکر علی الصباح خدمت نبوی مین حاضر ہونے اور انھون نے فجر کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی۔ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تو انصار آپکے سامنے آئے آپنے انکو دیکھ کر تبسم فرمایا پھر ارشاد فرمایا۔ مین گمان کرتا ہون کہ تم نے سُن لیا ہے کہ ابو عبیدہ بحرین سے کچھ لائے ہین انصار نے جواب دیا ہان یا رسول اللہ (ہم نے سنا ہے) آپنے فرمایا تمھین بشارت ہو اور جو بات تمکو خوش کرے اُس کی تم امید رکھو قسم خدا کی مین تم پر فقر کا کچھ خوف نہین کرتا بلکہ مین اس سے ڈرتا ہون کہ دنیا تمھارے لیے فراخ کردیجائے جیسا کہ تم سے پہلے لوگون پر فراخ کردی گئی پھر تم دنیا کی نعمتون (اور لذتون) مین رغبت کرو جیسا کہ تم سے پہلے لوگون نے رغبت کی پھر تمکو دنیا ہلاک کردے جیسا کہ انھین ہلاک کردیا اور مشکوۃ مین ہے کہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین) عنقریب میری امت مین (ایکے رگ و ریشہ مین) یہ خواہش نفسانی اسطرح سما جائیگی جسطرح (باؤلے) کتے کے کاٹنے کا اثر جسے وہ کاٹے اُسکے تمام جسم مین اسطرح سما جاتا ہے کہ کوئی رگ اور جوڑ ایسا نہین رہتا کہ اُسمین نہ داخل ہو۔

دوسری تنبیہ۔ گمان نہ کرنا چاہیے کہ بُرے زمانے مین سب لوگ بُرے تھے اور عنایات الٰہی (اس زمانے کے لوگون کی) تہذیب نفوس مین بیکار ثابت ہوئین یہ بات نہین ہوسکتی بلکہ یہان اسرار عجیب ہین سے عیب می جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو ✤ نفی حکمت مکن از بہر دل عامی چند ✤ ہر زمانہ مین (بندگان خدا کے) ایک گروہ کو مہبط انوار و برکات بناتے ہین (امام) مسلم نے بروایت ایک جماعت کے نقل کیا ہے

لا یبقی منہ عرق ولا مفصل الا دخلہ **تنبیہ دوم** گمان مبر کہ در زمان شرور ہمہ کس شریر بود و ماندہ عنایت ہای آلٰہی در تہذیب نفوس بیکار افتاد بلکہ اینجا اسرار عجیب ست سے عیب می جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو ✤ نفی حکمت مکن از بہر دل عامی چند ✤ در ہر زمانہ طائفہ را مہبط انوار و برکات ساختہ اند اخرج مسلم بروایۃ جماعۃ

ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت مین ایک گروہ ہمیشہ خدا کے دین پر قائم رہیگا جو انکو ذلیل
کرنا چاہیگا یا انکی مخالفت کا قصد کریگا وہ انکو کچھ نقصان نہ پہونچا سکیگا یہانتک کے اسکا حکم (یعنی قیامت)
آجائے گا اور وہ لوگون پر غالب ہونگے۔ ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک (یہ دین) اسلام غربت (یعنی بیکسی) کی حالت مین شروع ہوا ہے عنقریب
پھر غریب (یعنی بیکس) ہوجائیگا پس خوشخبری ہے غربا (یعنی بیکسون) کے لیے اور ابن ماجہ نے حضرت انس
ابن مالک سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک اسلام غربت کی حالت مین شروع
ہوا ہے اور عنقریب پھر غریب ہوجائیگا پس خوشخبری ہے غربا کے لیے اور ابن ماجہ نے عبد اللہ (بن مسعود)
سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک اسلام غربت کی حالت مین
شروع ہوا ہے اور عنقریب پھر غریب ہوجائے گا پس خوشخبری ہے غربا کے لیے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود
کہتے تھے کسی نے سوال کیا غربا کون ہین آپ نے فرمایا۔ وہ لوگ جو (اپنے) قبائل کو چھوڑ کے (اور) ہوئے
(رسول کی خدمت مین بیٹھے) ہین (یعنی مہاجرین) اور ابن ماجہ نے حضرت عمر بن خطاب سے روایت کی
ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد مین تشریف لے گئے تو وہان حضرت معاذ بن
جبل کو دیکھا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس بیٹھے ہوئے رو رہے ہین حضرت عمر نے انسے پوچھا
کہ تم کیون روتے ہو انھون نے جواب دیا مین نے ایک بات رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی اُسے یاد
کرکے رو رہا ہون مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا تھا کہ آپ فرماتے تھے کہ تھوڑا ریا بھی
شرک ہے اور جسنے اللہ کے کسی دوست سے عداوت کی تو گویا وہ اللہ کے مقابلہ مین (لڑنے کو) نکلا۔ بیشک
اللہ تعالی (اپنے) نیک بندون پرہیزگارون کو دوست رکھتا ہے اور اُسکے یہ بندے ایسے مخفی ہوتے ہین
کہ اگر وہ (لوگون سے) غائب ہوجائین تو کوئی انکو نہ ڈھونڈھے اور اگر وہ کسی مجمع مین آئین تو انکو کوئی بھی
نہ بلائے اور نہ انکو کوئی پہچان سکے (کہ یہ کون ہین اور کس مرتبہ کے ہین) انکے دل چراغ ہدایت ہین وہ
ہر زمین تیرہ و تاریک سے پیدا ہوتے ہین (اور گمنامی کے ساتھ بسر کرتے ہین) اگرچہ اس زمانہ (یعنی زمانۂ فتنہ)
مین ایسے لوگ (نادر ہیں) کمیاب ہین لیکن بعض اعتبارات سے زمانہ سابق کے بھی اکثر اشخاص سے بہتر
ہین۔ ترمذی اور ابن ماجہ اور انکے سوا دوسرون نے ابو ثعلبہ خشنی سے ایک لمبی حدیث کے ذیل مین
روایت کیا ہے اُسکے آخر مین ہے۔ تمہارے آگے صبر کے دن ہین تو جو شخص ان دنون مین صبر کریگا وہ
(ایسا) ہوگا جیسے (کوئی) شخص آگ کی چنگاری (ہاتھ مین) اٹھائے۔ ان دنون مین ایک شخص کو نیک عمل
کرنے کا (ثواب) پچاس شخصون کے عمل کے برابر ملیگا جو کہ اُسکا جیسا عمل کرین صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ کیا

لا تزال طائفة من امتي قائمة بامر الله لا يضرهم من خذلهم او خالفهم حتى ياتي امر الله وهم ظاهرون على الناس
عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم ان الاسلام بدأ غريبا و سيعود
غريبا فطوبى للغرباء واخرج ابن ماجة
عن انس بن مالك ان رسول الله صلى
الله عليه وسلم قال ان الاسلام بدأ
غريبا و سيعود غريبا فطوبى للغرباء
واخرج ابن ماجة عن عبد الله قال
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان
الاسلام بدأ غريبا و سيعود غريبا فطوبى
للغرباء قال قيل ومن الغرباء قال النزاع
من القبائل واخرج ابن ماجة عن عمر
ابن الخطاب انه خرج يوما الى المسجد
رسول الله صلى الله عليه وسلم فوجد
معاذ بن جبل قاعدا عند قبر النبي
صلى الله عليه وسلم يبكي فقال ما يبكيك
قال يبكيني شيء سمعته من رسول الله
صلى الله عليه وسلم سمعت رسول الله
صلى الله عليه وسلم يقول ان يسير
الرياء شرك وان من عادى لله
وليا فقد بارز الله بالمحاربة ان الله
يحب الابرار الاتقياء الاخفياء الذين
اذا غابوا لم يفتقدوا وان حضروا
لم يدعوا ولم يعرفوا قلوبهم
مصابيح الهدى يخرجون من
كل غبراء مظلمة وهم [illegible]
[illegible] كياب [illegible]
[illegible] اخواص [illegible]
الزمان سابق اخرج الترمذي
وابن ماجة وغيرهما عن ابي ثعلبة
الخشني في حديث طويل [illegible]
فان من ورائكم ايام الصبر فمن صبر فيهن كان كمن قبض على الجمر للعامل فيهن اجر خمسين رجلا يعملون مثل عمله [illegible]

اُس زمانہ کے پچاس شخصون کے عمل کے برابر ایک کو ثواب ملیگا آپنے فرمایا نہین تمھارے زمانے کے پچاس شخصون کے برابر۔ اور مشکوٰۃ مین حضرت حذیفہ سے روایت ہی وہ کہتے تھے کہ مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپنے فرمایا (لوگو کچھ دلون پہ) فتنے کے بعد دیگرے اسطرح چھا جائینگے جیسے چٹائی ایکایک تنکے سے بنکر کے بنی جاتی ہی جس قلب کے اندر وہ داخل ہو گئے اُسمین ایک سیاہ باریک نقطہ پڑ جائیگا اور جس قلب نے اُن فتنون کو نہ قبول کیا تو اُسمین ایک سفید نقطہ پڑ جائیگا یہانتک کہ (لوگو کچھ) قلوب دو قسم کے ہو جائینگے (ایک قلب تو) ایسا سفید ہوگا جیسے سفید پتھر اُسکو تا قیام آسمان و زمین کوئی فتنہ ضرر نہ پہونچا سکیگا اور دوسرا (قلب) سیاہ غبار آلود ہوگا اور حق بات اسمین نہ ٹھہریگی، جیسے ٹیڑھا کوزہ (کہ اسمین پانی نہین ٹھہرتا) (یہ قلب) نہ کسی نیک کام کو اچھا سمجھیگا اور نہ کسی بُرے کام کو بُرا سمجھیگا مگر وہی خواہش (نفسانی) جو اسمین جمائی ہوئی ہی (اُسیکو جانیگا) اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان غریبون (یعنی غربا اہل اسلام) کو جو کہ ہر طبقہ (اور ہر زمانہ) مین بہت کم ہوا کرتے ہین پانچ طبقون پر تقسیم فرمایا اور ہر طبقہ مین ایک ایک خاصیت بیان کی اس کلام کے معنے نہایت دقیق ہین۔ ابن ماجہ نے حضرت انس بن مالک سے انھون نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ آپ فرماتے تھے میری امت پانچ طبقون پر ہی چالیس برس تک تو نیک اور پرہیزگار (لوگ) ہونگے پھر اُنکے بعد والے لوگ ایکسو بیس برس تک آپسمین رحم کرنے والے اور حق قرابت ادا کرنے والے ہونگے پھر اُنکے بعد والے لوگ ایکسو ساٹھ برس تک باہم ترک صحبت اور قطع تعلقات کرنے والے ہونگے۔ پھر (ان طبقون کے بعد) قتل ہی قتل ہی، اس زمانے سے نجات طلب کرو نجات طلب کرو اور ایک روایت مین حضرت انس سے منقول ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت پانچ طبقون پر ہی ہر طبقہ چالیس برس کا ہی میرا طبقہ اور میرے اصحاب کا طبقہ تو اہل علم و اہل ایمان ہی اور دوسرا طبقہ (جو) سنہ چالیس سے (سنہ اسّی تک رہیگا) وہ (طبقہ) نیک اور پرہیزگار ہی پھر مثل پہلی روایت کے ذکر کیا (اس اجمال کی تفصیل یہ ہی کہ ہر زمانہ مین مسلمانونکی ایک جماعت سنت سنیہ پر عمل کرتی رہیگی اگرچہ وہ لوگ (تعداد مین) کم ہون۔ مگر یہ جماعت اہل حق ایک صفت (خاص) پر نہین ہوگی (بلکہ) ہر طبقہ مین وجہ قرب (الٰہی) جداگانہ ہوگی (وہ سنت سنیہ پر) عمل کرنے اور اُسپر قیام کرنے کی صورت (بھی) دوسری ہوگی (چنانچہ) پہلا طبقہ چالیس سال تک ہی (اور) حضرت خیر البشر صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی ہجرت سے (شروع ہوا ہی اور) حضرت مرتضی رضی اللہ عنہ کی وفات تک (ختم ہوا) اس طبقہ مین وجہ (اور سبب قرب الٰہی) کا ایمان اور علم ہی یعنی احکام شرعیہ کی تصدیق کا قوی ہونا اور جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا اُسکے یاد رکھنے مین اہتمام بلیغ کرنا اور اُسکو غنیمت کبری جانکر اور دیگر امور سے منقطع ہو کر اُسیکے جانب (دل سے) متوجہ ہونا اور اس وجہ مین پہلی بات، یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے پیشتر عالم کفر جاہلیت سے بھرا ہوا تھا اور خراب

... اهل السنة ... فيه نكتة سوداء ... منكرها نكتت فيه نكتة ... تعرض الفتن ... تصير على قلبين ابيض ... مثل الصفا فلا تضره فتنة ما دامت السموات والارض والاخر اسود مربادا كالكوز مجخيا لا يعرف معروفا ولا ينكر منكرا الا ما اشرب من هواه اخرجه مسلم باز آنحضرت صلی الله عليه وسلم ايں غريبان را كه در هر طبقه ... قليل مى باشند تقسيم فرمود در پنج طبقه ودر هر طبقه خاصيتے نهاد و معنی ايں كلام بغايت دقيق ست اخرج ابن ماجه عن انس بن مالك عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال امتي على خمس طبقات ... اربعون سنة اهل بر وتقوى ثم الذين ... يلونهم الى عشرين ومائة سنة اهل تراحم وتواصل ثم الذين يلونهم ... ستين ومائة اهل تدابر وتقاطع ثم الهرج الهرج النجا النجا وفي رواية عنه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم امتي على خمس طبقات كل طبقة اربعون ... سنة فاما طبقتي وطبقة اصحابي فاهل علم وايمان واما الطبقة الثانية ما بين ... اربعين الى الثمانين فاهل بر وتقوى ثم ... تفصيل ايں اجمال آنكه در هر زمان ... بر سنت سنيه قائم خواهند بود وان ... بر يك صفت ...

... تا وفات حضرت مرتضی رضی الله عنه و وجه قرب درين طبقه ايمان و علم ست يعنی قوت تصديق شرائع ... ابن شان ... حفظ مسموعات ...
... درين وجه آنست که قبل بعثت آنحضرت صلی الله علیه وسلم عالم بکفر جاهلیت ...

خالموں نے اہل عالم کے ظاہر و باطن پر پورا پورا غلبہ کر لیا تھا اور خسیس اور کم درجہ کی حالتوں نے انکے دلوں کو (اپنا) فریفتہ کر رکھا تھا (سارا جہان اسی ظلمت میں مبتلا تھا) یکایک آسمان و زمین کے تدبیر کرنے والے یعنے حق جل و علا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب شریف کے اندر داعیہ ہدایت پیدا فرمایا اور جن علوم کے ذریعہ سے ہدایت ممکن تھا وہ علوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر نازل فرمائے (پھر بدولت صحبت نبی کے آپکے صحابہ میں سے) جس کسی کی فطرت سلیمہ تھی وہی داعیہ (جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں پیدا ہوا تھا) اس شخص کے دل میں اتر گیا اور اُسی علم کا عکس (جو آنحضرت کو عطا ہوا تھا) اسکے عقل میں حاصل ہو گیا پھر یہ فطرت سلیمہ والے بھی مختلف مراتب کے تھے بعضے تو ایسی استعداد کے ساتھ مخلوق ہوئے تھے کہ وہ (استعداد) انبیا کی استعداد سے مشابہ تھی اور انکی جوہر طبیعت کے اندر نبوت کا نمونہ امانت رکھا گیا تھا (جیسے حضرت صدیق اور حضرت فاروق) یہ لوگ امت (محمدیہ) کے سرو فخر ہوئے ان لوگوں نے اپنے دل کی شہادت سے اُس داعیہ کو اور اُن علوم کو (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے) لیا اور تحقیق کا ایک حصہ انکو نصیب ہوا۔ اور بعضے (تحقیق کی استعداد تو نہ رکھتے تھے مگر) تقلید کی استعداد کامل رکھتے تھے اور انھوں نے (اس تقلید کے ذریعہ سے) اُس داعیہ اور اُن علوم کے عکس کو قبول کیا اور سعادت سے ایک معتدبہ حصہ پایا۔ اور سب کے لیے اللہ نے نیکی (اور ثواب) کا وعدہ کیا ہے۔ اور جو شخص (اس داعیہ و علوم کا) عکس قبول کرنے سے زیادہ دور ہے وہی اس رحمت کاملہ سے زیادہ محروم ہے (خلاصہ یہ ہے کہ) اس طبقہ میں اعمال و اخلاق مقصود بالتبع اور ملحوظ بالعرض تھے (مقصد اصلی اسی داعیہ و علم کا قبول کرنا تھا جو اوپر بیان ہوا) اور دوسرے طبقے میں سبب قرب الٰہی کا احکام شریعت اسلامیہ یعنی فرائض و نوافل پر عمل کرنا و حرام اور مکروہ سے پرہیز کرنا ہے اس طبقہ والوں کے دل (دنیا کے) سب کاموں سے بیزار ہو کر انھیں اعمال کے جانب متوجہ ہو گئے اور ان اعمال کے کرنے سے ایک نور پیدا ہوا اور انکے دلوں پر غالب ہو گیا لہذا یہ لوگ تا حیات خود اُس نور پر قائم رہے اور اُسی نور کے ساتھ (دنیا سے) گذر گئے اور یہ وہ لوگ ہیں جنکو حدیث میں نیک اور پرہیزگار کہا گیا ہے اور تیسرے طبقہ میں اعمال خیر بطور عادت و ریا کے رائج ہو گئے اور ہر کس و ناکس ان اعمال کی صورتوں کو ادا کرنے لگا (انکی حقیقت سے کچھ واسطہ نہ تھا) اور صورت اعمال ادا کرنے کے لحاظ سے اہل حق و اہل باطل میں کوئی فرق نہ رہا (البتہ) جو شخص حسن اخلاق اور عجز و انکسار اور صفائی قلب کے ساتھ باعتبار فطرت کے پیدا ہوا تھا تو ان اعمال کے نور نے اسکو نورانی اور مہذب کر دیا اور مرتبہ قرب پر فائز ہو گیا) اور جو (باعتبار خلقت کے) ایسا نہ تھا تو صرف ان ظاہری اعمال نے اسکو اس (قرب) تک نہ پہونچایا اور وہ بسا اوقات قرب سے بہت دور رہا کیونکہ ان لوگوں کے اعمال قوی نیت کے ساتھ نہیں ادا ہوئے اور ان اعمال کا نور ان لوگوں کے دل کی جانب رجوع نہ ہوا اور جو لوگ ایسے تھے (یعنے انکے اعمال نیت قوی کے ساتھ نہ تھے) وہ لوگ ان اسباب کو جو اعمال کے قبول ہونے سے مانع تھے اپنے سے دفع نہ کر سکے بجلات پہلے

فرو گرفتہ و ملوی کرایشان را ... قلب مبارک وے ... فرمود ہر کرا فطرت سلیمہ بود آن داعیہ در دل او منطبع شد و آن علم در عقل او منعکس گردید و آن جماعہ سلیم الفطرۃ بر متفاوت بودند طائفہ مخلوق بر استعدادے کہ شبیہ باستعداد انبیا بود و نمونہ از نبوت در جوہر طبیعت ایشان مُودَع ایشان سروفر امت آمدند و بشہادت دل آن داعیہ و آن علوم را تلقی نمودند و بارے از تحقیق نصیب ایشان شد و طائفہ استعداد تقلید تام داشتند و قبول انعکاس آن داعیہ و آن علوم نمودند و حصہ از سعادت یافتند وکلاً وعد اللّٰہ الحسنی ہر کہ از انطباع دور تر از ین رحمت کاملہ محروم تر آنجا اعمال و اخلاق مقصود بالتبع بود و ملحوظ بالعرض و در طبقہ ثانیہ سبب قرب عمل بشرائع اسلامیہ بود فرائض آن و نوافل آن و اجتناب از محرمات و مکروہات و دل ایشان از ہمہ گسستہ باین اعمال متوجہ شد از ین اعمال نورے برخاست و بر دل ایشان مستولی گشت بران نور بودند و بہمان نور گذشتند وہم اہل البر والتقوی و در طبقہ ثالثہ اعمال خیر بسبیل عادت و ریا فاش شد و ہر کس و ناکس بصور اعمال متلبس گشت و فرق در میان محق و مبطل باعتبار صورت اعمال نماند ہر کہ بر حسن اخلاق ... دل مفطور بود نور این اعمال ... تہذیب او نمود ... اعمال اورا باعلی قرب نرسانید زیرا کہ اعمال ایشان از جہت قوت نیت نبود ... آن اعمال بقلب آن جماعہ عائد نشد ... اعمال را نتوانست از خود ... دور کردن ...

قوم نبود و [illegible] یا در اعمال رسم ایشان نه و هم اهل التواصل والتراحم و در طبقه رابعه او ضاع فاسد و نیات کا [illegible]

طبقہ والون کے کہ نیت مین سستی کرنا اُن لوگون کی عادت نتھی بلکہ قوی نیت کے ساتھ اعمال خیر بجا لاتے
اور ریا و نمود اعمال کے اندر اُنکا دستور نہ تھا۔ (انھین کی نسبت حدیث مین وارد ہوا ہو کہ) وہ صلہ رحم کرنے
اور ایک دوسرے پر مہربان ہین۔ اور چوتھے طبقے مین خراب حالتین اور ناقص نیتین زیادہ تر ظاہر ہوگئیں
(اُسوقت) نور ایمان بغیر گوشہ گیری اور خلوت نشینی کے اور بغیر اپنے قبائل اور کنبے سے جدا رہنے اور صحبت
سے علٰحدہ رہنے کے حاصل نہ ہوتا تھا اس طبقہ والون مین سے جس کسی نے کچھ نور حاصل کیا وہ نور بغیر
عزلت گزینی اور ترک صحبت خلق اللہ کے لئے حاصل نہین ہوا۔ (انھین لوگون کی نسبت حدیث مین ہو
وہ ایک دوسرے سے منھ پھیرنے والے اور قطع رحم کرنے والے ہین اور پانچوین طبقہ مین دورہ (بالکل)
گیا اب اللہ تعالی کی نظر (توجہ) نفس کے اُن ملکات (وحالات) پر ہوئی جو اعمال و اذکار کے (ذریعہ) سے حاصل ہو
ہین اور (یہ ملکات) لطیفۂ عقل ونفس وقلب کی جڑ مین قائم ہوجاتے ہین اور (انھین لوگون کی نسبت کہا
ہو کہ) وہ اہل مقامات و احوال ہین اور اسی طرح ہر طبقہ مین جو وصف کہ مدار نظر آلہی ہوتا ہو جدا گانہ ہو اس کے
مین گفتگو طویل ہوئی جاتی ہو لہذا ہم صرف پانچ طبقون کے بیان پر کفایت کرتے ہین اس مبحث سے معلوم
ہو کہ حضرت عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن عباس اور حضرت عائشہ صدیقہ اور مثل انکے دوسرے صحابہ رضی
عنہم کس رتبے کے ہین۔ اور سعید بن مسیب اور فقہاء سبعہ اور انکے ہمعصر کس کس رتبے کے ہین (یعنی د
اقسام کے مراتب مین کیا فرق ہو)

تیسری تنبیہ۔ جاننا چاہیے کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ ایک شخص تھے اصحاب رسول
صلی اللہ علیہ وسلم مین سے اور زمرہ صحابہ رضوان اللہ علیہم مین بڑے صاحب فضیلت تھے تم کبھی اُنکے حق مین بد گ
نہ کرنا اور انکی بدگوئی مین مبتلا نہ ہونا ورنہ تم حرام کے مرتکب ہوگے۔ ابو داؤد نے ابو سعید سے روایت کی ہو وہ ک
کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ کو برا نہ کہو قسم اس ذات کی جسکے ہاتھ مین میری جان
تم مین سے کوئی شخص (کوہ) احد کے برابر سونا (راہ خدا مین) خرچ کرے تو انکے ایک مد بلکہ نصف مد خرچ ک
ثواب کو نہ پہونچے گا اور ابو داؤد نے ابو بکرہ سے روایت کی ہو وہ کہتے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
حسن بن علی (رضی اللہ عنہما) کی نسبت فرمایا یہ میرا بیٹا سردار ہو اور مین امید کرتا ہون کہ اللہ تعالی اسکے سبب
میری امت کے دو بڑے گروہون مین صلح کرا دیگا اور ایک روایت مین ہو کہ شاید اللہ تعالی اسکے سبب مسلما
کے دو بڑے گروہون مین صلح کرا دے اور ترمذی نے بروایت عبد الرحمن بن عمیرہ جو منجملہ اصحاب رسول
صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہو کہ آپ نے (حضرت) معاویہ کے واسطے د
مانگی یا اللہ تو انکو ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ بنا دے اور اونکے ذریعے (دوسرون کو) ہدایت

[illegible] بین فئتین من امتی وفی روایۃ لعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین من المسلمین عظیمتین اخرج الترمذی
[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لمعاویۃ اللهم اجعلہ هادیا مهدیا واهد بہ

ور ابن سعد اور ابن عساکر نے سلمہ بن مخلد سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے مین نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم
و(حضرت) معاویہ کیلئے یہ دعا کرتے ہوئے سنا۔ خداوندا تو انکو کتاب (الٰہی) کا علم عنایت کر اور اُن کو
ملکون کی حکومت عطا فرما اور انکو عذاب (آخرت) سے بچالے۔ اور ترمذی نے بروایت عمیر بن سعید نقل
کیا ہے وہ کہتے تھے کہ مین نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ (حضرت معاویہ کے لیے دعا مین یہ) فرماتے
تھے خداوندا تو انکے ذریعہ سے (دوسرون کو) ہدایت فرما۔ اور (روایت سے قطع نظر کرکے) عقل بھی اسپر دلالت
کرتی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ضرور انکے لیے دعا کی ہوگی) کیونکہ مختلف طرق (روایت) سے
ثابت ہوا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہو چکا تھا کہ وہ (یعنی حضرت معاویہ) کسی نکسی وقت
مین خلیفہ ہونگے اور چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم (اپنی) امت پر از بس شفقت فرماتے تھے جیسا کہ
اللہ تعالی فرماتا ہے حریص علیکم تا آخر (ترجمہ تمپر حرص کرنیوالا ایمان والونکے ساتھ مہربان رحم دل)
لہذا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کمال محبت نے جو (آپ کو) امت کے ساتھ ہے تقاضا فرمایا کہ آپ اپنی امت کے
خلیفہ کے لیے ہدایت کرنے اور ہدایت پانے کی دعا فرمائین (جناب نبوی کو حضرت معاویہ کے خلیفہ ہونے
کا علم روایات ذیل سے واضح ہے): دیلمی نے حضرت حسن بن علی سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ مین نے
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے۔ یہ دن رات ختم نہونگے یہانتک کہ معاویہ
بادشاہ ہو جائینگے۔ اور آجری نے کتاب الشریعۃ مین عبد الملک بن عمیر سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے
کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا مین اُسوقت سے خلافت کی خواہش رکھتا ہون جبسے
مین نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپنے (مجھسے) فرمایا ای معاویہ اگر تم بادشاہ ہو جاؤ تو
(لوگون کے ساتھ) نیکی کرنا۔ اور بروایت ام حرام صحیح طور سے ثابت ہو چکا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا۔ میری امت کا پہلا لشکر جو دریا مین جہاد کریگا اسکے لیے جنت واجب ہوگئی۔ اور سب سے اول دریا
مین بعہد خلافت حضرت عثمان بن عفان حضرت معاویہ نے جہاد کیا ہے اور انکے (اسی) لشکر مین ام حرام
(بھی) تھین جنھوں نے دریا سے نکلنے کے بعد انتقال کیا۔ اور بروایات متعددہ یہ امر ثابت ہوگیا ہے کہ نبی صلے
اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ کو (اپنا منشی اور) کاتب (وحی) بنایا تھا اور آپ اُسی کو کاتب بناتے تھے جو
ذی عدالت اور امانت دار ہوتا تھا۔ اور حضرت معاویہ بن ابی سفیان کہا کرتے تھے۔ مین خلیفہ نہین
ہون بلکہ بادشاہان اسلام کا پہلا بادشاہ ہون اور تم میرے بعد بادشاہونکا تجربہ کروگے (اُسوقت
میری قدر جانوگے) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے چند موی مبارک حضرت معاویہ کے پاس تھے
اُنھون نے بوقت وفات وصیت کی تھی کہ یہ موی مبارک میرے نتھنون مین رکھدینا۔ حضرت معاویہ

الله عليه وسلم يقول اللهم اهد به وعقل نيز
بران دلالت ميكند زيراكه از طرق كثيره معلوم شد
كه آنحضرت صلے الله عليه وسلم معلوم فرموده
كه وي في وقت من الاوقات خليفه خواهد شد
وآنحضرت صلے الله عليه وسلم چون شفقت
وافره برامت داشتند كما قال الله تعالى
حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ رَحِيمٌ
پس رافت كامله آنجناب صلے الله عليه وسلم
بنسبت امت اقتضا فرمود كه خليفه
ايشان را دعا بهدايت واهتدا نمايد
اخرج الديلمي عن الحسن بن علي
قال سمعت عليا يقول سمعت رسول الله
صلى الله عليه وسلم يقول لا تذهب
الايام والليالي حتى يملك معاوية
واخرج الآجري في كتاب الشريعة عن
عبد الملك بن عمير قال قال معاوية
رضي الله عنه ما زلت طمعت في الخلافة
منذ سمعت رسول الله صلى الله عليه
وسلم يقول يا معاوية ان ملكت
فاحسن وقد صح من حديث ام حرام
ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
قال اول جيش من امتي يغزون البحر
قد اوجبوا وكان اول من غزا في البحر
معاوية في زمن عثمان بن عفان
وكانت ام حرام في جيشه وماتت
بعد ما خرجت من البحر وقد استفاض ان النبي
صلى الله عليه وسلم استكتبه وهو لا يستكتب الا عدلا
امينا وقد روى الآجري من طرق متعددة ان ذلك
كان بإشارة من جبريل وكان معاوية بن ابي سفيان ميگفت

نيست خليفه وليكن اول ملوك الاسلام وستجربون الملوك بعدي ونزد وي شعرات شريفه آنحضرت صلى الله عليه وسلم چندے باخود داشت وقت وفات وصيت نمود كه آنرا در منافذ او بگذارند

قاصد خلافت خاصه میدانست لیکن امضای آن نتوانست اخرج احمد عن عبد الله بن عامر الیحصبی قال سمعت معاویة یحدث

یقول ایاکم واحادیث رسول الله صلی الله علیه وسلم الا حدیثا کان علی عهد عمر فان عمر رضی الله عنه اخاف الناس فی الله عز وجل

تنبیه چهارم تغیر اوضاع باوضاع دیگر چند قسم ست و هر قسمے را حکمے ست علیحده بعض ازان قبیل ست که اختیار بشر را دران راه نیست مثل قحط و زلازل و کثرت نساء و قلت رجال و کثرت اشرار خبیث النفس و قلت اخیار معتدل الاخلاق ذوی الحکم اخرج الشیخان من حدیث ابن عمر قال رسول الله صلی الله علیه وسلم انما الناس کالابل المائة لا تکاد تجد فیها راحلة و حکم این قسم آنست که تکلیف بر طاقت دائر ست و مواخذه منوط باختیار درین تغیرات ماخوذ نیستند لیکن درین قسم قصور اشخاص بنی آدم از وصول کمال مطلوب متحقق ست اگرچه باختیار نباشد و بعض ازان قبیل ست که باختیار آدمی واقع میشود و این قسم باقسام چند منقسم ست یکے آنکه ارتکاب کنند منهی عنه را مثل شرب خمر و کثرت زنا یا ترک نمایند مفروضات را مثل صلوة و شک نیست که آن محل مواخذه است دیگر آنکه التزام کنند مستحبے را مانند التزام سنن موکده یا صورتے و هیئتے خاص از امور ممدوحه لازم گیرند و آنرا بنواجذ خود عض نمایند و این قسم را بدعت حسنه گویند مثل اختراع احزاب و اوراد و درین قسم ترتب ثواب متحقق میشود اعتقاد تاکد آن باطل و

خلافت خاصہ کے بعضے مقاصد (بھی) جانتے تھے مگر انکو اجرا نکر سکے (چنانچہ امام) احمد نے عبد اللہ بن عامر یحصبی سے روایت کی ہی وہ کہتے تھے کہ مین نے حضرت معاویہ کو یہ کہتے ہوے سنا کہ (ای لوگو) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیثون کی روایت سے بچتے رہو سوا اُن حدیثون کے جو حضرت عمر کے زمانہ مین (رواج) تھین (یعنی بغیر تحقیقات کامل کے روایت حدیث سے لوگون کو روکتے تھے) اور (یہ مین اسلیے کہتا ہون کہ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگون کو اللہ عز وجل کا خوف دلایا کرتے تھے۔

یہ چوتھی تنبیہ۔ (زمانہ کی) ایک وضع (اور حالت) کا دوسری وضع (اور حالت) کے ساتھ بدلجانا کئی قسم پر ہوتا ہی اور ہر قسم کا حکم جداگانہ ہی۔ **بعض تغیر** اس قسم کے ہین کہ انسان کے اختیار کو اُنمین کوئی دخل نہین (بلکہ وہ تغیرات آسمانی ہین) جیسے قحط کا ہونا اور زلزلون کا آنا اور عورتون کی کثرت اور مردون کی قلت خبیث النفس شریرون کا زیادہ ہوجانا اور معتدل الاخلاق اہل الرای نیکون کا کم ہوجانا۔ امام بخاری اور امام مسلم نے بروایت ابن عمر نقل کیا ہی کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آدمیون کی (تو کثرت ہی مگر اچھے لوگ نایاب ہین اس کی) مثال ایسی ہی جیسے سنو اونٹ (کسی کے پاس ہون) مگر اُنمین سے ایک بھی سواری کے قابل نہو۔ اس قسم کے تغیر کا یہ حکم ہی کہ (چونکہ) تکلیف (شرعی) طاقت پر موقوف ہی اور مؤاخذہ (اخروی انسان کے) اختیاری امور پر ہوتا ہی (لہذا) اس قسم کے تغیرات مین مواخذہ نہین ہوتا۔ لیکن اس قسم کے تغیرات (کے اوقات) مین (یہ لازمی نتیجہ ہی کہ) افراد بنی آدم اس کمال تک پہونچنے سے جو (نوع انسانی کے لیے) مطلوب ہی قاصر رہتے ہین اگرچہ انکا قصور انکے اختیار سے نہو **اور بعض تغیر** اس قسم کے ہین کہ انسان کے اختیار سے ہوتے ہین۔ اور یہ قسم (جو باختیار انسان ہو) چند اقسام پر منقسم ہی۔ ایک قسم یہ ہی کہ لوگ کسی فعل ممنوع کے مرتکب ہون جیسے شراب خواری اور زنا کی کثرت یا کسی فرض کو ترک کردین جیسے نماز نہ پڑھین۔ اور اسمین شک نہین کہ یہ قسم قابل مواخذہ ہی۔ دوسری قسم یہ ہی کہ (اہل زمانہ) کسی امر مستحب کا سنت موکدہ کی طرح التزام کرلین یا کسی اچھے کام کی کسی خاص صورت اور ہیئت کو اپنے ذمہ لازم کرلین اور اسکو دانتون سے (مضبوط) پکڑلین اس قسم کو بدعت حسنہ کہتے ہین جسطرح وظائف و اوراد کی ایجاد اور اس قسم (کے امور) پر ثواب مرتب ہوتا ہی ہان انکے متعلق تاکید (و وجوب) کا اعتقاد (بے شک) باطل ہی اور ثواب صرف اسی اصل کا ملیگا جسکا عمدہ ہونا شرع سے جانا گیا ہو۔ اور وہ صورت و ہیئت مباح ہی نہ اُسکی تعریف کیجا سکتی ہی نہ بُرائی اور یہ بھی احتمال ہی کہ اس التزام پر بعضے مفاسد مرتب ہون اور آیندہ زمانہ مین اس امر کو ہیئت مجموعی سنت تصور کرین اور بالآخر شریعت حقہ کی تحریف

مدار ثواب بران عمده است که معلوم از شرع شده و آن هیئت مخصوص مباح ست متعلق مدح و ذم نمیتواند شد و محتمل که بعض مفاسد بران التزام مترتب شود و در قرن ثانی آنهیئت را سنت انگارند و تحریف شریعت حقه

لازم آجائے (یعنی جو چیز شریعت مین نہ تھی وہ داخل شریعت ہو جائے) لیکن فی الحال (جس شخص نے
[ا]مر مباح کو لازم کر لیا ہی وہ آن مفاسد (آیندہ) کی خبر نہین رکھتا اور آمین فی الجملہ اُس شخص کی خطا ہی
تیسری قسم یہ ہی کہ ہر فریق اس امر مباح کو جسکو اسنے اپنا شعار و طریقہ کر رکھا ہی (اپنے لیے) لازم کر لے
[ا]سی طرح ہر زمانہ مین ایک ایک رسم و وضع پیدا ہوتی چلی جائے اس حالت مین یہ امور مروجہ اپنی اباحت
[ا]صلی) پر قائم ہین (انکے عامل پر) نہ ملامت بالذات ہو سکتی ہی اور نہ قبح البتہ ملامت و قبح بالعرض
اسوقت عائد ہوگی جبکہ (ہر فریق) تعصب اختیار کرے اور اپنی وضع (و رسم) کو دوسرے کی وضع (و رسم)
[پ]ر ترجیح دے یا یہ (اندیشہ ہو) کہ آیندہ کے لوگ اس (وضع و رواج) کو سنت سمجھ لینگے اور تحریف
[د]ین) مین مبتلا ہو جائینگے (تو اسوقت ان امور مباح کا عامل مستحق ملامت ہوگا) پھر (واضح ہو
[ک]ہ) بُرے افعال کی بُرائی کبھی نص کتاب اللہ سے ثابت ہوتی ہی اور کبھی احادیث مشہورہ سے
[ا]ور کبھی قیاس جلی سے اور کبھی اجماع امت مرحومہ سے بالخصوص زمانۂ خلافت خاصہ کے اجماع سے
[ج]و کہ برکات نبوت کی باقیماندہ (برکتون) کا زمانہ ہی ان (چارون) قسمون پر (یہ مضمون کہ) تمھارے
[پ]اس تمھارے خدا کی طرف سے ایک صاف دلیل ہے صادق آتا ہے اور ان سب صورتون
[م]ین کوئی شخص ان اصول (یعنی نص کتاب اللہ و احادیث مشہورہ و قیاس و اجماع) کے نہ جاننے سے معذور
[ن]ہ سمجھا جائیگا اور اسکی مخالفت کسی کمزور شبہہ کے ساتھ یا کسی عالم کی تقلید کے ساتھ استدلال کرنا ہرگز مسموع
[ن]ہ ہوگا اور اس مخالفت (حکم شرع) کو خدا کے نزدیک کامیابی نہین ہو سکتی - اور کبھی (ایسا ہوتا ہی کہ) ان
[ا]فعال کی قباحت (کسی) خبر واحد سے بلا معارضہ (کسی دوسری خبر واحد) کے ثابت ہوتی ہی اس صورت
[م]ین تاوقتیکہ وہ حدیث نہ پہونچے اور اصل حقیقت بخوبی عیان نہ ہو جائے (اسکا خلاف کرنیوالا اپنے
[جہ]ل کے سبب سے معذور ہی اور جب (اصل حقیقت سے) پردہ اُٹھ گیا اور وہ بات صاف ہوگئی (اور اسکا
[ح]سن یا قبح خبر واحد سے معلوم ہوگیا (اب کسی کے) کہنے سننے کی کوئی جگہہ نہ رہی - اور (کبھی ایسا ہوتا ہی)
[ک]سی فعل کی قباحت ایسے دلائل ظنیہ سے ثابت ہوتی ہی کہ وہ دلائل ایک دوسرے کے معارض ہوتی ہین -
[ا]یسے موقعون مین جو حکم اختلاف سلف کا ہی وہی حکم جاری ہوگا یعنی دونون مختلف اجتہاد کرنے والے
[دو]نون پر ہونگے یا ایک حق پر اور دوسرا خطا پر مگر وہ (بھی) معذور (اور گنہگار نہین) جب تمکو یہ مقدمات معلوم
[ہ]وگئے تو اب تمکو لازم ہی کہ بحث تغیر حالات (یعنی وضع) اور رسوم مین اور اختلاف امت مین جو
[ک]ہ اس زمانہ مین پیدا ہو گیا ہی سب کو ایک ہی لکڑی سے نہ ہانکنا اور (جملہ اقسام اختلاف کا ایک حکم نہ سمجھنا بلکہ
[ب]عض اختلافات مین) ایک جانب حق اور دوسرے جانب خطا ہوتی ہے اور بعض مین دونون جانب
[ح]ق دائر رہتا ہے ع ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مکانے دارد ✦ -

لازم اید اما این حس مسعور بان مفاسد ندارد و خطا گونہ ہست سوم آنکہ لازم گیرد ہر فریق مباحے با کہ شعار خویش ساختہ ست و ہمچنین در ہر زمانے رسمے فاش شود و وضعے رائج گردد و آنہمہ باقی بر اباحت خود ست لوم و مدح بران عائد نیست الا بالعرض کہ تعصب درمیان آید و ترجیح وضعے بر وضع دیگر متحقق گردد یا قرن تالی آن را سنت دانند و در ورطۂ تحریف افتند باز قبح اشیا قبیحہ گاہے بنص کتاب اللہ یا احادیث مشہورہ یا قیاس جلی یا اجماع امت مرحومہ خصوصًا ایام خلافت خاصہ کہ بقایا ے برکات نبوت ست ثابت میشود وَعِنْدَکُمْ مِنَ اللّٰہِ بُرْھَانٌ بر این اقسام صادق ست درین صورتہا شخصے بجہل آن اصول معذور نیست و استدلال بشبہۂ واہیہ یا تقلید عالمی در خلاف آن غیر مسموع و عند اللہ آن مخالف را مفاز نہ و گاہے قباحت این اشیا بخبر واحد صحیح بغیر معارض ثابت شود درین صورت تا وقتیکہ آن حدیث نرسیدہ است و پردہ از روے کار مرتفع نگشتہ بسبب جہل خود معذور ست چون پردہ برخاست و پردگی متجلی شد جاے گفت و شنید نماند و گاہے قبح آن با دلۂ ظنیہ متنازعہ متعارضہ ثابت گردد و آنجا اختلاف سلف کہ المجتہدان مصیبان او المصیب واحد والآخر مخطی معذور جاری ست چون این مقدمات معلوم شد می باید کہ در مبحث تغیر اوضاع رسوم و در اختلاف امت کہ درین ایام پیدا شدہ بیک عصا ہمہ را سوق نکنی و در یک مرتبہ نازل نگردانی ع ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مکانے دارد ✦

فصل پنجم کا مقصد دوم

آن تغیرات کلیہ کے بیان مین جو اس امت مین واقع ہوئے علاوہ اُس تغیر عظیم کے جسکو ہمنے مقصد اول مین بیان کیا۔ یہ بحث بہت بڑی ہو اسکا پورا کرنا اس مقام پر ممکن نہین ہمارا مقصود اس مقام مین اُن بعض احادیث کی شرح کرنا ہو جو ہمارے مبحث سے تعلق رکھتی ہین مثل حدیث قرون ثلاثہ کے اور اس حدیث کے جسمین یہ ہو کہ اگر انکا دین قائم رہگیا تو ستر برس تک قائم رہیگا اور مثل بارہ خلیفہ والی حدیث کے اور مثل پانچسو برس والی حدیث کے۔

پہلا تغیر جو اس امت مین واقع ہوا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا دنیا سے رفیق اعلیٰ کی طرف انتقال فرمانا ہو اور کون حادثہ اس سے جانکاہ اور کون تغیر اس سے زیادہ ہولناک ہوگا کہ اللہ جل شانہ کی وحی بند ہوگئی اور وہ متواتر آسمانی برکتین جو نبوت کے ساتھ ساتھ ہین چھپ گئین۔ دارمی نے عکرمہ سے ایک بڑی حدیث کے ذیل مین جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے متعلق ہو روایت کی ہو کہ ام ایمن رونے لگین انسے کسی نے کہا کہ کیا تم رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر روتی ہو انھون نے کہا واللہ مین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر نہین روتی کیا مین نہین جانتی کہ وہ ایسی جگہہ گئے ہین جو انکے لیے دنیا سے بہتر ہو بلکہ مین اس بات پر روتی ہون کہ آسمان کی خبرین بند ہوگئین۔ اور دارمی نے حضرت انس سے روایت کی ہو کہ انھون نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا اور کہا کہ مین اُس دن موجود تھا جب آپ (ہجرت کرکے) مدینہ آئے مین نے کوئی دن اس دن سے زیادہ اچھا اور روشن نہین دیکھا جسدن کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس مدینہ مین تشریف لائے اور مین اسدن بھی موجود تھا جب آپکی وفات ہوئی مینے اس دن سے زیادہ کوئی دن برا اور تاریک نہین دیکھا جس دن رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی۔ اور ترمذی نے حضرت انس سے روایت کی ہو کہ وہ کہتے تھے جسدن رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے مدینہ کی ہر چیز روشن ہوگئی تھی اور جس دن آپ کی وفات ہوئی ہر چیز مدینہ کی تاریک تھی ہمنے اپنے ہاتھون سے مٹی بھی نہین جھاڑی تھی بلکہ ہم آپکے دفن مین مشغول تھے کہ ہمکو اپنے دلون کی حالت بدلی ہوئی معلوم ہوئی۔ اور دارمی نے مکحول سے روایت کی ہو کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم مین سے کسی کو مصیبت پہونچے تو اسکو چاہیے کہ میرے فراق کی مصیبت یاد کرے کیونکہ وہ سب سے بڑی مصیبت ہو۔

دوسرا تغیر حضرت فاروق اعظم کی وفات ہو۔ بہت سی حدیثون مین وارد ہوا ہو کہ عمر فتنہ کے دروازہ کے قفل ہین۔ ازانجملہ حضرت حذیفہ کی حدیث ہو کہ (انھون نے حضرت عمر سے کہا) یا امیر المؤمنین آپ کو فتنہ سے کچھ بھی اندیشہ نکرنا چاہیے جسکو ہم کئی بار لکھ چکے ہین (دوسرا تغیر حضرت صدیق کی وفات کو اس سبب نہین قرار دیا کہ) شیخین کی روش قریب قریب تھی اور انکے مناقب بھی یکسان اور ملتے جلتے ہین اور اُنکے

مقصد دوم از آن دو مقصد کہ فصل پنجم را بران موقوع گردانیدہ شد در بیان تغیرات کلیہ کہ درین امت واقع شد غیر آن تغیر عظیم کہ در مقصد اول مذکور شد این مبحث بغایت طویل الذیل است و تمام کردن آن درین موضع متصور نیست مقصود درین فصل شرح بعض احادیث متعلقہ بمبحث ماست مانند حدیث قرون ثلثہ و حدیث فان یقم لہم دینہم یقم سبعین سنۃ و حدیث اثنا عشر خلیفۃ و حدیث خمس مائۃ سنۃ اول تغیر کہ درین امت واقع شد انتقال آنحضرت ست صلے اللہ علیہ وسلم از دار دنیا برفیق اعلےٰ و کدام حادثہ جانکاہ تر و تغیر ہولناک تر ازان خواہد بود کہ وحی الٰہی جل شانہ منقطع گردد و برکات متواترہ سماویہ کہ ہمدوش نبوت ست روباستتار آرد اخرج الدارمی عن عکرمۃ فی آخر حدیث طویل فی وفاۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم وجعلت ام ایمن تبکی فقیل لہا یا ام ایمن اتبکی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت انی واللہ ما ابکی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا اکون اعلم انہ قد ذہب الی ما ہو خیر لہ من الدنیا ولکنی ابکی علی خبر السماء انقطع وآخرج الدارمی عن انس وذکر النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال شہدتہ یوم دخل المدینۃ فما رأیت یوما قط کان احسن ولا اضوء من یوم دخل علینا فیہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم المدینۃ وشہدتہ یوم موتہ فما رأیت یوما کان اقبح ولا اظلم من یوم مات فیہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وآخرج الترمذی عن انس قال لما کان الیوم الذی دخل فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ اضاء منہا کل شیء فلما کان الیوم الذی مات فیہ اظلم منہا کل شیء وما نفضنا ایدینا من التراب وانا لفی دفنہ حتی انکرنا قلوبنا وآخرج الدارمی عن مکحول ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال اذا اصاب احدکم مصیبۃ فلیذکر مصیبتہ بی فانہا من اعظم المصائب تغیر ثانی موت حضرت فاروق اعظم ست ودر احادیث بسیار وارد شدہ کہ عمر غلق باب فتنہ ہست الا بجملہ حدیث حذیفہ لیس علیک منہا بأس یا امیر المؤمنین مکرر روایت کردیم، سیرت شیخین متقارب بود و مناقب ایشان جمعاً متوافق

سوابق بھی ایک طرح کے ہین اور جو غزوات انکے زمانہ مین واقع ہوے وہ بھی ایک رنگ کے ہین نقش اول حضرت صدیق نے بنایا اور تکمیل اسکی حضرت فاروق سے ہوئی ان دونون کے زمانہ مین مسلمان باہم ایکدوسرے سے متفق اور ایک دوسرے پر مہربان اور کافرون پر سخت اور جہاد مین یکدل تھے مخالفت کا نام بھی ان کے درمیان مین نہ تھا سپاہ اور رعایا خلیفہ کو اپنی جان سے بھی زیادہ دوست رکھتے تھے اور خلیفہ سپاہ و رعایا پر باپ سے بھی زیادہ مشفق و مہربان تھے۔ سرداران لشکر اور حکام بلاد تمام وہی اہل سوابق یعنی مہاجرین اولین و انصار تھے۔ ترمذی نے کتاب الشمائل مین عتبہ بن غزوان سے ایک طویل حدیث روایت کی ہی جسکے آخر مین یہ مضمون ہی کہ عتبہ بن غزوان کہتے تھے کہ مین نے آپکو دیکھا کہ مین اسلام مین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ساتوان شخص تھا ہماری غذا درختون کے پتون کے سوا کچھ نہ تھی جسکے کھانے سے ہمارے مونھ کے کنارے پھٹ گئے تھے ایک روز مجھے ایک چادر پڑی ہوئی ملی تو مین نے وہ چادر آدھی خود لی اور آدھی سعد کو دی اب ہم ساتون مین سے ہر ایک کسی نہ کسی شہر کا حاکم ہی اور اب ہمارے بعد جو لوگ حاکم ہونگے انسے تمہین قدر (ہماری) معلوم ہوگی۔ یہ دونون بزرگ (یعنی شیخین) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد شریف مین آپکے وزیر و مشیر تھے اور اُنکے مشورے بڑے بڑے مہمات ملت و دولت مین مقبول ہوتے تھے اور فاروق اعظم حضرت صدیق کی خلافت مین وزیر اور مشیر اور خلافت کے ناصر و معین رہے پھر جب خود انکے خلافت کی نوبت آئی تو اُنھون نے بڑے بڑے کام انجام دیے اور دین کی تائید بہت طریقون سے انسے ظاہر ہوئی کہ پھر کسی سے نہ ہوسکی شیخین کے باہم یک رنگ ہونے کے سبب سے {سوابق اور سیر مین اور ملکی و مذہبی مشورہ دینے مین اور اُن امور مین جو انکے لیے غیب مین مقرر تھے از قسم کشورکشائی و ترویج دین کے} آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اکثر حدیثون مین دونون کا ذکر ایک ساتھ کیا ہی اور (دونون ایسے معلوم ہوتے ہین) جیسے توأمین یا جیسے فرقدین مثلاً رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے گای کے بات کرنے اور بھیڑیے کے کلام کرنے کے واقعہ مین فرمایا کہ اس واقعہ پر مین ایمان رکھتا ہون اور ابو بکر و عمر اور حضرت علی نے فرمایا کہ مین اکثر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا کرتا تھا کہ آپ فرماتے تھے مین تھا اور ابو بکر و عمر تھے مین نے یہ کام کیا اور ابو بکر و عمر نے کیا مین باہر نکلا اور ابو بکر و عمر نکلے مین چلا اور ابو بکر و عمر چلے مین داخل ہوا اور ابو بکر و عمر داخل ہوے۔ اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل جنت علیین والون کو ایسا (روشن) دیکھینگے جیسے تم چمکدار تارے کو آسمان کے کنارے پر دیکھتے ہو اور ابو بکر و عمر انھین علیین والون مین سے ہین بلکہ انسے بھی اچھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو بکر و عمر پیران اہل جنت کے سردار ہین

وسوابق ایشان متعانق وغزواتی کہ در ایام ایشان واقع شد متشابہ نقش اول صدیق اکبر بست واتمام آن بر دست فاروق اعظم بحصول انجامید تمام مسلمین در زمان ایشان باہم موتلف وبایکدیگر متراحم وبر کفار شدید وبر جہاد متوافق نام مخالفت درمیان ایشان واقع نہ سپاہ ورعایا خلیفہ را از جان خود دوست دارتر وخلیفہ بر رعایا وسپاہ از پدر مشفق ومہربان تر ورؤس جیوش وامرای امصار اہل سوابق از مہاجرین اولین وانصار اخرج الترمذی فی کتاب الشمائل عن عتبۃ بن غزوان فی حدیث طویل اٰخرہ قال عتبۃ بن غزوان لقد رأیتنی وانی لسابع سبعۃ مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ما لنا طعام الا ورق الشجر حتی تقرحت اشداقنا فالتقطت بردۃ فقسمتہا بینی وبین سعد فما منا من اولئک السبعۃ الا وہو امیر مصر من الامصار وستجربون الامراء بعدنا ہر دو بزرگ در عہد شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وزیر ومشیر فی امر خلافت ونصیر ومعین چون نوبت خود شان رسید کارہا سرانجام دادند وتائید دین بوجوہ بسیار از ایشان بر روی کار آمد کہ مقدور دیگری نشد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بملاحظہ ہمین تقارب باعتبار سوابق وسیر وباعتبار تحمل اعباء مشاورہ ملکیہ وملیہ وباعتبار آنچہ برای ایشان در پردۂ غیب مقدر بود از کشورکشائی وترویج دین متین ہر دو عزیز را در احادیث بسیار جمع ساختند مانند توأمین ومثل فرقدین قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی قصۃ تکلم البقرۃ وفی قصۃ الذئب اٰمنت بہ انا وابوبکر وعمر وقال علی کثیرا ما کنت اسمع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول کنت انا وابوبکر وعمر وفعلت انا وابوبکر وعمر وخرجت انا وابوبکر وعمر وانطلقت انا وابوبکر وعمر ودخلت انا وابوبکر وعمر وقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان اہل الجنۃ لیتراءون اہل علیین کما ترون الکوکب الدری فی افق السماء وان ابابکر وعمر منہم وانعما وقال صلی اللّٰہ علیہ وسلم ابوبکر وعمر سیدا کہول اہل الجنۃ

...النبیین والمرسلین وقال انی لا ادری ما بقائی فیکم فاقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر وعمر وقال انس کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم اذا دخل المسجد لم یرفع احد راسہ غیر ابی بکر وعمر کانا یتبسمان الیہ ویتبسم الیہما وخرج صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم ودخل المسجد وابوبکر وعمر احدہما عن یمینہ والآخر عن شمالہ وھو آخذ بایدیہما وقال ھکذا نبعث یوم القیمۃ وقال صلی اللہ علیہ وسلم لو اجتمعتما فی مشورۃ ما خالفتکما وقال ھذان السمع والبصر وقال اما وزیرای من اھل السماء فجبرئیل ومیکائیل واما وزیرای من اھل الارض فابوبکر وعمر وقال الحمد للہ الذی ایدنی بھما ورای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رؤیا القلیب شانہما ورئی رجحانہما فی رؤیا الرجحان فی الوزن فعبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالخلافۃ واخبر ان حسنات عمر کعدد نجوم السماء ثم قال جمیع حسنات عمر کحسنۃ واحدۃ من حسنات ابی بکر وفی حدیث الا استحیی ممن یستحیی منہ الملائکۃ فی منقبۃ عثمان ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عامل الصدیق والفاروق معاملۃ واحدۃ وفی حدیث ابی موسی انہ بشرہما بشارۃ واحدۃ بخلاف عثمان ثم ھما ضجیعاہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال علی بن الحسین منزلتہما فی حیاتہ کمنزلتہما بعد موتہ الی احادیث کثیرۃ علی ھذا الاسلوب لاجرم ہر دو در یک قرن بودند وقرن ثانی بانقراض ہر دو منقرض شد اینجا مناسب دیدہ میشود کہ خطبۂ ابن اہتم خطیب شام را کہ داد فصاحت دادہ بر نگاریم اخرج الدارمی

کیا اگلے اور کیا پچھلے سوا انبیاء و مرسلین کے اور فرمایا کہ مین نہین جانتا کہ میری بقا تم لوگون مین کسقدر ہی لہذا تم ان دونون کی اقتدا کرنا جو میرے بعد (خلیفہ) ہونگے یعنی ابوبکر و عمر کی اور حضرت انس کہتے ہین کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مسجد مین تشریف لاتے تھے تو ہم مین سے کوئی شخص (ادب کے مارے) سر نہ اُٹھا سکتا تھا سوا ابوبکر و عمر کے کہ وہ دونون حضرت کو دیکھکر مسکراتے تھے اور حضرت انکو دیکھکر مسکراتے تھے۔ اور ایک روز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مسجد مین تشریف لائے اور آپکے ساتھ ابوبکر و عمر بھی تھے ایک آپکی داہنی جانب تھے اور دوسرے بائین جانب اور حضرت ان دونون کا ہاتھ پکڑے ہوے تھے اور آپنے فرمایا کہ ہم قیامت کے دن اسیطرح اُٹھینگے۔ اور فرمایا کہ تم دونون اگر کسی مشورہ مین متفق ہوجاؤ تو مین تم دونون کے خلاف نکرونگا۔ اور فرمایا کہ یہ دونون (دین کے) کان اور آنکھ ہین اور فرمایا کہ میرے دو وزیر آسمان مین ہین جبریل و میکائیل اور دو وزیر زمین مین ہین ابوبکر و عمر۔ اور فرمایا اللہ کا شکر ہی جسنے ان دونون سے مجھے قوت دی اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کنوین والے خواب مین دونون کو دیکھا اور وزن والے خواب مین دونون کا وزنی ہونا دیکھا گیا اور حضرت نے اسکی تعبیر خلافت کے ساتھ دی۔ اور فرمایا کہ عمر کی نیکیان آسمان کے تارونکے برابر ہین پھر فرمایا کہ عمر کی سب نیکیان ابوبکر کی ایک نیکی کے برابر ہین۔ اور اس حدیث مین جسمین حضرت عثمان کی تعریف ہی کہ مین اس شخص سے کیون نہ حیا کرون جس سے فرشتے حیا کرتے ہین مذکور ہی کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے شیخین کے ساتھ ایک طرح کا معاملہ کیا۔ اور حضرت ابوموسی کی حدیث مین ہی کہ حضرت نے شیخین کو جنت کی بشارت ایک ہی طرح سے دی بخلاف حضرت عثمان کے۔ پھر وہ دونون دفن بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوے۔ اور حضرت علی بن حسین (زین العابدین) نے فرمایا کہ شیخین کا تقرب (دربار نبوت مین) آپ کی زندگی مین بھی ایسا ہی تھا جیسا کہ اب آپکی وفات کے بعد ہی۔ انکے علاوہ اور بہت سی حدیثین اسی اسلوب پر ہین پس لامحالہ دونون ایک ہی قرن مین تھے اور یہ دوسرا قرن اسوقت ختم ہوا جب دونون مرچکے۔ اس مقام پر مناسب معلوم ہوتا ہی کہ ہم ابن اہتم خطیب شام کا خطبہ لکھدین جسمین اُنھون نے داد فصاحت دی ہی۔ دارمی نے بروایت خالد بن معدان نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے عبداللہ بن اہتم (امیر المومنین) عمر بن عبدالعزیز کے پاس عام لوگون کے ساتھ گئے اور وہان پہونچکر یکایک عمر بن عبدالعزیز کے سامنے کھڑے ہوگئے اور اللہ کی حمد و ثنا بیان کی بعد اسکے کہا۔ اما بعد اللہ نے مخلوق کو پیدا کیا اور وہ انکی طاعت سے بے نیاز اور انکی نافرمانی سے بے خوف تھا۔ لوگ اسوقت مختلف حالتون مین تھے اور اہل عرب کی حالت سب سے بدتر تھی۔ کیا پہاڑی اور کیا جنگلی دنیا کی نعمتین اور اسکے عیش کی بہار...

من حدیث خالد بن معدان قال دخل عبد اللہ بن الاھتم علی عمر بن عبد العزیز مع العامۃ فلم یفجأ عمر الا وھو بین یدیہ یتکلم فحمد اللہ تعالی واثنی علیہ ثم قال اما بعد فان اللہ خلق الخلق غنیا عن طاعتہم امنا لمعصیتہم والناس یومئذ فی المنازل والرای مختلفون والعرب بشر تلک المنازل اھل الحجر واھل الوبر تجتاز دونہم طیبات...

و نصیب تھیں چند لوگ ملکر کبھی اللہ سے دعا نکرتے تھے اور نہ کوئی کتاب (آسمانی) پڑھتے تھے انکے مُردے دوزخ
مین جلتے تھے اور زندہ اندھے تھے نجس تھے اور بہت سی باتین قابل نفرت اور قابل ترک انمین جمع تھین
پھر جب اللہ تعالی نے چاہا کہ انپر اپنی رحمت نازل کرے تو اُسنے ایک رسول انھین کی قوم مین سے انکے
پاس بھیجا (جسکی شان مین خود اسنے فرمایا کہ) شاق ہی اسپر تمھارا سرکشی کرنا اور وہ حریص ہی تمھارے
(ایمان لانے کے) اوپر مومنون پر رؤف و رحیم ہی اللہ رحمت اور صلوہ و سلام نازل کرے انپر مگر و کفار آپ
کے جسم کو زخمی کرنے اور آپ کے دین کو مٹانے سے باز نہ آئے۔ آپکے ساتھ اللہ کی کتاب ناطق تھی آپ بغیر حکم
خدا کے نہ آگے بڑھتے تھے نہ پیچھے ہٹتے تھے پھر جب آپ کو تبلیغ کا حکم ملا اور جہاد کی ترغیب آپ کو دیگئی
تو حکم الٰہی کی تعمیل کے لیے آپ کی قوت مستعد ہوئی پس اللہ نے آپکی حجت کو روشن کیا اور آپکی بات بلند
کی اور آپ کی دعوت کو سب پر ظاہر کیا پھر آپ دنیا سے پاک اور صاف تشریف لیگئے آپکے بعد ابو بکر
رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوے اور وہ آپکے طریقہ پر چلے اور آپ کی راہ اختیار کی عرب کے لوگ مرتد ہوگئے یا بعض
لوگون سے یہ حرکت ظاہر ہوئی تو وہ ہرگز اس بات پر راضی نہوے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے
بعد وہ ان سے قبول کرین سوا اسکے جو حضرت قبول کرتے تھے اُنھون نے تلوارون کو میانون سے نکال لیا اور
آگ کے شعلے بلند کرادیے اور اہل حق کے ہاتھون سے اہل باطل کو سرنگون کردیا اور انکے بند بند جدا کردیے
اور زمین کو اُنکے خونون سے سیراب کردیا یہانتک کہ اُنھون نے انکو پھر داخل کیا اسی دین مین جس سے وہ
نکل گئے تھے اور اسی دین پر انکو قائم کردیا جس سے وہ بھاگتے تھے بیت المال سے اُنھون نے ایک
ونٹ لیا تھا جس سے کچھ کام لیا کرتے تھے اور ایک حبشی لونڈی تھی۔ مگر آخر وقت مین اُنکو یہ بھی گوارا نہوا
اور اُنھون نے وہ اونٹ اور لونڈی اپنے جانشین کو واپس دیدی اور وہ دنیا سے پاک و صاف اپنے صاحب
کی طرح گئے پھر انکے بعد عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے جنھون نے شہرون کو آباد کیا اور سختی کو نرمی
کے ساتھ مخلوط رکھا اور ہر کام کو مستعدی سے انجام دیا ہر کام پر اسکے لائق آدمی مقرر کیے جہاد کے سامان
درست کیے جب انکو مغیرہ بن شعبہ کے (غلام) لوہار نے زخمی کیا تو اُنھون نے حضرت ابن عباس کو حکم دیا
کہ وہ لوگون سے پوچھین کہ آیا وہ میرے قاتل کا نام جانتے ہین چنانچہ جب لوگون نے انسے مغیرہ بن شعبہ
کے لوہار کا نام لیا تو اُنھون نے اپنے پروردگار کا شکر ادا کیا کہ کسی ایسے شخص نے اُنکو نہین مارا جسکا کچھ حق
فی مین ہو اور وہ (قیامت کے دن) یہ حجت پیش کرے کہ مین نے انکا خون اس وجہ سے حلال سمجھا
کہ اُنھون نے میرا حق حلال سمجھا تھا۔ حضرت عمر نے بھی بیت المال سے کچھ اوپر اسّی ہزار روپیہ لیا تھا
مگر اُنھون نے بھی اپنے لیے اسکو گوارا نکیا اور اپنی اولاد کی کفالت کے لیے اسکو پسند نکیا اور وہ اپنے

الدنیا و رخاء عیشہا لا یسألون اللہ جماعۃ و لا یتلون کتابا موتاہم فی النار و حیہم اعمی نجس مع ما لا یحصی من المرغوب عنہ و المزہود فیہ فلما اراد اللہ تعالی
ان ینشر علیہم رحمتہ بعث الیہم رسولا من
انفسہم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم
بالمؤمنین رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم
وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ فلم
یمنعہم ذلک ان جرحوا فی جسمہ ونقبوا
فی رسمہ ومعہ کتاب من اللہ لا یقدم الا
باذنہ ولا یؤخر الا باذنہ فلما امر بالعزیمۃ وحمل
علی الجہاد انبسط لامر اللہ لونہ فافلج اللہ
حجتہ واجاز کلمتہ واظہر دعوتہ وفارق الدنیا
تقیا نقیا ثم قام بعدہ ابو بکر رضی اللہ عنہ
فسلک سنتہ واخذ سبیلہ وارتدت
العرب او من فعل ذلک منہم فابی ان
یقبل منہم بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم الا الذی کان قابلا انتزع السیوف
من اغمادہا واوقد النیران فی شعلہا
ثم نکب باہل الحق اہل الباطل فلم یبرح
یقطع اوصالہم ویسقی الارض دماءہم
حتی ادخلہم فی الذی خرجوا منہ و
قررہم بالذی نفروا عنہ وقد کان اصاب
من مال اللہ بکرا یرتوی علیہ وحبشیۃ
ارضعت ولدا لہ فرای ذلک عند موتہ
غصۃ فی حلقہ فادی ذلک الی الخلیفۃ
من بعدہ وفارق الدنیا تقیا نقیا علی
منہاج صاحبہ ثم قام بعدہ عمر
ابن الخطاب رضی اللہ عنہ فمصر
الامصار وخلط الشدۃ باللین وحسر
عن ذراعیہ وشمر عن ساقیہ واعد
للامور اقرانہا وللحرب آلتہا فلما
اصابہ قین المغیرۃ بن شعبۃ امر
ابن عباس یسأل الناس ہل یثبتون
قاتلہ فلما قیل قین المغیرۃ بن شعبۃ استہل یحمد ربہ ان لا یکون اصابہ ذو حق فی الفیء فیحتج علیہ بانہ انما استحل دمہ بما استحل
من حقہ وقد کان قد اصاب من مال اللہ بضعۃ وثمانین الفا فکسر لہا رباعہ وکرہ بہا کفالۃ اولادہ

الخلیفۃ من بعدہ وفارق الدنیا تقیا نقیا علی منھاج صاحبیہ ثم انت یا عمر بنی الدنیا ولدتک ملوکھا والقمتک ثدیھا

وکنت فیما نلتمسہا مظانھا فلما ولیتھا القیتھا حیث القاھا اللہ تعالی ھجرتھا وجفوتھا وقذرتھا الا ما تزودت منھا فالحمد للہ الذی جلا بک حوبتنا وکشف بک کربتنا فامض ولا تلتفت فانہ لا یعز علی الحق شیٔ ولا یذل علی الباطل شیٔ اقول قولی ھذا واستغفر اللہ لی وللمومنین والمؤمنات قال ابو ایوب وکان عمر بن عبد العزیز یقول فی الشیٔ قال لی ابن الاھتم امض ولا تلتفت

تغیر ثالث قتل حضرت ذی النورین وانچہ بران مترتب شد و این اعظم تغیرات ست آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم او را حد فاصل نہادند درمیان زمان خیر و زمان شر و مطلع اشارت ہمان تغیر را ساختند در احادیث بسیار کہ ہمہ بہیئت اجتماعیہ متواتر باشد وآنجا خلافت خاصہ منتظمہ منقطع شد کما نص النبی صلے اللہ علیہ وسلم علی ذلک فی احادیث کثیرۃ وآنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در بسیارے از احادیث ہر سہ مشائخ را جمع فرمودہ اند چنانکہ در مقصد اول نوشتیم واگر بچشم تامل درنگری ہر جا ذکر خلافت خاصہ منتظمہ بالفعل مذکور شدہ ذکر ہر سہ بزرگ یکجا آمدہ وخلافت خاصہ با مداخلت در امور عظام بحضور آنحضرت وبعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہر جا کہ مذکورست ذکر شیخین ست لا غیر وآنجا قرون ثلثہ مشہود بالخیر منقطع شد وقرن ثالث مدت خلافت ذی النورین بود کہ قریب دوازدہ سال بودہ است سیرت حضرت ذی النورین نسبت بسیرت شیخین مغایرتے داشت زیرا کہ گاہے

از عزیمت برخصت تنزل میفرمودند وامرائے حضرت ذی النورین نہ بصفت امرائے شیخین بودہ اند وانقیاد رعیت مر او را بہ مثل انقیاد رعیت با حضرت صدیق وفاروق بود ہر چند آن خشونت ہا از توت بفعل نیامد واز دل و زبان بدست وسلاح انتقال نکردہ بود الا عند انقام ھذا القرن وھذا لاینازع فیہ الا مکابر

جانشین کو واپس کر گئے اور دنیا سے پاک صاف مثل اپنے صاحبین کے گئے - پھر اے عمر (ابن عبد العزیز) تم (باوجودیکہ دنیا کے بیٹے ہو دنیا کے بادشاہون سے پیدا ہوئے ہو دنیا کے پستان سے تمھاری پرورش ہوئی ہی اور دنیا ہی مین تم بڑھے اور تم دنیا کو اسکے ملنے کی جگہہ مین تلاش کرتے تھے مگر جب تم اُسکے مالک بنائے گئے (یعنی خلیفہ ہوے) تو تم نے دنیا کو وہین ڈالدیا جہان اسکو اللہ نے ڈالا تھا اور اُسکو چھوڑدیا اور اس سے بیروتی کی اور اُسے مکروہ سمجھا مگر بقدر ضرورت - پس اللہ کا شکر ہی جسنے تمھارے ذریعہ سے ہمارے ظلم دور کیے اور تمھارے ذریعہ سے ہماری مصیبت دفع کی پس (اے عمر) تم (اپنی راہ) چلے جاؤ اِدھر اُدھر نہ دیکھو کیونکہ حق پر کوئی چیز غالب نہین ہوتی اور باطل سے کوئی چیز پست نہین ہوتی مین اس کلام کو بیان کرنے کے بعد اللہ سے استغفار کرتا ہون اپنے لیے اور تمام مومنین و مومنات کے لیے - ابو ایوب کہتے تھے کہ عمر بن عبد العزیز جب کبھی بات نکلتی تھی تو کہا کرتے تھے کہ مجھسے ابن اہتم کہہ چکے کہ تم (اپنی راہ) چلے جاؤ اِدھر اُدھر نہ دیکھو -

تیسرا تغیر - حضرت ذو النورین کی شہادت ہی اور وہ (مفاسد) جو اسپر مترتب ہوے - یہ تغیر سب تغیرات سے بڑھا ہوا ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس تغیر کو زمانۂ خیر و زمانۂ شر مین حد فاصل قرار دیا ہی اور (اپنے) اشارہ کا مرجع اسی تغیر کو بنایا ہی بہت سی حدیثون مین جو بہیأت مجموعی متواتر ہین اور اس تغیر سے خلافت خاصہ منتظمہ ختم ہو گئی جیسا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بہت سی حدیثون مین اسکو صاف بیان فرمادیا ہی - اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بہت سی حدیثون مین تینون خلفا کو ایک ساتھ ذکر فرمایا ہی جیسا کہ ہم (اسی فصل کے) مقصد اول مین بیان کر چکے - اور اگر تم غور سے دیکھو تو جہان کہین خلافت خاصہ منتظمہ بالفعل کا ذکر ہی وہان تینون بزرگون کا ذکر ایک ساتھ ہی اور جہان کہین خلافت خاصہ کا ذکر آنحضرت کے سامنے یا آپکے پیچھے مہمات مین مداخلت کے ساتھ ہی وہان صرف شیخین کا ذکر ہی - حضرت عثمان کی شہادت سے وہ تینون قرن جنکی خیریت کی شہادت (احادیث مین) دیگئی ہی ختم ہو گئے - تیسرا قرن حضرت ذو النورین کی خلافت کا زمانہ تھا جو قریب بارہ سال کے رہا ہی - حضرت ذو النورین کی روش مین بہ نسبت شیخین کی روش کے کچھ فرق تھا کیونکہ حضرت ذو النورین کبھی عزیمت سے رخصت کی طرف اُتر آیا کرتے تھے اور اُنکے حکام بھی شیخین کے حکام کے مثل نہ تھے اور رعیت بھی اُنکی ویسی مطیع نہ تھی جیسی حضرت صدیق اور حضرت فاروق کی مطیع تھی گو ویسی خشونت بھی (رعیت کی طرف سے) ظاہر نہین ہوئی تھی اور (مخالفت کی کیفیت) دل و زبان سے ہاتھ اور ہتھیار کی طرف منتقل نہوئی تھی مگر بعد پورے ہو جانے اس قرن کے - ان باتون مین سوا مکابر کے کوئی نزاع نہین کر سکتا -

(اے عزیز) اللہ تمکو نیکبخت کرے اس بات کو سمجھ لو کہ اگر کسی حدیث کا مطلب سمجھنے مین کوئی اشکال پیش آجائے تو دوسری حدیث کی طرف رجوع کرو تاکہ جو اصلی مقصد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اس حدیث مین ہی وہ تمپر واضح ہوجائے کیونکہ آنحضرت صلے اللہ کی حدیثین بھی مثل قرآن کے ایک دوسرے کے مشابہ ہین جیساکہ اللہ تعالی نے (قرآن کی نسبت) فرمایا ہی کہ یہ کتاب ہی متشابہ اور مثانی اسیطرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہر مضمون کو مختلف عبارتون اور طرح طرح کے اسلوب کے ساتھ بیان فرمایا ہی۔ (دیکھو) اس حدیث مین {کہ سب سے بہتر میرا قرن ہی پھر اسکے بعد وہ لوگ جو میرے قرن کے بعد ہونگے پھر وہ جو انکے بعد ہونگے اسکے بعد کچھ لوگ ایسے پیدا ہونگے کہ انکی قسمین انکی گواہیون سے آگے اور انکی گواہیان انکی قسمون سے آگے چلینگی اور ایک روایت مین ہی کہ اسکے بعد جھوٹ کا رواج ہوجائیگا} جو کچھ بہتری اگلے قرنون کی اور برائی انکے بعد والے قرنون کی تم سمجھے ہو اسکو خیال رکھو بعد اسکے یہ حدیث دیکھو کہ اسلام کی چکی پینتیس برس چلیگی اور اسکے مطلب کی تنقیح کرکے اسکو بھی خیال رکھو اور اسلام کی چکی کی لفظ اس بہتری کے ساتھ جو اس پہلی حدیث سے تمکو معلوم ہوئی وزن کرو اور لفظ ہلاک کو جو دوسری حدیث مین ہی پہلی حدیث کے اس لفظ سے کہ لوگون کی قسمین انکی گواہیون سے آگے چلینگی اور جھوٹ رائج ہوجائیگا موازنہ کرو تو ایک کا مضمون بعینہ دوسرے کا مضمون پاؤگے۔ پینتیس برس کی لفظ اس موازنہ مین سرسری نظر سے تو زیادہ معلوم ہوتی ہی لیکن جب تم خوب غور سے دیکھوگے تو اسکے معنی اور قرون ثلثہ کے معنی ایک پاؤگے بلحاظ اس معنی کے جو ہمنے بیان کیے جب (دو حدیثون مین) اکثر باتین مشترک ہون تو (بقیہ مین) ایک کی قید دوسرے کی مطلق پر بڑھا دینا چاہیے اور ایک کے حکم سے دوسرے کے متشابہ کی تاویل کرنا چاہیے۔

پھر اس سے آگے بڑھو اور یہ حدیث دیکھو کہ خلافت مدینہ مین ہوگی اور سلطنت شام مین (اس حدیث مین) خلافت اور سلطنت کو باہم مد مقابل قرار دیا گیا ہی۔ دیکھو کہ اس مقابلہ سے کیا بات پیدا ہوتی ہی تمکو معلوم ہوجائیگا کہ وہ تین قرن جنکی تعریف کیگئی ہی ایک قرن نبوت ہی اور دو قرن خلافت اور یہ سب مدینہ مین تھے بعد ان دو قرنون کے کبھی مدینہ مین سلطنت نہین رہی لہذا پینتیس ۳۵ برس کی تعیین اور خلافت کے مدینہ مین ہونے کی تعیین ان دونون کا مصداق ایک ہی یہ دونون چیزین ایک ہی مقصود کے نشان ہین اور دونون کا اشارہ ایک ہی طرف ہی۔

پھر اس سے بھی آگے بڑھو حضرت ابو عبیدہ اور معاذ بن جبل کی حدیث دیکھو (جسکا مضمون یہ ہی) کہ کام ابتدا مین نبوت اور رحمت تھا پھر خلافت اور رحمت ہوجائیگا پھر کاٹنے والی بادشاہت بنجائیگا اور اس حدیث کو

بدان اسعدک اللہ تعالی اگر در تاویل حدیثے اشکالے بهم رسید رجوع بحدیث دیگر کن تا مطمح نظر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دران حدیث پیش تو منقح شود کہ حدیث آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مثل قرآن ست یشبہ بعضہ بعضا قال اللہ تعالی کتٰبا متشابہا مثانی و آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم غالبا ہر مضمون را بعبارات مختلفہ و اسالیب متنوعہ بیان فرمودہ اند حدیث خیر الناس قرنی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم ثم ینشأ قوم تسبق ایمانهم شهاداتهم و شهاداتهم ایمانهم و فی لفظ ثم یفشو الکذب آنچہ از خیریت قرون اولی و شریت قرون آخرہ فہمیدہ در گوشہ خاطر خود نگاہدار بعد ازان حدیث تزول رحی الاسلام لخمس و ثلثین سنۃ فان یہلکوا برخوان و مفہوم آنرا منقح کن و در گوشہ دیگر بدار و لفظ رحی الاسلام با خیریتے کہ از حدیث اول دانستہ بسنج و لفظ ہلاک کہ عقب آن واقع شد بلفظ تسبق ایمانهم الخ و لفظ یفشو الکذب بسنج مضمون یکے را عین مضمون دیگر خواہی یافت و تاریخ خمس و ثلثین نیز ازین موازنہ در نظر سرسری زیادہ میماند لیکن چون نیک بنگاہی معنی قرون ثلثہ است بتاویلے کہ ما آنرا بیان نمودیم نزدیک توافق اکثر امور میتوان قید یکے در مطلق دیگر افزود و بحکم یکے میتوان متشابہ دیگر را اول ساخت یا آزین ہمہ بگذر حدیث دیگر بخوان الخلافۃ بالمدینۃ و الملک بالشام لفظ خلافت را کہ با ملک قسیم ساختند ببین کہ از میان این مقابلہ چہ میزاید پس بشناس ازین قرون ثلثہ ممدوحہ یکے قرن نبوت ست و دو قرن خلافت و آنہمہ در مدینہ بودہ است و بعد آن دو قرن گاہے در مدینہ سلطنت متقرر نشد پس تعیین بمدت خمس و ثلثین و تعیین بودن خلافت در مدینہ مصداق آن ہر دو یکے ست ہر دو نشان یک معاست و ہر دو متوجہ بیک مرمی باز این را بگذار و حدیث ابی عبیدہ و معاذ بن جبل بخوان ان ہذا الامر بدأ نبوۃ و رحمۃ ثم یکون خلافۃ و رحمۃ ثم یکون ملکا عضوضا

وحدیث قرون ثلثہ وحدیث تزول رحی الاسلام وحدیث الخلافۃ بالمدینۃ والملک بالشام بسنج شک نداریم کہ خلافت ورحمت بامعنی خیریت ہم سنگ ست

وعضوض با فتنہ ہم تراز و باز این رابگذار
وحدیث کرز بن علقمہ را بخوان کہ اسلام را شیوعے
خواہد بود ثم یعودون اساود صُبّاء نیک
تامل نما روز افزونی تاکدام وقت بود واست
وفتنہ اساود صُبّا در کدام زمان متحقق شد این
را با خیریت قرون ورحی الاسلام وخلافت
ورحمت بسنج شک نداریم کہ ہمہ متوازن ست
باز اساود وصُبّا با حدیث ہرج وفشو الکذب
وملکا عضوضا بسنج یقین داریم
کہ ہمہ بیک نسق خواہی یافت باز این را نیز
بگذار وحدیث حذیفہ بخوان لاتقوم الساعۃ حتی
تقتلوا امامکم وتجتلدوا باسیافکم ویرث
دنیاکم شرارکم وتامل کن کہ اشارہ بکدام واقعہ ست
وزمان آن واقعہ کدام بودہ ست الی غیر ذلک من
احادیث بالجملہ ذہن خود را مصفے کن از شوب
کدورات وبعض احادیث را ببعض منطبق ساز
تا مقصد کلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بر تو روشن شود
بعد ازان اخبار احبار اہل کتاب بر خوان وآثار صحابہ
کرام بیاد آر تا اطمینان حاصل گردد واگر باوجود استعمال
این طریق کارے نکشود ومعنی منقح نشد از تنقیح معانی
سنت خود را معذور باید داشت کہ درین مبحث بہتر
ازین طریق چیزے بدست نخواہد آمد ودر ہیچ مسئلہ
زیادہ تر ازین طرق متکاثرہ متوافرہ میسر نخواہد شد
حتے در باب صلوۃ وزکوۃ ہم ع اذا لم تستطع
امراً فدعہ وجاوزہ الی ما تستطیع بالجملہ
اختلاف درین قرون مانند اختلاف اصناف ست
درمیان نوع واحد بیک حساب ہمہ واحد ست
وبیک حساب مختلف ومتعدد لہذا در حدیث رحی الاسلام
ہمہ را در یک مرتبہ شمردہ اند ودر حدیث الخلافۃ بالمدینۃ
والملک بالشام ہمہ را بیک منزلت نہادہ اند و
در حدیث نبوت ورحمت وخلافت ورحمت ہمہ را بیک وصف اثبات نمودند ودر حدیث فتن کہ از مسند حذیفہ ست ہمہ را زمان استقامت گفتہ اند ودر حدیث کرز بن علقمہ ہمہ را دور مراتب زیادت
دانستہ اند چون تغیر اعظم بظہور پیوست شکل عالم برگشت وتغایر نوعی بنسبت زمان اول نمودار گردید در ضمن این تغیر سہ فتنہ ودو ہدنہ واقع شد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

قرون ثلثہ کی حدیث سے اور اسلام کی چکی والی حدیث سے اور خلافت کے مدینہ مین اور سلطنت کے شام مین ہونے کی حدیث سے موازنہ کرو تو ہم یقین رکھتے ہین کہ خلافت اور رحمت خیریت کے ہم معنی نکلیگی اور کاٹنے والی بادشاہت فتنہ کے ہم پلہ ثابت ہوگی۔

پھر اس سے بھی آگے بڑھو اور کرز بن علقمہ کی حدیث دیکھو جسمین یہ مضمون ہے کہ اسلام کی اشاعت ایک حد تک ہوگی اسکے بعد لوگ ڈسنے والے سانپ بنجائینگے غور کرو کہ اسلام کو روز افزون ترقی کسوقت تک رہی اور ڈسنے والے سانپون کا فتنہ کسوقت مین پیدا ہوا اور اس مضمون کو خیر القرون اور اسلام کی چکی اور خلافت ورحمت کے مضمون سے موازنہ کرو کچھ شک نہین کہ سب ایک وزن مین ہین پھر ڈسنے والے سانپون کی حدیث کو فتنہ کی حدیث اور جھوٹ کے رواج پانے اور کاٹنے والی بادشاہت کی حدیث سے موازنہ کرو یقیناً سب کا ایک رنگ ہے۔

پھر اس سے بھی آگے بڑھو اور حضرت حذیفہ کی حدیث دیکھو جسمین یہ مضمون ہے کہ قیامت نہ قائم ہوگی یہانتک کہ تم اپنے امام کو قتل کروگے اور باہم شمشیر بازی کروگے اور تمھاری دنیا کے وارث تمھارے بدترین لوگ ہونگے اور غور کرو کہ یہ کس واقعہ کی طرف اشارہ ہے اور وہ واقعہ کس زمانہ مین ہوا۔ **المختصر** اپنے ذہن کو کدورتون کی آمیزش سے صاف کرو اور بعض حدیثون کو بعض پر منطبق کرو تاکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کلام کا مقصد تمہیر واضح ہوجائے۔ اسکے بعد علمای اہل کتاب کی خبرون کو دیکھو اور صحابہ کرام کے آثار کو یاد کرو تاکہ پورا اطمینان حاصل ہوجائے اور اگر اس طریقہ کے بعد بھی کچھ کام نہ نکلے اور حدیث کے معنی منقح نہون تو احادیث کے معنی سمجھنے سے اپنے آپ کو معذور سمجھنا چاہیئے کیونکہ اس بحث مین اس سے بہتر کوئی طریقہ نہ ملیگا اور کسی مسئلہ مین اس سے زیادہ کثرت سے روایتین نہ ملینگی جتنے کہ نماز اور زکوۃ کے مسائل مین بھی۔

(ترجمہ شعر) جبتم کسی کام کو نہ کرسکو تو اُسکو چھوڑدو، اور وہ کام اختیار کرو جو کرسکتے ہو۔

حاصل یہ کہ ان قرون ثلثہ مین اختلاف ویسا ہی ہے جیسا کہ ایک نوع کے اصناف مین باہم اختلاف ہوتا ہے کہ ایک اعتبار سے وہ سب اصناف ایک ہین اور ایک اعتبار سے مختلف ہین اسی وجہ سے اسلام کی چکی والی حدیث مین تینون خلافتون کو ایک ہی درجہ مین رکھا ہے اور خلافت کے مدینہ مین ہونے اور سلطنت کے شام مین ہونے کی حدیث مین تینون خلافتون کو ایک مرتبہ مین رکھا ہے اور نبوت ورحمت اور خلافت ورحمت والی حدیث مین تینون خلافتون کیلیے ایک صفت ثابت کی۔ اور حدیث فتن مین جو حضرت حذیفہ سے مروی ہے تینون خلافتون کو استقامت کا زمانہ کہا ہے اور کرز بن علقمہ کی حدیث مین سب کو ترقی اسلام کا زمانہ بتایا ہے جب (یہ قرون ثلاثہ گذر گئے اور) سب سے بڑا تغیر ظاہر ہوا تو عالم کی شکل بدلگئی اور بہ نسبت پہلے زمانہ کے تغیر نوعی ظاہر ہوا اس تغیر کے تحت مین تین فتنے اور دو ہدنہ واقع ہوے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے

شرح وتفصیل آن پنج حادثہ فرمودہ اند بما لا مزید علیہ اخرج الشیخان عن حذیفۃ قال کان الناس یسألون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الخیر

ان پانچون حادثون کی تفصیل اس شرح وبسط سے فرمائی ہی کہ اس سے زیادہ ممکن نہین شیخین نے حضرت حذیفہ سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے لوگ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے خیر کو پوچھا کرتے تھے اور مین آپ سے شر کو پوچھا کرتا تھا اس خوف سے کہ کہین وہ مجھپر نہ آجائے چنانچہ (ایک روز) مینے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم جاہلیت مین اور شر مین (مبتلا) تھے پھر اللہ اس خیر (یعنی اسلام) کو لایا تو کیا بعد اس خیر کے پھر شر ہوگا حضرت نے فرمایا ہان مین نے عرض کیا کہ کیا پھر اس شر کے بعد خیر ہوگا حضرت نے فرمایا ہان مگر اسمین تاریکی ہوگی مین نے عرض کیا کہ تاریکی اسکی کیا ہوگی حضرت نے فرمایا کہ لوگ میری سنت کو چھوڑکر دوسرونکی سنت پر عمل کرینگے اور میری روش چھوڑکر دوسرون کی روش پر چلینگے تم لوگ انکی کچھ باتین پسند کروگے کچھ ناپسند مین نے عرض کیا کہ کیا پھر اس خیر کے بعد شر ہوگا آپنے فرمایا ہان کچھ لوگ جہنم کے دروازون پر کھڑے ہوے لوگون کو بلائینگے جو انکا کہنا مان لیگا اسکو وہ جہنم مین ڈالدینگے مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اُن لوگون کی پہچان ہمسے بیان کیجیے حضرت نے فرمایا وہ ہماری ہی قوم سے ہونگے اور ہماری ہی زبان بولینگے مین نے عرض کیا کہ آپ مجھے کیا حکم دیتے ہین اگر وہ زمانہ مجھپر آجائے فرمایا کہ تم مسلمانونکی جماعت اور انکے امام کے ساتھ ہوجانا مین نے عرض کیا اگر مسلمانون کی کوئی جماعت اور کوئی امام (اُسوقت) نہو فرمایا تو تم ان تمام فرقون سے علحدہ رہنا اور اگر تم کسی درخت کی جڑ دانتون سے پکڑکر بیٹھ جاؤ اور اسی حال مین تمکو موت آجائے (تو یہ سب سے بہتر ہوگا) اور ایک روایت مین ہی کہ (حضرت حذیفہ نے کہا) مین نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم لوگ جاہلیت اور شر مین (مبتلا) تھے پھر اللہ اس خیر کو ہم مین لایا تو کیا بعد اس خیر کے پھر شر ہوگا فرمایا کہ ہان مین نے عرض کیا کہ کیا بعد اس شر کے پھر خیر ہوگا فرمایا ہان مگر اسمین تاریکی ہوگی مین نے عرض کیا کہ تاریکی کیسی فرمایا لوگ میری روش چھوڑکر دوسرونکی روش پر چلینگے تم لوگ انکی کچھ باتین پسند کروگے کچھ ناپسند مین نے پوچھا کہ پھر بعد اس خیر کے شر ہوگا فرمایا ہان کچھ لوگ جہنم کے دروازون پر کھڑے ہوے لوگون کو بلائینگے جو انکا کہنا مان لیگا اسکو جہنم مین ڈالدینگے مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ انکی کچھ پہچان ہمسے بیان کیجیے کہ وہ کون لوگ ہونگے فرمایا وہ لوگ ہماری ہی قوم سے ہونگے اور ہماری ہی زبان بولینگے مینے عرض کیا کہ آپ مجھے کیا حکم دیتے ہین اگر وہ زمانہ مجھے ملے اپنے فرمایا تم مسلمانونکی جماعت اور انکے امام کے ساتھ رہنا مینے عرض کیا کہ اگر (اسوقت) مسلمانونکی کوئی جماعت اور امام نہو فرمایا تو تم ان تمام فرقون سے علحدہ ہوجانا اور اگر تم کسی درخت کی جڑ دانتون سے پکڑلو یہانتک کہ اسی حال مین تمکو موت آجائے (تو یہ سب سے بہتر ہی) اور ایک روایت مین ہی کہ (حضرت حذیفہ کہتے تھے) مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس فتنہ مین بچاؤ کی صورت کیا ہی فرمایا کہ تلوار مینے پوچھا کہ بعد تلوار کے بھی کچھ فتنہ باقی رہیگا

وکنت اسألہ عن الشر مخافۃ ان یدرکنی قال قلت یا رسول اللہ انا کنا فی جاہلیۃ وشر فجاء اللہ بہذا الخیر فہل بعد ہذا الخیر من شر قال نعم قلت فہل بعد ذلک الشر من خیر قال نعم وفیہ دخن قلت وما دخنہ قال یستنون بغیر سنتی ویہدون بغیر ہدیی تعرف منہم وتنکر قلت فہل بعد ذلک الخیر من شر قال نعم دعاۃ علی ابواب جہنم من اجابہم الیہا قذفوہ فیہا قلت یا رسول اللہ صفہم لنا قال ہم من جلدتنا ویتکلمون بالسنتنا قلت فما تامرنی ان ادرکنی ذلک قال تلزم جماعۃ المسلمین وامامہم قلت فان لم تکن لہم جماعۃ ولا امام قال فاعتزل تلک الفرق کلہا ولو ان تعض باصل شجرۃ حتی یدرکک الموت وانت علی ذلک وفی روایۃ قلت یا رسول اللہ انا کنا فی جاہلیۃ وشر فجاءنا اللہ بہذا الخیر فہل بعد ہذا الخیر من شر قال نعم قلت ہل بعد ذلک الشر من خیر قال نعم وفیہ دخن قال قلت وما دخنہ قال قوم یہدون بغیر ہدیی تعرف منہم وتنکر فقلت فہل بعد ذلک الخیر من شر قال نعم دعاۃ علی ابواب جہنم من اجابہم الیہا قذفوہ فیہا قلت یا رسول اللہ صفہم لنا من ہم قال ہم من جلدتنا ویتکلمون بالسنتنا قلت فما تامرنی ان ادرکنی ذلک قال تلزم جماعۃ المسلمین وامامہم قلت فان لم تکن لہم جماعۃ ولا امام قال فاعتزل تلک الفرق کلہا ولو ان تعض باصل شجرۃ حتی یدرکک الموت وانت علی ذلک وفی روایۃ قلت فما العصمۃ یا رسول اللہ قال السیف قلت وہل بعد السیف بقیۃ

سیکون امارة علی اقذاء وهدنة علی دخن قال قلت ثم ماذا قال ثم یخرج الدجال بعد ذلك معه نهر ونار فمن وقع فی ناره وجب اجره

وتکلونه ومن وقع فی نهره وجب وزره وحط
اجره قال البغوی قوله فما العصمة قال السیف
کان قتادة یضعه علی اهل الردة کانت فی
زمن الصدیق رضی الله عنه وقوله هدنة
علی دخن معناه صلح علی بقایا من الضغن
وذلك ان الدخان اثر من النار وقال
ابو عبید اصل الدخن ان یکون فی لون
الدابة والثوب او غیر ذلك کدورة الی
سواد وفی بعض الروایات قلت یا رسول الله
الهدنة علی الدخن ماهی قال لا یرجع قلوب
بنی ادم عن الذی کانت علیه ویروی و
جماعة علی اقذاء یقول یکون اجتماعهم
علی فساد من القلوب شبهه باقذاء العین
فتنۂ اولی مشتمل بر سہ حادثۂ عظیمہ مبدأ این
فتنہ خلافت حضرت مرتضے ست آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نخست از خلافت حضرت مرتضے
خبر دادند کہ منتظم نشود وازان متالم شدند
فی الخصائص اخرج الطبرانی وابو نعیم
عن جابر بن سمرة قال قال رسول الله صلی
الله علیه وسلم لعلی انك امیر مستخلف
وانك مقتول وان هذه مخضوبة من
هذه یعنی لحیته من رأسه واخرج
الحاکم عن علی رضی الله عنه قال ان مما
عهد الی النبی صلی الله علیه وسلم ان
الامة ستغدر بی بعده واخرج الحاکم
عن ابن عباس قال قال النبی صلی الله علیه
وسلم لعلی اما انك ستلقی بعدی
جهدا قال فی سلامة من دینی قال فی
سلامة من دینك واخرج احمد عن ایاس بن عمرو
الاسلمی عن علی عن النبی صلی الله علیه وسلم انه

سیکون اختلاف او امر فان استطعت ان تکون السلم فافعل **حادثۂ اولی** حرب جمل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آنرا در خبر واحد غریب بیان فرمودند اخرج ابو یعلی عن قیس بن ابی حازم قال مرت
عائشة بماء لبنی عامر یقال له الحواب فنبحت علیه الکلاب فقالت ما هذا قالوا ماء لبنی عامر فقال ردونی ردونی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول کیف باحداکن اذا نبحت علیها کلاب الحواب

فرمایا سلطنت ہوگی آشوب چشم کے ساتھ اور صلح ہوگی تیرگی کے ساتھ مین نے پوچھا کہ پھر کیا ہوگا آپنے فرمایا پھر اسکے بعد دجال نکلیگا اسکے ساتھ ایک نہر ہوگی اور آگ ہوگی جو شخص اُسکی آگ مین پڑیگا اُسکا ثواب خدا کے ذمہ ہی اور اُسکے سب گناہ معاف ہوجائینگے اور جو شخص اسکی نہر پر گریگا اسکے گناہ ثابت ہوجائینگے اور اسکا ثواب ضائع ہوجائیگا- بغوی نے کہا ہی کہ وہ فتنہ جسکا بچاؤ تلوار سے ہوگا قتادہ کہتے تھے کہ وہ اہل ردت کا فتنہ ہی جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد مین ہوا اور صلح تیرگی کے ساتھ ہوگی اسکا مطلب یہ ہی کہ صلح کے بعد بھی کینہ باقی رہجائینگے جسطرح آگ سے دھوان پیدا ہوتا ہی- اور ابو عبید نے کہا ہی کہ دخن (جسکا ترجمہ تیرگی) کیا گیا اصل مین اُسکو کہتے ہین کہ کسی جانور یا کپڑے وغیرہ کے رنگ مین کچھ میلاپن مائل بسیاہی ہو- اور بعض روایات مین ہی کہ (حضرت حذیفہ کہتے تھے) مین نے پوچھا یا رسول اللہ صلح تیرگی کے ساتھ ہوگی اسکا کیا مطلب- فرمایا کہ بنی آدم کے قلوب جس حالت پر ہونگے اُس سے نہ ہٹینگے اور ایک روایت مین (بجای سلطنت کے) جماعت آشوب چشم کے ساتھ ہوگی (مروی) ہی مطلب یہ ہوا کہ لوگون کا اجتماع فساد قلب کے ساتھ ہوگا حضرت نے اس فساد قلب کو آشوب چشم سے تشبیہ دی ہی-

فتنۂ اول جو تین بڑے بڑے حادثون پر شامل ہی- اس فتنہ کی ابتدا حضرت مرتضی کی خلافت سے ہی- آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی حضرت مرتضی کی خلافت سے خبر دی کہ وہ منتظم نہوگی اور آپ اس سے رنجیدہ ہوے خصائص مین ہی کہ طبرانی اور ابو نعیم نے حضرت جابر بن سمرہ سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا کہ تم خلیفہ بنائے جاؤگے اور تم مقتول ہوگے اور تمھاری یہ داڑھی تمھارے سر کے خون سے رنگین ہوگی- اور حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا کہ آگاہ رہو تم میرے بعد مصیبت مین مبتلا ہوگے حضرت علی نے پوچھا کہ میرے دین کی سلامتی رہیگی حضرت نے فرمایا ہان تمھارے دین کی سلامتی رہیگی- اور امام احمد نے ایاس بن عمرو اسلمی سے اُنھون نے حضرت علی سے اُنھون نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ آپنے فرمایا عنقریب اختلاف احکام پیدا ہوگا اگر تم بچ سکو تو بچنا-

حادثۂ اول جنگ جمل ہی- آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس حادثہ کی خبر دی ہی جسکی روایت خبر واحد غریب ہی- ابو یعلے نے قیس بن ابی حازم سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے حضرت عائشہ کا گذر بنی عامر کے ایک چشمہ پر ہوا جسکا نام حواب تھا اور وہان کتون نے بھونکنا شروع کیا حضرت عائشہ نے پوچھا کہ یہ کون مقام ہی لوگون نے کہا بنی عامر کا ایک چشمہ ہی (یہ سنتے ہی) حضرت عائشہ نے کہا مجھے واپس لے چلو مین نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ (ہم لوگون سے) فرماتے تھے کہ کیا حال ہوگا تم مین کسی ایک کا جب اُسپر حواب کے کتے بھونکینگے

اور حاکم نے بروایت یحیی بن سعید ولید بن عیاش سے انھون نے ابراہیم (نخعی) سے انھون نے علقمہ سے انھون نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے ہمسے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین تم لوگون کو سات فتنون سے ڈراتا ہون جو میرے بعد ہونگے ایک فتنہ مدینہ سے شروع ہوگا اور ایک مکہ سے اور ایک یمن سے اور ایک شام سے اور ایک مشرق سے اور ایک مغرب سے اور ایک وسط شام سے جسکا نام سفیانی ہوگا۔ حضرت ابن مسعود نے اس حدیث کو بیان کرکے کہا کہ تم مین سے بعض لوگ ابتدائی فتنون کا زمانہ پائینگے اور اس امت مین بعض لوگ ایسے ہونگے جو آخری فتنہ کا زمانہ پائینگے ولید بن عیاش بیان کرتے تھے کہ فتنہ مدینہ کا تو طلحہ و زبیر کے سبب سے ہوا اور فتنہ شام کا بنی امیہ کے سبب سے اور فتنہ مشرق کا اُن لوگون (یعنی اہل عراق) کے سبب سے ہوا۔

حادثۂ دوم جنگ صفین اسکی خبر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کی تھی جسکی روایت صحیح ہی شیخین نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت نہ قائم ہوگی یہانتک کہ دو بڑے گروہ باہم قتال کرینگے دونون کا دعوی ایک ہوگا یہ کلمہ اشارہ ہی اسطرف کہ اہل شام نے مصحف اُٹھایا اور کہا کہ ہمارے اور تمھارے درمیان مین یہی حکم ہی اور حضرت مرتضے نے فرمایا کہ یہ قرآن ساکت ہی اور مین قرآن ناطق ہون۔ اور بخاری نے روایت کی ہی کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے عمار سے فرمایا کہ تمکو گروہ باغی قتل کریگا۔ یہ جنگ تحکیم پر ختم ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واقعہ کو ایسے الفاظ مین بیان فرمایا جس سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ جنگ طرح طرح کے فسادون کی بنیاد ہوگی اور شارع کو پسندیدہ نہین ہی۔

حادثۂ سوم جنگ نہروان ہی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متواتر حدیث مین بیان فرمایا ہی اور ارشاد کیا ہے کہ مسلمانون کے افتراق کے وقت یہ جنگ ہوگی اور خوارج کو وہ فریق قتل کریگا جو اولی بالحق ہوگا اور یہ جنگ اس جماعت کے حسنات عظیمہ سے ہوگی۔ ان تینون حادثون کے بعد حضرت مرتضی کی شہادت کا واقعہ پیش آیا جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث مستفیض مین بیان فرمایا ہی اور حضرت مرتضے کے قاتل کو اشقے الآخرین کی مذمت سے یاد کیا ہی۔ حاکم نے ایک طویل حدیث مین عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے مین اور علی غزوۂ ذو العشیرہ مین ساتھ ساتھ تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا مین تمسے بیان کرون کہ تمام دنیا مین سب سے زیادہ بدبخت کون دو آدمی تھے ہم لوگون نے عرض کیا کہ ہان یارسول اللہ (بیان فرمائیے) آپنے فرمایا قبیلۂ ثمود کا وہ شخص جسنے ناقہ (صالح علیہ السلام) کے پیر کاٹے تھے اور وہ شخص اے علی جو تمھارے سر مین مار یگا یہانتک کہ تمھاری داڑھی تمھارے سر کے خون سے تر ہوجائیگی

ہدنۂ اول - ابتدا اسکی وہ صلح تھی جو حضرت امام حسن نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان سے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو حدیث صحیح مین بیان فرمایا ہی۔ بخاری نے حسن (بصری) سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے مینے حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے سُنا وہ فرماتے تھے کہ ایک روز نبی صلے اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے کہ حسن آگئے

اخرج الحاکم من حدیث یحیی بن سعید عن الولید بن عیاش عن ابراہیم عن علقمۃ قال ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال لنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم احذرکم سبع فتن تکون بعدی فتنۃ تقبل من المدینۃ وفتنۃ بمکۃ وفتنۃ تقبل من الیمن وفتنۃ تقبل من الشام وفتنۃ تقبل من المشرق وفتنۃ تقبل من المغرب وفتنۃ من بطن الشام وھی السفیانی قال فقال ابن مسعود منکم من یدرک اولھا ومن ھذہ الامۃ من یدرک آخرھا قال الولید بن عیاش فکانت فتنۃ المدینۃ من قبل طلحۃ والزبیر وفتنۃ الشام من قبل بنی امیۃ وفتنۃ المشرق من قبل ھؤلاء

حادثۂ ثانیہ حرب صفین و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از ان خبر دادند در خبر صحیح اخرج الشیخان عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا تقوم الساعۃ حتی یقتتل فئتان عظیمتان دعوٰھما واحد و این کلمہ اشارت ست بآنکہ اہل شام مصحف برداشتند کہ درمیان ما و شما این قرآن ست و حضرت مرتضے فرمود کہ این قرآن قرآن صامت ست و من قرآن ناطقم و اخرج البخاری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعمار تقتلک الفئۃ الباغیۃ و آن فتنہ منتہی شد بتحکیم و آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم این قصہ را بلفظی بیان فرمودند کہ مشعر باشد بآنکہ مبدأ مفاسد بسیار گردد و مرضی شارع نبود **حادثۂ ثالثہ** حرب نہروان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آنرا در خبر متواتر بیان فرمودند و ارشاد نمودند کہ در حین فرقت مسلمین ظہور خواہد آمد و متولی قتل آن فریق اولیٰہما بالحق باشد و آن یکی از حسنات عظیمۂ آن جماعت خواہد بود و بعد این سہ حادثہ واقعۂ حضرت مرتضے بظہور آمد و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیان آن در حدیث مستفیض فرمودند و قاتل حضرت مرتضے را باشقی الآخرین نکوہیدند اخرج الحاکم فی حدیث طویل عن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ قال کنت انا و علی رفیقین فی غزوۃ ذی العشیرۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا احدثکما رجلین قلنا بلی یا رسول اللہ قال احیمر ثمود الذی عقر الناقۃ والذی یضربک یا علی علی ھذہ یعنی قرنہ حتی تبتل من الدم ھذہ یعنی لحیتہ و **ہدنۂ اولی** مبدأ آن صلح حضرت حسن بن علی با معاویۃ بن ابی سفیان و آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آنرا در حدیث صحیح بیان فرمودند اخرج البخاری عن الحسن قال لقد سمعت ابا بکرۃ رضی اللہ عنہ قال بینا النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخطب جاء الحسن

اخرج ابن ابی شیبۃ عن معاویۃ قال ما زلت اطمع فی الخلافۃ منذ قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا معاویۃ ان ملکت فاحسن

فتنۂ ثانیہ مشتمل بر حوادث چند یکے شہادت حضرت امام حسین فی المشکوۃ معزوا الی البیہقی

عن ام الفضل بنت الحارث انھا دخلت علی رسول اللہ فقالت یا رسول اللہ انی رایت حلما منکرا اللیلۃ قال وما ھو قالت انہ شدید قال وما ھو قالت رایت کان قطعۃ من جسدک قطعت ووضعت فی حجری فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رایت خیرا تلد ان شاء اللہ فاطمۃ غلاما یکون فی حجرک فولدت فاطمۃ الحسین فکان فی حجری کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدخلت یوما علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوضعتہ فی حجرہ ثم کانت منی التفاتۃ فاذا عینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھریقان الدموع قالت فقلت یا نبی اللہ بابی انت وامی مالک قال اتانی جبرئیل فاخبرنی ان امتی ستقتل ابنی ھذا فقلت ھذا قال نعم واتانی بتربۃ من تربتہ حمراء دوم واقعۂ حرہ اخرج ابوداود عن ابی ذر قال کنت ردیفا خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما علی حمار فلما جاوزنا بیوت المدینۃ قال کیف بک یا ابا ذر اذا کان بالمدینۃ جوع تقوم عن فراشک ولا تبلغ مسجدک حتی یجھدک الجوع قال قلت اللہ ورسولہ اعلم قال تعفف یا ابا ذر کیف بک ...

تو حضرت نے فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سید ہے امید ہے کہ اللہ اسکے ذریعہ سے مسلمانون کے دو گروہون مین صلح کرا دیگا اسکے بعد آپنے اس ہدنہ کی حقیقت بیان فرمائی کہ سلطنت ہوگی آشوب چشم کے ساتھ اور صلح ہوگی کدورت کے ساتھ۔ پھر حضرت معاویہ بن ابی سفیان کی بادشاہی کا مستقل ہوجانا بیان فرمایا (چنانچہ) ابن ابی شیبہ نے حضرت معاویہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے مجھے خلافت کی تمنا اسوقت سے پیدا ہوئی جبکے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھسے فرمایا تھا کہ ای معاویہ اگر تم بادشاہ ہوجاؤ تو (رعیت کے ساتھ) عمدہ سلوک کرنا۔

فتنۂ دوم۔ یہ فتنہ بھی چند حوادث پر شامل ہے۔ اول شہادت حضرت امام حسین مشکوۃ مین بحوالۂ بیہقی ام فضل بنت حارث سے منقول ہے کہ وہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین گئین اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین نے آج شب کو ایک بہت برا خواب دیکھا ہے حضرت نے پوچھا وہ کیا انھون نے عرض کیا کہ بہت ہی سخت خواب ہے حضرت نے پوچھا آخر کیا اُنھون نے عرض کیا کہ مین نے یہ دیکھا کہ ایک ٹکڑا آپ کے جسم کا کاٹا گیا اور میری گود مین رکھدیا گیا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ خواب تو تمنے اچھا دیکھا انشاء اللہ فاطمہ کے ایک بچہ ہوگا وہ تمھاری گود مین رہیگا چنانچہ (ام فضل کہتی ہین کہ) فاطمہ سے حسین پیدا ہوے اور اُنھون نے میری گود مین پرورش پائی جیساکہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا پھر مین ایک روز حضرت کی خدمت مین گئی اور مین نے حسین کو آپ کی گود مین بٹھلا دیا بعد اسکے مین دوسری طرف دیکھنے لگی پھر جو دیکھا تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی دونون آنکھون سے آنسو بہ رہے ہین مین نے پوچھا کہ یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہون آپ کیون روتے ہین فرمایا کہ جبریل میرے پاس آئے اور اُنھون نے مجھسے کہا کہ میری امت میرے اس بیٹے کو قتل کریگی مین نے پوچھا کہ اسکو فرمایا ہان اور وہ میرے پاس اسکی تربت کی سرخ مٹی بھی لے آئے۔ دوسرا واقعۂ حرہ ابوداؤد نے حضرت ابوذر سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ مین ایک روز رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ آپکے پیچھے گدھے پر بیٹھا ہوا تھا جب ہم مدینہ کی آبادی سے باہر نکل گئے تو حضرت نے فرمایا کہ ای ابوذر تمھارا کیا حال ہوگا جب مدینہ مین بھوک کا غلبہ ہوگا اور تم اپنے بستر سے اُٹھکر مسجد تک نہ پہونچنے پاؤگے کہ بھوک سے بیتاب ہوجاؤگے وہ کہتے تھے مین نے عرض کیا کہ اللہ و رسول کو خوب علم ہے تو آپنے فرمایا کہ ای ابوذر (سوال سے) بچنا پھر آپنے فرمایا ای ابوذر تمھارا کیا حال ہوگا جب مدینہ مین موت (کی یہ کثرت) ہوگی کہ ایک قبر کی قیمت ایک غلام کے برابر ہوجائیگی مین نے عرض کیا کہ اللہ اور رسول کو خوب علم ہے فرمایا ای ابوذر صبر کرنا۔ پھر آپنے فرمایا کہ ای ابوذر تمھارا کیا حال ہوگا جب مدینہ مین قتل (عام) ہوگا ایسا کہ احجار زیت خون مین ڈوب جائین گے مین نے کہا اللہ و رسول کو خوب علم ہے آپنے فرمایا کہ تم اپنے گھر مین بیٹھ رہنا مین نے عرض کیا کہ کیا ہتھیار ہاتھ مین لون آپنے فرمایا کہ اگر ایسا کروگے

یا ابا ذر اذا کان بالمدینۃ موت یبلغ البیت العبد حتی انہ یباع القبر بالعبد قال قلت اللہ ورسولہ اعلم قال تصبر یا ابا ذر قال کیف بک یا ابا ذر اذا کان بالمدینۃ قتل تغمر الدماء احجار الزیت قال قلت اللہ ورسولہ اعلم قال تاتی من انت منہ قال قلت والبس السلاح قال ...

شارکت القوم اذا قلت فکیف اصنع یا رسول اللہ قال ان خشیت ان یبھرک شعاع السیف فالق ناحیۃ ثوبک علی وجھک لیبوء باثمک واثمہ

تو تم بھی انکے شریک سمجھے جاؤگے مین نے پوچھا کہ یا رسول اللہ پھر کیا کرون فرمایا کہ اگر تمکو اس بات کا اندیشہ ہو کہ تلوار کی چمک تمھاری آنکھون کو خیرہ کردیگی تو تم اپنے کپڑے کا دامن اپنے چہرہ پر ڈال لو تاکہ وہ شخص تمھارا گناہ اور اپنا گناہ اپنے سر لے لے۔ تیسرا استحلال مکہ بسبب خروج عبد اللہ بن زبیر کے۔ اسکی خبر بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دی ہی۔ چوتھا ابراہیم بن اشتر کا عبید اللہ بن زیاد سے جنگ کرنے کے لیے خروج کرنا۔ پانچوان مختار کا کوفہ مین مسلط ہونا۔ اسکی خبر بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دی ہی کہ ثقیف مین ایک کذاب اور ایک مہلک ہوگا۔ ترمذی نے حضرت عمر سے روایت کی ہی کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے (قبیلہ) ثقیف مین ایک کذّاب ہی اور ایک مہلک۔ عبد اللہ بن عصمہ نے بیان کیا ہی کہ کذاب مختار بن ابی عبید تھا اور مہلک حجاج بن یوسف تھا۔ اور مسلم نے صحیح مسلم مین روایت کی ہی کہ جب حجاج نے عبد اللہ بن زبیر کو قتل کیا تو (انکی والدہ) حضرت اسماء نے کہا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمسے بیان کیا تھا کہ ثقیف مین ایک کذّاب اور ایک مہلک ہوگا۔ چھٹا مصعب کا مختار سے لڑنا۔ ساتوان ضحاک بن قیس کا مروان سے لڑنا۔ آٹھوان۔ عبد الملک کا مصعب (بن زبیر) سے لڑنا۔ نوان حجاج کا اور اسکے ظلم کا ظاہر ہونا۔ اسکو بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا اور ان لڑائیون کی بابت آپنے فرمایا کہ کچھ لوگ جہنم کے دروازہ پر کھڑے ہو لوگونکو بلائینگے۔ بدرنۂ دوم بعد ان تمام باتون کے انتظام سلطنت عبد الملک پر قائم ہوگیا اور تمام اہل اسلام اسکے حکم کے نیچے آگئے اور اسکی اولاد و احفاد نے بھی دنیا مین اسیطرح فرمان روائی کی۔ حدیث شریف مین اس فریق کی حکومت کا بیان وارد ہوا ہی۔ بخاری نے بروایت حضرت ابو ہریرہ نقل کیا ہی کہ آپنے فرمایا میری امت کی ہلاکت قریش کے چند لڑکون کے ہاتھ پر ہوگی۔ اور حاکم نے حضرت ابو ذر سے روایت کی ہی کہ انھون نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جب بنی امیہ کی تعداد چالیس تک پہونچ جائیگی تو وہ اللہ کے بندون کو غلام اور خدا کے مال (یعنی بیت المال کے مال) کو بخشش بنا لینگے اور کتاب خدا کو کھیل بنا دینگے۔ اور ابو یعلے نے اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی ہی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین نے خواب مین اولاد حکم کو دیکھا کہ میرے منبر پر کود رہے ہین۔ راوی کا بیان ہی کہ اس خواب کے بعد نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کبھی کسی نے ہنستا ہوا نہین دیکھا یہانتک کہ آپ کی وفات ہوگئی۔ اور بیہقی نے ابن مسیب سے روایت کی ہی وہ کہتے تھے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے (خواب مین) بنی امیہ کو اپنے منبر پر دیکھا تو آپ کو اس سے بہت رنج ہوا پس آپ پر وحی نازل ہوئی کہ یہ صرف دنیا ہی جو انھین دیگئی ہی تب آپ خوش ہوگئے۔ اور ترمذی اور حاکم اور بیہقی نے حسن بن علی سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بنی امیہ مین سے ایک ایک شخص کو اپنے منبر پر خطبہ پڑھتے ہوئے دیکھا تو آپکو اس سے رنج ہوا پس سورت نازل ہوئی

ستم استحلال مکہ بسبب خروج عبد اللہ ابن الزبیر و آنرا نیز خبر دادند چہارم خروج ابراہیم بن اشتر برائے جنگ عبید اللہ ابن زیاد پنجم تسلط مختار در کوفہ ازان حال نیز خبر دادند کہ فی ثقیف کذاب و مبیر اخرجہ الترمذی عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی ثقیف کذاب و مبیر قال عبد اللہ بن عصمۃ یقال الکذاب ہو المختار بن ابی عبید والمبیر ہو الحجاج بن یوسف وروی مسلم فی الصحیح حین قتل الحجاج عبد اللہ بن الزبیر قالت اسماء ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حدثنا ان فی ثقیف کذابا ومبیرا ششم قتال مصعب با مختار ہفتم قتال ضحاک بن قیس با مروان ہشتم قتال عبد الملک با مصعب نہم ظہور حجاج و ظلم او و آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آنرا بیان فرمودند و آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ازین مقاتلات خبر دادند بدعاۃ علی ابواب جہنم بدرنۂ ثانیہ آنکہ بعد اللتیا والتی امر سلطنت بر عبد الملک مستقر شد و ہمہ اہل اسلام تحت حکم او در آمدند و اولاد و احفاد او نیز در عالم ہمین نسق فرمانروائی کردند و در حدیث شریف بیان حکومت این فریق آمدہ است اخرجہ البخاری عن حدیث ابی ہریرۃ ہلکۃ امتی علی ایدی وغلمۃ من قریش واخرج الحاکم عن ابی ذر سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا بلغت بنو امیۃ اربعین اتخذوا عباد اللہ خولا ومال اللہ نحلا وکتاب اللہ دغلا واخرج ابو یعلی والحاکم عن ابی ہریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال

رایت فی النوم بنی الحکم ینزون علی منبری کما تنزو القردۃ قال فما رئی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ضاحکا مستجمعا حتی توفی واخرج البیہقی عن ابن المسیب قال رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم بنی امیۃ علی منبرہ فساءہ ذلک فاوحی الیہ انما ہی دنیا اعطوہا فقرت عینہ واخرج الترمذی والحاکم والبیہقی عن الحسن بن علی ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قد رای بنی امیۃ یخطبون علی منبرہ رجلا رجلا فساءہ ذلک فنزلت

ـــك الكوثر و نزلت إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ يملكها بنو امية قال القاسم بن الفضل فحسبنا

ـنا بني امية فاذا هي الف شهر لا تزيد ولا تنقص

اخرجه ابو داود عن عبد الله بن حوالة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا ابن حوالة اذا رايت الخلافة قد نزلت الارض المقدسة فقد دنت الزلازل والبلابل والامور العظام والساعة يومئذ اقرب من الناس من يدي هذه الى راسك و اینجا نکتہ ایست باریک آنرا نیز باید فہمید کہ در باب خلافت شام احادیث مختلفہ آمدہ و بعض ناظر بذم و بعض ناظر بمدح مانند حدیث دیگر از مسند ابن حوالہ اخرج احمد وابو داود عن ابن حوالة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم سيصير الامر ان تكونوا جنودا مجندة جند بالشام وجند باليمن وجند بالعراق فقال ابن حوالة خر لي يا رسول الله ان ادركت ذلك فقال عليك بالشام فانها خيرة الله ارضه يجتبي اليها خيرته من عباده فاما ان ابيتم فعليكم بيمنكم واسقوا من غدركم فان الله عز وجل توكل لي بالشام و اهله وجہ حل این تعارض آنست کہ این قوم در حد ذات خویش استحقاق خلافت نداشتند و خلافت بر ایشان مستقر شد و عنایت تشریعیہ متوجہ گشت تا بر جہاد و تعاون بران گشت لہذا ہر جا ذم ست متوجہ بذوات آن جماعہ ست و ہر جا مدح و حث ست متوجہ بامور ملکیہ مانند آن از میان اینہا عمر بن عبد العزیز خلیفہ راشد بود بحلیہ علم و فضل و زہد آراستہ و از وی آثار محمودہ در عالم باقی ماند یکے کتابت علم حدیث و جمع آن دیگر ترک سب اہل بیت و بروے صادق آمد مضمون حدیث يبعث الله على راس كل مائة من يجدد لها دينها **فتنہ ثالثہ** آنکہ چون این مدت نزدیک بانقضا رسید دعاۃ بنی عباس از طرف خراسان سر بر آوردند جنگہا واقع شد و ظلمہا بروی کار آمد ہر کرا از نفس بنی امیہ یا اعوان ایشان یافتند کشتند و مصادرہا نمودند و این معنی در ہمہ اطراف و نواحی فاش گردید و صاربا ہمہ بعد این ہمہ ہنگامہا امر بنی عباس استقرار یافت و تغیر ثالث تمام شد و تغیر رابع ظاہر گشت اگر چہ این تغیر حوادث عظام در بغل داشت و در زمان طویل سپری شد و صبغے واحد داشت چنانکہ تغیرات متقدمہ صبغے داشتند پس بیک اعتبار میتوان گفت کہ دو دولت بیش نیست اول در مدینہ بود و ثانی در شام

إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الاٰیۃ (ترجمہ) اے نبی ہمنے تمکو کوثر دی ہی اور یہ سورت نازل ہوئی انا انزلنٰہ الاٰیۃ (ترجمہ) ہمنے نازل کیا ہی قرآن لیلۃ القدر مین اور تم کیا جانو کیا ہی لیلۃ القدر لیلۃ القدر بہتر ہی ہزار مہینون سے۔ وہ ہزار مہینے جنمین بنی امیہ بادشاہت کرینگے۔ قاسم بن الفضل نے بیان کیا ہی کہ ہمنے حساب کیا تو بنی امیہ کی سلطنت پوری ہزار مہینہ نکلی نہ زیادہ نہ کم۔ اور ابو داؤد نے بروایت عبد اللہ بن حوالہ نقل کیا ہی کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم دیکھو کہ خلافت ارض مقدس (یعنی شام) مین پہونچگئی تو سمجھ لو کہ زلزلے اور پریشانیان اور بڑے بڑے حوادث قریب آگئے اور قیامت اُسوقت اس سے بھی زیادہ قریب ہوگی جسقدر میرا ہاتھ تمھارے سر سے قریب ہی۔ یہان ایک باریک نکتہ ہی اسکو بھی سمجھ لو وہ یہ کہ خلافت شام کے متعلق مختلف حدیثین آئی ہین بعض تو برائی پر دلالت کرتی ہین اور بعض تعریف پر مثلاً ایک دوسری حدیث کہ وہ بھی ابن حوالہ سے مروی ہی جسکو امام احمد اور ابو داود نے ابن حوالہ سے نقل کیا ہی کہ وہ کہتے تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب انجام کار یہ ہوگا کہ تم لوگ بڑے بڑے لشکر بناؤگے ایک لشکر شام مین ہوگا اور ایک یمن مین اور ایک عراق مین ابن حوالہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر وہ زمانہ مجھے ملے تو آپ میرے لیے کس لشکر کو پسند کرتے ہین حضرت نے فرمایا تم شام مین رہنا کیونکہ وہ اللہ کی پسندیدہ زمین ہی وہان اپنے پسندیدہ بندون کو رکھتا ہی اور اگر یہ نہو سکے تو یمن مین رہنا اور اپنے حوضون کا پانی پینا اللہ عز وجل نے مجھسے شام اور اہل شام کے متعلق ذمہ داری کرلی ہی۔ اس **تعارض** کا دفعیہ اسطرح ہی کہ اہل شام اپنے ذاتی اوصاف کے لحاظ سے استحقاق خلافت نہ رکھتے تھے مگر خلافت انکو حاصل ہوئی اور عنایت تشریعیہ جہاد کا کام جاری رکھنے اور اسپر مدد کرنے کی طرف متوجہ ہوئی لہذا جہان کہین برائی ہی اسکا مرجع اہل شام کی ذات ہی اور جہان کہین تعریف ہی وہ امور ملکیہ وغیرہ کے سبب سے ہی۔ انھین اہل شام مین ایک عمر بن عبد العزیز تھے جو اچھے خلیفہ تھے اور علم و فضل و زہد کے زیور سے آراستہ تھے اور انکے بہت عمدہ آثار دنیا مین باقی رہے جنمین سے ایک علم حدیث کی کتابت ہی اور احادیث کا جمع کرنا ہی اور دوسرا سبّ اہل بیت کا موقوف کرنا ہی۔ اس حدیث کا مضمون ان پر صادق آیا کہ اللہ ہر صدی کے شروع مین ایک ایسا شخص پیدا کرتا رہیگا جو دین اسلام کی تجدید کردیا کریگا۔

فتنۂ سوم جب یہ مدت قریب ختم پہونچا تو بنی عباس کے مدعیان خلافت نے خراسان کی طرف سے سر اُٹھایا اور لڑائیان ہوئین اور بڑے بڑے ظلم ہوے جو شخص بنی امیہ مین سے یا انکے مددگارون مین سے ملگیا اُسکو مار ڈالا اور بڑی بڑی سختیان کین یہ بات تمام اطراف و جوانب مین پھیل گئی اور ہوا جو کچھ ہوا۔ ان تمام ہنگامون کے بعد بنی عباس کا کام جم گیا اور تیسرا تغیر ختم ہوگیا اور چوتھا تغیر شروع ہوگیا۔ گو یہ (تیسرا) تغیر بڑے بڑے حادثے اپنے بغل مین رکھتا تھا اور ایک طویل زمانہ کے بعد ختم ہوا مگر اسکا رنگ ایک ہی جیسا کہ گذشتہ تغیرات کا رنگ ایک ہی لہذا ایک اعتبار سے کہسکتے ہین کہ (اسلام مین) صرف دو دولتین ہوئین اول مدینہ مین اور دوسری شام مین

جیسا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خلافت مدینہ میں ہوگی اور سلطنت شام میں اور بنی اسرائیل کی کتابون مین نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی تعریف مین (لکھا) ہی کہ مقام ہجرت اُنکا طیبہ ہوگا اور سلطنت اُنکی ملک شام مین ہوگی۔ **پہلی دولت** خیریت اور خلافت و رحمت اور زمانۂ اشاعت اسلام اوصاف کے ساتھ تعبیر کیگئی اور **دوسری دولت** ان برائیوں کے ساتھ یاد کیگئی کہ انکی قسمیں انکی گواہیوں سے آگے چلینگی اور جھوٹ کا رواج ہوجائیگا اور کاٹنے والی بادشاہت ہوگی اور ڈسنے والے سانپ ہونگے۔ **پہلی دولت** کی تاریخ یون بیان کیگئی ہی کہ اسلام کی چکی پینتیس برس تک چلتی رہیگی۔ اور **دوسری دولت** کی تاریخ اسطرح بیان ہوئی کہ جب بعد اُسکے سلطنت قائم ہوجائیگی تو ستر برس تک رہیگی۔ **پہلی دولت** مین سلف صالح کی بدگوئی نہ تھی اور **دوسری دولت** مین سلف صالح کو بُرا کہنے لگے تھے اپنی اپنی خواہش اور رای کے موافق۔ **پہلی دولت** مین تمام امور دینی کا مرجع پیغمبر اور خلیفۂ خاص تھے اور کوئی قابل لحاظ اختلاف دین مین اسوقت نہ تھا **دوسری دولت** مین بہت سے اختلاف اور اصول عقائد مین بہت سے پراگندہ مذہب مثل مرجئہ و قدریہ و خوارج کے پیدا ہوگئے اور فتاوی اور احکام مین کچھ لوگ اہل مدینہ کے مذہب پر تھے کچھ لوگ اہل عراق کے مذہب پر تھے لیکن ہنوز یہ اختلاف مدون نہوے تھے اور یہ سب نزاع مضبوط نہوئی تھی اس حالت کو (جو تیسرے تغیر سے پیدا ہوئی) بمقابلہ پہلی حالت (جو پہلے دو تغیرون سے پیدا ہوئی تھی) مثل دو مختلف الحقیقۃ نوعون کے سمجھنا چاہیے جو ایک جنس کے نیچے ہون۔ باعتبار اسی امر مشترک کے (جو یہان بمنزلہ جنس کے ہی) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اسلام ہمیشہ غالب رہیگا بارہ خلیفہ کے وقت تک جو سب کے سب قریش سے ہونگے اور ایک روایت مین ہی کہ ہمیشہ لوگون کا کام جاری رہیگا جبتک کہ انکے حاکم بارہ خلیفہ ہونگے جو سب کے سب قریش سے ہونگے۔ اس حدیث کو شیخین نے حضرت جابر بن سمرہ سے روایت کیا ہی تحقیق اس امر مشترک کی جو دونون دولتون یعنی مدینہ کی دولت اور شام کی دولت مین پایا جاتا ہی کچھ تفصیل چاہتی ہی (وہ یہ کہ) غلبۂ دین کے دو بازو ہین ایک خلافت اور دوسرا علم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا۔ دونون دولتون مین خلافت کا مشترک ہونا اس وجہ سے ہی کہ ان دونون دولتون مین خلیفہ مستقل ہوتا تھا اور ملک مین بغیر مزاحمت باغیون کے اور بغیر اسکے کہ امرای لشکر پر پورا بھروسہ کرے تصرف کرتا تھا بخلاف دولت بنی عباس کے اور ان دونون دولتون مین علم کا مشترک ہونا اس سبب سے ہی کہ اُسوقت تک مذاہب کی تدوین نہوئی تھی کوئی شخص یہ نہ کہتا تھا کہ مین فلان شخص کا پیرو ہون بلکہ کتاب و سنت کی دلیلون کو اپنے اصحاب کے مذہب کے موافق تاویل کرنے سے ہر شخص یہ دعوی کرتا تھا کہ خاص شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے موافق حکم اسطرح اور اسطرح ہی آمین اس سے غلطی ہو یا صواب۔ اُسی زمانہ کی فقہ صحابہ و تابعین کے آثار کے ساتھ مخلوط تھی اسند و مرسل سب پر عمل کرتے تھے۔

چوتھی حالت (یعنی **چوتھا تغیر**) خلافت بنی عباس کا عراق مین جم جانا۔ یہ دولت قریب چارسو برس تک رہی۔

قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم الخلافۃ بالمدینۃ والملک بالشام وفی الاسرائیلیات فی وصف النبی صلے اللہ علیہ وسلم مہاجرہ طیبۃ وملکہ بالشام اول بدولۃ خیریت وخلافت ورحمت ودرست تشیع اسلام معبر شد وثانی بوصف تسبق ایمانہم شہادتہم ویفشوا الکذب وملک عضوض واساود ضبابہ موصوف گشت اول موَرَّخ بہ تزول رحی الاسلام لخمس وثلثین وثانی بعد قیام امر سلطنت بعد ازو اولی موَرَّخ بسبعین سنۃ در اول زمان سب سلف صالح نبود ودر ثانی سلف صالح را سب میکردند علے اختلاف اہوائہم وآرائہم در اول جمیع امور دینی ایشان راجع بود بہ پیغامبر و خلیفہ خاص و اختلاف معتد بہ در دین آنجا موجود نبود در زمان ثانی اختلافہا و مذہبہای پراگندہ در اصول عقاید کہ مرجئہ و قدریہ وخوارج و روافض نو پیدا شدند و در فتاوی و احکام جمعے مذہب اہل مدینہ داشتند وطائفہ مذہب اہل عراق لیکن ہنوز این اختلافہا مدون نشدہ و این نزاع محکم الاساس نگشتہ این حالت با حالت اولی بمنزلۂ دو نوع مختلف الحقیقۃ تحت جنس تعہد بلیکر و باعتبار آن امر جامع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرمودہ اند لا یزال الاسلام عزیزا الی اثنی عشر خلیفۃ کلہم من قریش وفی روایۃ لا یزال امر الناس ماضیا ما ولیہم اثنا عشر خلیفۃ کلہم من قریش اخرجہ الشیخان من حدیث جابر بن سمرۃ تحقیق این امر جامع کہ مشترک ست درمیان دو دولت دولتے کہ در مدینہ بود و دولتے کہ در شام استقرار یافت تفصیلے میطلبد ظہور دین دو جناح دارد یکے خلافت و دیگر علم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اما اتفاق ہر دو دولت باعتبار خلافت از آنجہت ست کہ درین ہر دو دولت خلیفہ مستقل میبود متصرف در عالم بغیر مزاحمت خارجیان و بدون اعتماد کلی بر امرای لشکر بخلاف دولت بنی عباس و اتفاق این ہر دو باعتبار علم از آنجہت ست کہ تا اینوقت تدوین مذاہب نشدہ بود و ہیچکس نمیگفت کہ من تبع فلان شخصم بلکہ از کتاب و سنت را بروفق مذہب اصحاب خود تاویل میفرمود و ہر یکے دعوی میکرد کہ بمقتضاے صراح شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام حکم چنین و چنین ست اخطاء فی ہذا او اصاب فقہ این زمانہ مخلوط بود بآثار صحابہ و تابعین مسند و مرسل ہمہ را اخذ میکردند حالت رابعہ استقرار خلافت بنی عباس در عراق و این دولت قریب چہار صد سال

...حجر وانہ اخرجہ الترمذی عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تخرج من خراسان رایات سود فلا یردہا شیء حتی تنصب بایلیاء

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی بھی خبر دی ہو۔ ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی ہو کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خراسان سے کچھ سیاہ جھنڈے نکلینگے جنکو کوئی چیز واپس نکر سکیگی یہانتک کہ وہ ایلیا (بیت المقدس) مین نصب کر دیے جائینگے۔ فتنہ سرّاء (جو آیندہ حدیث مین مذکور ہوگا) یہی فتنہ ہو اور ظلم اور سرکشی (جو کانپنے والی بادشاہت کے بعد بیان کی گئی ہو) یہی ہو۔ ابو داؤد نے بروایت عبد اللہ بن عمر نقل کیا ہو وہ کہتے تھے کہ ہم لوگ (ایک روز) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوے تھے آپنے فتنونکا ذکر کیا اور بہت ذکر کیا یہانتک کہ آپنے فتنۂ احلاس کا ذکر کیا ایک شخص نے پوچھا کہ یا رسول اللہ فتنۂ احلاس کیا چیز ہو آپنے فرمایا کہ اسمین ہرب اور حرب ہوگی اسکے بعد فتنۂ سرّاء ہوگا جسکا دھوان ایک ایسے شخص کے پیر کے نیچے سے اٹھیگا جو میرے اہل بیت مین سے ہوگا وہ اپنے کو میرے گروہ مین سے سمجھیگا حالانکہ وہ میرے گروہ سے نہوگا میرے ولی وہی لوگ ہین جو متقی ہون اسکے بعد پھر لوگ ایک ایسے شخص پر متفق ہوجائینگے جو مثل سرین کے پسلی پر ہوگا اسکے بعد فتنۂ دہیما ہوگا جو اس امت مین سے کسی کو باقی نہ رکھیگا جسکو ایک طمانچہ نہ مارے (وہ فتنہ ایسا طویل ہوگا کہ) جب لوگ خیال کرینگے کہ اب یہ فتنہ ختم ہوا تو وہ اور بڑھ جائیگا اس فتنہ مین آدمی صبح کو مومن ہوگا اور شام کو کافر ہو جائیگا۔ یہانتک کہ امت مین دو فرقے ہوجائینگے ایک فرقہ ایمان کا جسمین بالکل نفاق نہوگا دوسرا فرقہ نفاق کا جسمین بالکل ایمان نہوگا جب یہ حالت ہو جائے تو تم اسی دن یا اسکے دوسرے دن دجال کا انتظار کرنا۔ خطابی نے کہا ہو کہ اس فتنہ کو فتنۃ الاحلاس اس سبب کہا گیا کہ (حلس سیاہی کو کہتے ہین اور) یہ فتنہ سیاہ اور تاریک تھا اور حرب کے معنی مال اور اولاد کے تلف ہوجانے کے ہین اہل عرب بولتے ہین کہ حرب الرجل مطلب یہ ہوتا ہو کہ اسکے مال اور اولاد ضائع ہوگئے۔ دھوین سے مراد یہ ہو کہ یہ فتنہ دھوین کیطرح اسکے پیرون کے نیچے سے جوش کریگا اور سرین کا پسلی پر ہونا ایک مثل ہو جو ایسے شخص پر بولی جاتی ہو کہ وہ سیدھا کھڑا نہ ہو سکتا ہو جسطرح پسلی شانے کے ساتھ سیدھی نہین ہو سکتی نہ اسکو اٹھا سکتی ہو اور جب کسی کی نسبت کہتے ہین کہ وہ مثل ہتیلی کے کلائی مین ہو یا مثل کلائی کے بازو مین ہو تو مراد یہ ہوتی ہو کہ وہ شخص بادشاہت کے قابل نہین اسکا بار اٹھا نہین سکتا۔ دہیما تصغیر دہما کی ہو یہ تصغیر واسطے مذمت کے ہو۔ اس فقیر کے نزدیک اس حدیث کے جو معنی ثابت ہین وہ یہ ہین کہ فتنۂ احلاس سے مراد بنی امیہ کا فتنہ ہو جو شام مین ہوا اور ہرب سے عبد اللہ بن زبیر کے مدینہ سے مکہ بھاگ کر جانے کی طرف اشارہ ہو اور حرب سے وہ لڑائیان مراد ہین جو ضحاک بن قیس وغیرہ سے ہوئین اور فتنۂ سرّاء سے فتنہ بنی عباس مراد ہو ابراہیم عباسی کا فرمان بجانب ابو مسلم تمنے کتب تاریخ مین پڑھا ہوگا۔ اور فتنۂ دہیما سے مراد ترکون کا فتنہ ہو اور یہ جو کہا گیا کہ جب اس فتنہ کی بابت یہ خیال کیا جائیگا کہ ختم ہوگیا تو اور بڑھ جائیگا یہ اسطرف اشارہ ہو کہ گروہ ترک یکے بعد دیگرے زمین روم و فارس مین مستقل رہینگے۔ اب ایک مسئلہ نہایت مشکل اور باقی ہو وہ یہ کہ ابن ماجہ کی حدیث مین ابو مسلم کے خراسان سے نکلنے کیطرف اشارہ ہو

...اوردہ ہست مضمون نیز کلیات ... اخرج ابو داود من حدیث عبد اللہ بن عمر قال کنا قعودا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذکر الفتن فاکثر فی ذکرہا حتی ذکر فتنۃ الاحلاس فقال قائل یا رسول اللہ وما فتنۃ الاحلاس قال ہی ہرب وحرب ثم فتنۃ السراء ودخنہا من تحت قدمی رجل من اہل بیتی یزعم انہ منی ولیس منی انما اولیائی المتقون ثم یصطلح الناس علی رجل کورک علی ضلع ثم فتنۃ الدہیماء لا تدع احدا من ہذہ الامۃ الا لطمتہ لطمۃ فاذا قیل انقضت تمادت یصبح الرجل فیہا مؤمنا ویمسی کافرا حتی یصیر الناس الی فسطاطین فسطاط ایمان لا نفاق فیہ وفسطاط نفاق لا ایمان فیہ فاذا کان ذلکم فانتظروا الدجال من یومہ او من غدہ قال الخطابی قولہ فتنۃ الاحلاس انما اضیفت الفتنۃ الی الاحلاس لدوامہا وطول لبثہا یقال للرجل اذا کان یلزم بیتہ لا یبرح ہو حلس بیتہ وقد یحتمل ان یکون شبہہا بالاحلاس لسواد لونہا وظلمتہا والحرب ذہاب المال والاہل یقال حرب الرجل فہو حریب اذا سلب مالہ واہلہ والدخان یرید انہا تثور کالدخان من تحت قدمیہ وقولہ کورک علی ضلع مثل ومعناہ الامر الذی لا یثبت ولا یستقیم وذلک ان الضلع لا یقوم بالورک ولا یحملہ وانما یقال فی باب الملائمۃ والموافقۃ اذا وصفوا ہو ککف فی ساعد وساعد فی ذراع ونحو ذلک یرید ان ہذا الرجل غیر خلیق الملک ولا مستقل بہ والدہیماء تصغیر الدہماء صغرہا علی مذہب المذمۃ لہا انچہ در معنی این حدیث پیش فقیر

...مقصود آنست کہ فتنہ احلاس فتنہ بنی امیہ ست در شام و ہرب اشارہ ہست بگریختن عبد اللہ بن الزبیر از مدینہ بمکہ و حرب اشارہ بعد ازان از مقاتلات ضحاک بن قیس و غیر آن ... و فتنۃ السراء فتنہ بنی عباس ست قصہ ... ابراہیم عباسی بسوی ابو مسلم در کتب تاریخ خواندہ باشی و فتنۃ الدہیماء فتنہ ترک ست فاذا قیل انقضت تمادت اشارہ ہست ... کہ ترک طبقہ بعد طبقہ در زمین روم و فارس باقی ماند مسئلہ در غایت اشکال در حدیث ابن ماجہ اشارہ بقصہ خروج ابو مسلم از خراسان واقع شدہ

اور اس خلیفہ کو مہدی فرمایا گیا ہے اور اسکے مدد کرنے کی ترغیب دی گئی ہے خارجیون نے اسکے متعلق ایک اعتراض بھی کیا ہے۔
ابن ماجہ نے بروایت علقمہ حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ایک روز ہم رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوے تھے کہ کچھ جوان بنی ہاشم کے سامنے سے آئے جب انکو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو آپکی آنکھوں مین آنسو بھر آئے اور آپکا رنگ متغیر ہو گیا ہم لوگون نے عرض کیا کہ کیا بات ہے کہ ہم آپکے چہرہ مین رنج کے آثار دیکھتے ہین حضرت نے فرمایا کہ ہم ایسے لوگ ہین کہ اللہ نے ہمارے لیے دنیا پر آخرت کو ترجیح دی ہے میرے اہل بیت میرے بعد آزمائش اور مصیبت اور جلاوطنی مین مبتلا ہونگے یہانتک کہ کچھ لوگ مشرق کی جانب سے آئینگے اُنکے ساتھ سیاہ جھنڈے ہونگے وہ (لوگون سے) مال مانگیں گے مگر اُنھین نہ ملیگا پھر وہ لڑینگے اور اُنھین فتح حاصل ہوگی اور جو کچھ اُنھون نے مانگا تھا اُنھین دیا جائیگا مگر وہ اسکو قبول نکرینگے اور میرے اہل بیت مین سے ایک شخص کے حوالہ کر دینگے جو دنیا کو انصاف سے بھر دیگا۔ پس جو شخص تم مین سے اُن لوگون کو پائے اُسکو چاہیے کہ انکے پاس آئے چاہے اُسکو برف پر گھٹنون کے بل چلنا پڑے اور ابن ماجہ نے ثوبان سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمھارے خزانے کے پاس تین آدمی قتال کرینگے وہ سب کسی نہ کسی خلیفہ کے بیٹے ہونگے مگر وہ خزانہ کسی کو نہ ملیگا پھر کچھ سیاہ جھنڈے مشرق کی طرف سے نکلینگے اور تمکو اسطرح قتل کرینگے کہ کسی قوم نے اسطرح قتل نکیا ہوگا اسکے بعد آپنے کچھ اور ذکر کیا جو مجھے یاد نہین پھر آپنے فرمایا کہ جب تم اس خلیفہ کو (جسکے ہمراہ سیاہ جھنڈے ہونگے) دیکھنا تو اس سے بیعت کر لینا چاہے برف پر گھٹنون کے بل تمکو چلکر جانا پڑے کیونکہ وہ خلیفۂ خدا اور مہدی ہے۔ اور ابن ماجہ نے عبد اللہ بن حارث بن جزء زبیدی سے روایت کی ہے کہ انھون نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کچھ لوگ مشرق سے آئینگے اور وہ مہدی کی سلطنت (قائم کرنے) کے لیے لڑینگے۔

تحقیق اُن تینون حدیثون کی اس فقیر کے نزدیک یہ ہے کہ مہدی سے مراد خلیفۂ بنی عباس ہے نہ امام مہدی جو آخر زمانہ مین ظاہر ہونگے یہان اس خلیفہ کو مہدی اور خلیفۃ اللہ کہنا اور اُسکے مدد کی ترغیب دینا محض اس سبب سے ہے کہ اس فریق کی خلافت پردۂ تقدیر مین مصمم ہو چکی تھی اسمین تغیر و تبدل ہو نیوالا نتھا لہذا وہ مہدی ہوا یعنی راہ یافتہ اس تدبیر کی طرف جو اسکی خلافت کو مضبوط کر دے نہ مثل دوسرے خارجیون کے کہ انکی تدبیر رائگان ہو گئی اور سوا فتنہ و فساد کے کچھ انکے ہاتھ نہ آیا خلیفۃ اللہ اسکو اس معنی کر کہا گیا کہ خلافت اسکی تقدیر الٰہی مین مصمم ہو چکی تھی اور (اسی وجہ سے کہا گیا) اسکے ساتھ ہو جانا چاہیے اسکی مخالفت نکرنا چاہیے کیونکہ بڑا مقصود شریعت مین قطع نزاع ہے اور فتنہ و فساد کا کم کرنا۔ جمی ہوئی خلافت بہتر ہے (گو اسکا مالک مثل سرین کے شانہ پر ہو) بہ نسبت پراگندہ خلافت کے گو اُسکا مالک افضل ہو تشریع کا شیوہ یہ ہے کہ فسادات مین کمی ہو اور وہ راہ متعین ہو جائے جس سے (مقصود) موافق تقدیر کے جلد حاصل ہو جائے۔
شروع دولت عباسیہ مین خلیفہ کا حکم اطراف عالم مین نافذ تھا معتصم کے بعد حکم انکا کمزور ہو گیا اور سلجوقیون کی خلافت قائم ہو گئی

واین خلیفہ را مہدی گفتہ اند و ترغیب بنصرت او نمودہ اند و بطریق آن خارجیان عذری حوالہ کردہ اند اخرج ابن ماجۃ من حدیث علقمۃ عن عبد اللہ بن مسعود قال بینما نحن عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ اقبل فتیۃ من بنی ہاشم فلما رآہم النبی صلی اللہ علیہ وسلم اغرورقت عیناہ وتغیر لونہ قال فقلت ما نزال نری فی وجہک شیئا نکرہہ فقال انا اہل بیت اختار اللہ لنا الآخرۃ علی الدنیا وان اہل بیتی سیلقون بعدی بلاء وتشریدا وتطریدا حتی یاتی قوم من قبل المشرق معہم رایات سود فیسئلون الخیر فلا یعطونہ فیقاتلون فینصرون فیعطون ما سألوا فلا یقبلونہ حتی یدفعوہا الی رجل من اہل بیتی فیملأہا قسطا کما ملؤہا جورا فمن ادرک ذلک منکم فلیأتہم ولو حبوا علی الثلج واخرج ابن ماجۃ عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقتتل عند کنزکم ثلثۃ کلہم ابن خلیفۃ ثم لا یصیر الی واحد منہم ثم تطلع الرایات السود من قبل المشرق فیقتلونکم قتلا لم یقتلہ قوم ثم ذکر شیئا لا احفظہ فقال فاذا رأیتموہ فبایعوہ ولو حبوا علی الثلج فانہ خلیفۃ اللہ المہدی واخرج ابن ماجۃ عن عبد اللہ بن الحارث ابن جزء الزبیدی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج ناس من المشرق فیوطئون للمہدی یعنی سلطانہ تحقیق این سہ حدیث پیش فقیر آنست کہ مراد از مہدی خلیفۂ بنی عباس ست نہ امام مہدی کہ در آخر زمان ظہور نماید اینجا مہدی گفتن و خلیفۃ اللہ نامیدن و حث بر نصرت او نمودن بجہت آنست کہ خلافت این فریق در پردۂ تقدیر مصمم شدہ آنرا تغیر و تبدل نیست پس او مہدی ست راہ نمودہ شدہ بسوی تدبیرے کہ مفضی باشد باستقرار دولت چنانکہ ... دیگر کہ تدبیر آنہا متلاشی شدہ بجز ... ہست ایشان نیامد و خلیفۃ اللہ ست ... در تقدیر الٰہی مصمم گشت و باوی باید بود و از وی نباید نمود زیرا کہ مطلوب اہم در شریعت قطع نزاع ست و تقلیل ہرج و مرج خلافت مستقرہ بہتر ست اگرچہ مالک آن کوکب سے (؟) ... باشد از خلافت منتشرہ شان تشریع تقلیل مفسدہ و تعیین راہی کہ موافق تقدیر زود تر حاصل شود در اول دولت عباسیہ خلیفہ در اطراف عالم نافذ بود و بعد معتصم حکم ایشان ضعیف شد ...